﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾

سیرت سَیِّدُ الاُمَمِ صلی اللہ علیہ وسلم

ماخذ

قرآنِ مجید، کتبِ احادیث، فقہ و تاریخ

جلد ۱۱

مولوی محمد اصغر ہاشمی

۵ ہجری

غزوہ دومۃ الجندل

ربیع الاول پانچ ہجری (جولائی ۶۲۶ء)

غزوہ بدر صغریٰ میں ابوسفیان کا مسلمانوں سے مقابلہ کرنے کے بجائے بزدلانہ واپسی سے مسلمانوں کی ہر سو دھاک بیٹھ گئی اور مدینہ منورہ میں مسلمانوں کو سکھ کا سانس لینا نصیب ہوا، چنانچہ غزوہ بدر صغریٰ کے بعد چھ ماہ تک آپ مدینہ منورہ میں قیام پذیر رہے اور اس دوران عرب کی آخری حدود تک مسلمانوں کا رعب ودبدبہ قائم رکھنے کے لئے سوچ وبچار کرتے رہے،

بَلَغَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنّ بِدُومَةِ الْجَنْدَلِ جَمْعًا كَثِيرًا وَأَنّهُمْ يَظْلِمُونَ مَنْ مَرّ بِهِمْ مِنْ الضّافِطَةِ وَأَنّهُمْ يُرِيدُونَ أَنْ يَدْنُوا مِنْ الْمَدِينَةِ، وهي طرف مِن أفواه الشّامَ بينها وبين دِمَشْقُ خَمْسَ لَيَالٍ.وَبَيْنَهَا وَبَيْنَ الْمَدِينَةِ خَمْسَ عَشْرَةَ أَوْ سِتَّ عَشْرَةَ لَيْلَة،فَنَدَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النّاسَ ،وَاسْتَخْلَفَ عَلَى الْمَدِينَةِ سِبَاعَ بْنَ عُرْفُطَةَ الْغِفَارِيَّ،وَخَرَجَ لِخَمْسِ لَيَالٍ بَقِينَ مِنْ شَهْرِ رَبِيعٍ الأَوَّلِ، فِي أَلْفٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ،وَمَعَهُ دَلِيلٌ لَهُ مِنْ بَنِي عُذْرَةَ يُقَالُ لَهُ: مَذْكُورٌ،فَكَانَ يَسِيرُ اللَيْلَ وَيَكْمُنُ النَّهَارَ، وَغَنِمَ الْمُسْلِمُونَ إِبِلًا وَغَنَمًا وُجِدَتْ لَهُمْ

اس کے بعد آپ کو اطلاع ملی کہ شام کی سرحدوں کے قریب دومتہ الجندل (جو مدینہ کی سمت شام کا مدینہ منورہ سے سب سے قریبی شہر ہے جو تبوک کے قریب واقع ہے) کے گرد آباد قبائل ادھر سے گزرنے والے شتر سواروں اور مزدوروں کو لوٹ رہے ہیں اور انہوں نے مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کرلیا ہے، دومتہ الجندل شام کے راستے کے کنارے پر ہے، اس کے اور دمشق کے درمیان پانچ رات کی مسافت ہے، مدینہ منورہ سے پندرہ یا سولہ رات کی مسافت پر ہے، رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو مشاورت کے لئے بلایا، چنانچہ آپ ﷺ نے سباع بن عرفطہ غفاری رضی اللہ عنہ کو مدینہ کی حفاظت ونگرانی کے لئے پر اپنا نائب مقرر فرمایا اور پچیس ربیع الاول پانچ ہجری کو ایک ہزار جانثاروں کے ساتھ شام کی حدود کی طرف روانہ ہوئے، دومتہ الجندل کی طرف رہنمائی کرنے کے لئے بنوعذرہ کا مذکور نامی شخص کو اجرت پر رکھ لیا، دشمن پر بے خبری میں اچانک حملہ کرنے کے لئے آپ نے یہ طریقہ کار بنایا کہ دن میں چھپے رہتے اور رات کے اندھیرے میں سفر کرتے، اسی طرح پندرہ راتوں کو سفر کرتے ہوئے جب منزل پر پہنچے تو دومتہ الجندل والوں پر آپ کی ہیبت چھاگئی اور وہ منتشر ہو گئے، آپ ﷺ نے ان کے اونٹوں اور بکریوں کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔[1]

فَأَصَابَ مَنْ أَصَابَ وَهَرَبَ مَنْ هَرَبَ فِي كُلِّ وَجْهٍ

[1] الکامل فی التاریخ ۲؍۶۴

آپ ﷺ نے مویشی اور چرواہوں پر حملہ کیا جو مل گیا وہ مل گیا جو بھاگ گیا وہ بھاگ گیا۔ (۱)

وَنَزَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَاحَتِهِمْ فَلَمْ يَلْقَ بِهَا أَحَدًا فَأَقَامَ بِهَا أَيَّامًا، وَبَثَّ السَّرَايَا وَفَرَّقَهَا فرجعت ولم تُصِبْ مِنْهُمْ أَحَدًا وَأُخِذَ مِنْهُمْ رَجُلٌ فَسَأَلَهُ رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُمْ. فَقَالَ: هَرَبُوا حَيْثُ سَمِعُوا أَنَّكَ أَخَذْتَ نَعَمَهُمْ، فَعَرَضَ عَلَيْهِ الإِسْلام فَأَسْلَمَ

رسول اللہ ﷺ نے حسب معمول چند دن وہیں قیام فرمایا اور دشمنوں کو گھیرنے کے لئے کئی اطراف میں چند چھوٹے دستے روانہ فرمائے لیکن دشمن دور نکل چکے تھے اس لئے کوئی ہاتھ نہ لگا، ایک شخص گرفتار ہوا اس سے رسول اللہ ﷺ نے اس کے ساتھیوں کے بارے میں دریافت فرمایا اس نے کہا کہ وہ لوگ جب ہی بھاگ گئے جب انہوں نے یہ سنا کہ آپ نے ان کے اونٹ پکڑ لئے ہیں، آپ ﷺ نے اس پر اسلام پیش کیا اور اس نے قبول کرلیا۔ (۲)

وَرَجَعَ رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِينَةِ وَلَمْ يَلْقَ كَيْدًا لِعَشْرِ لَيَالٍ بَقِينَ مِنْ شَهْرِ رَبِيعٍ الآخِرِ

اور رسول اللہ ﷺ بیس ربیع الثانی کو اس طرح واپس مدینہ تشریف لے آئے کہ آپ کو جنگ کی نوبت ہی نہیں آئی۔ (۳)

آپ ﷺ کے ان اقدام سے بدووں اور اعراب کو کوئی منصوبہ بنانے کا حوصلہ نہ ہوا، منافقین و یہود نے مایوس ہو کر خاموش رہنے میں اپنی عافیت جانی، اس طرح مدینہ کی مختصر ریاست میں امن وامان قائم ہو گیا

فَأَقَامَ بِالْمَدِينَةِ بَقِيَّةَ سَنَتِهِ

اور بقیہ سال آپ مدینہ ہی میں تشریف فرما رہے۔ (۴)

وفد بنی مزینہ:

حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْمُزَنِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: كَانَ أَوَّلَ مَنْ وَفَدَ عَلَى رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ من مُضَرَ أَرْبَعُمِائَةٍ مِنْ مُزَيْنَةَ

کثیر بن عبداللہ المزنی نے اپنے والد سے اور انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی ہے مضر کا سب سے پہلا وفد جو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا وہ قبیلہ مزینہ کا چار سو آدمیوں پر مشتمل تھا۔ (۵)

وَذَلِكَ فِي رَجَبٍ سَنَةَ خَمْسٍ

---

(۱) ابن سعد ۲؍۴۸، البدایة والنهایة ۴؍۱۰۵، مغازی واقدی ۱؍۴۰۳

(۲) ابن سعد ۲؍۴۷، عیون الآثر ۲؍۸۲، مغازی واقدی ۱؍۴۰۴

(۳) ابن سعد ۲؍۴۷

(۴) البدایة والنهایة ۴؍۱۰۵

(۵) البدایة والنهایة ۵؍۵۰، شرح زرقانی علی المواهب ۵؍۱۷۹، السیرة النبویة لابن کثیر ۴؍۷۸، المنتظم فی تاریخ الملوک والامم ۳؍۲۱۸

یہ وفد رجب پانچ ہجری میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور نعمت اسلام سے بہرہ ور ہوا، اس وفد کے قائد بلال رضی اللہ عنہ بن حارث مزنی تھے۔
ایک روایت کے مطابق ان کے قائد نعمان بن مقرن تھے۔ (غزوہ تبوک از علامہ محمد احمد باشمیل)

اس وفد میں معرکہ نہاوند کے بطل خاص نعمان رضی اللہ عنہ بن مقرن اور خزاعی رضی اللہ عنہ بن عبد نہم بھی شامل تھے

وكان لمُزَيْنَةَ صَنَمٌ يُقَالُ لَهُ: نَهْم، ذَبَائِحُهُمْ الَّتِي يَتَقَرَّبُونَ بِهَا كَسَرَهُ سَادِنُهُ خُزَاعِيُّ بْنُ عَبْدِ نُهْمٍ، فَلَمَّا سَمِعَ بِأَمْرِ الرَّسُولُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ودَيْنُهُ الْجَدِيد، ثَارَ عَلَى الصَّنَم وَكَسَرَهُ

مزینہ کا ایک بت تھا جسے نہم کہا جاتا تھا اور اس کا تقرب حاصل کرنے کے لئے قربانی کی جاتی تھی، اسلام قبول کرنے سے بیشتر خزاعی رضی اللہ عنہ بن عبد نہم بنو مزینہ کے بت نہم کے دربان (حاجب) تھے، مگر اللہ جیسے چاہئے ہدایت کے راستے پر گامزن کر دے، جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے دین کے بارے میں سنا تو انہوں نے اس بت کو توڑ ڈالا اور یہ شعر پڑھے۔

ذَهَبْتُ إِلَى نهمٍ لأذبحَ عِنْده ... عَتِيرَةً نسكٍ كَالَّذِي كُنْت أَفْعَلُ

میں نہم کے پاس گیا تا کہ اس کے سامنے بکری قربان کروں جیسا کہ میرا معمول تھا

فَقُلْت لِنَفْسِي حِين رَاجَعْت عَقْلِهَا ... أَهَذا إلهٌ أبكمٌ لَيْسَ يَعْقِل

جب میں نے عقل سے کام لے کر غور کیا تو میرے دل نے کہا کہ یہ گونگا اور بے عقل معبود ہے

أَبَيْتَ فَدِينِي الْيَوْم دين محمدٍ ... إلَه السَّمَاء الْمَاجِد الْمُتَفضِّلُ

میں نے آج محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین قبول کر لیا ہے، اور میں نے آپنے آپ کو اللہ بزرگ و برتر کے سپرد کر دیا ہے۔
اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر دین اسلام قبول کر لیا۔ [1]

وكان ينزل الأشعر، والأجرد وراء المدينة، وكان يأتي المدينة

علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ کے بیان کے مطابق اس وفد میں بوڑھے اور بچے بھی شامل تھے، وفد کے قائد بلال رضی اللہ عنہ بن حارث نے انہیں مدینہ منورہ کے باہر ٹھیرایا اور خود دوسرے سواروں کے ہمراہ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے۔ [2]

فَجَعَلَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلَّم الْهِجْرَةَ فِي دَارِهِمْ وَقَالَ: أَنْتُمْ مُهَاجِرُونَ حَيْثُ كُنْتُمْ فَارْجِعُوا إِلَى أَمْوَالِكُمْ، فَرَجَعُوا إِلَى بِلَادِهِمْ

(مزینہ کا علاقہ مدینہ سے زیادہ دور نہیں تھا) یہ لوگ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنا چاہتے تھے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مناسب یہی خیال کیا کہ وہ اپنے علاقے میں مقیم رہیں چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو ہدایت فرمائی کہ اپنے علاقے میں واپس جاؤ تم جہاں بھی رہو گے تمہیں

---

[1] خزانۃالادب ولب الباب لسان العرب للبغدادی۷؍۲۳۱،تاریخ العرب القدیم۱؍۱۳۱،المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام ۱۱؍۲۷۷

[2] اسد الغابۃ۱؍۴۱۳

مہاجرین میں داخل سمجھا جائے گا، چنانچہ وہ اپنے گھروں کو واپس لوٹ گئے۔ (۱)

قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعِمائَةِ رَجُلٍ مِنْ مُزَيْنَةَ،فَلَمَّا أَرَدْنَا أَنْ نَنْصَرِفَ، قَالَ: يَا عمر! زَوِّدِ الْقَوْمَ،فَقَالَ: مَا عِنْدِي إِلَّا شَيْءٌ مِنْ تَمْرٍ، مَا أَظُنُّهُ يَقَعُ مِنَ الْقَوْمِ مَوْقِعًا،قَالَ: انْطَلِقْ فَزَوِّدْهُمْ،قَالَ: فَانْطَلَقَ بِهِمْ عمر، فَأَدْخَلَهُمْ مَنْزِلَهُ ثُمَّ أَصْعَدَهُمْ إِلَى عُلِّيَّةٍ، فَلَمَّا دَخَلْنَا، إِذَا فِيهَا مِنَ التَّمْرِ مِثْلُ الْجَمَلِ الْأَوْرَقِ،فَأَخَذَ الْقَوْمُ مِنْهُ حَاجَتَهُمْ،قَالَ النعمان: فَكُنْتُ فِي آخِرِ مَنْ خَرَجَ، فَنَظَرْتُ فَمَا أَفْقِدُ مَوْضِعَ تَمْرَةٍ مِنْ مَكَانِهَا

نعمان رضی اللہ عنہ بن مقرن سے مروی ہے ہم بنی مزینہ کے چار سو افراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، جب ہم مدینہ منورہ سے چلنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کہ ہمیں زاد راہ عطا فرمایا جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو ہدایت فرمائی کہ انہیں زاد راہ دو، انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پاس کھجوروں کی کچھ مقدار موجود ہے مگر وہ اتنے زیادہ آدمیوں کے لئے کافی نہیں ہوگی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ اور یہی کھجوریں ان میں تقسیم کر دو، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مجھے (نعمان رضی اللہ عنہ بن مقرن) ساتھ لے کر اپنے بالاخانے پہنچے تو میں نے دیکھا کہ وہاں اونٹ کے برابر کھجوریں کا ڈھیر پڑا ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کھجوریں تقسیم کرنا شروع کیں تو سب کے سب اراکین وفد نے اپنا اپنا حصہ حاصل کیا، نعمان کہتے ہیں میں سب سے آخر میں تھا میں نے دیکھا کہ کھجوروں کا ڈھیر اسی طرح موجود تھا جیسے تقسیم سے پہلے تھا اور اس میں کوئی کمی نہیں ہوئی تھی۔ (۲)

أَوَّلَ مَنْ قَدِمَ مِنْ مُزَيْنَةَ خُزَاعِيُّ بْنُ عَبْدِ نُهْمٍ وَمَعَهُ عَشَرَةٌ مِنْ قَوْمِهِ فَبَايَعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى إِسْلَامِ قَوْمِهِ، فيهم بلال بن الحارث، والنّعمان بن مقرّن،فَلَمَّا رَجَعَ إِلَيْهِمْ لَمْ يَجِدْهُمْ كَمَا ظَنَّ فِيهِمْ فَتَأَخَّرُوا عَنْهُ. فَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَسَّانَ بْنَ ثَابِتٍ أَنْ يُعَرِّضَ بِخُزَاعِيٍّ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَهْجُوَهُ، فَذَكَرَ أَبْيَاتًا فَلَمَّا بَلَغَتْ

سب سے پہلا وفد جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا وہ قبیلہ مزینہ کا تھا جو خزاعی بن عبدنہم کی سربراہی میں دس آدمیوں پر مشتمل تھا اور انہوں نے تمام قبیلہ مزینہ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی، اس وفد میں بلال رضی اللہ عنہ بن حارث اور نعمان رضی اللہ عنہ بن مقرن بھی شامل تھے، مگر انہوں نے ان لوگوں کی وہ کیفیت نہیں پائی جیسا کہ ان کا خیال تھا وہ مقیم ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا کہ خزاعی کا ذکر کرو اور ان کی مذمت کرو، چنانچہ حسان بن ثابت نے کہا

أَلا أَبْلِغْ خُزَاعِيًّا رَسُولا　　　بِأَنَّ الذَّمَّ يَغْسِلُهُ الْوَفَاءُ

خبردار! خزاعی کے پاس قاصد بھیج دے　　　کہ وفاداری مذمت کو دھو دیتی ہے

وَأَنَّكَ خَيْرُ عُثْمَانَ بْنِ عَمْرٍو　　　وَأَسْنَاهَا إِذَا ذُكِرَ السَّنَاءُ

تم عثمان بن عمرو کی اولاد میں سب سے بہتر ہو　　　جب خوبی و بلندی کا ذکر کیا جائے تو ان سب سے زیادہ بلند و خوب تر ہو

(۱) البداية والنهاية۵۰/۵،الطبقات الکبریٰ۲۹۱/۱

(۲) شرح زرقانی علی المواهب۱۷۸،۱۷۹/۵، دلائل النبوة للبیهقی۳۶۵/۵ ، زادالمعاد ۵۴۵/۳

وَبَايَعْتَ الرَّسُولَ وكان خيرا   إلى خير وأداك الثراء

تم نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی اور وہ خیر تھی جو خیر کی طرف پہنچ گئی اور تمہیں دولتمندی نے پہنچادیا

فَمَا يُعْجِزْكَ أَوْ مَا لا تُطِقْهُ   مِنَ الأَشْيَاءِ لا تَعْجِزْ عَدَاءُ

تم کو عاجز نہ کرے یا جن اشیاء کی تم کو طاقت نہیں ہے اس سے قوم عداء عاجز نہ ہو

قَالَ: فَقَامَ خُزَاعِيٌّ فَقَالَ:يا قوم خَصَّكُمْ شَاعِرُ الرَّجُلِ فَأُنْشِدُكُمُ اللهَ. قَالُوا: فَإِنَّا لا نَنْبُو عَلَيْكَ. قَالَ: وَأَسْلَمُوا وَوَافَدُوا عَلَى النبي،فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْفَتْحِ دَفَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِوَاءَ مُزَيْنَةَ وَكَانُوا يَوْمَئِذٍ أَلْفًا

خزاعی اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا اے قوم! ان بزرگ کے شاعر نے تم کو خاص کیا ہے لہذا میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں، ان لوگوں نے کہا ہم تم پر اعتراض نہ کریں گے چنانچہ سارا قبیلہ مسلمان ہو گیا اور بطور وفد نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ مزینہ کا جھنڈا خزاعی کو دیا اس دن وہ ایک ہزار آدمی تھے۔ [1]

وفد اشجع:

پانچ ہجری میں قبیلہ اشجع کا ایک وفد معاہدہ صلح کے لئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا،

وَهُمْ مِائَةُ رَجُلٍ وَرَئِيسُهُمْ مَسْعُودُ بْنُ رُخَيْلَةَ

یہ وفد ایک سو آدمیوں پر مشتمل تھا اور ان کا سردار مسعود بن رخیلہ تھا۔ [2]

وَكَانُوا سَبْعَمِائَةِ رَجُلٍ

ایک روایت کے مطابق اراکین وفد کی تعداد سات سو تھی۔ [3]

فَنَزَلُوا شِعْبَ سِلْعٍ، فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللهِ، وَأَمَرَ لَهُمْ بِأَحْمَالِ التَّمْرِ،فَقَالُوا: يَا مُحَمَّدوَقَدْ ضقنا بِحَرْبِكَ وبِحَرْبِ قَوْمِكَ. فَجِئْنَا نوادعك،فَوَادَعَهُمْ

یہ لوگ مدینہ آ کر محلہ شعب سلع میں قیام پذیر ہوئے، رسول اللہ ﷺ کو ان کی آمد کی اطلاع ملی تو رسول اللہ ﷺ نے اس بات کا انتظار نہ فرمایا کہ وہ لوگ خود بارگاہ نبوت میں حاضر ہوں بلکہ آپ ﷺ خود ان کے پاس تشریف لے گئے، خیر وعافیت پوچھی اور بڑی دیر تک کمال اخلاق اور محبت کے ساتھ ان سے گفتگو فرماتے رہے، پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ اپنے مہمانوں کی کھجوروں سے تواضع کرو، وہ لوگ کھانے سے فارغ ہو گئے تو آپ نے انہیں بڑی نرمی کے ساتھ اسلام قبول کرنے کی دعوت دی، انہوں نے جواب دیا محمد علیہ السلام! ہماری آمد کی غرض وغایت یہ ہے کہ آپ سے امن اور صلح کا معاہدہ کریں کیونکہ آپ کی اور آپ کی قوم کی آئے دن کی لڑائیوں سے ہم تنگ آ گئے

---

[1] ابن سعد ۲۲۲/۱،سبل الهدى والرشاد فى سيرة خيرالعباد ۴۱۱/۶،سيرة النبوية لابن كثير ۷۸/۴

[2] البداية والنهاية ۱۰۶/۵،السيرة النبوية لابن كثير ۱۷۶/۴

[3] ابن سعد ۲۳۳/۱

ہیں، رحمت عالم ﷺ نے خندہ پیشانی سے فرمایا جو تم کہتے ہو وہ ہمیں منظور ہے۔ [1]

چنانچہ امن کا معاہدہ لکھا گیا جس کو فریقین نے تسلیم کرلیا، اس دوران میں اہل وفد رسول اکرم ﷺ کے اخلاق کریمانہ سے اتنے متاثر ہو چکے تھے کہ معاہدہ صلح معرض تحریر میں آنے کے معابعد وہ سب پکار اٹھے اے محمد! آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اور آپ کا دین برحق ہے،

فَوَادَعَهُمْ وَرَجَعُوا، ثُمَّ أَسْلَمُوا بَعْدَ ذَلِكَ

چنانچہ سب کے سب اراکین وفد دولت اسلام سے بہرہ ور ہو کر اپنے گھروں کو لوٹے۔ [2]

غزوہ خندق (غزوہ احزاب)

شوال یا ذی القعدہ پانچ ہجری

عسکری تاریخ کے مطالعہ سے ظاہر ہے کہ آج تک صرف چند محصور فوجوں نے محاصرہ کرنے والی فوجوں پر فیصلہ کن فتح حاصل کی ہے ، مگر غزوہ احزاب کو ان میں خاص اہمیت حاصل ہے کیونکہ اس لڑائی میں مسلمانوں کی محصور فوج کی تعداد محاصرہ کرنے والی فوج سے تین گناہ سے بھی کم تھی، عسکری تاریخ میں مثال نہیں ملتی کہ اس قدر کم تعداد اور نیم مسلح فوج نے اپنے سے تین گناہ زیادہ بہترین اسلحہ سے لیس دشمن پر فیصلہ کن فتح حاصل کی ہو اور ان میں سے بیشتر محصور فوجوں سے تعداد میں برتری، سامان رسد کے ذخیروں، بہترین اسلحہ وغیرہ اور محاصرہ توڑنے والی اپنی فوجوں کی فوری اور موثر کاروائی کی وجہ سے فیصلہ کن فتح حاصل کی ہو، جیسا کہ تاریخ کے مطالعہ سے ظاہر ہے ہر محاصرے کی لڑائی میں طرفین کا بہت جانی نقصان ہوتا ہے مگر مدینہ منورہ کے محاصرہ میں صرف چند نفوس کا جانی نقصان ہوا تھا، محصور ہونے والی فوج کے کمانڈر اعلی رسول اللہ ﷺ کی جنگی بصیرت، بہترین تجزیہ اور حالات کے مطابق بدلتی فوری کاروائی کا نتیجہ تھا کہ کفار کے اتنے بڑے لشکر پر مسلمانوں کو فیصلہ کن فتح حاصل ہوئی تھی، عسکری تاریخ میں یہ فتح ایک معجزہ سے کم نہیں مگر تعجب کی بات ہے کہ متعصب مورخین نے دنیا کے مشہور محاصروں کا ذکر کرتے ہوئے غزوہ خندق کے بارے میں کچھ نہیں لکھا، ایک محصور فوج کو دفاع کے لئے خندق، پھسلن، عمودی رکاوٹوں، مضبوط اور بلند دیواروں، قلعوں، سرنگوں، خاردار تاروں اور زمین دوز مورچوں وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہے، جب یہ لڑائی لڑی گئی تھی تو اس زمانہ کے معیار کے مطابق ایک محصور فوج کے لئے مضبوط اور بلند دیواروں والا قلعہ لازم سمجھا جاتا تھا، یہی نہیں بلکہ قلعہ کی دیواروں کے باہر چوڑی اور گہری خندق اور پھسلن سب سے پہلی رکاوٹ، دفاع کا اہم حصہ ہوا کرتا تھا، قلعہ کے کئی حصوں میں بلند برج ہوا کرتے تھے، دیواروں پر جگہ جگہ کٹاؤ رکھے جاتے تھے جہاں تیز انداز، نفت انداز، پتھر برسانے والے اور گرم تیل پھینکنے والے حملہ آور دشمن کو روکنے کے لئے فوری کاروائی کرتے تھے، قلعہ میں خوراک اور اسلحہ کا ذخیرہ ہوا کرتا تھا، عورتیں اور بچے محفوظ مقام میں قلعہ کے اندر موجود ہوتے تھے، قلعے کے کئی حصار ہوا کرتے تھے اور ہر حصار کا مضبوط اور بلند دروازہ ہوا کرتا تھا، اس قسم کے مضبوط

---

[1] السيرة النبوية لابن كثير ۱۷۶/۴، البداية والنهاية ۱۰۶/۵، ابن سعد ۲۳۳/۱

[2] ابن سعد ۲۳۳/۱، السيرة النبوية لابن كثير ۱۷۶/۴

قلعے عرب میں کئی جگہ موجود تھے، جن کو بعد میں قلیل تعداد میں اسلامی لشکر نے دلیرانہ حیران کن کاروائی کے بعد فتح کر کے دشمنوں کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا تھا، مگر غزوہ خندق میں دفاع کے لئے صرف ایک خندق تھی جس کی دیکھ بھال نیم مسلح مجاہدین کے سپرد تھی، کوئی قلعہ یا برج تھانہ سامان رسد کا خاطر خواہ ذخیرہ تھا، مگر مسلمانوں میں ہر قسم کی قربانی دینے کا بے پناہ جذبہ موجود تھا اور لڑائی میں یہی جذبہ سب سے بہترین وار ہوا کرتا ہے، اگر تعداد زیادہ بھی ہو اور فوج کے پاس بہترین اسلحہ وغیرہ بھی ہو مگر فوج میں جان کی قربانی دینے کا جذبہ موجود نہ ہو تو کامیابی ممکن نہیں ہوا کرتی، جیت اس فوج کی ہوا کرتی ہے جو حصول مقصد کے لئے فنا ہونے کے لئے کمر بستہ ہو جائے، اس طرح وہ تاریخ میں اپنا خاص مقام پیدا کر جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے کفار کی تعداد وغیرہ میں برتری کے پیش نظر سیاست کا سہارا بھی لیا اور مدینہ میں موجود یہودی قبائل سے معاہدہ کر لیا کہ وہ لڑائی کے دوران بالکل غیر جانبدار رہیں گے اور کفار کو اپنے علاقے سے ہرگز نہ گزرنے دیں گے، مگر لڑائی کے دوران بنو قریظہ نے معاہدہ توڑ دیا تو نعیم رضی اللہ عنہ بن مسعود کی وساطت سے رسول اللہ ﷺ نے سیاست کا سہارا لے کر دشمن قبائل میں اختلاف پیدا کر کے ان کی جانب سے لاحق خطرے کو ٹال دیا، چونکہ محصور فوج کے لئے مشکوک باشندوں کی موجودگی ازحد نقصان دہ ثابت ہوتی ہو سکتی تھی اور اس سلسلہ میں ان سے لڑ کر فوری بدلہ لینے کے مقابلہ میں اچھا سلوک نرمی اور سیاست زیادہ اہمیت رکھتے تھے، مگر حصول مقصد کے بعد غداروں کے خلاف مناسب کاروائی کی جا سکتی تھی۔ اور عہد شکنوں بنو قریظہ اور غزوہ احزاب کے سرکردہ یہود خیبر کے خلاف بھرپور کاروائی کر کے ان کی کمر توڑ دی گئی۔

غزوہ احزاب کی تاریخ بارے اختلاف ہے کہ یہ کب واقع ہوا

قَالَ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ كَانَتْ فِي شَوَّالٍ سَنَةَ أَرْبَعٍ

موسیٰ بن عقبہ فرماتے ہیں کہ یہ غزوہ شوال چار ہجری میں واقع ہوا۔

امام بخاری رحمہ اللہ ان کے ہم خیال ہیں، ان کے پیش نظر یہ روایت ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:عَرَضَهُ يَوْمَ أُحُدٍ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ سَنَةً، فَلَمْ يُجِزْهُ، وَعَرَضَهُ يَوْمَ الخَنْدَقِ، وَهُوَ ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً، فَأَجَازَهُ

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں غزوہ احد کے دن رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش ہوا اور اس وقت میں چودہ برس کا تھا اس لئے رسول اللہ ﷺ نے میرا اس غزوہ میں شریک ہونا منظور نہیں فرمایا، پھر میں غزوہ خندق والے دن پیش ہوا اس وقت میں پندرہ برس کا تھا، رسول اللہ ﷺ نے شرکت کی اجازت فرمائی۔ [1]

غزوہ احد بالاتفاق تین ہجری میں ہوا تو ظاہر ہے کہ غزوہ خندق ایک سال بعد چار ہجری میں واقع ہوا

وَقَالَ الشَّيْخ وَلِيّ الدّين بْن العراقي: وَالْمَشْهُور أَنَّهَا فِي السُّنَّةِ الرَّابِعَةِ

شیخ ولی الدین العراقی کہتے ہیں مشہور یہی ہے کہ یہ غزوہ چار ہجری میں ہوا۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ الخَنْدَقِ وَهِيَ الأَحْزَابُ۴۰۹۷

حافظ ذہبی رحمہ اللہ اور حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہی قول صحیح اور قابل اعتماد ہیں، مگر ائمہ مغازی کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ غزوہ پانچ ہجری میں واقع ہوا،

لاحتِمَال أَنْ يَكُونَ ابْنِ عُمَرَ فِي أُحُدٍ كَانَ فِي أَوَّلِ مَا طعن فِي الرَّابِعَةَ عَشَرَ وَكَانَ فِي الْأَحْزَابِ قَدِ اسْتَكْمَلَ الْخَمْسَ عَشْرَةَ[1]

اس کے بارے میں امام بیہقی رحمہ اللہ کہتے ہیں عجب نہیں کہ غزوہ احد کے وقت عبد اللہ بن عمر پورے چودہ برس کے نہ ہوں بلکہ ہوسکتا ہے کہ چودیں برس کا آغاز ہی ہوا اور غزوہ خندق کے وقت پورے پندرہ برس کے ہوں، اس اعتبار سے غزوہ احد اور غزوہ خندق میں دو برس کا وقفہ ہوسکتا ہے۔

أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ قَالَ لِلْمُسْلِمِينَ لَمَّا رَجَعَ مِنْ أُحُدٍ مَوْعِدُكُمُ الْعَامُ الْمُقْبِلُ بِبَدْرٍ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ السَّنَةِ الْمُقْبِلَةِ إِلَى بَدْرٍ فَتَأَخَّرَ مَجِيءُ أَبِي سُفْيَانَ تِلْكَ السَّنَةِ لِلْجَدْبِ الَّذِي كَانَ حِينَئِذٍ وَقَالَ لِقَوْمِهِ إِنَّمَا يَصْلُحُ الْغَزْوُ فِي سَنَةِ الْخَصْبِ فَرَجَعُوا

اس کے علاوہ یہ بات بھی قابل غور ہے غزوہ احد سے واپسی کے وقت ابوسفیان نے مسلمانوں سے کہا تھا کہ آئندہ برس بدر میں ہمارا اور تمہارا مقابلہ ہوگا، جب دوسرے برس وعدہ کا وقت آیا تو وعدہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقابلے کے لئے نکلے، ابوسفیان بھی مکہ مکرمہ سے باہر تو نکلے مگر قحط سالی کا بہانہ کر کے واپس ہو گئے تھے، اس واقعہ کے ایک سال بعد دس ہزار کی ایک بھاری جمعیت لیکر مدینہ پر حملہ آور ہوئے تھے جس کو غزوہ خندق یا غزوہ احزاب کہتے ہیں، اس اعتبار سے معلوم ہوا کہ غزوہ احد اور غزوہ احزاب میں دو سال کا وقفہ ہے اور اسی پر ائمہ مغازی متفق ہیں۔[2]

أن ابن سعد وشَيْخُهُ قَالَا :كَانَت فِي ذِي الْقَعْدَةِ

ابن سعد اور واقدی کہتے ہیں یہ ذی القعدہ پانچ ہجری میں واقع ہوا۔[3]

وقَالَ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ: كَانَت فِي شَوَّال سَنَةٍ خَمْس، وَبِذَلِكَ جُزِمَ غَيْرُهُ مِن أَهْلِ الْمَغَازِي

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ یہ غزوہ شوال پانچ ہجری میں واقع ہوا اس تاریخ پر تمام ائمہ مغازی اور علماء سیر کا اتفاق ہے۔

بنو قینقاع کی جلاوطنی، بنونضیر پر کسی جانی یا مالی نقصان کے بغیر فتح، غزوہ بدر ثانیہ جس میں قریش کو مسلمانوں کے رعب و دبدبہ سے مقابلہ کی ہمت ہی نہ ہوئی، غزوہ دومتہ الجندل جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دور شام کے قریب تک چلے گئے مگر دشمن قبائل مسلمانوں کی ہیبت سے لرزاں رہے اور منتشر ہو گئے، ایک سال سے زیادہ عرصلہ ان کاروائیوں سے قبائل عرب نے مسلمانوں کی طاقت کا مظاہرہ دیکھ کر خاموشی

---

[1] شرح الزرقانی علی المواهب ۱۹،۲۰؍۳،فتح الباری ۳۹۳؍۷

[2] فتح الباری ۳۹۳؍۷

[3] شرح الزرقانی علی المواهب ۱۹؍۳

اختیار کرلی، قریش مکہ بھی اب مسلمانوں کالوہامان چکے تھے،ان کی طاقت اور ہمت واستقلال سے سہم چکے تھے کہ ان سے ٹکر بڑے بل بوتے کا کام ہے، جس سے جزیرۃ العرب پر امن وسکون قائم ہوگیا،اس تمام عرصہ میں یہود مسلمانوں کی کاروائیاں کاجائزہ لیتے رہے مگر جب انہوں نے دیکھا کہ انہیں ہرطرف ہی کامیابیاں نصیب ہورہی ہیں اور ان کی طاقت وحکمرانی کاسکہ عرب پر بیٹھ گیاہے توان کے سینوں پرسانپ لوٹنے لگے،چنانچہ قبیلہ بنونضیر نے جوآپ ﷺ اور مسلمانوں کاسخت دشمن بناہواتھااور مسلمانوں اور دین اسلام کودنیاسے مٹادیناچاہتاتھاانصار سے اپنابدلہ لینےاور مسلمانوں کاقلع قمع کرنے کی تدبیریں سوچنے لگےاور وہ ان وسائل پرغور وحوض کرنے لگے جنہیں اختیار کرکے دوبارہ یثرب کے علاقہ میں اپنے قلعوں اور اپنے باغات وکھیتوں میں واپس جاسکیں،آخر بڑی سوچ بچار کے بعد انہوں نے ایک عظیم الشان سازش تیار کی کہ مسلمانوں نےعرب قبائل کے چھوٹے چھوٹے منتشر گروہوں پر فتح توضرور پالی ہےاور ان کارعب ودبدبہ بھی قائم ہوگیاہےلیکن اگرقریش مکہ اور تمام عرب قبائل کومسلمانوں کے خلاف جنگ کے لئے جمع کیاجائےاور وہ یکلخت اچانک مدینہ منورہ پرحملہ کردیں تومسلمان اپنی عددی کمتری،اسلحہ کےفقدان سے مقابلہ نہیں کرسکیں گےاور شکست کھاکر نیست ونابود ہوجائیں گےاور انہیں صفحہ ہستی سے مٹانے کے بعد وہ اپنے علاقوں میں دوبارہ آباد ہوجائیں،

أَنَّهُ كَانَ مِنْ حَدِيثِ الْخَنْدَقِ أَنَّ نَفَرًا مِنَ الْيَهُودِ مِنْهُمْ سَلامُ بْنُ أَبِي الْحُقَيْقِ النَّضْرِيُّ وَحُيَيُّ بْنُ أَخْطَبَ النَّضْرِيُّ، وَكِنَانَةُ بْنُ الرَّبِيعِ بْنِ أَبِي الْحُقَيْقِ النَّضْرِيُّ، وَهَوْذَةُ بْنُ قَيْسٍ الْوَائِلِيُّ، وَأَبُو عَمَّارٍ الْوَائِلِيُّ، فِي نَفَرٍ مِنْ بَنِي النَّضِيرِ وَنَفَرٍ مِنْ بَنِي وَائِلٍ، هُمُ الَّذِينَ حَزَّبُوا الأَحْزَابَ عَلَى رسول الله خَرَجُوا حَتَّى قَدِمُوا عَلَى قُرَيْشٍ بِمَكَّةَ، فَدَعَوْهُمْ إِلَى حَرْبِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالُوا: إِنَّا سَنَكُونُ مَعَكُمْ عَلَيْهِ حَتَّى نَسْتَأْصِلَهُ

چنانچہ یہ خوفناک سازش تیار کرکے بنی نضیر کے بیس زعماء کی ایک جماعت جس میں سردار قبیلہ کنانہ بن ابی حقیق نضری،سلام بن ابی الحقیق نضری،حیی بن اخطب،ہوذہ بن قیس،ابوعماروائلی اور ابوعامر فاسق وغیرہ شامل تھے قریش کے پاس مکہ مکرمہ پہنچےاور قریش کے زخموں کوتازہ کیا اور انہیں اہل کے خلاف جنگ پر ابھارااور انکی ہمت بڑھانے کے لئے کہنے لگے مسلمانوں سے ڈرنے یاسہم کر بیٹھے رہنے سے کچھ نہیں ہوگا،ہم لڑنے والے لوگ ہیں اور اب ہم بھی تمہارے ساتھ ہیں،اور انہیں اطمینان دلایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے استیصال تک تمہارا ساتھ دیں گےاور اسی بات کاعہد کرنے کے لئے ہم تمہارے پاس آئے ہیں۔[1]

قریش توہمیشہ مسلمانوں کے خلاف لڑنے کے لئے تیار تھے یہود کی اس طرح کی مکارانہ باتیں سنکرقریش میں ایک نیاجوش وولولہ پیداہوگیا،سوئے ہوئے جذبات پھر بھڑک اٹھے،ان کے دلوں میں اپنے سرداروں اور اپنی شکستوں کاانتقام لینے کوجذبہ تازہ ہوگیا،انہوں نے جب یہود کواپناہم خیال پایاتوخوب خاطر مدارت کی۔

اسلام سے پہلے قریش مکہ اور یہود کے درمیان کوئی قدر مشترک نہ تھی،قریش مشرک اور بت پرست تھےاور یہود کوایک الٰہی قانون کے امین اور موحد ہونے کادعویٰ تھاگوان میں ایک قبیلہ ایسابھی تھاجوعزیر علیہ السلام کواللہ کابیٹاسمجھ کر ان کی پرستش کرتاتھا،قریش تجارت پیشہ

---

[1] البدایة والنھایة۱۰۸؍۴،تاریخ طبری ۵۶۵؍۲

تھے اور تجارتی راستے کے اہم ناکے پر یہود کو اقتصادی برتری حاصل تھی اس لحاظ سے یہ برتری تجارتی مصلحتوں کی وجہ سے مکہ مکرمہ تک وسیع ہوگئی تھی اور مکہ مکرمہ کے قریشی کسی حد تک ان سے خائف بھی تھے، قیام اور استحکام کی طرف بڑھتے ہوئے اسلام کے تیز قدموں نے دونوں کو بڑی حد تک مختلف انداز فکر رکھنے والی جماعتوں کو مل جانے کا ایک مشترک پلیٹ فارم دے دیا، یہ پلیٹ فارم اسلام دشمنی تھی، اسی بنیاد پر غزوہ احد کے موقع پر ابوسفیان کی سفارت کامیاب ہوئی اور بنو قینقاع کا استیصال ضروری قرار پایا، اب یہی وہ بنیاد تھی جس پر بنو قریظہ اور قریش کے رؤسا کے درمیان مذاکرات ہوئے، قریش کو ایک بڑا ذہنی شبہ یہ تھا کہ یہود اہل کتاب ہونے کی حیثیت سے مشرکین کی نسبت مسلمانوں سے زیادہ قریب ہیں، ان کے کانوں میں وہ تمام باتیں پڑ چکی تھیں جو اسلام کی تعلیم کا لاینفک جزو ہیں اور جن کے مطابق کوئی مسلمان انبیاء کے متعلق بجز احترام کے کوئی بات اپنے دل میں نہیں لا سکتا، دوسری طرف رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے قبل یہودیوں کا یہ اعتقاد مشہور و معلوم تھا کہ ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے اور یہودی اکثر اس بات کا چرچا کیا کرتے تھے کہ اس کی بعثت کے بعد یہودی اس کی قیادت میں پورے عرب کو زیر کر لیں گے، رسول اللہ ﷺ نے اعلان فرمایا کہ آپ ہی وہ نبی موعود ہیں جس کا انتظار یہود کر رہے تھے اس شبہ کو صاف کر لینے کا یہ موقع تھا،

عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ:جَاءَ حُيَيُّ بْنُ أَخْطَبَ وَكَعْبُ بْنُ الْأَشْرَفِ إِلَى أَهْلِ مَكَّةَ، فَقَالُوا لَهُمْ: أَنْتُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ وَأَهْلُ الْعِلْمِ، فَأَخْبِرُونَا عَنَّا وَعَنْ مُحَمَّدٍ، فَقَالُوا: مَا أَنْتُمْ وَمَا مُحَمَّدٌ؟ فَقَالُوا: نَحْنُ نَصِلُ الْأَرْحَامَ، وَنَنْحَرُ الْكَوْمَاءَ، وَنَسْقِي الْمَاءَ عَلَى اللبَنِ، وَنَفُكُّ الْعُنَاةَ، وَنَسْقِي الْحَجِيجَ ، وَمُحَمَّدٌ صُنْبُورٌ، قَطَّعَ أَرْحَامَنَا، وَاتَّبَعَهُ سُرَّاقُ الْحَجِيجِ بَنُو غِفَارٍ، فَنَحْنُ خَيْرٌ أَمْ هُوَ؟ فَقَالُوا: أَنْتُمْ خَيْرٌ وَأَهْدَى سَبِيلًا .فَأَنْزَلَ اللَّهُ {أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ وَيَقُولُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا هَؤُلَاءِ أَهْدَى مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا سَبِيلًا

چنانچہ عکرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حیی بن اخطب اور کعب بن اشرف اہل مکہ کے پاس آئے تو قریش نے ان سے پوچھا تم اہل کتاب اور صاحب علم ہو بھلا بتاؤ تو ہم بہتر ہیں یا محمد (ﷺ)، انہوں نے کہا تم کیا ہو اور وہ کیا کرتے ہیں؟ تو اہل مکہ نے کہا ہم صلہ رحمی کرتے ہیں، تیار اونٹنیاں ذبح کر کے دوسروں کو کھلاتے ہیں، لسی پلاتے ہیں، غلاموں کو آزاد کرتے ہیں، حاجیوں کو پانی پلاتے ہیں، اور محمد (ﷺ) تو صنبور ہیں ہمارے رشتے ناطے تڑواتے ہیں، ان کا ساتھ حاجیوں کے چوروں نے دیا ہے جو قبیلہ غفار میں سے ہیں اب بتاؤ ہم اچھے ہیں یا وہ؟ ان بدبختوں نے فتوی دیا، کہاں سچ کہاں جھوٹ، کہاں حق کہاں باطل تم بہتر ہو اور تم زیادہ سیدھے راستے پر ہو، اس پر اللہ تعالی نے یہ آیت "کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں کتاب کے علم میں سے کچھ حصہ دیا گیا ہے اور ان کا حال یہ ہے کہ جبت اور طاغوت کو مانتے ہیں اور کافروں کے متعلق کہتے ہیں کہ ایمان لانے والوں سے تو یہی زیادہ صحیح راستے پر ہیں۔" نازل فرمائی۔ [۱]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ:فَأَمَّا وَحْوَحُ وَأَبُو عَمَّارٍ وَهَوْذَةُ فَمِنْ بَنِي وَائِلٍ، وَكَانَ سَائِرُهُمْ مِنْ بَنِي النَّضِيرِ،فَلَمَّا قَدِمُوا عَلَى قُرَيْشٍ قَالُوا هَؤُلَاءِ أَحْبَارُ يَهُودَ وَأَهْلُ الْعِلْمِ بِالْكُتُبِ الْأُوَلِ فَسَلُوهُمْ: أَدِينُكُمْ خَيْرٌ أَمْ دِينُ مُحَمَّدٍ؟ فَسَأَلُوهُمْ ، فَقَالُوا: بَلْ دِينُكُمْ

[۱] تفسیر ابن کثیر ۳۳۴/۲

خَيْرٌ مِنْ دِينِهِ، وَأَنْتُمْ أَهْدَى مِنْهُ وَمِمَّنِ اتَّبَعَهُ،فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: {أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ وَيَقُولُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا هَؤُلَاءِ أَهْدَى مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا سَبِيلا. أُولَئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ وَمَنْ يَلْعَنِ اللَّهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ نَصِيرًا } إِلَى قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: {وَآتَيْنَاهُمْ مُلْكًا عَظِيمًا

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ایک روایت میں ہے بنو وائل اور بنو نضیر کے چند سردار جب اہل عرب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بھڑکانے میں لگے ہوئے تھے اور جنگ عظیم کی تیاریوں میں مصروف تھے اس وقت جب یہ لوگ قریش کے پاس آئے تو قریشیوں نے انہیں عالم و درویش جان کر ان سے پوچھا کہ بتاؤ ہمارا دین بہتر ہے یا محمد کا؟ تو ان لوگوں نے قریشیوں کے ساتھ ساتھ پوری اسلامی دنیا کا ذہن بھی اپنے بارے میں صاف کر دیا، ان بدبختوں نے فتویٰ دیا، کہاں سچ کہاں جھوٹ، کہاں حق کہاں باطل، تمہارا دین محمد کے دین سے بہتر ہے اور تم ان کے مقابلہ میں زیادہ حق پر ہو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ”کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں کتاب کے علم میں سے کچھ حصہ دیا گیا ہے اور ان کا حال یہ ہے کہ جِبت اور طاغوت کو مانتے ہیں اور کافروں کے متعلق کہتے ہیں کہ ایمان لانے والوں سے تو یہی زیادہ صحیح راستے پر ہیں ایسے ہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے اور جس پر اللہ لعنت کر دے پھر تم اس کا کوئی مددگار نہیں پاؤ گے۔“ نازل فرمائی۔

اور اس کے علاوہ ہم انہیں اللہ کا رسول مانتے ہی نہیں ہیں حالانکہ یہود خوب جانتے تھے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری رسول ہیں ، جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تھے تو یہودی عالم ملاقات کے لئے گئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان بھی گئے تھے مگر محض بغض و عناد اور حسد کی وجہ سے انکار کر دیا اور سب سے بہترین بات تو اللہ تعالیٰ کی ہے، اس نے ان کے اس قول کا رد فرما دیا

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۭ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَھُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝۱۴۶ [1]

ترجمہ: جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ ان (پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانا کرتے ہیں مگر ایک فریق ان میں سے سچی بات کو جان بوجھ کر چھپا رہا ہے۔

کیا آپ ان لوگوں کو نہیں دیکھتے جنہیں آسمانی کتاب عطا فرمائی گئی ہے مگر وہ جادو، کہانت (جوتش) فال گیری، ٹونے ٹوٹکے، شگون اور مہورت اور دوسری وہمی و خیالی باتوں اور شیطانوں پر ایمان لے آئے ہیں،

قَطَنُ بْنُ قَبِيصَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: الْعِيَافَةُ، وَالطِّيَرَةُ، وَالطَّرْقُ مِنَ الجِبْتِ الطَّرْقُ: الزَّجْرُ، وَالْعِيَافَةُ: الخَطُّ

قطن رضی اللہ عنہ بن قبیصہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے عیافہ، طیرہ اور طرق جادو اور کہانت میں سے ہیں طرق سے مراد پرندے اڑانا اور عیافہ سے مراد لکیریں کھینچنا ہے۔ [2]

---

[1] البقرة ۱۴۶

[2] سنن ابوداودکتاب الطب بَابٌ فِي الْخَطِّ وَزَجْرِ الطَّيْرِ ۳۹۰۷،مسنداحمد ۱۵۹۱۵

حكم الألباني: ضعيف

اور کفر و حسد، ہٹ دھرمی سے کفار و مشرکین کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ ایمانداروں سے زیادہ ہدایت یافتہ ہیں، ایسے ہی لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے دھتکار دیا ہے اور جس کو اللہ اپنی رحمت سے دور کر دے تو پھر تم اس کا کوئی مددگار نہیں پاؤ گے جو اس کی سرپرستی کرے۔

یہود نے قریش کو یہ جواب دے کر خود اپنے دین کی مخالفت کر دی تھی جو ایک اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کا داعی ہے، محض اس لئے کہ وہ مسلمانوں سے جنگ کر کے انہیں مدینہ منورہ سے نکال باہر کر کے اپنے بھائیوں کو دوبارہ وہاں آباد کر دیں حالانکہ ان کے لئے بہتر یہی تھا کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر ایک وفاق کی صورت میں زندگی بسر کریں اور دسیسہ کاریوں، فتنہ پردازیوں اور دشمنان اسلام سے میل جول سے باز رہیں، بہرحال یہود اس طرح کی چکنی چپڑی باتیں کرتے رہے، قریش کو جھوٹے بہلاوے دیتے رہے جس سے متاثر ہو کر غزوہ بدر اور غزوہ احد میں اپنی شکستوں اور جانی و مالی نقصانات کی تلافی کے لئے ایک بار پھر آپ ﷺ کے خلاف جنگ پر آمادہ ہو گئے اور کہا جب تک جان میں جان ہے محمد (ﷺ) سے ہماری جنگ ہے، محمد (ﷺ) کا دین پھلے پھولے یہ کبھی نہیں ہو سکتا، محمد (ﷺ) سے دنیا کو پاک کرنا ہے اور اس کے دین کا نام و نشان تک مٹانا ہے، جب یہود کے حسب منشا جنگ کا فیصلہ ہو گیا تو دن و تاریخ بھی طے ہو گئی۔

وَخَرَجَ كِنَانَةُ بْنُ الرَّبِيعِ بْنِ أَبِي الْحُقَيْقِ يَسْعَى فِي بَنِي غَطَفَانَ وَيَحُضُّهُمْ عَلَى قِتَالِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَنَّ لَهُمْ نِصْفَ ثَمَرِ خَيْبَرَ

یہودیوں کے زعماء نے قریش کو ہی آگ لگانے پر بس نہیں کیا قریش سے فارغ ہو کر یہ وفد قیس عیلان کے قبیلہ غطفان کے پاس پہنچا اور وہاں بھی فتنہ و فساد کے بیج ڈالے، دھواں دھار تقاریر کیں، لوگوں کو مذہبی و علاقائی عصبیتوں کو جگایا اور انہیں رسول اللہ ﷺ کے خلاف جنگ پر ابھارا اور انہیں لالچ دلاتے ہوئے کہا کہ اگر تم ہمارا ساتھ دو گے تو خیبر کی آدھی پیداوار تمہیں دے دیا کریں گے۔ [1]

اور ان سے قریش کی آمادگی کا بھی ذکر کیا، یہ قبیلہ بھی مسلمانوں کے لئے پہلے سے تیار تھا، اس قبیلہ کے رئیس عامر نے پہلے ہی مسلمانوں کو حملہ کی دھمکی دے رکھی تھی، چنانچہ جب یہود نے خیبر کی آدھی کھجوروں کی پیشکش کی تو انہوں نے بھی فوراً ان کی دعوت قبول کر لی۔

اس طرح یہ وفد دوسرے قبائل بنی سلیم جن کی قریش سے قرابت داری تھی، بنی اسد جو غطفان کے حلیف تھے، بنی فزارہ، بنی اشجع اور بنی مرہ کے پاس بھی گئے اور ان سب کو نئے دین سے ہوشیار و خبردار کیا اور اپنے مذہب پر کٹ مرنے کا جوش دلایا۔

ان یہودی زعماء کی کوششوں سے اب سارا عرب جن میں مشرکین بھی تھے اور یہود بھی سب ایک ہو چکے تھے، سارے شیطانی ارادے اور ناپاک حوصلے اب اسلام کا چراغ بجھا دینے پر متفق تھے، خیبر کے یہودیوں اور کفار مکہ نے مدینہ منورہ میں موجود یہودی قبائل کے ساتھ بھی سازباز شروع کر دی، انہیں مدینہ کے مسلمانوں کے حالات کی اطلاع ہر لحظہ مل رہی تھی، مدینہ منورہ کے اسلام دشمن یہودی قبائل اور منافقین کفار مکہ کے لئے درپردہ ففتھ کالم کا کردار ادا کر رہے تھے، مگر وہ کھلم کھلا دشمنی کا اظہار نہیں کر سکتے تھے کیونکہ وہ مسلمانوں کی عسکری قوت سے خائف تھے، کفار مکہ، دشمن یہودی قبائل اور منافقین کے جائزہ کے مطابق قلیل تعداد مسلمانوں کے مستقر کو نیست و نابود کرنے اور ان کی

[1] فتح الباری ۳۹۲/۷

عسکری قوت کو توڑنے کا یہ بہترین موقع تھا، کفار کی عورتوں نے اپنے زیور تک فروخت کر دیئے، چنانچہ وقت مقررہ پر جنوب کی طرف سے قریش، بنوکنانہ، اہل تہامہ اور دیگر حلیف قبائل جن کی تعداد چار ہزار تھی سفیان بن حرب کی قیادت میں روانہ ہوا، جب یہ لشکر مَرِّ الظَّهْرَانِ پر پہنچا تو بنوسلیم بھی ان میں شامل ہو گئے، مشرق کی طرف سے قبیلہ غطفان کے قبائل بنوسلیم، بنوفزارہ، بنومرہ حارث بن عوف بن ابی حارثہ کی قیادت میں، بنی اشجع واہل نجد چھ ہزار کی نفری کے ساتھ مسعود بن دخیلہ بن نویرہ بن طریف کی کمان میں تھا، بنوسعد اور بنواسد بڑھے ان کی قیادت مشہور سردار عیینہ بن حصن بن حذیفہ کر رہا تھا، بنی مرہ حارث بن عوف بن ابی حارثہ کی قیادت میں، اور بنی اشجع واہل نجد چھ ہزار کی نفری کے ساتھ مسعود بن رخیلہ بن نویرہ بن طریف کی کمان میں تھا، اور شمال سے بنی نضیر اور بنوقینقاع کے وہ یہودی آئے جو مدینہ منورہ سے جلاوطن ہو کر خیبر اور وادی القری میں آباد ہوئے تھے

وَكَانَ الْقَوْمُ جَمِيعًا الَّذِينَ وَافَوْا الْخَنْدَقَ مِنْ قُرَيْشٍ، وَسُلَيْمٍ، وَغَطَفَانَ، وَأَسَدٍ، عَشَرَةَ آلَافٍ

اس طرح قریش، بنوسلیم، غطفان اور اسد وغیرہ مل کر جنہوں نے غزوہ خندق میں حصہ لیا دس ہزار ہو گئی۔ [1]

چنانچہ دس ہزار خون کے پیاسے انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر جس میں سات ہزار شمشیر زن، ایک ہزار گھڑسوار، دو ہزار سانڈنی سوار جیسے حیران کن لڑاکا کاروائی کرنے والے دستے موجود تھے، جن کے پاس سامان رسد اور فالتو سامان حرب کی کوئی کمی نہ تھی

وَرَئِيسُ الْمُشْرِكِينَ يَوْمَئِذٍ أَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ

اس لشکر کفار میں کمانڈر انچیف ابوسفیان بن حرب تھا۔

اور اس کی زیر کمان عنیہ بن حصن، فزاری، طلیحہ، خالد بن ولید، عمرو بن العاص، ضرار بن خطاب، حارث بن لوف، سفیان بن عبد الشمس، جیرہ، نوفل، عمرو بن عبدود اور عکرمہ بن ابوجہل جیسے دلیر سردار شامل تھے محمد ﷺ اور مسلمانوں کو مٹانے کے عزم کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف بڑھا، ان مختلف قبائل کا مدینے پر حملے کے نتائج کے متعلق بہت کم لوگوں کو شبہ رہا ہو گا۔

مسلمانوں کے بہی خواہ مکہ مکرمہ سے پل پل ہر قسم کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو ارسال کر رہے تھے، یہ خبر رسانی کے مضبوط نظام کی موجودگی کا ثبوت ہے، لشکر کفار تیاریوں میں مشغول تھا وہ مسلمانوں پر اچانک حیران کن حملہ کرنا چاہتے تھے اس لئے انہوں نے اپنی تیاری اور روانگی کو مخفی رکھنے کی پوری کوشش کی مگر آپ ﷺ کو ہر قسم کی معلومات حاصل ہو رہی تھیں، جب رسول اللہ ﷺ نے کفار کی جنگ کے ارادہ سے روانگی کی اطلاع سنی کہ سارے عرب سے مسلمانوں کے خون کے پیاسے سیلاب کی طرح مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے اور مدینہ منورہ کو تہس نہس کرنے کے لئے بڑھے چلے آرہے ہیں، تو آپ نے فوراً تمام حالات کا جائزہ لیا

وَكَانَ الْمُسْلِمُونَ يَوْمَئِذٍ ثَلَاثَةَ آلَافٍ

---

[1] زادالمعاد ۲۴۲/۳، ابن سعد ۵۱/۲، البداية والنهاية ۱۱۷/۴، تاریخ طبری ۵۷۰/۲، مغازی واقدی ۴۴۴/۲، ابن ہشام ۲۱۹/۲، فتح الباری ۳۹۳/۷

اسلامی لشکر کی کل تعداد صرف تین ہزار تھی۔ [1]

ان کے پاس کفار کے مقابلے میں سامان حرب کی بھی بہت کمی تھی، ان کے پاس صرف چھتیس گھوڑے تھے، کسی کے پاس تلوار تھی تو کسی کے پاس نیزہ یا تیر کمان، آپ ﷺ سوچ میں پڑ گئے کہ اس لشکر جرار کا مقابلہ کیسے کریں؟ ان کی غارت گری سے محفوظ رہنے کی کیا ترکیب کریں، بربادیوں کے اس سیلاب کی روک تھام کیسے کریں۔

رسول اللہ ﷺ کی عادت میں داخل تھا کہ پہلی خبر ملنے کے بعد اپنے صحابہ میں سے معتمد ترین ساتھی کو تصدیق کے لئے روانہ فرماتے تھے، تصدیق کے بعد اگر ضرورت محسوس فرماتے تو جنگی کونسل کا اجلاس طلب کرتے، اکثر یہ ہوا کہ اجلاس طلب نہیں کیا گیا بلکہ سپریم کمانڈر کی حیثیت سے لشکر کو براہ راست اقدام کا حکم دے دیا گیا، اجلاس طلب ہوتا تو منافقین کی موجودگی کے احساس کی وجہ سے یا اپنے اصل منصوبے کو پوری طرح راز میں رکھنے کی غرض سے اپنی رائے کا اظہار نہ فرماتے، یا اگر ضروری ہوتا تو ایسے مبہم اور مختلف المعنی الفاظ ادا فرماتے جن کے بہت سے معنی نکل سکتے تھے اور جن کے استعمال سے منصوبے کے واضح خد و خال سننے والے کی سمجھ میں نہ آتے البتہ مجلس مشاورت میں شامل ہونے والے تمام ارکان کے مشورے کو توجہ سے سماعت فرماتے، اگر مشورہ پسند خاطر ہوتا تو اسے قبول فرما لیتے ورنہ مشورہ دینے والے کی دل شکنی کئے بغیر اس سے اغراض فرماتے۔

اسلام عرب کی لامرکزیت اور لاقانونیت کے لئے اتنا بڑا خطرہ بن گیا تھا کہ کوئی قبیلہ اس کے احساس وخیال سے خالی نہ تھا، یہود خیبر کی کوششوں نے اسی احساس وخیال کا استحصال کیا

فَلَمَّا بَلَغَ رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فصولهم مِن مكّة نَدَبَ النَّاسَ وَأُخْبِرُهُم خَبَرَ عَدُوِّهِمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ

اور جب رسول اللہ ﷺ نے محسوس کیا کہ یہ سیلاب آئے بغیر نہیں رہے گا تو آپ ﷺ نے اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مشاورت کے لئے طلب کیا اور مدینہ منورہ کی طرف بڑھتے لشکر کے بارے میں اگاہ کر کے انکی رائے طلب کی۔

سب نے کھلے میدان میں لڑنے کے خطرات، اپنی عددی قوت اور اسلحہ کی کمی سے اگاہ کیا، اور فیصلہ ہوا کہ مدینہ سے باہر نہ نکلا جائے بلکہ مدینہ میں رہ کر ہی داخلی دروازوں، گلی کوچوں، مکانوں کی چھتوں سے ہی مقابلہ کیا جائے، سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ایران کے رہنے والے تھے اور وہاں کے کچھ جنگی طریقوں سے واقف تھے، اہل فارس جنگی مدافعت کے لئے اپنے یہاں خندقیں کھودا یا کرتے تھے

أَوَّلُ مَنْ حَفَرَ الْخَنَادِقَ فِي الْحُرُوبِ: منوشهرُ بْنُ أيرج

سب سے پہلے منوشہر بن ایرج نے جنگی مقاصد کے لئے خندقیں کھودوا کر یہ طریقہ جنگ ایجاد کیا تھا۔ [2]

فَأَشَارَ عَلَيْهِ سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ بِحَفْرِ خَنْدَقٍ يَحُولُ بَيْنَ الْعَدُوِّ وَبَيْنَ الْمَدِينَةِ

---

[1] ابن ہشام۲۲۰/۲ ،ابن سعد۵۱/۲،البداية والنهاية۱۱۷/۴،تاریخ طبری۵۷۰/۲،مغازی واقدی۴۵۳/۲،فتح الباری ۳۹۳/۷، شرح الزرقانی علی المواهب۲۲/۲

[2] البداية والنهاية۱۰۹/۴،عيون الأثر۱۰۹/۲،السيرة النبوية لابن كثير ۱۸۳/۳، شرح الزرقانی علی المواهب۱۷/۳

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشورہ دیا (کہ کھلے میدان میں نکل کر اتنے بڑے لشکر کا مقابلہ کرنا بہتر نہیں) بہتر یہ ہے کہ خندق کھود دی جائے جو مدینہ منورہ اور دشمن کے درمیان حائل ہو جائے (جس کے اندر مسلمانوں کا لشکر جمع ہو اور اندر سے ہی مدافعت کرتے رہیں تو دشمن کا یہ لشکر ہمیں کوئی بڑا نقصان نہیں پہنچا سکے گا) ان کا مشورہ سب نے پسند کیا۔ [1]

قَالَ سَلْمَانُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا كُنَّا بِفَارِسٍ إِذَا حُوصِرْنَا خَنْدَقْنَا عَلَيْنَا

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں سلمان رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مشورہ دیا کہ اہل فارس جب گھیر لئے جاتے تھے تو وہ دشمن کے آگے خندق کھود لیا کرتے تھے۔ [2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ایک اور اہم پہلو جو پوری دنیا کے لئے بالعموم اور مسلمانوں کے لئے بالخصوص توجہ طلب ہے، یہ ہے کہ آپ جو فیصلہ فرما لیتے اس پر سختی سے عمل کرتے تھے، اس کے تمام تقاضوں کی چھوٹی سے چھوٹی جزئیات پر نگاہ رکھتے اور انہیں کسی بھی رکاوٹ کی پرواہ کئے بغیر پورا فرماتے تھے، جب خندق کھودنے کا فیصلہ ہو گیا تو اس کی تیاری بھی عادت شریف کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی براہ راست نگرانی میں ہوئی۔

مدینہ منورہ تین اطراف سے لاوے کی چٹانوں، پہاڑوں مکانوں اور کھجور کے درختوں سے گھرا ہوا تھا لہٰذا اس طرف سے فوج کے حملہ کا امکان کم تھا، جنوب میں باغات کی کثرت تھی، جنوب مشرق کی جانب باغ، کھیت اور مختلف یہود قبائل کے مکان اور قلعے تھے، اس لئے اس جانب سے بھی حملے کا اندیشہ کم تھا، صرف شمال کی طرف جبل احد کا مشرقی و مغربی رخ پر کھلا میدان تھا اور اسی سمت سے دشمن کی بھاری جمعیت کے حملے کا خدشہ تھا، اس کے علاوہ یہود قبائل سے لڑائی کے دوران غیر جانبدار رہنے کا معاہدہ بھی تھا، بنی قریظہ کے ساتھ معاہدہ کو خاص اہمیت دی گئی کیونکہ عقب سے دشمن اس راستے سے حیران کن حملہ کر سکتا تھا، مغرب کی جانب علاقہ ٹوٹا پھوٹا اور پھر معمولی رکاوٹ بنا کر دشمن کی پیش قدمی کو روکا جا سکتا تھا، حالات کے تجزیہ میں موسم کو بھی خاص اہمیت دی گئی کیونکہ عنقریب سرد ہواؤں کا موسم شروع ہونے والا تھا، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین تھا کہ لشکر کفار بارش اور سرد ہواؤں کی تاب نہ لا کر زیادہ عرصہ تک مدینہ کا محاصرہ کرنے کے قابل نہ رہ سکے گا اور کفار کو زیادہ عرصہ تک بغیر کسی فیصلہ کن جھڑپ کے محاصرہ میں الجھا لیا گیا تو موسم کی خرابی اور سامان کی کمی کی وجہ سے وہ ناکام و نامراد لوٹ جائیں گے، اس کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی منصوبہ بنایا کہ چھوٹے چھوٹے گھات لگانے والے اور لڑاکا گشتی دستے دشمن کے پڑاؤ اور آمد و رفت کے راستوں پر اچانک ضربیں لگا کر کفار کی مشکلات میں اضافہ کر سکتے ہیں، حالات کا مکمل جائزہ لینے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے اطراف میں شامی رخ پر جلد سے جلد خندق کھودنے کا حکم دیا، سردیوں کا موسم تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ شہر سے نکلے اور اسی طرف مستعدی سے خندق کھودنے کی تیاریاں شروع کر دیں، خندق کا آغاز حرہ واقم (حرہ بمعنی لاوا) کی سنگلاخ زمین سے کیا گیا

---

[1] ابن سعد ۲/۵۱، عیون الآثر ۲/۸۶، تاریخ طبری ۲/۵۶۶، البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۰۹، زاد المعاد ۳/۲۴۲

[2] فتح الباری ۷/۳۹۲

خَطَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَنْدَقَ لِكُلِّ عَشْرَةِ أُنَاسٍ عَشْرَةُ أَذْرُعٍ

رسول اللہ ﷺ نے خندق کا نشان ڈالا پھر ہر دس دس آدمیوں میں دس دس گز یا چالیس چالیس ہاتھ کے ٹکڑے تقسیم فرما دیئے۔ (۱)

وَاسْتَعَارُوا مِنْ بَنِي قُرَيْظَةَ آلَةً كَثِيرَةً مِنْ مَسَاحِي، وَكَرَازِينَ وَمَكَاتِلَ، يَحْفِرُونَ بِهِ الْخَنْدَقَ

مگر مسلمانوں کی بے سروسامانی کا یہ عالم تھا کہ کھدائی کا سامان بنی قریظہ سے مستعار لیا گیا۔ (۲)

بیہقی رحمہ اللہ کہتے ہیں مدینہ منورہ کے گرد خندق کی کھدائی کے لئے سب سے پہلے کدال خود رسول اللہ ﷺ نے بسم اللہ کہہ کر اٹھایا تھا۔ مٹی ڈھونے کے لیے ٹوکریوں کا کوئی انتظام نہ تھا لوگ کپڑوں میں مٹی ڈھوتے رہے، سامان خوراک کی کمی نے پیٹ پر پتھر باندھنے کی نوبت پہنچادی مگر ان تمام تکالیف کے باوجود مسلمانوں نے اپنے ایمان اور اطاعت رسول کا وہ ثبوت پیش کیا جو قیامت تک کے لیے ایک نمونہ ہے۔

وَكَانَ الْخَنْدَقُ مَا بَيْنَ جَبَلِ بَنِي عُبَيْدٍ بِخُرْبَى إِلَى رَاتِجٍ، فَكَانَ الْمُهَاجِرُونَ يَحْفِرُونَ مِنْ جَانِبِ رَاتِجٍ إِلَى ذُبَابٍ، وَكَانَتْ الْأَنْصَارُ تَحْفِرُ مِنْ ذُبَابٍ إِلَى جَبَلِ بَنِي عُبَيْدٍ،وَكَانَ سَائِرُ الْمَدِينَةِ مُشَبّكًا بِالْبُنْيَانِ فَهِيَ كَالْحِصْنِ.وَخَنْدَقَتْ بَنُو عَبْدِ الْأَشْهَلِ عليها بما يَلِي رَاتِجٍ إِلَى خَلْفِهَا، حَتّى جَاءَ الْخَنْدَقُ من وراء المسجد. وخندقت بَنُو دِينَارٍ مِنْ عِنْدِ خُرْبَى إِلَى مَوْضِعِ دَارِ ابْنِ أَبِي الْجُنُوبِ الْيَوْمَ

خندق جبل بنی عبید سے راتج تک کھودی گئی تھی، دیار بنی حارثہ کے قلعہ راتج سے جبل ذباب تک کا حصہ خندق کی کھودائی کے لئے مہاجرین کے سپرد ہوا اور جبل ذباب سے جبل بنی عبید سے تک کا علاقہ خندق کی کھودائی کے لئے انصار کے حوالے کیا گیا باقی مدینے میں عمارتیں باہم ملی ہوئی تھیں جس سے ایک قلعہ معلوم ہوتا تھا، بنی عبد اشہل نے راتج سے اس کے پیچھے تک خندق کھودی اس طرح مسجد کی پشت تک آ گئی، بنو دینار نے خربا سے اس مقام تک خندق کھودی جہاں آج ابن ابی الجنوب کا مکان ہے۔ (۳)

کھدائی کے وقت قدرتی نشیب وفراز کا پورا پورا استعمال کیا گیا۔

وَتَنَافَسَ النّاسُ يَوْمَئِذٍ فِي سَلْمَانَ الْفَارِسِيّ،فَقَالَ الْمُهَاجِرُونَ: سَلْمَانُ مِنّا! وَكَانَ قَوِيّا عَارِفًا بِحَفْرِ الْخَنَادِقِ. وَقَالَتْ الْأَنْصَارُ: هُوَ مِنّا وَنَحْنُ أَحَقّ بِهِ! فَبَلَغَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلُهُمْ فَقَالَ: سَلْمَانُ رَجُلٌ منا أهل الْبَيْتِ

اس موقع پر مہاجرین وانصار میں سلمان رضی اللہ عنہ کے متعلق اختلاف پیدا ہوگیا جو قوی اور مضبوط شخص تھے، انصار نے کہا کہ سلمان رضی اللہ عنہ ہم میں سے ہیں، مہاجرین نے کہا ہم میں سے ہیں، جب رسول اللہ ﷺ کو اس بات کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ سلیمان رضی اللہ عنہ ہمارے اہل بیت میں داخل ہیں۔ (۴)

یہ روایت مستدرک حاکم۶۵۳۹، المعجم الكبير للطبرانی۶۰۴۰،ابن سعد ۸۲/۴، تاريخ أصبهان۸۰/۱،دلائل النبوة للبيهقی ۴۰۰/۳،اور

(۱) فتح الباری ۳۹۲/۷، شرح الزرقانی علی المواهب ۱۷/۳،البداية والنهاية۱۱۴/۴

(۲) مغازی واقدی۴۴۵/۲

(۳) مغازی واقدی ۴۴۵/۲،ابن سعد۵۱/۲

(۴) مغازی واقدی۴۴۵/۲

تفسیر طبری ۲۰/۲۲۳،تاریخ طبری ۵۶۸ /۲ میں ہے اور کثیر بن عبد اللہ بن عمرو بن عوف المزنی عن ابیہ عن جدہ کی سند سے روایت کیا ہے اور اس قصہ کو ذکر کیا ہے۔

یہ سند کمزور ہے اس میں کثیر بن عبد اللہ بن عمرو بن عوف المزنی ہے،

امام احمد رحمہ اللہ نے اسے منکر الحدیث کہا ہے،امام ابن معین نے فرمایا یہ کچھ بھی نہیں،امام نسائی نے کہا یہ ثقہ نہیں،امام شافعی اور امام ابو داود نے فرمایا یہ جھوٹ کا ایک رکن ہے،امام دارقطنی اور ان کے علاوہ دیگر (محدثین) نے فرمایا یہ متروک راوی ہے،امام ابن حبان نے فرمایا یہ بہت زیادہ منکر الحدیث ہے،امام ذہبی نے فرمایا کمزور راوی ہے۔ [1]

ضعيف جدا

شیخ البانی نے کہا ہے سخت ضعیف ہے۔ [2]

مسلمان فوراً ہی کدال پھاوڑوں کا بندوبست کر کے دلجمعی سے کھدائی کے کام میں لگ گئے

وَاسْتَعَارُوا مِنْ بَنِي قُرَيْظَةَ آلَةً كَثِيرَةً مِنْ مَسَاحِي، وَكَرَازِينَ وَمَكَاتِلَ، يَحْفِرُونَ بِهِ الْخَنْدَقَ

بنی قریظہ (جو اس وقت مسلمانوں کے حلیف تھے) سے مسلمانوں نے کھدائی کا سامان استعارۃ لیا تاکہ خندق کی کھدائی از جلد کی جاسکے۔ [3]

کھدائی کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیمہ جبل ذباب پر کھڑا کر دیا گیا،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی خود بنفس نفیس خندق کھودنے اور مٹی ڈھونے میں مشغول ہو گئے،

ابو عثمان نہدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب آپ خندق کھودتے تھے تو یوں فرماتے تھے۔

بِسْمِ اللهِ وَبِهِ بَدَيْنَا ۔۔۔ وَلَوْ عَبَدْنَا غَيْرَهُ شقينا

بسم اللہ،اللہ کے نام سے شروع کرتے ہیں ۔۔۔ مبادا اگر اس کے سوا کسی اور کی عبادت کریں تو بڑے ہی بدنصیب ہیں

فحبذا رَبًّا وَحب دِينَا

وہ کیا ہی اچھا رب ہے اور اس کا دین کیسا ہی اچھا دین ہے۔ [4]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی سرد ہواؤں اور کئی کئی دن کے فاقوں کے باوجود نہایت جانفشانی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خندق کھونے میں مصرف تھے،

[1] تہذیب التہذیب ۸/۳۷۷،فتح الباری ۵/۱۹،تاریخ امام عثمان بن سعید الدارمی ۱۹۵،کتاب المجروحین لابن حبان ۲/۲۲۱،ابن جوزی کی الضعفاء ۳/۲۳، الکاشف ۳/۵، المحجر ۲۶۱،ابن عبدالہادی کی بحرالدم ۳۵۶،احوال الرجال جوزجانی ۱۳۸، الموتلف والمختلف للدارقطنی ۱/۳۲۷، التاریخ ابن معین ۳/۱۴۴

[2] الجامع ۳۷۰۴

[3] مغازی واقدی ۲/۴۴۵

[4] فتح الباری ۷/۳۹۷،الروض الانف ۶/۲۰۲

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: جَعَلَ المُهَاجِرُونَ وَالأَنْصَارُ يَحْفِرُونَ الخَنْدَقَ حَوْلَ المَدِينَةِ، وَيَنْقُلُونَ التُّرَابَ عَلَى مُتُونِهِمْ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے مہاجرین وانصار مدینہ منورہ کے گرد خندق کی کھودائی میں مصروف تھے، مٹی کو کندھوں پر اٹھا کر ڈھو رہے تھے اور یہ شعر پڑھتے جاتے تھے۔

نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدَا — عَلَى الإِسْلاَمِ مَا بَقِينَا أَبَدَا

ہم ہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد کے ہاتھ پر بیعت کی ہے — جب تک جان میں جان ہے جہاد کرتے رہیں گے

اور رسول اللہ ان کو جواب دیتے جاتے۔

اللهُمَّ إِنَّهُ لاَ خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الآخِرَهْ — فَبَارِكْ فِي الأَنْصَارِ وَالمُهَاجِرَهْ

اے اللہ زندگی تو حقیقت میں آخرت کی زندگی ہے — انصار اور مہاجرین میں برکت فرما۔ [۱]

ایک روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے تھے۔

اللهُمَّ لاعَيْشَ إلا عَيْشُ الآخِرَة — فَأَكْرِمِ الأَنْصَارِ وَالمُهَاجِرَهْ

اے اللہ! حقیقی عیش وآرام تو آخرت کی زندگی میں ہے — پس انصار اور مہاجرین پر رحم وکرم فرما۔ [۲]

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں۔

اللهُمَّ إِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الْآخِرَةِ — فَأَصْلِحِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ

اے اللہ! اے اللہ بیشک حقیقی خیر وبھلائی آخرت کی خیر وبھلائی ہے، پس انصار اور مہاجرین کو سیدھی راہ پر چلا دے۔ [۳]

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک ٹھنڈی صبح کو مہاجرین وانصار خندق کھودنے کا کام کر رہے تھے اور مٹی اپنے کاندھوں پر اٹھا اٹھا کر ڈال رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی موجودہ تکالیف، بھوک اور دلجمعی سے یہ پرمشقت کام دیکھ کر تسلی کے لیے فرمایا کہ اصل آرام آخرت کا آرام ہے، دنیا کی تکالیف پر صبر کرنا مومن کے لیے ضروری ہے۔

اللهُمَّ إِنَّ العَيْشَ عَيْشُ الآخِرَهْ — فَاغْفِرْ لِلأَنْصَارِ وَالمُهَاجِرَهْ

اے اللہ بیشک حقیقی خیر وبھلائی آخرت کی خیر وبھلائی ہے — پس انصار ومہاجرین کی مغفرت فرما

حُمَيْدٍ سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْخَنْدَقِ فَإِذَا الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ يَحْفِرُونَ فِي غَدَاةٍ بَارِدَةٍ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ عَبِيدٌ يَعْمَلُونَ ذَلِكَ لَهُمْ، فَلَمَّا رَأَى مَا بِهِمْ مِنَ النَّصَبِ والجوع قال:

حمید کہتے ہیں انس رضی اللہ عنہ سے سنا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کبھی علی الصباح سردی سے کانپتے اور دھوپ میں پسینے سے

[۱] صحیح بخاری كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِبَابُ حَفْرِ الخَنْدَقِ ۲۸۳۵
[۲] مسند الشافعی ۴۲۱
[۳] مسند احمد ۱۲۷۵۷، فضائل الصحابة لاحمد بن حنبل ۱۴۶۳

شرابور اور بھوک کے پیاسے رہنے کے باوجود انتہائی تندہی سے خندق کی کھدائی میں مصروف دیکھا تو فرمایا۔

اللهُمَّ إِنَّ العَيْشَ عَيْشُ الآخِرَهْ　　فَاغْفِرْ أَنْصَارِ وَالمُهَاجِرَهْ

اے اللہ بیشک حقیقی خیر و بھلائی آخرت کی خیر و بھلائی ہے　　پس انصار و مہاجرین کی مغفرت فرما۔ (۱)

اللهُمَّ إِنَّ العَيْشَ عَيْشُ الآخِرَهْ،قَالَ بن بطال هُوَ قَول بن رَوَاحَةَ ،بَعْدَهُ فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةْ وَكِلَاهُمَا غَيْرُ مَوْزُونٍ ،وَلَعَلَّ أَصْلَهُ فَاغْفِرْ لِلَانْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةْ

ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں اے اللہ بیشک حقیقی خیر و بھلائی آخرت کی خیر و بھلائی ہے،ابن بطال کہتے ہیں یہ ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور اس کے بعد پس انصار و مہاجرین کو برکت دے غیر موزون ہے اصل دعا یہ تھی پس انصار و مہاجرین کو بخش دے۔ (۲)

انصار و مہاجرین نے جہاد فی سبیل اللہ سے محبت کے اظہار کے لئے یہ اشعار پڑھے۔

نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدَا　　عَلَى الجِهَادِ مَا بَقِينَا أَبَدَا

ہم ہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد کے ہاتھ پر بیعت کی ہے　　جب تک جان میں جان ہے جہاد کرتے رہیں گے۔ (۳)

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ کوئی بھی لیڈر عام افراد قوم کے ساتھ مل کر خود کام نہیں کرتا اور اس میں وہ اپنی ذلت و توہین سمجھتا ہے لیکن اسلام نے ایسے معاشرے کو پیش کیا ہے جس میں لیڈر اور عوام میں حقیقی مساوات ملتی ہے،اس کی مثال کسی دوسری جگہ تلاش کرنا بے سود ہے،آپ صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ دین و دنیا کے سردار تھے لیکن اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عام لوگوں کی طرح مٹی بھی ڈھوئی، کدال چلائے، مسلم سپاہ اگر فاقہ سے تھی تو اس کا سربراہ بھی فاقہ کرتا تھا،جنگ ہو یا امن، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معاشرے کے ایک عام فرد تھے اور کسی مشکل سے مشکل کام کے بجالانے میں کوئی عار نہ تھا،

عَنِ البَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الأَحْزَابِ يَنْقُلُ التُّرَابَ، وَقَدْ وَارَى التُّرَابُ بَيَاضَ بَطْنِهِ، وَهُوَ يَقُولُ

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے غزوہ احزاب کے موقع پر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنفس نفیس خندق کھودتے ہوئے دیکھا اس کے اندر سے آپ بھی مٹی اٹھا اٹھا کر لا رہے تھے،آپ کے بطن مبارک کی کھال مٹی سے اٹ گئی تھی،آپ کے (سینے سے پیٹ تک) گھنے بالوں (کی ایک لکیر تھی) میں نے خود سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کے رجزیہ اشعار (جس میں اللہ کی حمد و ستائش اور لڑائی میں ثابت قدمی کی دعا بیان کی گئی ہے) مٹی اٹھاتے ہوئے باآواز بلند پڑھتے جاتے تھے۔

وَاللَّهِ لَوْلَا اللهُ مَا اهْتَدَيْنَا　　وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا

---

(۱) البداية والنهاية۱۱۰/۴

(۲) فتح الباری ۳۹۲/۷

(۳) صحیح بخاری كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِبَابُ التَّحْرِيضِ عَلَى القِتَالِ ۲۸۳۴

اے اللہ !اگر تو نہ ہوتا تو ہم نہ ہدایت پاتے نہ صدقے کرتے، نہ نمازیں پڑھتے

فَأَنْزِلَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا وَثَبِّتْ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا

لہذا ہم پر سکینت (اطمینان) نازل فرما اور دشمن سے مقابلہ ہو تو ہمیں ثابت قدم ر

إِنَّا إِذَا قَوْمٌ بَغَوْا عَلَيْنَا وَإِنْ أَرَادُوا فِتْنَةً أَبَيْنَا

یہ لوگ ظلم کی نیت سے ہم پر چڑھ آئے ہیں اگر یہ ہم کو گمراہی اور شرک پر مجبور کریں تو ہم قطعاً انکار کریں گے

اور أَبَيْنَا۔ أَبَيْنَا بار بار بلند آواز سے فرماتے رہے۔ (1)

رسول اللہ ﷺ خود بھی خندق کی کھودائی میں شریک تھے، آپ ﷺ کو ساتھ دیکھ کر مخلص ساتھیوں میں اور جوش وخروش پیدا ہوتا اور وہ نہایت مستعدی سے کام کرتے

رِجَالٌ مِنْ الْمُنَافِقِينَ، وَجَعَلُوا يُوَرُّونَ بِالضَّعِيفِ مِنْ الْعَمَلِ، وَيَتَسَلَّلُونَ إِلَى أَهْلِيهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا إِذْنٍ

جبکہ منافقین کام میں سستی اور ٹال مٹول سے کام لیتے اور رسول اللہ کی اجازت کے بغیر پہلے ہی کام چھوڑ کر واپس ہو جاتے، ان پر یہ مشقت گراں گزرتی تھی اور وہ تعویق وتاخیر سے کام لیتے تھے۔ (2)

ثلاثة آلاف، وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: خَرَجَ فِي سَبْعِمِائَةٍ، وَهَذَا غَلَطٌ

تین ہزار ابن اسحاق کے مطابق سات سو ساتھیوں کو لے کر نکلے لیکن یہ غلط ہے۔ (3)

وَتِسْعِمِائَةِ

یا صرف نو سو (ابن حزم رحمہ اللہ) متبرک ہاتھ بھوکے پیاسے دن رات خندق کھودنے میں مصروف تھے۔

جَابِرًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَقَالَ: وَبَطْنُهُ مَعْصُوبٌ بِحَجَرٍ، وَلَبِثْنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ لَا نَذُوقُ ذَوَاقًا

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس وقت (خندق کھودتے ہوئے بھوک کی شدت کی وجہ سے) آپ ﷺ کا پیٹ پتھر سے بندھا ہوا تھا تین دن سے ہمیں ایک دانہ کھانے کے لئے نہیں ملا تھا۔ (4)

(1) صحيح بخارى كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابُ حَفْرِ الخَنْدَقِ ٢٨٣٧، وكتاب المغازى بَابُ غَزْوَةِ الخَنْدَقِ وَهِيَ الأَحْزَابُ ٤١٠٦، مصنف ابن ابى شيبة ٢٦٠٦٩، سنن الدارمى ٢٤٩٩

(2) ابن ہشام ٢١٦/٢، تاريخ طبرى ٥٦٦/٢، الروض الانف ١٩٧/٦، عيون الآثر ٨٤/٢

(3) زادالمعاد ٢٤٢/٣

(4) صحيح بخارى كتاب المغازى بَابُ غَزْوَةِ الخَنْدَقِ وَهِيَ الأَحْزَابُ ٤١٠١، شرح السنة للبغوى ٣٧٩٣، فيض البارى على صحيح البخارى ٥٣/٥، ٤١٠١، عمدة القارى شرح صحيح بخارى ١٧٩/١٧، ٤١٠١، المسند الجامع ٢٩٣٧، الخصائص الكبرى ٣٧٦/١، امتاع الاسماع ٧٥/٥، منتهى السؤل على وسائل الوصول إلى شمائل الرسول صلى الله عليه وآله وسلم ١٦٤/٢

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: يُؤْتَوْنَ بِمِلْءِ كَفِّي مِنَ الشَّعِيرِ، فَيُصْنَعُ لَهُمْ بِإِهَالَةٍ سَنِخَةٍ، تُوضَعُ بَيْنَ يَدَيِ القَوْمِ، وَالقَوْمُ جِيَاعٌ، وَهِيَ بَشِعَةٌ فِي الحَلْقِ، وَلَهَا رِيحٌ مُنْتِنٌ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس ایک مٹھی جو لایا جاتا تھا جس کو ایسی چکنائی کے ساتھ پکا دیا جاتا تھا جس کا مزہ بھی بگڑ چکا ہوتا تھا یہی کھانا اہل خندق کے سامنے رکھ دیا جاتا تھا، صحابہ رضی اللہ عنہم بھوکے ہوتے تھے، اور (یہ کھانا) جس سے (چکنائی کی) مہک پھوٹتی رہتی تھے اور زبان کے لئے بے لذت ہوتا تھا (بھوک کی شدت سے کھا لیتے تھے)۔[1]

عَنْ أَبِي طَلْحَةَ، قَالَ: شَكَوْنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الجُوعَ وَرَفَعْنَا عَنْ بُطُونِنَا عَنْ حَجَرٍ حَجَرٍ فَرَفَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلَّم عَنِ بطنه عَنْ حَجَرَيْنِ

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیتاب ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھوک کی شکایت کی اور اپنے پیٹ سے کپڑا کھول کر دکھلایا جہاں ایک ایک پتھر باندھا ہوا تھا (عرب کی عادت تھی کہ سخت بھوک کی حالت میں پیٹ پر پتھر باندھتے تھے جس سے کمر نہیں جھکنے پاتی تھی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے شکم سے کپڑا ہٹا کر دکھلایا آپ کے شکم مبارک پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔[2]

اس روایت میں ایک راوی سیار بن حاتم عنزی ضعیف ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، لاَ نَعْرِفُهُ إِلاَّ مِنْ هَذَا الوَجْهِ.

أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ:جِئْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَوَجَدْتُهُ جَالِسًا مَعَ أَصْحَابِهِ يُحَدِّثُهُمْ، وَقَدْ عَصَّبَ بَطْنَهُ بِعِصَابَةٍ ، قَالَ أُسَامَةُ: وَأَنَا أَشُكُّ عَلَى حَجَرٍ

اور صحیح مسلم میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا میں نے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے ہیں اور پیٹ پر ایک پٹی باندھے ہوئے ہیں، راوی اسامہ کہتا ہے کہ روایت میں شاید یہ الفاظ بھی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کپڑا پتھر پر باندھ رکھا تھا۔[3]

جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا حُفِرَ الخَنْدَقُ رَأَيْتُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمَصًا شَدِيدًا،فَانْكَفَأْتُ إِلَى امْرَأَتِي، فَقُلْتُ: هَلْ عِنْدَكِ شَيْءٌ؟ فَإِنِّي رَأَيْتُ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمَصًا شَدِيدًا،فَأَخْرَجَتْ إِلَيَّ جِرَابًا فِيهِ صَاعٌ مِنْ شَعِيرٍ،وَلَنَا بُهَيْمَةٌ دَاجِنٌ فَذَبَحْتُهَا، وَطَحَنَتِ الشَّعِيرَ،فَفَرَغَتْ إِلَى فَرَاغِي، وَقَطَّعْتُهَا فِي بُرْمَتِهَا،ثُمَّ وَلَّيْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: لاَ تَفْضَحْنِي بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِمَنْ مَعَهُ، فَجِئْتُهُ

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ الخَنْدَقِ وَهِيَ الأَحْزَابُ ۴۱۰۰

[2] جامع ترمذی أَبْوَابُ الزُّهْدِ بَابُ مَا جَاءَ فِي مَعِيشَةِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۲۳۷۱،البدایة والنهایة ۶۰/۶

[3] صحیح مسلم کتاب الْأَشْرِبَةِ بَابُ جَوَازِ اسْتِتْبَاعِهِ غَيْرَهُ إِلَى دَارِ مَنْ يَثِقُ بِرِضَاهُ بِذَلِكَ، وَبِتَحَقُّقِهِ تَحَقُّقًا تَامًّا، وَاسْتِحْبَابِ الِاجْتِمَاعِ عَلَى الطَّعَامِ ۵۳۲۳

فَسَارَرْتُهُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ ذَبَحْنَا بُهَيْمَةً لَنَا وَطَحَنَّا صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ كَانَ عِنْدَنَا، فَتَعَالَ أَنْتَ وَنَفَرٌ مَعَكَ،فَصَاحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:يَا أَهْلَ الخَنْدَقِ، إِنَّ جَابِرًا قَدْ صَنَعَ سُورًا، فَحَيَّ هَلًا بِهَلّكُمْ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب خندق کھودی جارہی تھی تو میں نے معلوم کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی بھوک میں مبتلا ہیں، میں فوراًاپنی بیوی کے پاس آیااور کہا کیاتمہارے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے؟میراخیال ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی بھوکے ہیں، میری بیوی ایک تھیلانکال کرلائیں جس میں ایک صاع(تقریباًڈھائی کلو) جو تھےاور گھر میں ہماراایک بکری کابچہ بھی بندھاہواتھا،میں نے بکری کے بچے کوذبح کیااورمیری بیوی نے جو کوچکی پرپیسا، جب میں فارغ ہواتو وہ بھی جوپیس چکی تھیں میں نے گوشت کی بوٹیاں کرکے ہانڈی میں رکھ دیا، پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پلٹامیری بیوی نے پہلے ہی تنبیہ کردی تھی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اورآپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے مجھے شرمندہ نہ کرناچنانچہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر(بڑی رازداری سے) آپ کے کان میں یہ عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم!ہم نے ایک چھوٹاسابچہ ذبح کرلیاہےاورایک صاع جوپیس لیےہیں جو ہمارے پاس تھے،اس لیے آپ اپنے دوایک ساتھیوں کےساتھ تشریف لاکرکھاناتناول فرمائیں،لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت بلند آواز سے فرمایااے اہل خندق!جابر رضی اللہ عنہ نے تمہارے لیے کھاناتیارکروایاہے بس اب ساراکام چھوڑدواورجلدی جابر رضی اللہ عنہ کے گھر چلے چلو

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لاَ تُنْزِلُنَّ بُرْمَتَكُمْ، وَلاَ تَخْبِزُنَّ عَجِينَكُمْ حَتَّى أَجِيءَ، فَجِئْتُ وَجَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْدُمُ النَّاسَ حَتَّى جِئْتُ امْرَأَتِي، فَقَالَتْ: بِكَ وَبِكَ، فَقُلْتُ: قَدْ فَعَلْتُ الَّذِي قُلْتِ،فَأَخْرَجَتْ لَهُ عَجِينًا فَبَصَقَ فِيهِ وَبَارَكَ، ثُمَّ عَمَدَ إِلَى بُرْمَتِنَا فَبَصَقَ وَبَارَكَ، ثُمَّ قَالَ:ادْعُ خَابِزَةً فَلْتَخْبِزْ مَعِي، وَاقْدَحِي مِنْ بُرْمَتِكُمْ وَلاَ تُنْزِلُوهَاوَهُمْ أَلْفٌ، فَأُقْسِمُ بِاللهِ لَقَدْ أَكَلُوا حَتَّى تَرَكُوهُ وَانْحَرَفُوا، وَإِنَّ بُرْمَتَنَا لَتَغِطُّ كَمَا هِيَ، وَإِنَّ عَجِينَنَا لَيُخْبَزُ كَمَا هُوَ

اس کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم!نےفرمایا کہ جب تک میں آنہ جاؤں ہانڈی چولھے پر سے نہ اتارنااورنہ آٹے کی روٹی پکانی شروع کرنا،میں اپنے گھر آیا،ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جوخندق کھودرہے تھے لے کرجابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے گھر روانہ ہوئے،میں اپنی بیوی کے پاس آیاتووہ مجھے برابھلاکہنے لگیں،میں نے کہا کہ تم نے جوکچھ مجھ سے کہاتھامیں نے سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم کےسامنے عرض کردیاتھا، آخر میری بیوی نے گندھاہواآٹانکالااور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں اپنے لعاب دہن کی آمیزش کردی اور برکت کی دعاکی،ہانڈی میں بھی آپ نے لعاب کی آمیزش کی اور برکت کی دعاکی،اس کے بعدآپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب روٹی پکانے والی کوبلاؤ،وہ میرے سامنے روٹی پکائےاورگوشت ہانڈی سے نکالےلیکن چولہے سے ہانڈی نہ اتارنا،صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد ہزار کے قریب تھی، میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتاہوں کہ اتنے ہی کھانے کوسب نے(شکم سیر ہوکر) کھایااورکھانابچ بھی گیا،جب تمام لوگ واپس ہوگئے توہماری ہانڈی اسی طرح جوش کھارہی تھی جس طرح شروع میں تھی،اور آٹے کی روٹیاں برابر پکائی جارہی تھیں۔ [1]

قَالَ:كُلِي هَذَا وَأَهْدِي، فَإِنَّ النَّاسَ أَصَابَتْهُمْ مَجَاعَةٌ

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ الخَنْدَقِ وَهِيَ الأَحْزَابُ ۴۱۰۲

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اب یہ کھانا تم خود کھاؤ اور لوگوں کے یہاں ہدیہ میں بھیجو کیونکہ لوگ آج کل فاقہ میں مبتلا ہیں۔ [۱]

تاریخ کی کتابوں میں یوں مذکور ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: عَمِلْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَنْدَقِ، فَكَانَتْ عِنْدِي شُوَيْهَةٌ، غَيْرُ جِدِّ سَمِينَةٌ، قَالَ: فَقُلْتُ: وَاللَّهِ لَوْ صَنَعْنَاهَا لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،قَالَ:فَأَمَرْتُ امْرَأَتِي، فَطَحَنَتْ لَنَا شَيْئًا مِنْ شَعِيرٍ، فَصَنَعَتْ لَنَا مِنْهُ خُبْزًا، وَذَبَحْتُ تِلْكَ الشَّاةَ، فَشَوَيْنَاهَا لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،قَالَ: فَلَمَّا أَمْسَيْنَا وَأَرَادَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الِانْصِرَافَ عَنْ الْخَنْدَقِ قَالَ: وَكُنَّا نَعْمَلُ فِيهِ نَهَارَنَا، فَإِذَا أَمْسَيْنَا رَجَعْنَا إِلَى أَهَالِينَا

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خندق کے کھودنے میں مصروف تھے اور میرے پاس ایک چھوٹی سے بکری تھی اور موٹی تازہ بھی نہ تھی، میں نے خیال کیا کہ اگر اگر اس بکری کو ذبح کر کے میں رسول اکرم ﷺ کی دعوت کروں تو بہتر ہے، بیان کرتے ہیں پھر میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ گھر میں جس قدر جو ہوں ان کو پیس لو اور بکری کا گوشت پکالو میں رسول اللہ ﷺ کی دعوت کروں گا، فرمانے لگے جب شام ہوئی اور رسول اللہ ﷺ مع تمام لوگوں کے گھروں کی طرف واپس ہوئے کیونکہ یہی قاعدہ تھا کہ دن بھر خندق کھودتے تھے اور شام کو گھر چلے آتے تھے،

قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي قَدْ صَنَعْتُ لَكَ شُوَيْهَةً كَانَتْ عِنْدَنَا، وَصَنَعْنَا مَعَهَا شَيْئًا مِنْ خُبْزِ هَذَا الشَّعِيرِ، فَأُحِبُّ أَنْ تَنْصَرِفَ مَعِي إِلَى مَنْزِلِي، وَإِنَّمَا أُرِيدُ أَنْ يَنْصَرِفَ مَعِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحْدَهُ،قَالَ: فَلَمَّا أَنْ قُلْتُ لَهُ ذَلِكَ، قَالَ: نَعَمْ، ثُمَّ أَمَرَ صَارِخًا فَصَرَخَ: أَنْ انْصَرِفُوا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى بَيْتِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: قُلْتُ: إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ راجِعُونَ ! قَالَ: فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَقْبَلَ النَّاسُ مَعَهُ، قَالَ: فَجَلَسَ وَأَخْرَجْنَاهَا إِلَيْهِ. قَالَ: فَبَرَّكَ وَسَمَّى (اللهَ) ، ثُمَّ أَكَلَ، وَتَوَارَدَهَا النَّاسُ، كُلَّمَا فَرَغَ قَوْمٌ قَامُوا وَجَاءَ نَاسٌ، حَتَّى صَدَرَ أَهْلُ الْخَنْدَقِ عَنْهَا

میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے ایک بکری ذبح کر کے پکائی ہے اور جو کی کچھ روٹیاں بھی کیں ہیں چنانچہ آپ کی دعوت کرتا ہوں، آپ میرے گھر تشریف لے چلیں، فرماتے ہیں میں یہ چاہتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ تنہا میرے ساتھ تشریف لے آئیں، رسول اللہ ﷺ نے میری دعوت قبول فرمالی اور پھر ایک شخص کو حکم دیا کہ پکار کر آواز دے دے کہ سب لوگ جابر رضی اللہ عنہ کے مکان پر چلے آئیں کیونکہ جابر رضی اللہ عنہ نے دعوت کی ہے، جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اس بات کو سن کر انا للہ وانا الیہ راجعون کہا پھر رسول اللہ ﷺ مع لوگوں کے میرے گھر تشریف لائے، ہم نے کھانا نکال کر آپ ﷺ کے سامنے رکھا، رسول اللہ ﷺ نے تناول فرمایا اور پھر آپ ﷺ کے بعد سب لوگوں نے کھانا تناول کیا، کھاتے جاتے تھے اور چلتے جاتے تھے، یہاں تک کہ تمام اہل خندق کھا کر فارغ

[۱] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ الخَنْدَقِ وَهِيَ الأَحْزَابُ ۴۱۰۱

ہو گئے۔ ⁽¹⁾

انہی دنوں اسی طرح خیر و برکت کا دوسرا واقعہ بھی پیش آیا

أُخْتِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ،قَالَتْ: دَعَتْنِي أُمِّي عَمْرَةُ بِنْتُ رَوَاحَةَ، فَأَعْطَتْنِي حَفْنَةً مِنْ تَمْرٍ فِي ثَوْبِي، ثُمَّ قَالَتْ: أَيْ بُنَيَّةُ، اذْهَبِي إِلَى أَبِيكِ وَخَالِكِ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَوَاحَةَ بِغَدَائِهِمَا، قَالَتْ: فَأَخَذْتُهَا، فَانْطَلَقْتُ بِهَا،فَمَرَرْتُ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَلْتَمِسُ أَبِي وَخَالِي، فَقَالَ: تَعَالَيْ يَا بُنَيَّةُ، مَا هَذَا مَعَكِ؟قَالَتْ:فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، هَذَا تَمْرٌ، بَعَثَتْنِي بِهِ أُمِّي إِلَى أَبِي بَشِيرِ بْنِ سَعْدٍ، وَخَالِي عَبْدِ اللهِ بْنِ رَوَاحَةَ يَتَغَدَّيَانِهِ،قَالَ: هَاتِيهِ

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ کہتی ہیں میری ماں عمرہ بنت رواحہ رضی اللہ عنہ نے میرے کپڑے میں تھوڑی سی کھجوریں دے کر کہا کہ بیٹی! یہ اپنے باپ اور ماموں عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو دے آؤ اور کہنا کہ یہ تمہارا صبح کا کھانا ہے، کہتی ہیں میں ان کھجوروں کو لے کر چلی اور میں اپنے باپ اور ماموں کو ڈھونڈھ رہی تھی، جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب سے گزریں تو آپ نے صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لڑکی یہ تیرے پاس کیا چیز ہے؟ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میری ماں نے یہ کھجوریں میرے باپ بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ اور میرے ماموں عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے لئے بھیجی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لاؤ یہ مجھے دے دو،

قَالَتْ: فَصَبَبْتُهُ فِي كَفَّيْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فَمَا مَلَأَتْهُمَا، ثُمَّ أَمَرَ بِثَوْبٍ فَبُسِطَ لَهُ، ثُمَّ دَحَا بِالتَّمْرِ عَلَيْهِ، فَتَبَدَّدَ فَوْقَ الثَّوْبِ،ثُمَّ قَالَ لِإِنْسَانٍ عِنْدَهُ: اُصْرُخْ فِي أَهْلِ الْخَنْدَقِ: أَنْ هَلُمَّ إِلَى الْغَدَاءِ،فَاجْتَمَعَ أَهْلُ الْخَنْدَقِ عَلَيْهِ، فَجَعَلُوا يَأْكُلُونَ مِنْهُ،وَجَعَلَ يَزِيدُ، حَتَّى صَدَرَ أَهْلُ الْخَنْدَقِ عَنْهُ، وَإِنَّهُ لَيَسْقُطُ مِنْ أَطْرَافِ الثَّوْبِ

میں نے وہ کھجوریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ہاتھوں میں رکھ دیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کھجوروں کو ایک کپڑے پر ڈال دیا اور پھر ان کے اوپر ایک کپڑا ڈھک دیا اور ایک شخص سے فرمایا کہ لوگوں کو کھانے کے لیے بلالو، چنانچہ تمام خندق کے کھودنے والے جمع ہو گئے اور ان کھجوروں کو کھانے لگے، تمام صحابہ رضی اللہ عنہم ان کھجوروں کو کھاتے گئے اور وہ کھجوریں (کم ہونے کے بجائے) بڑھتی ہی گئیں یہاں تک کہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سیر ہو کر چلے گئے، مگر کھجوریں تھیں کہ کپڑے کے کناروں سے باہر نکلی جارہیں تھیں۔ ⁽²⁾

جَابِرًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَقَالَ: إِنَّا يَوْمَ الخَنْدَقِ نَحْفِرُ، فَعَرَضَتْ كُدْيَةٌ شَدِيدَةٌ، فَجَاءُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: هَذِهِ كُدْيَةٌ عَرَضَتْ فِي الخَنْدَقِ، فَقَالَ:أَنَا نَازِلٌ. ثُمَّ قَامَ وَبَطْنُهُ مَعْصُوبٌ بِحَجَرٍ، وَلَبِثْنَا ثَلاَثَةَ أَيَّامٍ لاَ نَذُوقُ ذَوَاقًا، فَأَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ المِعْوَلَ فَضَرَبَ، فَعَادَ كَثِيبًا أَهْيَلَ، أَوْ أَهْيَمَ،

جابر رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ سے مروی ہے ہم غزوہ خندق کے موقع پر خندق کھود رہے تھے کہ زمین میں ایک جگہ سخت چٹان نکل آئی (جس پر کدال اور پھاوڑے کا کوئی اثر نہیں ہوتا تھا اس لئے خندق کی کھدائی میں رکاوٹ پیدا ہو گئی) اس پر صحابہ رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

⁽¹⁾ ابن ہشام ۲۱۸/۲،البداية والنهاية ۱۱۳/۴،الروض الانف ۲۰۱/۶، عيون الآثر ۸۷/۲،السيرة النبوية لابن كثير ۱۹۰/۳

⁽²⁾ ابن ہشام ۲۱۸/۲ ،البداية والنهاية ۱۱۳/۴،الروض الانف ۲۰۰/۶،السيرة النبوية لابن كثير ۱۹۰/۳

میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ خندق میں ایک چٹان ظاہر ہو گئی ہے (جس پر کدال اور پھاوڑے کا کوئی اثر نہیں ہو رہا ہے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں خود اندر اترتا ہوں، چنانچہ آپ ﷺ چلنے کے لئے کھڑے ہو گئے، اس وقت (بھوک کی شدت کی وجہ سے) آپ کے شکم پر پتھر بندھا ہوا تھا اور ہم نے تین روز سے ہمیں ایک دانہ کھانے کے لیے نہیں ملا تھا، وہاں پہنچ کر نبی کریم ﷺ نے کدال اپنے دست مبارک میں لی اور اس چٹان پر ماری تو وہ چٹان (ایک ہی ضرب میں) ریت کے تودہ کی طرح ریزہ ریزہ ہو گئی۔[۱]

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَفْرِ الْخَنْدَقِ، قَالَ: وَعَرَضَ لَنَا صَخْرَةٌ فِي مَكَانٍ مِنَ الخَنْدَقِ، لَا تَأْخُذُ فِيهَا الْمَعَاوِلُ، قَالَ: فَشَكَوْهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ عَوْفٌ:، وَأَحْسِبُهُ قَالَ: وَضَعَ ثَوْبَهُ ثُمَّ هَبَطَ إِلَى الصَّخْرَةِ، فَأَخَذَ الْمِعْوَلَ فَقَالَ:بِسْمِ اللَّهِ فَضَرَبَ ضَرْبَةً فَكَسَرَ ثُلُثَ الْحَجَرِ، وَقَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ الشَّامِ، وَاللَّهِ إِنِّي لَأُبْصِرُ قُصُورَهَا الْحُمْرَ مِنْ مَكَانِي هَذَا . ثُمَّ قَالَ:بِسْمِ اللَّهِ وَضَرَبَ أُخْرَى فَكَسَرَ ثُلُثَ الْحَجَرِ فَقَالَ:اللَّهُ أَكْبَرُ، أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ فَارِسَ، وَاللَّهِ إِنِّي لَأُبْصِرُ الْمَدَائِنَ، وَأُبْصِرُ قَصْرَهَا الْأَبْيَضَ مِنْ مَكَانِي هَذَا ثُمَّ قَالَ:بِسْمِ اللَّهِ وَضَرَبَ ضَرْبَةً أُخْرَى فَقَلَعَ بَقِيَّةَ الْحَجَرِ فَقَالَ:اللَّهُ أَكْبَرُ أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ الْيَمَنِ، وَاللَّهِ إِنِّي لَأُبْصِرُ أَبْوَابَ صَنْعَاءَ مِنْ مَكَانِي هَذَا

براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے مسلمانوں کی ایک جماعت اپنے معین کردہ رقبہ میں خندقیں کھود رہی تھیں کہ یکایک زمین سے ایک سفید پتھر کی سخت چٹان برآمد ہوئی جس نے وہاں کام کرنے والوں کی کدالیں توڑ ڈالیں مگر پتھر نہ ٹوٹا، لوگوں نے کہا جا کر رسول اللہ ﷺ کو اس چٹان کے نکلنے کی خبر دیں، چنانچہ لوگوں نے جا کر رسول اللہ ﷺ کو اس معاملہ کی اطلاع دی، اس پر رسول اللہ ﷺ جا کر خود خندق میں اترے اور کدال لے کر بسم اللہ کہہ کر ایک ضرب لگائی تو اس چٹان کے تہائی پتھر ٹوٹ کر ادھر ادھر بکھر گئے، آپ نے فرمایا اللہ اکبر! مجھے ملک شام کی کنجیاں دے دی گئیں، واللہ میں ابھی یہیں کھڑے ہوئے شام کے سرخ محلات دیکھ رہا ہوں پھر آپ ﷺ نے بسم اللہ کہہ کر دوسری ضرب لگائی تو چٹان کا دو تہائی پتھر توڑ ڈالا آپ ﷺ نے فرمایا اللہ اکبر! مجھے ملک فارس کی کنجیاں عطا کر دی گئیں ہیں اللہ کی قسم! میں ابھی یہیں سے مدائن کے سفید محلات دیکھ رہا ہوں، پھر آپ ﷺ نے بسم اللہ کہہ کر تیسری ضرب لگائی تو باقی چٹان کو بھی کوٹ کر رکھ دیا آپ ﷺ نے اللہ اکبر کہا اور فرمایا مجھے یمن کی کنجیاں بھی عطا فرما دی گئیں ہیں، اللہ کی قسم! میں ابھی اسی جگہ سے شہر صنعاء (یمن کا دار السلطنت) کے دروازے دیکھ رہا ہوں۔[۲]

ایسی ہی ایک روایت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ سے بھی ہے جس میں ذکر ہے کہ ہر ضرب کے ساتھ روشنی نکلتی تھی جس سے مدینہ منورہ روشن ہو جاتا تھا۔[۳]

---

[۱] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ الخَنْدَقِ وَهِيَ الأَحْزَابُ ۴۱۰۱،سنن الدارمی ۴۳

[۲] مسند احمد ۱۸۶۹۴،السنن الکبری للنسائی ۸۸۰۷،الروض الانف ۲۰۱/۶،السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ۱۹۴/۳

[۳] تاریخ طبری ۵۶۷/۲

وَفرَغُوا مِن حَفْرِهِ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ

بالآخر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی لگن اور انتھک محنت سے خندق چھ دن میں تیار ہوگئی۔ (۱)

قال السمهودي، وهوالمَعْرُوف، عند موسى بن عقبة أنهم أَقَامُوا في عَمَلَ الْخَنْدَق أي:مُدَّةٌ حَفْرِهِ،قَرِيبًا من عِشْرِينَ لَيْلَةً، وعند الواقدي: أَرْبَعًا وَعِشْرِينَ، وفي الهدي النبوي لابن القيم :أَقَامُوا شَهْرًا

علامہ سمہودی رحمہ اللہ بھی اس روایت کو معروف قرار دیتے ہیں، جبکہ موسیٰ بن عقبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ خندق تقریباً بیس روز میں تیار ہوئی اور واقدی کے مطابق یہ چوبیس روز میں تیار ہوئی، اور ابن قیم رحمہ اللہ ہدی میں لکھتے ہیں کہ اس کے پورا ہونے میں ایک مہینہ لگا تھا۔ (۲)

خندق نہایت گہری کھودی گئی کہ نمی ظاہر ہوگئی،

قَالَ عَمْرُو بْنُ عَوْفٍ:فَكُنْتُ أَنَا وَسَلْمَانُ، وَحُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ، وَالنُّعْمَانُ بْنُ مُقَرِّنِ الْمُزَنِيُّ، وَسِتَّةٌ مِنَ الأَنْصَارِ فِي أَرْبَعِينَ ذِرَاعًا،فَحَفَرْنَا تَحْتَ ذو باب حَتَّى بَلَغْنَا النَّدَى

عمرو رضی اللہ عنہ بن عوف کہتے ہیں میں، سلمان حذیفہ بن یمان، نعمان رضی اللہ عنہ بن مقرن المزنی اور چھ اور انصاری چالیس گز کے ایک حصے میں کام کرتے تھے ہم نے ذوباب کے زیریں میں خندق کھودی جس سے پانی نکل آیا۔ (۳)

ایک روایت میں ہے مدینہ منورہ کے گرد چودہ گز چوڑی اور اسی قدر گہری خندق کھودی گئی۔ (۴)

ایک روایت میں ہے کہ خندق کی گہرائی پانچ گز رکھی گئی۔

وَقَدْ جَعَلُوا لَهُ خَمْسَةَ أَذْرُعٍ طُولًا وَخَمْسًا فِي الْأَرْضِ

ایک روایت میں ہے خندق پانچ ہاتھ چوڑی اور پانچ ہاتھ گہری تھی۔ (۵)

اور دشمن کے پہنچنے سے پہلے تیار ہوگئی۔

وَلَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ الْخَنْدَقِ، أَقْبَلَتْ قُرَيْشٌ

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خندق سے فارغ ہوئے تو قریش بھی آ پہنچے۔ (۶)

جو چھ ہزار گز یا کوئی ساڑھے تین میل لمبی تھی، شمال اور مغرب کی پہاڑیاں خندق کے اندر رکھی گئی تھیں تا کہ ان پر چڑھ کر دشمن کی نقل و حرکت

(۱) ابن سعد۵۱؍۲

(۲) شرح الزرقانی علی المواهب۳۳؍۳

(۳) تاریخ طبری ۵۶۷؍۲

(۴) البداية والنهاية اردو ۷۸؍۴

(۵) مغازی واقدی۴۴۷؍۲

(۶) ابن ہشام ۲۱۹؍۲،الروض الانف۲۰۲؍۶،عیون الآثر۸۷؍۲، البداية والنهاية۱۱۷؍۴،شرح الزرقانی علی المواهب۳۴؍۳،السيرة النبوية لابن كثير۱۹۷؍۳

کا جائزہ لیا جا سکے

وَاسْتَعْمَلَ عَلَى الْمَدِينَةِ ابْنَ أُمِّ مَكْتُومٍ

رسول اللہ ﷺ نے مدینہ پر ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہا کو نائب مقرر فرمایا۔

اور چند انصار اور مہاجرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر گھوڑے پر سوار ہو کر شہر کے چاروں طرف کے علاقے کا معائنہ فرمایا تا کہ مختلف آطام میں جتنی عورتیں بچے اور مویشی رکھنے کی تجویز ہو اسی کے مطابق خوراک وغیرہ کا انتظام کیا جائے، اس کے علاوہ مختلف مقامات پر مجاہدین کے لئے پڑاؤ چنے گئے، شہر کے طرف جس قدر باغات اور ان کے گرد احاطے تھے ان کو بغور دیکھ کر اور دشمن کے نفوذ کے امکانات کو مد نظر رکھ کر طرح طرح کی مزاحمتیں پیدا کی گئیں، ایسے تنگ راستوں پر جہاں ایک وقت میں ایک اونٹ چل سکتا تھا چوکیاں مقرر کی گئیں اور ان کو قلعہ بند کر دیا گیا تا کہ دشمن تنگ گلیوں کو بھی استعمال نہ کر سکے، جنوبی علاقہ کی بستیوں کو مستحکم احاطوں کے ذریعہ ملا دیا گیا، خندق کے اندرونی کنارے پر جگہ جگہ نوکدار پتھروں کے ڈھیر لگا دیئے گئے تا کہ زد میں آئے ہوئے دشمن پر پتھر برسائے جا سکیں اور اس طرح تیر صرف ضروری اور خطرناک مواقع پر استعمال کئے جائیں، سامان رسد میں سب سے اہم مسئلہ پانی کا تھا اس لیے پانی کے تمام کنوئیں خندق کے اندر ہی رکھے گئے اور تمام کنوؤں کا جائزہ لینے کے بعد ان کی حفاظت و فراہمی کا پورا پورا بندوبست کیا اور ذباب میں ایک نیا کنواں کھدوایا گیا، اسلامی لشکر کو کئی حصوں میں تقسیم کیا، ہر چالیس گز پر خندق کے دروازہ مقرر کر کے ہر دروازے پر دس مجاہدین کا دستہ مقرر کیا گیا، ہر دستے کا کمانڈر اپنے اپنے علاقے کے دفاع کا ذمہ دار تھا، اس کے علاوہ اونچی اونچی چٹانوں اور آطاموں پر فوری جوابی کاروائی کے لئے چھوٹے چھوٹے تیز انداز دستے مقرر فرمائے، شب خون اور گھات لگانے کی غرض سے خندق کے پار بھیجنے کے لئے چند دستے بانٹ دیئے گئے، اور زبیر رضی اللہ عنہ بن عوام کو ان سب کا امیر مقرر فرما کر رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ اگر لڑائی ہوتی دیکھیں تو لڑنا شروع کر دیں، عورتوں اور بچوں کو جنوب مشرق کی جانب عسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے فارع نامی قلعہ میں جو بنو قریظہ کے قریب ہی تھا بھیج کر حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو ان کی حفاظت پر مقرر کر دیا گیا، عورتوں کی حفاظت کے لئے بھی آغاز جنگ میں ایک خاص دستہ رکھا گیا تھا مگر بعد میں اسے ایک اور اہم علاقہ سونپ دیا گیا، مدینہ کا بچہ بچہ جوش سے بے خود تھا، جب مسلمان اس میدان کی طرف روانہ ہوئے تو باپ بھائیوں کے ساتھ نوعمر بچے بھی ساتھ ہو گئے، جب لشکر اسلام میدان میں جمع ہو گیا تو آپ ﷺ نے جائزہ لیا، جو بچے پندرہ سال سے زیادہ عمر کے تھے انہیں شرکت کی اجازت مرحمت فرمائی جو اس سے کم عمر تھے انہیں سمجھا بجھا کر واپس کر دیا، مدینہ منورہ ہی سے ملی ہوئی ایک پہاڑی ہے جو کوہ سلع کے نام سے مشہور ہے، خندق میں اور اس میں صرف چھ میل کا فاصلہ تھا، دونوں کے درمیان ایک لمبا چوڑا میدان تھا اس کو پشت پر رکھ کر مسلمانوں نے بہترین نظم وضبط کے ساتھ ڈیرے ڈال دیئے، اور کمانڈر انچیف محمد ﷺ کے لئے جبل ذباب اور جبل سلع کے درمیان ایک محفوظ مقام پر سرخ رنگ کا ایک خیمہ نصب کر دیا گیا جہاں سے دشمن اور مغرب کا علاقہ کافی دور تک دکھائی دیتا تھا، اب یہاں بطور یادگار ایک مسجد بنی ہوئی ہے، آپ ﷺ کے چاروں نائب سالاروں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور ابو ذر رضی اللہ عنہ کے لیے بھی خیمے نصب کیے گئے (وہاں بھی اب مسجدیں ہیں) ایک بڑا حصہ (غالباً لشکر کا پانچواں حصہ) فوری مدد اور جوابی حملہ کے لئے رسول اللہ ﷺ

نے اپنے زیر کمان ذباب اور جبل سلع کے علاقے میں رکھ لیا گیا، اب مدینہ منورہ دشمن کی یلغار سے محفوظ تھا، اس طرح دشمن کی آمد سے پہلے ہی مسلمانوں نے اللہ کے سچے وعدوں کی سچائی پر پورا بھروسہ کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی قیادت میں اپناد فاعی منصوبہ ہر لحاظ سے مکمل کر لیا تھا، ان تمام مادی وسیلوں کو بہترین طریقے سے استعمال کرنے کی کوشش کی جو حاصل ہو سکتے تھے، اس کے بعد نتیجہ اللہ پر چھوڑ دیا۔

اب دشمن فوج کے ہراول دستے مدینہ کے قریب دکھائی دینے لگے تھے، سپہ سالار قریش ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو امید تھی کہ محمد (ﷺ) احد پر ملیں گے، آپ وہاں نہ ملے تو اس نے لشکر کو مدینہ کی طرف بڑھایا

نَزَلَتْ قُرَيْشٌ بِمُجْتَمَعِ السُّيُولِ فِي عَشَرَةِ آلَافٍ مِنْ أَحَابِيشِهِمْ وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِنْ بَنِي كِنَانَةَ وَتِهَامَةَ وَنَزَلَ عُيَيْنَةُ فِي غَطَفَانَ وَمَنْ مَعَهُمْ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ إِلَى جَانِبِ أُحُدٍ

اور نہری کٹاؤ اور جنگل کے درمیان دریا میں سیلابوں کے پانی مجمع ہونے کے مقام پر چار ہزار لشکر کے ساتھ پڑاؤ ڈالا ان میں حبوش اور قریش کے ساتھی کنانہ و تہامہ قبائلی شامل تھے ادھر غطفان اور ان کے نجدی ساتھی بھی ان سے آملے اور جبل احد کے کنارے خیمہ زن ہوئے۔[1]

اور جبل احد کی سمت بِذَنَبِ نَقْمَى کی پٹی کو اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا۔ زَغَابَة نشیب میں ہے اور ذَنَبِ نَقْمَى فراز میں۔

مسلمانوں نے کفار کا اتنا بڑا لشکر دیکھا تو ان کا جذبہ ایمان و اطاعت کو اور بڑھا دیا لیکن منافقین کے دل دہل گئے۔

وَكَانَ شِعَارُ الْمُسْلِمِينَ يَوْمَئِذٍ حم لَا يُنْصَرُونَ

اس وقت ایک دوسرے کی پہچان کے لئے مسلمانوں کا خفیہ لفظ ''ان کی مدد نہ کی جائے تھا۔''[2]

لشکر کفار جبل احد کے علاقے میں جمع ہوا ان کا خیال تھا کہ مسلمان اس مرتبہ بھی مدینے سے باہر آ کر احد کے علاقے میں لڑائی کریں گے مگر وہاں اسلامی لشکر کا نام ونشان نہ تھا، جس سے ظاہر ہے کہ مدینہ منورہ میں موجود کفار مکہ کے جاسوس خندق کے بارے میں لشکر کفار کو اطلاع دینے میں ناکام رہے تھے کیونکہ اسلامی دیکھ بھال اور لڑاکا دستوں نے آمد و رفت کے تمام راستوں کی ناکہ بندی کر رکھی تھی جبکہ رسول اللہ ﷺ کو دشمن کی نقل و حرکت کے بارے میں مکمل اطلاع مل رہی تھی، اب دشمن کی ٹولیاں مسلمانوں کا حال معلوم کرنے کے لئے مدینہ منورہ کی طرف آئیں مگر جب وہاں پہنچے تو ایک نئی چیز جو ان کے وہم وگمان میں بھی نہ تھی کا نظارہ کیا، ان کی عقلیں حیران رہ گئیں اور وہ سوچ میں پڑ گئے کہ کیا ہمارا لشکر اس پار جا سکے گا، جس کے لئے اتنا جتن کیا گیا ہے، اتنے پاپڑ بیلے گئے ہیں کیا وہ کام ہو سکے گا؟ کیا سارا کھیل بگڑ جائے گا؟ کیا محمد (ﷺ) زندہ بچ جائیں گے اور ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہتے رہیں گے، یہ ٹولیاں واپس لشکر میں گئیں اور انہیں یہ نامبارک خبر سنائی، جس نے سنا دنگ رہ گیا، بخدا یہ تو بالکل نئی چال ہے عرب میں تو کبھی خندق کھودنے کا رواج نہیں تھا، دوسرے دن قریش نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح خندق پار کر لیں لیکن مسلمانوں نے کچھ اس طرح سے ان پر پتھروں اور تیروں کی برسات برسائی کہ قریش کو خندق کے نزدیک آنے کی بھی جرات نہ ہوئی اور تاب نہ لا کر پیچھے ہٹ گئے اور دور دور سے تیروں کی بوچھاڑ کر دی شام ہوگئی اور وہ اپنے ٹھکانوں

---

[1] فتح الباری ۴۰۰،۷،شرح الزرقانی علی المواهب ۳۴،۳

[2] زادالمعاد ۲۴۳،۳،مغازی واقدی ۴۷۴،۲،عیون الآثر ۹۳،۲،ابن سعد ۵۶،۲،شرح الزرقانی علی المواهب ۴۳،۳

پر چلے گئے، دوسری صبح پھر قریش نے خندق عبور کرنے کی انتھک کوشش کی مگر اس مرتبہ بھی ناکامی ان کے مقدر میں رہی اور شام کو تلملاتے اور ہونٹ چباتے واپس چلے گئے۔

ویسے تو اس غزوہ میں شامل ہر مرد، عورت اور بوڑھے نے اپنی عزیمت و استقامت اور صبر و استقلال کا مظاہرہ کیا اور صفحہ تاریخ پر ایسے نقوش ثبت کیے جو ابد الآباد تک فرزندان توحید کے لیے مشعل راہ بنے رہیں گے مگر اسی غزوہ میں پندرہ برس کی عمر کے ایک نوجوان اس جوش وجذبہ سے لڑے کہ لوگ دنگ رہ گئے اور سید الامم ﷺ نے بھی ان کی شجاعت اور جذبہ فدویت کی تحسین فرمائی،

عَنْ جابر بن عبد الله، قال: نَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى سعدا بِنِ حَبْتَةَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ يُقَاتِلُ قِتَالا شَدِيدًا، وَهُوَ حَدِيثُ السِّنِّ، فَدَعَاهُ فَقَالَ لَهُ: مَنْ أنت يا فتى، فقال: أنا سعد بن حَبْتَة ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَسْعَدَ اللهُ جَدَّكَ،اقْتَرِبْ مِنِّي، فَاقْتَرَبَ مِنْهُ، فَمَسَحَ عَلَى رَأْسِهِ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے غزوہ خندق کے دن نبی کریم ﷺ کی نظر سعد رضی اللہ عنہ بن حبتہ پر پڑی جو بڑی پامردی اور جوش وجذبہ سے مشرکین سے لڑ رہے تھے، آپ ﷺ نے انہیں اپنے پاس بلا کر پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ انہوں نے کہا میرا نام سعد رضی اللہ عنہ بن حبتہ ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تمہیں خوش نصیب کرے، میرے قریب آؤ جب وہ قریب آئے تو پھر نہایت شفقت سے ان کے سر پر اپنا دست مبارک پھیرا۔[1]

اس طرح کئی دن گزر گئے مگر مشرکین کو کوئی خاطر خواہ کامیابی حاصل نہیں ہو رہی تھی ادھر مسلمان دن رات خندق کی حفاظت میں مشغول رہتے ،جنگی نقطہ نظر سے رکاوٹ کی حفاظت ضروری ہے اور جونہی دشمن رکاوٹ پار کرنے لگے اسے خوب نشانہ بنا کر نقصان پہنچانا چاہیے، بغیر دیکھ بھال اور جوابی کاروائی کے رکاوٹ بے کار ہوتی ہے، مسلمان اپنے اپنے علاقے کی حفاظت بڑی تندہی سے کر رہے تھے، کبھی کبھی مجاہدین خندق پار کر کے دشمن کے پڑاؤ پر شب خون مارنے بھی چلے جاتے تھے، محاصرہ طویل ہوتا چلا گیا، کفار فیصلہ کن لڑائی لڑنے آئے تھے مگر اتنے دنوں بعد بھی لڑائی کسی مرحلے پر نہ پہنچی تھی، محاصرہ جس قدر لمبا ہوتا گیا خود محاصرین کی ہمت جواب دینے لگی، اس کی کئی وجوہ تھیں، دس ہزار آدمیوں کو کھانا کھلانا آسان کام نہ تھا، اس لئے رسد میں کمی آنے لگی، حملے کی کوئی تجویز کارگر نہ ہو سکی اور خندق کے مقابلے میں ہر کوشش ناکام ہو گئی، حملوں کی ناکامی سے بدحواس سو اتھی، بلا کی سردی تھی جس سے جسم کٹے اور رگوں میں خون جما جاتا تھا، چنانچہ محاصرے کے باوجود مسلسل ناکامی اور موسم کی سختی سے لشکر میں بے دلی پھیل گئی، حیی بن اخطب نے لشکر کا یہ حال دیکھا تو بہت ڈرا، اس نے اس لشکر کو اکٹھا کرنے کے لئے انتھک کوشش کی تھی، کن کن مصیبتوں سے سارا انتظام کیا تھا، وہ سوچ میں پڑ گیا کہ اگر لشکر میں یونہی بے دلی پھیلی رہی ،لڑنے والوں کے حوصلے پست ہوتے چلے گئے تو مسلمانوں کو دھرتی سے نیست و نابود کرنے کا سارا پلان ہی ناکام ہو جائے گا اور پھر کبھی ایسا شاندار موقعہ ملے گا بھی کہ نہیں، اس کے لئے فوراً کچھ نہ کچھ کرنا چاہیے، سوچتے سوچتے اس کی نگاہ مدینہ منورہ کے اندر اپنے ہم مذہب بنو قریظہ پر رک گئیں اور اس نے گھر کے بھیدی کو اپنے ساتھ ملانے کی سوچی تا کہ مسلمانوں کے اندر سے ان پر وار کیا جا سکے، چنانچہ وہ بنی

---

[1] الاستيعاب في معرفة الأصحاب ۲٫۵۸۴، اسد الغابة ۲٫۴۲۱، المؤتَلِف والمختَلِف للدارقطنی ۲٫۸۷۵

قریظہ کے سردار کعب بن اسد قرظی کو اپنے ساتھ ملانے کے لئے ان کے قلعہ کی طرف لپکا جن کے پاس کم از کم ڈھائی ہزار ہتھیار بند جوان موجود تھے تاکہ مسلمانوں پر جنوب مشرق کی جانب سے اچانک حملہ کیا جائے۔

بنو قریظہ کی عہد شکنی:

بنو قریظہ یثرب کے تین یہودی قبائل میں سے ایک قبیلہ تھا جو بنو نضیر کا رشتہ دار تھا، دونوں قبیلے مل کر بنو دریہ کہلاتے تھے، ان کی بنو کعب اور بنو عمرو دو شاخیں تھیں، ان کا سردار کعب بن اسد قرظی (ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا کا والد) مدینہ منورہ سے باہر جنوب مشرقی گوشے وادی مہزور میں اپنے ہم نسب قبیلے ہدل کی معیت میں رہتا تھا، یہ زرعی زمینوں کے مالک تھے، اپنی زرعی پیداوار، تجارت کی بدولت بڑی فارغ البالی سے زندگی بسر کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے وقت ان میں سات سو پچاس جنگجو تھے اور ان کے پاس ہتھیاروں اور زرہوں کے بڑے ذخیرے تھے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ ہجرت فرما کر تشریف لائے تھے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی قوم کے لئے باہم امن و آشتی سے رہنے کا معاہدہ کر چکا تھا، بنو نضیر کی جلاوطنی کے بعد بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے تجدید عہد کیا تھا

فَلَمَّا سَمِعَ كَعْبٌ بِحُيَيِّ بْنِ أَخْطَبَ، أَغْلَقَ دُونَهُ حِصْنَهُ فَاسْتَأْذَنَ عَلَيْهِ فَأَبَى أَنْ يَفْتَحَ لَهُ،فَنَادَاهُ حُيَيٌّ: يَا كَعْبُ، افْتَحْ لِي، قَالَ: وَيْحَكَ يَا حُيَيُّ! إِنَّكَ امْرُؤٌ مَشْئُومٌ،إِنِّي قَدْ عَاهَدْتُ مُحَمَّدًا فَلَسْتُ بِنَاقِضٍ مَا بَيْنِي وَبَيْنَهُ، وَلَمْ أَرَ مِنْهُ إِلا وَفَاءً وَصِدْقًا،قَالَ: وَيْحَكَ! افْتَحْ لِي أُكَلِّمْكَ،قَالَ: مَا أَنَا بِفَاعِلٍ، قَالَ: وَاللهِ إِنْ أَغْلَقْتَ دُونِي إِلا عَلَى جَشِيشَتِكَ أَنْ آكُلَ مَعَكَ مِنْهَا،فَأَحْفَظَ الرَّجُلُ، فَفَتَحَ لَهُ،فَقَالَ: وَيْحَكَ يَا كَعْبُ! جِئْتُكَ بِعِزِّ الدَّهْرِ وَبِبَحْرٍ طَامٍ

شب کی تاریکی میں جب اس نے حیی بن اخطب کی آمد کا سنا تو وہ تاڑ گیا کہ حیی اس کے پاس کس مقصد کے تحت آیا ہے اس لئے اس نے اپنے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا، حیی بن اخطب نے اندر آنے کی اجازت مانگی مگر کعب نے دروازہ کھولنے سے انکار کر دیا، حیی نے کہا کعب مجھے اندر آنے دو، اس نے کہا تم منحوس اور بدبخت ہو، میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدہ دوستی کیا ہے میں اس کی خلاف ورزی نہیں کرنا چاہتا اور انہوں نے اس معاہدہ کی صداقت اور دیانت سے پابندی کی ہے، حیی نے کہا تم پر افسوس! ذرا دروازہ تو کھولو تاکہ میں تم سے کچھ باتیں کروں، کعب نے کہا میں اس کے لئے تیار نہیں، پھر حیی اس کی غیرت کو للکار کر بولا واللہ! تو نے میرے سامنے اس لئے دروازہ بند کیا ہے کہ تجھے مجھ کو کھانا کھلانا پڑے گا، یہ سنکر کعب کو طیش آ گیا اور وہ ملنے پر آمادہ ہو گیا اور قلعہ کا دروازہ اس کے لئے کھول دیا، حیی بن اخطب نے کعب سے مل کر کہا اے کعب افسوس! میں تمہارے پاس ایسی دعوت لایا ہوں جس میں تم کو دائمی نیک نامی حاصل ہو گی، میں تیرے پاس فوج کا ایک بحر ذخار لایا ہوں،

جِئْتُكَ بِقُرَيْشٍ عَلَى قَادَتِهَا وَسَادَتِهَا، حَتَّى أَنْزَلْتُهُمْ بِمُجْتَمَعِ الاسيال من رومه، وَبِغَطَفَانَ عَلَى قَادَتِهَا وَسَادَتِهَا حَتَّى أَنْزَلْتُهُمْ بِذَنَبِ نُقْمَى إِلَى جَانِبِ أُحُدٍ،قَدْ عَاهَدُونِي وَعَاقَدُونِي أَلا يَبْرَحُوا حَتَّى يَسْتَأْصِلُوا مُحَمَّدًا وَمَنْ مَعَهُ،فَقَالَ لَهُ كَعْبُ بْنُ أَسَدٍ: جِئْتَنِي وَاللهِ بِذُلِّ الدَّهْرِ! بِجَهَامٍ قَدْ هَرَاقَ مَاءَهُ يُرْعِدُ وَيُبْرِقُ، لَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ! وَيْحَكَ فَدَعْنِي وَمُحَمَّدًا

وَمَا أَنَا عَلَيْهِ، فَلَمْ أَرَ مِنْ مُحَمَّدٍ إِلا صِدْقًا وَوَفَاءً!فَلَمْ يَزَلْ حُيَيٌّ بِكَعْبٍ يَفْتِلُهُ فِي الذُّرْوَةِ وَالْغَارِبِ، حَتَّى سَمَحَ لَهُ، عَلَى أَنْ أَعْطَاهُ عَهْدًا مِنَ اللهِ وَمِيثَاقًا: لَئِنْ رَجَعَتْ قُرَيْشٌ وَغَطَفَانُ وَلَمْ يُصِيبُوا مُحَمَّدًا أَنْ أَدْخُلَ مَعَكَ فِي حِصْنِكَ حَتَّى يُصِيبَنِي مَا أَصَابَكَ فَنَقَضَ كَعْبُ بْنُ أَسَدٍ عَهْدَهُ، وبريء ممَّا كَانَ عَلَيْهِ فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میں تیرے پاس قریش کو ان کے تمام امراء اور روساء کے ساتھ لایا ہوں اور ان کو میں نے رومہ وادیوں کے سنگم پر فروکش کر دیا ہے، اسی طرح میں غطفان کو ان کے تمام سرداروں سمیت کھینچ لایا ہوں اور ان کو میں نے احد کے پاس ذنب نقمی میں اتارا ہے، ان تمام نے مجھ سے عہد واثق کیا ہے کہ جب تک محمد (ﷺ) کی بیخ کنی نہیں کر لیں گے اس جگہ سے نہیں ہٹیں گے، تم محمد (ﷺ) سے کیا ہوا عہد توڑ کر ہمارے لشکر کو راستہ دے دو، یہ لشکر ایک بھرے ہوئے سیلاب کی طرح محمد (ﷺ) اور مسلمانوں کی طرف بڑھے گا اور ہمیشہ کے لئے ان کو صاف کر دے گا پھر پورے عرب پر ہمارا اثر ہو گا، ہمارے مذہب کے لئے بھی راستہ صاف ہو جائے گا اور مدینہ کی ساری دولت اور جائداد پر بھی قبضہ ہو جائے گا، کعب نے کہا اللہ کی قسم! تو میرے پاس زمانہ بھر کی ذلت اور ایسا خالی خولی ابر لایا ہے جس کا پانی ختم ہو چکا ہو، وہ گرجتا چمکتا ضرور ہے مگر اس میں پانی کا ایک قطرہ باقی نہیں رہا، تم محمد (ﷺ) کے بارے میں مجھ سے کچھ مت کہو اور میں محمد ﷺ سے (باہمی امن و بھائی چارے کا) جو معاہدہ کر چکا ہوں اس پر مجھے قائم رہنے دو کیونکہ انہوں نے اب تک معاہدہ دوستی کی پوری طرح پابندی کی ہے اور مجھے کوئی شکایت کا موقع نہیں دیا۔

لیکن حیی بن اخطب مسلسل اس کی خوشامد و چاپلوسی کرتا رہا اسے نیک نامی اور مادی فوائد کا لالچ دیتا رہا آخر حیی بن اخطب کا جادو کعب بن اسد پر چل گیا اور وہ اپنی مروت کو ختم کرنے پر راضی ہو گیا، مگر قریش کے اتنے دنوں کی ناکامی دیکھ کر ابھی بھی ہچکچا رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ اگر قریش وغطفان ہار گئے تو اس کی غداری کا کیا انجام ہو گا، وہ لوگ تو اپنا راستہ پکڑیں گے اور میں تنہا رہ جاؤں گا اور بنو نضیر اور بنو قینقاع کی طرح ذلیل و رسوا ہو جاؤں گا، اس پر حیی بن اخطب نے اللہ کو شاہد بنا کر یہ پختہ عہد و پیمان کیا کہ اگر قریش اور غطفان محمد (ﷺ) کے مقابلے میں ناکام ہو کر میدان چھوڑ گئے تو میں خیبر چھوڑ کر تمہارے ساتھ قلعہ میں جا رہوں گا پھر جو کچھ ہو گا تمہارے ساتھ مل کر جھیلوں گا، یہ بات کعب بن اسد پر اثر کر گئی اور وہ غداری کے لئے تیار ہو گیا اور اپنے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان طے شدہ معاہدہ سے دست بردار ہو کر اپنی قوم سمیت رسول اللہ ﷺ کے خلاف مخالف جماعتوں میں شامل ہو گیا جس سے دشمن کے لشکر کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہو گیا، حیی بن اخطب نے یہ خوش خبری ابوسفیان کو جا کر سنائی کہ اب بدل ہونے کی ضرورت نہیں بس اتنی دیر اور انتظار کر لو جب تک کہ بنو قریظہ تیار ہو جائیں پھر فتح و نصرت تمہاری ہے۔

بنو قریظہ کی غداری کی خبر انا فانا دونوں لشکروں میں پھیل گئی اور مسلمانوں پر بجلی بن کر گری مسلمانوں کے لئے یہ ایک نئے خطرہ کی گھنٹی تھی، اس راستہ سے دشمن کے لئے شہر میں گھسنا بالکل آسان ہو گیا تھا، اب ان کا شہر اور لشکر خطرہ میں تھا، رسد رسانی کے لئے بھی اب کوئی راستہ نہ تھا، اس واقعہ سے مسلمانوں میں کس قدر سراسیمگی پھیل گئی، رسول اللہ ﷺ نے تحقیق حال کے لئے کسی کو روانہ کیا تا کہ اس خبر کی روشنی میں کوئی مناسب فوجی اقدام اٹھایا جا سکے، اس شخص نے آ کر اس خبر کی تصدیق کی

بعث رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَعْدَ بْنَ مُعَاذِ بْنِ النُّعْمَانِ بْنِ امْرِئِ الْقَيْسِ أَحَدَ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ سَيِّدُ الأَوْسِ وَسَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ بْنِ دُلَيْمٍ، أَحَدَ بَنِي سَاعِدَةَ بْنِ كَعْبِ بْنِ الْخَزْرَجِ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ سَيِّدُ الْخَزْرَجِ وَمَعْهُمَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ أَخُو بَلْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ، وَخَوَّاتُ بْنُ جُبَيْرٍ، أَخُو بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، فَقَالَ: انْطَلِقُوا حَتَّى تَنْظُرُوا: أَحَقٌّ مَا بَلَغَنَا عن هٰؤُلاءِ الْقَوْمِ أَمْ لا؟ فَإِنْ كَانَ حَقًّا فَالْحِنُوا لِي لَحْنًا نَعْرِفُهُ، وَلا تَفُتُّوا فِي أَعْضَادِ النَّاسِ، وَإِنْ كَانُوا عَلَى الْوَفَاءِ فِيمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ فَاجْهَرُوا بِهِ لِلنَّاسِ،فَخَرَجُوا حَتَّى أَتَوْهُمْ فَوَجَدُوهُمْ عَلَى أَخْبَثِ مَا بَلَغَهُمْ عَنْهُمْ،نَالُوا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،وَقَالُوا: مَنْ رَسُولُ اللهِ؟وَقَالُوا: لا عَقْدَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مُحَمَّدٍ وَلا عَهْدَ

مگر رسول اللہ ﷺ نے مزید اطمینان کے لئے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو جو بنو قریظہ کے حلیف تھے اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ اور خوات بن جبیر کو سردار بنو قریظہ کعب بن اسد کے پاس تحقیق حال اور فہمائش کے لئے بھیجا اور فرمایا اگر خبر صحیح ہو تو آ کر چپکے سے بتانا تاکہ مسلمانوں میں بے دلی نہ پھیلے ورنہ بلند آواز سے اعلان کر دینا، جب یہ دونوں صحابہ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ مسلمانوں کو بنو قریظہ کی نقض عہد اور مخالفت کی خبر ملی ہے وہ اس سے کہیں زیادہ خباثت اور شرارت پر آمادہ ہیں، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کے الفاظ استعمال کیے اور اس بدبخت نے یہاں تک کہا کون ہے اللہ کا رسول؟ اور کہا ہم سے محمد (ﷺ) کا کوئی عہد معاہدہ نہیں،

فَشَاتَمَهُمْ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَشَاتَمُوهُ، وَكَانَ رَجُلًافِيهِ حَدّ، فَقَالَ له سعد ابن مُعَاذٍ: دَعْ عَنْكَ مُشَاتَمَتَهُمْ، فَمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ أَرْبَى مِنَ الْمُشَاتَمَةِ، ثُمَّ أَقْبَلَ سَعْدٌ وَسَعْدٌ ومن معهما الى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمُوا عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالُوا: عَضَلٌ وَالْقَارَّةُ أَيْ كَغَدْرِ عَضَلٍ وَالْقَارَّةِ بِأَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابِ الرَّجِيعِ، خُبَيْبِ بْنِ عدی واصحابه

سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے جو کچھ تیز مزاج آدمی تھے ان کو برا بھلا کہا انہوں نے بھی گالیاں دیں، سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا گالیاں دینا چھوڑ دو اب جو صورت حال پیدا ہوئی اس پر زیادہ توجہ کی ضرورت ہے، دونوں سعد اپنے ساتھیوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور سلام کر کے ایک ضرب المثل میں عرض کیا جس طرح قبیلہ عضل اور قارہ نے اصحاب رجع یعنی خبیب رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ غدر کیا اسی طرح انہوں نے بھی غداری کی۔ [1]

رسول اللہ ﷺ کو بنو قریظہ کی عہد شکنی سے صدمہ ہوا، رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس خبر کو پوشیدہ رکھنے کی کوشش کی مگر یہ خبر چھپنے والی نہ تھی، محاصرہ کی سختی، مختلف گروہوں کے اجتماع سے خاص کر بنو قریظہ کی عہد شکنی اور دشمنوں سے جا ملنے کے بعد مسلمانوں میں قدرے خوف وہراس پھیل گیا، مسلمانوں پر کئی کئی فاقے گزر گئے اور مسلمانوں میں فتح سے ایک قسم کی ناامیدی پیدا ہوگئی۔

محاصرہ کافی مدت سے تھا، مسلم سپاہ کی قلت، دن بھر جنگ کے لئے مستعدی اور رات میں شب بیداریاں، اپنے باغات اور تجارتی کاروبار کو چھوڑ بیٹھنا، معاشی ضروریات کی تنگی، ان تمام باتوں نے منافقین کے حوصلوں کو پانی پانی کر دیا انہوں نے برملا مسلمانوں کو

[1] تاریخ طبری ۲،۵۷۲، ابن ہشام ۲،۲۱۲، عیون الآثر ۲،۸۹، شرح الزرقانی علی المواہب ۳،۳۹

بہکانے، حوصلے پست کرنے کے لئے طرح طرح کے نفسیاتی حملے شروع کر دیئے، کوئی انہیں طعنہ دے کر جان کا خوف دلاتا

قَالَ معتب ابن قُشَيْرٍ، أَخُو بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ: كَانَ مُحَمَّدٌ يَعِدُنَا أَنْ نَأْكُلَ كُنُوزَ كِسْرَى وَقَيْصَرَ، وَأَحَدُنَا لا يَقْدِرُ أَنْ يَذْهَبَ إِلَى الْغَائِطِ!

بنو عمرو بن عوف کا متعب بن قشیر رسول اللہ ﷺ سے بدگمان کرنے کے لئے کہنے لگا محمد ﷺ نے بھی ہمیں خوب بہلایا، خوب ہرے بھرے باغ دکھائے، کہتے تھے کہ قیصر و کسریٰ کے خزانے ملیں گے اور آج یہ حال ہے کہ ضرورت کے لئے بھی جانا جان کا خطرہ ہے۔

كَانَ مُحَمَّدٌ يَعِدُنَا أَنْ نَأْكُلَ كُنُوزَ كِسْرَى وَقَيْصَرَ، وَأَحَدُنَا لا يَأْمَنُ عَلَى نَفْسِهِ

ایک روایت میں ہے اس نے کہا محمد (ﷺ) نے تم مسلمانوں کو فارس و روم کی فتح قیصر و کسریٰ کے قصور و محلات اور ان کی دولت کثیر پر قبضے کے خواب دکھائے لیکن پہلے وہ ان سے صرف اپنی جان ہی بچا کر دکھا دیں۔ [1]

کسی نے میدان جنگ سے فرار اور مسلمانوں کی ہمت شکنی کے لئے اس موقع کو غنیمت سمجھا۔

أَحَدُ بَنِي حَارِثَةَ بْنِ الْحَارِثِ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنْ بُيُوتَنَا لَعَوْرَةٌ مِنَ الْعَدُوِّ- وَذَلِكَ عَنْ مَلإٍ مِنْ رِجَالِ قَوْمِهِ- فَأْذَنْ لَنَا فَلْنَرْجِعْ إِلَى دَارِنَا، فَإِنَّهَا خَارِجَةٌ مِنَ الْمَدِينَةِ

بنو حارثہ و بنو سلمہ نے جن کے مکانات شمال مشرق کی جانب خندق سے باہر تھے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمارے گھر بیرون مدینہ غیر محفوظ اور کھلے ہوئے پڑے ہیں، ان کے اہل خانہ خطرہ میں ہیں، یہ بات اس نے اپنی قوم کی ایک جماعت کی جانب سے کہی تھی اس لئے آپ ہمیں اجازت دیں کہ اپنے گھروں کو چلے جائیں کیونکہ وہ شہر مدینہ کے بیرون پر واقع ہیں، اور یہ اپنے گھروں کو چلے گئے۔ [2]

وَقَالَ رِجَالٌ مِمَّنْ مَعَهُ: يَا أَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوا

اور کچھ لوگوں نے کہا اے اہل یثرب! اب تمہارا کوئی مقام نہیں چنانچہ واپس لوٹ چلو۔

فَأَرْسَلُوا الى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا نُعْطِيكُمُ الدِّيَةَ عَلَى أَنْ تَدْفَعُوهُ إِلَيْنَا فَنَدْفِنُهُ، فَرَدَّ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ

نوفل بن عبداللہ مخزومی نے کہا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیجا کہ ہم آپ کو دیت دیں گے بشرطیکہ ان کے حوالے کر دو ہم بھی حوالے کر دیں گے لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس شرط کو قبول نہ فرمایا۔ [3]

یہ جنگ حقیقت میں ہتھیاروں کے بجائے اعصاب کی جنگ تھی، مسلمانوں کا مقابلہ خوف، دہشت، رنج، افتراق، فریب اور بدعہدی سے تھا اور وہ بھی نازک ترین حالات میں، ان کیفیات سے نبرد آزما ہونا نیزوں اور تلواروں کے دکھ سہنے سے کہیں زیادہ مشکل ہوتا ہے، ایک طرف

[1] البداية والنهاية ۴/۱۱۹

[2] تاریخ طبری ۲/۵۷۲، عیون الآثر ۲/۹۰، الروض الانف ۶/۲۰۷، ابن ہشام ۲/۲۲۲، مغازی واقدی ۲/۴۵۹

[3] شرح الزرقانی علی المواہب ۳/۴۰، عیون الآثر ۲/۹۰

تقاضائے ایمان اور رسول کی اطاعت تو دوسری طرف حوصلہ شکن حالات اور جان لیوا محنت، اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش کی یہ گھڑی ایسی تھی کہ ہر شخص کا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی نفاق تھا پردہ فاش ہوگیا اور وہ طبقہ اپنے ضعف ایمانی کی بنا پر خود بخود اسلامی لشکر سے علیحدہ ہوگیا لیکن صادق ومخلص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنہیں اللہ وحدہ لاشریک اور اس کے پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم پر کامل یقین تھا، وہ اس بات پر کامل یقین رکھتے تھے کہ دشمن کی طرف سے جو کچھ بھی ہو اللہ کے وعدے کے مطابق سچے ثابت ہوں گے، اس ایقان نے انہیں غیر متزلزل اور ناقابل تسخیر بنا دیا، وہ صبر اور عزم واستقلال کے ساتھ ایک مضبوط چٹان کی طرح اپنے اپنے مورچوں پر ڈٹے رہے اور ان کے ایمان میں اضافہ ہی ہوگیا، ایسے وقت میں نظم وضبط کا یہ عالم تھا کہ سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی تعمیل میں جی جان سے حاضر خدمت رہے، اس کے بعد بنو قریظہ نے مدینہ منورہ کے امن وامان میں خلل ڈالنا شروع کر دیا اور عورتوں اور بچوں کو خطرہ میں ڈال دیا

فَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْعَثُ سَلَمَةَ بْنَ أَسْلَمَ بْنِ حَرِيشٍ الْأَشْهَلِيَّ فِي مِائَتَيْ رَجُلٍ

جس کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمہ رضی اللہ عنہ بن اسلم بن حریش کو دو سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ وہاں متعین فرمایا کہ بنو قریظہ کی طرف سے حملہ نہ ہونے پائے۔[1]

دوسرے معنوں میں بنو قریظہ کے ڈھائی ہزار جنگجوؤں کے مقابلے میں یہ دو سو کا دستہ گویا موت کے منہ میں بھیجا جا رہا تھا۔

بنو غطفان سے معاہدہ کی کوشش:

جب حالات انتہائی نازک صورت اختیار کر گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو طبعاً جنگ سے نفرت کرتے تھے قریش کی جنگی قوت کو کمزور کرنے کے لئے اور اس اندیشہ کے پیش نظر کہ کہیں بشری تقاضہ سے ساتھی ہمت نہ ہار جائیں،

فَلَمَّا اشْتَدَّ عَلَى النَّاسِ الْبَلَاءُ، بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عُيَيْنَةَ بْنِ حِصْنِ بْنِ حُذَيْفَةَ بْنِ بَدْرٍ، وَإِلَى الْحَارِثِ بْنِ عَوْفِ بْنِ أَبِي حَارِثَةَ الْمُرِّيِّ، وَهُمَا قَائِدَا غَطَفَانَ، فَأَعْطَاهُمَا ثُلُثَ ثِمَارِ الْمَدِينَةِ عَلَى أَنْ يَرْجِعَا بِمَنْ مَعَهُمَا عَنْهُ وَعَنْ أَصْحَابِهِ، فَجَرَى بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمَا الصُّلْحُ، فَلَمَّا أَرَادَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَفْعَلَ، بَعَثَ إِلَى سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ وَسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُمَا، وَاسْتَشَارَهُمَا فِيهِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غطفان کے قائد وسردار عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر اور حارث بن عوف بن ابی حارثہ کے پاس ایک آدمی بھیجا کہ اگر تم لوگ جنگ نہ کرو اور واپس چلے جاؤ تو مدینہ کی تہائی پیداوار تم کو دیں گے، غطفان بخوشی اس پر راضی ہوگئے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مکمل کرنا چاہا تو آپ نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور غطفان کے معاملے پر ان سے مشاورت مانگی،

فَقَالَا: يَا رَسُولَ اللهِ إِنْ كَانَ اللهُ أَمَرَكَ بِهَذَا فَسَمْعًا وَطَاعَةً، وَإِنْ كَانَ شَيْئًا تَصْنَعُهُ لَنَا فَلَا حَاجَةَ لَنَا فِيهِ،لَقَدْ كُنَّا نَحْنُ وَهَؤُلَاءِ الْقَوْمُ عَلَى الشِّرْكِ بِاللهِ وَعِبَادَةِ الْأَوْثَانِ، وَهُمْ لَا يَطْمَعُونَ أَنْ يَأْكُلُوا مِنْهَا ثَمَرَةً إِلَّا قِرًى أَوْ بَيْعًا، فَحِينَ أَكْرَمَنَا اللهُ بِالْإِسْلَامِ، وَهَدَانَا لَهُ، وَأَعَزَّنَا بِكَ نُعْطِيهِمْ أَمْوَالَنَا؟وَاللَّهِ لَا نُعْطِيهِمْ إِلَّا السَّيْفَ حَتَّى يَحْكُمَ اللهُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ

[1] مغازی واقدی ۲/۴۶۰،عیون الآثر ۲/۸۸،ابن سعد ۲/۵۱

دونوں سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اگر یہ اللہ کا حکم ہے تو انکار کی مجال نہیں، اگر یہ ارادہ ہم لوگوں کے خیال سے ہے تو ہمیں اس کی ضرورت نہیں، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب ہم اور ہماری قوم سب مشرک تھی، اللہ عزوجل کو جانتے تک نہ تھے اور بتوں کو الہ سمجھ کر پوجتے تھے، اس وقت یہ لوگ صرف مہمانی یا خرید کی صورت میں ہی کھا سکتے تھے اب جبکہ اللہ عزوجل نے ہمیں اسلام سے عزت بخشی اور ہمیں ہدایت کی لازوال اور بے مثال نعمت سے سرفراز فرمایا اور آپ کی سرپرستی سے ہمیں عزت عطا فرمائی ہے تو آج ہم دب کر اپنا مال ان کو دے دیں، یہ تو ناممکن ہے، اللہ کی قسم! ہمیں اپنا مال ان کو دینے کی کوئی ضرورت نہیں؟ اللہ کی قسم! ان کے لئے ہمارے پاس اب صرف تلوار ہے یہاں تک کہ اللہ ہمارا اور ان کا فیصلہ کر دے

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَأَنْتَ وَذَاكَ ،فَتَنَاوَلَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ الصَّحِيفَةَ، فَمَحَا مَا فِيهَا مِنْ الْكِتَابِ، ثُمَّ قَالَ: لِيَجْهَدُوا عَلَيْنَا،قَالَ: وَاللَّهِ مَا أَصْنَعُ ذَلِكَ إِلَّا لِأَنَّنِي رَأَيْتُ الْعَرَبَ قَدْ رَمَتْكُمْ عَنْ قَوْسٍ وَاحِدَةٍ، وَكَالَبُوكُمْ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَكْسِرَ عَنْكُمْ مِنْ شَوْكَتِهِمْ إِلَى أَمْرٍ مَا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا تم کو اختیار ہے، پھر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے صلح نامہ کی تحریر لیکر اس کی تمام عبارت مٹا دی اور کہا جو کچھ ان سے ہو سکے وہ کر لیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کی یہ ہمت و استقلال دیکھا تو اطمینان ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قسم! یہ تو تم ہی لوگوں کے لئے کر رہا تھا میں نے سوچا اس طرح سے ان کی اجتماعی قوت اور زور ٹوٹ جائے گا اور تم پر دشمن کا دباؤ کچھ کم ہو جائے گا کیونکہ عرب نے متفق ہو کر ایک کمان سے تم پر تیر باری شروع کر دی ہے، پھر آپ نے غطفان سے معاہدہ کرنے کا خیال چھوڑ دیا اور ان کا وفد ناکام واپس چلا گیا۔(1)

ایک روایت میں ہے کہ جب محاصرے کی مدت لمبی ہوگئی تو لشکر قریش میں کانا پھوسی ہونے لگی، جو قبائل لوٹ مار اور غارت گری کی امید میں شریک لشکر ہوئے تھے وہ ناامید اور بددل ہونے لگے، غذا اور رسد کی کمی، جانوروں کے چارہ کی قلت نے ان کو اپنے مفاد میں سوچنے پر مجبور کر دیا، چنانچہ قبیلہ غطفان کے سرداروں نے موقع سے فائدہ اٹھانے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کش کی کہ اگر مدینہ کی فصل کا ایک تہائی حصہ ہمیں دینے کا وعدہ کر لیا جائے تو ہم اپنے اور ساتھ کے قبیلے کو واپس لے جانے پر تیار ہو جائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ منورہ کا معاملہ ہے جو انصار کے مشورہ کے بغیر طے نہیں کیا جا سکتا لہذا ان سے مشورہ کرنے کی غرض سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور بنو غطفان کا مطالبہ ان کے سامنے رکھا، انہوں نے عرض کیا بنو غطفان ایک مدت سے مدینہ کے نخلستان سے فائدہ حاصل کرنے کے آرزو مند ہیں، ہم نے جب حالت کفر میں کسی کو خراج نہیں دیا تو اب اسلام کے بعد ہمارا مددگار اللہ اور اس کا رسول ہے، لہذا ایسے معاہدے کے لیے ہم تیار نہیں۔

فَأَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُعْطِيَ عُيَيْنَةَ بْنَ حِصْنٍ وَمَنْ مَعَهُ ثُلُثَ ثِمَارِ الْمَدِينَةِ عَلَى أَنْ يَرْجِعُوا، إِلَّا الْمُرَاوَضَةُ فِي ذَلِكَ

(1) ابن ہشام ۲۲۳/۲، الروض الانف ۲۰۹/۶، البدایۃ والنہایۃ ۱۲۰/۴، زاد المعاد ۲۴۴/۳، السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ۲۰۲/۳

ایک روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے ایسا ارادہ ہی فرمایا تھا کہ غطفان کے قائد وسردار عیینہ بن حصن اور حارث بن عوف کے پاس صلح کے لیے آدمی بھیجیں کہ اگر وہ مدینہ کی تہائی پیداوار پر راضی ہو تو وہ اپنی قوم کو لے کر واپس چلے جائیں۔ [1]

ایک روایت میں ہے کہ انصار کے جن سرداروں سے رسول اللہ ﷺ نے مشورہ کیا ان میں اسید رضی اللہ عنہ بن حضیر الکتائب بھی تھے، ان کو اہل غطفان کا مطالبہ سن کر اس قدر جوش آیا کہ اپنے نیزے سے دونوں کے سر کو ٹھوکا دیا اور کہا لومڑیو! بھاگ جاؤ، عامر نے غضبناک ہو کر پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا اسید بن حضیر، عامر نے کہا، حضیر الکتائب کے بیٹے؟ انہوں نے کہا ہاں، عامر بولا تمہارا باپ تم سے اچھا تھا، اسید رضی اللہ عنہ نے کڑک کر کہا ہرگز نہیں میرا باپ بھی کافر تھا اور تم بھی کافر ہو اس لئے میں دونوں سے اچھا ہوں۔ (سیر انصار جلد دوم)

دشمنوں میں اب ایک نیا جوش وخروش تھا، ان کے حوصلے پہلے سے کہیں زیادہ بلند تھے، اب انہیں سردی کی بھی ذرا فکر نہیں تھی، خندق کی بھی کوئی پرواہ نہ تھی کیونکہ بنو قریظہ ان کے ساتھ تھے، اب دل کے ارمان نکالنا آسان نظر آرہے تھے، انہوں نے محاصرے میں مزید سختی پیدا کر کے مسلمانوں پر بے دردی سے تیر برسانے لگے، مسلمان سخت پریشان تھے، وہ بالکل گھر کر رہ گئے تھے، ہر لحہ یہ خوف تھا کہ کب قریش اور یہودی مدینہ میں داخل ہو جائیں اور گلی کوچوں میں ایک خوں ریز جنگ شروع ہو جائے اور کب عورتوں اور بچوں کے قلعہ پر حملہ آور ہو جائیں مگر رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مسلسل گشت نے مجاہدین کا حوصلہ بلند رکھا، رسول اللہ ﷺ ثابت قدمی پر وعظ فرماتے اور مجاہدین کو فتح کا یقین دلاتے اس طرح مجاہدین ضرورت سے زیادہ ہوشیار اور خبردار رہنے لگے، بہر حال ان حالات میں آپ ﷺ نے کچھ آدمیوں کو مقرر فرمایا کہ رات بھر مدینہ منورہ میں گھوم پھر کر پہرہ دیں،

جَابِرًا، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الأَحْزَابِ: مَنْ يَأْتِينَا بِخَبَرِ القَوْمِ ؟ فَقَالَ الزُّبَيْرُ: أَنَا، ثُمَّ قَالَ: مَنْ يَأْتِينَا بِخَبَرِ القَوْمِ؟ فَقَالَ الزُّبَيْرُ: أَنَا، ثُمَّ قَالَ: مَنْ يَأْتِينَا بِخَبَرِ القَوْمِ؟ فَقَالَ الزُّبَيْرُ: أَنَا، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيَّ، وَإِنَّ حَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ

اور جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یوم خندق خطاب کر کے فرمایا کہ تم میں سے کوئی ہے جو باہر نکل کر محاصرہ کرنے والوں کی خبر لائے گا؟ زبیر رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کی کوئی آواز نہ نکلی اور زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں اس کام کے لیے تیار ہوں، رسول اللہ ﷺ نے پھر پوچھا کفار کے لشکر کی خبر کون لائے گا؟ اس مرتبہ بھی زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس خدمت کے لیے حاضر ہوں، پھر رسول اللہ ﷺ نے تیسری مرتبہ پوچھا کفار کے لشکر کی خبر کون لائے گا؟ زبیر رضی اللہ عنہ نے اس مرتبہ بھی اپنے آپ کو پیش کیا، اس پر سید الامم ﷺ نے انہیں لقب عطا فرمایا کہ ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ ہیں۔ [2]

یہودی اب عملاً جنگی کاروائیوں میں شریک ہو گئے تھے، ان سے یہ بات بعید نہ تھی کہ کسی موقع پر حملہ آور ہو کر ایک جرات مندانہ اقدام

---

[1] فتح الباری ۴۰۰/۷، شرح الزرقانی علی المواهب ۴۰/۳، زادالمعاد ۲۴۴/۳، ابن ہشام ۲۲۳/۲، الروض الانف ۲۰۸/۶

[2] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ الخَنْدَقِ وَهِيَ الأَحْزَابُ ۴۱۱۳، صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ مِنْ فَضَائِلِ طَلْحَةَ، وَالزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ۶۲۴۳، مسند احمد ۱۴۹۳۶

کر گزریں اور وہ راستہ قطع کر دیں جس پر سے مسلمان مدینہ منورہ میں واپس آ سکتے تھے اور اس طرح لڑائی کے میدان کو وسیع تر کر دیں اور دشمن کو موقعہ مل جائے کہ کسی شدید مزاحمت سے دوچار ہوئے بغیر خندق عبور کرنے میں کامیاب ہو جائے، چنانچہ اس مقصد کے لئے ان کی ایک ٹولی مسلمانوں کی کمزور جگہیں معلوم کرنے کے لئے نکلی تا کہ حملہ آسان ہو اور ناکامی کی کوئی راہ نہ رہے جائے، مگر مسلمان چوکنا تھے انہوں نے اس ٹولی کا پیچھا کیا اور یہودی بھاگ کھڑے ہوئے، پھر انہوں نے سوچا کہ مسلمان تو قریش کے لشکر کا مقابلہ کر رہے ہیں، اب موقعہ اچھا ہے عورتوں اور بچوں کے قلعہ پر قبضہ کر لیا جائے اگر وہ اپنا مقصد حاصل نہ بھی کر سکیں تو بھی اس سے یہ فائدہ تو ہو ہی جائے گا کہ مسلمان میدان جنگ سے پیٹھ پھیر کر انہیں بچانے کے لئے مورچے خالی کر دیں گے اور قریش کو خندق عبور کرنے میں آسانی ہو جائے گی اس مقصد کے لئے ایک یہودی قلعہ تک پہنچ گیا اور معلومات حاصل کرنے کے لئے اندر داخل ہونے کے لئے چاروں طرف چکر لگانے لگا، قلعہ میں آپ ﷺ کی پھوپھی صفیہ رضی اللہ عنہا بنت عبد المطلب بھی تھیں وہ یہودی کو دیکھ کر گھبرائیں

قَالَتْ:وَكَانَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ مَعَنَا فِيهِ، مَعَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ، قَالَتْ صَفِيَّةُ، فَمَرَّ بِنَا رَجُلٌ مِنْ يَهُودَ، فَجَعَلَ يُطِيفُ بِالْحِصْنِ، وَقَدْ حَارَبَتْ بَنُو قُرَيْظَةَ،، وَقَطَعَتْ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَيْسَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ أَحَدٌ يَدْفَعُ عَنَّا، وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُونَ فِي نُحُورِ عَدُوِّهِمْ، لَا يَسْتَطِيعُونَ أَنْ يَنْصَرِفُوا عَنْهُمْ إِلَيْنَا إِنْ أَتَانَا آتٍ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا حَسَّانُ، إِنَّ هَذَا الْيَهُودِيَّ كَمَا تَرَى يُطِيفُ بِالْحِصْنِ، وَإِنِّي وَاللَّهِ مَا آمَنُهُ أَنْ يَدُلَّ عَلَى عَوْرَتِنَا مَنْ وَرَاءَنَا مِنْ يَهُودَ، وَقَدْ شُغِلَ عَنَّا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ، فَانْزِلْ إِلَيْهِ فَاقْتُلْهُ

وہ فرماتی ہیں حسان رضی اللہ عنہ اس قلعہ میں ہم عورتوں اور بچوں کے ساتھ تھے، صفیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک یہودی ہمارے قریب آیا اور قلعہ کے اطراف گھومنے لگا اور میں جانتی تھی کہ بنو قریظہ نے رسول اللہ ﷺ کے عہد کو توڑ دیا ہے اور رسول اللہ ﷺ سے جنگ کر رہے تھے اور انہوں نے ہمارے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان راستہ کاٹ دیا تھا اور ہمارے اور ان کے درمیان کوئی ہمارا دفاع کرنے والا نہ تھا، رسول اللہ ﷺ اور مسلمان دشمنوں کے مقابلہ میں مصروف جنگ تھے اس لئے اگر کوئی شخص ہماری طرف آتا تو وہ فریق مقابل کو چھوڑ کر ہماری حفاظت کے لئے نہ آ سکتے تھے، اس خیال سے میں نے کہا اے حسان رضی اللہ عنہ! جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں یہ یہودی قلعہ کے اطراف میں گھوم پھر کر موقع محل دیکھ رہا ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں وہ ہماری پشت پر موجود یہودیوں کو یہاں ہمارے چھپنے کی اطلاع نہ دے دے اور رسول اللہ اور صحابہ رضی اللہ عنہم جنگی مشغولیت کی وجہ سے ہماری خبر گیری نہیں فرما سکتے اس لئے آپ اتر کر اسے قتل کر ڈالیں،

قَالَ:يَغْفِرُ اللهُ لَكَ يَا بْنَةَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَاللَّهِ لَقَدْ عَرَفْتُ مَا أَنَا بِصَاحِبِ هَذَا،قَالَتْ:فَلَمَّا قَالَ لِي ذَلِكَ، وَلَمْ أَرَ عِنْدَهُ شَيْئًا، احْتَجَزْتُ ثُمَّ أَخَذْتُ عَمُودًا، ثُمَّ نَزَلْتُ مِنْ الْحِصْنِ إِلَيْهِ، فَضَرَبْتُهُ بِالْعَمُودِ حَتَّى قَتَلْتُهُ، قَالَتْ: فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْهُ، رَجَعْتُ إِلَى الْحِصْنِ، فَقُلْتُ: يَا حَسَّانُ، انْزِلْ إِلَيْهِ فَاسْلُبْهُ، فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي مِنْ سَلَبِهِ إِلَّا أَنَّهُ رَجُلٌ، قَالَ: مَا لِي بِسَلَبِهِ مِنْ حَاجَةٍ يَا بنت عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

انہوں نے جواب دیا اے عبد المطلب کی بیٹی! اللہ آپ کی مغفرت فرمائے اللہ کی قسم! آپ کو تو معلوم ہے ہی کہ میں جنگی آدمی نہیں ہوں، فرماتی

ہیں جب انہوں نے یہ جواب دیا تو میں سمجھی کہ ان میں ہمت نہیں ہے تو میں نے خیمہ کا ایک بانس اکھاڑا اور چپکے سے نیچے اتر گئیں اور یہودی کے سر پر اس زور سے مارا کہ اس کا بھیجا باہر نکال دیا، فرماتی ہیں اس سے فارغ ہو کر قلعہ میں آئی تو حسان رضی اللہ عنہ سے کہا اب نیچے جا کر اس کے جسم سے اس کے ہتھیار تو اتار لاؤ کیونکہ اجنبی وغیر محرم ہونے کی وجہ سے میں نے خود اس کے ہتھیار نہیں اتارے، انہوں نے جواب دیا اے بنت عبد المطلب! مجھے اس کے ہتھیاروں کی ضرورت ہی نہیں، صفیہ رضی اللہ عنہا نے کہا اچھا اس کا سر کاٹ کر میدان میں پھینک دیں تا کہ یہودی مرعوب ہو جائیں، حسان رضی اللہ عنہ اس کے لئے بھی تیار نہ ہوئے تو مجبوراً یہ کام بھی صفیہ رضی اللہ عنہا کو سرانجام دینا پڑا۔ [1]

جب یہودیوں نے اپنے ساتھی کا کٹا ہوا سر دیکھا تو انہوں نے خیال کیا کہ اس قلعہ میں بھی عورتوں اور بچوں کی حفاظت کے لئے کوئی دفاعی اور حفاظتی دستہ موجود ہے اس لئے پھر انہیں اس قلعہ پر حملہ کرنے کی جرات نہ ہوئی، مگر حیی بن اخطب نے اپنے اتحاد کے ثبوت کے طور پر لشکر کی رسد کے لیے چوبیس اونٹ جو، کھجور اور چارہ سے لدے ہوئے بھیجے مگر منزل پر پہنچنے سے پہلے ہی راستہ میں ہی ایک مسلم دستہ نے اس پر قبضہ کر لیا۔

محاصرے کے کچھ دنوں بعد کفار نے جنگ کرنے کے دن اپنے بڑے بڑے سرداروں میں بانٹ لئے، چنانچہ اس دوران باری باری دن ابوسفیان، خالد بن ولید، عمرو بن العاص، ضرار بن الخطاب اور جبیرہ مسلمانوں سے لڑتے رہتے، کیونکہ خندق کا عرض چوڑا تھا اس لئے مشرکین اسے عبور کرنے کی ہمت نہیں کر سکتے تھے اور فریقین کے درمیان تیر اندازی کے سوا کوئی اور جنگی کاروائی نہیں ہوتی تھی، سخت محاصرے کے باوجود مدینہ منورہ میں داخل ہونے کا یہ طریقہ کار کامیاب نہیں ہو رہا تھا، لشکر کے لئے پانی اور غذا اور چارے کی فراہمی مشکل سے مشکل تر ہوتی چلی جا رہی تھی جس سے وہ پیچ وتاب کھا رہے تھے، غیض وغضب سے کھول رہے تھے، قریش کے لیے بڑی دشواری یہ تھی کہ ان کے لشکر کے پھیلاؤ نے کوئی نظم وضبط باقی نہ رہنے دیا، لشکر کا بڑا حصہ سپہ سالار سے بہت دور اور قابو سے باہر تھا، جیسے جیسے محاصرہ کی مدت بڑھتی جا رہی تھی لشکر قریش کا نظم وضبط ٹوٹتا جا رہا تھا اور لشکر میں بددلی کے آثار پھیل رہے تھے چنانچہ صلاح ومشورہ کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ ٹولیوں کی شکل میں حملہ کرنے کے بجائے سب قبائل مل کر عام حملہ کر دیں تا کہ مسلمانوں کا نظم وضبط ٹوٹ کر ان میں انتشار پیدا ہو جائے چنانچہ عام حملہ کے لئے لشکر جمع ہو گیا، ایک جگہ انہوں نے خندق کا دہانہ تنگ پا کر اور پہرہ بھی کمزور دیکھ کر عرب کے مشہور بہادروں عکرمہ بن ابوجہل، ضرار بن الخطاب، قبیلہ بنی مخزوم کا نوفل بن عبد اللہ بن مغیرہ اور

وَعَمْرٌو يَوْمَئِذٍ ثَائِرٌ، قَدْ شَهِدَ بَدْرًا فَارْتُثَّ جَرِيحًا فَلَمْ يَشْهَدْ أُحُدًا، وَحَرَّمَ الدّهْنَ حَتّى يَثْأَرَ مِنْ مُحَمّدٍ وَأَصْحَابِهِ

عمرو بن عبد ود جو ایک ہزار سوار کے برابر مانا جاتا تھا جو غزوہ بدر میں بھی شریک تھا اور زخمی ہو کر واپس لوٹ گیا تھا اور زخموں کی وجہ سے غزوہ احد میں شامل نہیں ہو سکا تھا اس نے قسم کھائی تھی کہ جب تک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے رفقا سے مقتولین کا انتقام نہیں لے لوں گا اپنے بالوں میں تیل نہ ڈالوں گا۔

---

[1] ابن ہشام۲۲۶،۲،الروض الانف۲۱۸،۶،تاریخ طبری ۵۷۷،۲، البدایۃ والنہایۃ۱۲۴،۴، مستدرک حاکم ۶۸۶۷،السیرۃ النبویۃ لابن کثیر۲۰۸،۳

مگر اب اس غزوہ میں بہادری کے جوہر دکھلانے کے لئے نکلا تھا، اس نے خود کو نمایاں کرنے کے لئے بدن پر خاص نشان لگا رکھے تھے اس نے اپنے گھوڑوں کو مہمیز کیا اور بدقت تمام اس طرف سے خندق میں داخل ہو گئے مگر خندق اور پہاڑی دراڑ کی درمیانی دلدلی زمین میں پھنس گئے، یہ دیکھ کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب مسلمانوں کی ایک جماعت کو لے کر اس پر حملہ آور ہوئے اور خندق عبور کر کے جس کنارے پر کفار نے قبضہ کر لیا تھا اسے لڑ کر ان سے واپس لے لیا

أَنَّ عَمْرًا كَانَ ابْنَ تِسْعِينَ سَنَةً

ادھر عمرو بن عبدود جس کی عمر اس وقت نوے سال کی تھی۔[1]

فَلَمَّا وَقَفَ هُوَ وَخَيْلُهُ، قَالَ: مَنْ يُبَارِزُ؟فقال عَلِيّ: أَنَا أُبَارِزُهُ،وفي كل مرة يَقُولُ عَلَى: أنا له يا نَبِيَّ الله،فَيَقُولُ: اجلس، إنه عَمْرٌو، فَأَعْطَاهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيْفَهُ، وَعَمَّمَهُ، وَقَالَ: اللهُمَّ أعنه عَلَيْهِ

جب وہ گھوڑے کو ایڑ لگا کر خندق عبور کر گیا تو اس نے پکار کر کہا میرے مقابلہ میں کون آتا ہے؟ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں آتا ہوں اور اس سے مقابلہ کے لئے لپکے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں روک دیا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے مگر کسی اور کو آگے بڑھنے کی جرات نہ ہوئی، عمرو بن عبدود نے دوبارہ پکارا تو پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس کے مقابلے میں جاتا ہوں، تیسری بار بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس کے مقابلے میں جاتا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ خبر بھی ہے یہ عمرو بن عبدود ہے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ہاں میں خوب جانتا ہوں کہ یہ عمرو بن عبدود ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو لڑنے کی اجازت دے دی، خود اپنے دست مبارک سے تلوار عنایت فرمائی، سر پر عمامہ باندھا اور دعا فرمائی اے اللہ! علی رضی اللہ عنہ کو عبدود پر غلبہ عطا فرما۔

قَالَ: وَأَقْبَلَ عَمْرٌو يَوْمَئِذٍ وَهُوَ فَارِسٌ وَعَلِيّ رَاجِلٌ، فَقَالَ لَهُ عَلِيّ عَلَيْهِ السّلَامُ: إنّك كُنْت تَقُولُ فِي الْجَاهِلِيّةِ: لَا يَدْعُونِي أَحَدٌ إلَى وَاحِدَةٍ مِنْ ثَلَاثٍ إلّا قَبِلْتهَا! قَالَ: أَجَلْ! قَالَ عَلِيّ: فَإِنّي أَدْعُوك أَنْ تشهد أن لا إله إلا الله وأن مُحَمّدًا رَسُولُ اللهِ، وَتُسْلِمَ لِلّهِ رَبّ الْعَالَمِينَ، قَالَ: لَا حَاجَةَ لِي بِذَلِكَ،قَالَ: فَأُخْرَى، تَرْجِعُ إلَى بِلَادِك،قَالَ:هَذَا مَا لَا تَتَحَدّثُ بِهِ نِسَاءُ قُرَيْشٍ أَبَدًا، وَقَدْ نَذَرْت مَا نَذَرْت وَحَرّمْت الدّهْنَ،قَالَ: فَالثّالِثَةُ؟

اب سیدنا علی رضی اللہ عنہ اس کے مقابلہ میں تھے، عمرو گھوڑے پر سوار تھا جبکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ پیدل تھے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اسے کہا اے عمرو! تو نے جہالت میں اللہ تعالیٰ سے یہ عہد نہیں کیا تھا کہ جب قریش کا کوئی شخص تیرے سامنے دو باتیں پیش کرے گا تو تو ان میں سے ایک ضرور قبول کرے گا؟ عمرو نے کہا ہاں، میں نے یہ عہد کیا ہے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر میں تجھے اللہ رب العالمین اور اس کے رسول کی طرف دعوت دیتا ہوں اسلام قبول کر لے، مگر عمرو نے قبول نہیں کیا اور کہا مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں، پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا لڑائی سے واپس لوٹ جا، عمرو نے جواب دیا میں قریش کی عورتوں کے طنز و طعنہ نہیں سن سکتا اور میں نے نذر مانی ہے کہ اپنے اوپر تیل کو حرام قرار دے دیا ہے، پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو تو مجھ سے مقابلہ کر،

---

[1] عیون الآثر۹۱؍۲،ابن سعد۵۲؍۲،مغازی واقدی ۴۷۰؍۲

قَالَ فَضَحِكَ عَمْرٌو ثُمّ قَالَ: إنّ هَذِهِ الْخَصْلَةُ مَا كُنْت أَظُنّ أَنّ أَحَدًا مِنْ الْعَرَبِ يُرَوّمُنِي عَلَيْهَا! فمن أنت:قَالَ علي بن أبي طالب،يا ابن أخي من أَعْمَامِكَ مَنْ هُوَ أَسَنُّ مِنْكَ فَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ أُهْرِيقَ دَمَكَ؟ فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: لَكِنِّي وَاللهِ لَا أَكْرَهُ أَنْ أُهْرِيقَ دَمَكَ،فغضب عمرو، فنزل عن فرسه وعقرها وسل سيفه، كأنه شعلة نار، ثم أقبل نحوه علي مغضبا

یہ سن کر عمرو ہنسا اور بولا مجھے امید نہیں تھی کہ اس آسمان کے نیچے کوئی میرے سامنے یہ درخواست پیش کرے گا،یہ کہہ کر گھوڑے سے نیچے اتر آیا اور تلوار کے ایک ہی وار سے اپنے گھوڑے کے پاؤں کاٹ ڈالے اور پوچھا تم کون ہو؟ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں علی بن ابو طالب ہوں،عمرو نے کہا اے بھتیجے! تم ابھی کمسن ہو اپنے سے بڑے کو میرے مقابلہ کے لئے بھیجو میرا دل تو نہیں چاہتا کہ تمہیں قتل کروں، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا لیکن میں تو تمہیں قتل کرنا چاہتا ہوں،یہ سن کر عمرو کو طیش آ گیا اور گھوڑے سے نیچے اتر آیا۔

اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر پوری طاقت سے تلوار کا ایک بھرپور وار کیا جسے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ڈھال پر روک لیا مگر تلوار ڈھال میں سے نکل آئی اور پیشانی پر لگی، گو زخم گہرا نہ تھا مگر پیشانی پر غزوہ احزاب کی یادگار کے طور پر رہ گیا، پھر عمرو اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ بڑھ چڑھ کر ایک دوسرے پر وار کرنے لگے،بالآخر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے خود آگے بڑھ کر تلوار کا وار کر دیا جو عمرو کا شانہ کاٹ کر نیچے اتر آئی،پھر لوگوں نے دیکھا کہ وہی عمرو جو فخر و غرور سے پکار کر کہہ رہا تھا میرے مقابلہ میں کون ہے؟ خاک وخون میں لتھڑا پڑا ہے،یہ دیکھ کر مسلمانوں نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا اور فتح کا اعلان ہو گیا، کچھ دیر عمرو کے ساتھی ضرار اور جبیرہ مقابلہ پر رہے مگر مسلمانوں کے بے حد دباؤ سے مرعوب ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے

وَأَلْقَى عِكْرِمَةَ رُمْحَهُ يَوْمَئِذٍ،وَحَمَلَ ضِرَارُ بْنُ الْخَطّابِ عَلَى عُمَرَ بِنِ الْخَطّابِ بِالرّمْحِ، حَتّى إذَا وَجَدَ عُمَرُ مَسّ الرّمْحِ رَفَعَهُ عَنْهُ وَقَالَ: هَذِهِ نِعْمَةٌ مَشْكُورَةٌ

عکرمہ بن ابی جہل نے بھاگتے ہوئے اپنا نیزہ بھی میدان جنگ میں چھوڑ دیا،سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے میدان جنگ سے فرار ہوتے ہوئے ضرار کا تعاقب کیا اور قریب پہنچ گئے،اس نے پیچھے مڑ کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پر برچھے کا وار کرنا چاہا لیکن اپنا ہاتھ روک لیا اور کہا اے عمر! اس احسان کو یاد رکھنا۔

سورج ڈوب چکا تھا اور تاریکی پھیل چکی تھی اس تاریکی میں کچھ اور لوگوں کا حوصلہ بڑھا انہوں نے بھی جان پر کھیلنے کا فیصلہ کر لیا،اس ٹولی میں ایک نامی گرامی شخص قبیلہ بنی مخزوم کا نوفل بن عبد اللہ بن مغیرہ بھی تھا

وَكَانَ اقْتَحَمَ الْخَنْدَقَ فَتَوَرّطَ فِيهِ، فَرَمَوْهُ بِالْحِجَارَةِ، فَقَالَ:يَا مَعْشَرَ الْعَرَبِ، قِتْلَةً أَحْسَنَ مِنْ هَذِهِ!فَنَزَلَ إلَيْهِ عَلِيٌّ فَقَتَلَهُ،فَبَعَثَ أَبُو سُفْيَانَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِدِيَتِهِ مِائَةً مِنَ الإِبِلِ , فَأَبَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ:خُذُوهُ؛ فَإِنَّهُ خَبِيثُ الدِّيَةِ، خَبِيثُ الْجُثَّةِ

اس نے گھوڑے کو ایڑ لگا کر خندق پار کرنی چاہی تھی لیکن تاریکی میں گھوڑے سمیت اس کے اندر ہی گر گیا،مسلمانوں نے اس پر پتھر مارے

،اس نے پکار کر کہا اے جماعت عرب! اس نیم جانی سے قتل کر ڈالنا بہتر ہے، پس سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے نیچے اتر کر اس کا کام تمام کر دیا، ابوسفیان نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنا قاصد بھیجا کہ نوفل بن عبد اللہ بن مغیرہ کی لاش واپس کر دی جائے تو اس کے بدلہ میں ایک خون بہا یعنی سو اونٹ ملیں گے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کی دیت خبیث ہے اور اس کا جثہ بھی بدبودار ہے۔ [1]

وَقِيلَ: أَعْطُوا فِي جُثَّتِهِ عَشَرَةَ آلافٍ

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مشرکین نے لاش لینے کے لیے دس ہزار دینار کی پیش کش کی تھی۔ [2]

أَنِ ابْعَثْ إِلَيْنَا بِجَسَدِهِ ونُعْطِيهِمْ اثْنَيْ عَشَرَ أَلْفًا فَقَالَ: لا خَيْرَ فِي جَسَدِهِ وَلا فِي ثَمَنِهِ

ایک روایت میں ہے عمرو بن عبدود کی لاش کی قیمت بارہ ہزار دینار لگائی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی لاش میں کوئی خیر نہیں ہے اور نہ ہی اس لاش کی قیمت میں کوئی خیر ہے۔ [3]

وَقَدْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ: مِنْ حَدِيثِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَقَالَ غَرِيبٌ

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس روایت کو سفیان ثوری رحمہ اللہ کی زبانی ابن ابی لیلیٰ، حکم، مقسم اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے بیان کرتے ہوئے اس روایت کو غریب بتایا ہے [4]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ وہ تمہاری ہے لے جاسکتے ہو ہمیں نہ اس کا خون بہا کی ضرورت ہے اور نہ ہم مردے کی قیمت کھاتے ہیں، مشرکوں نے اس کی لاش اٹھائی اور واپس چلے گئے۔

وَخَرَجَ نَوْفَلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ المخزومى فَسَأَلَ الْمُبَارَزَةَ، فَخَرَجَ إِلَيْهِ الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ فَضَرَبَهُ فَشَقَّهُ بِاثْنَتَيْنِ، حَتَّى فَلَّ فِي سَيْفِهِ، فَلًّا وَانْصَرَفَ وَهُوَ يَقُولُ:

ابن اسحاق کہتے ہیں غزوہ الاحزاب کے دوران میں ایک دن نوفل بن عبد اللہ بن مغیرہ مخزومی نے اپنی لشکر گاہ سے باہر نکل کر مسلمانوں کو مقابلے کے لیے للکارا، زبیر رضی اللہ عنہ جھپٹ کر اس کے مقابل ہوئے اور اپنی تلوار سے اس کے دو ٹکڑے کر دیئے، اس موقع پر ان کی تلوار میں ایک دندانہ پڑ گیا، نوفل کو جہنم واصل کرنے کے بعد زبیر رضی اللہ عنہ یہ رجز پڑھتے ہوئے واپس آئے

إِنِّي امْرُؤٌ أَحْمِي وَأَحْتَمِي — عَنِ النَّبِيِّ الْمُصْطَفَى الْأُمِّي

میں وہ شخص ہوں جو اپنی بھی حفاظت کرتا ہوں — اور نبی مصطفی امی کی بھی حفاظت کرتا ہوں۔ [5]

---

[1] مصنف ابن ابی شیبة ۳۶۸۲۴، امتاع الاسماع ۲۳۸/۱

[2] مصنف ابن ابی شیبة ۳۳۲۵۶

[3] تاریخ اسلام بشار ۱۹۹/۱، سیراعلام النبلاء ۴۶۶/۱

[4] البداية والنهاية ۱۲۲/۴

[5] السيرة النبوية لابن كثير ۲۰۶/۳، تاریخ دمشق لابن عساکر ۷۸/۴۲

أَنَّ رَجُلًا من الْمُشْرِكِينَ قَالَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ: مَنْ يُبَارِزُ؟فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قُمْ يَا زُبَيْر!فَقالَتْ أُمُّهُ صَفِيّة:وَإِحْدَى يا رَسُولُ الله،فَقَالَ: قُمْ يَا زُبَيْرفَقَامَ فَقَتَلَهُ، ثم جاء بِسَلَبِهِ إِلى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَفَّلَهُ إِيَّاهُ

مشرکین میں سے ایک شخص نے غزوہ خندق کے دن مبارزت طلب کی،رسول اللہ ﷺ نے فرمااے زبیر رضی اللہ عنہ مقابلے کے لیے کھڑے ہو،ان کی والدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے بیقرار ہو کر رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ!میرا اکلوتا جگر گوشہ شہید ہو گا ان کی والدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ میرا اکلوتا بیٹا ہے،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے زبیر رضی اللہ عنہ مقابلے کے لیے نکلو،چنانچہ زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ مقابلے کے لیے نکلے اور مقابلے میں اس مشرک کا کام تمام کر دیا پھر وہ اس کا سامان لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے آپ ﷺ نے وہ زبیر رضی اللہ عنہ کو عطا فرما دیا۔ [1]

یہ عبرت ناک انجام دیکھ کر باقی ساتھیوں میں کیا ہمت ہوسکتی تھی لہذا سب الٹے پاؤں ناکام ونامراد ہو کر واپس لوٹ گئے لیکن اب بھی وہ اپنی حرکات سے باز نہ آئے،دشمن دن رات تیروں کی بوچھاڑ کر کے خندق پار کرنے کی کوشش کرتے رہے،اس مقصد کے لئے ایک ٹولی جاتی اور دوسری ٹولی آ پہنچتی،دشمن تاک میں لگے تھے کہ مسلمان ذرا غافل ہوں،حملہ کا موقعہ ملے اور بے تحاشہ ٹوٹ پڑیں،اس دن خندق کے اطراف دن رات مسلسل لڑائی ہوتی رہی،مسلمانوں کی خندق پر نگراں ٹولیاں اپنی اپنی جگہ پر چوکس تھیں،ایک حصہ خود آپ کی نگرانی میں تھا جہاں آپ دم لئے بغیر دشمنوں کو تیروں سے روک رہے تھے اگر کوئی ضرورت پیش آتی اور وہاں سے ہٹنا پڑتا تو اپنی جگہ کسی صحابی رضی اللہ عنہ کو کھڑا کر دیتے،جیسے ہی ضرورت پوری ہوتی فوراً اپنی جگہ آ کر سنبھال لیتے،اس طرح ایک طرف تو آپ اپنے ساتھیوں کی ڈھارس بندھا رہے تھے اور دوسری طرف بلند ترین انسانیت کا نمونہ بھی پیش فرما رہے تھے،

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ،أَنَّ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، جَاءَ يَوْمَ الخَنْدَقِ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ، جَعَلَ يَسُبُّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ، وَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا كِدْتُ أَنْ أُصَلِّيَ، حَتَّى كَادَتِ الشَّمْسُ أَنْ تَغْرُبَ،قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:وَاللهِ مَا صَلَّيْتُهَا،فَنَزَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُطْحَانَ، فَتَوَضَّأَ لِلصَّلاَةِ وَتَوَضَّأْنَا لَهَافَصَلَّى العَصْرَ بَعْدَمَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ صَلَّى بَعْدَهَا المَغْرِبَ

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب غزوہ خندق کے موقع پر سورج غروب ہونے کے بعد (لڑ کر) واپس ہوئے،اور کفار قریش کو برا بھلا کہہ رہے تھے انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ!سورج غروب ہونے کو ہے اور میں عصر کی نماز ابھی تک نہیں پڑھ سکا،اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم!نماز تو میں بھی نہیں پڑھ سکا،جب لڑائی بند ہوئی تو ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ وادی بطحان میں اترے،رسول اللہ ﷺ نے نماز کے لیے وضو فرمایا اور ہم نے بھی وضو کیا اور سورج ڈوبنے کے بعد پہلے عصر کی نماز پڑھی اور اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھی۔ [2]

[1] شرح الزرقانی علی المواهب ۳/۴۲،مصنف ابن ابی شیبة ۳۶۸۲۳

[2] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ الخَنْدَقِ وَهِيَ الأَحْزَابُ ۴۱۱۲، صحیح مسلم كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةِبَابُ الدَّلِيلِ لِمَنْ قَالَ الصَّلَاةُ الْوُسْطَى هِيَ صَلَاةُ الْعَصْرِ ۱۴۲۰،جامع ترمذی أَبْوَابُ الصَّلاَةِ بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ تَفُوتُهُ الصَّلَوَاتُ بِأَيَّتِهِنَّ

اس مشہور روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ سے عصر کی نماز کے علاوہ کوئی نماز فوت نہیں ہوئی تھی،

فَزَعَمُوا أَنَّ رَسُولَ اللهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ قَالَ: شَغَلُونَا عَنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ، مَلأَ اللهُ بُطُونَهُمْ وَقُبُورَهُمْ نَارًا

رسول اللہ ﷺ کو عصر کی نماز فوت ہونے کا اس قدر ملال تھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کفار نے جنگی مشغولیت کی بنا پر ہمیں عصر کی نماز سے محروم کر دیا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا اللہ ان کے پیٹوں کو اور ان کی قبروں کو آگ سے بھر دے۔ (۱)

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ يَوْمَ الخَنْدَقِ: مَلأَ اللهُ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ وَقُبُورَهُمْ نَارًا، كَمَا شَغَلُونَا عَنْ صَلاَةِ الوُسْطَى حَتَّى غَابَتِ الشَّمْسُ

اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے خندق کے روز فرمایا جس طرح ان کفار نے ہمیں صلوٰۃ وسطیٰ (نماز عصر) نہیں پڑھنے دی اور سورج غروب ہو گیا اللہ تعالیٰ ان مشرکین سمیت ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔ (۲)

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ؛ أَنَّهُ قَالَ: مَا صَلَّى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ، يَوْمَ الْخَنْدَقِ حَتَّى غَابَتِ الشَّمْسُ

سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے غزوہ خندق کے موقع پر نماز ظہر اور عصر کو سورج غروب ہونے کے بعد ادا کیا۔ (۳)

عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ الْمُشْرِكِينَ شَغَلُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ عَنْ أَرْبَعِ صَلَوَاتٍ حَتَّى ذَهَبَ مِنَ اللیل مَا شَاءَ اللهُ.قَالَ: فَأَمَرَ بِلَالًا فأَذَّن ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ، ثُمَّ أَقَامَ فصلَّى الْعَصْرَ، ثمَّ أَقَامَ فَصلَّى الْمَغْرِبَ، ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعِشَاءَ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کو چار نمازوں ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازوں کی ادائیگی سے مصروف رکھا، چنانچہ جنگ بند ہونے کے بعد رسول اللہ اپنے حجرہ میں تشریف لائے تو بلال رضی اللہ عنہ کو اذان دینے کا حکم دیا، پھر تمام نماز ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کے لئے الگ الگ تکبیر کہہ کہہ کر صحابہ سمیت نمازیں ادا فرمائیں۔ (۴)

لَيْسَ بِإِسْنَادِهِ بَأْسَ إلا أن أَبَا عُبَيْدَةَ لَمْ يَسْمَعْ من عَبْدِ الله، فَمَالَ ابْنِ الْعَرَبِيِّ إلى التَّرْجِيحِ فَقَالَ: الصَّحِيحُ أن الَّتِي اشْتَغَلَ عَنْهَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاحِدَةٍ وَهِيَ الْعَصْر

زرقانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ابو عبیدہ کے سوا ہمیں کسی اور سند سے یہ روایت نہیں ملتی اور ابو عبیدہ نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے نہیں سنا، ابن

يَنْدَأُ ۱۸۰، السنن الكبرى للنسائى ۱۲۹۱، شرح الزرقانى على المواهب ۵۹/۳، البداية والنهاية ۱۲۵/۴، السيرة النبوية لابن كثير ۲۱۰/۳

(۱) عيون الآثر ۹۴/۲، البداية والنهاية ۱۲۵/۴

(۲) صحيح بخارى كتاب المغازى بَابُ غَزْوَةِ الخَنْدَقِ وَهِيَ الأَحْزَابُ ۴۱۱۱، مسند احمد ۵۹۱

(۳) موطاامام مالك كتاب صلوٰة الخوف باب صَلاَةُ الْخَوْفِ ۴

(۴) مسند احمد ۳۵۵۵، مصنف ابن ابى شيبة ۳۰۹، السنن الكبرى للنسائى ۱۶۳۸، مسندابى يعلى ۵۳۵۱، البداية والنهاية ۱۲۶/۴

العربی اس کو ترجیح دیتے ہیں کہ صحیح یہی یہ ہے کہ کفار نے صرف عصر کی نماز میں آپ کو مشغول رکھا۔ (۱)

فَأَمَرَ بِلَالًا فأذَّن وَأَقَامَ، فَصَلَّى الظُّهرَ ثُمَّ أَمَرَهُ، فَأَذَّنَ وَأَقَامَ فصلَّى الْعَصْرَ، ثمَّ أَمَرَهُ فَأَذَّنَ، وَأَقَامَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ، ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَذَّنَ وَأَقَامَ، فَصَلَّى الْعِشَاءَ

جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ہر نماز کے لئے الگ الگ اذان واقامت دونوں کہیں۔ (۲)

وقال النووي: طَرِيقِ الْجُمعِ بَيْنَ هَذِهِ الرِّوَايَات، أن وَقْعَةَ الْخَنْدَق بَقِيَتْ أَيَّامًا فكَانَ هذا في بَعْضِ الْأَيَّامُ وهذا فِي بَعْضِهَا

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہے کہ یہ دونوں دو الگ الگ واقعے ہیں جو جنگ خندق کے دوران پیش آئے تھے کیونکہ یہ جنگ پندرہ دن تک جاری رہی تھی اسے اس پر محمول کیا جاتا ہے کہ ان ایام میں کسی دن یہ واقعہ بھی پیش آ گیا تھا۔ (۳)

وَأَقَامَ أُسَيْدُ بْنُ الْحضِيرِ عَلَى الْخَنْدَقِ فِي مِائَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ،وَكَرَّ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فِي خَيْلٍ من الْمُشْرِكِينَ يَطْلُبُونَ غرة من الْمُسْلِمِينَ، فَنَاوَشُوهُمْ سَاعَةً،وَمَعَ الْمُشْرِكِينَ وَحْشِيٌّ، فَزَرَقَ الطُّفَيْلَ بن النُّعْمَان من بَنِي سَلِمَة بزراقة فَقَتَلَهُ، وَانْكَشَفُوا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نماز کے لیے جانے کے بعد اسید بن حضیر دو سو مسلمانوں کے ہمراہ خندق پر ہی رہے، اسی اثنا میں خالد بن ولید جو مسلمانوں کی تلاش میں تھے مشرکین کے لشکر کے ساتھ پلٹے، تھوڑی دیر انہوں نے مقابلہ کیا، مشرکین کے ہمراہ وحشی بھی تھا اس نے طفیل بن نعمان رضی اللہ عنہ کو جو بنو سلمہ میں سے تھے اپنا نیزہ کھینچ کر مارا اور انہیں قتل کر کے بھاگ گیا۔ (۴)

اس تمام دن میں زوروں کا مقابلہ رہا، دشمن کے تیرانداز خندق کو گھرے ہوئے تھے اور بے تکان تیر چلا رہے تھے، لیکن مسلمان جو تھک چکے تھے، بھوک و پیاس سے بدحال تھے پہاڑ کی طرح اپنی جگہ اٹل تھے اور ذرا بھی پیچھے ہٹنے کا نام نہیں لے رہے تھے، اسی اثنا میں انصار کا ایک بڑا بازو ٹوٹ گیا۔

عَائِشَةُ، قَالَتْ: خَرَجْتُ يَوْمَ الْخَنْدَق أَقْفُو آثَارَ النَّاسِ، فو الله إِنِّي لأَمْشِي إِذْ سَمِعْتُ وَئِيدَ.الأَرْضِ خَلْفِي تَعْنِي حِسَّ الأَرْضِ فَالْتَفَتُّ فَإِذَا أَنَا بِسَعْدٍ، فَجَلَسْتُ إِلَى الأَرْضِ، وَمَعَهُ ابْنُ أَخِيهِ الْحَارِثُ بْنُ أَوْسٍ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں قلعہ سے باہر نکل کر لشکر کا حال معلوم کرنے کے لئے پھر رہی تھی کہ عقب سے کسی کے پاؤں کی آہٹ اور اس کے ہتھیاروں کی جھنکار محسوس ہوئی، میں نے مڑ کر دیکھا تو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ہاتھ میں حربہ لئے جوش کی حالت میں بڑی تیزی

(۱) شرح الزرقانی علی المواھب ۳،۶۰
(۲) البداية والنهاية ۴،۱۲۷
(۳) شرح الزرقانی علی المواھب ۳،۶۰
(۴) ابن سعد ۲،۵۳،عیون الآثر ۲،۹۴

کے ساتھ لشکر کی طرف بڑھے چلے جارہے تھے، ان کے ساتھ ان کا بھائی حارث بن اوس رضی اللہ عنہ بھی تھا، ان کی زبان پر یہ شعر تھا۔

لَبِّثْ قَلِيلًا يَشْهَدِ الْهَيْجَا حَمَلْ لَا بَأْسَ بِالْمَوْتِ إِذَا حَانَ الْأَجَلْ

ذرا ٹھیر جانا کہ لڑائی میں ایک اور شخص پہنچ جائے وقت جب آ گیا تو موت سے کیا ڈر رہے

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی والدہ کبیشہ بنت رافع بن معاویہ بن عبید بن ثعلبہ بن عبد بن ابجر انصاری جنہوں نے سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور جو اس قلعہ میں تھیں،

قَالَتْ لَهُ أُمُّهُ: الْحَقْ يَا بُنَيَّ، فَقَدْ وَاللهِ أَخَّرْتَ، يَحْمِلُ مِجَنَّهُ، وَعَلَى سَعْدٍ دِرْعٌ مِنْ حَدِيدٍ قَدْ خَرَجَتْ أَطْرَافُهُ مِنْهَاسقَالَتْ: وَكَانَ مِنْ أَعْظَمِ النَّاسِ وَأَطْوَلِهِمْ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ لَهَا: يَا أُمَّ سَعْدٍ، وَاللهِ لَوَدَدْتُ أَنَّ دِرْعَ سَعْدٍ كَانَتْ أَسْبَغَ مِمَّا هِيَ! قَالَتْ: وَخِفْتُ عَلَيْهِ حَيْثُ أَصَابَ السَّهْمُ مِنْهُ،وَفِيهِمْ رَجُلٌ عَلَيْهِ تَسْبِغَةٌ لَهُ قَالَ مُحَمَّدُ: وَالتَّسْبِغَةُ الْمِغْفَرُ لا تُرَى إلا عَيْنَاهُ، فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّكِ لَجَرِيئَةٌ، مَا جَاءَ بِكِ؟مَا يُدْرِيكِ لَعَلَّهُ يَكُونُ تَحَوُّزٌ أَوْ بَلاءٌ!فو الله مَا زَالَ يَلُومُنِي حَتَّى وَدَدْتُ أَنَّ الأَرْضَ تَنْشَقُّ لِي فَأَدْخُلَ فِيهَا

انہوں نے بیٹے کی آواز سن کر کہا بیٹا دوڑ کر جا تو نے دیر لگادی، سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے زرہ پہنی ہوئی تھی اور ان کے ہاتھ میں ڈھال تھی، لیکن بڑے لمبے چوڑے تھے اور زرہ اس قدر چھوٹی تھی کہ ان کے دونوں ہاتھ باہر تھے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کی والدہ سے کہا اے ام سعد رضی اللہ عنہا! میں چاہتی تھی کہ سعد رضی اللہ عنہ کی زرہ پوری ہوتی، ان کی والدہ نے کہا مجھے ڈر ہے کہ کہیں ان کے جسم کے کھلے ہوئے حصہ پر کوئی تیر نہ لگے، جب وہ مجھ سے آگے چلے گئے تو میں یہاں سے اور آگے بڑھی اور ایک باغیچے میں جا کر بیٹھ گئی جہاں چند مسلمان بیٹھے ہوئے تھے، ان میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی تھے اور ایک اور ایسا شخص تھا جس نے کامل خود پہن رکھا تھا محمد نے کہا کہ مغفر تھی جس میں سے صرف آنکھیں نظر آ رہی تھیں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے دیکھ لیا اور کہنے لگے تم بڑی دلیر ہو؟ یہاں کیوں آئی ہو تم نہیں جانتیں لڑائی ہو رہی ہے؟ اللہ جانے کیا نتیجہ نکلے ممکن ہے کہ بھاگنا پڑے یا کسی اور مصیبت میں پڑ جاؤ، اب وہ اس طرح ملامت کرنے میں میرے پیچھے پڑ گئے کہ میں چاہتی تھی کہ زمین شق ہو جائے اور میں اس میں دھنس جاؤں،

فَكَشَفَ الرَّجُلُ التَّسْبِغَةَ عَنْ وَجْهِهِ، فَإِذَا هُوَ طَلْحَةُ،فَقَالَ: إِنَّكَ قَدْ أَكْثَرْتَ، أَيْنَ الْفِرَارُ، وَأَيْنَ التَّحَوُّزُ إِلا إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ!قَالَتْ: وَيَرْمِي سَعْدًا رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِنْ قُرَيْشٍ، يُقَالُ لَهُ ابْنُ الْعَرِقَةِ، بِسَهْمٍ لَهُ، فَقَالَ لَهُ: خُذْهَا وَأَنَا ابْنُ الْعَرِقَةِ،فَأَصَابَ أَكْحَلَهُ، فَقَطَعَهُ، أَنَّ سَعْدًا قَالَ: اللهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أُجَاهِدَهُمْ فِيكَ مِنْ قَوْمٍ كَذَّبُوا رَسُولَكَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَخْرَجُوهُ، اللهُمَّ فَإِنِّي أَظُنُّ أَنَّكَ قَدْ وَضَعْتَ الحَرْبَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ ، فَإِنْ كَانَ بَقِيَ مِنْ حَرْبِ قُرَيْشٍ شَيْءٌ فَأَبْقِنِي لَهُ، حَتَّى أُجَاهِدَهُمْ فِيكَ، وَإِنْ كُنْتَ وَضَعْتَ الحَرْبَ فَافْجُرْهَا وَاجْعَلْ مَوْتَتِي فِيهَا

جن صاحب نے مغفر سے اپنا منہ چھپایا ہوا تھا انہوں نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی یہ باتیں سن کر اپنے سر سے لوہے کا ٹوپ اتارا، اب میں

پہچان گئی کہ وہ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ تھے، انہوں نے سید نا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کیا ملامت شروع کر رکھی ہے، نتیجے کا کیا ڈر ہے؟ کیوں تمہیں اتنی گھبراہٹ ہے؟ کوئی بھاگ کے جائے گا کہاں؟ سب کچھ اللہ کے ہاتھ میں ہے، فرماتی ہیں کہ قریش میں سے حبان بن عرقہ عامری نامی ایک دشمن تاک میں تھا، اس نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو نشانے پر دیکھ کر یہ کہہ کر تیر چلایا یہ تحفہ لو اور میں ابن عرقہ ہوں، یہ تیر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو آ کر لگا جس سے اکحل کی رگ کٹ گئی اور خون کا فوارہ جاری ہو گیا، اس وقت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی، اور مالک کائنات سے التجا کی اے اللہ! تو جانتا ہے کہ اس سے زیادہ مجھے اور کوئی چیز پسندیدہ نہیں کہ تیرے راستے میں میں اس قوم سے جہاد کروں جس نے تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی اور انہیں (ان کے وطن مکہ سے) نکالا، اے اللہ! لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو نے ہمارے اور ان کے درمیان لڑائی کا سلسلہ ختم کر دیا ہے، لیکن اگر قریش سے ہماری لڑائی کا کوئی بھی سلسلہ ابھی باقی ہے تو مجھے اس کے لیے زندہ رکھ یہاں تک کہ میں تیرے راستے میں ان سے جہاد کروں اور اگر لڑائی کے سلسلے کو تو نے ختم ہی کر دیا ہے تو میرے زخموں کو پھر سے ہرا کر دے اور اسی میں میری موت واقع کر دے۔[1]

فَقَالَ: اللهُمَّ لَا تُمِتْنِي حَتَّى تُقِرَّ عَيْنِي مِنْ قُرَيْظَةَ

اور اے میرے رب! جب تک میری آنکھیں بنی قریظہ سے نہ ٹھنڈی ہو لیں مجھ کو موت نہ دے۔[2]

فَنَقَلَ حَوَّلُوهُ عِنْدَ امْرَأَةٍ يُقَالُ لَهَا رُفَيْدَةُ. وَكَانَتْ تداوي الجرحى

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے مسجد کے صحن میں ایک خیمہ کھڑا کرایا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو زخمی حالت میں خیمہ میں لے جایا گیا جہاں رفیدہ رضی اللہ عنہا نامی خاتون ان کے زخمیوں کی مرہم پٹی وغیرہ کا کام سرانجام دے رہی تھیں۔[3]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خون روکنے کے لئے خود مشقص کو دست مبارک میں لیکر زخم کو داغا لیکن پھر ورم آ گیا، زخم کو دوبارہ داغا گیا لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا، کئی دن کے بعد جب بنو قریظہ اپنے انجام کو پہنچ گئے تو زخم دوبارہ کھل گیا اور انہوں نے اسی زخم کی وجہ سے شہادت پائی۔

جنگ ایک دھوکا ہوتی ہے:

کفار و مشرکین تیراندازی کے بجائے خندق عبور کر کے مسلمانوں سے دست بدست لڑائی کرنا چاہتے تھے مگر اتنی شدت کی تیراندازی کے باوجود انہیں کوئی کامیابی حاصل نہیں ہو رہی تھی اور وہ اس مقصد کے لئے بنو قریظہ کو استعمال کرنا چاہتے تھے، مگر رب کی تدبیر کے آگے کس

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ مَرْجِعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الأَحْزَابِ، وَمَخْرَجِهِ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ وَمُحَاصَرَتِهِ إِيَّاهُمْ۴۱۲۲، صحیح مسلم کتاب الجهادوالسیر بَابُ جَوَازِ قِتَالِ مَنْ نَقَضَ الْعَهْدَ، وَجَوَازِ إِنْزَالِ أَهْلِ الْحِصْنِ عَلَى حُكْمِ حَاكِمٍ عَدْلٍ أَهْلٍ لِلْحُكْمِ۴۶۰۰، شرح السنة للبغوی۳۷۹۵، البدایة والنهایة۱۴۰؍۴، ابن سعد۳۲۵؍۳، تاریخ طبری ۵۷۵؍۲، السیرة النبویة لابن کثیر۲۳۵؍۳

[2] مسنداحمد۲۵۰۹۷، ابن ہشام ۲۲۶؍۲، الروض الانف۲۱۵؍۶، عیون الآثر ۹۴؍۲، البدایة والنهایة ۱۴۱؍۴، تاریخ طبری ۵۷۵؍۲، مغازی واقدی۵۱۲؍۲، شرح الزرقانی علی المواهب۴۴؍۳، السیرة النبویة لابن کثیر۲۰۷؍۳

[3] ابن سعد۳۲۵؍۳

کی تدبیر چلتی ہے، قبیلہ غطفان کی ایک شاخ اشجع کے ایک رئیس نعیم بن مسعود بن عامر بن انیف بن ثعلبہ تھا قریش اور یہود دونوں ان کو مانتے تھے، یہ اندر تو مسلمان ہو چکے تھے مگر کسی وجہ سے اس کا اظہار نہ کر سکے تھے

فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ، وَإِنَّ قَوْمِي لَمْ يَعْلَمُوا بِإِسْلَامِي، فَمُرْنِي بِمَا شِئْت،فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا أَنْتَ فِينَا رَجُلٌ وَاحِدٌ، فَخَذِّلْ عَنَّا إِنِ اسْتَطَعْتَ، فَإِنَّ الْحَرْبُ خَدْعَةٌ،فَخَرَجَ نُعَيْمُ بْنُ مَسْعُودٍ حَتَّى أَتَى بَنِي قُرَيْظَةَ- وَكَانَ لَهُمْ نَدِيمًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، يَا بَنِي قُرَيْظَةَ، قَدْ عَرَفْتُمْ وُدِّي إِيَّاكُمْ، وَخَاصَّةً مَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ، قَالُوا: صَدَقْتَ، لَسْتَ عِنْدَنَا بِمُتَّهَمٍ،

وہ چھپ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اسلام لے آیا ہوں لیکن ابھی تک میری قوم کو میرے اسلام کا علم نہیں ہے اس لئے آپ مجھے جو چاہیں حکم دے سکتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نعیم! تم واحد آدمی ہو (جو اندر سے مسلمان ہو مگر کفار تمہیں اپنا ساتھی سمجھتے ہیں) لہذا اگر کر سکو تو مخالفین میں تفرقہ پیدا کر کے ہمارے مقابلے سے ہٹا دو، اس کے لئے تم جو چاہو کرو تمہیں اجازت ہے کیونکہ جنگ نام ہی اصل میں حیلہ اور تدبیر کا ہے، یہ حکم پا کر نعیم جس طرح چپکے سے آئے تھے اسی طرح واپس ہو گئے اور سوچنے لگے کہ دشمنوں کے ناپاک عزائم کو کیوں کر ناکام کروں، آخر ایک ترکیب ان کے ذہن میں آ گئی کہ دشمن کو ناکام کرنا ہے تو ان میں پھوٹ ڈال دو، اس سے بہتر اور کوئی تدبیر نہیں، نعیم بن مسعود زمانہ جاہلیت میں بنو قریظہ کے مصاحب و ہمنشین تھے اور یہودی ان کی بڑی عزت کرتے تھے، وہ بنو قریظہ کے پاس آئے اور انہوں نے ان کا پرتپاک خیر مقدم کیا، نعیم کچھ دیر تک ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہے پھر موقعہ پا کر ان سے کہا اے بنی قریظہ! تم میری اپنے سے محبت خاص کر میرے اپنے درمیان معاملات اخلاص سے بخوبی واقف ہو، وہ بولے تم نے سچ کہا ہے تم ہمارے نزدیک متہم نہیں ہو،

فَقَالَ لَهُمْ: إِنَّ قُرَيْشًا وَغَطَفَانَ قَدْ جَاءُوا لِحَرْبِ مُحَمَّدٍ، وَقَدْ ظَاهَرْتُمُوهُمْ عَلَيْهِ، وَإِنَّ قُرَيْشًا وَغَطَفَانَ لَيْسُوا كَهَيْئَتِكُمْ، الْبَلَدُ بَلَدُكُمْ، بِهِ أَمْوَالُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَنِسَاؤُكُمْ، لا تَقْدِرُونَ عَلَى أَنْ تَحَوَّلُوا مِنْهُ إِلَى غَيْرِهِ ، وَإِنَّ قُرَيْشًا وَغَطَفَانَ أَمْوَالُهُمْ وَأَبْنَاؤُهُمْ وَنِسَاؤُهُمْ وَبَلَدُهُمْ بِغَيْرِهِ، فَلَيْسُوا كَهَيْئَتِكُمْ،إِنْ رَأَوْا نُهْزَةً وَغَنِيمَةً أَصَابُوهَا، وَإِنْ كَانَ غَيْرَ ذَلِكَ لَحِقُوا بِبِلادِهِمْ، وَخَلَّوْا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الرَّجُلِ بِبَلَدِكُمْ، وَلا طَاقَةَ لَكُمْ بِهِ إِنْ خَلا بِكُمْ

پھر انہوں نے ان سے کہا کہ قبائل قریش و غطفان محمد (ﷺ) سے لڑنے آئے ہیں اور تم نے انہیں محمد (ﷺ) پر (اپنی شرکت سے) غالب بنا دیا ہے لیکن قریش و غطفان تمہاری طرح نہیں ہیں، یہ شہر تمہارا شہر ہے جس میں تمہارے اموال، اولاد اور عورتیں موجود ہیں تم انہیں یہاں سے کسی دوسری جگہ منتقل نہیں کر سکتے برخلاف اس کے قریش و غطفان کے اموال اولاد اور عورتیں اور ان کے شہر دوسری جگہ ہیں، اس لئے وہ تمہاری طرح نہیں ہیں، اگر انہیں کوئی فائدہ ملا اور مال غنیمت ہاتھ آیا تو وہ اسے حاصل کر لیں گے اور اگر معاملہ برعکس ہوا تو وہ اپنے شہروں کو لوٹ جائیں گے پھر تمہارے اور اس شخص محمد (ﷺ) کے درمیان جھگڑا چھوڑ جائیں گے اور اکیلے تمہارے اور اس کے درمیان مقابلہ ہوا تو تم تنہا اس کے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتے، اس وقت تمہاری بنی قینقاع اور بنی نضیر سے بھی بری گت بنے گی،

فَلا تُقَاتِلُوا مَعَ الْقَوْمِ حَتَّى تَأْخُذُوا مِنْهُمْ رَهْنًا مِنْ أَشْرَافِهِمْ يَكُونُونَ بِأَيْدِيكُمْ، ثِقَةً لَكُمْ عَلَى أَنْ يُقَاتِلُوا مَعَكُمْ مُحَمَّدًا، حَتَّى تُنَاجِزُوه ، فَقَالُوا: لَقَدْ أَشَرْتَ بِرَأْيٍ وَنُصْحٍ،ثُمَّ خَرَجَ حَتَّى أَتَى قُرَيْشًا، فَقَالَ لأَبِي سُفْيَانَ بْنِ حَرْبٍ وَمَنْ مَعَهُ مِنْ رِجَالِ قُرَيْشٍ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، قَدْ عَرَفْتُمْ وُدِّي إِيَّاكُمْ، وَفِرَاقِي مُحَمَّدًا، وَقَدْ بَلَغَنِي أَمْرٌ رَأَيْتُ حَقًّا عَلَيَّ أَنْ أُبَلِّغَكُمُوهُ نُصْحًا لَكُمْ، فَاكْتُمُوا عَلَيَّ، قَالُوا: نَفْعَلُ، قَالَ: فَاعْلَمُوا أَنَّ مَعْشَرَ يَهُودَ قَدْ نَدِمُوا عَلَى مَا صَنَعُوا فِيمَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مُحَمَّدٍ، وَقَدْ أَرْسَلُوا إِلَيْهِ أَنْ قَدْ نَدِمْنَا عَلَى مَا فَعَلْنَا، فَهَلْ يُرْضِيكَ عَنَّا أَنْ نَأْخُذَ مِنَ الْقَبِيلَتَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ وَغَطَفَانَ رِجَالا مِنْ أَشْرَافِهِمْ، فَنُعْطِيكَهُمْ،فَتَضْرِبَ أَعْنَاقَهُمْ، ثُمَّ نَكُونُ مَعَكَ عَلَى مَنْ بَقِيَ مِنْهُمْ؟فَأَرْسَلَ إِلَيْهِمْ أَنْ نَعَمْ

پس تم اس قوم کے ساتھ ہو کر جنگ نہ کرنا جب تک ان کے بعض معززین کو اپنے پاس رہن نہ رکھ لو تا کہ وہ اس اعتماد کے لئے تمہارے قبضہ میں رہیں کہ جب تم محمد (ﷺ) سے جنگ کرو تو وہ آخر تک تمہارے ساتھ رہ کر ان سے جنگ کرتے رہیں، اس پر یہودی بولے واقعی تم نے ایک بہتر مشورہ دیا اور ایک عمدہ نصیحت کی ہے، پھر وہ وہاں سے نکل کر ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور ابوسفیان بن حرب اور دوسرے سرداروں سے کہا اے جماعت قریش! تمہیں معلوم ہے کہ میں تم سے کتنی محبت رکھتا ہوں اور محمد سے بے تعلق ہوں، مجھے ایک خبر معلوم ہوئی ہے جسے میں نے آپ کی ہمدردی میں آپ تک پہنچانا ضروری سمجھا آپ اسے راز میں رکھیں، ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا ہم راز ہی رکھیں گے، نعیم بن مسعود نے کہا آپ لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہود نے اپنے اور محمد (ﷺ) کے درمیان جو عہد شکنی کی ہے وہ اب اس پر نادم ہیں اور پچھتا رہے ہیں، انہوں نے محمد (ﷺ) کے پاس قاصد کے ذریعہ پیغام بھجوایا ہے کہ ہم اپنے کیے پر شرمسار ہیں کیا آپ ہم سے اس بات پر خوش ہوجائیں گے کہ ہم قریش وغطفان دونوں قبیلوں سے ان کے کچھ معززین حاصل کر کے آپ کو دے دیں اور آپ ان کی گردنیں اڑادیں پھر ان میں سے باقی ماندہ لشکر کے مقابلہ کے لئے ہم آپ کے ساتھ شریک ہوجائیں، اس پر محمد نے کہلا بھیجا کہ ہم اس پر راضی ہیں،

فَإِنْ بَعَثَتْ إِلَيْكُمْ يَهُودُ يَلْتَمِسُونَ مِنْكُمْ رَهْنًا مِنْ رِجَالِكُمْ، فَلا تَدْفَعُوا إِلَيْهِمْ مِنْكُمْ رَجُلا وَاحِدًا،ثُمَّ خَرَجَ حَتَّى أَتَى غَطَفَانَ، فَقَالَ:يَا مَعْشَرَ غَطَفَانَ، أَنْتُمْ أَصْلِي وَعَشِيرَتِي، وَأَحَبُّ النَّاسِ الي، ولا أراكم تتهمونني!قَالُوا: صَدَقْتَ، قَالَ: فَاكْتُمُوا عَلَيَّ،قَالُوا: نَفْعَلُ ،ثُمَّ قَالَ لَهُمْ مِثْلَ مَا قَالَ لِقُرَيْشٍ، وَحَذَّرَهُمْ مَا حَذَّرَهُمْ

چنانچہ اگر یہود کسی کو بھیج کر تم سے تمہارے معززین رہن رکھنے کا مطالبہ کریں تو تم بھول کر بھی انہیں اپنا ایک آدمی نہ دینا، پھر وہ وہاں سے نکل کر غطفان کے پاس پہنچے اور ان سے کہا اے جماعت غطفان! تم لوگ میری ذات اور میرا کنبہ ہو اور میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہو، میں یہ بھی نہیں سمجھتا کہ تم مجھے کسی بات سے متہم کرتے ہوں گے، انہوں نے کہا تم نے سچ کہا ہے، اس نے کہا میں ایک راز تمہیں بتانا چاہتا ہوں تم اسے راز میں رکھنے کا وعدہ کرو، انہوں نے کہا ہمیں منظور ہے، پھر ان سے وہی بات دہرائی جو قریش سے کہہ آئے تھے اور جس بات سے انہیں ڈرایا تھا انہیں بھی ڈرایا، نعیم بن مسعود کی باتوں سے قریش وغطفان بہت پریشان ہوئے، سارے سردار اکٹھے ہوئے اور سوچنے لگے کہ بنو قریظہ کے بارے میں کیا کیا جائے، لوگوں نے مختلف رائیں دیں آخر یہ طے پایا کہ دونوں قبیلوں کے کچھ سردار جائیں اور بنو قریظہ سے گفتگو کریں کہ بہت دن ہوگئے اس سے زیادہ دیر ٹھیرنا ہمارے بس میں نہیں اب فیصلہ ہوجانا چاہیے جتنی جلد ہوسکے تم لوگ بھی آ کر مل

جاؤاور سب مل کر ایک ساتھ زبردست حملہ کر دیں

فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةَ السَّبْتِ فِي شَوَّالٍ سَنَةَ خَمْسٍ، وَكَانَ مِمَّا صَنَعَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لِرَسُولِهِ أَنْ أَرْسَلَ أَبُو سُفْيَانَ وَرُءُوسُ غَطَفَانَ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ عِكْرِمَةَ بْنَ أَبِي جَهْلٍ، فِي نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ وَغَطَفَانَ، فَقَالُوا لَهُمْ:إِنَّا لَسْنَا بِدَارِ مُقَامٍ، قَدْ هَلَكَ الْخُفُّ وَالْحَافِرُ، فَاغْدُوا لِلْقِتَالِ حَتَّى نُنَاجِزَ مُحَمَّدًا وَنَفْرُغَ مِمَّا بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ،فَأَرْسِلُوا إِلَيْهِمْ أَنَّ الْيَوْمَ السَّبْتُ، وَهُوَ يَوْمٌ لا نَعْمَلُ فِيهِ شَيْئًاوَقَدْ كَانَ أَحْدَثَ فِيهِ بَعْضُنَا حَدَثًا فَأَصَابَهُ مَا لَمْ يَخْفَ عَلَيْكُمْ،وَلَسْنَا مَعَ ذَلِكَ بِالَّذِينَ نُقَاتِلُ مَعَكُمْ حَتَّى تُعْطُونَا رَهْنًا مِنْ رِجَالِكُمْ، يَكُونُونَ بِأَيْدِينَا ثِقَةً لَنَا، حَتَّى نُنَاجِزَ مُحَمَّدًا، فَإِنَّا نَخْشَى أَنْ ضَرَسَتْكُمُ الْحَرْبُ، وَاشْتَدَّ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ، أَنْ تُشَمِّرُوا إِلَى بِلادِكُمْ وَتَتْرُكُونَا وَالرَّجُلُ فِي بَلَدِنَا، وَلا طَاقَةَ لَنَا بِذَلِكَ مِنْ مُحَمَّدٍ

چنانچہ ماہ شوال پانچ ہجری جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی رات کو ابوسفیان اور غطفان کے معززین نے عکرمہ بن ابی جہل کو قریش وغطفان کی ایک جماعت کے ساتھ بنوقریظہ کے پاس روانہ کیا،انہوں نے ان سے کہا کہ ہم یہاں کے رہنے والے نہیں ہیں اور نہ ہمارا قیام کسی مناسب جگہ پر ہے،سردی کی شدت سے ہمارے اونٹ اور گھوڑے ہلاک ہو رہے ہیں اس لئے تم کل صبح کو جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ تاکہ ہم محمد (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم) سے مقابلہ کر کے اپنے اور ان کے درمیان جو جھگڑا ہے اس سے فراغت حاصل کر لیں،انہوں نے جواب دیا کہ لڑائی کا جو دن تم نے مقرر کیا ہے وہ ہفتہ کا دن ہے اور اس دن ہم کوئی کام نہیں کرتے،ہم میں پہلے کچھ لوگوں نے اس دن حکم ربانی کے منافی کام کر لیا تھا،جس کی پاداش میں عذاب سے دوچار ہونا پڑا اور وہ ہلاک ہو گئے تھے،دوسری بات یہ کہ ہم تمہارے ساتھ مل کر جنگ کو تیار نہیں جب تک تم اپنے کچھ معززین کو ہمارے پاس رہن نہ رکھ دو تاکہ وہ ہمارے اعتماد واطمینان کے لئے ہمارے قبضہ میں رہیں اس کے بعد ہم محمد (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم) سے جنگ کریں گے کیونکہ ہمیں اندیشہ ہے کہ اگر اس جنگ نے تمہیں پیس دیا اور لڑائی تمہارے خلاف شدید ہو گئی تو تم سمٹ کر اپنے شہروں کو لوٹ جاؤ گے اور ہمیں اس شخص کے بامقابل ہمارے شہر میں تنہا چھوڑ جاؤ گے اس وقت ہم میں اکیلے محمد (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم) سے لڑنے کی طاقت نہیں ہو گی،

فَلَمَّا رَجَعَتْ إِلَيْهِمُ الرُّسُلُ بِالَّذِي قَالَتْ بَنُو قُرَيْظَةَ، قَالَتْ قُرَيْشٌ وَغَطَفَانُ: تَعْلَمُونَ وَاللهِ أَنَّ الَّذِي حَدَّثَكُمْ نُعَيْمُ بْنُ مَسْعُودٍ لَحَقٌّ فَأَرْسِلُوا إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ: إِنَّا وَاللهِ لا نَدْفَعُ إِلَيْكُمْ رَجُلا وَاحِدًا مِنْ رِجَالِنَا، فَإِنْ كُنْتُمْ تُرِيدُونَ الْقِتَالَ فَاخْرُجُوا فَقَاتِلُوا،فَقَالَتْ بَنُو قُرَيْظَةَ حِينَ انْتَهَتِ الرُّسُلُ إِلَيْهِمْ بِهَذَا: إِنَّ الَّذِي ذَكَرَ لَكُمْ نُعَيْمُ بْنُ مَسْعُودٍ لَحَقٌّ، مَا يُرِيدُ الْقَوْمُ إِلا أَنْ يُقَاتِلُوا، فَإِنْ وَجَدُوا فُرْصَةً انْتَهَزُوهَا، وَإِنْ كَانَ غَيْرَ ذَلِكَ تُشَمِّرُوا إِلَى بِلادِهِمْ، وَخَلُّوا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الرَّجُلِ فِي بِلادِكُمْ فَأَرْسَلُوا إِلَى قُرَيْشٍ وَغَطَفَانَ: إِنَّا وَاللهِ لا نُقَاتِلُ مَعَكُمْ حَتَّى تُعْطُونَا رَهْنًا،فَأَبَوْا عَلَيْهِمْ، وَخَذَّلَ اللهُ بَيْنَهُمْ

جب قاصدوں نے واپس پہنچ کر قریش کو بنوقریظہ کا پیغام سنایا تو قریش وغطفان بولے،بخدا اب تم جان چکے کہ نعیم بن مسعود نے تم سے جو کچھ کہا تھا وہ بالکل صحیح تھا،جواباً انہوں نے بنوقریظہ کو کہلا بھیجا کہ بخدا ہم اپنا ایک آدمی بھی نہ دیں گے اس کے بغیر اگر تم لڑنا چاہتے ہو تو میدان جنگ میں نکل آؤ،جب قاصد نے بنوقریظہ کو یہ پیغام سنایا تو انہیں نعیم بن مسعود کی باتوں میں کوئی شک وشبہ نہ رہا اور وہ کہنے لگے نعیم بن مسعود نے تم سے جو کہا تھا وہ بالکل درست نکلا،یہ لوگ (ہماری بات منظور کیے بغیر) صرف ہم سے جنگ کرانا چاہتے ہیں،اگر انہیں موقع مل گیا تو اس

سے (مالِ غنیمت) کا فائدہ اٹھائیں گے اور اگر اس کے برعکس ہوا تو وہ اپنے شہروں کو لوٹ جائیں گے اور تمہیں اور اس شخص محمد (ﷺ) کو تمہارے شہر میں مقابلہ کے لئے چھوڑ جائیں گے چنانچہ انہوں نے قریش و غطفان کو کہلا بھیجا کہ اللہ کی قسم! ہم تمہارے ساتھ مل کر اس وقت تک جنگ نہ کریں گے جب تک تم ہمارے پاس اپنے کچھ آدمیوں کو بطور یرغمال نہ رکھ دو، انہوں نے اسے منظور کرنے سے صاف انکار کر دیا اس طرح حق تعالیٰ نے ان میں تفریق پیدا کر دی، ان کا ایک دوسرے پر اعتماد اٹھ گیا اور حوصلے پست ہو گئے۔ [1]

كَانَ فِي أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ مَسْعُودٌ , وَكَانَ نَمَّامًا ،فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْخَنْدَقِ بَعَثَ أَهْلُ قُرَيْظَةَ إِلَى أَبِي سُفْيَانَ أَنِ ابْعَثْ إِلَيْنَا رِجَالًا يَكُونُونَ فِي آطَامِنَا حَتَّى نُقَاتِلَ مُحَمَّدًا مِمَّا يَلِي الْمَدِينَةَ , وَتُقَاتِلَ أَنْتَ مِمَّا يَلِي الْخَنْدَقَ , فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُقَاتِلَ مِنْ وَجْهَيْنِ، فَقَالَ لِمَسْعُودٍ: يَا مَسْعُودُ , إِنَّا نَحْنُ بَعَثْنَا إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ أَنْ يُرْسِلُوا إِلَى أَبِي سُفْيَانَ فَيُرْسِلَ إِلَيْهِمْ رِجَالًا , فَإِذَا أَتَوْهُمْ قَتَلُوهُمْ، قَالَ: فَمَا عَدَا أَنْ سَمِعَ ذَلِكَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،قَالَ: فَمَا تَمَالَكَ حَتَّى أَتَى أَبَا سُفْيَانَ فَأَخْبَرَهُ ، فَقَالَ: صَدَقَ وَاللهِ مُحَمَّدٌ، مَا كَذَبَ قَطُّ , فَلَمْ يَبْعَثْ إِلَيْهِمْ أَحَدًا،

اصحاب رسول ﷺ میں سے ایک ساتھی جس کا نام مسعود تھا جو توڑ جوڑ کا ماہر تھا، غزوۂ خندق کے موقع پر اہل قریظہ نے ابوسفیان کی طرف پیغام بھیجا کہ کچھ آدمیوں کو ہماری ضمانت کے طور پر بھیجے تاکہ ہم محمد ﷺ کے ساتھ مدینہ کے گرد اور تم خندق میں جنگ کرنا تو نبی کریم ﷺ پر دونوں طرف سے لڑائی کرنا گراں گزرا، مسعود سے کہا اے مسعود! ہم نے بنو قریظہ کی طرف پیغام بھیجا تھا کہ ابوسفیان کی طرف کچھ آدمی بھیجیں تو انہوں نے چند آدمی بھیجے جب وہ پہنچے تو انہیں قتل کر دیا گیا، فرمایا (عروہ) جانے سے قبل نبی کریم ﷺ سے سنا، مسعود سے رہا نہ گیا کہ وہ فوراً ابوسفیان کے طرف جا کر خبر کی، اور کہا واللہ! محمد سچے ہیں کبھی جھوٹ نہیں بولا چنانچہ انہوں نے کوئی آدمی بھی (بنو قریظہ) کی طرف نہ بھیجا۔ [2]

لیکن سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ ، مغازی موسیٰ بن عقبہ رحمہ اللہ اور ابن اثیر رحمہ اللہ کے حوالے سے اس روایت کو صحیح تر قرار دیتے ہیں کہ بنو قریظہ نے اس جنگ میں اس شرط کے ساتھ شرکت کی تھی کہ قریش ضمانت کے طور پر کچھ آدمی ان کے سپرد کر دیں، قریش نے معاہدے کی اس شرط کو پورا نہیں کیا جس کی وجہ سے بنو قریظہ اور قریش کے درمیان بے اطمینانی پیدا ہو گئی چنانچہ بنو قریظہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رازدارانہ یہ پیغام بھیجا کہ اگر بنو نضیر کو مدینہ منورہ میں واپس آنے کی اجازت دے دی جائے تو وہ مسلمانوں کے ساتھ مصالحت کرنے پر تیار ہیں، اتفاق سے اتحادیوں ہی کے ایک قبیلہ غطفان کے ایک خاندان ثقف کے رئیس نعیم بن مسعود مسلمان ہونے کی غرض سے دربارِ نبوت میں حاضر تھے رسول اللہ ﷺ جانتے تھے کہ نعیم پیٹ کے کچھ ہلکے ہیں اس لئے آپ ﷺ نے بنو قریظہ کی پیشکش

---

[1] شرح الزرقانی علی المواہب۳/۴۶،ابن ہشام ۲/۲۲۹،الروض الانف ۶/۲۱۸،عیون الآثر۲/۹۵، تاریخ طبری۲/۵۷۸،البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۲۸،ابن سعد۴/۲۰۹،زادالمعاد۳/۲۴۴، مغازی واقدی ۲/۴۸۱، السیرۃ النبویۃ لابن کثیر۳/۲۱۴

[2] مصنف ابن ابی شیبۃ۳۶۸۱۰

راز داری کے طور پر ان سے کہہ دی، وہ یہاں سے گئے تو قریظہ کی خفیہ کوششوں کی خبر قریشی لشکر گاہ میں عام ہوگئی، دونوں کے درمیان غلط فہمیاں پیدا ہوگئیں، لشکر بدل ہوگیا اور بنو قریظہ اور قریش کا اتحاد ٹوٹ گیا۔ (۱)

رب کے حضور دعائیں:

مسلمانوں پر کئی راتیں ایسی گزر گئیں، وہ بے چین تھے، خوف سے بدحال تھے، ان کی آنکھیں پتھرا گئیں، کلیجے منہ کو آ گئے، قلعہ میں عورتیں بے کل تھیں اور بچے بے چینی سے تڑپ رہے تھے، موت مسلمانوں کو دبوچ لینے کے لئے بے تاب کھڑی تھی، منافق غصہ سے تلملا رہے تھے، ہر طرف مایوسی پھیلی ہوئی تھی، پوری فضا اداس تھی، ایسے میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کا بھروسہ صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر تھا، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ یکسو ہو کر بارگاہ الٰہی میں گڑگڑاتے، ہاتھ مبارک پھیلا پھیلا کر اللہ کی بارگاہ سے مدد کی التجائیں کرتے، صبر وہمت کی بھگ مانگتے اور اسلام کی سر بلندی اور غلبے کی درخواست کرتے، ایسے میں دیکھا گیا کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کا چہرہ انور خوشی سے تمتما رہا ہے، آنکھیں میں عجیب وغریب چمک تھی جو بے انتہا اطمینان کا پتہ دے رہی تھیں، ایسا لگ رہا تھا جیسے فتح کا فرشتہ آپ کے سامنے کھڑا ہو، مسلمانوں نے دیکھا تو ان کے سارے غم ڈھل گئے اور وہ خوشی سے کھل اٹھے، اب وہ نہ فکرمند تھے اور نہ اداس تھے، ان کے ہونٹ مسکرا رہے تھے کہ اب اللہ کی رحمت کو جوش آ گیا، اب اللہ کی مدد کا وقت آن پہنچا،

عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، يَقُولُ: دَعَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الأَحْزَابِ عَلَى المُشْرِكِينَ، فَقَالَ: اللهُمَّ مُنْزِلَ الكِتَابِ، سَرِيعَ الحِسَابِ، اللهُمَّ اهْزِمِ الأَحْزَابَ، اللهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ

عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے غزوہ خندق کے موقع پر مشرکین کے لیے یہ دعا مانگی اے اللہ! اے کتاب اتارنے والے! جلدی حساب لینے والے! ان لشکروں کو شکست دے اور ان کو ناکامی سے دوچار کر۔ (۲)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى مَسْجِدَ يَعْنِي الْأَحْزَابَ فَوَضَعَ رِدَاءَهُ وَقَامَ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ مَدًّا يَدْعُو عَلَيْهِمْ

جابر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ مسجد احزاب میں تشریف لائے اپنی چادر رکھی کھڑے ہوئے اور ہاتھوں کو پھیلا کر احزاب کے لیے بددعا کرنے لگے۔ (۳)

(۱) سیرۃ النبی ۱/۲۶۸

(۲) صحیح بخاری كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابُ الدُّعَاءِ عَلَى المُشْرِكِينَ بِالهَزِيمَةِ وَالزَّلْزَلَةِ ۲۹۳۳، وکتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ الخَنْدَقِ وَهِيَ الأَحْزَابُ ۴۱۱۵، وکتاب الدعوات بَابُ الدُّعَاءِ عَلَى المُشْرِكِينَ ۶۳۹۳، وکتاب التوحید الجهمیة بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى أَنْزَلَهُ بِعِلْمِهِ وَالمَلاَئِكَةُ يَشْهَدُونَ ۷۴۸۹، صحیح مسلم كِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابُ اسْتِحْبَابِ الدُّعَاءِ بِالنَّصْرِ عِنْدَ لِقَاءِ الْعَدُوِّ ۴۵۴۳، جامع ترمذی ابواب الجهاد بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ عِنْدَ القِتَالِ ۱۶۷۸، سنن ابن ماجه کتاب الجهاد بَابُ الْقِتَالِ فِي سَبِيلِ اللهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى ۲۷۹۶، مسند احمد ۱۹۱۰۷

(۳) مسند احمد ۱۵۲۳۰، ابن سعد ۳/۵۳

وفي رواية أبي نعيم: انتظر حتى زَالَتِ الشَّمْسُ

اور ابی نعیم کی روایت میں ہے کہ یہ دعا زوال کے بعد فرمائی۔ (۱)

اللهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ

ایک روایت میں یہ دعا مذکور ہے اے اللہ! انہیں شکست دے اور ہمیں ان پر فاتح بنا دے۔ (۲)

رُبَيْحُ بْنُ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ:قُلْنَا يَوْمَ الْخَنْدَقِ: يَا رَسُولَ اللهِ، هَلْ مِنْ شَيْءٍ نَقُولُهُ؟ فَقَدْ بَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ قَالَ:نَعَمْ، اللهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا، وَآمِنْ رَوْعَاتِنَا،قَالَ:فَضَرَبَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ وُجُوهَ أَعْدَائِهِ بِالرِّيحِ، فَهَزَمَهُمُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ بِالرِّيحِ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم نے یوم خندق کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ڈر کے مارے ہمارے دل منہ تک آ گئے ہیں، کوئی ایسا ذکر ہے جس کے پڑھنے سے سکون حاصل ہو اور ہم گھبراہٹ اور ڈر سے نجات پائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں یوں دعا مانگو، اے اللہ! ہمارے عیبوں کو چھپا اور ہمارے خوف کو دور کر، ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے دشمنوں کے مقابلہ میں آندھی اور فرشتوں کے لشکر بھیج دیئے اور وہ دم دبا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ (۳)

نصرت الٰہی:

نعیم بن مسعود قریش اور بنو قریظہ میں بزدلی اور انتشار پھیلانے میں کامیاب ہو گئے، اب وقت مسلمانوں کا ساتھ دے رہا تھا، لشکر کفار میں ابتری اور خوف پھیل گیا، کہاں تو وہ خود حملہ آور بن کر آئے تھے اور اب وہ خائف تھے کہ کہیں مسلمان خندق پار کر کے ان پر حملہ نہ کر دیں، دوسری طرف سخت سردی کی راتوں میں اللہ تعالیٰ نے ان پر سخت آندھی اور بارش بھیجی جس سے کچھ ہی دیر میں موسم بالکل بدل گیا، بادلوں کی گرج، بجلی کی کڑک چمک، ہواؤں کی تیز جھونکے جس سے دشمنوں کے کلیجے پھٹے جا رہے تھے، وہ بے تحاشا اپنے خیموں کی طرف بھاگے، لیکن ہواؤں کو ان پر ذرا بھی رحم نہ آیا وہ تیز ہوتی چلی گئی، اس کی خوفناکی بڑھتی چلی گئی اور لشکر کے خیموں کو اکھاڑ پھینکا، رسیاں اور طنابیں ٹوٹ گئیں، کھانے کی دیگچیوں کو چولھوں پر اوندھا کر دیا، سارے سامان بکھر بکھر گئے اور وہ کڑکڑاتی سردی سے ٹھٹھرنے لگے، اس برفانی ہوا میں ریت اور کنکریوں کا عذاب بھی پوشیدہ تھا جس سے ان کی آنکھیں پٹ گئیں، کوئی کسی کو دیکھتا نہ تھا، تیز ٹھنڈی برفیلی ہوا، ریت اور کنکریوں سے ان کے جانور اونٹ گھوڑے ہلاک ہو گئے، ہوا کے ساتھ ہی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرشتوں کی مدد بھی بھیجی جنہوں نے کفار کے دلوں میں خوف اور رعب ڈال دیا، جس قریش کے دل کپکپا اٹھے اور وہ بدحواس ہو کر چیخنے لگے ہائے تباہی، ہائے بربادی۔

تحقیق حال:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کی تاریکی میں دشمن کے حالات کی خبر لانے کے لئے دیکھ بھال کے دستے بھیجا کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ

(۱) شرح الزرقاني على المواهب ۳/۵۳

(۲) البداية والنهاية ۴/۱۲۷

(۳) مسند احمد ۱۰۹۹۶

آپ ﷺ کو کفار کی ہر چال اور ہر کمزوری کا علم ہو جاتا تھا،

فَقَالَ حُذَيْفَةُ:لَقَدْ رَأَيْتُنِي بِالْخَنْدَقِ وَصَلَّى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هو يَا مَنْ اللَّيْلِ، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيْنَا فَقَالَ:من رَجُلٌ يَقُوم فَيَنْظُر مَا فَعَلَ الْقَوْمَ، ثُمَّ يَرْجِع بِشَرْطٍ له الرَّجْعَةَ، أَسْأَلُ اللهَ أَنْ يَكُونَ رَفِيقِي فِي الْجَنَّة،وَمَا قَامَ رَجُلٌ وَاحِدٌ مِنْ شِدّةِ الْجُوعِ وَالْقرّ وَالْخَوْفِ،فَلَمَّا لَمْ يَقُمْ أَحَدٌ، فَقَالَ:من رَجُلٌ يَقُوم فَيَنْظُر مَا فَعَلَ الْقَوْمَ، ثُمَّ يَرْجِع بِشَرْطٍ له الرَّجْعَةَ، أَسْأَلُ اللهَ أَنْ يَكُونَ رَفِيقِي فِي الْجَنَّة،وَمَا قَامَ رَجُلٌ وَاحِدٌ مِنْ شِدّةِ الْجُوعِ وَالْقُرّ وَالْخَوْفِ، فَقَالَ: يَا حُذَيْفَةُ! اذْهَبْ فَادْخُلْ فِي الْقَوْمِ، فَانْظُرْ مَاذَا يَفْعَلُونَ،فَقُلْتُ: أَخْشَى أن أؤسر إِنَّكَ لَنْ تؤسر

جس رات دشمن پسپا ہوا اس دن کے بارے میں حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے غزوہ خندق میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ رات کو رسول اللہ ﷺ بڑی رات تک نماز پڑھتے رہے، فارغ ہو کر دریافت کیا کہ کوئی ہے جو جاکر لشکر کفار کی خبر لائے؟ اللہ کے نبی اس سے شرط کرتے ہیں کہ وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا، کوئی کھڑا نہ ہوا کیونکہ خوف، بھوک اور سردی کی انتہا تھی، پھر آپ دیر تک نماز پڑھتے رہے، پھر فرمایا کوئی جو جاکر یہ خبر لا دے کہ مخالفین نے کیا کیا؟ اللہ کے رسول اسے مطمئن کرتے ہیں کہ وہ ضرور واپس آئے گا اور میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے جنت میں میرا رفیق کرے، جب کوئی بھی کھڑا نہ ہوا، تو دوبارہ فرمایا کوئی ہے جو جاکر لشکر کفار کی خبر لائے؟ اللہ کے نبی اس سے شرط کرتے ہیں کہ وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا، کوئی کھڑا نہ ہوا کیونکہ بھوک کے مارے پیٹ کمر سے لگ رہا تھا، سردی کے مارے دانت بج رہے تھے، خوف کے مارے پتے پانی ہو رہے تھے، بالآخر میرا نام لے کر رسول اللہ ﷺ نے آواز دی، اب تو کھڑے ہوئے بغیر چارہ ہی نہ تھا فرمانے لگے اے حذیفہ رضی اللہ عنہ! تو جا اور دیکھ کہ وہ اس وقت کیا کر رہے ہیں، میں نے عرض کیا کہ کہیں میں پکڑا نہ جاؤں، آپ نے فرمایا تو ہرگز گرفتار نہیں ہوگا اور میرے لئے یہ دعا فرمائی

اللهُمّ،احْفَظْهُ مِنْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ، وَعَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ، وَمِنْ فَوْقِهِ وَمِنْ تَحْتِهِ!

ترجمہ: اے اللہ اس کے آگے اور پیچھے سے، دائیں اور بائیں سے اوپر اور نیچے سے اس کی حفاظت فرما۔

رسول اللہ ﷺ کی دعا سے میرا خوف دور ہو گیا، جب میں روانہ ہونے لگا تو فرمایا

يا حُذَيْفَه! وَلا تُحَدِّثَنَّ فِي القوم شَيْئًا حَتَّى تَأْتِيَنَاقَالَ: فَذَهَبْتُ فَدَخَلْتُ فيهم،فِي الْقَوْمِ وَالرِّيحُ وَجُنُودُ اللهِ تَفْعَلُ بِهِمْ مَا تَفْعَلُ، لا تُقِرُّ لَهُمْ قِدْرًا وَلا نَارًا وَلا بِنَاء، فَقَامَ فقال أَبُو سُفْيَانَ، فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ: لِيَنْظُرْ امْرُؤٌ مَنْ جَلِيسُهُ؟ قَالَ حُذَيْفَةُ: فَأَخَذْتُ بِيَدِ الرَّجُلِ الَّذِي كَانَ إِلَى جَنْبِي، فَقُلْتُ: مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ، ثُمَّ قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، إِنَّكُمْ وَاللّهِ مَا أَصْبَحْتُمْ بِدَارِ مُقَامٍ، لَقَدْ هَلَكَ الْكُرَاعُ وَالْخُفُّ ،وَأَخْلَفَتْنَا بَنُو قُرَيْظَةَ، وَلَقِينَا مِنْ شِدَّةِ الرِّيحِ مَا تَرَوْن فَارْتَحِلُوا فَإِنِّي مُرْتَحِلٌ وثب على جَمَلِهِ فما حُلّ عِقَالٍ يَدِهِ إلا وهو قَائِمٌ

اے حذیفہ! جب تک میرے پاس نہ آجاؤ اور کسی سے کوئی بات بیان نہ کرنا، حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں حسب ارشاد دشمن کی چھاونی میں آیا اس وقت تیز و تند ہوا اور اللہ کی فوجوں نے دشمن کا ناک میں دم کر رکھا تھا، ہوا اس قدر تند تھی کہ کوئی دیگچی چولہے پر ٹھہرتی تھی اور نہ آگ

جلتی تھی اور نہ کوئی خیمہ اپنی جگہ برقرار تھا،اور اس قدر تاریکی چھائی ہوئی تھی کہ کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی تھی،لشکر کا سپہ سالار ابوسفیان بن حرب اپنے لشکر کے سامنے کھڑا ہوا اور کہا اے گروہ قریش! ہر شخص اپنے برابر والے پر نگاہ رکھے؟ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس سے پہلے کہ کوئی ان سے ان کے بارے میں پوچھے فوراً اس قریشی نوجوان کا ہاتھ پکڑا جو ان کے قریب بیٹھا تھا اور پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں فلاں ابن فلاں ہوں، میں نے کہا ہوشیار رہنا، پھر ابوسفیان نے کہا اے گروہ قریش! واللہ تم صحیح مقام پر نہیں ٹھیرے، ہمارے اونٹ، گھوڑے اور دوسرے جانور ہلاک ہو گئے، بنوقریظہ نے ہمیں چھوڑ دیا، ان کے طرز عمل سے ہمیں بڑی مایوسی ہوئی، ادھر اس برفیلی تند و تیز ہوا سے جو تباہی آئی ہے وہ بھی تم دیکھ رہے ہو واللہ چولہے پر ہماری دیگچیاں ٹھیرتی ہیں نہ آگ ٹھیرتی ہے نہ خیمے ہی رکتے ہیں، رسد ختم ہو چکی لہذا بہتر ہے کہ فوراً یہاں سے کوچ کر جاؤ میں تو کوچ کا عزم کر چکا ہوں،

ثُمَّ قَامَ إِلَى جَمَلِهِ وَهُوَ مَعْقُولٌ، فَجَلَسَ عَلَيْهِ، ثُمَّ ضَرَبَهُ، فَوَثَبَ بِهِ على ثَلَاثٍ، فو الله مَا أَطْلَقَ عِقَالَهُ إِلَّا وَهُوَ قَائِمٌ، وَلَوْلَا عَهْدُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ أَنْ لَا تُحْدِثَ شَيْئًا حَتَّى تَأْتِيَنِي ، ثُمَّ شِئْتُ، لَقَتَلْتُهُ بِسَهْمٍ، قَالَ حُذَيْفَةُ: فَرَجَعْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي مِرْطٍ لِبَعْضِ نِسَائِهِ، مَرَاجِلُ،فَلَمَّا رَآنِي أَدْخَلَنِي إِلَى رِجْلَيْهِ، وَطَرَحَ عَلَيَّ طَرَفَ الْمِرْطِ، ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ، وَإِنِّي لَفِيهِ، فَلَمَّا سَلَّمَ أَخْبَرْتُهُ الْخَبَرَوَسَمِعَتْ غَطَفَانُ بِمَا فَعَلَتْ قُرَيْشٌ، فَانْشَمَرُوا رَاجِعِينَ إِلَى بِلَادِهِمْ

وہ یہ کہہ کر بدحواسی میں اپنے بندھے ہوئے اونٹ کے پاس پہنچے اور اس پر بیٹھ کر اس پر ضرب لگائی، وہ تین مرتبہ اچکا مگر اس کی رسی نہیں کھولی تھی اس لئے وہیں کھڑا رہا، قریش اس طویل قیام سے اکتا چکے تھے اور جتنی مدت انتظار کر چکے تھے اس سے زیادہ انتظار میں انہیں کوئی فائدہ نظر نہ آتا تھا، تیز آندھی کے چلنے، سردی کی شدت، بنوقریظہ کے جنگ میں شریک نہ ہونے اور تعداد کثیر کے باوجود مدینہ منورہ میں داخل نہ ہو سکنے کی وجہ سے وہ مایوس اور بددل ہو چکے تھے، اب جب سالار لشکر نے ہی چلنے کا عزم کر لیا اور سواری پر بھی سوار ہو گیا تو باقی لشکر کہاں ٹھیر سکتا تھا سپہ سالار کی کیفیت سارے لشکر میں حلول کر گئی اور واپسی کے لئے ان میں بھگدڑ مچ گئی، حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس وقت میرے دل میں خیال آیا کہ ابوسفیان کو تیر سے مار ڈالوں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت یاد آ گئی کہ اے حذیفہ! کوئی نئی بات نہ کرنا اس لئے واپس لوٹ آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اپنی کسی بیوی کا منقش لبادہ اوڑھے کھڑی نماز پڑھ رہے تھے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا تو مجھے اپنے پیروں کے بیچ میں داخل کر لیا اور مجھ پر چادر ڈال دی، پھر رکوع اور سجدہ کر کے سلام پھیرا میں نے سارا واقعہ عرض کیا، جب غطفان کو پتہ چلا کہ قریش نے ان سے مشورہ بھی نہیں کیا اور رخت سفر باندھ لیا تو وہ بھی دوسرے قبائل کے ساتھ اپنے بھاری ساز و سامان کو وہیں چھوڑ کر فوراً تیزی سے اپنے علاقوں کی طرف چل دیئے۔[1]

فَلَمَّا وَلَّيْتُ مِنْ عِنْدِهِ جَعَلْتُ كَأَنَّمَا أَمْشِي فِي حَمَّامٍ حَتَّى أَتَيْتُهُمْ، فَرَأَيْتُ أَبَا سُفْيَانَ يَصْلِي ظَهْرَهُ بِالنَّارِ فَوَضَعْتُ سَهْمًا

[1] مسند احمد ۲۳۳۳۴،شرح الزرقانی علی المواهب ۳،۴۹،ابن ہشام ۲،۲۳۲،الروض الانف ۶،۲۲۱، تاریخ طبری ۲،۵۸۰،البدایة والنہایة ۴،۱۳۰

فِي كَبِدِ الْقَوْسِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَرْمِيَهُ فَذَكَرْتُ قَوْلَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:وَلَا تَذْعَرْهُمْ عَلَيَّ، وَلَوْ رَمَيْتُهُ لَأَصَبْتُهُ فَرَجَعْتُ وَأَنَا أَمْشِي فِي مِثْلِ الْحَمَّامِ، فَلَمَّا أَتَيْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ بِخَبَرِ الْقَوْمِ، وَفَرَغْتُ قُرِرْتُ فَأَلْبَسَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فَضْلِ عَبَاءَةٍ كَانَتْ عَلَيْهِ يُصَلِّي فِيهَا، فَلَمْ أَزَلْ نَائِمًا حَتَّى أَصْبَحْتُ، فَلَمَّا أَصْبَحْتُ قَالَ:قُمْ يَا نَوْمَانُ

اور صحیح مسلم میں ہے میں آپ ﷺ کے پاس سے رخصت ہو کر آگے چلا تو مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ گویا میں گرم حمام میں جا رہا ہوں، میں دشمن کے لشکر میں پہنچا تو دیکھا کہ ابوسفیان اپنی پیٹھ آگ کی طرف کیے آگ سینک رہا ہے، میں نے کمان میں تیر ڈالا، تیر چلانے ہی لگا تھا کہ مجھے اللہ کے رسول ﷺ کا حکم یاد آ گیا کہ کوئی ایسی ویسی حرکت نہ کرنا اگر میں تیر چلا دیتا تو یقیناً ابوسفیان کی کمر میں پیوست ہو جاتا، میں نے آپ ﷺ کے پاس پہنچ کر آپ کو دشمن کی صورت حال سے مطلع کیا جب میں اس کام سے فارغ ہوا تو مجھے زبردست سردی لگنے لگی، رسول اللہ ﷺ چادر اوڑھ کر نماز پڑھ رہے تھے اس کا زائد حصہ آپ نے مجھے اوڑھا دیا تو میں آرام سے سوتا رہا حتی کہ صبح ہو گئی آپ ﷺ نے فرمایا اٹھ اے گہری نیند سونے والے۔ [1]

ان کا یہ چھوڑا ہوا سامان مسلمانوں کے ہاتھ لگا اور بنو قریظہ قلعوں میں گھس گئے اور غزوہ احزاب کا سب سے بڑا کردار حیی بن اخطب نضری بھی اپنے وعدہ کے مطابق بنو قریظہ کے ساتھ ان کے قلعہ میں چلا گیا، مدینہ منورہ کا افق بیس، بائیس دن تک غبار آلود رہنے کے بعد صاف ہو گیا یوں اللہ تعالیٰ نے غیظ وغضب سے بھرپور دشمنوں کو اپنے مقصد میں ناکام واپس کیا اور مسلمانوں کو ان کے ساتھ جنگ کرنے سے بچا لیا ،اس نے اپنا وعدہ پورا فرمایا اور اپنے لشکر کو غلبہ دیا، اپنے رسول کی مدد فرمائی اور اکیلے نے دشمن فوجوں کو شکست دی۔

ان کے جانے کے بعد بروز چہارشنبہ جب ذی القعدہ کے ابھی سات دن رہتے تھے رسول اللہ ﷺ مسلمان کے ہمراہ خندق سے مدینہ شہر واپس آ گئے، رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وستائش کے یہ کلمات تھے

لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، لَهُ المُلْكُ وَلَهُ الحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ سَاجِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ، صَدَقَ اللهُ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الأَحْزَابَ وَحْدَهُ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، ملک اسی کا ہے اور حمد اسی کے لئے ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے، پس ہم واپس ہو رہے ہیں، توبہ کرتے ہوئے، عبادت کرتے ہوئے اپنے رب کے حضور سجدہ کرتے ہوئے اور اس کی حمد کرتے ہیں، اللہ نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اپنے بندے کی مدد کی اور سارے لشکر کو تنہا شکست دے دی۔ [2]

وَحَاصَرَهُمُ الْمُشْرِكُونَ خَمْسَ عَشْرَةَ لَيْلَةً وَانْصَرَفَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ لِسَبْعَ لَيَالٍ بَقِينَ

---

[1] صحیح مسلم كِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابُ غَزْوَةِ الْأَحْزَابِ ۴۶۴۰

[2] صحیح بخاری کتاب العُمْرَةِ بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَجَعَ مِنَ الحَجِّ أَوِ العُمْرَةِ أَوِ الغَزْوِ ۱۷۹۷ ،وکتاب الدعوات بَابُ الدُّعَاءِ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَوْ رَجَعَ ۶۳۸۵، وکتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ الخَنْدَقِ وَهِيَ الأَحْزَابُ ۴۱۱۶ ،وکِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابُ التَّكْبِيرِ إِذَا عَلاَ شَرَفًا ۲۹۹۵

مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ سَنَةً خَمْسَ

ابن سعد کہتے ہیں مشرکین نے پندرہ روز مسلمانوں کا محاصرہ کیا اور رسول اللہ ﷺ ۲۳ ذی القعدہ یوم چہارشنبہ پانچ ہجری کو واپس ہوئے۔ (۱)

قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ: حَاصَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُشْرِكُونَ فِي الْخَنْدَقِ أَرْبَعًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً

سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں شرکین نے خندق میں چوبیس رات تک نبی کریم ﷺ کا محاصرہ کیا۔ (۲)

وَأَقَامَ الْمُشْرِكُونَ مُحَاصِرِينَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں مشرکین نے ایک ماہ تک رسول اللہ ﷺ کو محاصرہ میں رکھا۔ (۳)

تاریخ اسلام کی یہ فیصلہ کن جنگ تھی، جس میں پورا عرب ہی شامل ہوگیا تھا مگر اللہ نے ان کے حوصلے پست اور دلوں میں رعب و دبدبہ ڈال دیا اور مشرکین یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ مسلمانوں اور ان کی چھوٹی سی ریاست کو ختم کرنا ان کے بس کا روگ نہیں، چنانچہ اس سے اسلام کی تبلیغ اور نشر و اشاعت پر بہت اچھا اثر پڑا، مسلمان دفاع کے دور سے نکل کر ہجوم کے دور میں داخل ہو گئے اور اسلام کا پرچم تمام پرچموں سے بلند و بالا نظر آنے لگا، اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے اپنی بصیرت ناقدہ سے محسوس فرمالیا کہ مشرکین نے واپس جاکر ایک نہایت نادر اور قیمتی موقعہ کھو دیا ہے اور وہ بار بار اتنا بڑا لشکر فراہم نہیں کر سکتے، اب انہیں ایسا موقع کبھی میسر نہیں آئے گا،

سُلَيْمَانَ بْنَ صُرَدٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: حِينَ أَجْلَى الأَحْزَابَ عَنْهُ: الآنَ نَغْزُوهُمْ وَلاَ يَغْزُونَنَا، نَحْنُ نَسِيرُ إِلَيْهِمْ

سلیمان رضی اللہ عنہ بن صرد سے مروی ہے جس وقت اللہ تعالیٰ نے کفار کی فوجوں کو واپس کیا تو میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا اس سال کے بعد قریش کبھی تم سے جنگ نہ کریں گے بلکہ ہم ہی ان پر فوج کشی کیا کریں گے۔ (۴)

اور واقعتاً ایسا ہی ہوا جیسا آپ ﷺ نے فرمایا تھا روساء مکہ کی طرف سے دین اسلام کو مٹانے کے لئے یہ آخری کوشش تھی گو طرفین کا جانی نقصان اس لڑائی میں معمولی تھا تاہم اس کے نتائج فیصلہ کن تھے، اس فیصلہ کن لڑائی کی اہمیت یہ ہے کہ اس قدر معمولی نقصان اٹھانے کے باوجود کفار کا عظیم لشکر لڑائی ہار گیا تھا اور تاریخ میں ایسی کم ہی مثال ملے گی، اس فیصلہ کن لڑائی کے اسباب تنظیم، اتحاد اور یقین محکم کے اصولوں کے علاوہ دفاعی جنگ کے وہ تمام جنگی اصول ہیں جو آج کل فوج کو سکھائے جاتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کا دفاعی منصوبہ حالت کے تحت نہایت موزوں اور جارحانہ کاروائی کا عنصر بھی رکھتا تھا، لشکر کفار کو رسول اللہ ﷺ نے اپنی پسندیدہ زمین پر مجبور کر کے بروقت جوابی حملے

(۱) ابن سعد ۲٫۵۴

(۲) ابن سعد ۲٫۵۶

(۳) زادالمعاد ۳٫۲۴۲

(۴) صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ الخَنْدَقِ وَهِيَ الأَحْزَابُ ۴۱۱۰

سے دشمن کے حملے کی ترتیب کو ہر بار درہم برہم کیا، یلغار کرتے ہوئے دشمن کو زد میں لا کر تیروں کی بارش کے گار گر نشانہ سے مسلمانوں نے ہر بار دشمن پر فوقیت حاصل کی۔خندق کی موثر جارحانہ دیکھ بھال نے دشمن کو خندق سے دور ہی رکھا، اس کے علاوہ دشمن پر کڑی نظر رکھ کر اس کی کمزوری اور چال کے بارے میں مکمل اور صحیح خبریں حاصل کر کے آپ ﷺ نے حالات کے مطابق مناسب کاروائی عمل میں لائے، اس فتح کا سب سے بڑا سبب رسول اکرم ﷺ کی حالات اور زمین کے بہترین جائزے پر مبنی دفاعی منصوبہ تھا، بیشک رسول اللہ ﷺ دنیا کے عظیم ترین ہستی ہونے کے علاوہ عظیم ترین فوجی سپہ سالار بھی تھے۔

جبکہ متحدہ لشکر کے ناکامی کے اسباب یہ تھے۔

لشکر کے لئے خندق کی کھدائی ایک بالکل نئی اور سراسر غیر متوقع چیز تھی اس اسلوب جنگ سے عرب بالکل ناواقف تھے۔

انہوں نے جنگ کے لئے موزوں موسم کا انتخاب نہیں کیا بس لشکر جمع ہوا اور چل پڑا، ان کا خیال تھا کہ بس یہ لشکر مدینہ منورہ پہنچا اور چند دنوں میں مسلمانوں کا صفایا ہو جائے گا اس لئے ان کے پاس شدید سردی سے بچاؤ کا کوئی سامان نہیں تھا۔

لشکر کے لئے کھانے پینے، رہنے سہنے اور جانوروں کی خوراک کا کوئی بندوبست نہیں تھا جس کی وجہ سے وہ بے سروسامانی کے عالم میں مبتلا ہو گئے، یہی سبب تھا کہ طویل محاصرہ ان کے لئے اکتاہٹ اور گھبراہٹ کا سامان بن گیا۔

لشکر کی قیادت نے اتنا بڑا منصوبہ بناتے وقت مسلمانوں کے ہتھیاروں، افرادی قوت، کمزوریوں اور چالوں کو معلوم کرنے کے لئے سراغ رسانی کا کوئی خیال نہ رکھا۔

اس متحدہ لشکر میں مختلف قبائل کے مابین باہمی اعتماد کی نوعیت اپنوں کے ساتھ کچھ اور تھی اور یہودیوں کے ساتھ کچھ اور تھی، لیکن جو کچھ اور جتنا کچھ بھی تھا وہ حد درجہ کمزور تھا بلکہ نہ ہونے کے برابر تھا، قریش اس بات کے خواہش مند تھے کہ یہود اور اتحادی قبائل کے تعاون سے مسلمانوں کا کلی طور پر خاتمہ کر دیا جائے جبکہ قبائل صرف مال غنیمت کے بھوکے تھے، رہے یہود تو ان کی کیفیت یہ تھی کہ وہ اپنے سوا کسی پر اعتماد نہیں کرتے تھے البتہ دوسروں کے تعاون و امداد سے کام نکالنا چاہتے تھے یعنی قریش اور دوسرے قبائل اپنا خون بہائیں، جانیں قربان کریں، جنگ کے مصائب برداشت کریں اور اس کا پھل یعنی مسلمانوں کا استیصال انہیں مل جائے۔

اعراب زیادہ عرصہ تک اپنے اہل و عیال سے جدا رہنے کے خوگر نہیں تھے، چنانچہ جب شدید سردی، بھوک پیاس کی حالت میں محاصرہ طویل ہو گیا تو ان مصائب کو برداشت کرنا ان کے لئے ممکن نہ رہا اس لئے وہ اسے اٹھا لینے کی تاکید کرنے لگے۔

شہدائے غزوہ احزاب: اس غزوہ میں مسلمانوں کے چھ یا آٹھ مجاہد شہید ہوئے۔

قبیلہ اوس سے: سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ، انس بن اویس رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن سہیل۔

قبیلہ خزرج سے: طفیل بن نعمان رضی اللہ عنہ، ثعلبہ بن عنمہ رضی اللہ عنہ اور کعب بن زید رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔

ان کے علاوہ دو اور نام بھی لکھے جاتے ہیں قیس بن زید رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن ابی خالد رضی اللہ عنہ

کفار کے مقتولین: کفار کے مقتولین میں منبہ بن عبد العبدری، نوفل بن عبد اللہ مخزومی اور عمرو بن عبد ود شامل تھے۔

غزوہ بنی قریظہ

ذوالقعدہ پانچ ہجری، بمطابق اپریل ۶۲۷ء

قال ابن إسحق :وَلَمَّا أَصْبَحَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ عَنِ الْخَنْدَقِ رَاجِعًا إِلَى الْمَدِينَةِ وَالْمُسْلِمُونَ وَوَضَعُوا السِّلَاحَ، فَلَمَّا كَانَتِ الظُّهْرُ

ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ غزوہ خندق سے فراغت کے بعد مدینہ منورہ میں واپس تشریف لائے تو آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہتھیار اور زرہ بکتر جسم سے اتار کر کچھ دیر آرام کیا کہ ظہر کا وقت ہو گیا،

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: لَمَّا رَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسلَّم مِنَ الْخَنْدَقِ وَوَضَعَ السِّلَاحَ وَاغْتَسَلَ أَتَاهُ جِبْرِيلُ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب نبی کریم ﷺ خندق سے واپس تشریف لائے اور ہتھیار اتارے اور غسل فرما رہے تھے اس وقت جبریل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے۔[1]

قَالُوا: فَلَمَّا رَجَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ الْخَنْدَقِ دَخَلَ بَيْتَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَغَسَلَ رَأْسَهُ وَاغْتَسَلَ، وَدَعَا بِالْمِجْمَرَةِ لِيُجْمِرَ، وَقَدْ صَلّى الظّهْرَ،

مروی ہے جب رسول اللہ ﷺ خندق سے واپس تشریف لائے تو ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں داخل ہوئے اور اپنا سر دھویا اور غسل فرمایا اور ظہر کی نماز ادا فرمائی۔[2]

فَلَمَّا كَانَتْ الظُّهْرُ، أَتَى جِبْرِيلُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جب ظہر کا وقت ہوا اس وقت جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔[3]

فَوَقَفَ عند مَوْضِعِ الجَنَائِزِ

ابن سعد کہتے ہیں موضع جنائز (یعنی مسجد سے علیحدہ جنازہ پڑھنے کی جگہ) پر تشریف لائے۔[4]

مُعْتَجِرًا بِعِمَامَةٍ مِنْ إِسْتَبْرَقٍ، عَلَى بَغْلَةٍ عَلَيْهَا رِحَالَةٌ، عَلَيْهَا قَطِيفَةٌ مِنْ دِيبَاجٍ ، فَقَالَ: أَقَدْ وَضَعْتَ السِّلَاحَ يَا رَسُولَ اللهِ؟قَالَ نَعَمْ، قَالَ جِبْرِيلُ: مَا وَضَعَتِ الْمَلَائِكَةُ السلاح وَمَا رَجَعْتُ الْآنَ إِلَّا مِن طَلَبِ الْقَوْمِ،إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكَ يَا مُحَمَّدُ بِالسَّيْرِ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ،وَأَنَا عَامِدٌ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ،فَمُزَلْزِلٌ بِهِمْ حُصُونَهُمْ

انہوں نے استبرق کا عمامہ باندھا ہوا تھا اور ایک مادیان خچر پر سوار تھے، جس پر چمڑے کی زین تھی اور اس پر دیباج کی ریشمی چادر پڑی ہوئی

---

[1] صحیح بخاری كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابُ الغَسْلِ بَعْدَ الحَرْبِ وَالغُبَارِ ۲۸۱۳،البداية والنهاية ۱۳۳/۴

[2] مغازی واقدی ۴۹۶/۲

[3] ابن ہشام ۲۳۳/۲

[4] ابن سعد ۵۷/۲

تھی،اور رسول اللہ ﷺ کو مخاطب ہو کر فرمایا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا آپ نے ہتھیار اتار دیئے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں،جبرائیل علیہ السلام نے کہا حالانکہ فرشتوں نے ابھی تک اپنے ہتھیار نہیں اتارے اور نہ ابھی تک واپس ہوئے ہیں،میں اس وقت دشمن ہی کے تعاقب سے آرہا ہوں،اے محمد ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو بنی قریظہ کی طرف جانے کا حکم دیا ہے،تیار ہو جائیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہمراہ لیکر بنو قریظہ کی طرف چلیں،اور میں بھی انہیں کی طرف جا رہا ہوں اور ان کے قلعوں کو ہلا تا ہوں۔(۱)

الماجشون قال: جاء جِبْرِيلُ. إلى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الأَحْزَابِ عَلَى فَرَسٍ عَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ قَدْ أَرْخَاهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ. عَلَى ثَنَايَاهُ الْغُبَارُ وَتَحْتَهُ قَطِيفَةٌ حَمْرَاءُ.فَقَالَ: أَوَضَعْتَ السِّلاحَ قَبْلَ أَنْ نَضَعَهُ؟ إِنَّ الله يأمرك أن تسير إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ

اور الماجشون سے مروی ہے جبریل علیہ السلام یوم الاحزاب (غزوہ خندق) میں رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک گھوڑے پر آئے جو ایک سیاہ عمامہ باندھے ہوئے تھے اور اس کے پلو پنے دونوں شانوں کے درمیان لٹکائے ہوئے تھے،ان کے دانتوں پر غبار تھا اور ان کے نیچے سرخ چار جامہ تھا انہوں نے رسول اکرم ﷺ سے کہا کہ آپ نے ہمارے ہتھیار اتارنے سے پہلے ہتھیار اتار دیئے آپ کو اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ بنی قریظہ کی طرف چلیے۔(۲)

فَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُؤَذِّنًا فَأَذَّنَ فِي النَّاس: مَنْ كَانَ سَامِعًا مُطِيعًا فَلَا يُصَلِّيَنَّ الْعَصْرَ إِلَّا فِي بَنِي قُرَيْظَةَ

جبرائیل کے جانے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنے نقیب کو حکم دیا کہ تمام مدینہ میں کوچ کا اعلان کر دے چنانچہ اس نے اعلان کیا کہ تمام اہل ایمان جو سمع وطاعت پر قائم ہیں وہ نماز عصر بنو قریظہ میں ادا کریں۔(۳)

وَاسْتَعْمَلَ عَلَى الْمَدِينَةِ ابْنَ أُمِّ مَكْتُومٍ،وَقَدَّمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ بِرَايَتِهِ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ، فَسَارَ عَلِيّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، حَتّى إذَا دَنَا مِنْ الْحُصُونِ سَمِعَ مِنْهَا مَقَالَةً قَبِيحَةً لِرَسُولِ اللهِ صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ منهم

آپ ﷺ نے ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو مدینہ پر قائم مقام بنایا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو چند انصار و مہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہمراہ جنگی جھنڈا دے کر مقدمۃ الجیش کے طور پر اپنے آگے بنو قریظہ کی طرف روانہ کیا،جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بنو قریظہ کے قلعہ کے قریب پہنچ کر جھنڈا گاڑ دیا تو یہود نے سمجھا شاید یہ محض دھمکانے آئے ہیں اس لئے اپنی دلی خباثت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کوٹھوں پر چڑھ کر کھلم کھلا رسول

(۱) تاریخ طبری ۲/۵۸۱

(۲) ابن سعد ۲/۵۹

(۳) ابن ہشام ۲/۲۳۴،الروض الأنف ۶/۲۲۳، عیون الأثر ۲/۱۰۰، البدایة والنهایة ۴/۱۳۴

اللہ ﷺ پر سب وشتم کرنا شروع کر دیا [۱]

تمام مہاجرین وانصار جن کی ابھی تھکن بھی نہ اتری تھی موذن کی آواز سن کر جھٹ پٹ مسجد نبوی میں جمع ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ بھی کچھ دیر کیے بغیر فوراً ان کی کمان کرتے ہوئے یہودی قبیلہ بنو قریظہ کی طرف روانہ ہوئے

وَمَرَّ رَسُولُ اللہ صَلّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ عَلَى أَصْحَابِهِ بِالصُّورَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَصِلَ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ، فَقَالَ: هَلْ مَرَّ بِكُمْ أَحَدٌ؟ فَقَالُوا: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللهِ، قَدْ مَرَّ بِنَا دِحْيَةُ بْنُ خَلِيفَةَ الْكَلْبِيُّ، عَلَى بَغْلَةٍ بَيْضَاءَ، عَلَيْهَا رِحَالُهُ عَلَيْهَا قَطِيفَةُ دِيبَاجٍ ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ذَلِكَ جِبْرِيلُ، بُعِثَ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ يُزَلْزِلُ بِهِمْ حُصُونَهُمْ، وَيَقْذِفُ الرُّعْبَ فِي قُلُوبِهِمْ

راستہ میں جب رسول اللہ ﷺ بقیع کے قریب مقام صورین سے گزرے تو ان سے دریافت کیا کیا تمہارے پاس سے کوئی شخص گزرا ہے؟ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ دحیہ بن خلیفہ کلبی ایک سفید خچر پر زین پر سوار جس پر ریشمی چادر پڑی ہوئی تھی ہمارے پاس سے گزرے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ جبرائیل علیہ السلام تھے جو بنو قریظہ کی طرف اس غرض سے بھیجے گئے ہیں کہ ان کے قلعوں میں زلزلہ برپا کر دیں اور ان کے دلوں میں مسلمانوں کی ہیبت ڈال دیں۔ [۲]

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، قَالَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى الغُبَارِ سَاطِعًا فِي زُقَاقِ بَنِي غَنْمٍ، مَوْكِبَ جِبْرِيلَ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ،حِينَ سَارَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں گویا کہ میں اس وقت اس غبار کو اٹھتے ہوئے دیکھ رہا ہوں جو جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ سوار فرشتوں کی جماعت کی وجہ سے قبیلہ بنی غنم کی گلی میں اٹھا تھا گردوغبار سے بھر گیا تھا جب رسول اللہ ﷺ بنو قریظہ کے خلاف چڑھ کر گئے تھے۔ [۳]

فَلَمَّا اتى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنِي قُرَيْظَةَ، نَزَلَ عَلَى بِئْرٍ مِنْ آبَارِهَا فِي نَاحِيَةٍ مِنْ أَمْوَالِهِمْ، يُقَالُ لَهَا بِئْرُ أَنَّا،، فَلاحَقَ بِهِ النَّاسُ

جب رسول اللہ ﷺ بنو قریظہ کے نزدیک پہنچے تو ان کے ایک انانامی کنوئیں پر جو ان کے کھیتوں کے کنارے پر واقع تھا پڑاؤ ڈال دیا یہاں سب لوگ آپ ﷺ کے پاس جمع ہو گئے۔ [۴]

دوسرے مسلمان جو پیچھے رہ گئے تھے وہ بھی منادی سنکر بنو قریظہ کی طرف روانہ ہو گئے،

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: فَأَدْرَكَ بَعْضُهُمُ العَصْرَ فِي الطَّرِيقِ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لاَ نُصَلِّي حَتَّى نَأْتِيَهَاوَقَالَ

[۱] ۔ابن ہشام ۲۳۳؍۲،تاریخ طبری ۵۸۱؍۲،البدایۃ والنھایۃ ۱۳۳؍۴،ابن سعد ۵۷؍۲

[۲] تاریخ طبری ۵۸۱؍۲،مغازی واقدی ۴۹۸؍۲

[۳] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ مَرْجِعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الأَحْزَابِ، وَمَخْرَجِهِ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ وَمُحَاصَرَتِهِ إِيَّاهُمْ ۴۱۱۸،ابن سعد ۵۸؍۲

[۴] ابن ہشام ۲۳۴؍۲،تاریخ طبری ۵۸۲؍۲،عیون الآثر ۱۰۱؍۲،الروض الانف ۲۲۴؍۶

بَعْضُهُمْ: بَلْ نُصَلِّي، لَمْ يُرِدْ مِنَّا ذَلِكَ،فَذُكِرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُعَنِّفْ وَاحِدًا مِنْهُمْ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بعض حضرات کی عصر کی نماز کا وقت راستے ہی میں ہوگیا، ان میں سے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کہنے لگے کہ ہم راستے میں نماز نہیں پڑھیں گے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق ہم بنو قریظہ پہنچ کر نماز عصر ادا کریں گے اور کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مقصد یہ نہیں تھا کہ اگر راستہ میں نماز عصر کا وقت ہو جائے تو نماز اپنے وقت پر ادا نہ کریں بلکہ صرف یہ تھا کہ ہم فوراً بنو قریظہ کی طرف روانہ ہو جائیں، چنانچہ انہوں نے راستے میں ہی اپنے وقت پر ہی نماز پڑھ لی اور پھر جا کر اسلامی لشکر میں شامل ہو گئے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو بھی سرزنش نہیں فرمائی۔ [۱]

خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کرایا کہ جو بھی مسلمان سننے والا اور فرمانبرداری کرنے والا ہے اس کا فرض ہے کہ نماز عصر بنو قریظہ میں پہنچ کر ادا کرے۔

قَالَ بن الْقَيِّمِ فِي الْهَدْيِ مَا حَاصِلُهُ كُلٌّ مِنَ الْفَرِيقَيْنِ مَأْجُورٌ بِقَصْدِهِ إِلَّا أَنَّ مَنْ صَلَّى حَازَ الْفَضِيلَتَيْنِ امْتِثَالَ الْأَمْرِ فِي الْإِسْرَاعِ وَامْتِثَالَ الْأَمْرِ فِي الْمُحَافَظَةِ عَلَى الْوَقْتِ،وَلَا سِيَّمَا مَا فِي هَذِهِ الصَّلَاةِ بِعَيْنِهَا مِنَ الْحَثِّ عَلَى الْمُحَافَظَةِ عَلَيْهَا وَأَنَّ مَنْ فَاتَتْهُ حَبِطَ عَمَلُهُ،وَإِنَّمَا لَمْ يُعَنِّفِ الَّذِينَ أَخَّرُوهَا لِقِيَامِ عُذْرِهِمْ فِي التَّمَسُّكِ بِظَاهِرِ الْأَمْرِ وَلِأَنَّهُمُ اجْتَهَدُوا فَأَخَّرُوا لِامْتِثَالِهِمُ الْأَمْرَ لَكِنَّهُمْ لَمْ يَصِلُوا إِلَى أَنْ يَكُونَ اجْتِهَادُهُمْ أَصْوَبَ مِنِ اجْتِهَادِ الطَّائِفَةِ الْأُخْرَى الخ،وَقَدِ اسْتَدَلَّ بِهِ الْجُمْهُورُ عَلَى عَدَمِ تَأْثِيمِ مَنِ اجْتَهَدَ لِأَنَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُعَنِّفْ أَحَدًا مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ فَلَوْ كَانَ هُنَاكَ إِثْمٌ لَعَنَّفَ مَنْ أَثِمَ

علامہ ابن قیم نے سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد میں کہا ہے کہ دونوں فریق اجر و ثواب کے حقدار ہوئے مگر جس نے وقت ہونے پر راستہ ہی میں نماز ادا کر لی اس نے دونوں فضیلتوں کو حاصل کر لیا پہلی فضیلت نماز عصر کی، اس کے اول وقت میں ادا کرنے کی کیونکہ اس نماز کو اپنے وقت پر ادا کرنے کی خاص تاکید ہے اور یہاں تک ہے کہ جس کی نماز عصر فوت ہوگئی اس کا عمل ضائع ہوگیا، اور اس طرح اس فریق کو اول وقت نماز پڑھنے اور پھر بنو قریظہ پہنچ جانے کا ثواب حاصل ہوا اور دوسرا فریق جس نے نماز عصر میں تاخیر کی اور ظاہر فرمان رسول پر عمل کیا ان پر کوئی نکتہ چینی نہیں کی گئی کیونکہ انہوں نے اپنے اجتہاد سے فرمان رسالت پر عمل کرنے کے لیے نماز کو تاخیر سے بنو قریظہ ہی میں جا کر ادا کیا، ان کا اجتہاد پہلی جماعت سے زیادہ صواب کے قریب رہا، اسی سے جمہور نے استدلال کیا ہے کہ اجتہاد کرنے والا گنہگار نہیں (اگر وہ اجتہاد میں غلطی بھی کر جائے) اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں قسم کے لوگوں میں سے کسی پر بھی نکتہ چینی نہیں فرمائی، اگر ان میں کوئی گنہگار قرار پاتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور اس کا تنبیہ فرماتے۔ [۲]

سَارَ إِلَيْهِمْ فِي الْمُسْلِمِين وهم ثَلَاثَةَ آلَافٍ

---

[۱] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ مَرْجِعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الأَحْزَابِ، وَمَخْرَجِهِ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ وَمُحَاصَرَتِهِ إِيَّاهُمْ،۴۱۱۹،البداية والنهاية ۴/۱۳۴

[۲] فتح الباری ۷/۴۱۰

رسول اللہ ﷺ تین ہزار صحابہ کرام کے ساتھ گئے جن کے پاس صرف تیس گھوڑے تھے۔ [1]

ثَلاثُونَ فَرَسًا

تیس گھوڑے تھے۔ [2]

غزوہ بدر میں قریش کو اسلحہ جات سے مدد، غزوہ احزاب میں موت وحیات کے نازک ترین لمحوں میں بدعہدی، رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی اور دوران محاصرہ مسلمانوں کے خلاف سنگین ترین معاندانہ کاروائیوں کی سزا دینے کے لئے ان کے قلعہ کا شدید محاصرہ فرمالیا جس سے ان کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے

وَمَاتَ أَبُو سِنَانِ بْنُ مِحْصَنٍ، فَدَفَنَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُنَاكَ، فَهُوَ فِي مَقْبَرَةِ بَنِي قُرَيْظَةَ الْيَوْمَ

دوران محاصرہ عکاشہ رضی اللہ عنہ کے بھائی ابوسنان بن محصن رضی اللہ عنہ وفات پاگئے اور بنو قریظہ کے قبرستان میں دفن کیے گئے [3]

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: حَاصَرَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنِي قُرَيْظَةَ أَرْبَعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً

سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی کریم ﷺ نے چودہ شب بنی قریظہ کا محاصرہ کیا۔ [4]

فَحَاصَرَهُمْ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا

نبی معظم ﷺ نے پندرہ دن کا محاصرہ کیا۔ [5]

ایک روایت میں ہے جب اکیس دن۔ یا پچیس دن۔ گزر گئے اور محاصرہ بھی سخت ہوگیا اور بنو قریظہ کو یقین ہوگیا کہ رسول اللہ ﷺ جنگ کے بغیر ہرگز واپس نہیں ہوں گے تو سردار قبیلہ کعب بن اسد نے ہر طرف سے مایوس ہو کر اس مصیبت سے نجات پانے کے لئے اپنے قبیلہ کے لوگوں کے سامنے تین شرائط پیش کیں۔

○فو الله لَقَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ أَنَّهُ لَنَبِيٌّ مُرْسَلٌ، وَأَنَّهُ لَلَّذِي تَجِدُونَهُ فِي كِتَابِكُمْ، فَتَأْمَنُونَ عَلَى دِمَائِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ وَأَبْنَائِكُمْ وَنِسَائِكُمْ

اللہ کی قسم! تم لوگ یہ اچھی طرح جانتے ہو کہ محمد ﷺ واقعی اللہ کے نبی اور رسول ہیں، اور وہ وہی ہیں جن کے متعلق تم اپنی کتاب میں بشارت پاتے ہو ان حالات میں ہم لوگ اسلام قبول کرلیں اور محمد ﷺ کے دین میں شامل ہو کر اپنی جان و مال کے ساتھ اپنے بیوی بچوں کو بھی محفوظ کرلیں۔

---

[1] مغازی واقدی ۲/۴۵۳

[2] ابن سعد ۲/۵۷

[3] ۔مغازی واقدی ۲/۵۲۹، ابن ہشام ۲/۲۵۴

[4] ابن سعد ۲/۵۹

[5] ابن سعد ۲/۵۷، مغازی واقدی ۱/۱۷۷

قَالُوا: لَا نُفَارِقُ حُكْمَ التَّوْرَاةِ أَبَدًا، وَلَا نَسْتَبْدِلُ بِهِ غَيْرَهُ

لوگوں نے جواب دیا کہ ہم تورات کے مذہب کو چھوڑنا نہیں چاہتے اور نہ کوئی دوسرا مذہب اختیار کرنا چاہتے ہیں، اس طرح انہوں اپنے سردار کی دین سے منحرف ہونے کی تجویز ماننے سے انکار کر دیا۔

○ فَإِذَا أَبَيْتُمْ عَلَيَّ هَذِهِ، فَهَلُمَّ فَلْنَقْتُلْ أَبْنَاءَنَا وَنِسَاءَنَا، ثُمَّ نَخْرُجُ إِلَى مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ رِجَالًا مُصْلِتِينَ السُّيُوفَ، لَمْ نَتْرُكْ وَرَاءَنَا ثَقَلًا، حَتَّى يَحْكُمَ اللهُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مُحَمَّدٍ، فَإِنْ نَهْلِكْ نَهْلِكْ، وَلَمْ نَتْرُكْ وَرَاءَنَا نَسْلًا نَخْشَى عَلَيْهِ، وَإِنْ نَظْهَرْ فَلَعَمْرِي لَنَجِدَنَّ النِّسَاءَ وَالْأَبْنَاءَ

اس نے کہا جب تم اس بات کو قبول نہیں کرتے تو اپنی تلواریں کھینچ کر پوری تن دہی کے ساتھ محمد ﷺ اور ان کے اصحاب پر ٹوٹ پڑو اور پہلے خود اپنے ہاتھوں سے اپنے بیوی بچوں کو قتل کر ڈالو، پھر ہمیں ان کے متعلق کسی ظلم و بدسلوکی کا خطرہ باقی نہیں رہے گا پھر خود لڑ کر قتل ہو جاؤ یا جیسا اللہ فیصلہ فرما دے، اگر تم محمد ﷺ پر غالب ہوئے تو تو میری عمر کی قسم ہمیں از سر نو دوسری عورتیں اور بچے حاصل ہو جائیں گے۔

قَالُوا: نَقْتُلُ هَؤُلَاءِ الْمَسَاكِينَ! فَمَا خَيْرُ الْعَيْشِ بَعْدَهُمْ؟

اس کی قوم نے اس عمل سے انکار کرتے ہوئے کہا عورتوں اور بچوں کو بے گناہ قتل ہو جانے کے بعد زندگی میں کیا لطف رہے گا۔

○ فَإِنْ أَبَيْتُمْ عَلَيَّ هَذِهِ، فَإِنَّ اللَّيْلَةَ لَيْلَةُ السَّبْتِ، وَإِنَّهُ عَسَى أَنْ يَكُونَ مُحَمَّدٌ وَأَصْحَابُهُ قَدْ أَمَّنُونَا فِيهَا، فَانْزِلُوا لَعَلَّنَا نُصِيبُ مِنْ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ غِرَّةً

سردار کعب بن اسد نے کہا اگر تم یہ بات بھی تسلیم نہیں کرتے تو یوں کرو رسول اللہ ﷺ اور دوسرے مسلمان جانتے ہیں کہ ہم ہفتہ کے روز کوئی کام نہیں کرتے، مسلمان اس دن بے خبر اور مطمئن ہوں گے یہ دن یہود کے نزدیک بڑا محترم ہے اس لئے آج وہ کچھ نہیں کریں گے، مسلمانوں کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر ان پر شب خون مار دو اور ان کا زیادہ سے زیادہ نقصان کر گزرو۔

قَالُوا: نُفْسِدُ سَبْتَنَا عَلَيْنَا، وَنُحْدِثُ فِيهِ مَا لَمْ يُحْدِثْ مَنْ كَانَ قَبْلَنَا إِلَّا مَنْ قَدْ عَلِمْتَ، فَأَصَابَهُ مَا لَمْ يَخْفَ عَلَيْكَ مِنَ الْمَسْخِ!

وہ کہنے لگے ہم ہفتہ کے روز کیسے جنگ کر سکتے ہیں تجھے اچھی طرح علم ہے کہ اس محترم دن کی بے حرمتی کی وجہ سے ہمارے اسلاف بندر اور سور بنا دیئے گئے تھے اور تو ہمیں اس طرح کا حکم دیتا ہے، اس طرح اس کی قوم نے اس کی تینوں تجاویز کو مسترد کر دیا۔

قَالَ: مَا بَاتَ رَجُلٌ مِنْكُمْ مُنْذُ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ لَيْلَةً وَاحِدَةً مِنَ الدَّهْرِ حَازِمًا

کعب بن اسد نے جھلا کر قوم سے کہا جس دن سے تمہاری ماؤں نے تمہیں جنا ہے اس دن سے تم نے ایک دن بھی عقل و ہوش کا نہیں گزارا۔[1]

---

[1] ابن ہشام ۲/۲۳۵، الروض الانف ۶/۲۲۶، عیون الآثر ۲/۱۰۲، تاریخ طبری ۲/۵۸۴، البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۳۷، دلائل النبوۃ للبیہقی ۴/۱۵

بنو قریظہ کے پاس اس محفوظ و مضبوط قلعہ میں وافر مقدار میں کھانے کا سامان تھا، پینے کے لئے اندر چشمے اور کنوئیں بھی تھے، سردی سے بچاؤ کے لئے مکانات اور گرم کپڑے تھے، لڑنے کے لئے وافر مقدار میں سامان حرب بھی تھا جبکہ ان کے مقابلے میں مسلمان ایک سال سے لگاتار مسلسل جنگی مصروفیات میں تھے، اور ابھی غزوہ احزاب کے باعث تکان سے چور چور تھے اور کھلے میدان میں خون کو منجمد کر دینے والی سردی میں بھوک و پیاس کی سختیاں جھیل رہے تھے، ان کی خوراک صرف کھجوریں تھیں جو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ لشکر اسلام کے لئے بھیجا کرتے تھے، یہود چاہتے تو میسر وسائل کی بنا پر اور مسلمانوں کو کھلے میدان میں سردی کی شدت سے عاجز کرنے کے لئے ایک لمبا عرصہ تک محاصرہ برداشت کر سکتے تھے مگر اللہ نے ان کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب و دبدبہ ڈال دیا جس سے ان کے حوصلے پست ہو گئے اور ان کے اعصاب جواب دے گئے، چنانچہ انہوں نے سوچا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہتھیار ڈال دیں اور وہ ان کی قسمت کے بارے میں جو فیصلہ کریں تسلیم کر لیں، لیکن ایسا کرنے سے پہلے انہوں حفاظتی اقدام کے طور پر اپنے بعض مسلمان حلیفوں سے رابطہ کر لینا مناسب خیال کیا تا کہ یہ معلوم ہو سکے کہ اگر وہ غیر مشروط طور پر ہتھیار ڈال دیں اور قلعہ کا دروازہ کھول دیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ کیا سلوک کریں گے اور آڑے وقت میں شاید ہماری کوئی مدد بھی کر سکیں،

ثُمَّ إِنَّهُمْ بَعَثُوا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنْ ابْعَثْ إِلَيْنَا أَبَا لُبَابَةَ بْنَ عَبْدِ الْمُنْذِرِ، أَخَا بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، وَكَانُوا حُلَفَاءَ الْأَوْسِ، لِنَسْتَشِيرَهُ فِي أَمْرِنَا، فَأَرْسَلَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ،فَلَمَّا رَأَوْهُ قَامَ إِلَيْهِ الرِّجَالُ، وَجَهَشَ إِلَيْهِ النِّسَاءُ وَالصِّبْيَانُ يَبْكُونَ فِي وَجْهِهِ، فَرَقَّ لَهُمْ،وَقَالُوا لَهُ: يَا أَبَا لُبَابَةَ! أَتَرَى أَنْ نَنْزِلَ عَلَى حُكْمِ مُحَمَّدٍ ؟قَالَ: نَعَمْ، وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى حَلْقِهِ، إِنَّهُ الذَّبْحُ

یہ فیصلہ کر کے انہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ سردار ابولبابہ رضی اللہ عنہ بن عبد المنذر بنو عمرو بن عوف کے بھائی کو جو اوس کے حلیف تھے اور انکے باغات اور آل و اولاد بھی اسی علاقہ میں رہتے تھے ہمارے پاس بھیج دیں، ہم ان سے مشورہ کرنا چاہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی فرمائش پر ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو اندر جانے کی اجازت فرما دی، جب ابولبابہ بن عبد المنذر رضی اللہ عنہ ان کے قلعہ کے اندر پہنچے تو مرد حضرات ان کی طرف دوڑے اور عورتیں و بچے ان کے سامنے اپنی مصیبت کے دکھڑے سنا کر دھاڑیں مار مار کر رونے لگے، یہود کی یہ کیفیت دیکھ کر ابولبابہ رضی اللہ عنہ کا دل بھی بھر آیا، اب یہود نے ان سے پوچھا اے ابولبابہ رضی اللہ عنہ ! کیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے غیر مشروط طور پر ہتھیار ڈال دیں اور آپ کے فیصلے پر راضی ہو جائیں؟ انہوں نے جواب دیا ہاں، لیکن ساتھ ہی غیر شعوری طور پر ہاتھ سے حلق کی طرف اشارہ بھی کر دیا جس کا مطلب یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ تمہیں ذبح کرنے کا ہے،

قَالَ أَبُو لبَابَة: فَوَ اللهِ مَا زَالَتْ قَدَمَايَ مِنْ مَكَانِهِمَا حَتَّى عَرَفْتُ أَنِّي قَدْ خُنْتُ اللهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ انْطَلَقَ أَبُو لُبَابَةَ عَلَى وَجْهِهِ وَلَمْ يَأْتِ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى ارْتَبَطَ فِي الْمَسْجِدِ إِلَى عَمُودٍ مِنْ عُمُدِهِ . وَقَالَ:لَا أَبْرَحُ مَكَانِي هَذَا حَتَّى يَتُوبَ اللهُ عَلَيَّ مِمَّا صَنَعْتُ، وَعَاهَدَ اللهَ: أَنْ لَا أَطَأَ بَنِي قُرَيْظَةَ أَبَدًا، وَلَا أُرَى فِي

بَلَدٍ خُنْتُ اللهَ وَرَسُولَهُ فِيهِ أَبَدًا،

ابولبابہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد فوراً ہی انہیں احساس ہوگیا کہ میں نے اللہ عزوجل اور اس کے رسول کے ساتھ خیانت کی ہے، چنانچہ جب وہ قلعہ سے واپس ہوئے تو سیدھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کے بجائے مسجد نبوی میں گئے اور خود کو مسجد کے کھجور کے ایک ستون سے باندھ لیا اور قسم کھائی کہ جب تک اللہ عزوجل میری توبہ قبول نہیں فرمائے گا اور اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی اپنے دست مبارک سے انہیں اس ستون سے آ کر کھولیں گے اور نہ تو بنو قریظہ کے علاقہ کبھی قدم رکھوں گا اور نہ اس شہر کو دیکھوں گا جس میں اللہ اور اس کے رسول کی خیانت کی ہے، دوسری طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا انتظار فرما رہے تھے اور محسوس کر رہے تھے کہ ان کی واپسی میں بہت دیر ہوگئی ہے،

فَلَمَّا بَلَغَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَرُهُ، وَكَانَ قَدْ اسْتَبْطَأَهُ، قَالَ: أَمَا إِنَّهُ لَوْ جَاءَنِي لَاسْتَغْفَرْتُ لَهُ، فَأَمَّا إِذْ قَدْ فَعَلَ مَا فَعَلَ، فَمَا أَنَا بِالَّذِي أُطْلِقُهُ مِنْ مَكَانِهِ حَتَّى يَتُوبَ اللهُ

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابولبابہ بن المنذر رضی اللہ عنہ کی قسم اور مسجد کے ستون سے بندھنے کا علم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ سیدھے میرے پاس آ گئے ہوتے تو میں اللہ عزوجل سے ان کے لئے مغفرت وبخشش کی دعا کرتا لیکن جب وہ خود ہی ایسا کام کر بیٹھیں ہیں تو اب میں ان کو ان کی جگہ سے نہیں کھول سکتا جب تک کہ اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرما لے۔[1]

أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ صَاحَ وَهُمْ مُحَاصِرُو بَنِي قُرَيْظَةَ: يَا كَتِيبَةَ الْإِيمَانِ، وَتَقَدَّمَ هُوَ وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ، وَقَالَ: وَاللَّهِ لَأَذُوقَنَّ مَا ذَاقَ حَمْزَةُ أَوْ لَأَفْتَحَنَّ حِصْنَهُمْ

بنو قریظہ کے حوصلے اس وقت اور بھی پست ہو گئے جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب اور زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے ان کے قلعہ کی طرف پیش قدمی کی، اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے پکار کر کہا کہ اللہ کی قسم اب میں بھی یا تو سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب کی طرح لڑتے ہوئے شہید ہو جاؤں گا یا ان کا قلعہ فتح کر کے رہوں گا۔

سازشوں، مکاریوں اور پروپیگنڈا کے حامل قبیلہ وقوم نے جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا یہ عزم سنا تو بہادری سے مقابلہ کرنے کے بجائے فوراً قلعہ کا دروازہ کھول دیا اور خود کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کر دیا کہ وہ ان کے بارے میں جو بھی مناسب فیصلہ کریں، اس طرح چار سو عورتیں اور بچوں اور چار سو مردوں نے خود کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ مردوں کو باندھ دیا جائے، انہوں نے حکم کی تعمیل میں سب مردوں کے ہاتھ باندھ دیئے اور عورتوں وبچوں کو ان سے الگ کر دیا۔

ثُمَّ إِنَّ ثَعْلَبَةَ بْنَ سَعْيَةَ، وَأُسَيْدَ بْنَ سَعْيَةَ، وَأَسَدَ بْنَ عُبَيْدٍ، وَهُمْ نَفَرٌ مِنْ بَنِي هُدَلٍ، لَيْسُوا مِنْ بَنِي قُرَيْظَةَ وَلَا النَّضِيرِ، نَسَبُهُمْ فَوْقَ ذَلِكَ، هُمْ بَنُو عَمِّ الْقَوْمِ، أَسْلَمُوا تِلْكَ اللَّيْلَةَ الَّتِي نَزَلَتْ فِيهَا بَنُو قُرَيْظَةَ عَلَى حُكْمِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَخَرَجَ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ عَمْرُو بْنُ سُعْدَى الْقُرَظِيُّ، فَمَرَّ بِحَرَسِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ

[1] ابن ہشام۲،۲۳۶، البداية والنهاية ۴،۱۳۸، عيون الأثر ۲،۱۰۲، الروض الانف ۶،۲۲۶، تاريخ طبرى ۲،۵۸۴، دلائل النبوة للبيهقى ۴،۱۵، السيرة النبوية لابن كثير ۳،۲۳۰

مَسْلَمَةَ تِلْكَ اللَيْلَةَ، فَلَمَّا رَآهُ قَالَ: مَنْ هَذَا؟

جب بنی قریظہ رسول اللہ ﷺ کے حکم پر اپنے قلعوں سے نیچے اتر آئے تب ثعلبہ بن سعیہ، اور اسید بن سعیہ اور اسد بن عبید جو بنی ہدل سے تھے یعنی نہ قریظہ میں سے اور نہ نضیر میں سے بلکہ قریظہ کے چچازاد بھائی تھے اسی رات اسلام لائے جس رات بنی قریظہ رسول اللہ ﷺ کے حکم پر اترے تھے چنانچہ اسی رات عمرو بن سعد قرضی بنی قرظی میں سے نکل کر آپ ﷺ کے پہریدار محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے جب محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھا تو للکارا کون ہے؟

قَالَ: أَنَا عَمْرُو بْنُ سُعْدَى ،وَكَانَ عَمْرٌو قَدْ أَبَى أَنْ يَدْخُلَ مَعَ بَنِي قُرَيْظَةَ فِي غَدْرِهِمْ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: لَا أَغْدِرُ بِمُحَمَّدِ أَبَدًا فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمَةَ حِينَ عَرَفَهُ : اللهمّ لَا تَحْرِمْنِي إِقَالَةَ عَثَرَاتِ الْكِرَامِ، ثُمَّ خَلَّى سَبِيلَهُ، فَخَرَجَ عَلَى وَجْهِهِ حَتَّى أَتَى بَابَ مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ تِلْكَ اللّيْلَةَ ثُمّ ذَهَبَ فَلَمْ يُدْرَ أَيْنَ تَوَجّهَ مِنْ الْأَرْضِ إلَى يَوْمِهِ هَذَا، فَذُكِرَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَأْنُهُ فَقَالَ ذَاكَ رَجُلٌ نَجّاهُ اللهُ بِوَفَائِهِ

انہوں نے کہا میں عمرو بن سعد ہوں اور یہ وہ شخص تھے جنہوں نے بنی قریظہ کا اس وقت ساتھ نہ دیا تھا جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا عہد توڑا تھا اور عمرو نے اس وقت کہہ دیا تھا کہ میں محمد ﷺ سے کبھی غداری نہیں کروں گا، چنانچہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے انہیں پہچان کر ان کو کچھ نہ کہا اور جان و مال اور بیوی بچوں سمیت چھوڑ دیا، عمرو بن سعد وہاں سے مسجد نبوی کے دروازے پر آئے اور پھر ان کا پتہ نہ چلا کہ وہ کہاں گئے، رسول اللہ ﷺ سے جب یہ ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ ایسا شخص تھا کہ اس کے عہد کو پورا رکھنے کے سبب اللہ نے اسے نجات دی۔ [1]

وَبَعْضُ النَّاسِ يَزْعُمُ أَنَّهُ كَانَ أُوْثِقَ بِرِمَّةٍ فِيمَنْ أُوْثِقَ مِنْ بَنِي قُرَيْظَةَ حِينَ نَزَلُوا عَلَى حُكْمِ رَسُولِ اللهِ فَأَصْبَحَتْ رِمَّتُهُ مُلْقَاةً لا يُدْرَى أَيْنَ ذَهَبَ، فقال رَسُولُ اللهِ فِيهِ تِلْكَ الْمَقَالَةَ ،وَاللهُ أَعْلَم

ایک روایت میں ہے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جب بنو قریظہ نے ہتھیار ڈال دیئے اور ان کو اسیر کر کے رسیوں سے باندھ لیا گیا تو اسے بھی ان کے ساتھ باندھ دیا گیا تھا، صبح کو اس کی ڈوری پڑی ہوئی ملی، کسی کو کچھ معلوم نہیں کہ وہ کہاں گیا، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسے اللہ نے اس کے ایفائے عہد کی وجہ سے بچا دیا [2]

جس طرح خزرج اور بنو نضیر میں حلیفانہ تعلقات تھے، اسی طرح اوس کے بنو قریظہ کے ساتھ حلیفانہ تعلقات تھے، چنانچہ قبیلہ اوس کے لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی اے اللہ کے رسول ﷺ! جس طرح خزرج کے بنو نضیر کے ساتھ حلیفانہ تعلقات تھے اسی طرح ہمارے بنو قریظہ کے ساتھ تعلقات ہیں، جس طرح آپ نے خزرج کی التماس پر بنو نضیر کے ساتھ معاملہ فرمایا تھا اسی طرح بنو قریظہ پر احسان فرمائیں،

---

[1] ابن ہشام۲۳۸؍۲،الروض الانف۲۳۰؍۶،تاریخ طبری۵۸۶؍۲،البداية والنهاية۱۳۸؍۴

[2] تاریخ طبری ۵۸۶؍۲

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا تَرْضَوْنَ يَا مَعْشَرَ الْأَوْسِ أَنْ يَحْكُمَ فِيهِمْ رَجُلٌ مِنْكُمْ؟قَالُوا: بَلَى،قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَذَاكَ إِلَى سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ، فَلَمَّا حَكَّمَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَنِي قُرَيْظَةَ، أَتَاهُ قَوْمُهُ فَحَمَلُوهُ عَلَى حِمَارٍ قَدْ وَطَّئُوا لَهُ بِوِسَادَةٍ مِنْ أَدَمٍ ، وَكَانَ رَجُلًا جَسِيمًا جَمِيلًا، ثُمَّ أَقْبَلُوا مَعَهُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،وَهُمْ يَقُولُونَ: يَا أَبَا عَمْرٍو، أَحْسِنْ فِي مَوَالِيكَ، فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا وَلَّاكَ ذَلِكَ لِتُحْسِنَ فِيهِمْ، فَلَمَّا أَكْثَرُوا عَلَيْهِ، لقد أَنَى لِسَعْدٍ أَنْ لَا تَأْخُذَهُ فِي اللهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اوس کے لوگو! کیا آپ لوگ اس پر راضی نہیں کہ تمہارے ہی قبیلہ کا ایک شخص بنی قریظہ کا فیصلہ کرے؟اوس نے کہا کیوں نہیں، ہم اس بات پر راضی ہیں،چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو پھر یہ معاملہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے حوالے ہے وہ جو بھی فیصلہ کر دیں،اوس نے کہا ہمیں ان کی ثالثی منظور ہے، سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جو غزوہ احزاب میں زخمی ہونے کی وجہ سے مدینہ میں زیر علاج تھے اس لئے لشکر کے ہمراہ نہیں آئے تھے انہیں بلانے کے لئے چند صحابہ کو بھیجا، جب رسول اللہ ﷺ نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو اس فیصلہ کا حکم مقرر فرمایا تو انصار دوڑتے ہوئے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور انہیں ایک گدھے پر خوب نرم کپڑا ڈال کر سوار کیا، سعد جسیم اور خوبصورت شخص تھے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آئے اور راستہ میں ان سے کہنے لگے اے ابو عمرو! اپنے حلیفوں کے بارے میں اچھائی اور احسان سے کام لیجئے گا رسول اللہ ﷺ نے آپ کو اسی لئے حکم بنایا ہے کہ آپ ان سے حسن سلوک کریں، اپنے لوگوں کے بار بار کہنے کے باوجود وہ خاموش تھے اور کوئی جواب نہیں دے رہے تھے جب لوگوں نے بہت اصرار کر دیا تو بولے سعد رضی اللہ عنہ ایسا شخص نہیں ہے جس کو اللہ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا ڈر ہو، ان کا یہ جواب سن کر صحابہ کرام سمجھ گئے کہ وہ یہود کے بارے میں کیا فیصلہ کرنے والے ہیں

فَرَجَعَ بَعْضُ مَنْ كَانَ مَعَهُ مِنْ قَوْمِهِ إِلَى دَارِ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ، فَنَعَى لَهُمْ رِجَالَ بَنِي قُرَيْظَةَ، قَبْلَ أَنْ يَصِلَ إِلَيْهِمْ سَعْدٌ، عَنْ كَلِمَتِهِ الَّتِي سَمِعَ مِنْهُ، فَلَمَّا انْتَهَى سَعْدٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمِينَ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:جقُومُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ،فَقَالَ لَهُ رسول الله: احْكُمْ فِيهِمْ،فَقَالَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ:عَلَيْكُمْ بِذَلِكَ عَهْدُ اللهِ وَمِيثَاقُهُ، أَنَّ الْحُكْمَ فِيهِمْ لَمَا حَكَمْتُ؟قَالُوا: نَعَمْ ،وَعَلَى من هَا هُنَا؟فِي النَّاحِيَةِ الَّتِي فِيهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ مُعْرِضٌ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِجْلَالًا لَهُ، قَدْ أَمَرَكَ اللهُ تَعَالَى أَنْ تَحْكُمَ فِيهِمْ

یہ جواب سن کر بہت سے لوگ تو اسی وقت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس سے چلے گئے اور سعد رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کرنے سے پہلے ہی فقط اسی بات کو سن کر بنو عبد الاشہل میں جا کر بنی قریظہ کے قتل کی خبر مشہور کر دی، جب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کے پاس پہنچے تو آپ نے فرمایا اپنے سردار کی تعظیم کے لئے اٹھو، لوگوں نے آگے بڑھ کر انہیں اتارا، ان کے لئے چمڑے کا ایک نرم گدا بچھایا گیا جس پر وہ بیٹھ گئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ! ان کا فیصلہ کرو، سعد رضی اللہ عنہ دیکھ چکے تھے کہ پہلے جن دو یہودی قبیلوں کو مدینہ سے نکل جانے کا موقعہ دیا گیا تھا وہ کس طرح سارے عرب قبائل کو بھڑکا کر مدینے پر دس بارہ ہزار کا لشکر چڑھا لائے تھے، یہ معاملہ بھی ان کے

سامنے تھا کہ اس آخری یہودی قبیلے نے عین بیرونی حملے کے موقعہ پر بدعہدی کر کے اہل مدینہ کو تباہ وبرباد کر دینے کا کیا سامان کیا تھا، چنانچہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے یہود سے پوچھا کیا تم اللہ کے عہد اور میثاق پر قائم رہو گے اور جو حکم میں کروں اس کو تسلیم کرو گے؟ انہوں کہا ہاں ہم اسے تسلیم کریں گے، سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے سبب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے منہ پھیرے ہوئے تھے، سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ نے پوچھا تو بیان کیا فیصلہ تمہاری کتاب کے مطابق کیا جائے یا ہماری کتاب قرآن کے مطابق، انہوں نے اصرار کیا کہ ہماری کتاب کے بموجب فیصلہ کیا جائے، تورات کا اس بارے میں یہ حکم ہے۔

جب کسی شہر پر حملہ کرنے کو جائے تو پہلے صلح کا پیغام دے اگر وہ صلح تسلیم کر لیں اور تیرے لئے دروازے کھول دیں تو جتنے لوگ وہاں موجود ہوں سب تیرے غلام ہو جائیں گے، لیکن اگر صلح نہ کریں تو ان کا محاصرہ کر اور جب تیرا خدا تجھ کو ان پر قبضہ دلا دے تو جس قدر مرد ہوں سب کو قتل کر دے، باقی بچے، عورتیں، جانور اور جو چیزیں شہر میں موجود ہوں سب تیرے لئے مال غنیمت ہوں گے۔ (۱)

قَالَ سَعْدٌ: فَإِنِّي أَحْكُمُ فِيهِمْ أَنْ تُقْتَلَ الرِّجَالُ، وَتُقَسَّمُ الْأَمْوَالُ، وَتُسْبَى الذَّرَارِيُّ وَالنِّسَاءُ ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِسَعْدٍ: لَقَدْ حَكَمْتَ فِيهِمْ بِحُكْمِ اللهِ مِنْ فَوْقِ سَبْعَةِ أَرْقِعَةٍ

اس حکم کے تحت سعد رضی اللہ عنہ نے فیصلہ دیا کہ جنگ کے قابل ہر مرد کو قتل کر دیا جائے، عورتوں اور بچوں کو اسیر کر لیا جائے اور ان کے اموال مسلمانوں میں تقسیم کر دیئے جائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا فیصلہ سن کر فرمایا اے سعد رضی اللہ عنہ! تم نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔ (۲)

أَنَّهُمْ حُبِسُوا فِي دَارِ بِنْتِ الْحَارِثِ فِي دَارِ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ وَيُجْمَعُ بَيْنَهُمَا بِأَنَّهُمْ جُعِلُوا فِي بَيْتَيْنِ

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے انتہائی عدل وانصاف پر مبنی فیصلے کے بعد بنو قریظہ کی عورتوں اور بچوں کو مدینہ لا کر بنو نجار میں حارث کی لڑکی کے گھر میں محبوس کر دیا گیا اور مرد قیدیوں کو اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے مکان پر قید کر دیا گیا۔ (۳)

فَحَبَسَهُمْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بالمدينة فِي دَارِ بِنْتِ الْحَارِثِ، امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مدینہ منورہ میں بنت حارث جو بنی نجار سے تھیں کے گھر میں قید کر دیا۔ (۴)

أَتَى الزُّبَيْرَ بْنَ بَاطَا الْقُرَظِيُّ، وَكَانَ يُكَنَّى أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ- وَكَانَ الزُّبَيْرُ قَدْ مَنَّ عَلَى ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ . ذَكَرَ لِي بَعْضُ وَلَدِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ كَانَ مَنَّ عَلَيْهِ يَوْمَ بُعَاثٍ، أَخَذَهُ فَجَزَّ نَاصِيَتَهُ، ثُمَّ خَلَّى سَبِيلَهُ، فَجَاءَهُ ثَابِتٌ

---

(۱) کتاب تثنیه اصحاح ۲۰ آیت ۱۰

(۲) ابن ہشام۲۳۸؍۲،زادالمعاد۱۲۱؍۳،الروض الانف۲۳۲؍۶،عیون الآثر۱۰۵؍۲،تاریخ طبری ۵۸۷؍۲،البدایة والنهاية۱۳۹؍۴،ابن سعد۳۲۳؍۳،شرح الزرقانی علی المواهب۸۳؍۳

(۳) فتح الباری ۴۱۲؍۷

(۴) عیون الآثر۱۰۶؍۲

وَهُوَ شَيْخٌ كَبِيرٌ، فَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ، هَلْ تَعْرِفُنِي؟ قَالَ: وَهَلْ يَجْهَلُ مِثْلِي مِثْلَكَ،قَالَ: إِنِّي قَدْ أَرَدْتُ أَنْ أَجْزِيَكَ بِيَدِكَ عِنْدِي، قَالَ: إِنَّ الْكَرِيمَ يَجْزِي الْكَرِيمَ،ثُمَّ أَتَى ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّهُ قَدْ كَانَتْ لِلزُّبَيْرِ عَلَيَّ مِنَّةٌ، وَقَدْ أَحْبَبْتُ أَنْ أَجْزِيَهُ بِهَا، فَهَبْ لِي دَمَهُ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هُوَ لَكَ

ان قیدیوں میں زبیر بن باطا قرظی بھی تھا جس نے زمانہ جاہلیت میں ثابت بن قیس بن شماس پر کچھ احسان کیا تھا،یعنی جنگ بعاث میں جبکہ وہ گرفتار ہو گئے تھے تب زبیر بن باطا نے ان کی پیشانی کے بال کتر کر ان کو آزاد کر دیا تھا،اب اس موقع پر وہ زبیر کے پاس آیا اور کہا اے ثابت!مجھے پہچانتے ہو؟ثابت نے کہاں مجھ جیسا آدمی تجھ جیسے شخص کو کیوں نہیں پہچانے گا،زبیر نے کہا اب میں چاہتا ہوں کہ تم مجھے پناہ دلواؤ،ثابت نے کہا اچھی بات ہے نیک آدمی نیکی کا بدلہ دیتا ہے،چنانچہ ثابت اس کے احسان کا بدلہ چکانے کے لئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گزارش کی اے اللہ کے رسول ﷺ!زبیر کا مجھ پر احسان ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اس کے احسان کا بدلہ اس کو دے دوں،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم نے اس کو تجھے بخشا۔

فَأَتَاهُ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ وَهَبَ لِي دَمَكَ، فَهُوَ لَكَ،قَالَ: شَيْخٌ كَبِيرٌ لَا أَهْلَ لَهُ وَلَا وَلَدٌ، فَمَا يَصْنَعُ بِالْحَيَاةِ؟قَالَ: فَأَتَى ثَابِتٌ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ، هَبْ لِي امْرَأَتَهُ وَوَلَدَهُ، قَالَ: هُمْ لَكَ،قَالَ: فَأَتَاهُ فَقَالَ: قَدْ وَهَبَ لِي رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلَكَ وَوَلَدَكَ، فَهُمْ لَكَ

ثابت نے زبیر سے آ کر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے تجھے پناہ دے دی ہے اور تیرا خون بخش دیا ہے،زبیر بن باطا نے کہا میں ایک بوڑھا شخص ہوں جب میرے اہل و عیال زندہ نہیں رہیں گے تو میں زندہ رہ کر کیا کروں گا؟ثابت رضی اللہ عنہ پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ!میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اس کی بیوی اور اولاد کو بھی مجھے عنایت فرما دیں،آپ ﷺ نے فرمایا ان کو بھی تمہیں بخشا، ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نے زبیر بن باطا سے آ کر کہا رسول اللہ ﷺ نے تمہیں اور تمہارے اہل و عیال کو میرے لئے ہبہ کر دیا ہے اور میں ان سب کو تمہارے حوالے کرتا ہوں یعنی اب تم بیوی بچوں سمیت آزاد ہو۔

فو الله مَا فِي الْعَيْشِ بَعْدَ هَؤُلَاءِ مِنْ خَيْرٍ، فَمَا أَنَا بِصَابِرٍ لِلَّهِ فَتْلَةَ دَلْوٍ نَاضِحٍ حَتَّى أَلْقَى الْأَحِبَّةَ. فَقَدَّمَهُ ثَابِتٌ، فَضُرِبَ عُنُقُهُ

لیکن جب زبیر بن باطا کو علم ہوا کہ اس کی تمام قوم قتل کر دی گئی ہے تو اس نے زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا اے ثابت! دوستوں کے بغیر کوئی زندگی نہیں پس تو مجھے بھی اپنے دوستوں کے پاس پہنچا دو چنانچہ اس کی خواہش کے مطابق اس کے لڑکے عبدالرحمان بن زبیر کو چھوڑ کر باقی سب کی گردن مار کر انہیں ان کے دوستوں کے پاس پہنچا دیا گیا۔عبدالرحمٰن بعد میں مسلمان ہو گیا تھا۔ [1]

أَنَّ سَلْمَى بِنْتَ قَيْسٍ، أُمَّ الْمُنْذِرِ، أُخْتَ سليط بن أُخْتِ سُلَيْطِ بْنِ قَيْسٍ وَكَانَتْ إِحْدَى خَالَاتِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى

[1] ابن ہشام۲۴۰؍۲، الروض الانف۲۳۸؍۶،عیون الآثر۱۰۷؍۲،تاریخ طبری۵۹۰؍۲

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَدْ صَلَّتْ مَعَهُ الْقِبْلَتَيْنِ، وَبَايَعَتْهُ بَيْعَةَ النِّسَاءِ سَأَلَتْهُ رِفَاعَةَ بْنَ سَمَوْأَلَ الْقُرَظِيَّ، وَكَانَ رَجُلًا قَدْ بَلَغَ، فَلَاذَ بِهَا، وَكَانَ يَعْرِفُهُمْ قَبْلَ ذٰلِكَ، فَقَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللهِ، بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، هَبْ لِي رِفَاعَةَ، فَإِنَّهُ قَدْ زَعَمَ أَنَّهُ سَيُصَلِّي وَيَأْكُلُ لَحْمَ الْجَمَلِ، قَالَ:فَوَهَبَهُ لَهَا، فَاسْتَحْيَتْهُ

سلمیٰ بنت قیس منذر کی ماں جو رسول اللہ ﷺ کی خالہ بنی عدی بن نجار میں سے تھیں اور انہوں نے دونوں قبلوں کی طرف رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تھی اور آپ ﷺ سے بیعت کی تھی انہوں نے آپ ﷺ سے رفاعہ بن شموئیل قرظی کی جان بخشی کا سوال کیا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں رفاعہ کو مجھے بخش دیجئے وہ کہتا ہے میں نماز پڑھوں گا اور اونٹ کا گوشت کھاؤں گا، رسول اللہ ﷺ نے اسے ان کو بخش دیا بعد میں رفاعہ بھی مسلمان ہو گیا۔ (1)

ثُمَّ خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى سُوقِ الْمَدِينَةِ، الَّتِي هِيَ سُوقُهَا الْيَوْمَ، فَخَنْدَقَ بِهَا خَنَادِقَ، ثُمَّ بَعَثَ إِلَيْهِمْ، فَضَرَبَ أَعْنَاقَهُمْ فِي تِلْكَ الْخَنَادِقِ ، يُخْرَجُ بِهِمْ إِلَيْهِ أَرْسَالًا

باقی قیدیوں کو انجام تک پہنچانے کے لئے رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ کے بازار میں تشریف لائے اور وہاں ایک طرف چند گھڑے کھودے گئے اور دو، دو چار، چار کی ٹولی کی شکل میں انہیں وہاں لے جا کر ان کی گردنیں مار دی گئیں۔

فَقَالُوا لِكَعْبِ بْنِ أَسَدٍ: مَا تَرَى مُحَمَّدًا مَا يَصْنَعُ بنا؟قال: ما يسوؤكم وما ينوؤكم، وَيْلَكُمْ! عَلَى كُلِّ حَالٍ لَا تَعْقِلُونَ! أَلَا تَرَوْنَ أَنَّ الدَّاعِيَ لَا يَنْزِعُ، وَأَنَّهُ مَنْ ذَهَبَ مِنْكُمْ لَا يَرْجِعُ؟هُوَ وَاللهِ السَّيْفُ،فَلَمْ يَزَلْ ذَلِكَ الدَّأْبُ حَتَّى فَرَغَ مِنْهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ الَّذِينَ يَلُونَ قَتْلَهُمْ عَلِيّ وَالزُّبَيْرُ

جب سزا کی کاروائی شروع ہوئی تو باقی ماندہ قیدیوں نے کعب بن اسد سے پوچھا کہ آپ کا کیا خیال ہے محمد ﷺ ہمارے ساتھ کیا سلوک کریں گے؟ اس نے جھنجلا کر جواب دیا ہر جگہ تمہاری دیت قبول نہ کی جائے گی کیا تم لوگ کچھ بھی سمجھ بوجھ نہیں رکھتے؟ کیا تم نہیں دیکھتے کہ پکارنے والا رک نہیں رہا ہے اور جانے والے پلٹ کر نہیں آ رہے؟ اللہ کی قسم انہیں قتل کیا جا رہا ہے، بہرحال بنو قریظہ کے سردار کعب بن اسد قرظی سمیت چار سو یہود کی گردنیں ماردی گئیں اور وہ اپنی کرنی کے پھل میں اپنے انجام کو پہنچے، بنو قریظہ کے قتل کا کام سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب اور زبیر رضی اللہ عنہ بن عوام کے سپرد تھا، ان لوگوں کے قتل کے وقت ان کی عورتیں دھاڑیں مار مار کر رونے لگیں، انہوں نے اپنے گریبان چاک کر ڈالے، اپنی چوٹیوں کو کھول کر بالوں کو بکھیر لیا اور اپنے منہ پیٹ لئے، مدینہ شہر میں ان کی آہ و بکا سے ایک حشر برپا تھا،

ثُمَّ أُتِيَ بِحُيَيِّ بْنِ أَخْطَبَ مَجْمُوعَةٍ يَدَاهُ إِلَى عُنُقِهِ، عَلَيْهِ حُلَّةٌ شَقْحِيَّةٌ قَدْ لَبِسَهَا لِلْقَتْلِ، ثُمَّ عَمَدَ إِلَيْهَا فَشَقَّهَا أُنْمُلَةً لِئَلَّا يَسْلُبَهُ إِيَّاهَا أَحَدٌ،فَلَمَّا نَظَرَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،قَالَ:أَمَا وَاللَّهِ مَا لُمْتُ نَفْسِي فِي عَدَاوَتِكَ، وَلَكِنَّهُ مَنْ يَخْذُلُ اللهَ يُخْذَل،ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ،فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّهُ لَا بَأْسَ بِأَمْرِ اللهِ، كِتَابٌ وَقَدَرٌ وَمَلْحَمَةٌ كَتَبَهَا اللهُ عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ، ثُمَّ جَلَسَ فَضُرِبَتْ عُنُقُهُ

---

(1) ابن ہشام ۲/۲۴۳

جب سب سے بڑے مجرم سردار قبیلہ حیی بن اخطب کو قتل گاہ لایا گیا اس وقت اس کے دونوں ہاتھ گردن کے پیچھے رسی سے اکٹھے بندھے ہوئے تھے اور اس وقت اس نے جو گلابی رنگ کا جو لباس پہن رکھا تھا اسے ہر جانب سے کچھ پھاڑ رکھا تھا تاکہ اس کے لباس کو کوئی استعمال نہ کر سکے، جب اس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو مخاطب ہو کر کہا اللہ کی قسم! میرے دل میں آپ کے خلاف جو بغض وعداوت ہے اس پر میں اپنے نفس کو ملامت نہیں کرتا لیکن حق وسچ یہ ہے کہ جس کی اللہ مدد نہ کرے اس کا کوئی مددگار نہیں ہوتا، پھر موجود لوگوں کو مخاطب ہو کر بولا لوگو! اللہ کے فیصلے میں کوئی حرج نہیں، اللہ نے بنی اسرائیل کے لئے جو سزا مقدر کی تھی اور جو مصیبت لکھ دی تھی وہ پوری ہوئی، اس کے بعد نیچے بیٹھ گیا اور اس کی گردن ماردی گئی۔ (۱)

وَسَمَّاهَا نُبَاتَةَ امْرَأَةَ الْحَكَمِ الْقُرَظِيِّ، هِيَ الَّتِي طَرَحَتِ الرَّحَا عَلَى خَلَّادِ بْنِ سُوَيْدٍ فَقَتَلَتْهُ، يَعْنِي فَقَتَلَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِ

ان تمام مردوں کے ساتھ نباتہ نامی ایک عورت کو جو حکم قرظی کی بیوی تھی، جس نے اپنے شوہر کے اشارے پر کوٹھے سے چکی کا پاٹ گرا کر خلاد بن سوید رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا قصاص میں قتل کر دیا گیا۔ (۲)

فَقَالَ النَّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَهُ أَجْرُ شَهِيدَيْنِ!

رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا ان کو دو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ (۳)

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَمْ يُقْتَلْ مِنْ نِسَائِهِمْ إِلَّا امْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ، وَاللَّهِ إِنَّهَا لعندي تحدّث مَعِي، وَتَضْحَكُ ظَهْرًا وَبَطْنًا، وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْتُلُ رِجَالَهَا فِي السُّوقِ ، إِذْ هَتَفَ هَاتِفٌ بِاسْمِهَا: أَيْنَ فُلَانَةُ؟ قَالَتْ: أَنَا وَاللهِ قَالَتْ: قُلْتُ لَهَا: وَيلك، مَالك؟قَالَتْ: أُقْتَلُ،قُلْتُ: وَلِمَ؟قَالَتْ: لِحَدَثٍ أَحْدَثْتُهُ، قَالَتْ: فَانْطَلَقَ بِهَا، فَضُرِبَتْ عُنُقُهَا فَكَانَتْ عَائِشَة تَقول: فو الله مَا أَنْسَى عَجَبًا مِنْهَا، طِيبَ نَفْسِهَا، وَكَثْرَةَ ضَحِكِهَا، وَقَدْ عَرَفَتْ أَنَّهَا تُقْتَلُ

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں بنی قریظہ کی عورتوں میں سے ایک عورت کے سوا اور کوئی عورت قتل نہیں کی گئی، اللہ کی قسم! وہ عورت میرے پاس ہنستی ہنساتی باتیں کر رہی تھی کہ اور رسول اللہ ﷺ بازار میں ان کے مردوں کو قتل کرا رہے تھے (اور وہ باہوش وحواس مجرموں کو پکارنے کی صدا سن رہی تھی) کہ کسی شخص نے اس عورت کا نام لیکر پکارا کہ فلاں کہاں ہے؟ اس نے کہا میں حاضر ہوں، عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے کہا تجھ پر تعجب ہے یہ تجھے کیا ہو گیا؟ اس نے (جرات و دلیری سے) کہا مجھے قتل کیا جائے گا، میں نے کہا کیوں؟ کہا میں نے ایک جرم کیا تھا اس کی پاداش میں قتل کی جاؤں گی، فرماتی ہیں پس اسے میرے پاس سے لے جا کر اس کی گردن اڑا دی گئی، مزید فرماتی ہیں

(۱) ابن ہشام ۲۳۹؍۲، الروض الانف ۲۳۵؍۶،عیون الآثر ۱۰۶؍۲،تاریخ طبری ۵۸۸؍۲، البدایۃ والنہایۃ ۱۴۲؍۴،مغازی واقدی ۵۱۰؍۲

(۲) البدایۃ والنہایۃ ۱۴۴؍۴،السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ۲۴۲؍۳

(۳) مغازی واقدی ۵۲۹؍۲

کہ میں یہ حیرت انگیز منظر کبھی نہ بھلا سکوں گی کہ اسے اپنا قتل ہونا معلوم تھا پھر بھی وہ خوش مزاجی سے ہنسی خوشی سے باتیں کر رہی تھی۔ [1]

وعن عائشة رضی الله عنها قالت لم يقتل من نساء بنی قريظة الا امرأة واحدة وانها كانت عندی تتحدّث معی وتضحك ظهرا وبطنا ورَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقتل رجالهم فی السوق اذ هتف هاتف باسمها اين فلانة،قالت أنا والله ، قلت لها ويلك مالك قالت أقتل قلت ولم ولا تقتل امرأة

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک روایت میں ہے بنی قریظہ میں سے ایک صرف ایک عورت کو قتل کیا گیا وہ میرے پاس بیٹھی ہوئی ہنس رہی تھی جبکہ بازار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو قریظہ کے مردوں کو قتل کر رہے تھے اتنے میں کسی نے باہر سے آواز دی کہ فلاں عورت کہاں ہے؟ وہ عورت بولی میں یہاں ہوں وہ عورت اسی طرح ہنستی کھلکھلاتی اٹھی اور کہا کہ مجھے قتل کرنے کے لیے بلاتے ہیں، میں نے کہا عورتوں کے قتل کرنے کا دستور تو نہیں ہے تجھے کس لیے قتل کیا جا رہا ہے؟

انی كنت زوجة رجل من بنی قريظة وكان بينی وبين زوجی كأشد ما يتحاب الزوجان فلما اشتدّ أمر المحاصرة قلت لزوجی يا حسرتی على أيام الوصال كادت أن تنقضی وتتبدل بليالی الفراق وما أصنع بالحياة بعدك قال زوجی والله لقد غلب علينا محمد سيقتل الرجال ويسبی النساء والذراری فان كنت صادقة فی دعوی المحبة فتعالی فان جماعة من المسلمين جالسون فی ظل حصن الزبير بن باطا فألقی عليهم حجر الرحا لعله يصيب واحدا منهم فيقتله فان ظفروا بنا يقتلونك بذلك ففعلت كذلك فهربت تلك الجماعة وأصاب الحجر خلاد بن سويد فقتل فالآن يطلبوننی للقصاص

اس نے کہا میں بنو قریظہ کے ایک مرد کی بیوی ہوں، میرے شوہر کو مجھ سے کمال درجے کی محبت تھی اثنائے محاصرہ میں ایک دن اس نے مجھ سے کہا کہ مسلمان ہم پر قابو پائیں گے تو مردوں کو قتل اور عورتوں کو لونڈیاں بنا لیں گے۔ میں نے اس سے کہا کہ تیری جدائی میں برداشت نہ کر سکوں گی میرا شوہر بولا اگر تو اپنی محبت میں سچی ہے تو یوں کر کہ چکی کا پاٹ ان مسلمانوں کے سر پر گرا دے جو قلعہ کی دیوار کے نیچے بیٹھے ہیں ان میں سے کوئی مر گیا تو مسلمان اس کے قصاص میں تجھے قتل کر دیں گے اور تو مجھ سے آن ملے گی، میں نے ایسا ہی کیا اور ایک مسلمان مر گیا اسی کے قصاص میں مجھے قتل کے لیے بلاتے ہیں

فكانت عائشة تقول ما أنسی عجبا منها طيب نفس وكثرة ضحك وقد عرفت أنها تقتل

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مدت گزر گئی لیکن اس عورت کا قتل کے لیے کھلکھلاتے جانا مجھے نہیں بھولتا۔ [2]

عَطِيَّةُ الْقُرَظِيُّ، قَالَ:كُنْتُ مِنْ سَبْيِ بَنِي قُرَيْظَةَفَكَانُوا يَنْظُرُونَ، فَمَنْ أَنْبَتَ الشَّعْرَ قُتِلَ، وَمَنْ لَمْ يُنْبِتْ لَمْ يُقْتَلْ

---

[1] سنن ابوداود كتاب الجهادبَابٌ فِي قَتْلِ النِّسَاءِ ۲۶۷۱،ابن ہشام ۲،۲۴۲،الروض الانف ۶،۲۳۶،عیون الآثر ۲،۱۰۶،تاریخ طبری ۲،۵۸۹،البداية والنهاية ۴،۱۴۴

[2] تاريخ الخميس في أحوال أنفس النفيس ۱،۴۹۸

عطیہ قرظی کا بیان ہے میں بنو قریظہ کے قیدیوں میں سے تھا چنانچہ مسلمانوں نے دیکھنا شروع کیا یعنی جس جس کے (زیر ناف) بال اگ آئے تھے اسے قتل کر دیا گیا اور جس کے نہیں اگے تھے اسے قتل نہیں کیا گیا چنانچہ میں ان میں سے تھا جن کے بال نہیں اگے تھے۔[1]

اس طرح اس کاروائی کے بعد مدینہ منورہ سے چار سو یا چھ سو یا سات سو خطرناک زہریلے سانپوں کا خاتمہ ہو گیا جو ہر وقت مسلمانوں کو ڈسنے کے لئے بے قرار و بے چین تھے۔

مال غنیمت :

وجمع أمتعتهم وما وجد فِي حصونهم مِن الحلقة والأثاث والثياب وُجِدَ فِيهَا أَلْفُ وَخَمْسُمِائَةِ سَيْفٍ، وَثَلَاثُمِائَةِ دِرْعٍ، وَأَلْفَا رُمْحٍ، وَأَلْفُ وَخَمْسُمِائَةِ تُرْسٍ وَحَجَفَةٍ. وَأَخْرَجُوا أَثَاثًا كَثِيرًا، وَآنِيَةً كَثِيرَةً، وَوَجَدُوا خَمْرًا وَجِرَارَ سَكَرٍ، فَهُرِيقَ ذَلِكَ كُلُّهُ وَلَمْ يُخَمَّسْ. وَوَجَدُوا مِنْ الْجِمَالِ النَّوَاضِحِ عِدَّةً، وَمِنْ الْمَاشِيَةِ كثيرة

رسول اللہ ﷺ نے بنو قریظہ کے اموال جمع کرنے کا حکم فرمایا چنانچہ بنو قریظہ کے قلعوں سے پندرہ سو تلواریں، تین سو زرہیں، دو ہزار تیر نیزے اور پانچ سو مختلف قسم کی ڈھالیں، بہت سا دوسرا ساز و سامان، کثیر تعداد میں برتن، شراب اور شراب کے مٹکے تھے جو سب بہا دیئے گئے، اس کا خمس نہیں نکالا گیا، کھیتوں کو سیراب کرنے والے اونٹ، بہت سے مویشی اور بکریاں ہاتھ لگے۔[2]

فَكَانَتْ السِّهْمَانُ عَلَى ثَلَاثَةِ آلَافٍ وَاثْنَيْنِ وَسَبْعِينَ سَهْمًا، لِلْفَرَسِ سَهْمَانِ وَلِصَاحِبِهِ سَهْمٌ

تمام مال غنیمت کے تین ہزار بہتر حصے ہوئے آپ ﷺ نے تمام اموال کو خمس نکال کر پیدل و شہسوار مجاہدین میں تقسیم کر دیا، گھوڑ سوار مجاہد کو تین حصے دیئے گئے دو حصے گھوڑے کے لئے اور ایک حصہ سوار کے لئے، اور پیدل مجاہد کو ایک حصہ دیا گیا۔[3]

ریحانہ بنت عمرو:

وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اصْطَفَى لِنَفْسِهِ مِنْ نِسَائِهِمْ رَيْحَانَةَ بِنْتَ عَمْرِو بْنِ خُنَافَةَ ، إحْدَى نِسَاءِ بَنِي عَمْرِو بْنِ قُرَيْظَةَ ، وَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَضَ عَلَيْهَا أَنْ يَتَزَوَّجَهَا، وَيَضْرِبَ عَلَيْهَا الْحِجَابَ، فَقَالَتْ:يَا رَسُولَ اللهِ، بَلْ تَتْرُكُنِي فِي مِلْكِكَ، فَهُوَ أَخَفُّ عَلَيَّ وَعَلَيْكَ، فَتَرَكَهَا،وَقَدْ كَانَتْ حِينَ سَبَاهَا قَدْ تَعَصَّتْ بِالْإِسْلَامِ، وَأَبَتْ إلَّا الْيَهُودِيَّةَ،فَعَزَلَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَوَجَدَ فِي نَفْسِهِ لِذَلِكَ مِنْ أَمْرِهَا، فَبَيْنَا هُوَ مَعَ أَصْحَابِهِ، إذْ سَمِعَ وَقْعَ نَعْلَيْنِ خَلْفَهُ، فَقَالَ: إنَّ هَذَا لَثَعْلَبَةَ بْنِ سَعْيَةَ يُبَشِّرُنِي بِإِسْلَامِ رَيْحَانَةَ، فَجَاءَهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ

[1] سنن ابوداودکتاب الحدودبَابٌ فِي الْغُلَامِ يُصِيبُ الْحَدَّ ۴۴۰۵،۴۴۰۴،جامع ترمذی کتاب السیربَابُ مَا جَاءَ فِي النُّزُولِ عَلَى الحُكْمِ ۱۵۸۴،سنن نسائی کتاب الطلاق بَابُ مَتَى يَقَعُ طَلَاقُ الصَّبِيِّ ۳۴۶۰،سنن ابن ماجه کتاب الحدودبَابُ مَنْ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْحَدُّ ۲۵۴۲

[2] ابن سعد۲،۵۷،مغازی واقدی ۵۱۰،۲

[3] ابن سعد۵۸،۲،مغازی واقدی۵۲۲،۲

اللهِ، قَدْ أَسْلَمَتْ رَيْحَانَةُ، فَسَرَّهُ ذَلِكَ مِنْ أَمْرِهَا

رسول اللہ ﷺ نے بنو قریظہ کی قیدی عورتوں میں سے ریحانہ بنت عمرو بن خنافہ کو اپنے لئے منتخب فرمایا، رسول اللہ ﷺ نے ان کے سامنے تجویز رکھی کہ تم مجھ سے شادی کرلو اور پردہ میں داخل ہوجاؤ، لیکن انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! عقد سے بہتر ہے کہ آپ مجھے اپنی ملک ہی میں رکھیں کہ یہ بات میرے اور آپ کے ہر

دو کے لئے خفیف وسہل ہے، پس آپ نے انہیں ان کے حال پر رہنے دیا، جب رسول اللہ ﷺ نے ریحانہ سے اسلام کی بات کی تو اس نے اسلام لانے سے انکار اور یہودیت پر اصرار کیا، رسول اللہ ﷺ نے ان سے علیحدگی اختیار کی مگر ان کے اس انکار اور اصرار کی کھٹک آپ ﷺ کے دل میں برابر باقی تھی، پھر رسول اللہ ﷺ ایک روز اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ آپ ﷺ کو جوتوں کی آہٹ آئی، فرمایا یہ ثعلبہ بن سعیہ ریحانہ کے اسلام لانے کی خوش خبری لے کر آرہے ہیں کہ اتنے میں ثعلبہ آئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! ریحانہ نے اسلام قبول کرلیا ہے، سید الامم ﷺ اس بات سے بہت خوش ہوئے۔ [۱]

فَكَانَتْ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تُوُفِّيَ

اور ابن اسحاق کے مطابق وہ آپ کی وفات تک آپ کی ملکیت میں رہیں۔ [۲]

لیکن ایک روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے چھ ہجری میں انہیں آزاد کر کے شادی کرلی تھی،

وماتت مرجعه من الحج، ودفنها بالبقيع.

جب آپ حجۃ الوداع سے واپس تشریف لائے تو ان کا انتقال ہوگیا اور آپ ﷺ نے انہیں بقیع میں دفن کیا۔ [۳]

وَاسْتَسَرَّ رَيْحَانَةَ مِنْ بَنِي قُرَيْظَةَ ثُمَّ أَعْتَقَهَا فَلَحِقَتْ بِأَهْلِهَا وَاحْتَجَبَتْ وَهِيَ عِنْدَ أَهْلِهَا

حافظ ابن مندہ رحمہ اللہ نے لکھا ہے ریحانہ کو گرفتار کیا اور پھر آزاد کر دیا گیا تو وہ اپنے خاندان میں چلی گئیں اور پردہ نشین ہو کر رہیں۔ [۴]

عَنْ جَابِرٍ، أَنَّهُ قَالَ:وَكَانُوا أَرْبَعَ مِائَةٍ

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قیدی عورتوں اور بچوں کی تعداد چار سو تھی۔ [۵] انہیں بنو عبدالاشہل کے بھائی سعد بن زید رضی اللہ عنہ انصاری کی زیر نگرانی فروخت کے لئے نجد اور شام بھیج دیا گیا اور ان سے حاصل ہونے والی رقم سے مسلمانوں کے لئے گھوڑے اور اسلحہ خرید اگیا۔

ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی توبہ کی قبولیت:

أَقَامَ أَبُو لُبَابَةَ مُرْتَبِطًا بِالْجِذْعِ سِتَّ لَيَالٍ تَأْتِيهِ امْرَأَتُهُ فِي كُلِّ وَقْتِ صَلَاةٍ، فَتَحُلُّهُ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ يَعُودُ فَيَرْتَبِطُ بِالْجِذْعِ،أَنَّ

[۱] ابن ہشام ۲۴۴/۲،الروض الانف ۲۴۲/۶،تاریخ طبری ۵۹۲/۲

[۲] ابن ہشام ۲۴۴/۲

[۳] الاصابة فی تمیز الصحابة ۱۴۶/۸

[۴] معرفة الصحابة لابن منده ۹۸۰/۱،معرفة الصحابة لابی نعیم ۳۲۰۴/۶،البداية والنهاية ۳۲۱/۵، السيرة النبوية لابن كثير ۵۹۳/۴

[۵] جامع ترمذی أَبْوَابُ السِّيَرِ بَابُ مَا جَاءَ فِي النُّزُولِ عَلَى الحُكْمِ ۱۵۸۲،صحیح ابن حبان ۴۷۸۴

تَوْبَةَ أَبِي لُبَابَةَ نَزَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ السَّحَرِ ، وَهُوَ فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ،فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ:فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ السَّحَرِ وَهُوَ يَضْحَكُ،قَالَتْ: فَقُلْتُ: مِمَّ تَضْحَكُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ أَضْحَكَ اللهُ سِنَّكَ،قَالَ: تِيبَ عَلَى أَبِي لُبَابَةَ، قَالَتْ: قُلْتُ: أَفَلَا أُبَشِّرُهُ يَا رَسُولَ اللهِ؟قَالَ: بَلَى، إِنْ شِئْتِ، فَقَامَتْ عَلَى بَابِ حُجْرَتِهَا وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ يُضْرَبَ عَلَيْهِنَّ الْحِجَابُ، فَقَالَتْ: يَا أَبَا لُبَابَةَ، أَبْشِرْ فَقَدْ تَابَ اللهُ عَلَيْكَ،قَالَتْ : فَثَارَ النَّاسُ إِلَيْهِ لِيُطْلِقُوهُ فَقَالَ: لَا وَاللَّهِ حَتَّى يَكُونَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الَّذِي يُطْلِقُنِي بِيَدِهِ،فَلَمَّا مَرَّ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَارِجًا إِلَى صَلَاةِ الصُّبْحِ أَطْلَقَهُ

ابولبابہ رضی اللہ عنہ چھ روز تک مسجد کے ستون سے بندھے رہے جب نماز یا قضاحاجت کا وقت ہوتا تو ان کی بیوی انہیں کھول دیتی تھیں اور نماز کے بعد پھر دوبارہ ان کو باندھ دیتی تھیں،وہ نہ کچھ کھاتے تھے نہ کچھ پیتے تھے،اور کہتے تھے کہ اسی طرح بندھا رہوں گا حتی کہ مرجاؤں یا اللہ عزوجل میری توبہ قبول فرمالے،ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی توبہ کا فرمان سحر کے وقت نازل ہوا اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے،ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کس بات پر ہنستے ہیں؟اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ ہنستا رکھے،فرمایا ابولبابہ کی توبہ قبول ہوگئی،ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کیا کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم!میں جاکر ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو ئی خوش خبری پہنچادوں؟رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں اختیار ہے،پس ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے حجرہ کے دروازہ پر کھڑے ہوکر آواز دی،اور یہ اس وقت کی بات ہے جب عورتوں پر پردہ عائد نہیں ہوا تھا،اے ابولبابہ رضی اللہ عنہ!تم کو خوش خبری ہو کہ تمہاری توبہ اللہ تعالیٰ نے قبول کرلی ہے،لوگ دوڑ پڑے کہ ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو ستون سے کھول دیں مگر ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو منع کردیا کہ کوئی مجھے ہاتھ نہ لگائے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے خود اپنے دست مبارک سے کھولیں گے جب میں کھلوں گا،چنانچہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کے لئے باہر تشریف لائے تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو ستون سے کھولا۔[1]

اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

وَ اٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّ اٰخَرَ سَيِّئًا ؕ عَسَى اللّٰهُ

اور کچھ لوگ ہیں جو اپنی خطا کے اقراری ہیں،جنہوں نے ملے جلے عمل کئے تھے کچھ بھلے اور کچھ برے،اللہ سے امید ہے

اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۰۲﴾ (التوبۃ۱۰۲)

کہ ان کی توبہ قبول فرمائے،بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والا بڑی رحمت والا ہے۔

جب بنو قریظہ کا قصہ تمام ہو چکا تو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا زخم جو سینہ کے اوپر والی جانب گڑھے پر تھا پھر پھوٹ پڑا اور خون بہہ نکلا

[1] ابن ہشام۲۳۶،۲،مغازی واقدی ۵۰۸،۲،الروض الانف ۲۲۸،۶،عیون الآثر ۱۰۳،۲،تاریخ طبری ۵۸۵،۲،شرح الزرقانی علی المواھب۷۹،۳،دلائل النبوۃ للبیہقی ۱۶،۴

وَفِي المَسْجِدِ خَيْمَةٌ مِنْ بَنِي غِفَارٍ، إِلَّا الدَّمُ يَسِيلُ إِلَيْهِمْ، يَا أَهْلَ الخَيْمَةِ، مَا هَذَا الَّذِي يَأْتِينَا مِنْ قِبَلِكُمْ؟ فَإِذَا سَعْدٌ يَغْذُو جُرْحُهُ دَمًا، فَمَاتَ مِنْهَا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

مسجد میں بنوغفار کا بھی خیمہ تھا جب انہوں نے خون آتا دیکھا تو کہنے لگے اے اہل خیمہ! تمہاری طرف سے یہ خون ہماری طرف بہہ کر آرہا ہے، جب ادھر جا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ سعد رضی اللہ عنہ کے زخم سے خون بہہ رہا ہے جس کے نتیجے میں آپ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تھے (۱)

عَنْ ابْنِ عَبّاسٍ، قَالَ:لَمَّا انْفَجَرَتْ يَدُ سَعْدٍ بِالدَّمِ قَامَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاعْتَنَقَهُ وَالدَّمُ يَنْفَحُ فِي وَجْهِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِحْيَتِهِ، لا يُرِيدُ أَحَدٌ أَنْ يَقِيَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - الدَّمَ إِلا ازْدَادَ مِنْهُ رَسُولُ اللهِ قُرْبًا حَتَّى قَضَى

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جب سعد رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کا خون بہنے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر ان کی طرف گئے انہیں گلے سے لگایا حالانکہ خون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ اور داڑھی پر بہہ رہا تھا، جس قدر زیادہ کوئی شخص آپ رضی اللہ عنہ کو خون سے بچانا چاہتا تھا اسی قدر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے قریب ہوتے جاتے تھے یہاں تک کہ وہ قضا کر گئے۔ (۲)

عَنْ رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِقَالَ:لَمَّا قَضَى سَعْدٌ فِي بَنِي قُرَيْظَةَ ثُمَّ رَجَعَ انْفَجَرَ جُرْحُهُ،فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَاهُ فَأَخَذَ رَأْسَهُ فَوَضَعَهُ فِي حِجْرِهِ وَسُجِّيَ بِثَوْبٍ أَبْيَضَ، إِذَا مُدَّ عَلَى وَجْهِهِ خَرَجَتْ رِجْلاهُ. وَكَانَ رَجُلا أَبْيَضَ جَسِيمًافَقَالَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللهُمَّ إِنَّ سَعْدًا قَدْ جَاهَدَ فِي سَبِيلِكَ وَصَدَّقَ رَسُولَكَ وَقَضَى الَّذِي عَلَيْهِ فَتَقَبَّلْ رُوحَهُ بِخَيْرِ مَا تَقَبَّلْتَ بِهِ رُوحًافَلَمَّا سَمِعَ سَعْدٌ كَلامَ رَسُولِ اللهِ فَتَحَ عَيْنَيْهِ ثُمَّ قَالَ: السَّلامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ. أَمَا إِنِّي أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللهِ،

ایک انصاری سے مروی ہے جب سعد رضی اللہ عنہ نے بنی قریظہ کا فیصلہ کر دیا اور واپس آئے تو ان کا زخم پھٹ گیا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آئے، ان کا سر اٹھا کر اپنی آغوش میں رکھ لیا اور انہیں سفید چادر سے ڈھانک دیا گیا جب وہ ان کے چہرے پر کھینچ دی گئی تو ان کے پاؤں کھل گئے وہ گورے موٹے تازے آدمی تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اے اللہ! سعد رضی اللہ عنہ نے تیری راہ میں جہاد کیا، تیرے رسول کی تصدیق کی اور جو ان کے ذمہ تھا اور حقوق اسلام کو ادا کر دیا اے اللہ! اس کی روح ساتھ ویسا ہی معاملہ کر جیسا کہ اپنے دوستوں کے روح کے ساتھ کرتا ہے، سعد رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سنا تو اپنی آنکھیں کھول دیں اور کہا السلام علیکم اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ (۳)

یہ کہہ کر اپنا سر زانوائے مبارک سے علیحدہ کر لیا۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مسجد سے ان کے گھر منتقل کرا دیا جہاں انہوں نے چند لمحوں

(۱) صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ مَرْجِعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الأَحْزَابِ، وَمَخْرَجِهِ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ وَمُحَاصَرَتِهِ إِيَّاهُم۴۱۲۲

(۲) مغازی واقدی۵۲۶/۲

(۳) ابن سعد۳۲۶/۳

کے بعد وفات پائی۔سعد رضی اللہ عنہ کی وفات پر مدینہ منورہ میں کہرام مچ گیا جس نے سناسر پکڑ کر بیٹھ گیا یہاں تک کہ بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم کو اپنے آپ پر قابو نہ رہا اور وہ بے اختیار رونے لگے۔

قالت عائشة: فَحَضَرَهُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، فو الذى نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، إِنِّي لأَعْرِفُ بُكَاءَ أَبِي بَكْرٍ مِنْ بُكَاءِ عُمَرَ وَإِنِّي لَفِي حُجْرَتِي قَالَتْ: وَكَانُوا كَمَا قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کی مزاج پرسی کے لئے تشریف لے گئے تھے اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی گئے تھے، میں اپنے حجرے میں تھی کہ میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو روتے ہوئے سنا اور پھر ان کے رونے سے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے رونے کی آواز سنی، یہ رقت ان پر اس لیے طاری ہوئی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق ایک دوسرے کے ساتھ بہت ہی رحیم اور شفیق تھے۔ (١)

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ،سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: اهْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمَنِ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی موت پر عرش ہل گیا۔ (٢)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ نَزَلَ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ مَا وَطِئُوا الْأَرْضَ قَبْلَهَا

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ کی موت پر ستر ہزار فرشتے جو اس سے قبل آسمان سے نازل نہیں ہوئے تھے ان کی نماز جنازہ میں شریک ہوئے۔ (٣)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ:لَمَّا حُمِلَتْ جَنَازَةُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ قَالَ الْمُنَافِقُونَ: مَا أَخَفَّ جَنَازَتَهُ، وَذَلِكَ لِحُكْمِهِ فِي بَنِي قُرَيْظَةَ، فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّ الْمَلَائِكَةَ كَانَتْ تَحْمِلُهُ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سعد رضی اللہ عنہ جسیم شخص تھے لیکن جب منافقوں نے ان کی میت اٹھائی تو کہا ہم نے اس سے قبل ان سے ہلکا جنازہ نہیں اٹھایا، اور یہ طعن انہوں نے اس لئے کیا کہ سعد رضی اللہ عنہ نے بنی قریظہ کے قتل کا فیصلہ کیا تھا اس پر لوگ کہنے لگے یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنی تو فرمایا کہ ان کے جنازہ کو تمہارے علاوہ ملائکہ اٹھائے ہوئے ہیں۔ (٤)

جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: وَجَنَازَةُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ: اهْتَزَّ

---

(١) تاریخ طبری ٢،٥٩٢

(٢) صحیح بخاری کتاب مناقب الانصاربَابُ مَنَاقِبِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ٣٨٠٣،صحیح ابن حبان ٧٠٣١، البدایة والنهایة٤،١٤٧،السیرة النبویة لابن کثیر ٣،٢٤٧

(٣) البدایة والنهایة٤،١٤٨،السیرة النبویة لابن کثیر٣،٢٤٦

(٤) جامع ترمذی ابواب المناقب بَابُ مَنَاقِبِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ٣٨٤٩،البدایة والنهایة٤،١٤٨

لَهُ عَرْشُ الرَّحْمَنِ.

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا جنازہ ان کے آگے تھا کہ جب ان کی روح مبارک وہاں پہنچی تو مارے خوشی کے رحمٰن کا عرش ہل گیا۔ (١)

فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَاسْتَبْشَرَ بِهِ أَهْلُهَا

ایک روایت میں ہے آسمان کے سارے دروازے ان کے لئے کھول دیئے گئے اور آسمانوں کے فرشتے ان کی روح کے چڑھنے سے خوش ہوئے۔ (٢)

الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ قَالَ: اهْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمَنِ فَرَحًا بِرُوحِهِ

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ کی موت پر اللہ کا عرش ہل گیا اور آسمانوں کے فرشتے ان کی روح کے چڑھنے سے خوش ہوئے۔ (٣)

سعد رضی اللہ عنہ کے غسل میں کثیر التعداد فرشتے بھی شامل ہوئے،

وَحَضَرَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُغْسَلُ فَقَبَضَ رُكْبَتَهُ فقال رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:دَخَلَ مَلَكٌ فَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَكَانٌ فَأَوْسَعْتُ لَهُ

جس وقت سعد رضی اللہ عنہ کو غسل دیا جا رہا تھا اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں موجود تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا گھٹنہ سمیٹ لیا اور فرمایا ایک فرشتہ آیا جس کے لیے جگہ نہ تھی میں نے اس کے لیے گنجائش کر دی۔ (٤)

إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحُصَيْنِ أَنَّ سَعْدًا غَسَّلَهُ الْحَارِثُ بْنُ أَوْسِ بْنِ مُعَاذٍ وَأُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ. وَسَلَمَةُ بْنُ سَلَامَةَ بْنِ وَقْشٍ، يَصُبُّ الْمَاءَ. وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاضِرٌ فَغُسِلَ بِالْمَاءِ الْغَسْلَةَ الأُولَى،وَالثَّانِيَةَ بِالْمَاءِ وَالسِّدْرِ وَالثَّالِثَةَ بِالْمَاءِ وَالْكَافُورِ ، ثُمَّ كُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ صُحَارِيَّةٍ أُدْرِجَ فِيهَا إِدْرَاجًا وَأُتِيَ بِسَرِيرٍ كَانَ عِنْدَ النُّبَيْطِ يُحْمَلُ عَلَيْهِ الْمَوْتَى فَوُضِعَ عَلَى السَّرِيرِ، فَرُئِيَ رَسُولُ اللهِ يَحْمِلُهُ بَيْنَ عَمُودَيْ سَرِيرِهِ حِينَ رُفِعَ مِنْ دَارِهِ إِلَى أَنْ خَرَجَ

ابراہیم بن حصین کہتے ہیں سعد رضی اللہ عنہ کو حارث بن اوس بن معاذ،اسید بن حضیر اور سلمہ بن سلامہ بن وقش نے غسل دیا،وہ پانی ڈال رہے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں موجود تھے، پہلا غسل پانی سے دیا گیا اور دوسرا پانی اور بیری سے،اور تیسرا پانی اور کافور سے،انہیں تین صحاری(سوتی) چادروں میں کفن دیا گیا جس میں انہیں لپیٹ دیا گیا،اور تابوت لایا گیا جو النبیط کے پاس تھا اور مردے اس پر اٹھائے جاتے تھے انہیں تابوت میں رکھ دیا گیا، جس وقت انہیں مکان سے لے چلے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا گیا کہ تابوت کے پایوں کے درمیان

(١) جامع ترمذی ابواب المناقب بَابُ مَنَاقِبِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ٣٨٤٨

(٢) فتح الباری ١٢٤/٧

(٣) البداية والنهاية ١٤٨/٤

(٤) ابن سعد ٣٢٨/٣

سے انہیں اٹھائے ہوئے تھے۔ (۱)

عَنْ رُبَيْحِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: كُنْتُ أَنَا مِمَّنْ حَفَرَ لِسَعْدٍ قَبْرَهُ بِالْبَقِيعِ، وَكَانَ يَفُوحُ عَلَيْنَا الْمِسْكُ كُلَّمَا حَفَرْنَا قَتَرَةً مِنْ تُرَابٍ حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى اللحدِ ثُمَّ صَلَّى عَلَيْهِ، فَلَقَدْ رَأَيْتُ مِنَ النَّاسِ مَا ملأ البقيع،لَمَّا انْتَهَوْا إِلَى قَبْرِ سَعْدٍ نَزَلَ فِيهِ أَرْبَعَةُ نَفَرٍ: الْحَارِثُ بْنُ أَوْسِ بْنِ مُعَاذٍ وَأُسَيْدُ بْنُ الْحُضَيْرِ وَأَبُو نَائِلَةَ سِلْكَانُ بْنُ سَلَامَةَ وَسَلَمَةُ بْنُ سَلَامَةَ بْنِ وَقْشٍ. وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاقِفٌ عَلَى قَدَمَيْهِ

ربیح بن عبد الرحمٰن بن ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ دادا سے روایت کی ہے میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا جنھوں نے گورستان بقیع میں سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ کے لیے قبر کھودی تھی، جب ہم مٹی کا کوئی حصہ کھودتے تو اس میں سے مشک کی خوشبو آتی یہاں تک کہ ہم لحد تک پہنچے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھی، جنازے میں اتنے لوگ شامل تھے کہ بقیع ان سے بھر گیا تھا، جب لوگ سعد رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس پہنچے تو اس میں چار آدمی اترے، حارث بن اوس بن معاذ، اسید بن حضیر ابو نائلہ، سلکان بن سلامہ اور سلمہ بن سلامہ بن قش اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے قدموں کے پاس کھڑے تھے۔ (۲)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: فَجَلَسَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَبْرِهِ وَهُوَ يُدْفَنُ، فَبَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ إِذْ قَالَ: سُبْحَانَ اللهِ مَرَّتَيْنِ، فَسَبَّحَ الْقَوْمُ، ثُمَّ قَالَ: اللهُ أَكْبَرُ، اللهُ أَكْبَرُ فَكَبَّرَ الْقَوْمُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لِهَذَا الْعَبْدُ الصَّالِحُ شَدَّدَ اللهُ عَلَيْهِ فِي قَبْرِهِ حَتَّى كَانَ هَذَا حِينَ فُرِّجَ عَنْهُ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب سعد رضی اللہ عنہ دفن کیے گئے اور ہم قبر کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ دفعۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سبحان اللہ کہا اور باقی حضرات نے بھی آپ کے ساتھ سبحان اللہ کہا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر، اللہ اکبر کہا تو حاضرین نے بھی اللہ اکبر، اللہ اکبر کہا، پھر صحابہ نے دریافت کیا کہ آپ نے کس بات پر سبحان اللہ اور اللہ اکبر، اللہ اکبر فرمایا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نیک بندے کی قبر تنگ ہو گئی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے اس میں وسعت پیدا فرما دی۔ (۳)

عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِنَّ لِلْقَبْرِ ضَغْطَةً، وَلَوْ كَانَ أَحَدٌ نَاجِيًا مِنْهَا لَنَجَا مِنْهَا سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا صدیقہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایک دفعہ قبر میت کو ضرور دباتی ہے اگر کوئی اس سے نجات پا سکتا تو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اس سے ضرور نجات پاتے۔ (۴)

وَلِسَعْدٍ يَقُولُ رَجُلٌ مِنْ الْأَنْصَارِ

---

(۱) ابن سعد ۳٫۳۳۰

(۲) ابن سعد ۳٫۳۲۹

(۳) شرح مشکل الآثار ۴۱۷۳

(۴) مسند احمد ۲۴۲۸۳ ، اثبات عذاب القبر للبیہقی ۱۰۶

سعد رضی اللہ عنہ کے مرثیے میں انصار کے کسی آدمی نے کہا۔

وَمَا اهْتَزَّ عَرْشُ اللهِ مِنْ مَوْتِ هَالِكٍ　　　سَمِعْنَا بِهِ إِلَّا لِسَعْدٍ أَبِي عَمْرٍو

ہم نے نہیں سنا کہ کسی کی موت پر اللہ کے عرش نے حرکت کی ہے　　　ہاں! ابو عمرو رضی اللہ عنہ کی موت پر ایسا ہوا ہے۔ [1]

مضامین سورۃ الاحزاب:

اس سورہ کے اہم مضامین یوں ہیں۔

○ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے امت محمدیہ کو ایسے چار امور کا حکم دیا گیا جو حقیقت میں فلاح اور سعادت کے عناصر ہیں۔ یہ کہ اللہ سے ڈرتے رہیں۔ یہ کہ کافروں اور منافقوں کی آراء کی اتباع نہ کریں۔ یہ کہ وحی الٰہی کی اتباع کرتے رہیں۔ یہ کہ اللہ پر کامل عتماد اور بھروسہ کریں۔

○ زمانہ جاہلیت کے بعض معتقدات اور عادات کی تردید کی گئی جن میں سے بعض عقلی اعتبار سے باطل تھیں اور بعض شرعی اعتبار سے قبیح تھیں۔

مشرکین کا خیال تھا کہ بعض لوگوں کے سینے میں دو دل ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ نے کسی آدمی کے پہلو میں دو دل نہیں بنائے، دل تو بس ایک ہی ہوتا ہے یا اس میں ایمان ہوگا یا کفر و شرک، ایک ہی دل میں کفر و ایمان دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔

○ جاہلی ظہار یہ تھا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو یہ کہہ دیتا کہ تم میرے اوپر ایسے ہو جیسے میری ماں کی پشت تو اس کی بیوی ہمیشہ کے لیے اس پر حرام ہو جاتی تھی، قرآن نے بتایا کہ یہ الفاظ کہہ دینے سے بیوی حرام نہیں ہو جاتی البتہ اسے حلال کرنے کے لیے تمہیں اس قسم کا کفارہ دینا پڑے گا۔

○ جاہلیت کی ایک رسم یہ تھی کہ منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹے جیسا ہی ہے، قرآن نے جاہلیت کے اس غلط تصور اور اوہام و رسوم کی تردید کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متبنی کی مطلقہ سے نکاح فرما کر اس رسم کو ختم کر دیا۔

○ غزوات کے دوران مختلف قبائل کے کرداروں پر روشنی ڈالی گئی اور جنگ و صلح کے آداب بتائے گئے۔

○ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مالی حیثیت انتہائی تنگ حال تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں کئی کئی دنوں فاقہ ہوا کرتا تھا خانگی و عائلی زندگی کے سلسلے میں امہات المومنین کو انتخاب کا اختیار دیا گیا کہ اگر وہ عسرت و تنگ دستی پر شاکر و صابر نہیں رہنا چاہتیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ ہو جائیں یا انہیں حالات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ پسند کریں۔

○ پردہ کے سلسلہ میں امہات المومنین سے آغاز کیا گیا اور جاہلیت جیسا لباس پہننا و انداز، اور غیر محرموں سے بات چیت اور میل جول سے روکا گیا، آداب ملاقات، غیر مردوں کی آمد و رفت کا طریقہ اور سوال کرنے کے آداب بتائے گے، امہات المومنین کو مسلمانوں کی مائیں کہا گیا اور آپ کے وصال کے بعد ان سے نکاح کی حرمت کا ذکر کیا گیا، رضی اللہ عنہن طلاق کی ایک شق کا اضافہ کیا گیا، تہمت و افتراء سے بچنے کی تلقین

[1] ابن ہشام ۲/۲۵۲

فرمائی۔

○ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کرنے سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیویاں ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حفصہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا موجود تھیں، زینب رضی اللہ عنہا پانچویں بیوی تھیں اس پر منافقین مسلمانوں کے دلوں میں شبہات پیدا کرنے کے لیے پراپگنڈہ کرتے رہتے تھے، اس سلسلہ میں مسلمانوں کو بتایا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام کیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان متعدد پابندیوں سے مستثنیٰ ہیں جو ازواجی زندگی کے معاملہ میں عام مسلمانوں پر عائد کی گئیں ہیں، اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار و منافقین کے جھوٹے پروپیگنڈے پر صبر تلقین فرمائی، افواہیں اور افتراء سازی پر تنبیہ فرمائی اور مسلمان عورتوں کو حکم دیا گیا کہ اگر کسی ضرورت سے باہر نکلنا پڑے تو پردے کے بغیر وہ باہر نہ نکلیں۔

○غزوہ احزاب اور غزوہ بنی قریظہ کا بیان اور ان دونوں غزوات میں منافقین کا کردار۔

چنانچہ غزوہ احزاب و قریظہ کے بعد اللہ تبارک و تعالیٰ نے مختلف قبائل کے کردار اور واقعات پر روشنی ڈالی اور حسب ضرورت آداب جنگ و صلح بیان فرمائے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ

اے ایمان والوں! اللہ تعالیٰ نے جو احسان تم پر کیا اسے یاد کرو جبکہ تمہارے مقابلے کو فوجوں پر فوجیں آئیں،

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۚ۹

پھر ہم نے ان پر تیز تند آندھی اور ایسے لشکر بھیجے جنہیں تم نے دیکھا ہی نہیں، اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ سب کچھ دیکھتا ہے،

اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَ مِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَ اِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ

جب کہ (دشمن) تمہارے پاس اوپر اور نیچے سے چڑھ آئے اور جب کہ آنکھیں پتھرا گئیں اور کلیجے منہ کو آ گئے

الْحَنَاجِرَ وَ تَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۱۰ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ

اور اللہ تعالیٰ کی نسبت طرح طرح گمان کرنے لگے، یہیں مومن آزمائے گئے

وَ زُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ۱۱ (الاحزاب ۹ تا ۱۱)

اور پوری طرح وہ جھنجھوڑ دیئے گئے۔

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر اپنے فضل و احسان عظیم کا ذکر فرما کر شکر ادا کرنے کی ترغیب دی کہ جب قریش کے اعوان و انصار، اور تمام اسلام دشمن قبائل غطفان، ہوزان اور نجد کے دیگر کفار و مشرکین اور خیبر سے یہود کا دس ہزار افراد پر مشتمل لشکر پوری طاقت اور اتحاد سے

ابوسفیان صخر بن حرب کی قیادت میں مسلمانوں کا قلع قمع کرنے کے لئے ہر طرف سے مدینہ منورہ پر چڑھ آیا اور کم وبیش ایک مہینے تک مدینہ منورہ کا محاصرہ قائم رکھا ان کی کثیر تعداد دیکھ کر سخت دہشت واضطراب سے مسلمانوں کی آنکھیں پتھرا گئیں، دل حلقوم تک پہنچ گئے اور منافقین حسب عادت اللہ کی نسبت طرح طرح کے گمان کرنے لگے کہ اللہ اپنے دین کی مدد کرے گا نہ اپنے کلمہ کی تکمیل کرے گا اور کفار مسلمانوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر پھینک دیں گے،، ان سراسیمہ حالات میں اہل ایمان اس عظیم فتنے کے ذریعہ سے آزمائے گئے، اور ستر منافقین کو ظاہر اور مسلمانوں سے الگ کرنے کے لئے اہل ایمان کو خوف، قتال، بھوک اور محاصرے میں مبتلا کر کے ان کو جانچا پرکھا گیا تا کہ مسلمانوں کا ایمان واضح اور ان کے ایقان میں اضافہ ہو اور منافقین کا گروہ الگ ہو گیا، جب غم کی شدت بڑھ گئی اور سختیوں نے گھیر لیا تو ان سراسیمہ اور تلخ حالات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے غیبی امداد پہنچائی اور ایک برفیلی طوفانی آندھی بھیجی، جس نے ان کے خیموں کو اکھاڑ پھینکا، جانور رسیاں تڑوا کر بھاگ کھڑے ہوئے، ہانڈیاں الٹ گئیں اور ایسی مخفی طاقتوں سے مدد فرمائی جو فرشتوں کی ماتحتی میں غیر محسوس طور پر انسانی معاملات میں اللہ تعالیٰ کے اشارے پر کام کرتی ہیں،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنِّي نُصِرْتُ بِالصَّبَا، وَأُهْلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُورِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مدد صبا (مشرقی ہوا) سے کی گئی اور عاد دبور (پچھمی) ہوا سے ہلاک کیے گئے۔ [1]

وَ اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ

اور اس وقت منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں (شک کا) روگ تھا کہنے لگے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے ہم سے

اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲﴾ وَ اِذْ قَالَتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ يٰۤاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ

محض دھوکا فریب کا ہی وعدہ کیا تھا، ان ہی کی ایک جماعت نے ہانک لگائی کہ اے مدینہ والو! تمہارے لیے ٹھکانا نہیں

لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَ يَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛؕ

چلو لوٹ چلو، اور ان کی ایک جماعت یہ کہہ کر نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اجازت مانگنے لگی کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں

وَ مَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۛۚ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ﴿۱۳﴾ وَ لَوْ دُخِلَتْ

حالانکہ وہ (کھلے ہوئے اور) غیر محفوظ نہ تھے، (لیکن) ان کا پختہ ارادہ بھاگ کھڑے ہونے کا تھا، اور اگر مدینے کے

[1] صحیح بخاری كتاب الاِسْتِسْقَاءِ بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُصِرْتُ بِالصَّبَا۱۰۳۵، صحیح مسلم كِتَابُ صَلَاةِ الِاسْتِسْقَاءِ بَابٌ فِي رِيحِ الصَّبَا وَالدَّبُورِ۲۰۸۷،مصنف ابن ابی شیبة۳۱۶۴۶، مسند احمد ۱۹۵۵، مسندالبزار۴۸۹۴، السنن الكبرى للنسائی ۱۱۴۰۳،صحیح ابن حبان۶۴۲۱،معرفة السنن والآثار ۷۲۵، شرح السنة للبغوی۱۱۴۹

عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَ مَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ

اطراف سے ان پر (لشکر) داخل کئے جاتے پھر ان سے فتنہ طلب کیا جاتا تو یہ ضرور اسے برپا کر دیتے اور نہ لڑتے مگر

اِلَّا يَسِيْرًا ﴿۱۴﴾ وَ لَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ؕ

تھوڑی مدت ، اس سے پہلے تو انہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ پیٹھ نہ پھریں گے

وَ كَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْـُٔوْلًا ﴿۱۵﴾ (الاحزاب ۱۴تا۱۵)

اور اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے وعدہ کی باز پرس ضرور ہو گی۔

منافق کی عادت ہے کہ مصیبت اور امتحان کے وقت اس کا ایمان قائم نہیں رہتا چنانچہ جب محاصرے کو کافی دن ہو گئے تو منافقین مسلمانوں کو ورغلانے اور ان کے دلوں میں وسوسہ ڈالنے کے لئے کہنے لگے کہ اللہ اور اس کے رسول کا وعدہ تھا کہ اللہ کی تائید ونصرت مسلمانوں کو حاصل ہوگی اور غلبہ آخر کار انہی کو بخشا جائے گا،اور رسول اللہ ﷺ تو یہ کہتے تھے میرا دین مشرق ومغرب میں پھیلے گا،فارس روم اور صنعاء کے محلات مجھے دے دیئے گئے ہیں جبکہ حالت یہ ہے کہ مسلمان قضائے حاجت کو بھی نہیں نہیں نکل سکتے مگر یہ وعدہ محض ایک فریب ہی تھا،ابھی تک تو کسی طرف سے کوئی مدد نہیں آئی اور نہ کوئی امکان ہی نظر آتا ہے،حالت تو یہ ہے کہ ہم چاروں طرف سے کفار کے شدید محاصرہ میں ہیں آخر کب تک ہم ان کی دسترس سے دور رہیں گے،اب نقشہ پلٹنے والا ہے جب وہ داخل ہو جائیں گے تو رسول اللہ ﷺ سمیت تمام مسلمانوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیں گے،پھر علاقائی تعصب کی طرف دعوت دیتے ہوئے کہا اے اہل یثرب!مسلمانوں کے لشکر میں رہنا سخت خطرناک ہے،تمام عرب قبائل کی دشمنی سے بچنے اور جان ومال اور آبرو کی حفاظت کے لئے اسلام پر قائم رہنے کے بجائے اپنے آبائی مذہب کی طرف پلٹ جاؤ،جب جنوبی رخ سے بنو قریظہ کے جنگجو بھی مشرکین کے ساتھ مل گئے،اندر اور باہر دشمن ہی دشمن ہو گئے اور اندرون مدینہ جو خطرہ پیدا ہوا تو بنو حارثہ کو رسول اللہ ﷺ کے لشکر سے نکل بھاگنے کے لئے ایک اچھا بہانہ ہاتھ آ گیا اور انہوں نے مختلف قوم کے جھوٹے عذر کا ناشروع کر دیئے،ایک گروہ نے یہ کہہ کر رخصت طلب کرنی شروع کی کہ ہمارے گھروں پر دشمن کی طرف سے حملے کو خطرہ ہے،ہمیں ڈر ہے کہ کہیں ہماری عدم موجودگی میں دشمن ہمارے گھروں پر حملہ نہ کر دے لہذا ہمیں رخصت دیں تاکہ ہم اپنے بال بچوں کی جان ومال اور آبرو کی حفاظت کر سکیں،

أَنَّ الْقَائِلَ لِذَلِكَ هُوَ أَوْسُ بْنُ قَيظِيّ،، يَعْنِي: اعْتَذَرُوا فِي الرُّجُوعِ إِلَى مَنَازِلِهِمْ بِأَنَّهَا عَورة، أَيْ: لَيسَ دُونَهَا مَا يَحْجُبُهَا عَنِ الْعَدُوِّ، فَهُمْ يَخْشَوْنَ عَلَيْهَا مِنْهُمْ

اوس بن قیظی نے بھی یہی کہا تھا کہ ہمارے گھروں میں دشمن کے گھس جانے کا خطرہ ہے اس لیے ہمیں اپنے گھروں میں واپس جانے کی اجازت دیں۔[1]

[1] تفسیر طبری ۲۱۸/۲۰

حالانکہ یہ ان کا کوئی معقول عذر نہیں تھا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے بنو قریظہ کی بدعہدی کی خبر پا کر فوراً ہی ایک ٹولی کو خندق سے ہٹا کر بنو قریظہ کی طرف تعینات کر دیا تھا اس لئے اس وقت فوری طور پر کوئی خطرہ درپیش نہیں تھا، اصل میں منافقین امتحان کی سختیوں کے وقت ثابت قدمی اور استقامت کا اظہار نہیں کرتے چنانچہ اس وقت وہ اپنی جان کے خوف سے محاذ جنگ سے فرار چاہتے تھے چنانچہ جو بھی اجازت لینے آیا آپ ﷺ کسی خطرے کی پرواہ نہ کرتے ہوئے انہیں اجازت دیتے رہے جس سے خندق پر لوگوں کی تعداد کافی کم ہو گئی، حقیقت میں انہیں زندگی بہت عزیز تھی اور موت سے خائف تھے اس لئے موت کے خوف سے میدان جنگ سے فرار حاصل کرنا چاہتے تھے، ان منافقین کی ایمانی طاقت تو یہ ہے کہ اگر کفار فاتح بن کر ہر طرف سے مدینہ منورہ میں داخل ہو جاتے اور ان کو دعوت دیتے کہ اپنے ایمان کو چھوڑ و اور اپنے اباؤاجداد کا دین اختیار کر کے ہمارے ساتھ مل کر مسلمانوں کا استحصال کرو تو فوراً ان کی دعوت قبول کر کے بخوشی اس فتنہ میں شریک ہو جاتے، یعنی جس طرف پلڑا ابھاری دیکھیں گے اس طرف جھک جائیں گے، حالانکہ غزوہ احد کے موقعہ پر جو کمزوری انہوں نے دکھائی تھی، اس کے بعد شرمندگی و ندامت کا اظہار کر کے ان لوگوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اب اگر آزمائش کا کوئی موقع پیش آیا تو ہم اپنے اس قصور کی تلافی کر دیں گے، ان کے وہ قول و قرار کیا ہوئے، کیا یہ نہیں جانتے کہ یہ جو وعدے انہوں نے اللہ سے کیے تھے اللہ ان کی باز پرس کرے گا؟ جیسے فرمایا

...وَاَوۡفُوۡا بِالۡعَهۡدِ ۚ اِنَّ الۡعَهۡدَ كَانَ مَسۡـُٔوۡلًا ﴿۳۴﴾ [1]

ترجمہ: عہد کی پابندی کرو، بے شک عہد کے بارے میں تم کو جواب دہی کرنی ہو گی۔

تب ان کا رب ان کے ساتھ کیا سلوک کرے گا؟

قُلۡ لَّنۡ يَّنۡفَعَكُمُ الۡفِرَارُ اِنۡ فَرَرۡتُمۡ مِّنَ الۡمَوۡتِ اَوِ الۡقَتۡلِ وَ اِذًا لَّا تُمَتَّعُوۡنَ اِلَّا قَلِيۡلًا ﴿۱۶﴾

کہہ دیجئے کہ تم موت سے یا خوف قتل سے بھاگو تو یہ بھاگنا تمہیں کچھ بھی کام نہ آئے گا اور اس وقت تم ہی کم فائدہ اٹھاؤ گے

قُلۡ مَنۡ ذَا الَّذِىۡ يَعۡصِمُكُمۡ مِّنَ اللّٰهِ اِنۡ اَرَادَ بِكُمۡ سُوۡٓءًا اَوۡ اَرَادَ بِكُمۡ رَحۡمَةً ؕ

پوچھئے! تو کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہیں کوئی برائی پہنچانا چاہے یا تم پر کوئی فضل کرنا چاہے تو کون ہے جو تمہیں بچا سکے

وَلَا يَجِدُوۡنَ لَهُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيۡرًا ﴿۱۷﴾ (الاحزاب ۱۷،۱۶)

(یا تم سے روک سکے؟) اپنے لیے بجز اللہ تعالیٰ کے نہ کوئی حمایتی پائیں گے نہ مددگار۔

منافقین کو موت کا خوف :اللہ نے میدان جنگ سے منافقین کے فرار پر انہیں ملامت کرتے ہوئے فرمایا اے نبی ﷺ! ان منافقین سے فرمادیں کہ اگر میدان جنگ سے بزدلوں کی طرح فرار ہونے سے تم موت اور قتل ہونے سے بھاگتے ہو تو تمہارا بھاگنا تمہیں کچھ فائدہ نہ

[1] بنی اسرائیل ۳۴

دے گا، اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو وہ لوگ جن کی تقدیر میں قتل ہونا لکھ دیا گیا ہے اپنی قتل گاہوں میں پہنچ جاتے، موت سے کوئی صورت مفر نہیں ہے جیسے فرمایا

اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ... ﴿٧٨﴾ (۱)

ترجمہ: رہی موت، تو جہاں بھی تم ہو وہ بہر حال تمہیں آ کر رہے گی خواہ تم کیسی ہی مضبوط عمارتوں میں ہو۔

اگر موت اور قتل سے بچنے کے لئے فرار ہو جاؤ تا کہ دنیا میں اللہ کی نعمتوں سے لطف اندوز ہو تو تم ان سے کم ہی فائدہ اٹھا سکو گے، کچھ عرصہ بعد موت کا پیالہ تو پھر بھی پینا ہی پڑے گا، جیسے فرمایا

...قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى... ﴿٧٧﴾ (۲)

ترجمہ: ان سے کہو، دنیا کا سرمایہ زندگی تھوڑا ہے اور آخرت ایک خدا ترس انسان کے لیے زیادہ بہتر ہے۔

زرا سوچو تو اگر اللہ تمہیں ہلاک کرنا، بیمار کرنا یا مال وجائیداد میں نقصان پہنچانا یا قحط سالہ میں مبتلا کرنا چاہے تو ایسی کون سی ہستی ہے جو تمہیں اس نقصان سے بچا سکتی ہے؟ اور اسی طرح اگر اللہ تم پر کوئی مہربانی کرنا چاہئے تو اس کے فضل وکرم کو روکنے والا کون ہے؟ اللہ کے ارادے کو کوئی طاقت نہیں روک سکتی، جیسے فرمایا

سَيَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَآ اَمْوَالُنَا وَاَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۭ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ۭ بَلْ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿١١﴾ (۳)

ترجمہ: اے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! بدوی عربوں میں سے جو لوگ پیچھے چھوڑ دیے گئے تھے اب وہ آ کر ضرور تم سے کہیں گے کہ ہمیں اپنے اموال اور بال بچوں کی فکر نے مشغول کر رکھا تھا آپ ہمارے لیے مغفرت کی دعا فرمائیں، یہ لوگ اپنی زبانوں سے وہ باتیں کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہوتیں، ان سے کہنا اچھا یہی بات ہے تو کون تمہارے معاملہ میں اللہ کے فیصلے کو روک دینے کا کچھ بھی اختیار رکھتا ہے اگر وہ تمہیں کوئی نقصان پہنچانا چاہے یا نفع بخشنا چاہے؟ تمہارے اعمال سے تو اللہ ہی باخبر ہے۔

یاد رکھو اللہ کے مقابلہ میں نہ تمہارا کارساز ہے جو تمہاری سرپرستی کرے اور نہ مددگار جو ان کی مدد کر کے ان سے ضرر رساں چیزوں کو دور کر دے، اس لئے انہیں چاہیے کہ وہ ہر طرف سے منہ موڑ کر خلوص نیت سے اس بالاتر ہستی کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں۔

قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَ الْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ

اللہ تعالیٰ تم میں سے انہیں (بخوبی) جانتا ہے جو دوسروں کو روکتے ہیں اور اپنے بھائی بندوں سے کہتے ہیں کہ ہمارے پاس

(۱) النسآء۷۸

(۲) النسآء۷۷

(۳) الفتح۱۱

وَ لَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۸﴾ اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۚ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ

چلے آؤ اور کبھی کبھی ہی لڑائی میں آجاتے، تمہاری مدد میں (پورے) بخیل ہیں، پھر جب خوف ودہشت کا موقعہ آجائے

رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ

تو آپ انہیں دیکھیں گے کہ آپ کی طرف نظریں جمادیتے ہیں اور ان کی آنکھیں اس طرح گھومتی ہیں جیسے اس شخص کی

مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً

جس پر موت کی غشی طاری ہو، پھر جب خوف جاتا رہتا ہے تو تم پر اپنی تیز زبانوں سے بڑی باتیں بناتے ہیں،

عَلَى الْخَيْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ

مال کے بڑے ہی حریص ہیں، یہ ایمان لائے ہی نہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے تمام اعمال نابود کر دیئے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر یہ

يَسِيْرًا ﴿۱۹﴾ يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا ۚ وَ اِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ يَوَدُّوْا

بہت ہی آسان ہے، سمجھتے ہیں کہ اب تک لشکر چلے نہیں گئے اور اگر فوجیں آجائیں تو تمنائیں کرتے ہیں کہ کاش!

لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِي الْاَعْرَابِ يَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآئِكُمْ ؕ وَ لَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ

وہ صحرا میں بادیہ نشینوں کے ساتھ ہوتے کہ تمہاری خبریں دریافت کیا کرتے، اگر وہ تم میں موجود ہوتے

مَّا قٰتَلُوْٓا اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۲۰﴾ (الاحزاب ۱۸تا۲۰)

(تو بھی کیا؟) نہ لڑتے مگر برائے نام۔

منافقین کا طرز عمل :اللہ تعالیٰ نے منافقین کو سخت وعید سنائی کہ یہ حقیقتاً اپنی طبعی بزدلی کی بنا پر قتال وجہاد سے کنی کتراتے ہیں اور موت کے خوف سے پیچھے رہ جانا زیادہ پسند کرتے ہیں اور اس پر بس نہیں کرتے بلکہ اپنے دوستوں، کنبے قبیلے والوں کو بھی جو ابھی جہاد کے لئے نہیں نکلے ہمدردانہ لہجہ میں روکتے ہیں کہ تم کیوں دین وایمان اور حق وصداقت کے چکر میں پڑتے ہو، کس کی باتوں میں آکر اپنی زندگی اجیرن کر رہے ہو، اپنے آپ کو خطرات اور مصائب میں مبتلا کرنے کے بجائے ہماری طرح عافیت کوشی کی پالیسی اختیار کرو، ان منافقین کی یہ بھی فطرت ہے کہ یہ اپنی جان ومال کے ذریعہ سے اللہ کے راستے میں جہاد نہیں کرتے بلکہ جنگی ورفاع عامہ کے کاموں میں رخنہ ڈالتے ہیں، نفاق اور عدم ایمان کے باعث ان کی بزدلی اور پست ہمتی کا یہ حال ہے کہ اگر کبھی دکھلاوے کے لئے میدان جنگ میں آموجود ہوتے ہیں تو آڑے وقت تمہیں مایوسانہ نگاہوں سے تکتے ہیں اور قتال کے خوف سے ان پر موت کی غشی چھاجاتی ہے، ہاں جب خطرہ ٹل جاتا ہے اور امن واطمینان کی حالت میں ہوتے ہیں تو سب سے زیادہ اپنی شجاعت ومردانگی کی بابت ڈینگیں مارتے ہیں، مال غنیمت کی تقسیم کے موقعہ پر اپنی زبان کی تیزی وطراری سے لوگوں

کو متاثر کر کے زیادہ سے زیادہ مال حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، یعنی دین کے مفاد پر اپنے مفاد کو ترجیح دیتے ہیں،

عَنْ قَتَادَةَ: فَإِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوكُمْ بِأَلْسِنَةٍ حِدَادٍ، أَمَّا عِنْدَ الْغَنِيمَةِ، فَأَشَحُّ قَوْمٍ، وَأَسْوَأُ مُقَاسَمَةٍ: أَعْطُونَا أَعْطُونَا، فَإِنَّا قَدْ شَهِدْنَا مَعَكُمْ، وَأَمَّا عِنْدَ الْبَأْسِ فَأَجْبَنُ قَوْمٍ، وَأَخْذَلُهُ لِلْحَقِّ

قتادہ رحمہ اللہ آیت کریمہ ”مگر جب خطرہ گزر جاتا ہے تو یہی لوگ فائدوں کے حریص بن کر قینچی کی طرح چلتی ہوئی زبانیں لیے تمہارے استقبال کو آجاتے ہیں۔“ کے بارے میں فرماتے ہیں اس کا مفہوم یہ ہے کہ غنیمت کے وقت یہ لوگ حد درجہ بزدل اور اس کی تقسیم کے اعتبار سے یہ بہت برے ثابت ہوتے ہیں اور مسلسل کہتے رہتے ہیں کہ ہمیں دو ہمیں دو ہم بھی تمہارے ساتھ شریک جنگ تھے لیکن جنگ کے وقت یہ لوگ سب سے زیادہ بزدل اور حق کو سب سے زیادہ نیچا دکھانے والے ثابت ہوتے ہیں۔ [1]

اصل میں ان کے دل کفر و عناد سے بھرے ہوئے ہیں، انہوں نے خلوص نیت سے اسلام قبول ہی نہیں کیا، اس لئے انہوں نے بظاہر جو بھی نیک کام کیے ہیں اللہ ان سب کو کالعدم قرار دے دے گا اور یہ ان کا کوئی اجر و ثواب حاصل نہیں کر سکیں گے کیونکہ اللہ اعمال کی ظاہری شکل پر نہیں بلکہ اس ظاہر کی تہہ میں ایمان اور خلوص کو دیکھ اجر و ثواب دیتا ہے، اس لئے اللہ کو ان کے اعمال ضائع کرنا چندہ گراں نہیں گزرے گا، ان کی بزدلی، کم ہمتی اور خوف و دہشت کا یہ حال ہے کہ کافروں کے جتھے جو رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کے خلاف جنگ کرنے کے لئے اکٹھے ہو کر آئے تھے اگرچہ ناکام و نامراد ہو کر لوٹ چکے ہیں مگر یہ ڈر کے مارے اندر ہی گھسے ہوئے ہیں اور یہ سمجھ رہے ہیں کہ دشمن ابھی تک اپنے مورچوں اور خیموں میں موجود ہیں اور مسلمان ایسی افواہیں اڑا رہے ہیں کہ وہ چلے گئے ہیں، بالفرض اگر کفار کی ٹولیاں دوبارہ لڑائی کی نیت سے واپس آجائیں تو منافقین کی خواہش یہ ہوگی کہ وہ مدینہ منورہ کے اندر یا اس کے قرب و جوار میں رہنے کے بجائے دور دراز صحرا میں بدویوں کے ساتھ رہ رہے ہوں تا کہ حق و باطل کی کشمکش کی لپیٹ میں نہ آجائیں اور وہاں لوگوں سے تمہاری بابت معلومات لیتے رہیں کہ محمد ﷺ اور اس کے ساتھی ہلاک ہوئے یا نہیں؟ یا لشکر کفار کامیاب رہا یا ناکام؟ پس ان کے لئے ہلاکت ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری ہے، اور اگر محض عار کے ڈر سے یا ہم وطنی کی حمیت کی وجہ سے وہ تمہارے درمیان ہوں تو بیکار ہیں، یہ بزدل اور بے حمیت لوگ کیا لڑیں گے اور کیا بہادری کے جوہر دکھائیں گے، اس لئے آپ ان کی کچھ پرواہ نہ کریں اور نہ ان کی حالت پر کچھ افسوس کریں۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ

یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے، ہر اس شخص کے لیے جو اللہ تعالیٰ کی قیامت کے دن کی

وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ﴿٢١﴾ (الاحزاب ٢١)

توقع رکھتا ہے، اور بکثرت اللہ تعالیٰ کی یاد کرتا ہے۔

---

[1] تفسیر طبری ۲۰٫۲۳۲

اسوہ رسول بہترین نمونہ:

غزوہ احزاب کے موقع پر قلق واضطراب اور خوف و گھبراہٹ کا اظہار کرنے والوں کو فرمایا اے مسلمانوں ومنافقو! تم رسول اللہ ﷺ کی اتباع کے دعویٰ دار ہو تو کیا ابھی ابھی تم لوگوں نے ان کا کردار، صبر وتحمل، ہمت واستقلال اور بے مثال شجاعت کا عملی مظاہرہ نہیں دیکھا، ہمیشہ ہمیشہ یاد رکھو رسول اللہ ﷺ کی ذات کے اندر تمہارے لئے زندگی گزارنے کا بہترین نمونہ ونظیر اور منبع البرکات ہے، یہی راستہ ہی صراط المستقیم ہے اور آخرت میں یہی راستہ ہی اللہ تعالیٰ کے اکرام وتکریم کا باعث ہوگا، اس کے سوا کوئی راستہ اللہ کی خوشنودی کا باعث نہیں، اس لئے آپ کے تمام اقوال، افعال اور احوال میں مسلمانوں کے لئے آپ ﷺ کی اقتدا ضروری ہے، چاہے اس کا تعلق عبادت سے ہو یا معاشرت سے، معیشت سے ہو یا سیاست سے زندگی کے ہر شعبے، ہر پہلو میں آپ کی ہدایات واجب الاتباع ہیں، جیسے فرمایا

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ... ﴿٣١﴾ (١)

ترجمہ: اے نبی ﷺ! لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم حقیقت میں اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی اختیار کرو۔

...وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ... ﴿٧﴾ (٢)

ترجمہ: جو کچھ رسول تمہیں دے وہ لے لو اور جس چیز سے وہ تم کو روک دے اس سے رُک جاؤ۔

اور احمد مجتبی ﷺ، محمد مصطفی ﷺ، خاتم النبیین ﷺ، سید المرسلین ﷺ، امام المتقین ﷺ، سرور عالم ﷺ، سید الامم ﷺ کے اسوہ کو وہی شخص اپنائے گا جن کو تین صفات کی توفیق بخشی گئی ہے۔

١۔ جو اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے، اور زندگی کے دوسرے معاملات میں کثرت سے اللہ کو یاد کرنے والا ہیں۔

٢۔ جو دنیا و آخرت میں اللہ کے فضل وکرم اور اس کی عنایات کے امیدوار ہیں۔

٣۔ اور روز آخرت، اللہ کی بارگاہ میں پیش ہونا اور اعمال کی جزا وسزا پر کامل یقین رکھتا ہیں۔

کیونکہ ان کا سرمایہ ایمان، اللہ تعالیٰ کا خوف، اس کے ثواب کی امید اور اس کے عذاب کا ڈر انہیں رسول اللہ ﷺ کے اسوہ کی پیروی کرنے پر آمادہ کرتا ہے۔

وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ

اور ایمانداروں نے جب (کفار کے) لشکروں کو دیکھا (بے ساختہ) کہہ اٹھے! کہ انہیں کا وعدہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے اور

وَ رَسُوْلُهٗ وَ صَدَقَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ ۡ وَ مَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا

اس کے رسول نے دیا تھا اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا، اور اس (چیز) نے ان کے ایمان میں اور

(١) آل عمران ٣١

(٢) الحشر ٧

وَّ تَسۡلِیۡمًا ﴿ؕ۲۲﴾ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ رِجَالٌ صَدَقُوۡا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیۡهِ ۚ

شیوہ فرماں برداری میں اور اضافہ کر دیا، مومنوں میں (ایسے) لوگ بھی ہیں جنہوں نے جو عہد اللہ تعالیٰ سے کیا تھا

فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ قَضٰی نَحۡبَهٗ وَ مِنۡهُمۡ مَّنۡ یَّنۡتَظِرُ ۫ۖ وَ مَا بَدَّلُوۡا تَبۡدِیۡلًا ﴿ۙ۲۳﴾

انہیں سچا کر دکھایا، بعض نے تو اپنا عہد پورا کر دیا اور بعض (موقعہ کے) منتظر ہیں اور انہوں نے کوئی تبدیلی نہیں کی،

لِّیَجۡزِیَ اللّٰهُ الصّٰدِقِیۡنَ بِصِدۡقِهِمۡ وَ یُعَذِّبَ الۡمُنٰفِقِیۡنَ اِنۡ شَآءَ اَوۡ یَتُوۡبَ عَلَیۡهِمۡ ؕ

تا کہ اللہ تعالیٰ سچوں کو ان کی سچائی کا بدلہ دے، اور اگر چاہے تو منافقوں کو سزا دے یا ان کی توبہ قبول فرمائے،

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا ﴿ۚ۲۴﴾ (الاحزاب ۲۲تا۲۴)

اللہ تعالیٰ بڑا ہی بخشنے والا بہت ہی مہربان ہے۔

سچے مسلمانوں کا طرزِ عمل:

منافقین کا اللہ سے عہد تھا کہ وہ میدان جنگ سے پیٹھ پھیر کر نہیں بھاگیں گے مگر انہوں نے اس عہد کو توڑ دیا تھا، مگر آزمائش کی اس گھڑی میں سچے مسلمانوں کا طرزِ عمل منافقین سے بالکل مختلف تھا، جب انہوں نے چاروں طرف سے عرب قبائل کے امنڈتے لشکروں اور حالات کی سنگینی و ہولناکی کو دیکھا تو منافقین نے تو کہا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے عرب وعجم پر فتح ونصرت اور قیصر وکسریٰ کے خزانوں کے وعدے محض جھوٹ اور فریب تھے مگر اس کے برعکس مسلمانوں کے ایمان متزلزل ہونے کے بجائے اور زیادہ بڑھ گئے، اور جنگ سے کنی کترانے ، پہلوتہی کرنے کے بجائے اللہ کے کلمہ کی سربلندی کے لئے عزم واستقلال کے ساتھ جہاد کے لئے جم گئے، اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کے حصول کے لئے اپنی جان کی بازی لگادی اور کہنے لگے بیشک اللہ نے جو ہم سے وعدہ فرمایا تھا کہ پچھلی قوموں کی طرح تمہیں بھی آزمایا جائے گا، تم پر سختیاں اور مصیبتیں آئیں گی، پھر ابتلاء وامتحان سے گزرنے کے بعد تمہیں فتح ونصرت سے ہمکنار کیا جائے سچا ثابت ہوگیا، انہی کفار پر تو فتح ونصرت کا وعدہ فرمایا گیا تھا اور اللہ اور اس کے رسول کا وعدہ غلط نہیں ہوسکتا، جیسے فرمایا

اَمۡ حَسِبۡتُمۡ اَنۡ تَدۡخُلُوا الۡجَنَّةَ وَلَمَّا یَاۡتِكُمۡ مَّثَلُ الَّذِیۡنَ خَلَوۡا مِنۡ قَبۡلِكُمۡ ؕ مَسَّتۡهُمُ الۡبَاۡسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلۡزِلُوۡا حَتّٰی یَقُوۡلَ الرَّسُوۡلُ وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ مَتٰی نَصۡرُ اللّٰهِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ نَصۡرَ اللّٰهِ قَرِیۡبٌ ﴿۲۱۴﴾ [1]

ترجمہ: پھر کیا تم لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ یوں ہی جنت کا داخلہ تمہیں مل جائے گا حالانکہ ابھی تم پر وہ سب کچھ نہیں گزرا ہے جو تم سے پہلے ایمان لانے والوں پر گزر چکا ہے؟ ان پر سختیاں گزریں، مصیبتیں آئیں، ہلا مارے گئے حتیٰ کہ وقت کا رسول اور اس کے ساتھی اہلِ ایمان چیخ اٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی (اس وقت انہیں تسلی دی گئی کہ) ہاں اللہ کی مدد قریب ہے۔

---

[1] البقرۃ ۲۱۴

أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوْا أَنْ يَّقُوْلُوْا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ﴿٢﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ﴿٣﴾ [1]

ترجمہ: کیالوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ بس اتنا کہنے پر چھوڑ دیے جائیں گے کہ ہم ایمان لائے اور ان کو آزمایا نہ جائے گا؟ حالانکہ ہم ان سب لوگوں کی آزمائش کر چکے ہیں جو ان سے پہلے گزرے ہیں اللہ کو تو ضرور یہ دیکھنا ہے کہ سچے کون ہیں اور جھوٹے کون۔

ان صادقین میں کوئی تو اللہ کا کلمہ سر بلند کرنے کے لئے جہاد فی سبیل اللہ میں اپنی جان و مال کا نذرانہ دے کر اپنے عہد کو سچا ثابت کر چکا ہے اور کوئی جو ابھی تک عروس شہادت سے ہمکنار نہیں ہوئے ہیں اپنے عہد کو ثابت کرنے کے لئے ہمہ وقت شہادت کی سعادت کے آرزومند ہیں اور اس کے لئے کوشاں ہیں، انہوں نے اللہ سے کیے ہوئے اپنے عہد کو نہ بدلا بلکہ قائم و دائم ہیں۔

روایت میں ہے کہ یہ آیت انس بن نضر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی جو غزوہ بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے جس کا انہیں بڑا قلق تھا،

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نرى هذه الآية نزلت في أنس بن النضر رضي الله عنه مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صدقوا ما عاهدوا الله عَلَيْهِ

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ آیت ''ایمان لانے والوں میں ایسے لوگ موجود ہیں جنہوں نے اللہ سے کیے ہوئے عہد کو سچا کر دکھایا ہے۔'' انس بن نضر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ [2]

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: غَابَ عَمِّي أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ عَنْ قِتَالِ بَدْرٍ، فَقَالَ:يَا رَسُولَ اللهِ غِبْتُ عَنْ أَوَّلِ قِتَالٍ قَاتَلْتَ الْمُشْرِكِينَ، لَئِنِ اللهُ أَشْهَدَنِي قِتَالَ الْمُشْرِكِينَ لَيَرَيَنَّ اللهُ مَا أَصْنَعُ،فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ، وَانْكَشَفَ الْمُسْلِمُونَ، قَالَ:اللهُمَّ إِنِّي أَعْتَذِرُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هَؤُلاَءِ يَعْنِي أَصْحَابَهُ وَأَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هَؤُلاَءِ، يَعْنِي الْمُشْرِكِينَ،ثُمَّ تَقَدَّمَ ، فَاسْتَقْبَلَهُ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ، فَقَالَ: يَا سَعْدُ بْنَ مُعَاذٍ، الجَنَّةَ وَرَبِّ النَّضْرِ إِنِّي أَجِدُ رِيحَهَا مِنْ دُونِ أُحُدٍ،قَالَ سَعْدٌ: فَمَا اسْتَطَعْتُ يَا رَسُولَ اللهِ مَا صَنَعَ، قَالَ أَنَسٌ: فَوَجَدْنَا بِهِ بِضْعًا وَثَمَانِينَ ضَرْبَةً بِالسَّيْفِ أَوْ طَعْنَةً بِرُمْحٍ، أَوْ رَمْيَةً بِسَهْمٍ وَوَجَدْنَاهُ قَدْ قُتِلَ وَقَدْ مَثَّلَ بِهِ الْمُشْرِكُونَ ، فَمَا عَرَفَهُ أَحَدٌ إِلَّا أُخْتُهُ بِبَنَانِهِ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میرے چچا انس رضی اللہ عنہ بن نضر غزوہ بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے اس لیے انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں پہلی لڑائی ہی سے غائب رہا جو آپ نے مشرکین کے خلاف لڑی لیکن اگر اب اللہ تعالیٰ نے مجھے مشرکین کے خلاف کسی لڑائی میں حاضری کا موقع دیا تو اللہ تعالیٰ دیکھ لے گا کہ میں کیا کرتا ہوں، پھر جب غزوہ احد کا موقع آیا اور مسلمان بھاگ نکلے تو انس رضی اللہ عنہ بن نضر نے کہا کہ اے اللہ! جو کچھ مسلمانوں نے کیا میں اس سے معذرت کرتا ہوں اور جو کچھ ان مشرکین نے کیا ہے میں اس سے بیزار ہوں، پھر وہ آگے بڑے تو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے سامنا ہوا ان سے انس رضی اللہ عنہ بن نضر نے کہا اے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ! میں تو جنت میں

---

[1] العنکبوت ۲،۳

[2] تفسیرابن ابی حاتم ۱۷۶۳۶

جانا چاہتا ہوں اور نضر (ان کے والد) کے رب کی قسم! میں جنت کی خوشبو احد پہاڑ کے قریب پا تا ہوں، سعد رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! جو انہوں نے کر دکھایا اس کی مجھ میں ہمت نہ تھی، انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس کے بعد ہم نے انس رضی اللہ عنہ بن نضر کو (شہدوں) میں پایا تو ان کے جسم پر تلوار، نیزے اور تیر کے تقریباً اسی زخم تھے وہ شہید ہو چکے تھے، مشرکوں نے ان کے اعضاء کاٹ دیئے تھے اور کوئی شخص انہیں پہچان نہیں سکا تھا صرف ان کی ہمشیرہ نے انہیں ان کی انگلی کے پورسے پہچانا۔ (۱)

عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِيهِ طَلْحَةَ قَالَ: لَمَّا أَنْ رَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أُحُدٍ، صَعِدَ الْمِنْبَرِ، فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، وعَزَّى الْمُسْلِمِينَ بِمَا أَصَابَهُمْ، وَأَخْبَرَهُمْ بِمَا لَهُمْ فِيهِ مِنَ الْأَجْرِ وَالذُّخْرِ ثُمَّ قَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ: رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللهَ عَلَيْهِ، فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَنْ هَؤُلَاءِ؟ فَأَقْبَلْتُ وَعَلَيَّ ثَوْبَانِ أَخْضَرَانِ حَضْرَمِيَّانِ فَقَالَ: أَيُّهَا السَّائِلُ، هَذَا مِنْهُمْ

طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے غزوہ احد کے بعد جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو منبر پر چڑھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان فرمائی، مسلمانوں سے ہمدردی کا اظہار فرمایا اور جو لوگ شہید ہو گئے تھے ان کی درجات کی خبر دی، پھر آیت ''ایمان لانے والوں میں ایسے لوگ موجود ہیں جنہوں نے اللہ سے کیے ہوئے عہد کو سچا کر دکھایا ہے۔'' کی تلاوت فرمائی، مسلمانوں میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت میں جن لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے وہ کون ہیں؟ اس وقت میں حضرمی سبز رنگ کے دو کپڑے پہنے ہوئے مسجد کے دروازہ سے نکلا یعنی اندر آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا تو میری طرف اشارہ کر کے فرمایا اے پوچھنے والے یہ بھی ان ہی میں سے ہیں (جو اللہ سے اپنے عہد کو پورا کر چکے ہیں)۔ (۲)

اور یہ آزمائش، مصائب اور زلزلے محض اس لئے تھے کہ اللہ جو علام الغیوب ہے مجاہدین صابرین، راستبازوں اور منافقین کو ظاہر کر دے جیسے فرمایا

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ... ﴿١٧٩﴾ (۳)

ترجمہ: اللہ مومنوں کو اس حالت میں ہرگز نہ رہنے دے گا جس میں تم لوگ اس وقت پائے جاتے ہو وہ پاک لوگوں کو ناپاک لوگوں سے الگ کر کے رہے گا۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ ۙ وَنَبْلُوَا۠ اَخْبَارَكُمْ ﴿٣١﴾ (۴)

---

(۱) صحیح بخاری كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى مِنَ المُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللهَ عَلَيْهِ، فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا ۲۸۰۵، صحیح مسلم كِتَابُ الْإِمَارَةِ بَابُ ثُبُوتِ الْجَنَّةِ لِلشَّهِيدِ ۴۹۱۸، مسند احمد ۱۳۰۸۵

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم ۳۱۲۵،۹، تفسیر ابن کثیر ۳۹۴،۶

(۳) آل عمران ۱۷۹

(۴) محمد ۳۱

ترجمہ: ہم ضرور تم لوگوں کو آزمائش میں ڈالیں گے تا کہ تمہارے حالات کی جانچ کریں اور دیکھ لیں کہ تم میں مجاہد اور ثابت قدم کون ہیں۔

اور اہل ایمان کو ان کی سچائی و ثابت قدمی اور اطاعت رسول کے سلے میں بے نظیر انعام واکرام سے نوازے، جیسے فرمایا

قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ۭ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١١٩﴾ [1]

ترجمہ: تب اللہ فرمائے گا یہ وہ دن ہے جس میں سچوں کو ان کی سچائی نفع دیتی ہے، ان کے لیے ایسے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں ، یہاں وہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے، یہی بڑی کامیابی ہے۔

اور منافقوں کو چاہے تو دردناک سزا دے اور چاہے تو ان کے اندر کوئی بھلائی دیکھ کر اپنے رافت و رحمت سے انہیں قبول اسلام کی توفیق بخش دے، بیشک اللہ معاف فرمانے والا نہایت مہربان ہے، اس لئے اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے جب توبہ کرتے ہیں تو خواہ ان کے گناہ کتنے ہی زیادہ کیوں نہ ہوں وہ ان کو بخش دیتا ہے۔

وَ رَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ۭ

اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کو غصے بھرے ہوئے ہی (نامراد) لوٹا دیا انہوں نے کوئی فائدہ نہیں پایا

وَ كَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ۭ وَ كَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ﴿٢٥﴾ (الاحزاب ۲۵)

، اور اس جنگ میں اللہ تعالیٰ خود ہی مومنوں کو کافی ہوگیا، اللہ تعالیٰ بڑی قوتوں والا اور غالب ہے۔

اللہ کی نصرت :اور اللہ تعالیٰ نے اپنا احسان جتلایا کہ اس نے مشرکوں کو جو مسلمانوں کا نام ونشان مٹا دینے کے لئے مختلف جہات سے جمع ہو کر آئے تھے انہیں سخت ذلت و رسوائی کے ساتھ محاصرہ ہٹانا پڑا، اللہ نے انہیں اپنے غیظ و غضب میں دانت پیستے، پیچ و تاب کھاتے خائب وخاسر واپس لوٹا دیا، نہ دنیا کا مال ومتاع ان کے ہاتھ لگا جس کے وہ حریص تھے اور نہ آخرت میں وہ اجر و ثواب کے مستحق ہوں گے، اس طرح انہیں کسی قسم کی خیر حاصل نہیں ہوئی، کفار کے پاس وسائل تھے، ان کے لشکروں نے انہیں دھوکے میں مبتلا کر دیا تھا، ان کی جتھے بندیوں نے ان کو خود پسندی میں مبتلا کر دیا تھا، انہیں اپنی عددی برتری اور حربی ساز و سامان پر بڑا ناز تھا مگر مسلمانوں کو ان سے دوبدو لڑائی لڑنے کی نوبت ہی پیش نہیں آئی اللہ تعالیٰ نے مشرق کی طرف سے طوفان باد و باراں اور نظر نہ آنے والے لشکر (فرشتوں) کے ذریعے سے اپنے مومن بندوں کی مدد کا سامان بہم پہنچا دیا، جس نے ان کے عسکری مراکز کو تلپٹ کر دیا، ان کے خیموں کو اکھاڑ دیا، ان کی ہانڈیوں کو الٹ دیا، ان کے حوصلوں کو توڑ دیا اور ہمیشہ کے لیے ان کی کمر توڑ دی، بیشک اللہ بڑی قوت والا اور زبردست ہے، جو کوئی اس پر غالب آنے کی کوشش کرتا ہے مغلوب ہو کر رہ جاتا ہے، جو کوئی اس سے مدد مانگتا ہے اسے غلبہ نصیب ہوتا ہے، وہ جس چیز کا ارادہ کرتا ہے کوئی اسے عاجز نہیں کرسکتا، اگر اللہ اپنی قوت

---

[1] المائدۃ ۱۱۹

وعزت سے اہل قوت وعزت کی مدد نہ کرے تو ان کی قوت وعزت انہیں کوئی فائدہ نہیں دے سکتی۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ:أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ:لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ، أَعَزَّ جُنْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَغَلَبَ الأَحْزَابَ وَحْدَهُ، فَلاَ شَيْءَ بَعْدَهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جس نے اپنے لشکر کو فتح بخشی، اپنے بندے (یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدد کی، اور تمام گروہوں کو اکیلے اس نے ہی شکست دے دی پس اس کے بعد کوئی شے اس کے مدمقابل نہیں ہوسکتی۔ (۱)

یہ دعا حج، عمرہ، جہاد اور سفر سے واپسی پر بھی پڑھنی چاہیے۔

وَ اَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَ قَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ

اور جن اہل کتاب نے ان سے ساز باز کر لی تھی انہیں (بھی) اللہ تعالیٰ نے ان کے قلعوں سے نکال دیا اور ان کے دلوں میں

الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَ تَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ﴿۲۶﴾ وَ اَوْرَثَكُمْ

(بھی) رعب بھر دیا کہ تم ان کے ایک گروہ کو قتل کر رہے ہو اور ایک گروہ کو قیدی بنا رہے ہو، اور اس نے تمہیں ان کی

اَرْضَهُمْ وَ دِيَارَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ وَ اَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوْهَا ؕ

زمینوں کا اور ان کے گھروں کا اور ان کے مال کا وارث کر دیا، اور اس زمین کا بھی جس کو تمہارے قدموں نے روندا نہیں،

وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿۲۷﴾ (الاحزاب ۲۶،۲۷)

اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

اور بنو قریظہ کے بارے میں فرمایا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیے ہوئے اپنے عہد و پیمان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے عین موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا امن و دفاع کا معاہدہ توڑ کر مشرکوں اور دوسرے یہودیوں کا ساتھ دیا تھا اور مدینہ منورہ میں امن و آمان کا مسئلہ کھڑا کر دیا تھا اور مسلمانوں کے دشمنوں کو رسد مہیا کی تھی، اس جرم عظیم کی پاداش میں اللہ نے ان کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب و دبدبہ ڈال دیا، خوف و دہشت سے ان کے دل الٹنے لگے جس سے ان میں لڑنے کی قوت باقی نہ رہی اور وہ کھانے پینے اور لڑنے کے تمام وسائل رکھنے کے باوجود ہتھیار ڈال کر قلعہ سے نیچے اتر آئے، پھر ان کے اپنے منتخب کردہ حکم کے حکم سے لڑائی کے قابل مردوں کی گردنیں اڑا دی گئیں، عورتوں

(۱) صحیح بخاری كتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ الخَنْدَقِ وَهِيَ الأَحْزَابُ ۴۱۱۴، صحیح مسلم كتاب الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ وَالتَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ التَّعَوُّذِ مِنْ شَرِّ مَا عُمِلَ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ يُعْمَلْ ۲۷۱۰، مسند احمد ۸۰۶۷، السنن الكبرى للنسائی ۱۱۳۳۶، مسند البزار ۸۴۳۸، شرح السنة للبغوی ۳۷۹۵

اور بچوں کو قید کر کے فروخت کر دیا گیا، اس طرح اللہ نے تمہیں بغیر کسی لڑائی کے ان کے گھروں، مال واسباب اور علاقہ کا مالک بنا دیا، اور وہ علاقہ بھی تمہیں دے دیا جسے تم نے کبھی پامال نہ کیا تھا۔

قِيلَ: خَيْبَرُ ، وَقِيلَ: مَكَّةُ، رَوَاهُ مَالِكٌ، وَقِيلَ: فَارِسُ وَالرُّومُ. وَقَالَ ابْنُ جَرِيرٍ: يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ الْجَمِيعُ مُرَادًا

بعض کہتے ہیں خیبر کی زمین۔ بعض کہتے ہیں مکہ مکرمہ کی زمین۔ امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں فارس وروم کی زمین۔ اور ابن جریر کہتے ہیں اور ممکن ہے کہ کل خطے ہی مراد ہوں۔ یقیناً اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

قیس رضی اللہ عنہ بن نشبہ یا تسیبہ کا قبول اسلام

غزوہ احزاب کے بعد جب کفار نا کام ونامراد ہو کر اپنے گھروں کو لوٹ گئے تو

وَقَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ يُقَالُ لَهُ قَيْسُ بْنُ نُشْبَةَ، فَسَمِعَ كَلَامَهُ فَسَأَلَهُ عَنِ السَّمَوَاتِ،فَذَكَرَ لَهُ النَّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ والْمَلَائِكَةَ وعِبَادَتِهِمْ، وذَكَرَ الْأَرْضِ وما فيها، فَأَسْلَمَ ،ورَجَعَ إِلَى قَوْمَهُ، فَقَالَ:بَنِي سُلَيْم، قَدْ سَمِعْتُ تَرْجَمَةِ الرُّومِ وَفَارِسَ، وإِشْعَارِ الْعَرَبِ وَالْكُهَّانُ، ومقول حِمْيَر، وماكَلَامُ مُحَمَّد يُشْبِهُ شيئًا من كَلَامِهِمْ، فَأَطِيعُونِي فِي مُحَمَّد فإنكم أَخْوَالَهُ، فإِن ظَفِرَ تَنْتَفِعُوا بِهِ وتسعدوا، وَإِن تَكُنْ الْأُخْرَى لَمْ تَقَدَّمَ الْعَرَبِ عَلَيْكُمْ

قبیلہ بنی سلیم کے ایک شخص قَيْسُ بْنُ نُشْبَةَ(بروایت دیگر تسیبہ) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے اللہ کا کلام سنا اور آپ ﷺ سے آسمانوں، زمینوں اور فرشتوں کے متعلق کچھ سوالات پوچھے، آپ ﷺ نے ان کو سات آسمانوں، زمین میں جو کچھ ہے، فرشتوں اور ان کی عبادت کا ذکر فرمایا، جواب سے مطمئن ہو کر انہوں نے اسلام قبول کر لیا، اور پھر اپنے قبیلہ کی طرف لوٹ گئے وہاں پہنچ کر انہوں نے اپنی قوم سے کہا اے بنی سلیم! میں نے اہل روم وفارس کا کلام، عرب کے کاہنوں کی کہانتیں اور قبیلہ حمیر کے لوگوں کی باتیں سنی ہیں مگر محمد رسول اللہ ﷺ کا کلام ان سب سے منفرد ہے، پس تم لوگ محمد ﷺ کے بارے میں میری پیروی کرو اگر انہیں غلبہ نصیب ہوا تو تم سب اس سے بہرہ مند ہو گئے اور اگر صورت اس سے مختلف ہوئی تو پھر بھی عرب تمہاری طرف پیش قدمی نہیں کریں گے، قیس رضی اللہ عنہ بن نشبہ کی باتیں سن کر بنوسلیم کے کچھ لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے

وَقَدْ كَانَ رَاشِدُ بْنُ عَبْدِ رَبِّهِ السُّلَمِيُّ يَعْبُدُ صَنَمًا، فَرَآهُ يَوْمًا وَثَعْلَبَانِ يَبُولَانِ عَلَيْهِ

اسی قبیلہ کے ایک شخص راشد بن عبد ربہ سلمی بھی تھے جو اپنے قبیلے کے بت سواع کے نگران تھے، ایک دن وہ معبد میں اپنے معبود کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے کہ دو لومڑیاں معبد کے اندر گھس آئیں اور انہوں نے سواع کی مورتی پر پیشاب کرنا شروع کر دیا یہ حالت دیکھ کر غادی بن ظالم کی دنیا ہی بدل گئی وہ اچھی طرح سمجھ گئے کہ جو معبود اتنے بے خبر ہیں کہ لومڑیاں ان پر پیشاب کر گئیں اور انہیں خبر تک نہ ہوئی، وہ پرستش کرنے والوں کی پکار کو کیسے سن سکتے ہیں، جو خود اتنے بے بس و بے کس ہیں کہ اپنے سر پر لومڑیوں کو بھی پیشاب کرنے سے نہیں روک سکتے

وہ دوسرے حاجت مندوں کی حاجت روائی کیسے کر سکتے ہیں،اس وقت انہوں نے یہ شعر پڑھا۔

أربٌ يبولُ الثّعلبان بَرأْسِهِ　　　　لَقَدْ ذَلَّ مَنْ بالث عَلَيْهِ الثَّعَالِبُ

بلاشبہ وہ ذلیل ہوا جس پر لومڑیوں نے پیشاب کیا　کیا وہ ذات رب ہو سکتی ہے جس کے سر پر دو لومڑیاں پیشاب کریں

ثُمَّ شَدَّ عَلَيْهِ فكَسَّرَهُ، ثُمَّ جاءَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْلَمَ،فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اسْمُكَ؟ قَالَ: ظَالِمٌ،فَقَالَ: بَلْ أَنْتَ رَاشِدُ بْنُ عَبْدِ رَبِّهِ

بس پھر کیا تھا انہوں نے اپنے آباواجداد کے معبود سواع کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے، پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کرلیا، نبی کریم ﷺ نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا ظالم، آپ ﷺ کی عادت مبارک تھی کہ ناپسندیدہ ناموں کو اچھے ناموں میں بدل دیا کرتے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا نام راشد بن عبد ربہ ہے۔[1]

بعض جگہوں پر راشد بن عبد اللہ اور راشد بن عبد رب بھی لکھا ہے، چنانچہ انہوں نے اسی نام سے شہرت پائی، رسول اللہ ﷺ ان کی بہت قدر و منزلت فرماتے تھے، آپ ﷺ نے انہیں حجاز میں واقع موضع رُھاطؔ میں زمین کا ایک ٹکڑا عطا فرمائی اور یہ تحریر لکھ دی۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

هَذَا مَا أَعْطَى مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ رَاشِدَ بْنَ عَبْدِ رب السلمى، أعطَاهُ غلوتين وغلوة بِحجر برهاط ، فَمن خافه فَلَا حَقَّ لَهُ وَحَقُّهُ حَقٌّ

وَكَتَبَ خَالِدُ بْنُ سَعِيدٍ.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ وہ عطیہ ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ نے راشد بن عبد رب السلمی کو دیا، آپ نے ان کو موضع رھاط میں دو تیر کی زد کے بقدر (طول میں) اور ایک پتھر کی زد کے بقدر (عرض میں) زمین عطا فرمائی، پس جو شخص بھی اس پر اپنا حق جتائے گا اس کا حق تسلیم نہیں کیا جائے گا اور اصل حق انہیں کا ہے۔

کاتب خالد بن سعید۔[2]

فَأَسْلَمَ وَحَسُنَ إِسْلَامُهُ وشهد الْفَتْح مع النَّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلّى الله عليه وسلم :خَيْرقرىٰ عَرَبِيَّة خَيْبَرَ وَخَيْرُبَنِي سُلَيْم رَاشِد،وَعَقَدَ لَهُ عَلَى قَوْمِهِ

ایک روایت میں ہے جب راشد بن عبد رب رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرلیا اور ان کا اسلام بہترین تھا اور وہ فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھے، رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا عرب کی بستیوں میں بہترین بستی خیبر کی ہے اور بنی سلیم میں بہترین آدمی

---

[1] ابن سعد ۱۰۸/۱، البداية والنهاية ۱۰۷/۵

[2] السيرة النبوية لابن كثير ۶۷۶/۴، البداية والنهاية ۳۵۶/۵

راشد ہیں اور انہیں اپنی قوم پر عامل مقرر فرمایا۔ (۱)

عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص کا قبول اسلام

وذکر الزّبیر بن بکّار أنّ رجلاقَالَ لِعَمْرِو: ما أبطأ بك عن الإسلام وأنت أنت في عقلك؟قال: إنا کنا مع قوم لهم علينا تقدّم ،وكانوا ممّن يواري حلومهم الخبال فلما بعث النبيّ صلى الله عليه وسلّم، فأنكروا عليه فلذنا بهم ، فلما ذهبوا وصار الأمر إلينا نظرنا وتدبّرنا فإذا حقّ بيّن، فوقع في قلبي الإسلام،فعرفت قريش ذلك مني من إبطائي عما كنت أسرع فيه من عونهم عليه فبعثوا إليّ فتى منهم،فناظرني في ذلك، فقلت: أنشدك الله ربك وربّ من قبلك ومن بعدك، أنحن أهدى أم فارس والروم؟ قال: نحن أهدى، قلت: فنحن أوسع عيشا أم هم؟قال: هم، قلت: فما ينفعنا فضلنا عليهم إن لم يكن لنا فضل إلا في الدنيا، وهم أعظم منا فيها أمرا في كل شيء.وقد وقع في نفسي أن الّذي يقوله محمد من أنّ البعث بعد الموت ليجزي المحسن بإحسانه والمسيء بإساءته حقّ، ولا خير في التمادي في الباطل

زبیر بن بکار کہتے ہیں ایک شخص نے عمرو بن عاص سے پوچھا تنے دانشمند و سمجھدار ہو کر تم اتنی دیر تک اسلام سے کیوں دور رہے؟انہوں نے کہا ہم اس قوم کے ساتھ تھے جنہیں ہم پر تقدم تھا اور ان کی عقلیں پہاڑوں کا مقابلہ کرتی تھیں پس ہم ان کی پناہ میں رہے، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تو انہوں نے ان کا انکار کیا ہم نے بھی ان کی تقلید میں انکار کر دیا، جب وہ اس دنیا سے چلے گئے اور معاملات ہمارے ہاتھ میں آ گئے تو ہم نے اس بات پر غور وفکر اور تدبر شروع کر دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق پر ہیں یا ہم،اس غور وفکر سے اسلام کی حقیقت مجھ پر کھلنے لگی اور دل ودماغ برابر متاثر ہوتے چلے گئے یہاں تک کہ میں نے مسلمانوں کی مخالفت سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا، میرا رویہ دیکھ کر قریش نے ایک آدمی حقیقت حال معلوم کرنے کے لیے میرے پاس بھیجا اس نے آکر مجھ سے بحث شروع کر دی، میں نے اس سے پوچھا کیا تم اللہ کے بارے میں یہ گواہی دیتے ہو کہ وہ پہلے بھی تھا اور بعد میں بھی ہو گا، کیا ہم حق پر ہیں یا اہل فارس وروم؟اس نے کہا بیشک ہم حق پر ہیں،اس پر میں نے اس سے سوال کیا دولت اور عیش وآرام ان کو میسر ہے یا ہمیں؟ اس نے کہا یہ تو ان کو میسر ہیں، میں نے کہا تو پھر یہ ہماری حق پرستی (یعنی بت پرستی) کس دن کام آئے گی جبکہ اس دنیا میں باطل پرستوں کے مقابلے میں ہم تنگ حال ہیں اور وہ ہم پر ہر طرح کی فضیلت رکھتے ہیں،اس لیے میں سوچ رہا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی یہ تعلیم کتنی صحیح اور دل لگتی ہے کہ مرنے کے بعد ایک دوسرا عالم ہو گا جہاں ہر شخص کو اس کے اعمال کے مطابق بدلہ ملے گا۔ (۲)

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ غزوہ احزاب کے بعد عمرو رضی اللہ عنہ بن عاص نے صحیح خطوط پر سوچنا شروع کر دیا تھا یہی غور وفکر ان کے قبول اسلام

(۱) ابن سعد ۱/۳۰۸

(۲) الإصابة في تميز الصحابة ۴/۵۳۷

کی بنیاد بن گئی۔

عمرو رضی اللہ عنہ بن عاص نے اپنے قبول اسلام کا واقعہ خود بیان کیا ہے، مسند احمد میں ان کی زبانی روایت ہے۔

عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ مِنْ فِيهِ، قَالَ: لَمَّا انْصَرَفْنَا مِنَ الْأَحْزَابِ عَنِ الْخَنْدَقِ، جَمَعْتُ رِجَالًا مِنْ قُرَيْشٍ كَانُوا يَرَوْنَ مَكَانِي، وَيَسْمَعُونَ مِنِّي، فَقُلْتُ لَهُمْ: تَعْلَمُونَ، وَاللهِ إِنِّي لَأَرَى أَمْرَ مُحَمَّدٍ يَعْلُو الْأُمُورَ عُلُوًّا كَبِيرًا، وَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ رَأْيًا، فَمَا تَرَوْنَ فِيهِ؟ قَالُوا: وَمَا رَأَيْتَ؟ قَالَ: رَأَيْتُ أَنْ نَلْحَقَ بِالنَّجَاشِيِّ فَنَكُونَ عِنْدَهُ، فَإِنْ ظَهَرَ مُحَمَّدٌ عَلَى قَوْمِنَا، كُنَّا عِنْدَ النَّجَاشِيِّ، فَإِنَّا أَنْ نَكُونَ تَحْتَ يَدَيْهِ أَحَبُّ إِلَيْنَا مِنْ أَنْ نَكُونَ تَحْتَ يَدَيْ مُحَمَّدٍ، وَإِنْ ظَهَرَ قَوْمُنَا فَنَحْنُ مَنْ قَدْ عُرِفُوا، فَلَنْ يَأْتِيَنَا مِنْهُمْ إِلَّا خَيْرٌ، فَقَالُوا: إِنَّ هَذَا الرَّأْيُ

جب ہم لوگ غزوہ احزاب سے واپس (مکہ مکرمہ) آئے تو جو لوگ میرے مرتبے سے واقف اور میری بات سنتے تھے کو بلا بھیجا جب وہ آ گئے تو میں نے ان سے کہا اور ان سے کہا کہ تم جانتے ہو، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ناپسندیدہ طور پر بہت سے معاملات میں غالب آتے جا رہے ہیں، میری ایک رائے ہے معلوم نہیں تم اس کو کیسا سمجھتے ہو؟ انہوں نے پوچھا کیا رائے ہے؟ میں نے کہا میرا خیال ہے کہ ہم لوگ نجاشی کے پاس حبش جا کر مقیم ہو جائیں اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہماری قوم پر غالب آ گئے تو ہم لوگ وہیں نجاشی کے پاس ٹھیر جائیں گے کیونکہ نجاشی کے پاس رہنا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ماتحت ہو کر رہنے سے بہتر ہے اور اگر ہماری قوم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر غالب آ گئی تو ہمارے ساتھ اس کا برتاؤ اچھا ہی ہو گا کیونکہ ہم معزز لوگ ہیں، وہ کہنے لگے کہ یہ تو بہت عمدہ رائے ہے،

قَالَ: فَقُلْتُ لَهُمْ: فَاجْمَعُوا لَهُ مَا نُهْدِي لَهُ، وَكَانَ أَحَبَّ مَا يُهْدَى إِلَيْهِ مِنْ أَرْضِنَا الْأَدَمُ، فَجَمَعْنَا لَهُ أُدُمًا كَثِيرًا، فَخَرَجْنَا حَتَّى قَدِمْنَا عَلَيْهِ، فَوَاللهِ إِنَّا لَعِنْدَهُ إِذْ جَاءَ عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيُّ، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ بَعَثَهُ إِلَيْهِ فِي شَأْنِ جَعْفَرٍ وَأَصْحَابِهِ، قَالَ: فَدَخَلَ عَلَيْهِ ثُمَّ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهِ، قَالَ: فَقُلْتُ لِأَصْحَابِي: هَذَا عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ، لَوْ قَدْ دَخَلْتُ عَلَى النَّجَاشِيِّ فَسَأَلْتُهُ إِيَّاهُ فَأَعْطَانِيهِ، فَضَرَبْتُ عُنُقَهُ، فَإِذَا فَعَلْتُ ذَلِكَ رَأَتْ قُرَيْشٌ أَنِّي قَدْ أَجْزَأْتُ عَنْهَا حِينَ قَتَلْتُ رَسُولَ مُحَمَّدٍ، قَالَ: فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ، فَسَجَدْتُ لَهُ كَمَا كُنْتُ أَصْنَعُ، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِصَدِيقِي، أَهْدَيْتَ لِي مِنْ بِلَادِكَ شَيْئًا؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ أَيُّهَا الْمَلِكُ، قَدْ أَهْدَيْتُ لَكَ أُدُمًا كَثِيرًا قَالَ: ثُمَّ قَدَّمْتُهُ إِلَيْهِ، فَأَعْجَبَهُ وَاشْتَهَاهُ

میں نے ان سے کہا کہ پھر نجاشی کو ہدیہ پیش کرنے کے لئے کچھ جمع کرو، اس وقت ہمارے علاقوں میں سب سے زیادہ بہترین ہدیہ چمڑا ہوتا تھا لہٰذا ہم نے بہت سا چمڑا جمع کر لیا اور روانہ ہو گئے یہاں تک کہ حبشہ پہنچ گئے، جب ہم وہاں پہنچے تو ابھی اس کے پاس ہی تھے کہ عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ نجاشی کے پاس آ گئے جنہیں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جعفر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے حوالے سے نجاشی کے پاس بھیجا تھا، جب وہ واپس چلے گئے تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہ عمرو بن امیہ ضمری ہے، اگر میں نجاشی کے پاس گیا تو اس سے درخواست کروں گا کہ عمرو کو میرے حوالے کر دے، اگر اس نے اسے میرے حوالے کر دیا تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا اور

قریش کے لوگ بھی دیکھ لیں گے کہ جب میں نے محمد (ﷺ) کے قاصد کو قتل کر دیا تو ان کی طرف سے بدلہ چکا دیا، چنانچہ میں نے نجاشی کے پاس پہنچ کر اسے سجدہ کیا جیسا کہ پہلے بھی کرتا تھا، نجاشی نے کہا کہ میرے دوست کو خوش آمدید، کیا تم اپنے علاقے سے میرے لئے کچھ ہدیہ لائے ہو؟ میں نے کہا جی، بادشاہ سلامت! میں آپ کے لئے بہت سا چمڑا ہدیئے میں لے کر آیا ہوں یہ کہہ کر میں نے وہ چمڑا اس کی خدمت میں پیش کر دیا جو اسے وہ بہت پسند آیا

ثُمَّ قُلْتُ لَهُ: أَيُّهَا الْمَلِكُ إِنِّي قَدْ رَأَيْتُ رَجُلًا خَرَجَ مِنْ عِنْدِكَ، وَهُوَ رَسُولُ رَجُلٍ عَدُوٍّ لَنَا، فَأَعْطِنِيهِ لِأَقْتُلَهُ، فَإِنَّهُ قَدْ أَصَابَ مِنْ أَشْرَافِنَا وَخِيَارِنَا، قَالَ: فَغَضِبَ ثُمَّ مَدَّ يَدَهُ فَضَرَبَ بِهَا أَنْفَهُ ضَرْبَةً ظَنَنْتُ أَنْ قَدْ كَسَرَهُ، فَلَوِ انْشَقَّتْ لِي الْأَرْضُ لَدَخَلْتُ فِيهَا فَرَقًا مِنْهُ، ثُمَّ قُلْتُ: أَيُّهَا الْمَلِكُ، وَاللهِ لَوْ ظَنَنْتُ أَنَّكَ تَكْرَهُ هَذَا مَا سَأَلْتُكَهُ،فَقَالَ: أَتَسْأَلُنِي أَنْ أُعْطِيَكَ رَسُولَ رَجُلٍ يَأْتِيهِ النَّامُوسُ الْأَكْبَرُ الَّذِي كَانَ يَأْتِي مُوسَى لِتَقْتُلَهُ؟ قَالَ: قُلْتُ: أَيُّهَا الْمَلِكُ أَكَذَاكَ هُوَ؟ فَقَالَ: وَيْحَكَ يَا عَمْرُو، أَطِعْنِي وَاتَّبِعْهُ، فَإِنَّهُ وَاللهِ لَعَلَى الْحَقِّ، وَلَيَظْهَرَنَّ عَلَى مَنْ خَالَفَهُ كَمَا ظَهَرَ مُوسَى عَلَى فِرْعَوْنَ وَجُنُودِهِ

پھر میں نے اس سے کہا کہ بادشاہ سلامت! میں نے ابھی آپ کے پاس سے ایک آدمی کو نکلتے ہوئے دیکھا جو ہمارے ایک دشمن کا قاصد ہے، آپ اسے میرے حوالے کر دیں تا کہ میں اسے قتل کر سکوں کیونکہ اس نے ہمارے بہت سے معززین اور بہترین لوگوں کو زخم پہنچائے ہیں، یہ سن کر نجاشی غضب ناک ہو گیا اور اپنا ہاتھ کھینچ کر اپنی ناک پر اتنی زور سے مارا کہ میں سمجھا کہ اس کی ناک ٹوٹ گئی ہے اس وقت اگر زمین شق ہو جاتی تو میں اس میں اتر جاتا، میں نے کہا بادشاہ سلامت! اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ کو یہ بات اتنی ناگوار گذرے گی تو میں آپ سے کبھی اس کی درخواست نہ کرتا، نجاشی نے کہا کہ کیا تم مجھ سے اس شخص کا قاصد مانگتے ہو جس کے پاس وہی ناموس اکبر آتا ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس آتا تھا تا کہ تم اسے قتل کر دو؟ میں نے پوچھا بادشاہ سلامت! کیا واقعی اسی طرح ہے؟ نجاشی نے کہا عمرو! تم پر افسوس ہے، میری بات مانو تو ان کی اتباع کر لو، واللہ وہ حق پر ہیں اور وہ اپنے مخالفین پر ضرور غالب آئیں گے جیسے موسیٰ علیہ السلام فرعون اور اس کے لشکروں پر غالب آئے تھے،

قَالَ: قُلْتُ: فَبَايِعْنِي لَهُ عَلَى الْإِسْلَامِ، قَالَ: نَعَمْ، فَبَسَطَ يَدَهُ وَبَايَعْتُهُ عَلَى الْإِسْلَامِ ، ثُمَّ خَرَجْتُ إِلَى أَصْحَابِي وَقَدْ حَالَ رَأْيِي عَمَّا كَانَ عَلَيْهِ، وَكَتَمْتُ أَصْحَابِي إِسْلَامِي، ثُمَّ خَرَجْتُ عَامِدًا لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُسْلِمَ، فَلَقِيتُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ وَذَلِكَ قُبَيْلَ الْفَتْحِ وَهُوَ مُقْبِلٌ مِنْ مَكَّةَ، فَقُلْتُ: أَيْنَ يَا أَبَا سُلَيْمَانَ؟ قَالَ: وَاللهِ لَقَدِ اسْتَقَامَ الْمَنْسِمُ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَنَبِيٌّ، أَذْهَبُ وَاللهِ أُسْلِمُ، فَحَتَّى مَتَى؟ قَالَ: قُلْتُ: وَاللهِ مَا جِئْتُ إِلَّا لِأُسْلِمَ

میں نے کہا کیا آپ ان کی طرف سے مجھے اسلام پر بیعت کرتے ہیں؟ نجاشی نے ہاں میں جواب دے کر اپنا ہاتھ پھیلا دیا اور میں نے اس سے اسلام پر بیعت کر لی، پھر میں اپنے ساتھیوں کے پاس واپس آیا تو میری حالت اور رائے پہلے سے بدل چکی تھی، میں نے اپنے ساتھیوں سے

اپنے اسلام کو مخفی رکھا اور کچھ ہی عرصے بعد قبول اسلام کے لئے رسول اللہ (ﷺ) کی خدمت میں حاضری کے ارادے سے روانہ ہو گیا، راستے میں خالد رضی اللہ عنہ بن ولید سے ملاقات ہوئی یہ واقعہ فتح مکہ سے پہلے کا ہے وہ مکہ مکرمہ سے آرہے تھے، میں نے ان سے پوچھا ابو سلیمان! کہاں کا قصد ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم! حالات درست ہو چکے، وہ شخص یقیناً نبی ہے اور اب میں اسلام قبول کرنے کے لئے جا رہا ہوں آخر ہم کب تک کفر کی ظلمتوں میں بھٹکتے رہیں گے؟ میں نے کہا اللہ کی قسم! میں بھی اسلام قبول کرنے کے لئے حبشہ سے آرہا ہوں،

قَالَ: فَقَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَدِمَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَأَسْلَمَ وَبَايَعَ، ثُمَّ دَنَوْتُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي أُبَايِعُكَ عَلَى أَنْ تَغْفِرَ لِي مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِي، وَلَا أَذْكُرُ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَا عَمْرُو، بَايِعْ، فَإِنَّ الْإِسْلَامَ يَجُبُّ مَا كَانَ قَبْلَهُ، وَإِنَّ الْهِجْرَةَ تَجُبُّ مَا كَانَ قَبْلَهَا قَالَ: فَبَايَعْتُهُ ثُمَّ انْصَرَفْتُ، قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ:وَقَدْ حَدَّثَنِي مَنْ لَا أَتَّهِمُ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ طَلْحَةَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ كَانَ مَعَهُمَا أَسْلَمَ حِينَ أَسْلَمَا

چنانچہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، پہلے خالد رضی اللہ عنہ بن ولید نے آگے بڑھ کر اسلام قبول کیا اور بیعت کی، پھر میں نے آگے بڑھ کر عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اس شرط پر آپ سے بیعت کرتا ہوں کہ آپ میری پچھلی خطاؤں کو معاف کر دیں بعد کے گناہوں کا میں تذکرہ نہیں کرتا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عمرو! بیعت کر لو کیونکہ اسلام پہلے کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور اس طرح ہجرت بھی پچھلے گناہوں کو ختم کر دیتی ہے، آپ ﷺ کے ارشاد سن کر میں مطمئن ہو گیا اور بیعت کر لی اور واپس مکہ مکرمہ لوٹ آیا، ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے بعض بااعتماد لوگوں نے بتایا ہے کہ ان دونوں کے ساتھ عثمان رضی اللہ عنہ بن طلحہ بن ابی طلحہ بھی تھے اور انہوں نے بھی ان دونوں کے ساتھ ہی اسلام قبول کر لیا تھا۔ (۱)

عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ الدَّارِ، وَأُمُّهُ بِنْتُ سَعِيدِ بْنِ سُمَيَّةَ، مِنْ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ مِنْ أَهْلِ قُبَاءَ، وَكَانَ إِسْلَامُهُ وَإِسْلَامُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فِي وَقْتٍ وَاحِدٍ

امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص کے ساتھ خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کے علاوہ عثمان رضی اللہ عنہ بن طلحہ عبدری نے بھی اسی وقت اسلام قبول کیا۔ (۲)

عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص کے صحیفہ حیات میں حب رسول، شجاعت، شوق جہاد، انفاق فی سبیل اللہ، شرافت، نرم دلی اور تدبیر و سیاست سب سے نمایاں ابواب ہیں۔

فزع أهل المدينة فزعا فتفرقوا فنظرت إلى سالم مولى أبي حذيفة في المسجد عليه سيف مختفيا، ففعلت مثله،

(۱) مسند احمد ۱۷۷۷۷، المنتظم في تاريخ الأمم والملوك ۱۹۶/۵، أسمى المطالب في سيرة أمير المؤمنين علي بن أبي طالب رضي الله عنه ۶۷۰/۲

(۲) مستدرک حاکم ۵۸۱۲

فخطب النبيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فقال: ألا يكون فزعكم إلى الله ورسوله، ألا فعلتم كما فعل هذان الرّجلان المؤمنان

حب رسول صَلَّى اللهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی یہ کیفیت تھی ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں ایک افواہ پر شدید اضطراب اور ہیجان پیدا ہو گیا سید الامم صَلَّى اللهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اس وقت چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے چونکہ حقیقت حال کا کسی کو علم نہیں تھا اس لیے عام بھگدڑ مچ گئی، اس نازک وقت میں صرف سالم رضی اللہ عنہ مولی ابو حذیفہ رضی اللہ عنہما اور عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص شمشیر بدست مسجد میں کھڑے رہے تا کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پر کوئی آنچ نہ آنے دیں اور ضرورت پڑے تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پر اپنی جانیں قربان کر دیں، صورت حال ذرا پرسکون ہوئی تو نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے لوگوں کے سامنے خطبہ ارشاد فرمایا جس میں فرمایا تم لوگ اللہ اور رسول کی پناہ میں کیوں نہ آئے اور عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص اور سالم رضی اللہ عنہ کو کیوں نہ نمونہ بنایا۔ (1)

سید الامم صَلَّى اللهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے متعدد موقعوں پر عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص کو کھلے لفظوں میں تعریف فرمائی، ایک مرتبہ ان کے ایمان کی تعریف میں فرمایا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنَا الْعَاصِ مُؤْمِنَانِ عَمْرٌو وَهِشَامٌ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا عاص بن وائل کے دونوں بیٹے ہشام رضی اللہ عنہ اور عمرو رضی اللہ عنہ سچے مومن ہیں۔ (2)

قَالَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ:سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ مِنْ صَالِحِي قُرَيْشٍ

طلحہ رضی اللہ عنہ بن عبید اللہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے سنا آپ صَلَّى اللهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فرما رہے تھے عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص قریش کے صالح لوگوں میں سے ہیں۔ (3)

عن جابرأن النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دخل على عمرو بن العاص فقال: نعم أهل البيت أبو عبد الله وأم عبد الله وعبد الله

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص کے پاس پہنچے اور فرمایا ابو عبد اللہ (عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص) ام عبد اللہ اور عبد اللہ کیا اچھے گھرانے کے لوگ ہیں۔ (4)

عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَقُولُ أَسْلَمَ النَّاسُ، وَآمَنَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ

اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ عمرو بن عاص لوگوں میں سب سے زیادہ سلامتی والا اور امن والا ہے۔ (5)

عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص ثروت کے لحاظ سے عرب کے سر برآوردہ لوگوں میں سے تھے لیکن جس قدر آپ امیر اور صاحب جائداد تھے اسی

(1) الإصابة في تمييز الصحابة ۴/۵۳۷

(2) مسند احمد ۸۰۴۲

(3) اسد الغابة ۴/۲۳۲،الإصابة في تمييز الصحابة ۴/۵۳۷

(4) كنزالعمال ۱۳/۵۴۸، الإصابة في تمييز الصحابة ۴/۵۳۷

(5) مسنداحمد ۱۷۴۱۳،مسند الروياني ۲۱۲،فضائل الصحابة الاحمدبن حنبل ۱۷۴۴،جامع ترمذی أَبْوَابُ الْمَنَاقِبِ بَابُ مَنَاقِبِ عَمْرِو بْنِ العَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ۳۸۴۴

قدر دریادل بھی تھے، اپنا مال بے دریغ اللہ کی راہ میں لٹاتے رہتے تھے خود فرماتے تھے سب سے بڑا سخی وہ ہے جو دنیا کو دین کی بہتری میں صرف کرے۔خود سید الامم ﷺ نے ایک مرتبہ ان کے جذبہ انفاق فی سبیل اللہ کی تین مرتبہ تعریف فرمائی،

عن جابرأن رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللهُمَّ اغْفِرْ لِعَمْرٍو ثَلاثًا،فَإِنِّي كُنْتُ إِذَا انْتَدَبْتُهُ لِلصَّدَقَةِجاءني بها

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا الٰہی! عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص کی مغفرت فرما کہ میں نے جب بھی ان کو صدقہ کے لیے بلایا وہ فوراً صدقہ لائے۔[1]

عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ رِمْثَةَ الْبَلَوِيِّ، أَنَّهُ قَالَ:بعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ إِلَى الْبَحْرَيْنِ، ثُمَّ خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَرِيَّةٍ ،وَخَرَجْنَا مَعَهُ فَنَعَسَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اسْتَيْقَظ، فَقَالَ:رَحِمَ اللهُ عَمْرًا، قَالَ: فَتَذَاكَرْنَا كُلَّ إِنْسَانٍ اسْمُهُ عَمْرٌو، فَنَعَسَ ثَانِيًا فَاسْتَيْقَظَ، فَقَالَ:رَحِمَ اللهُ عَمْرًا،ثُمَّ نَعَسَ الثَّالِثَةَ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ، فَقَالَ:رَحِمَ اللهُ عَمْرًا، فَقُلْنَا: مَنْ عَمْرٌو يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ:عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ ، قَالُوا: مَا بَالُهُ؟ قَالَ: ذَكَرْتُهُ إِنِّي كُنْتُ إِذَا نَدَبْتُ النَّاسَ إِلَى الصَّدَقَةِ، فَجَاءَ بِالصَّدَقَةِ فَأَجْزَلَ فَأَقُولُ لَهُ: مِنْ أَيْنَ لَكَ هَذَا؟ فَيَقُولُ: مِنْ عِنْدِ اللهِ وَصَدَقَ عَمْرٌو إِنَّ لِعَمْرٍو خَيْرًا كَثِيرًا

علقمہ رضی اللہ عنہ بن رمثہ بلوی کا یہ بیان ہے ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص کو کسی مہم پر بحرین بھیجا اور خود رسول اللہ ﷺ ایک دوسری مہم پر تشریف لے گئے ،ہم لوگ بھی رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے اثنائے راہ میں آپ ﷺ پر غنودگی طاری ہوگئی، بیدار ہوئے تو فرمایا اللہ عمرو رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے، یہ سن کر ہم میں سے ہر شخص عمرو رضی اللہ عنہ نام کے اشخاص کا ذکر کرنے لگا، آپ ﷺ کی دوبارہ پھر آنکھ لگ گئی بیدار ہوئے تو فرمایا اللہ عمرو رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے، تیسری مرتبہ پھر آپ ﷺ پر غنودگی طاری ہوگئی، بیدار ہوئے تو فرمایا اللہ عمرو رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے، تو ہم میں تاب ضبط نہ رہی اور ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کا اشارہ کس عمرو رضی اللہ عنہ کی طرف ہے؟ ارشاد فرمایا عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص کی طرف، ہم نے اس عنایت کا سبب دریافت کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا مجھے وہ وقت یاد آ گیا جب میں لوگوں سے صدقہ منگواتا تھا تو وہ کثیر صدقہ لاتے تھے میں پوچھتا کہاں سے لائے، تو کہتے اللہ نے دیا۔[2]

شرافت اور نرم دلی میں بھی وہ اپنی مثال آپ تھے۔

جنگ بلبیس میں مقوقس کی بیٹی گرفتار ہو کر ان کے سامنے پیش ہوئی تو اس کے ساتھ عزت واحترام سے پیش آئے اور بحفاظت اس کے باپ کے پاس واپس بھیج دیا۔

بغاوت اسکندریہ میں ایک قبطی رئیس طلما گرفتار ہو کر ان کے سامنے پیش ہوا تو اس کے ساتھ نہایت شریفانہ برتاؤ کیا اور متنبہ کر کے آزاد کر دیا کیونکہ قبطیوں نے عام طور پر بغاوت میں حصہ نہیں لیا تھا اور جو چند ایک شریک ہو گئے تھے ان کو رومیوں نے گمراہ کیا تھا۔

[1] الكامل في ضعفاء الرجال۷،۳۲۷/۳، كنزالعمال۵۴۹،۱۳/ ،تاريخ دمشق لابن عساكر۱۴۰،۴۶/

[2] مستدرک حاکم۵۹۱۶،مجمع الزوائد ومنبع الفوائد۳۵۲،۹/

تدبیر وسیاست اور فہم وفراست کے اعتبار سے عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص کا شمار عرب کے چوٹی کے مدبرین (وہاۃ عرب) میں ہوتا تھا ان کی سیرت پر بغور نظر ڈالیں تو یہی نتیجہ اخذ کرنا پڑے گا کہ دماغی قابلیت کے لحاظ سے وہ یکتائے عصر تھے ان کی اصابت رائے کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ خود رسول اللہ ﷺ نے انہیں صائب رائے فرمایا، وَعَنْ طَلْحَةَ يَعْنِي ابْنَ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: يَا عَمْرُو، إِنَّكَ لَذُو رَأْيٍ سَدِيدٍ فِي الْإِسْلَامِ

طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا آپ ﷺ نے عمرو رضی اللہ عنہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا اے عمرو رضی اللہ عنہ! تم اسلام میں صائب رائے کے آدمی ہو۔ (١)

مُوسَى بْنُ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ رَشِيدُ الْأَمْرِ

موسیٰ بن طلحہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا آپ فرما رہے تھے عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص ایک صاحب رائے آدمی ہیں۔ (٢)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جیسے مردم شناس عبقری کہا کرتے تھے عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص حکومت کے لیے موزوں ہیں۔ وہ جب کسی ناپختہ اور ضعیف رائے کے آدمی کو دیکھتے تو یہ کہہ کر حیرت کا اظہار کرتے اللہ اکبر! اس شخص کا اور عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص کا خالق ایک ہے۔

وَاسْتَعْمَلَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عُمَانَ

رسول اللہ ﷺ نے انہیں عمان کا والی مقرر فرمایا۔ (٣)

عمان میں لوگوں میں دنیا طلبی کا رجحان بڑھتے دیکھا تو بہت رنج ہوا، لوگوں کے سامنے اکثر خطبہ دیتے اور ان کو اتباع سنت کی ہدایت کرتے۔

عن علي بن رباح قال: سمعت عمرو بن العاص يقول على المنبر: مَا أَبْعَدَ هَدْيَكُمْ مِنْ هَدْيِ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَمَّا هُوَ فَكَانَ أَزْهَدَ النَّاسِ فِي الدُّنْيَا، وَأَنْتُمْ أَرْغَبُ النَّاسِ فِيهَا

علی بن رباح سے مروی ہے میں نے منبر پر عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص کو خطبہ دیتے ہوئے سنا لوگو! یہ تمہاری کیا حالت ہوگئی ہے کہ دنیا میں پھنس کر آخرت سے غافل ہوتے جارہے ہو رسول اللہ ﷺ نے جن امور سے اجتناب فرماتے تھے تم لوگ ان کی طرف راغب ہو رہے ہو حالانکہ تمہیں علم ہے کہ رسول اللہ ﷺ دنیا طلبی سے کتنے کنارہ کش رہتے تھے۔ (٤)

لما فتحت مصر أتى أهلها عمرو بن العاص حين دخل يوم من أشهر العجم فقالوا: يا أيها الأمير إن لنيلنا هذا سنة لا يجري إلا بها، قال: وما ذاك؟ قالوا: إذا كان إحدى عشرة ليلة تخلو من هذا الشهر عمدنا إلى جارية بكر بين

(١) مجمع الزوائد ومنبع الفوائد١٥٨٩٤، جامع المسانيد والسُّنَن الهادي لأقوم سَنَن٤٢٧/٤

(٢) كشف الأستار عن زوائد البزار ٢٧٢٠

(٣) اسد الغابة٢٣٢/٤

(٤) مسند احمد١٧٨٠٩، کنز العمال٤٢٥/٣

أبويها فأرضينا أبويها وجعلنا عليها من الثياب والحلي أفضل ما يكون ثم ألقيناها في هذا النيل

عہد امیرالمومنین سیدنا عمرفاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں جب عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص نے مصر فتح کیا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں مصر کا گورنر مقرر فرمایا، ایک دن بہت سے مصری ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ ہماری زراعت کا انحصار دریائے نیل کے پانی پر ہے جب دریائے نیل خشک ہوجاتا ہے تو جب تک ہم ایک رسم جو قدیم زمانے سے چلی آتی ہے ادا نہ کریں اس میں پانی نہیں چڑھتا، عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص نے پوچھا وہ کیا رسم ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہم چاند کی گیارہ تاریخ (بروایت دیگر ہر سال جون کی بارہ تاریخ) کو ایک کنواری لڑکی کا انتخاب کرتے ہیں اور اس کے والدین کی مرضی سے اس کو بیش قیمت زیوارت اور کپڑے پہناتے ہیں پھر اس کو دریائے نیل کی بھینٹ چڑھا دیتے ہیں اس طرح دریا میں پانی چڑھ جاتا ہے، آج کل بھی دریا میں پانی بہت کم ہوگیا ہے اس لیے آپ ہمیں اپنی یہ قدیم رسم ادا کرنے کی اجازت دیں،

فقال لهم عمرو: إن هذا لا يكون أبدًا في الإسلام، وإن الإسلام يهدم ما كان قبله، فأقاموا والنيل لا يجري قليلاً ولا كثيرًا، حتى هموا بالجلاء، فلما رأى ذلك عمرو كتب إلى عمر بن الخطاب بذلك، فكتب له أن: قد أصبت بالذي قلت، وإن الإسلام يهدم ما كان قبله، وبعث بطاقة في داخل كتابه وكتب إلى عمرو: إني قد بعثت إليك ببطاقة في داخل كتابي فألقها في النيل، فلما قدم كتاب عمر إلى عمرو بن العاص أخذ البطاقة ففتحهافإذا فيها

عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص نے فرمایا جو کچھ تم نے کہا یہ محض توہم پرستی ہے اسلام ایسے اوہام اور لغویات کو مٹانے کے لیے آیا ہے میں تم کو کسی بے گناہ لڑکی پر ایسا ظلم کرنے کی اجازت ہرگز نہ دوں گا، مصری مایوس ہوکر چلے گئے، اتفاق سے دریائے نیل میں پانی بالکل کم ہوگیا اور بہت سے لوگ قحط کے ڈر سے وطن چھوڑنے کی تیاری کرنے لگے، عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص نے اس صورت حال کی اطلاع امیرالمومنین سیدنا عمرفاروق رضی اللہ عنہ کو دی، توانہوں نے لکھا الحمد للہ! تم نے مصریوں کو ٹھیک جواب دیا فی الحقیقت اسلام ایسی رسوم باطلہ کو مٹانے آیا ہے میں اس خط کے ساتھ ایک رقعہ بھیج رہا ہوں اس کو دریائے نیل میں ڈال دو، عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص کو یہ خط ملا تو انہوں نے رقعہ کو دریائے نیل میں ڈالنے سے پہلے اس کی عبارت پڑھی جو یوں تھی۔

من عبد الله عمر بن الخطاب أمير المؤمنين إلى نيل مصر:

أما بعد، فإن كنت تجري من قبلك فلا تجرِ، وإن كان الله يجريك فأسأل الله الواحد القهار أن يجريك

اللہ کے بندے عمر رضی اللہ عنہ امیرالمومنین کی طرف سے دریائے نیل کو

امابعد! معلوم ہو کہ اگر تو اپنے اختیار سے بہہ رہا ہے تو رک جا اور اگر تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے بہہ رہا ہے تو میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتا ہوں کہ وہ تجھے پہلے کی طرح رواں کردے۔

فألقى البطاقة في النيل قبل الصليب بيوم، فأصبحوا وقد أجراه الله تعالى ستة عشر ذراعًا في ليلة واحدة، فقطع الله تلك السنّة عن أهل مصر إلى اليوم

عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص اور ان کے ساتھی یہ رقعہ دریا میں ڈال کر واپس آ گئے، اگلی صبح کو جب اہل مصر نیند سے بیدار ہوئے تو انہوں نے قدرت الٰہی کا عجیب منظر دیکھا کہ دریائے نیل میں پانی سولہ ہاتھ اٹھ گیا تھا اور زمین سیراب ہو رہی تھی (یعنی دریائے نیل عقل وشعور سے مالامال تھا) یہ منظر دیکھ کر بہت سے مصری حلقہ بگوش اسلام ہو گئے اور اہل مصر میں یہ ظالمانہ رسم ہمیشہ کے لیے ختم ہو گئی۔[1]

یہ روایت منکر ہے، اس قصہ کو بیان کرنے والے کا کوئی سراغ ہی نہیں ملتا کہ وہ کون تھا اور کیسا تھا، ایک مجہول نامعلوم شخص ہے جس نے یہ قصہ بیان کیا۔

أن الناس بالمدينة أصابهم جهد شديد في خلافة عمر بن الخطاب في سنة الرمادة

لیث بن سعد سے مروی ہے اکیس ہجری میں مدینہ منورہ اور اس کے نواح میں خشک سالی نے قیامت ڈھادی، نالے ندیاں جن سے مدینہ منورہ کے کھیت اور نخلستان سیراب ہوتے تھے سوکھ گئے، تاجروں نے مدینہ آنا بند کر دیا، انسان اور مویشی سوکھ کر کانٹا بن گئے، بازار میں کھانے پینے کی چیزیں نہ ملتیں اور اگر ملتیں تو گراں قیمت پر، ساٹھ ہزار بدو بھوک سے بے تاب ہو کر صحراؤں سے نکل پڑے اور مدینہ کو گھیر لیا۔

امیر المومنین سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ نے اس قحط پر قابو پانے کے لیے عراق، شام اور مصر کے گورنروں سے مدد طلب کی، معاویہ رضی اللہ عنہ والی شام نے غلہ سے لدے ہوئے تین ہزار اونٹ اور اتنے ہی کپڑے بھیجے، والی کوفہ نے دو ہزار اونٹ بھیجے، اسی طرح عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص نے اونٹوں کا ایک بہت بڑا قافلہ غلہ اور کپڑوں سے لدوا کر بھیجا چونکہ مصر خشکی کا راستہ بہت دور تھا اس لیے غلہ پہنچنے میں دیر ہوئی تو امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص کو یہ خط لکھا

من عبد الله عمر أمير المؤمنين إلى العاص بن العاص، سلام!

أما بعد فلعمري يا عمرو! ما تبالي إذا شبعت أنت ومن معك أن أهلك أنا ومن معي، فيا غوثاه! ثم يا غوثاه

عبد اللہ عمر امیر المومنین کی طرف سے عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص کو سلام علیک

امابعد! میری جان کی قسم عمرو! اگر تمہارا اور تمہارے ساتھیوں کا پیٹ بھرا ہے اور میں اور میرے ساتھی بھوکوں مریں تو تمہیں پرواہ نہ ہو، المدد، المدد۔

ایک روایت کے مطابق اس خط کے یہ الفاظ تھے۔

مدد، مدد، عربوں کی مدد، اونٹوں کا ایک قافلہ جس کا اگلا حصہ میرے پاس ہو اور پچھلا تمہارے پاس، عباؤں میں آٹا بھر کر میرے پاس روانہ کرو۔

فكتب إليه عمرو بن العاص

لعبد الله عمر أمير المؤمنين من عمرو بن العاص

أما بعد فيا لبيك! ثم يا لبيك! وقد بعثت إليك بعير أولها عندك وآخرها عندي، والسلام عليك ورحمة الله وبركاته

[1] تاريخ الخلفاء ١٠٣/١، حسن المحاضرة في تاريخ مصر والقاهرة ٢/٣٥٣

عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو یہ خط لکھا۔

اللہ کے بندے عمر رضی اللہ عنہ امیر المومنین کی طرف عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص کا خط

امابعد! لبیک لبیک اے امیر المومنین! جلد ہی آپ کے پاس غلہ سے لدے ہوئے اونٹوں کا اتنا بڑا قافلہ پہنچے گا کہ اس کا اگلا حصہ آپ کے پاس ہو گا اور پچھلا میرے پاس ہو گا، والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک روایت میں ہے

أمابعد؛ فيا لبيك ثم يا لبّيك، أتتك عير أوّلها عندك وآخرها عندى، مع أنى أرجو أن أجد السبيل إلى أن أحمل إليك فى البحر

امابعد! لبیک لبیک اے امیر المومنین! جلد ہی آپ کے پاس غلہ سے لدے ہوئے اونٹوں کا اتنا بڑا قافلہ پہنچے گا کہ اس کا اگلا حصہ آپ کے پاس ہو گا اور پچھلا میرے پاس ہو گا، مجھے امید ہے کہ ایسی صورت بھی نکل آئے گی کہ آپ کے پاس سمندر کی راہ سے غلہ بھیج سکوں گا۔[1]

فبعث عمرو إليه بعير عظيمة فكان أولها بالمدينة وآخرها بمصر يتبع بعضها بعضا

عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص نے غلہ اور کپڑوں پر مشتمل اتنا بڑا قافلہ روانہ کیا کہ اس کا اگلا حصہ مدینہ منورہ میں تھا اور آخری حصہ مصر میں تھا اور وہ ایک دوسرے کے پیچھے چل رہے تھے۔[2]

امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو سمندری راستے کے بارے میں عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص کا ارادہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی

فكتب إليه: إنى نظرت فى أمر البحر فإذا هو عسر لا يلتأم ولا يستطاع

لیکن چند دن بعد انہیں عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص کا خط ملا کہ سمندری راستہ کھولنا اتنا دشوار اور مہنگا ہے کہ اس پر عمل کرنا ممکن نہیں۔[3]

اس پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سخت غضبناک ہوئے اور عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص کو لکھا کہ تم نیل سے سمندر تک نہر کھدواؤ چاہے اس پر تمہیں مصر کا سارا خراج صرف کرنا پڑے۔

وكتب إلى عمرو بن العاص يقدم عليه هو وجماعة من أهل مصر، فقدموا عليه ،فقال عمر: يا عمرو؛ إن الله قد فتح على المسلمين مصر، وهي كثيرة الخير والطعام، وقد ألقى في روعي لما أحببت من الرفق بأهل الحرمين، والتوسعة عليهمأن أحفر خليجًا من نيلها حتى يسيل في البحر، فهو أسهل لما نريد من حمل الطعام إلى المدينة ومكة؛ فإن حمله على الظهر يبعد ولا نبلغ معه ما نريد

[1] فتوح مصر والمغرب ۱۹۲/۱

[2] كنزالعمال ۶۱۵/۱۲، حياة الصحابة ۴۶۷/۲

[3] فتوح مصر والمغرب ۱۹۳/۱

علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے حسن المحاضرہ میں لکھا ہے امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سلسلہ میں عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص کو خط لکھا کہ وہ مصر کے لوگوں کی ایک جماعت کے ساتھ مدینہ آئیں، وہ حاضر ہو گئے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے عمرو رضی اللہ عنہ! اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مصر پر فتح نصیب فرمائی ہے، وہاں خوشحالی ہے، اگر ایک نہر کھود کر دریائے نیل کو سمندر سے ملا دیا جائے تو مکہ اور مدینہ میں مصر سے غلہ آنے میں آسانی ہو گئی اور عرب میں قحط اور گرانی کا کبھی اندیشہ نہ ہو گا ورنہ خشکی کی راہ سے غلہ لانا دقت سے خالی نہیں۔ [1]

فانصرف عمرو، وجمع لذلك من الفعلة ما بلغ منه ما أراد،ثم احتفر الخليج الذي فى حاشية الفسطاط، الذي يقال له خليج أمير المؤمنين، فساقه من النيل إلى القلزم؛ فلم يأت الحول حتى جرت فيه السفن، فحمل فيه ما أراد من الطعام إلى المدينة ومكّة، فنفع الله بذلك أهل الحرمين، وسمّى خليج أمير المؤمنين.

چنانچہ عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص واپس مصر آئے اور لوگوں کو جمع کر کے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ارادہ سے آگاہ کیا اور انہوں نے فوراً کام شروع کر دیا اور فسطاط کے قریب دریائے نیل سے بحرہ قلزم تک تقریباً ٦٩ میل لمبی نہر چھ ماہ کے اندر تیار کرا دی، جہاز اس نہر کے ذریعے دریائے نیل سے چل کر بحر قلزم میں آتے تھے اور وہاں سے جدہ پہنچ کر لنگر انداز ہوتے تھے، یہ نہر نہر امیر المومنین کے نام سے مشہور ہوئی اور مدتوں جاری رہی، سالہا سال بعد حکام کی لاپروائی سے یہ نہر بند ہو گئی۔

علامہ شبلی نعمانی نے الفاروق میں لکھا ہے۔

ایک عجیب بات یہ ہے کہ عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص نے بحر روم و بحر قلزم کو براہ راست ملا دینے کا ارادہ کیا چنانچہ اس کے لیے موقع اور جگہ کی تجویز بھی کر لی تھی اور چاہا تھا کہ فرما کے پاس سے جہاں بحر روم و بحر قلزم میں صرف ستر میل کا فاصلہ رہ جاتا ہے نہر نکال کر دونوں سمندروں کو ملا دیا جائے لیکن امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو ان کے ارادے سے اطلاع ہوئی تو ناراضمندی ظاہر کی اور لکھ بھیجا کہ اگر ایسا ہوا تو یونانی جہازوں میں آ کر حاجیوں کو اڑا لے جائیں گے، اگر عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص کو اجازت مل جاتی تو نہر سویز کی ایجاد کا فخر درحقیقت عرب کے حصے میں آتا۔

عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص نے اپنے حسن سلوک سے مصریوں کے دل موہ لیے تھے اور وہ ان کو اپنا مربی سمجھتے تھے کبھی کبھار غصہ آ جاتا تھا لیکن عام طور پر نہایت شریں گفتار اور خوش اخلاق تھے، ایک دفعہ ایک بڈھے خچر پر سوار ہو کر کہیں جا رہے تھے ایک صاحب دیکھ کر بولے کہ آپ امیر مصر ہو کر ایسے جانور پر سوار ہوتے ہیں، فرمایا جانور جب تک بوجھ اٹھائے، بیوی جب تک وفاشعار رہے، دوست جب تک رازدار رہے میں کسی سے بیزار نہیں ہوتا۔

عَنْ عَوَانَةَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ: عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ يَقُولُ: عَجَبًا لِمَنْ نَزَلَ بِهِ الْمَوْتُ وَعَقْلُهُ مَعَهُ كَيْفَ لَا يَصِفُهُ، فَلَمَّا نَزَلَ بِهِ قَالَ لَهُ ابْنُهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو: يَا أَبَتِ إِنَّكَ كُنْتَ تَقُولُ: عَجَبًا لِمَنْ نَزَلَ بِهِ الْمَوْتُ وَعَقْلُهُ مَعَهُ كَيْفَ لَا يَصِفُهُ , فَصِفْ لَنَا الْمَوْتَ وَعَقْلُكَ مَعَكَ، فَقَالَ: يَا بُنَيَّ الْمَوْتُ أَجَلُّ مِنْ أَنْ يُوصَفَ، وَلَكِنِّي سَأَصِفُ لَكَ مِنْهُ شَيْئًا: أَجِدُنِي كَأَنَّ

[1] حسن المحاضرة في تاريخ مصر والقاهرة ١٥٦/١

عَلَى عُنُقِي جِبَالُ رَضْوَى، وَأَجِدُنِي كَأَنَّ فِي جَوْفِي شَوْكَ السِّلَاءِ، وَأَجِدُنِي كَأَنَّ نَفَسِي يَخْرُجُ مِنْ ثَقْبِ إِبْرَةٍ

عوانہ بن الحکم کہتے ہیں عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص زندگی میں اس بات پر حیرت کا اظہار کرتے تھے کہ بعض لوگ موت کے وقت پورے ہوش و ہواس میں ہوتے ہیں لیکن وہ موت کی حقیقت نہیں بیان کر سکتے، نزع کے وقت ان کے فرزند نے کہا ابا جان! آپ کے ہوش و حواس پوری طرح قائم ہیں ذرا موت کی کیفیت تو بیان کیجیے، فرمایا بیٹا! اس کی کیفیت حد بیان سے باہر ہے بس مجھ کو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جبل رضوی میری گردن پر لوٹا پڑتا ہے، میری آنتوں کو کھجور کے کانٹوں پر گھسیٹا جا رہا ہے اور میری جان سوئی کے ناکے سے نکل رہی ہے۔ (۱)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَاهُ أَوْصَاهُ قَالَ:يَا بُنَيَّ إِذَا مِتُّ فَاغْسِلْنِي غَسْلَةً بِالْمَاءِ ثُمَّ جَفِّفْنِي فِي ثَوْبٍ.ثُمَّ اغْسِلْنِي الثَّانِيَةَ بِمَاءٍ قُرَاحٍ ثُمَّ جَفِّفْنِي فِي ثَوْبٍ. ثُمَّ اغْسِلْنِي الثَّالِثَةَ بِمَاءٍ فِيهِ شَيْءٌ من كافور ثُمَّ جَفِّفْنِي فِي ثَوْبٍ. ثُمَّ إِذَا أَلْبَسْتَنِي الثِّيَابَ فَأَزِرَّ عَلَيَّ فَإِنِّي مُخَاصِمٌ. ثُمَّ إِذَا أَنْتَ حَمَلْتَنِي عَلَى السَّرِيرِ فَامْشِ بِي مَشْيًا بَيْنَ الْمَشْيَتَيْنِ وَكُنْ خَلْفَ الْجَنَازَةِ فَإِنَّ مُقَدَّمَهَا لِلْمَلَائِكَةِ وَخَلْفَهَا لِبَنِي آدَمَ، فَإِذَا أَنْتَ وَضَعْتَنِي فِي الْقَبْرِ فَسُنَّ عَلَيَّ التُّرَابَ سَنًّا

عبد اللہ بن عمرو نے کہا اے ابا جان مجھے کوئی وصیت فرمائیں، فرمایا جب میرا دم نکل جائے تو پہلے معمولی پانی سے مجھے غسل دینا اور جسم کو کپڑے سے خشک کرنا پھر تازہ اور صاف پانی سے نہلانا اور تیسری مرتبہ ایسے پانی سے جس میں کافور کی آمیزش ہو پھر کپڑے سے خشک کرنا، کفناتے وقت ازار کس کر باندھنا، جب مجھے چار پائی پر لٹانا تو جنازہ کو نہ تیز لے کر چلنا اور نہ آہستہ، لوگوں کو جنازہ کے پیچھے پیچھے رکھنا اس کے آگے فرشتے چلتے ہیں اور پیچھے انسان، قبر میں رکھنے کے بعد مٹی آہستہ آہستہ دینا۔ (۲)

وَسُنُّوا عَلَيَّ التُّرَابَ سَنًّا فَإِنَّ جَنْبِيَ الْأَيْمَنَ لَيْسَ بِأَحَقَّ بِالتُّرَابِ مِنْ جَنْبِي الْأَيْسَرِ وَلَا تَجْعَلَنَّ فِي قَبْرِي خَشَبَةً وَلَا حَجَرًا فَإِذَا وَارَيْتُمُونِي فَاقْعُدُوا عِنْدِي قَدْرَ نَحْرِ جَزُورٍ وَتَقْطِيعِهَا أَسْتَأْنِسْ بِكُمْ

ایک روایت میں ہے مجھ پر آہستہ آہستہ مٹی ڈالنا اور سب طرف بکھیر دینا کیونکہ دایاں پہلو بائیں پہلو سے زیادہ حق نہیں رکھتا، میری قبر پر کوئی لکڑی یا پتھر نہ گاڑنا اور جب تم مجھے قبر کی مٹی میں چھپا کر فارغ ہو جاؤ تو اتنی دیر قبر پر رکنا کہ جس میں ایک اونٹ ذبح کر کے اس کے ٹکڑے بنا لئے جائیں تا کہ میں تم سے انس حاصل کرسکوں۔ (۳)

ثُمَّ قَالَ: اللهُمَّ إِنَّكَ أَمَرْتَنَا فَرَكِبْنَا وَنَهَيْتَنَا فَأَضَعْنَا فلا بَرِيءَ فَأَعْتَذِرُ وَلا عَزِيزَ فَأَنْتَصِرُ وَلكِنْ لا إِلَهَ إلا اللهُ. مَا زَالَ يَقُولُهَا حتى مات

پھر دعا میں مصروف ہو گئے کہ الٰہ العالمین تو نے حکم دیا میں نے عدول حکمی کی، تو نے ممانعت کی میں نے نافرمانی کی، بری نہیں کہ معذرت کروں، طاقتور نہیں کہ غالب آجاؤں ہاں لا الٰہ الا اللہ یہی کہتے کہتے آخری ہچکی لی اور ہمیشہ کے لیے خاموش ہو گئے۔ (۴)

(۱) ابن سعد ۱۹۶٫۴
(۲) ابن سعد ۱۹۶٫۴
(۳) مسند احمد ۱۷۷۸۰
(۴) ابن سعد ۱۹۶٫۴

وكان موته بمِصْرَ لَيْلَةُ عيدالفِطْرِ، وصَلَّى عَلَيْهِ ابنهُ عَبْدُ اللهِ، ودفن بالمقطم، ثُمَّ صَلَّى العِيدِ

عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص مصر میں عید الفطر کی رات کو فوت ہوئے، ان کی نماز جنازہ ان کے صاحبزادے عبد اللہ نے پڑھائی اور اسلام کے اس رجل عظیم کو جبل مقطم کے دامن میں سپرد خاک کر دیا اور پھر عید الفطر کی نماز پڑھی۔[1]

وفات کے وقت ان کی عمر نوے برس کی تھی۔

اہل سیر نے عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص کے بہت سے اقوال حکمت نقل کیے ہیں، ان میں سے کچھ یہ ہیں۔

سب سے بہادر اور جری وہ ہے جس کے غضب (یا جس کی جہالت) پر اس کا حلم غالب ہو۔

سب سے بڑا سخی وہ ہے جو اپنی دنیا کو دین کی بہتری میں صرف کرے۔

ایک ہزار لائق آدمیوں کے مر جانے سے اتنا نقصان نہیں پہنچتا جتنا ایک نالائق صاحب اختیار ہونے سے پہنچ جاتا ہے۔

شریف بھوکا ہوتا ہے تو مقابلہ کرتا ہے اور رزیل کا پیٹ بھر جاتا ہے تو بالمقابل کھڑا ہونے کی ہمت کرتا ہے، لہذا بھوکے شریف اور شکم سیر رزیل سے ڈرتے رہو، شریف کو کھانے کو دو اور رزیل کو قابو میں رکھو۔

میں نے خود اپنا راز کسی دوست سے کہہ دیا ہے اور اس نے عالم آشکار کر دیا تو قابل ملامت وہ نہیں، میں ہوں۔

واقعہ ایلاء:

بیوی کے پاس نہ جانے کی قسم اٹھالینے کو ایلاء کہتے ہیں، ہجرت مدینہ منورہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داریاں بے انتہا بڑھ گئیں، ایک طرف منصب رسالت کی ذمہ داریاں تھیں تو دوسری طرف سربراہ مملکت کی حیثیت سے مدینہ کے باشندوں کی جان و مال کی حفاظت بھی آپ کی ذمہ داری تھی، اس پر منافقین کی سازشوں، کفار مکہ اور ارد گرد کے قبائل کی شورشوں کی وجہ سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابتدائی چار سال تک اپنی معاشی ضروریات کا کوئی بندوبست نہ کر سکے، ۴ ہجری میں بنی نضیر کی مدینہ سے جلاوطنی کے بعد ان کی متروکہ زمینوں کا ایک حصہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ کی ضروریات کے لئے مخصوص کر دیا گیا مگر وہ بھی اتنا کم تھا کہ آپ کے کنبے کے لئے ناکافی تھا اس لئے ان دنوں میں مالی حیثیت سے آپ انتہائی تنگ حال تھے،

وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ، فَرَأَيْتُهُ مُتَغَيِّرًا، قُلْتُ: بِأَبِي وَأُمِّي، مَا لِي أَرَاكَ مُتَغَيِّرًا؟ قَالَ: مَا دَخَلَ جَوْفِي مَا يَدْخُلُ جَوْفَ ذَاتِ كَبِدٍ مُنْذُ ثَلَاثٍ . قَالَ: فذهبت، فَإِذَا يَهُودِيٌّ يَسْقِي، فَسَقَيْتُ لَهُ عَلَى كُلِّ دلو بتمرفَجَمَعْتُ تَمْرًا فأتيت به النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فقال من أين لك يا كعب فأخبرته

کعب بن عجرہ بلوی کہتے ہیں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روئے انور پر نظر ڈالی تو اسے (بھوک کی وجہ سے) متغیر پایا، یہ خیال کر کے کہ معلوم نہیں سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم کو کب سے فاقہ ہے بے چین ہو گیا (لیکن خود بھی نادار آدمی تھے گھر میں کوئی چیز نہ تھی کہ لا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے لیکن پھر بھی انہیں یہ گوارا نہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھوکے رہیں اسی وقت کوئی چیز تلاش

[1] اسد الغابة ۲۳۲ر۴

کرنے اٹھے) راستے میں ایک یہودی ملا جو اپنے اونٹ کو پانی پلانا چاہتا تھا میں نے اسی پیش کش کی کہ میں کنوئیں سے پانی کھینچ دوں اور وہ فی ڈول ایک چھوہارا دے دے، اس نے منظور کر لیا چنانچہ میں نے کئی ڈول پانی کے نکالے جب کچھ چھوہارے جمع ہو گئے تو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور چھوہارے پیش کیے، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا اے کعب رضی اللہ عنہ! یہ چھوہارے کہاں سے آئے؟ تو میں نے سارا واقعہ بیان کر دیا، رسول اللہ ﷺ بہت خوش ہوئے اور چھوہارے کھا کر ان کے لیے دعائے خیر کی۔ (۱)

اصحاب صفہ اور رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات کے گھروں کی حالت کچھ مختلف نہ تھی، کئی کئی دن تک گھروں میں فاقہ رہتا تھا اور روشنی کے لئے دیا تک نہیں جلتا تھا اس صورت حال میں ازواج مطہرات سخت پریشان تھیں، آخر ایک دن تمام ازواج مطہرات نے جمع ہو کر رسول اللہ ﷺ سے گھر کے خرچہ کا مطالبہ کیا، ایک طرف حد درجہ مالی مشکلات تھیں تو دوسری طرف کفر و اسلام کی کشمکش انتہائی عروج پر تھی، ان حالات میں ازواج مطہرات کے تقاضے کو آپ ﷺ نے ناپسند کیا اور ناراضگی کا اظہار کیا،

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: دَخَلَ أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَوَجَدَ النَّاسَ جُلُوسًا بِبَابِهِ، لَمْ يُؤْذَنْ لِأَحَدٍ مِنْهُمْ، قَالَ: فَأُذِنَ لِأَبِي بَكْرٍ، فَدَخَلَ، ثُمَّ أَقْبَلَ عُمَرُ، فَاسْتَأْذَنَ فَأُذِنَ لَهُ، فَوَجَدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا حَوْلَهُ نِسَاؤُهُ، وَاجِمًا سَاكِتًا، فَقَالَ: لَأَقُولَنَّ شَيْئًا أُضْحِكُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، لَوْ رَأَيْتَ بِنْتَ خَارِجَةَ، سَأَلَتْنِي النَّفَقَةَ، فَقُمْتُ إِلَيْهَا، فَوَجَأْتُ عُنُقَهَا، فَضَحِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: هُنَّ حَوْلِي كَمَا تَرَى، يَسْأَلْنَنِي النَّفَقَةَ، فَقَامَ أَبُو بَكْرٍ إِلَى عَائِشَةَ يَجَأُ عُنُقَهَا فَقَامَ عُمَرُ إِلَى حَفْصَةَ يَجَأُ عُنُقَهَا، كِلَاهُمَا يَقُولُ: تَسْأَلْنَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَيْسَ عِنْدَهُ ، فَقُلْنَ: وَاللهِ لَا نَسْأَلُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا أَبَدًا لَيْسَ عِنْدَهُ ، ثُمَّ اعْتَزَلَهُنَّ شَهْرًا أَوْ تِسْعًا وَعِشْرِينَ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی اور لوگوں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے دروازے پر جمع ہیں مگر کسی کو اندر جانے کی اجازت نہیں ملی اور جب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اجازت ملی تو وہ اندر داخل ہو گئے، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آئے ان کو بھی اندر جانے کی اجازت مل گئی، جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ کے گرد آپ کی ازواج مطہرات (اس وقت ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا، عائشہ رضی اللہ عنہا، حفصہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے نکاح میں تھیں، ابھی زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح نہیں ہوا تھا) خاموش اور غمگین بیٹھی ہوئی ہیں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سوچا کہ میں کوئی ایسی بات کروں جس سے آپ مسکرا دیں، چنانچہ یہ سوچ کر انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! کاش آپ خارجہ کی بیٹی (ان کی بیوی) کو دیکھتے کہ اگر وہ مجھ سے خرچ مانگتی تو میں کھڑے ہو کر اس کا گلا گھونٹتا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بات سنکر رسول اللہ ﷺ مسکرا دیئے اور فرمایا یہ سب میرے گرد بیٹھی ہوئی ہیں اور مجھ سے خرچ مانگ رہی ہیں، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اٹھے اور ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا گلا گھونٹنے لگے، اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا کا گلا گھونٹنے لگے، اور دونوں کہنے لگے تم رسول اللہ ﷺ کو تنگ کرتی

(۱) تاریخ دمشق لابن عساکر ۱۴۶/۵۰، تاریخ الاسلام بشار ۵۳۴/۲

ہو اور وہ چیز مانگتی ہو جو آپ کے پاس نہیں ہے، وہ دونوں کہنے لگیں اللہ کی قسم ہم وہ چیز آپ سے کبھی نہیں مانگیں گے جو آپ کے پاس نہ ہو، اس کے بعد سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ وسیدنا عمر رضی اللہ عنہ وہاں سے چلے گئے، ان دونوں کے جانے کے بعد (کفر و اسلام کی انتہائی کشمکش کے زمانے میں) ازواج مطہرات کے خرچہ کے تقاضے پر ناراض ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ایک ماہ تک) ان کے پاس نہ جانے کی قسم کھائی۔ [1]

کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیر مبارک میں موچ آ گئی تھی اس لئے آپ ایک بالاخانہ پر رہائش پذیر ہو گئے،

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: آلَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نِسَائِهِ شَهْرًا، وَكَانَتِ انْفَكَّتْ قَدَمُهُ

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کے پاس ایک مہینہ تک نہ جانے کی قسم کھائی تھی اور (ایلائی کے واقعہ سے پہلے پانچ ہجری میں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک میں موچ آ گئی تھی۔ [2]

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس قسم کے بارے میں کوئی خبر نہ ہوئی، وہ مدینہ منورہ کی بلندی پر بنو امیہ بن زید کے محلہ میں رہتے تھے۔

قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَجَارٌ لِي مِنَ الأَنْصَارِ فِي بَنِي أُمَيَّةَ بْنِ زَيْدٍ، وَهُمْ مِنْ عَوَالِي المَدِينَةِ، وَكُنَّا نَتَنَاوَبُ النُّزُولَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيَنْزِلُ يَوْمًا وَأَنْزِلُ يَوْمًا، فَإِذَا نَزَلْتُ جِئْتُهُ بِمَا حَدَثَ مِنْ خَبَرِ ذَلِكَ اليَوْمِ مِنَ الوَحْيِ أَوْ غَيْرِهِ، وَإِذَا نَزَلَ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ، وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَاءَ، فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى الأَنْصَارِ إِذَا قَوْمٌ تَغْلِبُهُمْ نِسَاؤُهُمْ، فَطَفِقَ نِسَاؤُنَا يَأْخُذْنَ مِنْ أَدَبِ نِسَاءِ الأَنْصَارِ، فَصَخِبْتُ عَلَى امْرَأَتِي فَرَاجَعَتْنِي، فَأَنْكَرْتُ أَنْ تُرَاجِعَنِي

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اور میرے ایک انصاری پڑوسی جو بنو امیہ بن زید سے تھے اور عوالی مدینہ میں رہتے تھے، ہم نے (عوالی سے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے باری مقرر کر رکھی تھی، ایک دن وہ حاضری دیتے اور ایک دن میں، جب میں حاضر ہوتا تو اس دن کی تمام خبریں جو وحی وغیرہ سے متعلق ہوتیں لاتا (اور اپنے پڑوسی سے بیان کرتا) اور جس دن وہ حاضر ہوتے تو وہ بھی ایسے کرتے تھے، ہم قریشی لوگ اپنی عورتوں پر غالب تھے لیکن جب ہم ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تو یہ ایسے لوگ تھے جو اپنی عورتوں سے مغلوب تھے، ہماری عورتوں نے بھی انصار کی عورتوں کا طریقہ سیکھنا شروع کر دیا، ایک دن میں نے اپنی بیوی کو ڈانٹا تو اس نے بھی میرا ترکی بہ ترکی جواب دیا، میں نے اس کے اس طرح جواب دینے پر ناگواری کا اظہار کیا،

قَالَتْ: وَلِمَ تُنْكِرُ أَنْ أُرَاجِعَكَ؟ فَوَاللهِ إِنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُرَاجِعْنَهُ، وَإِنَّ إِحْدَاهُنَّ لَتَهْجُرُهُ اليَوْمَ حَتَّى اللَّيْلِ، فَأَفْزَعَنِي ذَلِكَ وَقُلْتُ لَهَا: قَدْ خَابَ مَنْ فَعَلَ ذَلِكِ مِنْهُنَّ، ثُمَّ جَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي، فَنَزَلْتُ فَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ فَقُلْتُ لَهَا: أَيْ حَفْصَةُ، أَتُغَاضِبُ إِحْدَاكُنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اليَوْمَ حَتَّى اللَّيْلِ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، فَقُلْتُ

---

[1] صحیح مسلم کتاب الطلاق بَابُ بَيَانِ أَنَّ تَخْيِيرَ امْرَأَتِهِ لَا يَكُونُ طَلَاقًا إِلَّا بِالنِّيَّةِ ۳۶۹۰، مسند احمد ۱۴۵۱۵، السنن الکبریٰ للنسائی ۹۱۶۴، السنن الکبری للبیہقی ۱۳۲۶۸

[2] صحیح بخاری كِتَاب المَظَالِمِ وَالغَصْبِ بَابُ الغُرْفَةِ وَالعُلِّيَّةِ المُشْرِفَةِ وَغَيْرِ المُشْرِفَةِ فِي السُّطُوحِ وَغَيْرِهَا ۲۴۶۹

قَدْ خِبْتِ وَخَسِرْتِ، أَفَتَأْمَنِينَ أَنْ يَغْضَبَ اللهُ لِغَضَبِ رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَهْلِكِي؟ لاَ تَسْتَكْثِرِي النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلاَ تُرَاجِعِيهِ فِي شَيْءٍ وَلاَ تَهْجُرِيهِ ، وَسَلِينِي مَا بَدَا لَكِ،وَلاَ يَغُرَّنَّكِ أَنْ كَانَتْ جَارَتُكِ أَوْضَأَ مِنْكِ وَأَحَبَّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدُ عَائِشَةَ

تواس نے کہا کہ میرا جواب دینا تمہیں برا کیوں لگتا ہے اللہ کی قسم! نبی کریم ﷺ کی ازواج بھی ان کو جواب دے دیتی ہیں اور بعض تو نبی کریم ﷺ سے ایک دن رات تک الگ رہتی ہیں، میں اس بات پر کانپ اٹھا اور کہا کہ ان میں سے جس نے بھی یہ معاملہ کیا یقیناً وہ نامراد ہوگئی، پھر میں نے اپنے کپڑے پہنے اور (مدینہ منورہ کے لئے) روانہ ہوا، پھر میں ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر گیا اور میں نے اس سے کہا اے حفصہ رضی اللہ عنہا! کیا تم میں سے کوئی بھی نبی کریم ﷺ سے ایک ایک دن رات تک غصہ رہتی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں (کبھی ایسا ہوجاتا ہے) اس پر میں نے کہا کہ پھر تم نے اپنے آپ کو خسارہ میں ڈال لیا اور نامراد ہوئی، کیا تمہیں اس بات کا کوئی ڈر نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے غصہ کی وجہ سے اللہ تم پر غصہ ہو جائے اور پھر تم تنہا ہو جاؤ گی، خبر دار! نبی کریم ﷺ سے مطالبات نہ کیا کرو اور نہ کسی معاملہ میں رسول اللہ ﷺ کو جواب دیا کرو اور اگر تمہیں کوئی ضرورت ہو تو مجھ سے مانگ لیا کرو، تمہاری سوکن جو تم سے زیادہ خوبصورت ہے اور نبی اکرم ﷺ کو تم سے زیادہ پیاری ہے، ان کی وجہ سے تم کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوجانا ان کا اشارہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف تھا،

قَالَ عُمَرُ: وَكُنَّا قَدْ تَحَدَّثْنَا أَنَّ غَسَّانَ تُنْعِلُ الخَيْلَ لِغَزْوِنَا، فَنَزَلَ صَاحِبِي الأَنْصَارِيُّ يَوْمَ نَوْبَتِهِ، فَرَجَعَ إِلَيْنَا عِشَاءً فَضَرَبَ بَابِي ضَرْبًا شَدِيدًا، وَقَالَ: أَثَمَّ هُوَ؟فَفَزِعْتُ فَخَرَجْتُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: قَدْ حَدَثَ اليَوْمَ أَمْرٌ عَظِيمٌ، قُلْتُ: مَا هُوَ، أَجَاءَ غَسَّانُ؟قَالَ: لاَ، بَلْ أَعْظَمُ مِنْ ذَلِكَ وَأَهْوَلُ، طَلَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءَهُ،فَقُلْتُ: خَابَتْ حَفْصَةُ وَخَسِرَتْ، قَدْ كُنْتُ أَظُنُّ هَذَا يُوشِكُ أَنْ يَكُونَ،فَجَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي، فَصَلَّيْتُ صَلاَةَ الفَجْرِ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَشْرُبَةً لَهُ فَاعْتَزَلَ فِيهَا(قَالَ: فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ، فَقُلْتُ: يَا بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ، أَقَدْ بَلَغَ مِنْ شَأْنِكِ أَنْ تُؤْذِي رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: مَا لِي وَمَا لَكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ، عَلَيْكَ بِعَيْبَتِكَ)

سید نا عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان دنوں میں مدینہ منورہ اکثر یہ چرچا تھا کہ (امیر شام) غسان مسلمانوں سے جنگ کرنے کی تیاریوں میں مصروف ہے، میرے انصاری ساتھی اپنی باری کے دن مدینہ منورہ گئے ہوئے تھے اور رات گئے واپس لوٹے اور میرے دروازہ پر بڑی زور زور سے دستک دی اور کہا کہ کیا سید نا عمر رضی اللہ عنہ گھر میں ہیں؟ میں گھبرا کر باہر نکلا تو اس انصاری نے کہا آج تو ایک بڑا حادثہ ہوگیا، چونکہ غسان کا چرچا تھا اس لئے میں نے پوچھا کیا غسان چڑھ آئے ہیں؟ انصاری نے کہا نہیں اس سے بھی بڑا اور خوفناک حادثہ ہوگیا ہے نبی کریم ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کو طلاق دے دی ہے، سید نا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا حفصہ رضی اللہ عنہا نقصان میں رہی اور نامراد ہوگئی میں پہلے ہی سمجھ رہا تھا کہ بہت جلد ایسا ہوجائے گا، صبح میں کپڑے پہن کر گھر سے روانہ ہوا اور نماز فجر نبی کریم ﷺ کے ساتھ ادا کی، نماز کے بعد نبی کریم ﷺ بالاخانہ پر تشریف لے گئے اور وہاں تنہائی اختیار کر لی، سید نا عمر رضی اللہ عنہ ازواج مطہرات کے حجروں

کی طرف آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ہر گھر میں رونا ہو رہا ہے اور ہر بیوی کے گھر والے اس کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں، میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں داخل ہوا اور ان سے کہا اے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی! تمہارا یہ کیا حال ہو گیا ہے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینے لگی ہو، ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تم کو مجھ سے اور مجھ کو تم سے کیا مطلب تم اپنی گٹھڑی (ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا) کی خبر لو (یعنی اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا کو سمجھاؤ مجھے کیا نصیحت کرتے ہو)

وَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ فَإِذَا هِيَ تَبْكِي،فَقُلْتُ: مَا يُبْكِيكِ أَلَمْ أَكُنْ حَذَّرْتُكِ هَذَا(وَاللهِ، لَقَدْ عَلِمْتِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَا يُحِبُّكِ، وَلَوْلَا أَنَا لَطَلَّقَكِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)أَطَلَّقَكُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟قَالَتْ: لَا أَدْرِي(فَبَكَتْ أَشَدَّ الْبُكَاءِ)هَا هُوَ ذَا مُعْتَزِلٌ فِي الْمَشْرُبَةِ،خَرَجْتُ فَجِئْتُ إِلَى الْمِنْبَرِ،فَإِذَا حَوْلَهُ رَهْطٌ يَبْكِي بَعْضُهُمْ(يَنْكُتُونَ بِالْحَصَى، وَيَقُولُونَ: طَلَّقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءَهُ)

میں وہاں سے اٹھ کر ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا تو وہ رو رہی تھیں، میں نے کہا اب کیوں تم رو رہی ہو؟ میں نے تمہیں پہلے ہی متنبہ کر دیا تھا (کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نامناسب بات نہ کہنا) اللہ کی قسم تم جانتی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو (زیادہ) نہیں چاہتے اور میں نہ ہوتا تو ابھی تک تم کو طلاق دے چکے ہوتے، اچھا یہ بتاؤ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں طلاق دے دی ہے؟ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا مجھے معلوم نہیں، پھر زار وقطار رونے لگیں، میں نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کہاں ہیں؟ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اپنے بالاخانہ پر تنہا تشریف فرما ہیں، میں وہاں سے نکل کر منبر کے پاس آیا اس کے ارد گرد کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیٹھے تھے اور ان میں سے بعض رو رہے تھے کنکریاں الٹ پلٹ کر رہے تھے (جیسے کوئی بڑی فکر اور تردد میں ہوتا ہے) اور کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی،

جَلَسْتُ مَعَهُمْ قَلِيلًا،ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَجِدُ،فَجِئْتُ الْمَشْرُبَةَ الَّتِي فِيهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ(فَدَخَلْتُ، فَإِذَا أَنَا بِرَبَاحٍ غُلَامِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَاعِدًا عَلَى أُسْكُفَّةِ الْمَشْرُبَةِ)فَقُلْتُ لِغُلَامٍ لَهُ أَسْوَدَ: اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ،فَدَخَلَ الْغُلَامُ فَكَلَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجَعَ، فَقَالَ: كَلَّمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمَتَ،فَانْصَرَفْتُ حَتَّى جَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِينَ عِنْدَ الْمِنْبَرِ، ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَجِدُ فَجِئْتُ فَقُلْتُ لِلْغُلَامِ: اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ،دَخَلَ ثُمَّ رَجَعَ، فَقَالَ: قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمَتَ،فَرَجَعْتُ فَجَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِينَ عِنْدَ الْمِنْبَرِ ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَجِدُ، فَجِئْتُ الْغُلَامَ فَقُلْتُ: اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَفَدَخَلَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَيَّ فَقَالَ: قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمَتَ

میں کچھ دیر ان لوگوں کے پاس بیٹھا رہا اس کے بعد میری بے چینی نے مجھ پر غلبہ کیا تو میں نے سوچا کہ میں اس معاملہ کی تحقیق کروں، میں بالاخانہ پر چڑھا جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے، میں بالاخانہ پر گیا تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حبشی غلام رباح رضی اللہ عنہ دروازے کی چوکھٹ پر بیٹھے ہوئے تھے، میں نے ان سے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کے لئے اندر آنے کی اجازت لے لو، غلام اندر گیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کر کے واپس آ گیا، اس نے مجھ سے کہا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے لئے اجازت طلب کی لیکن آپ نے کوئی جواب نہیں

دیا چنانچہ میں وہاں سے واپس چلا آیا اور ان لوگوں کے پاس بیٹھ گئے جو منبر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، کچھ دیر بعد میری بے چینی نے پھر مجھ پر غلبہ کیا اور میں پھر بالاخانہ پر گیا اور غلام سے کہا عمر رضی اللہ عنہ لئے اجازت طلب کرو، رباح رضی اللہ عنہ پھر اندر گئے اور واپس آ کر کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپ کا ذکر کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے، میں پھر واپس آ گیا اور منبر کے پاس جو لوگ موجود تھے ان کے ساتھ بیٹھ گیا، کچھ دیر کے بعد پھر میری بے چینی نے مجھ پر غلبہ کیا اور میں بالاخانہ پر گیا اور رباح رضی اللہ عنہ سے کہا عمر رضی اللہ عنہ کے لئے اجازت طلب کرو، وہ اندر گئے اور پھر واپس آ کر کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپ کا ذکر کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے،

(ثُمَّ رَفَعْتُ صَوْتِي، فَقُلْتُ: يَا رَبَاحُ، اسْتَأْذِنْ لِي عِنْدَكَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِنِّي أَظُنُّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظَنَّ أَنِّي جِئْتُ مِنْ أَجْلِ حَفْصَةَ، وَاللهِ، لَئِنْ أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِضَرْبِ عُنُقِهَا) فَلَمَّا وَلَّيْتُ مُنْصَرِفًا، قَالَ: إِذَا الْغُلَامُ يَدْعُونِي، فَقَالَ: قَدْ أَذِنَ لَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فَدَخَلْتُ() فَإِذَا هُوَ مُضْطَجِعٌ عَلَى رِمَالِ حَصِيرٍ، لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ فِرَاشٌ، قَدْ أَثَّرَ الرِّمَالُ بِجَنْبِهِ، مُتَّكِئًا عَلَى وِسَادَةٍ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، ثُمَّ قُلْتُ وَأَنَا قَائِمٌ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَطَلَّقْتَ نِسَاءَكَ؟فَرَفَعَ إِلَيَّ بَصَرَهُ فَقَالَ: لاَ

پھر میں نے بلند آواز سے کہا شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خیال ہے کہ میں حفصہ رضی اللہ عنہا کے لئے (سفارش کرنے) آیا ہوں، اللہ کی قسم اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی گردن مارنے کا حکم دیں تو میں اس کی گردن مار دوں، یہ کہہ کر واپس روانہ ہوا ہی تھا کہ یکا یک غلام نے آواز دی اور کہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اجازت دے دی ہے میں اندر گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا تہ بند اچھی طرح لپیٹ لیا، اس تہ بند کے علاوہ آپ کے پاس کوئی اور کپڑا نہیں تھا، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ اس بان کی چارپائی پر جس سے چٹائی بنی جاتی ہے لیٹے ہوئے تھے، چٹائی پر کوئی بستر وغیرہ نہیں تھا بان کے نشان آپ کے پہلو مبارک پر پڑے ہوئے تھے، جس تکیہ پر آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے اس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا، اور کھڑے ہی کھڑے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر مبارک اٹھا کر ان کو دیکھا اور فرمایا نہیں،

فَقُلْتُ: اللهُ أَكْبَرُ،ثُمَّ قُلْتُ وَأَنَا قَائِمٌ أَسْتَأْنِسُ: يَا رَسُولَ اللهِ، لَوْ رَأَيْتَنِي وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَاءَ، فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ إِذَا قَوْمٌ تَغْلِبُهُمْ نِسَاؤُهُمْ، فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،ثُمَّ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ لَوْ رَأَيْتَنِي وَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ فَقُلْتُ لَهَا: لاَ يَغُرَّنَّكِ أَنْ كَانَتْ جَارَتُكِ أَوْضَأَ مِنْكِ، وَأَحَبَّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدُ عَائِشَةَ فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبَسُّمَةً أُخْرَى، فَجَلَسْتُ حِينَ رَأَيْتُهُ تَبَسَّمَ

میں (خوشی کی وجہ سے) کہہ اٹھا اللہ اکبر، پھر میں نے کھڑے ہی کھڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنے کے لئے کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو معلوم ہے ہم قریش کے لوگ عورتوں پر غالب رہا کرتے تھے، پھر جب ہم مدینہ منورہ آئے تو یہاں کے لوگوں پر ان کی عورتیں غالب تھیں، نبی اکرم یہ سن کر مسکرا دیئے، پھر میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو معلوم ہے میں حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک مرتبہ گیا تھا اور اس سے کہہ آیا تھا کہ اپنی سوکن کی وجہ سے جو تم سے زیادہ خوبصورت اور تم سے زیادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کو عزیز ہے، دھوکا میں مت رہنا، ان کا اشارہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف تھا، اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ مسکرا دیئے، میں نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسکراتے دیکھا تو بیٹھ گیا،

فَرَفَعْتُ بَصَرِي فِي بَيْتِهِ، فَوَاللهِ مَا رَأَيْتُ فِي بَيْتِهِ شَيْئًا يَرُدُّ البَصَرَ، غَيْرَ أَهَبَةٍ ثَلَاثَةٍ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ ادْعُ اللهَ فَلْيُوَسِّعْ عَلَى أُمَّتِكَ، فَإِنَّ فَارِسَ وَالرُّومَ قَدْ وُسِّعَ عَلَيْهِمْ وَأُعْطُوا الدُّنْيَا، وَهُمْ لَا يَعْبُدُونَ اللهَ(قَالَ: فَابْتَدَرَتْ عَيْنَايَ،قَالَ:مَا يُبْكِيكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ،قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ، وَمَا لِي لَا أَبْكِي وَهَذَا الْحَصِيرُ قَدْ أَثَّرَ فِي جَنْبِكَ، وَهَذِهِ خِزَانَتُكَ لَا أَرَى فِيهَا إِلَّا مَا أَرَى، وَذَاكَ قَيْصَرُ وَكِسْرَى فِي الثِّمَارِ وَالْأَنْهَارِ، وَأَنْتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَصَفْوَتُهُ، وَهَذِهِ خِزَانَتُكَ) فَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مُتَّكِئًا(فَقَالَ:يَا ابْنَ الْخَطَّابِ، أَلَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ لَنَا الْآخِرَةُ وَلَهُمُ الدُّنْيَا؟)فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ اسْتَغْفِرْ لِي

پھر نظر اٹھا کر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا جائزہ لیا اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جس پر نظر رکتی، سوا تین چمڑوں کے (جو وہاں موجود تھے) پس میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ سے اپنی امت پر رزق کی کشادگی کی دعا کیجیے، فارس اور روم پر اللہ نے کشادگی دنیا میں ہی کر دی تھی لیکن بدبختی کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بندگی ہی نہ کی، عسرت کا یہ عالم دیکھ کر میری آنکھیں بھر آئیں اور میں رونے لگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن خطاب کیوں روتے ہو؟ میں نے کہا میں کیسے نہ روؤں آپ رسول اللہ ہیں اور یہ آپ کی کل کائنات ہے، چٹائی کے نشان بازو پر پڑ گئے ہیں، یہ فارس اور روم کے لوگ ہیں کہ پھلوں اور نہروں میں عیش کر رہے ہیں، ان کو خوب وسعت اور فراغی دی گئی ہے، دنیا کی کونسی نعمت ہے جو انہیں نہ ملی ہو حالانکہ وہ (خالص) اللہ کی پرستش نہیں کرتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے یہ سنکر سیدھے بیٹھ گئے، اور فرمایا اے ابن خطاب! کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ ان کے لئے دنیا ہو اور تمہارے لئے آخرت، میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے استغفار کیجئے (کہ میں نے دنیاوی شان وشوکت کے متعلق یہ غلط خیال دل میں رکھا)

(فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا يَشُقُّ عَلَيْكَ مِنْ شَأْنِ النِّسَاءِ؟ فَإِنْ كُنْتَ طَلَّقْتَهُنَّ، فَإِنَّ اللهَ مَعَكَ، وَمَلَائِكَتَهُ، وَجِبْرِيلَ، وَمِيكَائِيلَ، وَأَنَا، وَأَبُو بَكْرٍ، وَالْمُؤْمِنُونَ مَعَكَ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَالْمُسْلِمُونَ يَنْكُتُونَ بِالْحَصَى، يَقُولُونَ: طَلَّقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءَهُ،فَأُخْبِرُهُمْ أَنَّكَ لَمْ تُطَلِّقْهُنَّ، قَالَ:نَعَمْ، إِنْ شِئْتَ ،فَلَمْ أَزَلْ أُحَدِّثُهُ حَتَّى تَحَسَّرَ الْغَضَبُ عَنْ وَجْهِهِ، وَحَتَّى كَشَرَ فَضَحِكَ، وَكَانَ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ ثَغْرًا، فَقُمْتُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ، فَنَادَيْتُ بِأَعْلَى صَوْتِي، لَمْ يُطَلِّقْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءَهُ)

یہ کہہ کر میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو اپنی ازواج کے متعلق پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے، اگر آپ انہیں طلاق بھی دے دیں تو اللہ اس کے فرشتے، میں اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور تمام مسلمان آپ کے ساتھ ہیں، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! جب میں مسجد میں

داخل ہوا تو مسلمان کنکریاں الٹ پلٹ کر رہے تھے اور کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج کو طلاق دیدی، کیا میں انہیں مطلع کر دوں کہ آپ نے طلاق نہیں دی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم چاہو تو مطلع کر دو، میں کچھ دیر اور باتیں کرتے رہا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کا غصہ بالکل زائل ہو گیا، آپ مسکرائے اور مسکراتے وقت اتنے اچھے معلوم ہوتے تھے کہ اتنے اچھے دوسرے لوگ مسکراتے وقت معلوم نہیں ہوتے (پھر میں واپس آ گیا اور) مسجد کے دروازہ پر کھڑے ہو کر اعلان کر دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کو طلاق نہیں دی،

ثُمَّ نَزَلَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَنَزَلْتُ، فَنَزَلْتُ أَتَشَبَّثُ بِالْجِذْعِ، وَنَزَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّمَا يَمْشِي عَلَى الْأَرْضِ مَا يَمَسُّهُ بِيَدِهِ،فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّمَا كُنْتَ فِي الْغُرْفَةِ تِسْعَةً وَعِشْرِينَ،قَالَ:إِنَّ الشَّهْرَ يَكُونُ تِسْعًا وَعِشْرِينَ، فَلَمَّا مَضَتْ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ لَيْلَةً دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ فَبَدَأَ بِهَا فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّكَ كُنْتَ قَدْ أَقْسَمْتَ أَنْ لاَ تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا، وَإِنَّمَا أَصْبَحْتَ مِنْ تِسْعٍ وَعِشْرِينَ لَيْلَةً أَعُدُّهَا عَدًّافَقَالَ:الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ لَيْلَةًفَكَانَ ذَلِكَ الشَّهْرُ تِسْعًا وَعِشْرِينَ لَيْلَة،قَالَتْ عَائِشَةُ: ثُمَّ أَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى آيَةَ التَّخَيُّرِ

نبی کریم ﷺ اور میں بالاخانہ سے اترے، میں تو کھجور کے تنے کو پکڑتے ہوئے اترا اور رسول اللہ ﷺ اس طرح اترے گویا بے تکلف زمین پر چل رہے ہوں، آپ نے کسی چیز کو ہاتھ بھی نہ لگایا، میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ آپ انتیس دن بالاخانہ میں رہے (یعنی مہینہ ابھی پورا نہیں ہوا) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے، جب انتیس دن گزر گئے تو رسول اللہ ﷺ سب سے پہلے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے، انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے تو قسم کھائی تھی کہ ایک مہینہ تک ہمارے پاس نہیں آئیں گے میں نے یہ دن گن گن کر کاٹے ہیں ابھی انتیس دن ہی ہوئے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے اور یہ مہینہ انتیس دن ہی کا ہے، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اسی اثنا میں آیت تخییر نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کو اختیار دے دیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو اختیار کر لیں یا دنیا کو۔ (۱)

خط کشیدہ الفاظ صحیح مسلم میں ہیں، دوہری لائن کے الفاظ صحیح بخاری میں ہے۔

أَنَّ عَائِشَةَ، قَالَتْ: فَقَالَ:إِنِّي ذَاكِرٌ لَكِ أَمْرًا، فَلا عَلَيْكِ أَنْ لا تَسْتَعْجِلِي حَتَّى تَسْتَأْمِرِي أَبَوَيْكِ ، وَقَدْ عَلِمَ أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُونَا يَأْمُرَانِي بِفِرَاقِهِ،قَالَتْ:ثُمَّ قَالَ: إِنَّ اللهَ قَالَ

چنانچہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا میں تم سے ایک معاملہ کے متعلق کہنے آیا ہوں ضروری نہیں کہ تم اس میں جلد بازی سے کام لو بلکہ اپنے والدین سے بھی مشورہ کر سکتی ہو، رسول اللہ ﷺ تو جانتے تھے کہ میرے والد کبھی آپ ﷺ سے جدائی کا مشورہ نہیں دے سکتے، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

(۱) صحیح بخاری کتاب النکاح بَابُ مَوْعِظَةِ الرَّجُلِ ابْنَتَهُ لِحَالِ زَوْجِهَا ۵۱۹۱، صحیح مسلم کتاب الطلاق بَابٌ فِي الْإِيلَاءِ، وَاعْتِزَالِ النِّسَاءِ، وَتَخْيِيرِهِنَّ وَقَوْلِهِ تَعَالَى وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ ۳۶۹۱

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ

اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ اگر تم زندگانی دنیا اور زینت دنیا چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا دوں اور تمہیں

وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿٢٨﴾ وَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ

اچھائی کے ساتھ رخصت کر دوں، اور اگر تمہاری مراد اللہ اور اس کا رسول اور آخرت کا گھر ہے تو

فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٢٩﴾

(یقین مانو کہ) تم میں سے نیک کام کرنے والیوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے بہت زبردست اجر رکھ چھوڑے ہیں،

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ؕ

اے نبی کی بیویو! تم میں سے جو بھی کھلی بے حیائی (کا ارتکاب) کرے گی اسے دوہرا دوہرا عذاب دیا جائے گا

وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿٣٠﴾ وَ مَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تَعْمَلْ

اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بہت ہی سہل (سی بات) ہے، اور تم میں سے جو کوئی اللہ کی اور اس کے رسول کی فرماں برداری

صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَ اَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ﴿٣١﴾

کرے گی اور نیک کام کرے گی ہم اسے اجر (بھی) دوہرا دیں گے اور اس کے لیے ہم نے بہترین روزی تیار کر رکھی ہے،

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ

اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو، اگر تم پرہیز گاری اختیار کرو تو نرم لہجے سے بات نہ کرو کہ

فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۚ﴿٣٢﴾ وَ قَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ

جس کے دل میں روگ ہو وہ کوئی برا خیال کرے اور ہاں قاعدے کے مطابق کلام کرو، اور اپنے گھروں میں قرار سے

وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ

رہو اور قدیم جاہلیت کے زمانے کی طرح اپنے بناؤ کا اظہار نہ کرو، اور نماز ادا کرتی رہو اور زکوۃ دیتی رہو

وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ

اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت گزاری کرو، اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ اپنے نبی کی گھر والیو!

وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۝۳۳ وَ اذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ

تم سے وہ (ہر قسم کی) گندگی کو دور کر دے اور تمہیں خوب پاک کر دے، اور تمہارے گھروں میں اللہ کی جو آیتیں

وَالْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ۝۳۴ (الاحزاب ۲۸ تا ۳۴)

اور رسول کی جو احادیث پڑھی جاتی ہیں ان کا ذکر کرتی رہو، یقیناً اللہ تعالیٰ لطف کرنے والا خبردار ہے۔

ازواج مطہرات کی رفعت: اے نبی ﷺ! اپنی بیویوں سے کہو اگر تم دنیا کا عیش و آرام کی طرف مائل ہو اور اس کے فقدان پر ناراض ہو تو مجھے تمہاری کوئی ضرورت نہیں تو آؤ میرے پاس جو سرو سامان ہے وہ تمہیں بغیر کسی ناراضی اور سب و شتم کے دے کر آزاد کر دیتا ہوں، لیکن اگر تم اللہ کی خوشنودی اور رسول اللہ ﷺ کی رضا چاہتی ہو اور آخرت کے گھر کی انواع و اقسام کی لازوال نعمتیں تمہارا مطلوب و مقصود ہے تو میرے ساتھ قناعت میں صبر و شکر کے ساتھ زندگی گزارو اور ایسا مطالبہ نہ کرو جو آپ پر شاق گزرے، تو جان لو اللہ نے تم میں سے نیکو کار عورتوں کے لئے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے، لیکن اگر تم میں سے کسی نے اپنے مرتبہ سے گرا ہوا کوئی کام کیا تو تمہیں عذاب بھی دوگنا دیا جائے گا اللہ کے لئے یہ مشکل کام نہیں ہے، اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت شعار ہوں گی اور تھوڑا یا بہت عمل صالحہ اختیار کریں گی ہم انہیں دوگنا اجر عظیم عطا فرمائیں گے، اور ہم نے ان کے لئے جنت کی عظیم لازوال نعمتیں تیار کر رکھی ہے، اے نبی کی بیویوں! نبی کی بیوی ہونے کی وجہ سے تمہاری حیثیت و مرتبہ عام عورتوں کا سا نہیں ہے بلکہ تمہیں ایک امتیازی مقام حاصل ہے اس لئے تم امت کی مائیں ہو، اور اسلامی معاشرے میں تمہارا مقام بہت بلند ہے (کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کی آواز میں بھی فطری طور پر دلکشی، نرمی اور نزاکت رکھی ہے جو مرد کو اپنی طرف کھینچتی ہے) اس لئے اگر کوئی مرد تم سے کوئی چیز لینے دینے یا دین کے بارے میں کوئی مسئلہ پوچھنے کے لئے آئے تو ان سے دھیمے، نرم لہجے اور رغبت دلانے والی نرم کلام سے گفتگو کرنے کے بجائے قصداً (درشت لہجے اور بد اخلاقی سے نہیں) قدرے سخت لہجے میں بات کیا کرو، ہو سکتا ہے وہ مرد جس کے دل میں روگ ہو وہ تمہاری طرف مائل ہو جائے، یعنی نرم لہجے سے بات کرنا بھی فتنہ انگیز ہے اور حکم فرمایا

وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى.. [1]

اپنے گھروں میں ٹک کر رہو اور سابق دور جاہلیت کی سی سج دھج نہ دکھاتی پھرو۔

تَبَرُّج باب تفعل کا مصدر ہے، تبرجت الْمَرْأَة لغت میں اس وقت کہا جاتا ہے جب عورت اجنبیوں کو اپنی زینت اور محاسن دکھلائے اور تبرجت السَّمَاء اس وقت کہا جاتا ہے جب ستاروں کے ساتھ آسمان مزین ہو جائے اور برج الشی کا لغت میں معنی کسی چیز کا ظاہر ہونا اور بلند ہونا ہے اور البرج کا معنی ستون، قلعہ، مینار، گنبد ہے اور البارجة بڑی جنگی کشتی کو کہتے ہیں اور ما فلان الا بارجة کا معنی ہے فلاں شخص شریر ہے تو خلاصہ کلام یہ نکلا کہ لغت میں تَبَرُّج کہتے ہیں عورت زیب و زیبائش کے ساتھ اس طرح غیر محارم اور اجنبی لوگوں کے سامنے ظاہر اور بلند ہو جس طرح ستون اور محل و مینار و گنبد و قلعہ اور جنگی کشتی دور سے نظر آتے ہیں، انسان کا دل للچانے لگتا ہے کہ

---

[1] ۔ الاحزاب ۳۳

کاش مجھے مل جائے اور اس کے دل میں شرارت اور ہوس سی پیدا ہوتی ہے اور آخر کار دنیا اس کا مطمع نظر بن جاتی ہے اور پھر دیوانوں کی طرح وہ دنیا کا پجاری بن جاتا ہے اور دین کو یکسر ترک کرنے لگتا ہے۔ (١)

أَنْ تُبْدِيَ الْمَرْأَةُ مِنْ زِينَتِهَا وَمَحَاسِنِهَا مَا يَجِبُ عَلَيْهَا سَتْرُهُ، مِمَّا تَسْتَدْعِي بِهِ شَهْوَةَ الرَّجُلِ

اصطلاح شریعت میں تبرج کہتے ہیں عورت اپنی اس زینت ومحاسن کو ظاہر کرے جس کو چھپانا اس پر واجب ہے تاکہ اس زینت ومحاسن کے ظہور کے ساتھ مرد کی شہوت کو طلب اور للکارا جائے اور تاکہ اس کے ظہور سے مرد کی شہوت کا ابھرنا لازم قرار پائے۔ (٢)

اور قرآن مجید نے اسی تبرج سے منع کیا ہے، چنانچہ قدیم جاہلیت کے تبرج کے معنی میں علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے امام ومفسر مجاہد رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے

كَانَتِ الْمَرْأَةُ تَخْرُجُ تَمْشِي بَيْنَ يَدَيِ الرِّجَالِ، فَذَلِكَ تَبَرُّجُ الْجَاهِلِيَّةِ

عورت اپنے گھر سے نکلتی اور مردوں کے آگے چلنا شروع کر دیتی تھی یہی جاہلیت کا تبرج ہے۔ (٣)

وَالتَّبَرُّجُ: أَنَّهَا تُلْقِي الْخِمَارَ عَلَى رَأْسِهَا، وَلَا تَشُدُّهُ فَيُوَارِي قَلَائِدَهَا وَقُرْطَهَا وَعُنُقَهَا، وَيَبْدُو ذَلِكَ كُلُّهُ مِنْهَا، وَذَلِكَ التَّبَرُّجُ

اور مقاتل بن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں "سج دھج۔" کا مطلب یہ ہے کہ عورت اپنے دوپٹے کو سر پر لٹکا لے اور اپنے ہار، اپنے جھمکے اور اپنے گلے کو نہ چھپائے بلکہ ان سب چیزوں کو نمایاں کر دے اور یہ ہی سج دھج تھا۔ (٤)

قال الليث: ويقال تبرجت المرأة إذا أبدت محاسنها من وجهها وجسدها ويرى مع ذلك من عينها حسن نظر

امام لیث "سج دھج۔" کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں عورت کا اپنے چہرے اور جسم کے محاسن کو ظاہر کرنا سج دھج ہے، ساتھ ساتھ اس کی نگاہوں سے حسن نظر یعنی اشتیاق جھلکتا ہو۔ (٥)

وتَبَرَّجَتِ المرأَةُ: أَظهرت وَجْهَه

لسان العرب میں ہے عورت کا اپنے چہرہ کو ننگا کرنا ہی سج دھج ہے۔

چنانچہ قرآن مجید نے لفظ

تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى

سابق دور جاہلیت کی سی سج دھج نہ دکھاتی پھرو۔

---

(١) المعجم الوسيط ١/٤٦

(٢) فتح القدير ٤/٣٢٠

(٣) تفسير عبدالرزاق ٣/٣٧

(٤) تفسیر ابن ابی حاتم ٨/٢٦٤٢

(٥) تفسیر الالوسی -روح المعانی ١١/١٨٩

سے واشگاف الفاظ میں بتلادیا کہ جہالت میں بے پردگی تھی اور اسلام میں پردہ ہے اور لغوی و اصطلاح شریعت میں تَبَرُّج کا معنی یہ سمجھ میں آیا کہ عورت اپنی زینت اور سنگھار کو جب غیر محرموں کے سامنے کر کے آئے تو وہ بے پردہ ہے چہ جائیکہ وہ گلے میں (دوپٹہ جو کہ زینت کو چھپانے کے لیے لیتا تھا) جہالت و بے پردگی کا پھندا بنا کر گلی کوچوں اور سڑکوں بازاروں میں دندناتی پھرے۔

چنانچہ فرمایا اور اپنے گھروں میں جو تمہارے لئے زیادہ حفاظت اور سلامتی کا مقام ہیں ٹک کر رہو اور امور خانہ داری سرانجام دو اور بغیر ضروری حاجت کے گھر سے باہر نہ نکلو،

فَقَالَتْ:يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ قِصَّتُكُنَّ كُلُّهَا وَاحِدَةٌ أَحَلَّ اللهُ لَكُنَّ الزِّينَةَ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے عورتو! تم سب کا معاملہ ایک ہی ہے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے زینت حلال کی ہے مگر تبرج کے بغیر۔ [۱]

وَلَقَدْ دَخَلْت نَيِّفًا عَلَى أَلْفِ قَرْيَةٍ مِنْ بَرِيَّةٍ، فَمَا رَأَيْت نِسَاءً أَصْوَنَ عِيَالًا، وَلَا أَعَفَّ نِسَاءً مِنْ نِسَاءِ نَابُلُسَ، الَّتِي رُمِيَ فِيهَا الْخَلِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالنَّارِ، فَإِنِّي أَقَمْت فِيهَا أَشْهُرًا، فَمَا رَأَيْت امْرَأَةً فِي طَرِيقٍ، نَهَارًا، إلَّا يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَإِنَّهُنَّ يَخْرُجْنَ إلَيْهَا حَتَّى يَمْتَلِئَ الْمَسْجِدُ مِنْهُنَّ، فَإِذَا قُضِيَتْ الصَّلَاةُ، وَانْقَلَبْنَ إلَى مَنَازِلِهِنَّ لَمْ تَقَعْ عَيْنِي عَلَى وَاحِدَةٍ مِنْهُمْ إلَى الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى

ابن العربی رحمہ اللہ کہتے ہیں مجھے ایک ہزار سے زائد بستیوں میں جانے کا موقع ملا ہے، میں نے نابلس کی عورتوں سے زیادہ اپنے بچوں اور اپنی عزت و آبرو کی حفاظت کرنے والی عورتیں نہیں دیکھیں، نابلس وہ شہر ہے جس میں ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تھا، میں نے نابلس میں کئی مہینے قیام کیا میں نے جمعہ کے دن کے علاوہ دن کے وقت کسی راستے پر کبھی کوئی عورت نہیں دیکھی، نابلس کی عورتیں جمعہ کے روز نکلا کرتی تھیں حتی کہ پوری مسجد ان سے بھر جایا کرتی تھی، اور جب نماز ادا ہو جاتی تو وہ اپنے اپنے گھروں کی طرف لوٹ آتیں اور پھر اگلے جمعہ تک کوئی خاتون دکھائی نہ دیتی۔ [۲]

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَرْأَة عَورَة وَإِنَّهَا ذَا خَرَجَتْ من بَيتهَا اسْتَشْرَفَها الشَّيطَان وَإِنَّهَا لَا تكون أقرب إِلَى الله مِنْهَا فِي قَعْر بَيتهَا

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت پردے کا نام ہے اور جب یہ اپنے گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کو جھانکتا ہے (ورغلاتا ہے) اور اللہ تعالیٰ کے قریب اس وقت ہوتی ہے جب یہ اپنے گھر کے اندر رہو۔ [۳]

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لاَ يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلاَّ كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ

---

[۱] تفسیرابن ابی حاتم محققا ۱۴۸۴۹

[۲] احکام القرآن لابن العربی ۵۶۹،۳

[۳] جامع ترمذی أَبْوَابُ الرَّضَاعِ بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الدُّخُولِ عَلَى الْمُغِيبَاتِ ۱۱۷۳، الترغیب والترهیب للمنذری ۵۱۴

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ الگ ہو تو تیسرا شیطان ہوتا ہے۔ (۱)

لایفظ الْمَرْأَةُ الابیتهاأَوْ قَبْرِهَاأَوْ زَوْجُهَا

اور قدیم مقولہ ہے عورت کی حفاظت یا تو گھر کر سکتا ہے یا قبر کر سکتی ہے یا خاوند کر سکتا ہے۔

عَنْ مَيْمُونَةَ بِنْتِ سَعْدٍ، وَكَانَتْ خَادِمًا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَثَلُ الرَّافِلَةِ فِي الزِّينَةِ، فِي غَيْرِ أَهْلِهَا، كَمَثَلِ الظُّلْمَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لَا نُورَ لَهَا

میمونہ بنت سعد جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ تھیں کہتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ عورت جو اپنی زینت میں ناز سے اپنے اہل کے علاوہ چلتی ہے وہ اس تاریکی کی طرح ہے جو قیامت کو ہو گی جس کا نور نہیں ہو گا۔ (۲)

اور اگر کسی ضرورت سے نکلنا بھی پڑے تو جاہلیت کے دور کی طرح بناؤ سنگار کر کے، خوشبو لگا کر بے پردہ جس سے تمہارا سر، بازو اور چھاتی وغیرہ لوگوں کو دعوت نظارہ دے باہر نہ گھومتی پھرو بلکہ بغیر خوشبو لگائے، سادہ لباس میں ملبوس اور باپردہ باہر نکلو۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:لَا تَمْنَعُوا إِمَاءَ اللهِ مَسَاجِدَ اللهِ، وَلَكِنْ لِيَخْرُجْنَ وَهُنَّ تَفِلَاتٌ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مسجدوں (میں جانے) سے منع نہ کرو لیکن انہیں زیب و زینت کے بغیر نکلنا چاہیے۔ (۳)

مُوسَى بْنُ عَلِيِّ بِنِ رَبَاحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي أُذَيْنَةَ الصَّدَفِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:وَشَرُّ نِسَائِكُمُ الْمُتَبَرِّجَاتُ

موسیٰ بن علی بن رباح کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری سب سے بدترین عورت وہ ہے جو بے پردہ گھومتی پھرتی ہیں۔ (۴)

أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا كَانَتْ إِذَا قَرَأَتْ هَذِهِ الْآيَةَ تَبْكِي حَتَّى تَبُلَّ خِمَارَهَا،وَذَكَرَ أَنَّ سَوْدَةَ قِيلَ لَهَا: لِمَ لَا تَحُجِّينَ وَلَا تَعْتَمِرِينَ کما يفعل أَخَوَاتُكِ؟ فَقَالَتْ: قَدْ حَجَجْتُ وَاعْتَمَرْتُ، وَأَمَرَنِي اللهُ أَنْ أَقِرَّ فِي بَيْتِي، قَالَ الرَّاوِي: فَوَاللهِ مَا خَرَجَتْ مِنْ بَابِ حُجْرَتِهَا حَتَّى أُخْرِجَتْ جِنَازَتُهَا

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جب آیت "اپنے گھروں میں ٹک کر رہو اور سابق دور جاہلیت کی سی سج دھج نہ دکھاتی پھرو۔" پڑھتیں تو اس

---

(۱) جامع ترمذی أَبْوَابُ الرَّضَاعِ بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الدُّخُولِ عَلَى الْمُغِيبَاتِ ۱۱۷۱، مسند احمد ۱۷۷

(۲) المعجم الكبير للطبرانی ۷۰، جامع ترمذی أَبْوَابُ الرَّضَاعِ بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ خُرُوجِ النِّسَاءِ فِي الزِّينَةِ ۱۱۶۷، كتاب الأمثال في الحديث النبوي لابی الشیخا الاصبهانی ۲۶۵

(۳) سنن ابوداود كِتَابُ الصَّلَاةِ بَابُ مَا جَاءَ فِي خُرُوجِ النِّسَاءِ إِلَى الْمَسْجِدِ ۵۶۵

(۴) السنن الکبری للبیهقی ۱۳۴۷۸

قدر روتیں کہ ان کا دوپٹہ آنسوؤں سے بھیگ جاتا، ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا اے عائشہ رضی اللہ عنہا! تو اپنی دوسری بہنوں کی طرح حج وعمرہ کیوں نہیں کرتی؟ تو جواب دیا کہ میں نے حج وعمرہ کرلیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنے گھر میں ٹھیری رہوں، راوی حدیث کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے حجرے کے دروازے سے باہر نہ نکلتی تھیں حتی کہ ان کے جنازے نے ہی ان کو باہر نکالا۔ [1]

اور نیکی اختیار کرنے کے متعلق فرمایا کہ اللہ کی یاد کے لئے فرض نماز اور نوافل کا اہتمام کرو، اپنے مالوں سے مستحقین کو زکواۃ کے علاوہ بھی صدقہ وخیرات کیا کرو اور رسول اللہ ﷺ کے احکامات کی بلاچوں وچرا تعمیل کرو، اے اہل البیت! اللہ نے تمہیں جن چیزوں کا حکم دیا اور جن سے روکا ہے اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ وہ تم سے گندگی، شر اور ناپاکی کو دور کردے اور تمہیں خوب پاک کردے اور تمہارے گھروں میں جو اللہ کی آیات پڑھی جاتی ہیں اور حکمت کی باتیں سنائی جاتی ہیں ان کو یاد رکھو اور ان پر عمل کرو، بیشک اللہ تعالیٰ باریک بین اور خبردار ہے۔

أَفِي هَذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ، فَإِنِّي أُرِيدُ اللهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الآخِرَةَ،(أَنَّ عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَا تُخْبِرْ نِسَاءَكَ أَنِّي اخْتَرْتُكَ، فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ اللهَ أَرْسَلَنِي مُبَلِّغًا، وَلَمْ يُرْسِلْنِي مُتَعَنِّتًا)ثُمَّ خَيَّرَ نِسَاءَهُ كُلَّهُنَّ فَقُلْنَ مِثْلَ مَا قَالَتْ عَائِشَةُ

یہ آیات مبارکہ سننے کے بعد ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فوراً کہا کیا میں اس بات میں اپنے والدین سے مشورہ کروں؟ میں تو اللہ اور اس کے رسول اور دار آخرت کو اختیار کرتی ہوں، اور ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا صدیقہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول آپ یہ بات کسی اور بیوی کو نہ بتائیں کہ میں نے آپ کو اختیار کرلیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو بیوی مجھ سے پوچھے گی میں اسے ضرور بتاؤں گا کیونکہ اللہ نے مجھے مبلغ معلم اور آسانی پہنچانے والا بنا کر بھیجا ہے، اللہ تعالیٰ نے مجھے سختی اور تنگی میں ڈالنے والا بنا کر نہیں بھیجا، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کرنے کے بعد آپ نے دوسری بیویوں (ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا، حفصہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا) کو بھی اختیار دیا اور سب ازواج نے وہی جواب دیا جو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دیا تھا یعنی کسی نے بھی رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر دنیا کے عیش وآرام کو ترجیح نہیں دی۔ [2]

خط کشیدہ عبارتیں صرف صحیح مسلم میں ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَيَّرَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاخْتَرْنَاهُ، فَلَمْ يَعُدَّهَا عَلَيْنَا شَيْئًا

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اختیار دے دیا تھا مگر ہم نے آپ ہی کا انتخاب کیا تو آپ نے اسے کوئی

---

[1] تفسیر القرطبی ۱۸۰/۱۴

[2] صحیح بخاری کتاب التفسیرسورۃ الاحزاب بَابُ قَوْلِهِ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا۴۷۸۵، وکتاب النکاح بَابُ مَوْعِظَةِ الرَّجُلِ ابْنَتَهُ لِحَالِ زَوْجِهَا۵۱۹۱، وکتاب الظلم بَابُ الغُرْفَةِ وَالعُلِّيَّةِ المُشْرِفَةِ وَغَيْرِ المُشْرِفَةِ فِي السُّطُوحِ وَغَيْرِهَا ۲۴۶۸، صحیح مسلم کتاب الطلاق بَابُ بَيَانِ أَنَّ تَخْيِيرَ امْرَأَتِهِ لَا يَكُونُ طَلَاقًا إِلَّا بِالنِّيَّةِ ۳۶۸۱، و بَابٌ فِي الْإِيلَاءِ، وَاعْتِزَالِ النِّسَاءِ عن عائشہ وعمر ۳۶۹۲، مسند احمد ۱۴۵۱۵،السنن الکبری للنسائی ۹۱۶۴

چیز (طلاق وغیرہ) شمار نہیں کی۔ [1]

إِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ

بیشک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، مومن مرد اور مومن عورتیں، فرماں برداری کرنے والے مرد اور فرماں بردار عورتیں،

وَالصّٰدِقِيْنَ وَ الصّٰدِقٰتِ وَ الصّٰبِرِيْنَ وَ الصّٰبِرٰتِ وَ الْخٰشِعِيْنَ

راست باز مرد اور راست باز عورتیں، صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، عاجزی کرنے والے مرد

وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ

اور عاجزی کرنے والی عورتیں، خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں، روزے رکھنے والے مرد

وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ

اور روزے رکھنی والی عورتیں، اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والیاں، بکثرت اللہ کا ذکر

كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۳۵﴾ (الاحزاب ۳۵)

کرنے والے اور ذکر کرنے والیاں، (ان سب کے) لیے اللہ تعالیٰ نے (وسیع) مغفرت اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔

عَنْ أُمِّ عُمَارَةَ الأَنْصارِيَّةِ، أَنَّهَا أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: مَا أَرَى كُلَّ شَيْءٍ إِلاَّ لِلرِّجَالِ وَمَا أَرَى النِّسَاءَ يُذْكَرْنَ بِشَيْءٍ؟ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةَ ﴿إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾ الآيَةَ.

ام عمارہ انصاری رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا کہ کیا بات ہے اللہ تعالیٰ ہر جگہ مردوں سے ہی خطاب فرماتا ہے عورتوں سے نہیں، جس پر یہ آیت ''بالیقین جو مرد اور جو عورتیں مسلم ہیں، مومن ہیں، مطیع فرمان ہیں۔'' نازل ہوئی۔ [2]

أُمَّ سَلَمَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، تَقُولُ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا لَنَا لَا نُذْكَرُ فِي الْقُرْآنِ كَمَا يُذْكَرُ الرِّجَالُ؟ قَالَتْ: فَلَمْ يَرُعْنِي مِنْهُ يَوْمَئِذٍ إِلَّا وَنِدَاؤُهُ عَلَى الْمِنْبَرِ، قَالَتْ: وَأَنَا أُسَرِّحُ شَعْرِي، فَلَفَفْتُ شَعْرِي، ثُمَّ خَرَجْتُ إِلَى حُجْرَةٍ مِنْ حُجَرِ بَيْتِي، فَجَعَلْتُ سَمْعِي عِنْدَ الْجَرِيدِ، فَإِذَا هُوَ يَقُولُ عِنْدَ الْمِنْبَرِ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ فِي كِتَابِهِ: ﴿إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾، [3] إِلَى آخِرِ الْآيَةِ، ﴿أَعَدَّ اللهُ لَهُمْ

---

[1] مسند احمد ۲۴۲۰۸

[2] جامع ترمذی ابواب تفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ الأَحْزَابِ ۳۲۱۱، مسند احمد ۲۶۵۷۵، مستدرک حاکم ۳۵۶۰

[3] الأحزاب: 35

مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا﴾، [۱]

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کیا بات ہے ہمارا قرآن مجید میں اس طرح ذکر نہیں ہوتا جس طرح مردوں کا ذکر ہوتا ہے؟ ایک دن اچانک میں نے یہ دیکھا کہ آپ منبر پر اعلان فرما رہے تھے میں اس وقت اپنے بالوں میں کنگھی کر رہی تھی، میں نے اپنے بال سمیٹے اور اپنے گھر کے حجرے کی طرف نکلی، اور میں نے آپ کے اعلان کو سننے کے لیے کان لگا دیے، آپ منبر کے پاس فرما رہے تھے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں ارشاد فرماتا ہے " بالیقین جو مرد اور جو عورتیں مسلم ہیں، مومن ہیں، مطیع فرمان ہیں، راست باز ہیں، صابر ہیں، اللہ کے آگے جھکنے والے ہیں، صدقہ دینے والے ہیں، روزہ رکھنے والے ہیں، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں، اور اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے ہیں، اور اللہ نے ان کے لیے مغفرت اور بڑا اجر مہیا کر رکھا ہے۔" [۲]

ازواج مطہرات کے ذکر کے بعد دوسری عورتوں کے بارے میں فرمایا کہ یہ انعامات صرف ام المومنین کے لئے ہی نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان مسلمان مرد و عورتیں کے لئے بھی مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے جو ظاہری طور پر نہیں بلکہ خلوص نیت سے اسلام کی رہنمائی کو حق مانتے ہیں اور عملاً اطاعت کرتے ہیں، جو اپنے کردار و گفتار اور معاملات میں سچے ہیں، کیونکہ سچ بولنا ایمان کی کی اور جھوٹ بولنا نفاق کی نشانی ہے، جس شخص نے سچ بولا وہ نجات پا گیا،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ، فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ، وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ صِدِّيقًا، وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ، فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ كَذَّابًا

عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سچ کو اختیار کرو بے شک سچ نیکی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور نیکی جنت میں لے جاتی ہے، اور آدمی ہمیشہ سچ بولتا رہتا ہے اور سچ تلاش کرتا رہتا ہے حتی کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اسے بہت سچا لکھ دیا جاتا ہے، اور جھوٹ سے اجتناب کرو، بے شک جھوٹ برائی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور برائی جہنم میں لے جاتی ہے، اور آدمی ہمیشہ جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ کو تلاش کرتا رہتا ہے حتی کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اسے بہت جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔ [۳]

اور اس راستے پر یعنی صراط مستقیم پر چلنے میں اور اللہ کے کلمہ کو سربلند کرنے میں انہیں جو مصائب و آلام اور نقصانات و خطرات پیش آتے ہیں اسے صبر اور پوری ثابت قدمی کے ساتھ مقابلہ کرتے ہیں، جو تکبر اور استکبار اور غرور نفس میں مبتلا ہونے کے بجائے عاجزی اختیار کرتے ہیں، جو اپنے مالوں سے فرض زکواۃ کے علاوہ بھی حد استطاعت تک مستحقین کے لئے صدقہ وخیرات کرتے رہتے ہیں،

[۱] الأحزاب: 35

[۲] مسند احمد ۲۶۶۰۳، السنن الکبری للنسائی ۱۱۳۴۱، تفسیر طبری ۲۰٫۲۷۰

[۳] صحیح بخاری كِتَابُ الأَدَبِ بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى :يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾ التوبة: 119 وَمَا يُنْهَى عَنِ الكَذِبِ ۶۰۹۴، صحیح مسلم کتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَابُ قُبْحِ الْكَذِبِ وَحُسْنِ الصِّدْقِ وَفَضْلِهِ ۲۶۳۷، مسند احمد ۳۶۳۸

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُعِيذُكَ بِاللَّهِ يَا كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ مِنْ أُمَرَاءَ يَكُونُونَ مِنْ بَعْدِي، فَمَنْ غَشِيَ أَبْوَابَهُمْ فَصَدَّقَهُمْ فِي كَذِبِهِمْ، وَأَعَانَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَلَيْسَ مِنِّي وَلَسْتُ مِنْهُ، وَلاَ يَرِدُ عَلَيَّ الحَوْضَ، وَمَنْ غَشِيَ أَبْوَابَهُمْ أَوْ لَمْ يَغْشَ وَلَمْ يُصَدِّقْهُمْ فِي كَذِبِهِمْ، وَلَمْ يُعِنْهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ، فَهُوَ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ، وَسَيَرِدُ عَلَيَّ الحَوْضَ، يَا كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ الصَّلاَةُ بُرْهَانٌ، وَالصَّوْمُ جُنَّةٌ حَصِينَةٌ، وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الخَطِيئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ، يَا كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ، إِنَّهُ لاَ يَرْبُو لَحْمٌ نَبَتَ مِنْ سُحْتٍ إِلاَّ كَانَتِ النَّارُ أَوْلَى بِهِ.

کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے کعب بن عجرہ! میں تجھے ان امراء سے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں جو میرے بعد ہوں گے، جو شخص ان کے دروازوں پر آ کر ان کے جھوٹ کو سچ اور ان کے ظلم میں ان کی اعانت کرے گا اس کا مجھ سے اور میرا اس سے کوئی تعلق نہیں، اور وہ حوض پر نہ آ سکے گا اور جو ان کے دروازوں کے قریب آئے یا نہ آئے لیکن نہ تو اس نے ان کے جھوٹ کی تصدیق کی، اور نہ ہی ظلم پر ان کا مددگار ہوا وہ مجھ سے اور میں اس سے وابستہ ہوں، ایسا شخص میرے حوض پر آ سکے گا، اے کعب بن عجرہ نماز دلیل وحجت اور روزہ مضبوط ڈھال ہے اور صدقہ گناہوں کو اس طرح ختم کر دیتا ہے جیسے کہ پانی آگ کو، اے کعب بن عجرہ کوئی گوشت ایسا نہیں جو حرام مال سے پرورش پاتا ہو اور آگ کا حقدار نہ ہو۔ (۱)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللَّهُ تَعَالَى فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لاَ ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ: إِمَامٌ عَدْلٌ، وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللَّهِ، وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي المَسَاجِدِ، وَرَجُلاَنِ تَحَابَّا فِي اللَّهِ، اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ، وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ: إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتَّى لاَ تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللَّهَ خَالِيًا، فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات آدمیوں کو اللہ اپنے سائے میں رکھے گا جس دن کہ سوائے اس کے سائے کے اور کوئی سایہ نہ ہوگا، حاکم عادل، اور وہ نوجوان جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں جوان ہوا ہو، اور وہ شخص جس کا دل مسجدوں میں لگا رہتا ہو، اور وہ دو اشخاص جو باہم صرف اللہ کے لئے دوستی کریں جب جمع ہوں تو اسی کے لئے اور جب جدا ہوں تو اسی کے لئے، اور وہ شخص جس کو کوئی منصب اور جمال والی عورت زنا کیلئے بلائے اور وہ یہ کہہ دے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں اس لئے نہیں آ سکتا، اور وہ شخص جو چھپا کر صدقہ دے یہاں تک کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی معلوم نہ ہو کہ اس کے داہنے ہاتھ نے کیا خرچ کیا، اور وہ شخص جو خلوت میں اللہ کو یاد کرے اور اس کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو جائیں۔ (۲)

بعض احادیث میں اور بھی ایسے اعمال صالحہ کا ذکر آیا ہے جن کی وجہ سے سایہ عرش عظیم مل سکے گا، بعض علما نے اس موضوع پر مستقل رسالے

---

(۱) جامع ترمذی أَبْوَابُ السَّفَرِ بَابُ مَا ذُكِرَ فِي فَضْلِ الصَّلَاةِ ۶۱۴، سنن ابن ماجه كِتَابُ الزُّهْدِ بَابُ الْحَسَدِ ۴۲۱۰ عن انس

(۲) صحیح بخاری كِتَابُ الزَّكَاةِ بَابُ الصَّدَقَةِ بِاليَمِينِ ۱۴۲۳، صحیح مسلم كِتَاب الزَّكَاةِ بَابُ فَضْلِ إِخْفَاءِ الصَّدَقَةِ ۲۳۸۰، جامع ترمذی أَبْوَابُ الزُّهْدِ بَابُ مَا جَاءَ فِي الحُبِّ فِي اللهِ ۲۳۹۱، مسند احمد ۹۶۶۵

تحریر فرمائے ہیں اوران جملہ اعمال صالحہ کا ذکر کیا ہے جو قیامت کے دن عرش الٰہی کے نیچے سایہ ملنے کا ذریعہ بن سکیں گے، بعض نے اس فہرست کو چالیس تک بھی پہنچا دیا ہے۔ صدقہ صرف مال و دولت سے ہی نہیں ہوتا بلکہ اور بھی کئی طرح سے صدقہ ہوتا ہے، دوسروں کو نقصان پہنچانے سے بچنا صدقہ ہے،

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ العَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: إِيمَانٌ بِاللَّهِ، وَجِهَادٌ فِي سَبِيلِهِ، قُلْتُ: فَأَيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ؟ قَالَ:أَعْلاَهَا ثَمَنًا، وَأَنْفَسُهَا عِنْدَ أَهْلِهَا، قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ أَفْعَلْ؟ قَالَ:تُعِينُ ضَايِعًا، أَوْ تَصْنَعُ لِأَخْرَقَ،: قَالَ: فَإِنْ لَمْ أَفْعَلْ؟ قَالَ:تَدَعُ النَّاسَ مِنَ الشَّرِّ، فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ تَصَدَّقُ بِهَا عَلَى نَفْسِكَ

ابو ذر رضی اللہ عنہ غفاری سے مروی ہے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کون سا عمل افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا، میں نے پوچھا کس قسم کا غلام آزاد کرنا افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بہت زیادہ بیش قیمت ہو اور اس کے مالکوں کو بہت پسند ہو، میں نے پوچھا اگر میں یہ نہ کرسکوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی کاریگر کی مدد کر یا کسی بے ہنر کے لئے کام کر دو، انہوں نے پوچھا اگر میں یہ بھی نہ کرسکوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھ (یعنی ان کے ساتھ برائی کرنے سے باز آ) اس لئے کہ وہ بھی ایک صدقہ ہے جو تو اپنے آپ پر کرتا ہے۔ [۱]

اندھے کو راستہ بتانا صدقہ ہے۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْسَ مِنْ نَفْسِ ابْنِ آدَمَ إِلَّا عَلَيْهَا صَدَقَةٌ فِي كُلِّ يَوْمٍ طَلَعَتْ فِيهِ الشَّمْسُ، قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَمِنْ أَيْنَ لَنَا صَدَقَةٌ نَتَصَدَّقُ بِهَا؟، فَقَالَ:إِنَّ أَبْوَابَ الْخَيْرِ لَكَثِيرَةٌ: التَّسْبِيحُ، وَالتَّحْمِيدُ، وَالتَّكْبِيرُ، وَالتَّهْلِيلُ، وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَتُمِيطُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ، وَتُسْمِعُ الْأَصَمَّ، وَتَهْدِي الْأَعْمَى، وَتُدِلُّ الْمُسْتَدِلَّ عَلَى حَاجَتِهِ، وَتَسْعَى بِشِدَّةِ سَاقَيْكَ مَعَ اللَّهْفَانِ الْمُسْتَغِيثِ، وَتَحْمِلُ بِشِدَّةِ ذِرَاعَيْكَ مَعَ الضَّعِيفِ، فَهَذَا كُلُّهُ صَدَقَةٌ مِنْكَ عَلَى نَفْسِكَ

ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر روز جب آفتاب نکلتا ہے ابن آدم کے ہر ہر جوڑ پر صدقہ واجب ہوتا ہے، لوگوں نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم (غریب اور مفلس لوگ) کیسے صدقہ ادا کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما صدقہ کے بہت سے طریقے ہیں، سبحان اللہ کہنا، الحمد اللہ کہنا، اللہ اکبر کہنا اور لا الہ الا اللہ کہنا، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا اور راستے سے تکلیف دہ چیزوں کو ہٹا دینا اور بہرے کو اس طرح بتانا کہ وہ سمجھ سکے اور اندھے کو صحیح راستہ پر لگا دینا اور حاجت مند آدمی کی مدد کرنا اور مدد کے لیے پکارنے والے کی دوڑ کر مدد کرنا، اور بوڑھے کی مقدور بھر مدد کرنا، یہ تمام صدقہ ہیں جو تو اپنے نفس پر کرتا ہے۔ [۲]

اپنے ڈول سے کسی بھائی کو پانی دینا صدقہ ہے۔

---

[۱] صحیح بخاری كِتَاب العِتْقِ بَابٌ: أَيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ ۲۵۱۸

[۲] صحیح ابن حبان ۳۳۷۷

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبَسُّمُکَ فِي وَجْهِ أَخِيکَ لَکَ صَدَقَةٌ وَأَمْرُکَ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْيُکَ عَنْ الْمُنْکَرِ صَدَقَةٌ، وَإِرْشَادُکَ الرَّجُلَ فِي أَرْضِ الضَّلَالِ لَکَ صَدَقَةٌ وَبَصَرُکَ لِلرَّجُلِ الرَّدِيئِ الْبَصَرِ لَکَ صَدَقَةٌ وَإِمَاطَتُکَ الْحَجَرَ وَالشَّوْکَةَ وَالْعَظْمَ عَنْ الطَّرِيقِ لَکَ صَدَقَةٌ ،وَإِفْرَاغُکَ مِنْ دَلْوِکَ فِي دَلْوِ أَخِيکَ لَکَ صَدَقَةٌ

ابوذرغفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا اپنے مسلمان بھائی کے سامنے مسکرانا، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا سب صدقہ ہے، پھر کسی بھولے بھٹکے کو راستہ بتانا، نابینے کے ساتھ چلنا، راستے سے پتھر، کانٹا، یا ہڈی وغیرہ ہٹا دینا اور اپنے ڈول سے دوسرے بھائی کے ڈول میں پانی ڈالنا بھی صدقہ ہے۔ (۱)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ وَمِنْ الْمَعْرُوفِ أَنْ تَلْقَى أَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ وَأَنْ تُفْرِغَ مِنْ دَلْوِكَ فِي إِنَائِهِ

اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر نیکی صدقہ ہے اور یہ بھی نیکی ہے کہ تم اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے مل لو یا اس کے برتن میں اپنے ڈول سے کچھ پانی ڈال دو۔ (۲)

اللہ کا ذکر کرنا صدقہ ہے۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ:يُصْبِحُ عَلَى كُلِّ سُلَامَى مِنْ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ، فَكُلُّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةٌ،وَكُلُّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةٌ ، وَكُلُّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ، وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌوَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَيُجْزِئُ مِنْ ذَلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحَى

ابوذرغفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدمی پر صبح ہوتی ہے تو اس کے ہر جوڑ پر ایک صدقہ واجب ہوتا ہے، پھر ہر بار سبحان اللہ کہنا ایک صدقہ ہے اور ہر بار الحمد اللہ کہنا ایک صدقہ ہے ،اور ہر بار لاالٰہ الااللہ کہنا ایک صدقہ ہے،اور ہر بار اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے،اور اچھی بات کا حکم کرنا ایک صدقہ ہے اور بری بات سے روکنا ایک صدقہ ہے،اور چاشت کی دو رکعتیں ان سب سے کافی ہو جاتی ہے جس کو وہ پڑھ لیتا ہے۔ (۳)

ثواب کی نیت سے اپنے گھر والوں پر خرچ کرنا صدقہ ہے۔

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍعَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِذَا أَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلَى أَهْلِهِ يَحْتَسِبُهَا فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدمی ثواب کی نیت سے اپنے اہل وعیال پر خرچ کرے پس وہ بھی اس

(۱) صحیح ابن حبان ۵۲۹، جامع ترمذی أَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ بَابُ مَا جَاءَ فِي صَنَائِعِ الْمَعْرُوفِ۱۹۵۶

(۲) مسند احمد ۱۴۷۰۹

(۳) صحیح مسلم كِتَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِينَ وَقَصْرِهَا بَابُ اسْتِحْبَابِ صَلَاةِ الضُّحَى۱۶۷۱

کے لیے صدقہ ہے۔ ①

کسی آدمی کو سواری پر بیٹھانا یا اس کا سامان اٹھا کر سواری پر رکھوانا صدقہ ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ سُلَامَى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيهِ الشَّمْسُ يَعْدِلُ بَيْنَ الِاثْنَيْنِ صَدَقَةٌ وَيُعِينُ الرَّجُلَ عَلَى دَابَّتِهِ فَيَحْمِلُ عَلَيْهَا أَوْ يَرْفَعُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ وَكُلُّ خُطْوَةٍ يَخْطُوهَا إِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ وَيُمِيطُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کے بدن کے جوڑ پر طلوع آفتاب کے ساتھ ایک صدقہ واجب ہوجاتا ہے دو آدمیوں میں انصاف وعدل کرادینا صدقہ ہے کسی آدمی کو اس کے سوار ہونے میں مدد دینا یا اس کی سواری پر اس کا مال واسباب لاددینا صدقہ ہے کسی سے اچھی بات کہنا صدقہ ہے اور ہر وہ قدم جو نماز کے لئے اٹھے صدقہ ہے اور تکلیف دینے والی چیز کو راستہ سے ہٹادینا صدقہ ہے۔ ②

خود کھانا، اپنے بیٹے کو کھلانا کھلانا اپنے خادم کو کھلانا صدقہ ہے۔

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَطْعَمْتَ نَفْسَكَ فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ ،وَمَا أَطْعَمْتَ وَلَدَكَ فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ، وَمَا أَطْعَمْتَ زَوْجَكَ فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ، وَمَا أَطْعَمْتَ خَادِمَكَ فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ

مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم جو اپنے آپ کو کھلادو وہ صدقہ ہے، جو اپنے بچوں کو کھلادو وہ بھی صدقہ ہے، جو اپنی بیوی کو کھلادو وہ بھی صدقہ ہے اور جو اپنے خادم کو کھلادو وہ بھی صدقہ ہے۔ ③

کسی مصیبت زدہ حاجت مند کی مدد کرنا صدقہ ہے۔

عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ قِيلَ أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَجِدْ،قَالَ يَعْتَمِلُ بِيَدَيْهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقُ، قَالَ قِيلَ أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ، قَالَ يُعِينُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوفَ، قَالَ قِيلَ لَهُ أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ، قَالَ يَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ أَوْ الْخَيْرِ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَفْعَلْ، قَالَ يُمْسِكُ عَنْ الشَّرِّ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ

ابوموسی سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر مسلمان پر صدقہ لازم ہے عرض کیا گیا اگر یہ نہ ہوسکے تو کیا حکم ہے؟ فرمایا اپنے ہاتھوں سے کمائے اور اپنے آپ کو نفع پہنچائے اور صدقہ کرے، عرض کیا اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو کیا حکم ہے؟ فرمایا ضرورت مند مصیبت زدہ کی مدد کرے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیکی کا حکم کرے، عرض کیا اور یہ بھی نہ کرسکے

① صحيح بخاری كِتَابُ الإِيمَانِ بَابٌ مَا جَاءَ إِنَّ الأَعْمَالَ بِالنِّيَّةِ وَالحِسْبَةِ، وَلِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى٥٥،صحيح مسلم كِتَاب الزَّكَاةِ بَابُ فَضْلِ النَّفَقَةِ وَالصَّدَقَةِ عَلَى الْأَقْرَبِينَ وَالزَّوْجِ وَالْأَوْلَادِ، وَالْوَالِدَيْنِ وَلَوْ كَانُوا مُشْرِكِينَ ٢٣٢٢،جامع ترمذى أَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّفَقَةِ عَلَى الأَهْلِ١٩٦٥،سنن نسائى كِتَابُ الزَّكَاةِ بَابُ أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ٢٥٤٥،صحيح ابن حبان٤٢٣٩

② صحيح بخارى كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابُ مَنْ أَخَذَ بِالرِّكَابِ وَنَحْوِهِ٢٩٨٩

③ مسنداحمد١٧١٧٩،السنن الكبرى للنسائى٩١٤١

تو آپ کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا برائی سے رک جائے اس کے لئے یہ بھی صدقہ ہے۔ [۱]

اپنے بھائی سے مسکرا کر ملنا صدقہ ہے۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَبَسُّمُكَ فِي وَجْهِ أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ، وَأَمْرُكَ بِالمَعْرُوفِ وَنَهْيُكَ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَإِرْشَادُكَ الرَّجُلَ فِي أَرْضِ الضَّلَالِ لَكَ صَدَقَةٌ، وَبَصَرُكَ لِلرَّجُلِ الرَّدِيءِ البَصَرِ لَكَ صَدَقَةٌ، وَإِمَاطَتُكَ الحَجَرَ وَالشَّوْكَةَ وَالعَظْمَ عَنِ الطَّرِيقِ لَكَ صَدَقَةٌ، وَإِفْرَاغُكَ مِنْ دَلْوِكَ فِي دَلْوِ أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ

ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا اپنے مسلمان بھائی کے سامنے مسکرانا نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا سب صدقہ ہے پھر کسی بھولے بھٹکے کو راستہ بتانا نابینے کے ساتھ چلنا، راستے سے پتھر، کانٹا، یا ہڈی وغیرہ ہٹا دینا اور اپنے ڈول سے دوسرے بھائی کے ڈول میں پانی ڈالنا بھی صدقہ ہے۔ [۲]

اپنے بھائی کا قرض اتارنا صدقہ ہے۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ الْأَطْوَلِ، قَالَ: مَاتَ أَخِي وَتَرَكَ ثَلَاثَ مِائَةِ دِينَارٍ، وَتَرَكَ وَلَدًا صِغَارًا فَأَرَدْتُ أَنْ أُنْفِقَ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ أَخَاكَ مَحْبُوسٌ بِدَيْنِهِ فَاذْهَبْ، فَاقْضِ عَنْهُ، قَالَ: فَذَهَبْتُ، فَقَضَيْتُ عَنْهُ، ثُمَّ جِئْتُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، قَدْ قَضَيْتُ عَنْهُ، وَلَمْ يَبْقَ إِلَّا امْرَأَةٌ تَدَّعِي دِينَارَيْنِ، وَلَيْسَتْ لَهَا بَيِّنَةٌ،قَالَ:أَعْطِهَا، فَإِنَّهَا صَادِقَةٌ

سعد بن اطول رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میرا ایک بھائی فوت ہو گیا، اس نے تین سو دینار ترکے میں چھوڑے اور چھوٹے بچے چھوڑے، میں نے ان پر کچھ خرچ کرنا چاہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا بھائی مقروض ہو کر فوت ہوا ہے لہذا جا کر پہلے ان کا قرض ادا کرو، چنانچہ میں نے جا کر اس کا قرض ادا کیا اور حاضر ہو کر عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اپنے بھائی کا سارا قرض ادا کر دیا ہے اور سوائے ایک عورت کے کوئی قرض خواہ نہیں بچا، وہ دو دیناروں کی مدعی ہے لیکن اس کے پاس کوئی گواہ نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے سچا سمجھو اور اس کا قرض بھی ادا کرو یہ بھی صدقہ ہے۔ [۳]

ملنے والے کو سلام کرنا صدقہ ہے۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:يُصْبِحُ عَلَى كُلِّ سُلَامَى مِنَ ابْنِ آدَمَ صَدَقَةٌ، تَسْلِيمُهُ عَلَى مَنْ لَقِيَ صَدَقَةٌ،وَأَمْرُهُ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْيُهُ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَإِمَاطَتُهُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ، وَبُضْعَتُهُ أَهْلَهُ صَدَقَةٌ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ يَأْتِي شَهْوَةً، وَتَكُونُ لَهُ صَدَقَةٌ؟ قَالَ: أَرَأَيْتَ لَوْ وَضَعَهَا فِي غَيْرِ حَقِّهَا أَكَانَ يَأْثَمُ؟قَالَ:

---

[۱] سنن نسائی كِتَابُ الزَّكَاةِ باب صَدَقَةُ الْعَبْدِ ۲۵۳۸

[۲] جامع ترمذی أَبْوَابُ البِرِّ وَالصِّلَةِ بَابُ مَا جَاءَ فِي صَنَائِعِ الْمَعْرُوفِ ۱۹۵۶

[۳] مسند احمد ۱۷۲۲۷، مسند ابویعلی ۱۵۱۰

وَيُجْزِئُ مِنْ ذَلِكَ كُلِّهِ رَكْعَتَانِ مِنَ الضُّحَى

ابوذر نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ ابن آدم کے جسم کے ہر جوڑ پر صبح ایک صدقہ واجب ہوتا ہے، پس ہر ملنے والے کو سلام کرنا صدقہ ہے ،اسے نیکی کی تلقین کرنا صدقہ ہے اسے برائی سے روکنا صدقہ ہے اور راستہ سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا صدقہ ہے ،اپنی بیوی سے جماع کرنا صدقہ ہے، صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ! وہ تو اپنی شہوت پوری کرتا ہے اور یہ شہوت کی تکمیل اس کے لئے صدقہ ہو گی؟ آپ نے فرمایا کہ تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر وہ یہ شہوت غلط مقام میں پوری کرتا تو گناہ گار ہوتا؟اور فرمایا کہ ان سب صدقات کو چاشت کی دو رکعات کافی ہیں۔ [1]

دو آدمیوں کے درمیان عدل کرنا صدقہ ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ سُلَامَى مِنْ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيهِ الشَّمْسُ ، قَالَ تَعْدِلُ بَيْنَ الِاثْنَيْنِ صَدَقَةٌ، وَتُعِينُ الرَّجُلَ فِي دَابَّتِهِ فَتَحْمِلُهُ عَلَيْهَا أَوْ تَرْفَعُ لَهُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ ، قَالَ وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ خُطْوَةٍ تَمْشِيهَا إِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ، وَتُمِيطُ الْأَذَى عَنْ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ

ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ہر دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے ہر آدمی کے ہر جوڑ پر صدقہ واجب ہوتا ہے، فرمایا دو آدمیوں کے درمیان عدل کرنا صدقہ ہے اور آدمی کو اس کی سواری پر سوار کرنا یا اس کا سامان اٹھانا یا اس کے سامان کو سواری سے اتارنا صدقہ ہے، اور پاکیزہ بات کرنا صدقہ ہے اور نماز کی طرف چل کر جانے میں ہر قدم صدقہ ہے اور راستہ سے تکلیف دہ چیز کا ہٹا دینا بھی صدقہ ہے۔ [2]

تمہارے درخت یا فصل سے جو کچھ کھائے وہ تمہارے لیے صدقہ ہے۔

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا إِلَّا كَانَ مَا أُكِلَ مِنْهُ لَهُ صَدَقَةً وَمَا سُرِقَ مِنْهُ لَهُ صَدَقَةٌ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ مِنْهُ فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ وَمَا أَكَلَتْ الطَّيْرُ فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ وَلَا يَرْزَؤُهُ أَحَدٌ إِلَّا كَانَ لَهُ صَدَقَةٌ

جابر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جس مسلمان نے کوئی پودا لگایا تو اس درخت سے جو کھایا گیا وہ اس کے لئے صدقہ ہے جو اس سے چوری کیا گیا وہ بھی اس کے لئے صدقہ ہے اور جو درندوں نے کھایا وہ بھی اس کے لئے صدقہ ہے اور جو پرندے کھا جائیں اس میں بھی صدقہ کا ثواب ملے گا اور کوئی اسے کم نہیں کرے گا مگر وہ اس پودا لگانے والے کے لئے صدقہ کا ثواب ہو گا۔ [3]

پانی پلانا صدقہ ہے۔

---

[1] سنن ابوداودکِتَاب الْأَدَبِ بَابٌ فِي إِمَاطَةِ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ ۵۲۴۳

[2] صحيح مسلم كِتَاب الزَّكَاةِ بَابُ بَيَانِ أَنَّ اسْمَ الصَّدَقَةِ يَقَعُ عَلَى كُلِّ نَوْعٍ مِنَ الْمَعْرُوفِ ۲۳۳۵

[3] صحيح مسلم كِتَابُ الْمُسَاقَاةِ بَابُ فَضْلِ الْغَرْسِ وَالزَّرْعِ ۳۹۶۷

عَنْ سَعِيدٍ،أَنَّ سَعْدًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَيُّ الصَّدَقَةِ أَعْجَبُ إِلَيْکَ قَالَ الْمَاءُ

سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور پوچھا آپ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ صدقہ کون سا ہے؟فرمایا پانی پلانا۔[1]

علم سیکھ کر مسلمان بھائی کو سکھانا صدقہ ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ أَنْ يَتَعَلَّمَ الْمَرْءُ الْمُسْلِمُ عِلْمًا ثُمَّ يُعَلِّمَهُ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بہترین صدقہ یہ ہے کہ مسلمان شخص علم حاصل کر کے اپنے مسلمان بھائی کو سکھا دے (یعنی پہلے خود علم حاصل کرے چاہے ایک حدیث مبارکہ کا ہی ہو اور اس کو دیگر لوگوں تک پہنچا دے،یہ علم کا پہنچانا بھی صدقہ جاریہ ہے)۔[2]

حکم الألبانی:ضعیف

صدقہ کے فضائل۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ:عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:إِن الصَّدَقَةَ تُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ مِيتَةَ السُّوءِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقہ اللہ تعالیٰ کے غصہ کو بجھاتا اور بری موت کو دور کرتا ہے۔[3]

عَنْ عَمْرِو بْنِ مُعَاذٍ الْأَشْهَلِيِّ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ جَدَّتِهِ ؛عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ مِسْكِينًا سَأَلَهَا وَهِيَ صَائِمَةٌ وَلَيْسَ فِي بَيْتِهَا إِلَّا رَغِيفٌ ،فَقَالَتْ لِمَوْلَاةٍ لَهَا أَعْطِيهِ إِيَّاهُ، فَقَالَتْ لَيْسَ لَكِ مَا تُفْطِرِينَ عَلَيْهِ، فَقَالَتْ أَعْطِيهِ إِيَّاهُ،قَالَتْ فَفَعَلْتُ، قَالَتْ فَلَمَّا أَمْسَيْنَا أَهْدَى لَنَا أَهْلُ بَيْتٍ أَوْ إِنْسَانٌ مَا كَانَ يُهْدِي لَنَا شَاةً وَكَفَنَهَا فَدَعَتْنِي عَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَتْ كُلِي مِنْ هَذَا هَذَا خَيْرٌ مِنْ قُرْصِكِ، و حَدَّثَنِي عَنْ مَالِك قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ مِسْكِينًا اسْتَطْعَمَ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ وَبَيْنَ يَدَيْهَا عِنَبٌ فَقَالَتْ لِإِنْسَانٍ خُذْ حَبَّةً فَأَعْطِهِ إِيَّاهَا فَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَيَعْجَبُ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَتَعْجَبُ كَمْ تَرَى فِي هَذِهِ الْحَبَّةِ مِنْ مِثْقَالِ ذَرَّةٍ

عمرو بن معاذ اشہلی انصاری سے مروی ہے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک فقیر آیا مانگتا ہوا اور آپ روزہ دار تھیں اور گھر میں سوائے ایک روٹی کے کچھ نہ تھا، آپ نے اپنی لونڈی سے کہا یہ روٹی فقیر کو دیدے، وہ بولی آپ کے افطار کے لئے کچھ نہیں ہے، آپ نے کہا دیدے،لونڈی نے وہ روٹی فقیر کے حوالے کر دی،شام کو ایک گھر سے بکری کے گوشت کا پکا ہوا حصہ آیا،عائشہ نے لونڈی کو بلا کر کہا کھا یہ تیری روٹی سے بہتر ہے،امام مالک نے کہا کہ ایک مسکین نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا اور ان کے سامنے انگور رکھے

---

[1] سنن ابوداود كِتَاب الزَّكَاةِ بَابٌ فِي فَضْلِ سَقْيِ الْمَاءِ١٦٧٩،سنن ابن ماجه كِتَاب الْأَدَبِ بَابُ فَضْلِ صَدَقَةِ الْمَاءِ٣٦٨٤

[2] سنن ابن ماجه كتاب افتتاح الكتاب في الإيمان وفضائل الصحابة والعلم بَابُ ثَوَابِ مُعَلِّمِ النَّاسَ الْخَيْرَ ٢٤٣

[3] جامع ترمذی ابواب الزكاة بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّدَقَةِ٦٦٤

تھے، انہوں نے ایک آدمی سے کہا ایک دانا انگور کا اٹھا کر اس کو دے، وہ شخص تعجب سے دیکھنے لگا، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا تم تعجب کرتے ہو ایک دانہ کئی ذروں کے برابر ہے اور ایک ذرے کا ثواب بھی ضائع نہ ہوگا۔ (۱)

جو فرض روزوں کے علاوہ اللہ کی رضا و خوشنودی کے لئے کثرت سے نفلی روزے رکھتے ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لِكُلِّ شَيْءٍ زَكَاةٌ وَزَكَاةُ الْجَسَدِ الصَّوْمُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر چیز کی زکوٰۃ ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے۔ (۲)

عَن سعيد بن جُبَير رَضِي الله عَنهُ فِي قَوْله ﴿وَالصَّآىِٕمِيْنَ وَالصّٰٓىِٕمٰتِ﴾ قَالَ: من صَامَ شهر رَمَضَان وَثَلَاثَة أَيَّام من كل شهر فَهُوَ من أهل هَذِه الْآيَة

سعید بن جبیر نے آیت "روزے رکھنے والے مرد اور روزے رکھنی والی عورتیں۔" کے بارے میں کہا ہے جو شخص رمضان کے اور ہر مہینے کے تین روزے رکھ لے وہ روزے داروں میں داخل ہو جاتا ہے۔ (۳)

جو برہنگی و عریانی اور زنا کاری سے اجتناب کرتے ہیں، جیسے فرمایا

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝۲۹ اِلَّا عَلٰٓي اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝۳۰ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَاۗءَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝۳۱ (۴)

ترجمہ: جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں بجز اپنی بیویوں کے یا اپنی مملوکہ عورتوں کے جن سے محفوظ نہ رکھنے میں ان پر کوئی ملامت نہیں، البتہ جو اس کے علاوہ کچھ اور چاہیں وہی حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝۵ اِلَّا عَلٰٓي اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝۶ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَاۗءَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝۷ (۵)

ترجمہ: اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، سوائے اپنی بیویوں کے اور ان عورتوں کے جو ان کی ملک یمین میں ہوں کہ ان پر (محفوظ رکھنے میں) وہ قابل ملامت نہیں ہیں البتہ جو اس کے علاوہ کچھ اور چاہیں وہی زیادتی کرنے والے ہیں۔

جو اپنی فرصت و مشغولیت، کھانے پینے، سونے و اٹھنے، خوشی و رنج، مشکلات و مصائب، تنگی و ترشی کے دوران اللہ کی یاد سے غافل نہیں ہوتے۔

---

(۱) موطا امام مالک كتاب الصَّدَقَةُ التَّرْغِيبُ فِي الصَّدَقَةِ، ۳۶۵۵، ۳۶۵۶

(۲) سنن ابن ماجه كِتَابُ الصِّيَامِ بَابٌ فِي الصَّوْمِ زَكَاةُ الْجَسَدِ ۱۷۴۵

(۳) الدر المنثور ۶۰۸/۶

(۴) المعارج ۲۹ تا ۳۱

(۵) المومنون ۵ تا ۷

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِذَا اسْتَيْقَظَ الرَّجُلُ مِنَ اللَّيْلِ وَأَيْقَظَ امْرَأَتَهُ، فَصَلَّيَا رَكْعَتَيْنِ، كُتِبَا مِنَ الذَّاكِرِينَ اللهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص رات کو بیدار ہو جائے اور اپنی بیوی کو بیدار کرے اور دونوں (اس رات) دو (دو) رکعت نماز پڑھ لیں تو وہ اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرنے والے مردوں اور عورتوں میں لکھ دیے جاتے ہیں۔[1]

اللہ نے ان کے صغیرہ وکبیرہ گناہوں کو بخش دیا اور ان کے لئے بھی اجرعظیم (یعنی جنت کو) تیار کر رکھا ہے، جس میں ایسی نعمتیں ہوں گی جن کو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا، نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال ہی گزرا ہے (اللہ تعالیٰ ہمیں بھی انعام پانے والے لوگوں میں شامل کرے۔ آمین) یعنی عبادت واطاعت الٰہی اور اخروی درجات وفضائل میں مرد وعورت کے درمیان کوئی تفریق نہیں ہے۔

ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش رضی اللہ عنہ سے نکاح

ذی القعدہ یا ذی الحجہ ۵ ہجری

غزوہ احد اور غزوہ احزاب کے درمیان دو سال کا یہ زمانہ اگرچہ ہنگاموں کا زمانہ تھا جن کی بدولت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایک دن کے لئے بھی امن اور اطمینان نصیب نہ ہوا تھا لیکن اس پوری مدت میں مسلم معاشرے کی تعمیر اور ہر پہلو زندگی کی اصلاح کا کام برابر جاری وساری رہا، یہی زمانہ تھا جس میں مسلمانوں کے قوانین نکاح وطلاق کے احکام وقوانین قریب قریب مکمل ہو گئے، قانون میراث کی تفصیلات بیان کی گئیں، شراب اور جوئے کی حرمت اور معیشت ومعاشرت کے دوسرے بہت سے پہلوں میں معاشرتی اصلاحات ہو چکی تھیں مگر اس سلسلے کا ایک اہم مسئلہ جو اصلاح کا تقاضا کر رہا تھا وہ گود لینے یا بیٹا (متبنیٰ) بنانے کا مسئلہ تھا، اہل عرب جب کسی بچے کو متبنیٰ بنا لیتے تھے تو وہ بالکل ان کی حقیقی اولاد کی طرح سمجھا جاتا تھا اور حقیقی بیٹے جیسا سلوک کیا جاتا تھا، مثلاً وہ بچہ وراثت کا حقدار بنتا، اس سے منہ بولی ماں اور منہ بولی بہنیں وہی خلاملا رکھتی تھیں جو حقیقی بیٹے اور بھائی سے رکھا جاتا ہے، اس کے ساتھ منہ بولے باپ کی بیٹیوں کا اور اس باپ کے مر جانے کے بعد اس کی بیوہ کا نکاح اسی طرح ناجائز سمجھا جاتا تھا جس طرح سگی بہن اور حقیقی ماں کے ساتھ کسی کا نکاح حرام ہوتا ہے اور یہی معاملہ اس صورت میں بھی کیا جاتا تھا جب منہ بولا بیٹا مر جائے یا اپنی بیوی کو طلاق دے دے، منہ بولے باپ کے لئے وہ عورت سگی بہو کی طرح سمجھی جاتی تھی، یہ رسم قدم قدم پر نکاح اور طلاق اور وراثت کے ان قوانین سے ٹکراتی تھی جو اللہ تعالیٰ نے سورۂ البقرۃ اور سورہ النساء میں مقرر فرمائے تھے، ان کی رو سے جو لوگ حقیقت میں وراثت کے حقدار تھے، یہ رسم ان کا حق مار کر ایک ایسے شخص کو دلواتی تھی جو سرے سے کوئی حق ہی نہیں رکھتا تھا، ان کی رو سے جن عورتوں اور مردوں کے درمیان رشتہ نکاح حلال تھا یہ رسم ان کے باہمی نکاح کو حرام کرتی تھی، اور سب سے زیادہ یہ کہ اسلامی قانون جن بداخلاقیوں کا سدباب کرنا چاہتا تھا یہ رسم ان کے پھیلنے میں مددگار تھی، کیونکہ رسم کے طور پر منہ بولے رشتے میں خواہ کتنا ہی تقدس پیدا کر دیا جائے بہرحال منہ بولی ماں، منہ بولی بہن اور منہ بولی بیٹی حقیقی ماں بہن اور بیٹی کی طرح نہیں ہو سکتی، ان مصنوعی رشتوں کی رسمی

[1] تفسیرابن ابی حاتم ۹٫۳۱۳۴

تقدس پر بھروسہ کر کے مردوں اور عورتوں کے درمیان جب حقیقی رشتہ داروں کا ساخلا ملا ہو تو برے نتائج پیدا کیے بغیر نہیں رہ سکتا، ان وجوہ سے اسلامی قانون نکاح وطلاق، قانون وراثت اور قانون حرمت زنا کا یہ تقاضا تھا کہ متبنیٰ کو حقیقی اولاد کی طرح سمجھنے کے تخیل کا قطعی استیصال کر دیا جائے، لیکن یہ تخیل محض ایک قانونی حکم کے طور پر اتنی سی بات کہہ دینے سے ختم نہیں ہوسکتا تھا کہ منہ بولا رشتہ کوئی حقیقی رشتہ نہیں ہے ،صدیوں کے جمے ہوئے تعصّبات اور اداہام محض اقوال سے نہیں بدل جائے، حکماً لوگ اس بات کو مان بھی لیتے کہ یہ رشتے حقیقی رشتے نہیں ہیں پھر بھی منہ بولی ماں اور منہ بولے بیٹے کے درمیان منہ بولے بھائی اور بہن کے درمیان، منہ بولے باپ اور بیٹی کے درمیان، منہ بولے خسر اور بہو کے درمیان نکاح کو لوگ مکروہ ہی سمجھتے، نیز ان کے درمیان خلا ملا بھی کچھ باقی رہ جاتا، اس لئے ناگزیر تھا کہ یہ رسم عملا توڑی جائے اور خود رسول اللہ ﷺ بنفس نفیس اس کو توڑیں کیونکہ جو کام رسول اللہ ﷺ نے خود کیا ہو اور اللہ کے حکم سے کیا ہو اس کے متعلق کسی مسلمان کے ذہن میں کراہت کا تصور باقی نہ رہ سکتا تھا، اسی بنا پر نبی ﷺ کو غزوہ احزاب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے چار احکامات جن پر رسول اللہ ﷺ پہلے بھی بطور خاص عمل پیرا تھے مگر ان کی اہمیت کے پیش نظر ان کو دہرایا گیا تا کہ امت کے افراد ان کی عظمت کو جان لیں کا اشارہ کر کے چند معاشرتی رسوم کی اصلاح کے لئے حکم دیا گیا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

یٰۤاَیُّہَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰہَ وَ لَا تُطِعِ الۡکٰفِرِیۡنَ وَ الۡمُنٰفِقِیۡنَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیۡمًا

اے نبی ! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور کافروں اور منافقوں کی باتوں میں نہ آجانا، اللہ تعالیٰ بڑے علم والا

حَکِیۡمًا ۙ﴿۱﴾ وَّ اتَّبِعۡ مَا یُوۡحٰۤی اِلَیۡکَ مِنۡ رَّبِّکَ ؕ

اور بڑی حکمت والا ہے ،جو کچھ آپ کی جانب آپ کے رب کی طرف سے وحی کی جاتی ہے اس کی تابعداری کریں،

اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرًا ۙ﴿۲﴾ وَّ تَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ ؕ وَ کَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیۡلًا ﴿۳﴾ (الاحزاب ۱ تا ۳)

(یقین مانو) کہ اللہ تمہارے ہر ایک عمل سے باخبر ہے، آپ اللہ ہی پر توکل رکھیں، وہ کارسازی کے لیے کافی ہے۔

- جیسے اب تک آپ کا معمول رہا ہے اسی طرح تقویٰ پر مداومت اور تبلیغ ودعوت میں استقامت رکھیں۔
- کافروں ومنافقین جو خواہ کتنا بڑا اجتھا بنالیں کا بعض معاملات میں اپنی طرف جھکانے کے لئے عیارانہ مشورہ دیں جو تقویٰ کے متناقض ہیں پر کاربند ہرگز نہ ہونا۔
- جو آپ پر وحی خفی یا وحی غیر متلو (قرآن وسنت) کی گئی ہے اس کی اتباع کریں۔
- تمام معاملات اور احوال کو اللہ کے سپرد فرمادیں اور اسی پر بھروسہ کریں، اور وہی تنہا ذات ہی بھروسہ کرنے کے لائق ہے وہی نفع یا نقصان

کامالک ہے، اسی کے ہاتھ میں رزق ہے

... وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٢٧﴾ [1]

ترجمہ: اور جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

اسی کے ہاتھ میں زندگی اور موت ہے۔

... وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ... ﴿٢٦﴾ [2]

ترجمہ: وہ جسے چاہے عزت بخشے اور جس کو چاہے ذلیل کر دے۔

... مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٣٩﴾ [3]

ترجمہ: اللہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے راہ ہدایت نصیب فرما دیتا ہے۔

... قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ... ﴿٧٣﴾ [4]

ترجمہ: فضل وشرف اللہ کے اختیار میں ہے جسے چاہے عطا فرمائے۔

... وَاَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ... [5]

ترجمہ: اور یہ کہ اللہ کا فضل اس کے اپنے ہی ہاتھ میں ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔

يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ ... ﴿٢٦٩﴾ [6]

وہ جس کو چاہتا ہے حکمت اور دانائی فرما دیتا ہے۔

اور اس سے تمہاری کوئی بات مخفی نہیں رہ سکتی۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۚ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔيْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ

کسی آدمی کے سینے میں اللہ تعالیٰ نے دو دل نہیں رکھے، اور اپنی جن بیویوں کو تم ماں کہہ بیٹھے ہو

اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ۭ

انہیں اللہ نے تمہاری (سچ مچ کی) مائیں نہیں بنایا، اور نہ تمہارے لے پالک لڑکوں کو (واقعی) تمہارے بیٹے بنایا،

[1] آل عمران ۲۷

[2] آل عمران ۲۶

[3] الانعام ۳۹

[4] آل عمران ۷۳

[5] الحدید ۲۹

[6] البقرۃ ۲۶۹

ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَ هُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ ۝۴

یہ تو تمہارے اپنے منہ کی باتیں ہیں، اللہ تعالیٰ حق بات فرماتا ہے اور وہ سیدھی راہ سمجھاتا ہے،

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ

لے پالکوں کو ان کے (حقیقی) باپوں کی طرف نسبت کر کے بلاؤ اللہ کے نزدیک پورا انصاف یہی ہے، پھر اگر تمہیں ان کے

تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَ مَوَالِيْكُمْ ؕ وَ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ

(حقیقی) باپوں کا علم ہی نہ ہو تو تمہارے دینی بھائی اور دوست ہیں، تم سے بھول چوک میں جو کچھ ہو جائے اس میں تم پر کوئی

اَخْطَاْتُمْ بِهٖ ۙ وَ لٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۵ (الاحزاب ۵،۴)

گناہ نہیں، البتہ گناہ وہ ہے جس کا تم ارادہ دل سے کرو، اللہ تعالیٰ بڑا ہی بخشنے والا ہے۔

قُلْنَا لِابْنِ عَبَّاسٍ: أَرَأَيْتَ قَوْلَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: {مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ}[1] مَا عَنَى بِذَلِكَ؟ قَالَ: قَامَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا يُصَلِّي، قَالَ: فَخَطَرَ خَطْرَةً، فَقَالَ الْمُنَافِقُونَ الَّذِينَ يُصَلُّونَ مَعَهُ: أَلَا تَرَوْنَ لَهُ قَلْبَيْنِ، قَالَ: قَلْبًا مَعَكُمْ، وَقَلْبًا مَعَهُمْ؟

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آیت کریمہ ''اللہ نے کسی آدمی کے پہلو میں دو دل نہیں بنائے۔'' کے بارے میں مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ خطرہ محسوس ہوا، اس پر منافقین جو نماز میں شامل تھے کہنے لگے دیکھو اس کے دو دل ہیں ایک دل مسلمانوں کے ساتھ ہے اور دوسرا دل کفر اور کافروں کے ساتھ ہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ''اللہ نے کسی آدمی کے پہلو میں دو دل نہیں بنائے۔'' نازل فرمائی۔[2]

فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ

اس کی تردید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا'' ہم نے کسی شخص کے دو دل نہیں بنائے۔'' کہ وہ آدمی بیک وقت مومن اور منافق، سچا اور جھوٹا، بدکار اور نیکوکار ہو، ایک وقت میں آدمی کی ایک ہی حیثیت ہو سکتی ہے، اور بیوی کو ماں کہنے یا ماں کے ساتھ تشبیہ دے دینے سے وہ ماں نہیں بن جاتی (اس کو ظہار کہا جاتا ہے جس کی تفصیل سورہ مجادلہ میں بیان کی گئی ہے) ماں تو بس وہی ہے جس نے جنم دیا ہے، جیسے فرمایا

اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ؕ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔيْ وَلَدْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ۝۲[3]

[1] الأحزاب: 4

[2] مسند احمد ۲۴۱۰

[3] المجادلة ۲

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں ان کی بیویاں ان کی مائیں نہیں ہیں، ان کی مائیں تو وہی ہیں جنہوں نے ان کو جنا ہے، یہ لوگ ایک سخت، ناپسندیدہ اور جھوٹی بات کہتے ہیں۔

جس طرح کسی کی دو مائیں نہیں ہوسکتیں اسی طرح تمہارے متبنی (لے پالک، منہ بولے بیٹے) بھی تمہارے حقیقی بیٹوں کی طرح نہیں ہو جاتے وہ تو اپنے باپ کے ہی بیٹے رہیں گے اس کے دو باپ کیسے بن جائیں گے، تمہارے بیٹے وہ ہیں جو تم میں سے ہیں اور جن کو تم نے جنم دیا ہے یہ تمہارے اختیار کیے ہوئے باطل رسم و رواج ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں ہے، مگر اللہ کی بات سچ ہوتی ہے اس لئے اس نے تمہیں اس کی اتباع کا حکم دیا ہے اور وہی تمہیں صحیح راہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے، اس لئے اپنے منہ بولے بیٹوں کو ان کے باپوں کی نسبت سے پکارو،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ، مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كُنَّا نَدْعُوهُ إِلَّا زَيْدَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَتَّى نَزَلَ القُرْآنُ، ﴿ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ﴾ [۱]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کیے ہوئے غلام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ہم ہمیشہ زید بن محمد کہہ کر پکارا کرتے تھے یہاں تک کہ قرآن کریم کی آیت نازل ہوئی کہ انہیں ان کے باپوں کی طرف منسوب کرو کہ یہی اللہ کے نزدیک سچی اور ٹھیک بات ہے، چنانچہ اس حکم کے بعد لوگوں نے زید رضی اللہ عنہ کو زید بن محمد کے بجائے زید بن حارثہ کہنا شروع کر دیا۔ [۲]

اور یہ بات حرام قرار دے دی گئی کہ کوئی شخص اپنے حقیقی والد کے سوا کسی اور کی طرف اپنا نسب منسوب کرے،

عَنْ سَعْدٍ: مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ، وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيهِ، فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے جانتے بوجھتے اپنے آپ کو غیر باپ کی طرف منسوب کیا اور وہ جانتا ہے کہ وہ اس کا باپ نہیں ہے اس پر جنت حرام ہے۔ [۳]

اور اگر تمہیں ان کے باپوں کا علم نہ ہو تو اس صورت میں بھی یہ درست نہیں کہ اس کا نسب خوامخواہ کسی سے ملا دیا جائے، وہ بس تمہارے دینی بھائی اور موالی، دوست کہلائیں گے، اور اگر پوری کوشش کے باوجود غلطی سے بعض کو غیر حقیقی باپ کی طرف منسوب کر دو تو اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں البتہ گناہ وہ ہے جس کا تم ارادہ دل سے کرو، اللہ تعالیٰ بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے، اس آیت کے نزول کے مع بعد ابوحذیفہ رضی اللہ عنہما کے گھر میں ایک مسئلہ کھڑا ہوگیا انہوں نے سالم کو (لے پالک) بیٹا بنایا ہوا تھا (جب متبنیٰ کو حقیقی بیٹا سمجھنے سے روک دیا گیا تو وہ غیر محرم ہوگیا اور اس سے پردہ کرنا بھی ضروری ہوگیا)

[۱] الأحزاب: 5

[۲] صحیح بخاری کتاب تفسیرسورۃ الاحزاب بَابُ ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللهِ ۴۷۸۲،صحیح مسلم کتاب الفضائلبَابُ فَضَائِلِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ۶۲۶۲،جامع ترمذی ابواب تفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ الأَحْزَابِ ۳۲۰۹، ۳۸۱۴، مسنداحمد ۵۴۷۹

[۳] صحیح بخاری کتاب المناقب بَابُ نِسْبَةِ اليَمَنِ إِلَى إِسْمَاعِيلَ ۳۵۰۸،صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ بَيَانِ حَالِ إِيمَانِ مَنْ رَغِبَ عَنْ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ ۲۱۹،سنن ابوداودکتاب الادب بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَنْتَمِي إِلَى غَيْرِ مَوَالِيهِ ۵۱۱۳،مسنداحمد ۲۰۳۹۶

عَنْ عَائِشَةَ،أَنَّ سَالِمًا، مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ كَانَ مَعَ أَبِي حُذَيْفَةَ وَأَهْلِهِ فِي بَيْتِهِمْ، فَأَتَتْ تَعْنِي ابْنَةَ سُهَيْلٍ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: إِنَّ سَالِمًا قَدْ بَلَغَ مَا يَبْلُغُ الرِّجَالُ، وَعَقَلَ مَا عَقَلُوا وَإِنَّهُ يَدْخُلُ عَلَيْنَا وَإِنِّي أَظُنُّ أَنَّ فِي نَفْسِ أَبِي حُذَيْفَةَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًافَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْضِعِيهِ تَحْرُمِي عَلَيْهِ، وَيَذْهَبِ الَّذِي فِي نَفْسِ أَبِي حُذَيْفَةَ، رَجَعَتْ فَقَالَتْ: إِنِّي قَدْ أَرْضَعْتُهُ. فَذَهَبَ الَّذِي فِي نَفْسِ أَبِي حُذَيْفَةَ

چنانچہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ابوحذیفہ رضی اللہ عنہما کا مولیٰ سالم ابوحذیفہ رضی اللہ عنہما کے ساتھ ان کے گھر میں رہتے تھے اور سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا (ابوحذیفہ رضی اللہ عنہما کی بیوی) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ سالم حد بلوغ کو پہنچ گیا ہے اور مردوں کی باتیں سمجھنے لگا ہے، وہ ہمارے گھر میں آتا جاتا ہے اور میں خیال کرتی ہوں کہ ابوحذیفہ رضی اللہ عنہما کے دل میں اس سے کراہت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا پھر کیا ہے تم سالم کو اپنا دودھ پلادو اس طرح تم اس پر حرام ہو جاؤ گی اور وہ کراہت جو ابوحذیفہ رضی اللہ عنہما کے دل میں ہے جاتی رہے گی، پھر وہ لوٹ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ میں نے سالم کو دودھ پلادیا ہے اور ابوحذیفہ رضی اللہ عنہما کے دل سے کراہت چلی گئی ہے۔ (۱)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رضاعت سے وہ تمام رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب سے حرام ہو جاتے ہیں۔ (۲)

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ

پیغمبر مومنوں پر خود ان سے بھی زیادہ حق رکھنے والے ہیں اور پیغمبر کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں، اور رشتہ دار

اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُهٰجِرِيْنَ اِلَّاۤ اَنْ تَفْعَلُوْۤا اِلٰۤى اَوْلِيٰٓـِٕكُمْ

کتاب اللہ کی رو سے بہ نسبت دوسرے مومنوں اور مہاجروں کے آپس میں زیادہ حقدار ہیں (ہاں) مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں

مَّعْرُوْفًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝۶ وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ

کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہو، یہ حکم (الٰہی) میں لکھا ہے جب کہ ہم نے تمام نبیوں سے عہد لیا

وَ مِنْكَ وَ مِنْ نُّوْحٍ وَّ اِبْرٰهِيْمَ وَ مُوْسٰى وَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۪ وَ اَخَذْنَا مِنْهُمْ

اور (بالخصوص) آپ سے اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور مریم کے بیٹے عیسیٰ سے، اور ہم نے ان سے (پکا اور)

(۱) صحیح مسلم کتاب الرضاع بَابُ رِضَاعَةِ الْكَبِيرِ ۳۶۰۰،سنن نسائی کتاب النکاح بَابُ رَضَاعِ الْكَبِيرِ ۳۳۲۱

(۲) صحیح بخاری کتاب الشهادات بَابُ الشَّهَادَةِ عَلَى الأَنْسَابِ، وَالرَّضَاعِ المُسْتَفِيضِ، وَالمَوْتِ القَدِيمِ ۲۶۴۵،صحیح مسلم کتاب الرضاع بَابُ تَحْرِيمِ ابْنَةِ الْأَخِ مِنَ الرَّضَاعَةِ ۳۵۸۳

مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝ لِّيَسْـَٔلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ

پختہ عہد لیا، تا کہ اللہ تعالیٰ سچوں سے ان کی سچائی کے بارے میں دریافت فرمائے، اور کافروں کے لیے ہم نے

عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ (الاحزاب ۶ تا ۸)

المناک عذاب تیار کر رکھے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا مسلمانوں سے اور مسلمانوں کو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے جو تعلق ہے اس کے بارے میں فرمایا کہ مسلمان رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اپنے ماں باپ، اولاد اور اپنی جان سے بھی بالاتر رکھیں، دنیا کی ہر چیز سے زیادہ آپ کی محبت مقدم رکھیں، جس طرح سیدنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کا واقعہ ہے،

زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ، أَنَّهُ سَمِعَ جَدَّهُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ هِشَامٍ، قَالَ:كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللهِ، لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا مِنْ نَفْسِي، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لاَ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ،فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: فَإِنَّهُ الآنَ، وَاللهِ، لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الآنَ يَا عُمَرُ

زہرہ بن معبد نے بیان کیا انہوں نے اپنے دادا عبد اللہ بن ہشام سے سنا انہوں نے بیان کیا ہم نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ تھے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سیدنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بن خطاب کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے سیدنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! خود اپنے نفس کو چھوڑ کر آپ مجھے تمام جہان سے زیادہ محبوب ہیں، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بیان فرمایا نہیں نہیں عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے (ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتا) جب تک میں تمہیں تمہاری جان سے بھی زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں، یہ سنکر سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے عرض کیا اللہ کی قسم اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! اب آپ مجھے میری اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ! اب تیرا ایمان پورا ہوا۔ [1]

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَلَدِهِ وَوَالِدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ

اور انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کو اس کے باپ اور اولاد سے اور تمام انسانوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہوں۔ [2]

---

[1] صحیح بخاری كِتَابُ الأَيْمَانِ وَالنُّذُورِ بَابٌ كَيْفَ كَانَتْ يَمِينُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۶۶۳۲

[2] صحیح بخاری کتاب الایمان بَابٌ حُبُّ الرَّسُولِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الإِيمَانِ ۱۵، صحیح مسلم كِتَابُ الْإِيمَانَ بَابُ وُجُوبِ مَحَبَّةِ رَسُولِ اللهِ صلّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرَ مِنَ الْأَهْلِ وَالْوَلَدِ، وَالْوَالِدِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، وَإِطْلَاقِ عَدَمِ الْإِيمَانِ عَلَى مَنْ لَمْ يُحِبَّهُ هَذِهِ الْمَحَبَّةَ ۱۶۸، مسند احمد ۱۲۸۱۴، السنن الدارمی ۲۷۸۳

اپنی رائے اور اپنے فیصلے پر آپ کے فیصلے کو مقدم رکھیں، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے قول سے کسی شخص کے قول کا خواہ وہ کوئی ہی کیوں نہ ہو مقابلہ نہ کریں اور آپ کے ہر حکم کو اپنی تمام تر خواہشات سے اہم تر قرار دے کر اس کے آگے سر تسلیم خم کر دیں جیسے فرمایا

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿٦٥﴾ [1]

ترجمہ: نہیں، اے محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! تمہارے رب کی قسم یہ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں یہ تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو اس پر اپنے دلوں میں بھی کوئی تنگی نہ محسوس کریں، بلکہ سر بسر تسلیم کر لیں۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يَكُونَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهِ

عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنی تمام عقائد و نظریات اور خواہشات کو اس کے تابع نہیں کر دیتا جو میں لے کر آیا ہوں۔ [2]

اور ازواج مطہرات کی تعظیم و تکریم تمام مسلمانوں پر واجب ہے اور ان سے نکاح نہیں کیا جا سکتا وہ ان کے لئے اسی طرح حرام ہیں جس طرح ان کی حقیقی مائیں ان پر حرام ہیں،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: {وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ}، [3] (وَالَّذِيْنَ عَاقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ) قَالَ: كَانَ المُهَاجِرُونَ حِينَ قَدِمُوا المَدِينَةَ يَرِثُ الأَنْصَارِيُّ المُهَاجِرِيَّ دُونَ ذَوِي رَحِمِهِ، لِلْأُخُوَّةِ الَّتِي آخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمْ، فَلَمَّا نَزَلَتْ: {وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ}، [4] قَالَ: نَسَخَتْهَا: (وَالَّذِيْنَ عَاقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ)

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت "اور ہم نے ہر اس ترکے کے حق دار مقرر کر دیئے ہیں۔" اور " اب رہے وہ لوگ جن سے تمہارے عہد و پیمان ہوں۔" کے متعلق بتلایا کہ مہاجرین جب مدینہ منورہ ہجرت کر کے آئے تو وارثوں کے علاوہ انصار و مہاجرین بھی ایک دوسرے کی وراثت پاتے تھے اس بھائی چارگی کی وجہ سے جو نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان کے درمیان کرائی تھی، پھر جب آیت "اور ہم نے ہر اس ترکے کے حق دار مقرر کر دیئے ہیں۔" نازل ہوئی تو فرمایا کہ اس آیت نے " اب رہے وہ لوگ جن سے تمہارے عہد و پیمان ہوں۔" کو منسوخ کر دیا۔ [5]

فرمایا اب مہاجرین اخوت اور موالات کی وجہ سے انصار کی وراثت کے حقدار نہیں ہوں گے بلکہ جس طرح اللہ نے اپنی کتاب میں ہر حقدار کے

[1] النساء ٦٥

[2] شرح السنة للبغوی ١٠٤

[3] النساء: 33

[4] النساء: 33

[5] صحیح بخاری كتاب الفرائض بَابُ ذَوِي الأَرْحَامِ ٦٧٤٧

حصے مقرر فرما دیئے ہیں اسی طرح تقسیم ہو گی گو عارضی طور پر بھائی چارہ کرا کر مصلحتاً دوسروں کو بھی وارث قرار دے دیا گیا تھا، مگر اللہ نے لوح محفوظ میں راز اول سے اسی طرح لکھ رکھا ہے کہ وراثت قریبی عزیزوں کو ہی ملے گی اور اسی حکم کو بغیر کسی تغیر و تبدل کے بحال کر دیا گیا ہے ،ہاں اگر کوئی شخص ہدیے، تحفے یا وصیت کے ذریعہ سے اپنے کسی دینی بھائی، غیر رشتہ دار کے لئے احسان کرنا چاہے تو ان کے لئے ایک تہائی مال میں سے وصیت بھی کر سکتا ہے، اور اے نبی ﷺ! اس پختہ عہد و پیمان کو یاد رکھو جو ہم نے تمام انبیائے کرام سے عام طور پر اور آیت کریمہ میں پانچ الوالعزم رسولوں نوح علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم اور تم سے بھی سے خاص طور پر لیا ہے کہ تم اللہ کے دین پر اور اس کے راستے میں جہاد پر قائم رہو گے تا کہ ان کا رب ان کے متبعین سے ان کی سچائی کے بارے میں سوال کرے کہ کیا انہوں نے اس عہد کو پورا کیا اور اپنے عہد پر پورے اترے تا کہ انہیں انواع و اقسام کی لازوال نعمتوں بھری جنت میں داخل کرے اور یا انہوں نے کفر کیا تا کہ انہیں دردناک عذاب دے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ

اور (دیکھو) کسی مومن مرد و عورت کو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ کے بعد کسی امر کا کوئی اختیار

مِنْ اَمْرِهِمْ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝۳۶ۭ (الاحزاب ۳۶)

باقی نہیں رہتا، (یاد رکھو) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی بھی نافرمانی کرے گا وہ صریح گمراہی میں پڑے گا۔

زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ أُخْتَ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَحْشٍ

زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا، عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں۔[1]

وَكَانَ اسْم زَيْنَب بنت جحش: برة، سَمَّاهَا رَسُول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

زینب بنت جحش کا حقیقی نام برہ تھا، جب رسول اللہ ﷺ سے عقد ہوا تو آپ ﷺ نے ان کا نام زینب تجویز فرمایا۔[2]

كَانَ اسْمِي بَرَّةَ فَسَمَّانِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ

ان کا نام برہ تھا رسول اللہ ﷺ نے بدل کر زینب رکھ دیا۔[3]

وَأُمُّهَا أُمَيْمَةُ بِنْتِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمٍ عَمَّةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ان کی والدہ امیمہ بنت عبدالمطلب بن ہاشم رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی تھیں۔[4]

---

[1] دلائل النبوة للبیہقی ۴۶۵/۳

[2] ابن ہشام ۴۷۱/۱، البداية والنهاية ۱۱۹/۷

[3] الاستيعاب في معرفة الأصحاب ۱۸۵۵/۴

[4] الاستيعاب في معرفة الأصحاب ۱۸۴۹/۴، أسد الغابة في معرفة الصحابة ۱۲۶/۷، دلائل النبوة للبیہقی ۲۸۲/۷، حدائق الأنوار

وكانت قديمة الإسلام

زینب قدیم اسلام تھیں۔[1]

وَكَانَ زَيْدٌ رَجُلا قَصِيرًا آدَمَ شَدِيدَ الأُدْمَةِ . فِي أَنْفِهِ فَطَسٌ

زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا قد پست، ناک چپٹی اور رنگ گہرا گندمی تھا۔[2]

فَوَهَبَتْهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ النُّبُوَّةِ

ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام تھے جنہیں انہوں نے نبوت سے قبل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کر دیا تھا۔[3]

وَزَيْدٌ يَوْمَئِذٍ ابْنُ ثَمَانِيَةِ أَعْوَامٍ

اس وقت زید کی عمر آٹھ سال کی تھی،

وَهُوَ ابْن ثَمَان سِنِين

اس وقت ان کی عمر آٹھ سال کی تھی۔[4]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد فرما کر اپنا متبنیٰ (منہ بولا بیٹا) بنالیا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی الفت ومحبت اور اس وقت کے دستور کے مطابق وہ زید بن محمد کہہ کر پکارے جاتے تھے،

أَخَذَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ وَقَامَ بِهِ إِلَى الْمَلَإِ مِنْ قُرَيْشٍ، فَقَالَ:اشْهَدُوا أَنّ هَذَا ابْنِي، وَارِثًا وَمَوْرُوثًا فَطَابَتْ نَفْسُ أَبِيهِ عِنْدَ ذَلِكَ ، وَكَانَ يُدْعَى: زَيْد بْن مُحَمّدٍ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کا ہاتھ پکڑا اور انہیں بیت اللہ میں قریش کے سامنے لے آئے اور فرمایا گواہ رہنا یہ میرا بیٹا ہے، یہ میرا وارث بنے گا اور میں اس کا وارث بنوں گا، اس دن سے وہ زید بن محمد کہلانے لگے[5]

ا بعثت نبوت میں جب زینب بنت جحش اسدیہ رضی اللہ عنہا سترہ سال کی خوبصورت دوشیزہ تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ بن شراحیل جو قبیلہ کلب سے تعلق رکھتے تھے، ان کی والدہ سعدیٰ بنت ثعلبہ قبیلہ طے کی ایک شاخ بنی مغن سے تھیں کا رشتہ مانگا جو اس سے قبل ام ایمن رضی اللہ عنہا سے شادی کر چکے تھے اور اس وقت ان کی عمر پینتیس سال کی تھی،

عن ابن عباس، قالا :وقالت: أنا خير منه حسبًا

ومطالع الأسرار في سيرة النبي المختار١/٣١٦

[1] اسد الغابة في معرفة الصحابة ٧/١٢٦

[2] ابن سعد ٣/٣٢،تاريخ دمشق١٩/٣٥١، سير أعلام النبلاء ٢/٨٩

[3] السيرة النبوية لابن كثير٣/٤٨٠،سير أعلام النبلاء٢/٨٩

[4] وسيلة الإسلام بالنبي عليه الصلاة والسلام١/٦٨

[5] الروض الأنف٢/٢٩٢

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں زینب رضی اللہ عنہا نے کہا میں اس سے نسب میں بہتر ہوں۔ (۱)

يَا رَسُولَ اللهِ لا أَرْضَاهُ لِنَفْسِي وَأَنَا أَيِّمُ قُرَيْشٍ

ایک روایت ہے کہ انہوں نے جواب میں کہا تھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں اسے اپنے لئے پسند نہیں کرتی میں قریش کی شریف زادی ہوں۔ (۲)

اس کے علاوہ ان کے مزاج میں تیزی تھی اس لئے ان کے بھائی عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے زید رضی اللہ عنہ سے نکاح کرنے سے انکار کر دیا۔

جب ان کی بہن حمنہ کو علم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زینب کا نکاح زید رضی اللہ عنہ سے کرنا چاہتے ہیں تو وہ بھی غصہ ہوئیں

فَغَضِبَتْ حَمْنَةُ غَضَبًا شَدِيدًا , وَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ أَتُزَوِّجُ ابْنَةَ عَمِّكَ مَوْلَاكَ؟

توحمنہ شدید غصہ ہوئیں اور بولیں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ اپنی پھوپھی کی بیٹی کو ایک غلام کے نکاح میں دینا چاہتے ہیں؟۔ (۳)

فإن العرب كانوا يكرهون تزويج بناتهم من الموالي

اور اہل عرب اپنی بیٹیوں کا غلاموں سے نکاح پسند نہیں کرتے تھے۔ (۴)

مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر زور دیا کہ وہ زید رضی اللہ عنہ سے عقد کر لیں، اس پر انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس کے متعلق سوچوں گی ابھی یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اسلامی آئین کا اصل الاصول قانون نازل فرمایا

فَأَنْزَلَ اللهُ ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ﴾، فَأَرْسَلَتْ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَوِّجْنِي مِمَّنْ شِئْتَ

”اور کسی مومن مرد اور مومنہ عورت کو حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کوئی حکم مقرر کر دیں تو وہ اس کام میں اپنا بھی کچھ اختیار سمجھیں۔“ چنانچہ تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام بھیجا کہ آپ جہاں چاہیں میرا نکاح فرما دیں۔ (۵)

عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ، أَنَّ جُلَيْبِيبًا كَانَ امْرَأً يَدْخُلُ عَلَى النِّسَاءِ، يَمُرُّ بِهِنَّ وَيُلَاعِبُهُنَّ فَقُلْتُ لِامْرَأَتِي: لَا يَدْخُلَنَّ عَلَيْكُمْ جُلَيْبِيبٌ؛ فَإِنَّهُ إِنْ دَخَلَ عَلَيْكُمْ، لَأَفْعَلَنَّ وَلَأَفْعَلَنَّ. أَمْ لَاجليبيب، قَالَ: وَكَانَتِ الْأَنْصَارُ إِذَا كَانَ لِأَحَدِهِمْ أَيِّمٌ لَمْ يُزَوِّجْهَا حَتَّى يَعْلَمَ هَلْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا حَاجَةٌ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ: زَوِّجْنِي ابْنَتَكَ، فَقَالَ: نِعِمَّ وَكَرَامَةٌ يَا رَسُولَ اللهِ وَنُعْمَ عَيْنِي

(۱) شرح الزرقاني على المواهب ۷/۱۶۷

(۲) ابن سعد ۸/۸۰

(۳) سنن الدارقطني ۳۷۹۶

(۴) نور اليقين في سيرة سيد المرسلين ۱/۱۵۱

(۵) سنن الدارقطنى ۳۷۹۶

ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جلبیب رضی اللہ عنہ کی طبیعت میں مزاح بہت تھا یہاں تک کہ خواتین سے بھی مزاح کی باتیں کر جاتے تھے (جو بعض طبائع کو ناگوار گزرتی تھیں) میں نے اپنی بیوی سے کہہ دیا تھا کہ تمہارے پاس جلبیب کو نہیں آنا چاہیے اگر وہ آیا تو میں ایسا ایسا کر دوں گا تاہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے حسن کردار پر پورا اعتماد تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر بڑی شفقت فرماتے تھے، انصار کا معمول تھا کہ جب ان کی کوئی خاتون بیوہ ہو جاتی تو وہ اس کا دوسرا نکاح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیے بغیر نہ کرتے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اس سے کوئی ضرورت نہیں ہے؟ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری سے فرمایا کہ اپنی بیوہ بیٹی کا نکاح مجھے کرنے دو، انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ تو آپ کا کرم اور انعام ہوگا،

قَالَ:إِنِّي لَسْتُ أُرِيدُهَا لِنَفْسِي، قَالَ: فَلِمَنْ يَا رَسُولَ اللهِ؟قَالَ:لِجُلَيْبِيبٍ: قَالَ: فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أُشَاوِرُ أُمَّهَافَأَتَى أُمَّهَافَقَالَ: رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ ابْنَتَكِ،فَقَالَتْ: نِعِمَّ. وَنُعْمَةُ عَيْنِي، فَقَالَ: إِنَّهُ لَيْسَ يَخْطُبُهَا لِنَفْسِهِ إِنَّمَا يَخْطُبُهَا لِجُلَيْبِيبٍ، فكره أبو الجارية وأمها ذلك، فسمعت الجارية بما أراد رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فقالت قبلت:وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ، إن كان رضيه لكم فأنكحوه، ادفعوني إليه فإنه لن يضيّعني ، وقالت: رضيت وسلمت لما رضي لي رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ به ، فذهب أبوها إلى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فقال: إن كنت رضيته فقد رضيناه ، قال صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فإني قد رضيته

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں خود اس سے نکاح کا ارادہ نہیں رکھتا، انصاری نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! پھر آپ کس کے ساتھ میری بیٹی کا رشتہ کرنا چاہتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جلبیب رضی اللہ عنہ کے ساتھ، انصاری نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی بیوی کے ساتھ مشورہ کر لوں؟ چنانچہ وہ اس کی ماں کے پاس پہنچا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا اپنی بیوہ بیٹی کا نکاح مجھے کرنے دو، میں نے عرض کیا یہ تو آپ کا کرم اور انعام ہوگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنے لئے نہیں بلکہ جلبیب کے لئے پیغام دے رہا ہوں، جلبیب رضی اللہ عنہ کی کم روئی کی وجہ سے اور کچھ ان کی مزاحیہ طبیعت کی وجہ سے ماں باپ رشتہ دینے میں متذبذب ہوئے، ادھر وہ لڑکی جو بڑی زیرک اور مخلص مومنہ تھی پردے کے پیچھے سے سن رہی تھی باہم صلاح و مشورے کے بعد جب وہ آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے مطلع کرنے کے لئے روانہ ہونے لگا تو اس نے والدین کو اللہ کا یہ حکم یاد دلایا کہ جب اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کسی بات کا فیصلہ کر دیں تو کسی مسلمان کو اس میں چوں و چرا کی گنجائش نہیں، اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس نکاح سے راضی ہیں تو آپ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کر دیں وہ مجھے کبھی ضائع نہ ہونے دیں گے اور کہا میری مرضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے تابع ہے اور مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بسر و چشم منظور ہے، اس لڑکی کا باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا جس بات پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہیں ہم بھی اسی پر راضی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس نکاح پر راضی ہوں۔

فانطلق أبوها إلى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فأخبره، فدعا لها رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:اللهُمَّ صُبَّ عَلَيْهَا الْخَيْرَ صَبًّا، وَلَا تَجْعَلْ عَيْشَهَا كَدًّا كَدًّا قَالَ فَمَا كَانَ فِي الْأَنْصَارِ أَيِّمٌ أَنْفَقَ مِنْهَا،فَقَالَ: شَأْنَكَ بِهَا فَزَوَّجَهَا جُلَيْبِيبًا، فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِذاتَجِدُنِي كَاسِدًا،فقال: إنك عِنْدَ اللهِ لَسْتَ بِكَاسِدٍ، قَالَ: هَلْ تَعْلَمُ مَا دَعَا لَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ فَمَا كَانَ فِي الْأَنْصَارِ أَيِّمٌ أَنْفَقَ مِنْهَا

ایک روایت میں ہے چنانچہ اس لڑکی کا باپ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا واقعہ گوش گزار کر دیا تو رسول اللہ ﷺ لڑکی کی سعادتمندی پر بہت مسرور ہوئے اور اس کے حق میں یہ دعا مانگی الٰہی! اس لڑکی پر خیر کی کثرت کر دے اور اس کی زندگی کو گدلا اور مکدر نہ کر! پھر آپ ﷺ نے جلیبیب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ فلاں لڑکی سے تمہارا نکاح کرتا ہوں، انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ مجھے کھوٹا پائیں گے، آپ ﷺ نے فرمایا نہیں تم اللہ کے نزدیک کھوٹے نہیں ہو، اس کے بعد آپ ﷺ نے جلیبیب رضی اللہ عنہ کا نکاح اس لڑکی سے کر دیا، کیا تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی دعا کا کیا اثر ہوا؟ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی گھریلو زندگی کو جنت بنا دیا اور وہ نہایت آسودہ حال ہو گئے انصار میں کوئی عورت اس خاتون سے زیادہ تونگر اور شاہ خرچ نہ تھی۔ [1]

وَ اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ

(یاد کرو) جبکہ تو اس شخص سے کہہ رہا تھا کہ جس پر اللہ نے بھی انعام کیا اور تو نے بھی کہ تو اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھ

وَ اتَّقِ اللّٰهَ وَ تُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَ تَخْشَى النَّاسَ ۚ

اور اللہ سے ڈر اور تو نے اپنے دل میں وہ بات چھپائے ہوئے تھا جسے اللہ ظاہر کرنے والا تھا اور تو لوگوں سے خوف کھاتا تھا،

وَ اللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ

حالانکہ اللہ تعالیٰ اس کا زیادہ حق دار تھا کہ تو اسے ڈرے، پس جب کہ زید نے اس عورت سے اپنی غرض پوری کر لی

لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآىِٕهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ

ہم نے اسے تیرے نکاح میں دے دیا تا کہ مسلمانوں پر اپنے لے پالک بیویوں کے بارے میں کسی طرح تنگی نہ رہے

وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝٣٧ مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ؕ

جب کہ وہ اپنی غرض ان سے پوری کرلیں، اللہ کا (یہ) حکم تو ہو کر ہی رہنے والا تھا، جو چیزیں

---

[1] مسند احمد ١٩٧٨٤، السيرة الحلبية ٣/٤١٢، الصَّحِيحُ من أحاديث السِّيرة النبوية ١/٣٠٢

سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ؕ

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لیے مقرر کی ہیں ان میں نبی پر کوئی حرج نہیں، (یہی) اللہ کا دستور ان میں بھی رہا جو پہلے ہوئے،

وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَا ۙ﴿۳۸﴾ الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ

اور اللہ تعالیٰ کے کام اندازے پر مقرر کئے ہوئے ہیں، یہ سب ایسے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام پہنچایا کرتے تھے

وَ يَخْشَوْنَهٗ وَ لَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿۳۹﴾ (الاحزاب ۳۷ تا ۳۹)

اور اللہ ہی سے ڈرتے تھے اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تھے، اور اللہ تعالیٰ حساب لینے کے لیے کافی ہے۔

تب سب خاندان والوں نے بلا تامل سر اطاعت خم کر دیا اور زینب رضی اللہ عنہا نے اپنے ذاتی اور قومی خیالات کو چھوڑ کر عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ نے زید رضی اللہ عنہ کو مجھ سے نکاح پر راضی کر لیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں، انہوں نے عرض کیا تب میں رسول اللہ کی حکم عدولی نہیں کرتی میں نے خود کو ان کے عقد میں دے دیا، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نکاح پڑھایا

قال مقاتل بن حبان :وَكَانَ صَدَاقُهُ لَهَا عَشَرَةَ دَنَانِيرَ، وَسِتِّينَ دِرْهَمًا وخماراً ومِلْحَفَة ودرعاً وخَمْسِينَ مداً وَعَشَرَةَ أَمْدَادٍ مِنْ تَمْرٍ

مقاتل بن حبان کہتے ہیں زید رضی اللہ عنہ نے مہر میں دس دینار اور ساٹھ درہم ادا کیے، کپڑوں میں ایک دوپٹہ، ایک چادر اور ایک کرتا اور گھر کے خرچے کے لئے پچاس مد اناج اور دس مد کھجوریں بھیجوائیں۔[1]

زینب رضی اللہ عنہا نے اگرچہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم مان کر نکاح میں جانا قبول کر لیا تھا لیکن وہ اپنے دل سے اس احساس کو کسی طرح نہ مٹا سکیں کہ وہ عرب کے ایک اعلیٰ نسب اور شریف ترین گھرانے سے تعلق رکھتی ہیں اور زید رضی اللہ عنہ ایک آزاد کردہ غلام ہیں اور ان کے اپنے خاندان کے پروردہ ہیں اور وہ ایک کمتر درجے کے آدمی سے بیاہی گئی ہیں، اس احساس برتری کی وجہ سے ازواجی زندگی میں انہوں نے کبھی زید رضی اللہ عنہ کو اپنے برابر کا درجہ نہ دیا جس وجہ سے ان کی خانگی زندگی خوشگوار نہ ہوئی، اس احساس برتری کی وجہ سے زید رضی اللہ عنہ کو تکلیف پہنچتی اور دونوں کے درمیان تلخیاں بڑھتی چلی گئیں،

قَالَهُ مُقَاتِلُ بْنُ حَيَّانَ، فَمَكَثَتْ عِنْدَهُ قَرِيبًا مِنْ سَنَةٍ أَوْ فَوْقَهَا، ثُمَّ وَقَعَ بَيْنَهُمَا، فَجَاءَ زَيْدٌ يَشْكُوهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ يَقُولُ لَهُ: أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ

مقاتل بن حبان کہتے ہیں ایک سال یا کچھ اوپر تک یہ گھر بسا لیکن پھر ناچاقی شروع ہوگئی، زید رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بار بار شکایت کرتے رہتے تھے اس کے علاوہ اور کوئی نسوانی نقص بھی تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں سمجھاتے کہ اللہ سے ڈرو اور اپنا گھر برباد مت کرو اور اللہ کے اس احسان کو یاد رکھو کہ اس نے تمہیں اسلام کی توفیق بخشی، غلامی سے نجات دی اور تمہاری شادی ایک معزز اور شریف گھرانے میں کی ہے اس

[1] البداية والنهاية۱۶۶/۴،السيرة النبوية لابن كثير۲۷۸/۳

لئے اپنی بیوی سے وابستگی باقی رکھو، یعنی طلاق مت دو اور نبھانے کی کوشش کرو۔ [1]

لَا وَلٰكِنَّ اللهَ أَعْلَمَ نَبِيَّهُ أَنَّهَا سَتَكُونُ مِنْ أَزْوَاجِهِ قَبْلَ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا

اسی زمانے میں اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کو یہ اشارہ فرما چکا تھا کہ زید رضی اللہ عنہ کی طرف سے طلاق واقع ہو کر رہے گی اور اس کے بعد آپ کو ان کی مطلقہ سے آپ کو نکاح کرنا ہو گا۔ [2]

تا کہ جاہلیت کی اس رسم پر ایک کاری ضرب لگا کر واضح کر دیا جائے کہ منہ بولا بیٹا احکام شرعیہ میں حقیقی بیٹے کی طرح نہیں ہے اور اس کی مطلقہ سے نکاح جائز ہے لیکن رسول اللہ ﷺ جانتے تھے کہ عرب معاشرے میں متبنی کی مطلقہ سے نکاح کرنا کیا معنی رکھتا ہے، دشمنوں کے ہاتھ میں پروپیگنڈا کرنے کا ایک نادر موقعہ مل جائے گا اس لئے آپ اس شدید آزمائش میں پڑنے سے ہچکچا رہے تھے،

فَلَمَّا أَتَاهُ زَيْدٌ لِيَشْكُوَهَا إِلَيْهِ قَالَ: اتَّقِ اللهَ، وَأَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ

اسی بنا پر جب زید رضی اللہ عنہ نے زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دینے کا ارادہ ظاہر کیا تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور اپنی بیوی کو طلاق نہ دو۔

منشا یہ تھا کہ نہ یہ طلاق دیں اور نہ میں اس آزمائش میں گرفتار ہوں حالانکہ جب اللہ ایک بڑی مصلحت کی خاطر آپ ﷺ کے ذریعے سے اس رسم کا خاتمہ کرانا تھا تو پھر لوگوں سے ڈرنے کی ضرورت نہیں تھی، آپ ﷺ کا یہ خوف اگرچہ فطری تھا اس کے باوجود آپ کو تنبیہ فرمائی گئی، لیکن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ جو اپنے علم و تقویٰ سے ام ایمن رضی اللہ عنہا جیسی بیوی کے ساتھ جو عمر میں ان سے تقریباً دو چند بڑی بیوہ اور حبشی الاصل تھی خوش خوش زندگی بسر کر رہے تھے، وہ ان کے ساتھ نباہ نہ کر سکے اور بالآخر دو سال میں انہیں طلاق دے دی، کیونکہ اس نکاح سے اسلام ایک آزاد کردہ غلام کو اٹھا کر شرفائے قریش کے برابر لے آیا تھا اس طلاق سے رسول اللہ ﷺ کو صدمہ پہنچا، اس کے بعد زید رضی اللہ عنہ نے یکے بعد دیگرے تین شادیاں کیں، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسی بہن کو پناہ دینے کے لئے جو عدت کے بعد بیوگی کی زندگی گزار رہی تھیں اور لاولد ہونے اور ان کی تیز زبانی کے باعث کوئی قبول نہیں کر رہا تھا، جس نے محض آپ کی تعمیل ارشاد میں اپنی مرضی کے خلاف زید رضی اللہ عنہ سے شادی کی تھی اور ساتھ ہی متبنیٰ کی رسم ختم کرنے کی خاطر ان سے نکاح کا ارادہ فرمایا،

عَنْ أَنَسٍ قَالَ:لَمَّا انْقَضَتْ عِدَّةُ زَيْنَبَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِزَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ: اذْهَبْ فَاذْكُرْهَا عَلَيَّ، فَانْطَلَقَ حَتَّى أَتَاهَا وَهِيَ تُخَمِّر عَجِينها، قَالَ: فَلَمَّا رَأَيْتُهَا عَظُمَتْ فِي صَدْرِي حَتَّى مَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَنْظُرَ إِلَيْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَهَا فَوَلَّيْتُهَا ظَهْرِي وَنَكَصْتُ عَلَى عَقِبِي وَقُلْتُ: يَا زَيْنَبُ، أَبْشِرِي، أَرْسَلَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُكِ ، قَالَتْ: ما أنا بصانعة شيئا حتى أُؤَامِرَ رَبِّي، عَزَّ وَجَلَّ فَقَامَتْ إِلَى مَسْجِدِهَاوَنَزَلَ الْقُرْآنُ

---

[1] تفسیر ابن کثیر ۴۲۴؍۶

[2] تفسیر ابن ابی حاتم ۳۱۳۵؍۹

چنانچہ انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب زینت کی عدت طلاق مکمل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے زید رضی اللہ عنہ کو نکاح کا پیغام دے کر ان کی طرف بھیجا، جب زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ، زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں پہنچے اس وقت وہ آٹا گوندرہی تھیں، زید رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف دیکھا تو ان کے دل میں زینب رضی اللہ عنہا کی عظمت اتنی بڑھ گئی کہ وہ ان کی طرف دیکھ نہ سکے، اس کیفیت کے پیدا ہونے کا سبب صرف یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں نکاح کا پیغام بھیجا تھا، چنانچہ زید رضی اللہ عنہ پیٹھ موڑی اور ایڑیوں کے بل پیچھے ہٹے اور کہا اے زینب رضی اللہ عنہا! خوش ہو جاؤ رسول اللہ ﷺ نے تمہیں نکاح کا پیغام بھیجا ہے، زینب رضی اللہ عنہا نے انکار نہیں کیا اور کہا میں اس وقت تک کوئی کام نہیں کرتی جب تک کہ اپنے رب سے مشورہ نہ کرلوں، یہ فرما کر وہ اپنی نماز کی جگہ پر کھڑی ہوگئیں (یعنی استخارہ کرنے کے لئے کھڑی ہوگئیں) اسی دوران میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔ (۱)

جس میں فرمایا کہ جب زید رضی اللہ عنہ نے خوش دلی اور بے رغبتی کے باعث طلاق دے دی اور زینب رضی اللہ عنہا عدت سے فارغ ہوگئیں تو (آپ کی خواہش پر نہیں) ہم نے آپ کے متبنی زید رضی اللہ عنہ کی مطلقہ زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح تم سے کر دیا تاکہ آئندہ کوئی مسلمان اس بارے میں تنگی محسوس نہ کرے اور حسب ضرورت لے پالک بیٹے کی مطلقہ بیوی سے نکاح کیا جاسکے اور یہ حکم جو تقدیر الٰہی میں لکھا ہوا تھا بہر صورت پورا ہو کر رہنا تھا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے جو بیویاں مقرر کی ہیں چونکہ اس نے آپ کے لئے کثرت ازواج کو اسی طرح مباح کیا ہے جس طرح آپ سے پہلے دیگر انبیاء کے لئے مباح کیا تھا اس لئے یہ نکاح آپ کے لئے حلال ہے اس میں کوئی گناہ اور تنگی والی بات نہیں ہے، گزشتہ تمام انبیاء بھی ایسے کاموں کے کرنے میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے تھے جو اللہ کی طرف سے ان پر فرض قرار دیئے جاتے تھے چاہئے قومی اور عوامی رسم ورواج ان کے خلاف ہی ہوتے، اللہ کے کام دینوی حکمرانوں کی طرح وقتی اور فوری ضرورت پر مشتمل نہیں ہوتے بلکہ ایک خاص حکمت ومصلحت پر مبنی ہوتے ہیں اور ایک وقت مقرر مطابق وہ وقوع پذیر ہوتے ہیں، اس لئے کسی کا ڈر یا سطوت انہیں اللہ کا پیغام پہنچانے میں مانع ہوتا تھا اور نہ طعن وملامت کی انہیں پرواہ ہوتی تھی، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا محاسبہ کرنے اور ان کے اعمال کی نگرانی کرنے کے لئے کافی ہے

عَنْ أَنَسٍ، وَجَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ عَلَيْهَا بِغَيْرِ إِذْنٍ

ان آیات کے نزول ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ زینب رضی اللہ عنہا کے مکان میں بغیر اجازت تشریف لے گئے۔ (۲)

اس وقت انکی عمر بتیس سال کی تھی،

قَالَ أَنَسٌ: فَكَانَتْ زَيْنَبُ تَفْخَرُ عَلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ: زَوَّجَكُنَّ أَهَالِيكُنَّ، وَزَوَّجَنِي اللهُ تَعَالَى مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمَوَاتٍ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا اس نکاح پر بڑا فخر کرتی تھیں اور ازواج مطہرات سے کہتی تھیں کہ تمہارا نکاح تو تمہارے

---

(۱) مسند احمد ۱۳۰۲۵، صحیح مسلم کتاب النکاح بَابُ زَوَاجِ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، وَنُزُولِ الْحِجَابِ، وَإِثْبَاتِ وَلِيمَةِ الْعُرْسِ ۳۵۰۲ ،ابن سعد ۸۲/۸، تفسیر ابن ابی حاتم ۳۱۳۵/۹، تفسیر ابن کثیر ۴۲۶/۶

(۲) صحیح مسلم کتاب النکاح بَابُ زَوَاجِ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، وَنُزُولِ الْحِجَابِ، وَإِثْبَاتِ وَلِيمَةِ الْعُرْسِ عن انس ۳۵۰۲

گھر والوں نے کیا اور میرا نکاح اللہ نے ساتوں آسمانوں کے اوپر کیا۔ [۱]

یعنی اس روایت سے یہ معلوم ہوا کہ نہ تو ایجاب وقبول ہوا، نہ گواہوں کی موجودگی میں نکاح پڑھایا گیا اور نہ ہی حق مہر ادا کیا گیا،

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَحْشٍ قَالَ: تَفَاخَرَتْ زَيْنَبُ وَعَائِشَةُ، فَقَالَتْ زَيْنَبُ، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا : أَنَا الَّتِي نَزَلَ تَزْوِيجِي مِنَ السَّمَاءِ، وَقَالَتْ عَائِشَةُ: أَنَا الَّتِي نَزَلَ عُذْرِي مِنَ السَّمَاءِ، فَاعْتَرَفَتْ لَهَا زَيْنَبُ، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا

محمد بن عبداللہ بن جحش سے روایت ہے ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا اور ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے باہم ایک دوسرے پر فخر کیا زینب رضی اللہ عنہا نے کہا میں تو وہ ہوں کہ جس کی شادی آسمان سے نازل ہوئی تھی، اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیتے ہوئے کہا میں وہ ہوں جن کی پاک دامنی کا حکم آسمان سے نازل ہوا، یہ جواب سن کر زینب رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا اعتراف کرلیا۔ [۲]

مگر کچھ لوگوں کا اس نکاح کے بارے میں نقطہ نظر مختلف ہے، وہ یوں کہتے ہیں

- اس روایت میں سب سے بڑی عجیب بات تو یہ ہے کہ پیغام نکاح کے لئے اس شخص کو منتخب کیا گیا جو اس عورت کو طلاق دے چکا تھا جس کی اس عورت سے کبھی نہ بنی تھی، زید رضی اللہ عنہ بیٹوں کی جگہ تھا حالاں کہ پیغام لے جانے کے لئے بڑے لوگوں کو بھیجا جاتا ہے اور اس وقت سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ زبیر رضی اللہ عنہ وغیرہ موجود تھے۔

- قرآن مجید کے الفاظ زَوَّجْنٰكَهَا کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نکاح خود فرما دیا تھا اور زمین پر کوئی نکاح نہیں ہوا تھا بلکہ اس کا مطلب صرف اتنا ہے کہ ہم نے اس نکاح کا فیصلہ کر دیا اور جو روکاوٹ اس میں تھی کہ زینب رضی اللہ عنہا آپ کی بہولگتی تھی وہ روکاوٹ ہم نے دور کر دی۔

- زَوَّجَهُ إِيَّاهَا أَخُوهَا أَبُو أَحْمَدَ بْنِ جَحْشٍ، وَأَصْدَقَهَا رَسُولُ الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَربع مائة دِرْهَمٍ

صحیح بخاری کے علاوہ ایک اور روایت ہے ان کا نکاح ان کے بھائی ابو احمد بن جحش رضی اللہ عنہ نے کیا تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چار سو درہم مہر ادا فرمایا تھا۔ [۳]

اور قرآن مجید بھی اس کی تائید کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ... ۵۰ [۴]

ترجمہ: اے نبی! ہم نے تمہارے لئے حلال کر دیں تمہاری وہ بیویاں جن کے مہر تم نے ادا کیے ہیں۔

اس سے صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ گواہوں کی موجودگی میں ایجاب وقبول ہوا اور نکاح پڑھایا گیا اور حق مہر بھی ادا کیا گیا کیونکہ یہ

---

[۱] صحیح بخاری کتاب التوحید بَابُ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى المَاءِ ۷۴۲۰

[۲] تفسیر طبری ۱۹/۱۱۸

[۳] ابن ہشام ۲/۶۴۴، الروض الانف ۷/۵۶۲

[۴] الاحزاب ۵۰

باتیں نکاح کالازمی جزو ہیں،اور رسول اللہ صَلَّیٰ اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ اللہ کے اس حکم کی خلاف ورزی نہیں کر سکتے تھے کہ بغیر ایجاب وقبول اور حق مہر ادا کیے ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا کو اپنی زوجیت میں لے لیں۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:(كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرُوسًا بِزَيْنَبَ، فَقَالَتْ لِي أُمُّ سُلَيْمٍ: لَوْ أَهْدَيْنَا لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدِيَّةً ، فَقُلْتُ لَهَا: افْعَلِي،فَعَمَدَتِ الى تَمْرٍ وَسَمْنٍ وَأَقِطٍ، فَاتَّخَذَتْ حَيْسَةً فِي بُرْمَةٍ)فَقَالَتْ: يَا أَنَسُ، اذْهَبْ بِهَذَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْ: بَعَثَتْ بِهَذَا إِلَيْكَ أُمِّي وَهِيَ تُقْرِئُكَ السَّلَامَ، وَتَقُولُ: إِنَّ هَذَا لَكَ مِنَّا قَلِيلٌ يَا رَسُولَ اللهِ،قَالَ: فَذَهَبْتُ بِهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: إِنَّ أُمِّي تُقْرِئُكَ السَّلَامَ، وَتَقُولُ: إِنَّ هَذَا لَكَ مِنَّا قَلِيلٌ يَا رَسُولَ اللهِ،فَقَالَ:ضَعْهُ،فَإِنَّهُ ذَبَحَ شَاةً، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَطْعَمَنَا الْخُبْزَ وَاللحْمَ

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب رسول اللہ صَلَّیٰ اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو نکاح کی صبح کو میری والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے مجھ سے کہا اگر اس وقت ہم رسول اللہ صَلَّیٰ اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کی خدمت میں کچھ ہدیہ بھیجیں تو بہتر ہو گا، میں نے کہا مناسب ہے،انہوں نے ایک برتن میں کچھ کھجوروں، گھی اور پنیر کا مالیدہ تیار کیا اور ایک طباق میں رکھا،اور کہا اے انس رضی اللہ عنہ!اس کو رسول اللہ صَلَّیٰ اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کے پاس لے جاؤ اور عرض کرنا کہ میری والدہ نے آپ کو سلام کہا ہے اور یہ آپ کی خدمت میں بھیجا ہے اور وہ عرض کرتی ہے کہ اے اللہ کے رسول صَلَّیٰ اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ!یہ ہماری طرف سے چھوٹا سا ہدیہ ہے،انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں وہ طباق رسول اللہ صَلَّیٰ اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کے پاس لے گیا اور میں نے عرض کیا میری والدہ نے آپ کو سلام کہا ہے اور مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے کہ یہ ہماری طرف سے آپ کی خدمت میں تھوڑا سا ہدیہ ہے،رسول اللہ صَلَّیٰ اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے فرمایا اسے رکھ دو،رسول اللہ صَلَّیٰ اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے بھی ایک بکری ذبح کی تھی،اور رسول اللہ نے لوگوں کو گوشت اور روٹی کھلائی تھی،

ثُمَّ قَالَ:اذْهَبْ، فَادْعُ لِي فُلَانًا وَفُلَانًا وَفُلَانًا، وَمَنْ لَقِيتَ ، وَسَمَّى رِجَالًا، قَالَ: فَدَعَوْتُ مَنْ سَمَّى، وَمَنْ لَقِيتُ،قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسٍ: عَدَدَ كَمْ كَانُوا؟ قَالَ: زُهَاءَ ثَلَاثِمِائَةٍ،وَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَا أَنَسُ، هَاتِ التَّوْرَقَالَ: فَدَخَلُوا حَتَّى امْتَلَأَتِ الصُّفَّةُ وَالْحُجْرَةُ،وَوَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ عَلَى الطَّعَامِ، فَدَعَا فِيهِ، وَقَالَ فِيهِ مَا شَاءَ اللهُ(ثُمَّ جَعَلَ يَدْعُو عَشَرَةً عَشَرَةً يَأْكُلُونَ مِنْهُ، وَيَقُولُ لَهُمْ:اذْكُرُوا اسْمَ اللهِ، وَلْيَأْكُلْ كُلُّ رَجُلٍ مِمَّا يَلِيهِ) قَالَ: حَتَّى تَصَدَّعُوا كُلُّهُمْ عَنْهَا، فَخَرَجَ مِنْهُمْ مَنْ خَرَجَ، فَقَالَ لِي :يَا أَنَسُ، ارْفَعْ ، قَالَ: فَرَفَعْتُ، فَمَا أَدْرِي حِينَ وَضَعْتُ كَانَ أَكْثَرَ، أَمْ حِينَ رَفَعْت

رسول اللہ صَلَّیٰ اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے فرمایا اے انس رضی اللہ عنہ!فلاں فلاں آدمیوں کو بلاؤ،رسول اللہ صَلَّیٰ اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے چند آدمیوں کے نام لئے اور پھر فرمایا جس جس کو تم ملو اس کو بلا کر لے آؤ،چنانچہ میں ان کو بھی بلا لایا جن کا نام لیا گیا تھا اور جو بھی مجھے مل گیا،راوی کہتا ہے میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ پھر وہ سب لوگ گنتی میں کتنے تھے؟انہوں نے کہا تین سو کے قریب تھے،اور مجھ سے رسول اللہ صَلَّیٰ اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے فرمایا اے انس رضی اللہ عنہ! کھانے کا وہ طباق اٹھالاؤ،اور وہ لوگ اندر آئے یہاں تک کہ صفہ اور حجرہ بھر گیا، نبی کریم صَلَّیٰ اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے اپنا مبارک ہاتھ کھانے پر رکھا اور دعا کی

اور جو اللہ تعالیٰ نے چاہا اس پر پڑھا، پھر میں نے دس دس آدمیوں کو کھانے کے لئے بلانا شروع کیا اور آپ ﷺ ان سے فرماتے جاتے تھے کہ اللہ کا نام لو اور ہر ایک شخص اپنے آگے سے کھائے، یہاں تک کہ سب لوگ کھا کر گھر کی طرف چل دیئے، تب آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ انس رضی اللہ عنہ! دستر خوان اٹھا لو جب میں نے اس برتن کو اٹھایا تو یہ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ جب میں نے طباق رکھا تھا تو اس وقت اس میں کھانا زیادہ تھا یا جب میں نے اسے اٹھایا تو اس وقت زیادہ تھا

قَالَ: وَجَلَسَ طَوَائِفُ مِنْهُمْ يَتَحَدَّثُونَ فِي بَيْتِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ وَزَوْجَتُهُ مُوَلِّيَةٌ وَجْهَهَا إِلَى الْحَائِطِ،قَالَ:فَأَخَذَ كَأَنَّهُ يَتَهَيَّأُ لِلْقِيَامِ، فَلَمْ يَقُومُوا، فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ قَامَ، فَلَمَّا قَامَ قَامَ مَنْ قَامَ مِنَ الْقَوْمِ، قَالَ: فَقَعَدَ ثَلَاثَةٌ،قَالَ: وَجَعَلْتُ أَغْتَمُّ ،فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَحْيِي مِنْهُمْ أَنْ يَقُولَ لَهُمْ شَيْئًا

اور بعض لوگ رسول اللہ ﷺ کے حجرے میں بیٹھے باتیں کرنے لگے، رسول اللہ ﷺ وہیں بیٹھے ہوئے تھے اور ام المومنین زینب بھی پیٹھ موڑے دیوار کی طرف منہ کئے بیٹھی تھیں (دستر خوان اٹھانے کے بعد) رسول اللہ ﷺ نے بھی اٹھنے کی تیاری فرمائی لیکن وہ لوگ پھر بھی نہ اٹھے، رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے تو اور سب آدمی بھی کھڑے ہو گئے اور اپنے گھروں کو لوٹ گئے صرف تین آدمی باقی رہ گئے (بعض روایات میں دو اشخاص کا ذکر ہے) ان لوگوں کے اس طرح بیٹھے رہنا مجھے گراں گزرا اور نبی کریم ﷺ انہیں کچھ کہتے ہوئے شرماتے تھے،

(ثُمَّ خَرَجَ إِلَى حُجَرِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ كَمَا كَانَ يَصْنَعُ صَبِيحَةَ بِنَائِهِ، فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِنَّ وَيُسَلِّمْنَ عَلَيْهِ، وَيَدْعُو لَهُنَّ وَيَدْعُونَ لَهُ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقَ إِلَى حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَقَالَ:السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ البَيْتِ وَرَحْمَةُ اللهِ،فَقَالَتْ: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ ،كَيْفَ وَجَدْتَ أَهْلَكَ بَارَكَ اللهُ لَكَ،فَتَقَرَّى حُجَرَ نِسَائِهِ كُلِّهِنَّ، يَقُولُ لَهُنَّ كَمَا يَقُولُ لِعَائِشَةَ، وَيَقُلْنَ لَهُ كَمَا قَالَتْ عَائِشَةُ، ثُمَّ رَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا ثَلَاثَةٌ مِنْ رَهْطٍ فِي البَيْتِ يَتَحَدَّثُونَ،وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَدِيدَ الحَيَاءِ، فَخَرَجَ مُنْطَلِقًا نَحْوَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ) فَرَجَعَ فَرَجَعْتُ،

پھر آپ ازواج مطہرات کے حجروں کی طرف روانہ ہو گئے اور ہر نکاح کی صبح کو آپ کا یہی دستور تھا کہ آپ تمام ازواج کے پاس جایا کرتے تھے اور ان کے حق میں دعا کرتے اور امہات المومنین رضی اللہ عنہا بھی آپ کو سلام کرتیں اور آپ کے لئے دعا کرتی تھیں، چنانچہ نبی کریم ﷺ باہر نکلے اور سب سے پہلے عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں جا کر فرمایا اے گھر والو تم پر اللہ کی سلامتی اور اللہ کی رحمتیں ہوں، عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا آپ ﷺ پر بھی اللہ کی سلامتی اور اللہ کی رحمتیں ہوں، اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے اپنی بیوی کو کیسا پایا؟ اللہ برکت عطا فرمائے، پھر رسول اللہ ﷺ یکے بعد دیگرے تمام ازواج کے پاس تشریف لے گئے، ہر ایک کو آپ نے اسی طرح سلام کیا جس طرح عائشہ رضی اللہ عنہا کو کیا تھا اور ہر بیوی نے وہی جواب دیا جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے دیا تھا، پھر رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لائے تو وہ تین آدمی اب بھی

بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے، نبی کریم ﷺ انتہائی شرمیلے تھے لہذا آپ بغیر کچھ کہے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کی طرف چلے گئے، جب ان تین آدمیوں نے رسول اللہ ﷺ کو واپس تشریف لے جاتے دیکھا تو فوراً اٹھ کر چل پڑے۔ [1]

خط کشیدہ الفاظ صحیح بخاری میں ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ

اے ایمان والو! جب تک تمہیں اجازت نہ دی جائے تم نبی کے گھروں میں نہ جایا کرو کھانے کے لیے ایسے وقت میں اس

غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ ۙ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ

کے پکنے کا انتظار کرتے رہو بلکہ جب بلایا جائے جاؤ اور جب کھا چکو نکل کھڑے ہو، وہیں باتوں میں مشغول نہ

لِحَدِيْثٍ ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۡ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ۭ

ہو جایا کرو، نبی کو تمہاری اس بات سے تکلیف ہوتی ہے، تو وہ لحاظ کر جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ (بیان) حق میں کسی کا لحاظ نہیں کرتا،

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔـلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَاۗءِ حِجَابٍ ۭ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ

جب تم نبی کی بیویوں سے کوئی چیز طلب کرو تو تم پردے کے پیچھے سے طلب کرو، تمہارے اور ان کے دلوں کیلئے کامل

وَقُلُوْبِهِنَّ ۭ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ

پاکیزگی یہی ہے، نہ تمہیں جائز ہے کہ تم رسول اللہ کو تکلیف دو اور نہ تمہیں یہ حلال ہے کہ آپ کے بعد کسی وقت بھی آپ کی

تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ۝۵۳ اِنْ تُبْدُوْا شَيْـــًٔا

بیویوں سے نکاح کرو، (یاد رکھو) اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑا (گناہ) ہے، تم کسی چیز کو ظاہر کرد

اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝۵۴ (الاحزاب ۵۴،۵۳)

یا مخفی رکھو اللہ تو ہر چیز کا بخوبی علم رکھنے والا ہے۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیرسورۃ الاحزاب بَابُ قَوْلِهِ لاَ تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ وَلَكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلاَ مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ ۴۷۹۳، ۵۱۶۳، ۴۷۹۴، صحیح مسلم کتاب النکاحبَابُ زَوَاجِ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، وَنُزُولِ الْحِجَابِ، وَإِثْبَاتِ وَلِيمَةِ الْعُرْسِ ۳۵۰۲، ۳۵۰۳، ۳۵۰۵، ۳۵۰۷،۳۵۰۶

پردہ کا ابتدائی حکم:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:فَمَا أَدْرِي آخْبَرْتُهُ أَوْ أُخْبِرَ أَنَّ القَوْمَ خَرَجُوا فَرَجَعَ، حَتَّى إِذَا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي أُسْكُفَّةِ البَابِ دَاخِلَةً، وَأُخْرَى خَارِجَةً أَرْخَى السِّتْرَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ، وَأُنْزِلَتْ آيَةُ الحِجَابِ، فَذَهَبْتُ أَدْخُلُ، فَأَلْقَى الحِجَابَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے یا کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان تینوں کے جانے کی اطلاع دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے آپ حجرے کے اندر داخل ہو رہے تھے ایک پیر اندر تھا اور ایک پیر باہر کہ اسی وقت پردہ کی آیت نازل ہوئی، میں نے بھی اندر داخل ہونے کا ارادہ کیا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اور میرے درمیان پردہ ڈال دیا۔[1]

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ:فَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا يَسِيرًا حَتَّى خَرَجَ عَلَيَّ، وَأُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَرَأَهُنَّ عَلَى النَّاسِ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ وَلَكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ﴾،[2] إِلَى آخِرِ الْآيَةِ.أَنَا أَحْدَثُ النَّاسِ عَهْدًا بِهَذِهِ الْآيَاتِ. وَحُجِبْنَ نِسَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اور میں حجرے میں بیٹھ گیا پھر تھوڑی دیر ہوئی ہو گی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف نکلے اور یہ آیتیں نازل ہوئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باہر نکل کر لوگوں کے اوپر یہ آیات " اے لوگو جو ایمان لائے ہو، نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے گھروں میں بلا اجازت نہ چلے آیا کرو نہ کھانے کا وقت تاکتے رہو، ہاں اگر تمہیں کھانے پر بلایا جائے توضرور آؤ مگر جب کھانا کھا لو تو منتشر ہو جاؤ باتیں کرنے میں نہ لگے رہو، تمہاری یہ حرکتیں نبی کو تکلیف دیتی ہیں۔ پڑھیں، انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سب سے پہلے یہ آیتیں میں نے سنی ہیں اور مجھے پہنچی ہیں اور اس کے بعد امہات المومنین پردہ میں رہنے لگیں۔[3]

اہل عرب میں یہ رواج عام تھا اگر کسی شخص کو اپنے دوست احباب یا رشتہ دار سے ملنا ہوتا تو وہ شخص دروازے پر کھڑا ہو کر پکارنے یا اجازت لیکر گھر میں داخل ہونے کے بجائے وقت پر یا بے وقت بلا تکلف گھر کے اندر داخل ہو جاتا تھا، بعض مرتبہ عورتیں اور لڑکیاں بے تکلف، بے حجابانہ بیٹھی ہوتی تھیں جس سے بہت سی معاشرتی برائیاں پیدا ہوتی تھیں،

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِيَّاكُمْ وَالدُّخُولَ عَلَى النِّسَاءِ

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیرسورة الاحزاب بَابُ قَوْلِهِ لاَ تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ ٤٧٩٣،٤٧٩١ ،صحیح مسلم کتاب النکاح بَابُ زَوَاجِ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، وَنُزُولِ الْحِجَابِ، وَإِثْبَاتِ وَلِيمَةِ الْعُرْسِ٣٥٠٥

[2] الأحزاب: 53

[3] صحیح مسلم کتاب النکاح بَابُ زَوَاجِ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، وَنُزُولِ الْحِجَابِ، وَإِثْبَاتِ وَلِيمَةِ الْعُرْسِ٣٥٠٧

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا (گھروں میں اجنبی) عورتوں کے پاس جانے سے اجتناب کرو۔ [١]

اہل عرب میں ایک بیہودہ عادت یہ بھی تھی کہ وہ عین کھانے کے وقت اپنے دوست یا عزیز کے گھر پہنچ جاتے اور اس غریب کو چارونچار ان لوگوں کے لئے کھانے کافوری بندوبست کرنا پڑتا،ایک بری عادت یہ بھی تھی کہ اگر کوئی شخص کھانے کی دعوت دے دیتا تومہمان کھانے سے فارغ ہونے کے بعد منتشر ہونے کے بجائے میزبان کے گھر میں بیٹھے رہتے اور ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہتے جس سے اہل خانہ کو بڑی زحمت ہوتی،ایسا رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ بھی کئی مرتبہ ہو چکا تھامگر آپ شرم وحیا کی وجہ سے برداشت فرماتے، مگر ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا کے ولیمے کے دن دو یا تین صحابہ جو رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور ان کی ام المومنین کے آرام کاخیال کیے بغیر کافی رات گزرنے کے باوجود بیٹھے باتیں کرتے رہے اذیت رسانی کی حد عبور کرگئی،اس حکم سے اسلامی معاشرے میں ان معاشرتی برائیوں کو روکنے کے لئے اصلاحی احکام کے نفاذ کی ابتدا کی گئی جو حجاب کے عنوان سے بیان کیے جاتے ہیں،ان اصلاحات کا آغاز اس سورے سے کیا گیااور ان کی تکمیل ایک سال بعد سورۂ نور میں کی گئی جب ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان کافتنہ کھڑاہوا،چنانچہ ان برائیوں کو روکنے کے لئے سب سے پہلے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے گھر سے ابتدا کی گئی جس میں تمام مسلمانوں کو تاکید فرمائی گئی کہ کوئی شخص خواہ وہ قریبی دوست ہو یا رشتہ دار آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے گھر میں بلااجازت داخل نہ ہو،اور معاشرتی ضابطے مقرر کرنے کے لئے عام حکم فرمایا کہ کسی گھر عین کھانے کے وقت جانے کے بجائے اس وقت جاؤ جب وہ تمہیں کھانے کی دعوت دے،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا:أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى الوَلِيمَةِ فَلْيَأْتِهَا

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو دعوت دے تو اسے وہ دعوت قبول کر لینی چاہیے خواہ وہ شادی کی دعوت ہو یا کوئی اور۔ [٢]

اور کھانا کھانے کے بعد وہیں بیٹھ کر بحث ومباحثہ کرنے کے بجائے منتشر ہو جاؤ اور پھر آیت حجاب نازل ہوئی،اللہ تعالیٰ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو عقل سلیم،بہترین کردار اور قوت مشاہدہ عطافرمایا تھاجس کی وجہ سے انہوں نے معاشرتی برائیوں کے خلاف جو بھی مشورہ دیا اللہ تعالیٰ نے اسے پسند فرمایااور حسب ضرورت انہیں دینی احکامات کادرجہ دیا،انہی کی وجہ سے دو مرتبہ شراب اور جوئے کے بارے میں احکامات نازل ہو چکے تھے،سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے خیال کیا کہ معاشرے کی بہت سی برائیاں اور خرابیاں عورتوں کے پردہ نہ کرنے کی وجہ سے ہیں،

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ:قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: قُلْتُ:يَا رَسُولَ اللهِ يَدْخُلُ عَلَيْكَ البَرُّ وَالفَاجِرُ فَلَوْ أَمَرْتَ أُمَّهَاتِ المُؤْمِنِينَ

---

[١] صحیح بخاری كِتَابُ النِّكَاحِ بَابُ لاَ يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا ذُو مَحْرَمٍ، وَالدُّخُولُ عَلَى المُغِيبَةِ٥٢٣٢،صحیح مسلم کتاب السَّلَامِ بَابُ تَحْرِيمِ الْخَلْوَةِ بِالْأَجْنَبِيَّةِ وَالدُّخُولِ عَلَيْهَا ٥٦٧٤،جامع ترمذی أَبْوَابُ الرَّضَاعِ بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الدُّخُولِ عَلَى الْمُغِيبَاتِ١١٧١، مسنداحمد١٧٣٤٧

[٢] صحیح بخاری كِتَابُ النِّكَاحِ بَابُ حَقِّ إِجَابَةِ الوَلِيمَةِ وَالدَّعْوَةِ، وَمَنْ أَوْلَمَ سَبْعَةَ أَيَّامٍ وَنَحْوَهُ٥١٧٣،صحیح مسلم كِتَابُ النِّكَاحِ بَابُ الْأَمْرِ بِإِجَابَةِ الدَّاعِي إِلَى دَعْوَةٍ٣٥٠٩،سنن ابوداودكِتَاب الْأَطْعِمَةِ بَابُ مَا جَاءَ فِي إِجَابَةِ الدَّعْوَةِ٣٧٣٦

بِالحِجَابِ، فَأَنْزَلَ اللهُ آيَةَ الحِجَابِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پہلے متعدد مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کر چکے تھے کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے ہاں اچھے اور برے سب ہی قسم کے لوگ آتے ہیں، کاش آپ اپنی ازواج مطہرات کو پردہ کرنے کا حکم دے دیں، تو اللہ تعالیٰ آیت حجات اتاریں۔ (۱)

ایک اور روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اگر آپ کے حق میں میری بات مانی جائے تو کبھی میری نگاہیں آپ کو نہ دیکھیں۔

لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ خود قانون سازی میں خود مختیار نہ تھے اس لئے اللہ کے حکم کے منتظر تھے آخر کار حکم الٰہی آ گیا جس میں حکم فرمایا گیا کہ کوئی بھی غیر محرم شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر ان کے گھر میں داخل نہ ہو اور نہ بغیر ضرورت دیر تک بیٹھو، تمہارا وہاں بغیر ضرورت زیادہ دیر تک بیٹھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تکلیف کا باعث بنتا ہے مگر وہ شرم وحیا کی وجہ سے تمہیں کچھ نہیں کہتے مگر اللہ تعالیٰ تمہیں ایسا حکم دینے میں نہیں شرماتا جس میں تمہارے لئے بھلائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نرمی ہو خواہ یہ حکم کیسا ہی ہو، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شرم وحیا اور عفت وعصمت کے پیکروں کو ازواج مطہرات سے مخاطب ہونے کے آداب فرمائے کہ اگر کسی کو ام المومنین سے کوئی بات کرنے کی کوئی حقیقی ضرورت ہے، یعنی کوئی چیز (برتن وغیرہ) لینا ہے، کوئی دینی مسئلہ معلوم کرنا ہے تو وہ پردے کے پیچھے سے معلوم کرو یہ تمہارے اور ان کے دل کی پاکیزگی کے لئے بہترین طریقہ ہے، اس حکم کے نازل ہوتے ہی تمام امہات المومنین کے حجروں کے دروازوں پر پردے ڈال دیئے گئے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اس طریقہ کی پیروی کی اور انہوں نے بھی دروازوں پر پردے ڈال دیئے۔

وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ} يَقُولُ: وَإِذَا سَأَلْتُمْ أَزْوَاجَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنِسَاءَ الْمُؤْمِنِينَ اللوَاتِي لَسْنَ لَكُمْ بِأَزْوَاجٍ مَتَاعًا {فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ} يَقُولُ: مِنْ وَرَاءِ سِتْرٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُنَّ طبری رحمہ اللہ لکھتے ہیں ''اور جب تم ان سے کچھ مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو۔'' یعنی جب تم اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں سے اور ان مسلمان عورتوں سے جو کہ تمہاری بیویاں نہیں ہیں کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو۔ (۲)

سُؤَالُكُمْ إِيَّاهُنَّ الْمَتَاعَ إِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ ذَلِكَ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ مِنْ عَوَارِضِ الْعَيْنِ فِيهَا الَّتِي تُعْرَضُ فِي صُدُورِ الرِّجَالِ مِنْ أَمْرِ النِّسَاءِ، وَفِي صُدُورِ النِّسَاءِ مِنْ أَمْرِ الرِّجَالِ، وَأَحْرَى مِنْ أَنْ لَا يَكُونَ لِلشَّيْطَانِ عَلَيْكُمْ وَعَلَيْهِنَّ سَبِيلٌ

---

(۱) صحیح بخاری کتاب تفسیرالقرآن سورة الاحزاب بَابُ قَوْلِهِ لاَ تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ وَلَكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلاَ مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ۴۷۹۰

(۲) تفسیر طبری ۲۰/۳۱۳

ایک مقام پر لکھتے ہیں تمہارا ان ازواج مطہرات سے کسی چیز کے بارے میں سوال کرنا پردے کے پیچھے سے ہونا چاہیے یہ بات تمہارے دلوں اور ان کے دلوں میں بھی آنکھ سے پیدا ہونے والے غلط جذبات اور ان خیالات کو پاک کرنے والی ہے جو مردوں کے دلوں میں عورتوں سے متعلق پیدا ہو جاتے ہیں اور عورتوں کے دلوں میں مردوں سے متعلق پیدا ہوتے ہیں اور زیادہ مطلوب یہی ہے کہ تمہارے معاملے میں یا ان کے معاملے میں شیطان کو کوئی راستہ نہ مل سکے۔ (١)

فِي هَذِهِ الْآيَةِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ اللهَ تَعَالَى أَذِنَ فِي مَسْأَلَتِهِنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ، فِي حَاجَةٍ تَعْرِضُ، أَوْ مَسْأَلَةٍ يُسْتَفْتَيْنَ فِيهَا وَيَدْخُلُ فِي ذَلِكَ جَمِيعُ النِّسَاءِ بِالْمَعْنَى، وَبِمَا تَضَمَّنَتْهُ أُصُولُ الشَّرِيعَةِ مِنْ أَنَّ الْمَرْأَةَ كُلَّهَا عَوْرَةٌ، بَدَنُهَا وَصَوْتُهَا كَمَا تَقَدَّمَ، فَلَا يَجُوزُ كَشْفُ ذَلِكَ إِلَّا لِحَاجَةٍ

علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پردے کے پیچھے سے کسی ضرورت کے تحت یا فتویٰ طلب کرنے کی غرض سے ازواج مطہرات سے بات کرنے کی اجازت دی ہے، اور اس حکم میں تمام عورتیں شامل ہیں کیونکہ شریعت کے اصولوں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ عورت تمام کی تمام پردہ ہے، اس کا سارا جسم بھی اور آواز بھی پردہ ہے، پس عورت کے لیے اپنے جسم کے کسی حصے کو بغیر ضرورت کھولنا جائز نہیں ہے۔ (٢)

وَمِنَ الْأَدِلَّةِ الْقُرْآنِيَّةِ عَلَى احْتِجَابِ الْمَرْأَةِ وَسِتْرِهَا جَمِيعَ بَدَنِهَا حَتَّى وَجْهَهَا قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ﴾، فَقَدْ قَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ: إِنَّ مَعْنَى: يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ: أَنَّهُنَّ يَسْتُرْنَ بِهَا جَمِيعَ وُجُوهِهِنَّ

محمد الامین بن محمد المختار الشنقیطی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں عورت کے حجاب اور پورے بدن حتی کہ چہرے کو بھی ڈھانپنے کے قرآنی دلائل میں ایک دلیل یہ آیت مبارکہ "اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو لٹکا لیا کریں۔" بھی ہے اور بہت سارے اہل علم نے کہا ہے کہ اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ وہ عورتیں اپنے سارے بدن اور چہرے کو ڈھانپیں گی۔ (٣)

وَهَذَا الْحُكْمُ وَإِنْ نَزَلَ خَاصًّا فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَزْوَاجِهِ فَالْمَعْنَى عَامٌّ فِيهِ وَفِي غَيْرِهِ إِذْ كُنَّا مَأْمُورِينَ بِاتِّبَاعِهِ وَالِاقْتِدَاءِ بِهِ إِلَّا مَا خَصَّهُ اللهُ بِهِ دُونَ أُمَّتِهِ

امام ابو بکر الجصاص رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حکم اگرچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے بارے میں نازل ہوا ہے لیکن اس آیت کا مفہوم آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غیر دونوں کو شامل ہے کیونکہ ہمیں ہر بات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور پیروی کا حکم دیا گیا ہے سوائے ان

---

(١) تفسیر طبری ٢٠/٣١٣

(٢) تفسیر القرطبی ١٤/٢٢٧

(٣) أضواء البيان في إيضاح القرآن بالقرآن ٦/٢٤٣

احکامات کے کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی امت کے علاوہ آپ ﷺ کے ساتھ خاص کر دیا ہے۔ [1]

وَمِنَ الْأَدِلَّةِ عَلَى أَنَّ حُكْمَ آيَةِ الْحِجَابِ عَامٌّ هُوَ مَا تُقَرَّرُ فِي الْأُصُولِ، مِنْ أَنَّ خِطَابَ الْوَاحِدِ يَعُمُّ حُكْمُهُ جَمِيعَ الْأُمَّةِ، وَلَا يَخْتَصُّ الْحُكْمُ بِذَلِكَ الْوَاحِدَ الْمُخَاطَبَ

علامہ شنقیطی مذکورہ اصول کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں آیت حجاب کے بیان کردہ حکم کے عام ہونے میں جو دلائل بیان کیے جاتے ہیں ان میں سے ایک یہ قاعدہ بھی ہے جسے علم الاصول میں اس طرح بیان کرتے ہیں کہ واحد کا خطاب تمام امت کو شامل ہوتا ہے اور حکم اس اکیلے محاطب سے متعلق نہیں ہوتا۔ [2]

مذکورہ بالا اصول سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آیت حجاب عام ہے اور اس کا حکم تمام مسلمان عورتوں کو شامل ہے۔

ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح سے پہلے آپ ﷺ کے نکاح میں چار بیویاں موجود تھیں ان سے نکاح کے بعد رسول اللہ ﷺ پر جو الزام تراشیاں کی جارہی تھیں جس میں کفار و منافقین کے ساتھ بعض ضعیف الایمان مسلمان بھی ان میں حصہ لینے لگے تھے اس کے بارے میں فرمایا کہ تم لوگوں کے لئے یہ ہرگز جائز نہیں کہ اپنی بے لگام زبانوں کے تیروں سے اور کسی فعل سے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف پہنچاؤ کیونکہ رسول اللہ ﷺ اللہ کے حکم کے بغیر کوئی بات یا کام نہیں کرتے اور یہ کام بھی انہوں نے اللہ کی منشا کے مطابق متبنیٰ کی حیثیت کو ظاہر کرنے کے لئے ہی کیا ہے تا کہ تم لوگوں پر کوئی تنگی نہ رہے، اور امہات المومنین تمہاری ماؤں سے بڑھ کر ہیں اس لئے تمہارے لئے یہ حلال نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے انتقال کے بعد ان کی بیویوں سے نکاح کرو اللہ کے نزدیک یہ گناہ عظیم ہے، اگر تم لوگوں میں سے کوئی رسول اللہ ﷺ یا اہل بیت کے متعلق کوئی برا خیال رکھے گا تو وہ اللہ سے جو علام الغیوب ہے، جو دلوں کے چھپے بھید اور آنکھوں کی خیانت بھی جانتا ہے چھپا نہیں رہے گی اور ایسا شخص دردناک سزا کا مستحق ہوگا۔

لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَآئِهِنَّ وَ لَآ اَبْنَآئِهِنَّ وَ لَآ اِخْوَانِهِنَّ وَ لَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ

ان عورتوں پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ اپنے باپوں اور اپنے بیٹوں اور بھائیوں اور بھتیجوں

وَ لَآ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَ لَا نِسَآئِهِنَّ وَ لَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۚ

اور بھانجوں اور اپنی (میل جول کی) عورتوں اور ملکیت کے ماتحتوں (لونڈی غلام) کے سامنے ہوں،

وَ اتَّقِيْنَ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿۵۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى

(عورتو!) اللہ سے ڈرتی رہو اللہ تعالیٰ یقیناً ہر چیز پر شاہد ہے، اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس نبی پر رحمت بھیجتے

[1] احکام القرآن للجصاص ۵٫۲۴۲

[2] أضواء البيان في إيضاح القرآن بالقرآن ٦٫٢٤٦

النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ﴿۵۶﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ

ہیں، اے ایمان والو ! تم (بھی) ان پر درود بھیجو اور خوب سلام (بھی) بھیجتے رہا کرو، جو لوگ اللہ

وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا ﴿۵۷﴾

اور اس کے رسول کو ایذاء دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ کی پھٹکار ہے اور ان کے لیے نہایت رسوا کن عذاب ہے،

وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا

اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ایذاء دیں بغیر کسی جرم کے جو ان سے سرزد ہوا ہو، وہ (بڑے ہی)

بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِیْنًا ﴿۵۸﴾ (الاحزاب ۵۵ تا ۵۸)

بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔

جب عورتوں کے لئے پردے کا حکم نازل ہوا تو پھر گھر میں موجود اقارب یا ہروقت آنے جانے والے رشتے داروں کی بابت سوال ہوا کہ ان سے بھی پردہ کیا جائے گا کہ نہیں چنانچہ محرم عزیز واقارب کو اس حکم سے مستثنیٰ قرار دیتے ہوئے فرمایا اگر ان کے والد، بیٹے، بھائی، بھتیجے، بھانجے، ملنے جلنے والی مومن عورتیں اور مملوک گھر میں داخل ہو سکتے ہیں، جیسے فرمایا

...وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰی جُیُوْبِهِنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْۤ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْۤ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِیْنَ غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِیْنَ لَمْ یَظْهَرُوْا عَلٰی عَوْرٰتِ النِّسَآءِ... ﴿۳۱﴾ [1]

ترجمہ: اور اپنا بناؤ سنگھار نہ دکھائیں بجز اس کے جو خود ظاہر ہو جائے، اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل ڈالے رہیں، وہ اپنا بناؤ سنگھار نہ ظاہر کریں مگر ان لوگوں کے سامنے شوہر، باپ، شوہروں کے باپ، اپنے بیٹے، شوہروں کے بیٹے، بھائی، بھائیوں کے بیٹے، بہنوں کے بیٹے، اپنے میل جول کی عورتیں، اپنے مملوک، وہ زیر دست مرد جو کسی اور قسم کی غرض نہ رکھتے ہوں، اور وہ بچے جو عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے ابھی واقف نہ ہوئے ہوں۔

اور ایسا نہ ہو کہ شوہر کے سامنے تو پردے کا اہتمام کیا جائے اور اس کی عدم موجودگی میں کوئی پرواہ نہ کی جائے، اور اے عورتو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تا کہ پردے کا اصل مقصد قلب ونظر کی طہارت اور عصمت کی حفاظت حاصل کیا جا سکے ورنہ حجاب کی ظاہری پابندیاں تمہیں گناہ میں ملوث ہونے سے نہیں بچا سکیں گی، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے تمام ظاہری و باطنی اعمال دیکھ رہا ہے، ان کے تمام اقوال کو سن رہا ہے اور ان

[1] النور ۳۱

کی تمام حرکات کا مشاہدہ کر رہا ہے، پھر وہ ایک وقت مقررہ پر ان کو ان کے تمام اعمال کی پوری پوری جزا دے گا، رسول اللہ ﷺ کے اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ کے مرتبہ و منزلت کو بیان فرمایا جو ملا اعلیٰ (آسمانوں) میں آپ کو حاصل ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرشتوں کے سامنے آپ کی مدح و ثنا بیان کرتا ہے اور آپ ﷺ پر رحمتیں بھیجتا ہے اور فرشتے بھی آپ کی مدح و ثنا کرتے ہیں اور نہایت عاجزی سے اللہ تعالیٰ سے آپ کے لئے رحمت اور بلندی درجات کی دعا کرتے ہیں،

ثم فيه التنبيه على كثرتهم وأن الصلاة من هذا الجمع الكثير الذي لا يحيط بمنتهاه غير خالقه واصلة إليه صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ على ممر الأيام والدهور مع تجددها كل وقت وحين ، وهذا أبلغ تعظيم وأنهاه وأشمله وأكمله وأزكاه

علامہ الوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس میں فرشتوں کی کثرت کے بارے میں تنبیہ ہے کہ ان کی اس قدر کثیر تعداد جس کا احاطہ ان کے خالق عز وجل کے سوا کوئی نہیں کر سکتا رسول اللہ ﷺ پر دوام اور تسلسل کے ساتھ سب دنوں اور زمانوں میں ہر وقت درود پڑھ رہی ہے اور اس میں رسول اللہ ﷺ کی جامع، کامل، پاکیزہ اور انتہائی عظیم عزت و تکریم ہے۔ [1]

اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے عالم سفلی (اہل زمین) کو حکم فرمایا کہ وہ بھی اپنے ایمان کی تکمیل کے لئے، آپ کی تعظیم کی خاطر، آپ سے محبت اور آپ کے اکرام و تکریم کے اظہار کے لئے، اپنی نیکیوں میں اضافہ کے لئے اور اپنی برائیوں کے کفارہ کے لئے اے مومنو آپ پر درود و سلام بھیجا کرو تا کہ آپ کی تعریف میں علوی و سفلی کے لوگوں کا اس پر اجتماع ہو جائے، جب یہ حکم نازل ہوا

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَمَّا السَّلاَمُ عَلَيْكَ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ، فَكَيْفَ الصَّلاَةُ عَلَيْكَ؟ قَالَ: قُولُوا: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

تو کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ سلام کا طریقہ تو ہم جانتے ہیں یعنی نماز میں

التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلاَمُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلاَمُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ

پڑھتے اور ملاقات کے وقت السلام علیک اے اللہ کے رسول ﷺ کہتے ہیں ہم درود کس طرح پڑھیں؟ اس سوال کے جواب میں آپ ﷺ نے درود ابراہیمی

اللهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اللهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيد

بیان فرمایا جو نماز (کے دونوں تشہد) میں پڑھا جاتا ہے۔ [2]

---

(۱) روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني ۱۱/۲۵۲

(۲) صحیح بخاری تفسیر سورۃ الاحزاب باب إِنَّ اللهَ وَمَلاَئِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۴۷۹۷، وکتاب احادیث الانبیاء بَابُ قَوْلِ اللهِ

اس کے علاوہ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ، ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ، ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، بریدہ الخزاعی، طلحہ رضی اللہ عنہ، سے معمولی لفظی اختلاف کے دوسرے درود بھی موجود ہیں مگر معنیٰ پر سب متفق ہیں نیز مختصراً صَلَّى اللهُ عَلَىٰ رَسُولِ اللهِ وَسَلَّمَ بھی پڑھا جا سکتا ہے تاہم الصلوٰۃ والسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ پڑھنا اس لئے صحیح نہیں کہ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے اور یہ صیغہ نبی کریم سے عام درود کے وقت منقول نہیں ہے اور نماز میں السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے اس وجہ سے اس وقت میں پڑھنے میں کوئی قباحت نہیں، اور اذان سے قبل الصلوٰۃ والسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُولَ اللهِ پڑھنا بدعت ہے جو باعث ثواب نہیں بلکہ گناہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی بڑی فضیلت ہے

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ ذَاتَ يَوْمٍ وَالسُّرُورُ يُرَى فِي وَجْهِهِ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّا لَنَرَى السُّرُورَ فِي وَجْهِكَ، فَقَالَ: إِنَّهُ أَتَانِي مَلَكٌ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، أَمَا يُرْضِيكَ أَنَّ رَبَّكَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: إِنَّهُ لَا يُصَلِّي عَلَيْكَ أَحَدٌ مِنْ أُمَّتِكَ إِلَّا صَلَّيْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا وَلَا يُسَلِّمُ عَلَيْكَ أَحَدٌ مِنْ أُمَّتِكَ إِلَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا قَالَ: بَلَى

ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ کے چہرہ اقدس سے مسرت کے آثار ظاہر ہو رہے تھے، صحابہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم آپ کے چہرہ اقدس پر مسرت کے آثار دیکھ رہے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس ایک فرشتہ آیا اور اس نے کہا ہے اے محمد! کیا آپ اس بات پر خوش نہیں کہ آپ کے پروردگار عزوجل نے فرمایا ہے کہ آپ کی امت میں سے جو بھی آپ پر ایک بار درود بھیجے گا میں اس پر دس رحمتیں نازل کروں گا اور آپ کی امت میں سے جو آپ پر ایک بار سلام بھیجے گا تو میں دس مرتبہ اس پر سلامتی نازل کروں گا، آپ نے فرمایا کیوں نہیں (اس سے بہت خوش ہوں)۔[1]

عَنْ أَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: أَصْبَحَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا طَيِّبَ النَّفْسِ يُرَى فِي وَجْهِهِ الْبِشْرُ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، أَصْبَحْتَ الْيَوْمَ طَيِّبَ النَّفْسِ، يُرَى فِي وَجْهِكَ الْبِشْرُ قَالَ: أَجَلْ، أَتَانِي آتٍ مِنْ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ فَقَالَ: مَنْ صَلَّى عَلَيْكَ مِنْ أُمَّتِكَ صَلَاةً كَتَبَ اللهُ لَهُ بِهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ، وَمَحَا عَنْهُ عَشْرَ سَيِّئَاتٍ، وَرَفَعَ لَهُ عَشْرَ دَرَجَاتٍ، وَرَدَّ عَلَيْهِ مِثْلَهَا

ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہشاش بشاش تھے اور آپ کے چہرہ اقدس سے مسرت کے آثار نمایاں ہو رہے تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آج آپ بہت خوش و خرم ہیں اور خوشی و مسرت کے آثار چہرہ اقدس پر جھلک رہے ہیں، فرمایا ہاں، میرے پاس میرے رب عزوجل کی طرف سے آنے والا ایک آیا اور اس نے کہا کہ آپ کی امت میں سے

تَعَالَى وَاتَّخَذَ اللهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا ٣٣٧٠

[1] مسند احمد ١٦٣٦٣

جو شخص آپ پر ایک بار درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دے گا اور اس کے دس گناہ معاف کر دے گا اور اس کے دس درجات بلند کر دے گا اور اس پر اسی طرح درود بھیجے گا۔ ①

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ عَشْرًا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جو شخص ایک بار مجھ پر درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس دس رحمتیں نازل کرتا ہے۔ ②

قَالَ الْقَاضِي مَعْنَاهُ رَحْمَتُهُ وَتَضْعِيفُ أَجْرِهِ كَقَوْلِهِ تَعَالَى مَنْ جاء بالحسنة فله عشرة امثالها

قاضی عیاض رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر دس مرتبہ اپنی رحمتیں نازل کرے گا یا دس گنا زیادہ اس کو ثواب عنایت کرے گا جیسے کہ پروردگار کا حکم ہے کہ جو نیکی کا ایک کام کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو دس گنا سے بھی زیادہ اچھائیاں عنایت کرے گا۔ ③

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُرَيْحٍ الْخَوْلَانِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا قَيْسٍ، مَوْلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِي، يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو، يَقُولُ:مَنْ صَلَّى عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ، وَمَلَائِكَتُهُ سَبْعِينَ صَلَاةً،فَلْيُقِلَّ عَبْدٌ مِنْ ذَلِكَ أَوْ لِيُكْثِرْ

عبد الرحمٰن بن مریح الخولانی کہتے ہیں میں نے ابو قیس مولی عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے میں نے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا جس شخص نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پر ایک مرتبہ درود پڑھا اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر ستر مرتبہ درود پڑھتے ہیں، پس بندہ اس کو چاہے تو اس کو کم کرے اور چاہے تو اس کو زیادہ کرے۔ ④

عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ أَبِيهِ:أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:الْبَخِيلُ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ، ثُمَّ لَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ

حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا وہ شخص بخیل ہے جس کے پاس میرا ذکر کیا گیا پھر اس نے مجھ پر درود نہ بھیجا۔ ⑤

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا اس آدمی کی ناک خاک میں ملے جس کے پاس میرا ذکر کیا گیا اور اس نے مجھ پر دورد نہ بھیجا۔ ⑥

---

① مسند احمد١٦٣٥٢

② مسند احمد٨٨٥٤،صحیح مسلم كِتَابُ الصَّلَاةِ بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بعْدَ التَّشَهُّدِ٩١٢،سنن ابوداودکتاب تَفْرِيعِ أَبْوَابِ الْوِتْرِ بَابٌ فِي الِاسْتِغْفَارِ١٥٣٠ ،جامع ترمذی أَبْوَابُ الوِتْرِ بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ٤٨٥،السنن الکبری للنسائی١٢٢٠

③۔شرح النوی علی مسلم١٢٨/٤

④ مسند احمد٦٦٠٥

⑤ مسند احمد١٧٣٦

⑥ جامع ترمذی أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ باب٣٥٤٥

اور رسول اللہ ﷺ نے اس بات کی ترغیب دی ہے کہ ان پر بہت زیادہ درود پڑھا جائے۔

عَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ذَهَبَ ثُلُثَا اللَّيْلِ قَامَ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا اللهَ اذْكُرُوا اللهَ جَاءَتِ الرَّاجِفَةُ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيهِ جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيهِ، قَالَ أُبَيٌّ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أُكْثِرُ الصَّلَاةَ عَلَيْكَ فَكَمْ أَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلَاتِي؟ فَقَالَ: مَا شِئْتَ، قَالَ: قُلْتُ: الرُّبُعَ، قَالَ: مَا شِئْتَ فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ، قُلْتُ: النِّصْفَ، قَالَ: مَا شِئْتَ، فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ، قَالَ: قُلْتُ: فَالثُّلُثَيْنِ،قَالَ: مَا شِئْتَ، فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ،قُلْتُ: أَجْعَلُ لَكَ صَلَاتِي كُلَّهَا، قَالَ: إِذًا تُكْفَى هَمَّكَ وَيُغْفَرُ لَكَ ذَنْبُكَ

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں آپ پر بہت زیادہ درود پڑھنا چاہتا ہوں (آپ میری رہنمائی فرمائیں کہ) میں اپنے لیے کی ہوئی دعاؤں کا کتنا حصہ آپ پر درود پڑھنے کے لیے مخصوص کردوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم جس قدر پسند کرو، میں نے کہا ایک چوتھائی، آپ ﷺ نے فرمایا تم جس قدر پسند کرو لیکن اگر تم زیادہ حصہ مخصوص کرو گے تو تمہارے لیے بہتر ہوگا، میں نے عرض کی تو آدھا حصہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم جس قدر پسند کرو لیکن اگر تم زیادہ حصہ مخصوص کرو گے تو تمہارے لیے بہتر ہوگا، میں نے عرض کی تو دو تہائی، آپ ﷺ نے فرمایا تم جس قدر پسند کرو لیکن اگر تم زیادہ حصہ مخصوص کرو گے تو تمہارے لیے بہتر ہوگا ، میں نے عرض کی میں اپنے لیے دعا کرنے کی بجائے آپ پر ہی درود پڑھوں گا، آپ ﷺ نے فرمایا تو پھر تو (دنیا و آخرت میں) تمہارے غموں کی کفایت کی جائے گی، اور گناہوں کو معاف کیا جائے گا۔[1]

إِذَنْ يَكْفِيكَ اللَّهُ هم الدُنيا وهم الآخِرَةِ

ایک روایت میں ہے تب تمہیں اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت کی پریشانیوں سے بچالے گا۔[2]

عَنْ الطُّفَيْلِ بْنِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَرَأَيْتَ إِنْ جَعَلْتُ صَلَاتِي كُلَّهَا عَلَيْكَ؟ قَالَ: إِذَنْ يَكْفِيَكَ اللهُ مَا أَهَمَّكَ مِنْ دُنْيَاكَ وَآخِرَتِكَ

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ایک دوسری روایت میں ہے ایک شخص نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ اس بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں کہ میں اپنے لیے دعا کرنے کے بجائے آپ پر ہی درود پڑھتا رہوں، آپ ﷺ نے فرمایا تو پھر اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت کے غموں سے تمہاری کفایت کرے گا۔[3]

عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَوْلَى النَّاسِ بِي يَوْمَ القِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً.

---

[1] جامع ترمذی أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ باب ٢٤٥٧، مستدرک حاکم ٣٥٧٨

[2] فضل الصلاۃ ١٣

[3] مسند احمد ٢١٢٤٢

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشا فرمایا قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ میرے قریب وہ ہوگا جو سب سے زیادہ مجھ پر دورد بھیجے گا۔ (1)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. قال رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ نَسِيَ الصَّلَاةَ علي خطئ طَرِيقَ الْجَنَّةِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جو شخص مجھ پر درود بھیجنا بھول جائے وہ جنت کے راستے سے ہٹ گیا۔ (2)

درود پڑھنے کے متعدد مواقع ہیں، اذان کے بعد درود پڑھنا۔

عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِي، يَقُولُ: إِنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:إِذَا سَمِعْتُمْ مُؤَذِّنًا فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ، فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا لِي الْوَسِيلَةَ، فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللهِ وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ فَمَنْ سَأَلَ لِي الْوَسِيلَةَ،حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جب تم موذن کو سنو تو اسی طرح کہو جس طرح وہ کہتا ہے پھر مجھ پر درود بھیجو کیونکہ جس نے مجھ پر ایک بار درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا، پھر اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلے کا سوال کرو، وہ جنت کا ایک مقام ہے جو بندگان الٰہی میں سے صرف ایک ہی بندے کو ملے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہوں گا، پس جس نے میرے لیے وسیلے (مقام محمود) کا سوال کیا، اس کے لیے میری شفاعت ثابت ہو جائے گی۔ (3)

مسجد میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت درود پڑھنا۔

فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ، صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَسَلَّمَ، وَقَالَ:اللهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي، وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ ،وَإِذَا خَرَجَ، صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ:اللهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي، وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ فَضْلِكَ

زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو محمد ﷺ پر صلاۃ وسلام بھیجتے پھر یہ دعا پڑھتے ”اے اللہ! میرے گناہ معاف فرمادے اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔“ اور جب آپ مسجد سے باہر تشریف لے جاتے تو پھر بھی محمد ﷺ پر صلاۃ وسلام بھیجتے پھر یہ دعا پڑھتے ”اے اللہ! میرے گناہ معاف فرمادے اور میرے لیے اپنے

---

(1) جامع ترمذی أَبْوَابُ الصَّلَاةِ بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۴۸۴،صحیح ابن حبان ۹۱۱

(2) صحيح الجامع الصغير وزياداته۶۵۶۸،فضل الصلاة۴۳

(3) مسنداحمد۶۵۶۸،صحیح مسلم كِتَابُ الصَّلَاةِ بَابُ الْقَوْلِ مِثْلَ قَوْلِ الْمُؤَذِّنِ لِمَنْ سَمِعَهُ، ثُمَّ يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَسْأَلُ لهُ الْوَسِيلَةَ۸۴۹،سنن ابوداود كِتَاب الصَّلَاةِ بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا سَمِعَ الْمُؤَذِّنَ ۵۲۳،جامع ترمذی أَبْوَابُ الْمَنَاقِبِ بَابٌ فِي فَضْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۳۶۱۴،السنن الكبرى للنسائی ۱۶۵۴

فضل کے دروازے کھول دے۔''[۱]

نمازِ جنازہ میں درود پڑھنا۔

فَإِنَّ السُّنَّةَ أَنْ يَقْرَأَ فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى فَاتِحَةَ الْكِتَابِ، وَفِي الثَّانِيَةِ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَفِي الثَّالِثَةِ يَدْعُو لِلْمَيِّتِ، وَفِي الرَّابِعَةِ يَقُولُ:اللهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ، وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ

سنت یہ ہے کہ نمازِ جنازہ میں پہلی تکبیر کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھی جائے، دوسری تکبیر کے بعد نبی کریم ﷺ پر درود پڑھا جائے، تیسری تکبیر کے بعد میت کے لیے دعا کی جائے اور چوتھی تکبیر کے بعد کہا جائے اے اللہ! تو ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ کرنا اور اس (کی وفات) کے بعد ہمیں فتنہ و آزمائش میں مبتلا نہ کرنا۔[۲]

دعا میں درود پڑھنا۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ، قَالَ: الدُّعَاءُ مَوْقُوفٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَا يَصْعَدُ حَتَّى تُصَلِّيَ عَلَى نَبِيِّكَ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب سے روایت ہے دعا آسمان و زمین کے درمیان موقوف رہتی ہے اور اس وقت تک اوپر نہیں چڑھتی جب تک تم اپنی نبی ﷺ پر درود نہ پڑھ لو۔[۳]

دعائے قنوت میں درود پڑھنا۔

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، قَالَ: عَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ فِي قُنُوتِ الْوَتْرِ:اللَّهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ، وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ، فَإِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضَى عَلَيْكَ، إِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ

حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے وتر میں پڑھنے کے لیے مجھے دعا کے یہ کلمات سکھائے ''اے اللہ! جن لوگوں کو تو نے ہدایت دی ہے ان کے زمرے میں تو مجھے بھی ہدایت دے اور مجھے بھی ان لوگوں کے زمرے میں (دنیا و آخرت کی) عافیت دے جن کو تو نے عافیت دی ہے اور جن لوگوں کا تو کارساز بنا ہے ان (کے زمرے) میں میرا بھی کارساز بن جا اور جو کچھ تو نے مجھے عطا فرمایا ہے اس میں برکت دے اور جو تو نے میرے لیے مقدر کیا ہے اس کے شر سے بچا اس لیے کہ بے شک تیرا حکم سب پر چلتا ہے اور تیرے اوپر کسی کا حکم نہیں چلتا، جس کا تو مددگار بن گیا وہ کبھی ذلیل نہیں ہوتا اور جس کو تو نے اپنا دشمن قرار دے دیا وہ کبھی عزت نہیں پا سکتا تو ہی برکت والا ہے اے ہمارے پروردگار! اور تو ہی سب سے بلند و بالا ہے۔''[۴]

---

[۱] مسند احمد ۲٦۴۱٦

[۲] تفسیر ابن کثیر ٦/۴۷۱

[۳] جامع ترمذی أَبْوَابُ الوِتْرِ بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۴۸٦

[۴] مسند احمد ۱۷۱۸، مسند البزار ۱۳۳۷، صحیح ابن خزیمہ ۱۰۹۵، صحیح ابن حبان ۹۴۵، مستدرک حاکم ۴۸۰۱، سنن ابوداود کتاب تَفْرِيعِ

وَصَلَّى الله عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ

اور امام نسائی رحمہ اللہ نے اس کے بعد یہ الفاظ بھی روایت کیے ہیں اور اللہ تعالیٰ محمد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرمائے۔ (۱)

جمعہ کے دن کثرت سے درود پڑھنا۔

عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فِيهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيهِ قُبِضَ وَفِيهِ النَّفْخَةُ وَفِيهِ الصَّعْقَةُ، فَأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ،فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرِمْتَ؟ - يَعْنِي بَلِيتَ، فَقَالَ:إِنَّ اللهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ

اوس بن اوس سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے دنوں میں سب سے افضل دن جمعہ ہے،اس دن آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے اور اسی دن فوت کیے گئے اور اسی دن صور پھونکا جائے گا اور اسی دن سب لوگ بے ہوش ہوں گے،پس تم اس دن مجھ پر کثرت کے ساتھ درود پڑھا کرو، بے شک تمہارا درود مجھ پر پیش کر دیا جائے گا،ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ پر کیسے پیش کیا جائے گا جبکہ آپ بوسیدہ ہو جائیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام قرار دیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسموں کو کھائے۔ (۲)

اور مشرکین جو اپنے خالق حقیقی کو چھوڑ کر مظاہر قدرت کی پرستش کرتے ہیں، جیسے فرمایا

وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۭ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ (۳)

ترجمہ: اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں یہ رات اور دن اور سورج اور چاند، سورج اور چاند کو سجدہ نہ کرو بلکہ اس خدا کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا ہے اگر فی الواقع تم اسی کی عبادت کرنے والے ہو۔

یہود و نصاریٰ جو عزیر علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کے لئے اولاد ثابت کرتے ہیں، جیسے فرمایا

أَبْوَابِ الْوِتْرِ بَابُ الْقُنُوتِ فِي الْوِتْرِ۱۴۲۵،جامع ترمذی أَبْوَابُ الوِتْرِ بَابُ مَا جَاءَ فِي القُنُوتِ فِي الوِتْرِ۴۶۴،السنن الکبری للبیہقی ۳۱۳۸،سنن الدارمی ۱۶۳۴

(۱) السنن الکبری للنسائی ۱۴۴۷

(۲) سنن ابوداودکتاب تَفْرِيعِ أَبْوَابِ الْجُمُعَةِ بَابُ فَضْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَلَيْلَةِ الْجُمُعَةِ۱۰۴۷،سنن ابن ماجہ كِتَابُ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ، وَالسُّنَّةُ فِيهَا بَابٌ فِي فَضْلِ الْجُمُعَةِ ۱۰۸۵،السنن الکبری للنسائی۱۶۷۸، مسند احمد۱۶۱۶۲

(۳) حم السجدة۳۷

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ... ﴿۳۰﴾ (۱)

ترجمہ: یہودی کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔

اللہ کی نافرمانی اور اس کے حلال کردہ چیزوں کو حرام کر کے اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچاتے ہیں، جیسے فرمایا

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ؕ﴿۱۱۶﴾ (۲)

ترجمہ: اور یہ وہ تمہاری زبانیں جھوٹے احکام لگایا کرتی ہیں کہ یہ چیز حلال ہے اور وہ حرام، تو اس طرح کے حکم لگا کر اللہ پر جھوٹ نہ باندھا کرو، جو لوگ اللہ پر جھوٹے افترا باندھتے ہیں وہ ہرگز فلاح نہیں پایا کرتے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: يُؤْذِينِي ابْنُ آدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ بِيَدِي الأَمْرُ أُقَلِّبُ اللَيْلَ وَالنَّهَارَ

حدیث قدسی ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ابن آدم مجھے ایذا دیتا ہے، زمانے کو گالی دیتا ہے حالانکہ میں ہی زمانہ ہوں، اس کے رات اور دن کی گردش میرے ہی حکم سے ہوتی ہے۔ (۳)

وَمَعْنَى هَذَا: أَنَّ الْجَاهِلِيَّةَ كَانُوا يَقُولُونَ: يَا خَيْبَةَ الدَّهْرِ، فَعَلَ بِنَا كَذَا وَكَذَا فَيُسْنِدُونَ أَفْعَالَ اللهِ تَعَالَى إِلَى الدَّهْرِ، وَيَسُبُّونَهُ، وَإِنَّمَا الْفَاعِلُ لِذَلِكَ هُوَ اللهُ، عَزَّ وَجَلَّ، فَنَهَى عَنْ ذَلِكَ

اس کا مفہوم یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ کہا کرتے تھے ہائے زمانے کی بربادی! ہمارے ساتھ اس نے یہ یہ کیا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے افعال کو زمانے کی طرف منسوب کرتے اور اسے گالی دیا کرتے تھے حالانکہ ان کا فاعل اللہ عزوجل ہے لہذا اس سے منع کر دیا گیا۔ (۴)

اور مکذبین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرنے کے لئے انہیں زبان سے شاعر، کذاب ساحر وغیرہ کے القاب دے کر طعن کرتے اور اپنے فعل سے آپ کو اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تنقیص واہانت کر کے انہیں ایذا پہنچاتے ہیں، جیسے فرمایا

بَلْ قَالُوْۤا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۭ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ۚۖ فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَاۤ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ﴿۵﴾ (۵)

ترجمہ: وہ کہتے ہیں بلکہ یہ پراگندہ خواب ہیں بلکہ یہ اس کی من گھڑت ہے بلکہ یہ شخص شاعر ہے ورنہ یہ لائے کوئی نشانی جس طرح پرانے زمانے

---

(۱) التوبۃ ۳۰

(۲) النحل ۱۱۶

(۳) صحیح بخاری تفسیر سورۃ الجاثیہ بَابُ وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ ۴۸۲۶، صحیح مسلم کتاب الْأَلْفَاظِ مِنَ الْأَدَبِ وَغَيْرِهَا بَابُ النَّهْيِ عَنْ سَبِّ الدَّهْرِ ۵۸۶۲، مسند احمد ۷۲۴۵

(۴) تفسیر ابن کثیر ۶٫۴۸۰

(۵) الانبیاء ۵

کے رسول نشانیوں کے ساتھ بھیجے گئے تھے۔

أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهِ رَيْبَ الْمَنُونِ ﴿٣٠﴾ (۱)

ترجمہ: کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ شخص شاعر ہے جس کے حق میں ہم گردش ایام کا انتظار کر رہے ہیں؟۔

وَعَجِبُوا أَن جَاءَهُم مُّنذِرٌ مِّنْهُمْ ۖ وَقَالَ الْكَافِرُونَ هَٰذَا سَاحِرٌ كَذَّابٌ ﴿٤﴾ (۲)

ترجمہ: ان لوگوں کو اس بات پر بڑا تعجب ہوا کہ ایک ڈراتے والا خود انہی میں سے آ گیا منکرین کہنے لگے کہ یہ ساحر ہے، سخت جھوٹا ہے۔

اس جرم میں اللہ نے انہیں اپنی رحمت سے دھتکار دیا ہے، اور ان کے لئے جہنم کا رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے، اور جو لوگ مومن مردوں وعورتوں کو بلاوجہ بدنام کرنے کے لئے ان پر بہتان باندھتے ہیں، ان کی ناجائز تنقیص و توہین کرتے ہیں وہ صریح گناہ کا بوجھ اٹھاتے ہیں،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَتَدْرُونَ مَا الْغِيبَةُ؟ قَالُوا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ، قِيلَ أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِي أَخِي مَا أَقُولُ؟ قَالَ: إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ، فَقَدِ اغْتَبْتَهُ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ فَقَدْ بَهَتَّهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے؟ لوگوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرا اپنے بھائی کا ذکر اس طرح کرنا جو اسے ناگوار ہو، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اور اگر میرے بھائی میں وہ عیب موجود ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اس میں وہ عیب موجود ہے جو تو نے بیان کیا تو تو نے اس کی غیبت کی اور اگر وہ اس میں نہیں ہے تو تو نے اس پر بہتان لگایا۔ (۳)

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ ۚ

اے نبی! اپنی بیویوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنے اوپر چادریں لٹکالیا

ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٥٩﴾ (الاحزاب ۵۹)

کریں، اس سے بہت جلد ان کی شناخت ہو جایا کرے گی پھر نہ ستائی جائیں گی، اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

كَانَ رجل من الْمُنَافِقِين يتعرّض لنساء المؤمنين يؤذيهن، فَإِذَا قِيلَ لَهُ: قَالَ كُنْتُ أَحْسَبُهَا أَمَةً، فَأَمَرَهُنَّ اللهُ أَنْ يُخَالِفْنَ زِيَّ الإِمَاءِ وَيُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ. تُخَمِّرُ وَجْهَهَا إِلا إِحْدَى عَيْنَيْهَا

(۱) الطور ۳۰

(۲) ص ۴

(۳) صحیح مسلم کتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَابُ تَحْرِيمِ الْغِيبَةِ ۶۵۹۳، مسند احمد ۸۹۸۵، سنن الدرامی ۲۷۵۶، صحیح ابن حبان ۵۷۵۹، السنن الکبری للنسائی ۱۱۴۵۴

محمد بن کعب القرظی رحمہ اللہ فرماتے ہیں منافقین کا ٹولہ مومن عورتوں کو تکلیف پہنچاتا لیکن جب روکا جاتا تو وہ کہتا میں نے سمجھا کہ شاید لونڈی ہے، اس بنا پر اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو حکم دیا کہ لونڈیوں کی سی وضع قطع نہ بنائیں اور اپنے اوپر چادر ڈال لیں اس طرح کے بجز ایک آنکھ کے باقی سب چہرہ چھپ جائے۔ (۱)

كَانَ نَاسٌ مِنْ فُسَّاقِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ يَخْرُجُونَ بِاللَّيْلِ حِينَ يَخْتَلِطُ الظَّلَامُ إِلَى طُرُقِ الْمَدِينَةِ، يَتَعَرَّضُونَ لِلنِّسَاءِ، وَكَانَتْ مَسَاكِنُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ ضَيِّقَة، فَإِذَا كَانَ اللَّيْلُ خَرَجَ النِّسَاءُ إِلَى الطُّرُقِ يَقْضِينَ حَاجَتَهُنَّ، فَكَانَ أُولَئِكَ الْفُسَّاقُ يَبْتَغُونَ ذَلِكَ مِنْهُنَّ، فَإِذَا رَأَوُا امْرَأَةً عَلَيْهَا جِلْبَابٌ قَالُوا: هَذِهِ حُرَّةٌ، كُفُّوا عَنْهَا. وَإِذَا رَأَوُا الْمَرْأَةَ لَيْسَ عَلَيْهَا جِلْبَابٌ، قَالُوا: هَذِهِ أَمَةٌ. فَوَثَبُوا إِلَيْهَا

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں مدینہ منورہ میں بدمعاشوں کا ایک گروہ تھا جو رات کی تاریکی میں نکلتا تھا اور عورتوں کو چھیڑتا تھا، مدینہ منورہ کے مکانات تنگ تھے رات کو جب عورتیں قضائے حاجت کے لیے گھروں سے نکلتی تھیں تو یہ بدمعاش ان سے برا ارادہ کرتے تھے، جس عورت کو دیکھتے کہ چادر میں چھپی ہوئے ہے اس کو شریف زادی سمجھ کر چھوڑ دیتے تھے ورنہ کہتے یہ لونڈی ہے اور اس پر حملہ کر دیتے۔ (۲)

فأمرن أن يخالفن بزيهنّ عن زى الإماء بلبس الأردية والملاحف وستر الرؤوس والوجوه

اور تفسیر کشاف میں ہے اس لیے ان کا حکم ہوا کہ لونڈیوں کی وضع سے الگ وضع اختیار کریں یعنی چادریں اور برقع استعمال کریں اور سر اور چہرہ چھپائیں۔ (۳)

یعنی آزاد اور لونڈیوں کے لباس اور وضع میں فرق تھا آزاد عورتیں چادروں سے چہرہ چھپاتی تھیں اور لونڈیاں کھلے منہ نکلتی تھیں۔

جیسے ایک شاعر سَبْرَةُ بْنُ عُمَرَ الْفَقْعَسِيُّ نے کہا

وَنِسْوَتُكُمْ فِي الروع باد وجوهها   يُخَلْنَ إِمَاءً وَالْإِمَاءُ حَرَائِرُ

لڑائی میں تمہاری عورتوں کے چہرے کھل گئے تھے   اور اس وجہ سے وہ لونڈیاں معلوم ہوتی تھیں حالانکہ وہ آزاد تھیں۔

تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا جسے آیت حجاب سے موسوم کیا گیا ہے، اصطلاح شریعت میں حجاب کی تعریف یہ ہے

سَتْرِ الْمَرْأَةِ جَمِيعَ بَدَنِهَا وزِينَتَهَا، بِمَا يَمْنَعُ الْأَجَانِبِ عنها من رؤية شيء من بَدَنِهَا أوزِينَتَهَا التي تتزين بها

عورت اپنے بدن اور زینت کو اس طرح چھپائے کہ کوئی بھی اجنبی (غیر محرم) اس کے بدن اور زینت (جس کے ساتھ وہ مزین ہے) میں سے کچھ بھی نہ دیکھ سکے۔ (۴)

---

(۱) فتح القدير ۴/۳۵۲، الدر المنثورفى التفسيربالماثور ۶/۶۵۹، فتح البيان فى مقاصدالقرآن ۱۱/۱۴۵، ابن سعد

(۲) تفسیرابن کثیر ۶/۴۸۲

(۳) الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل ۳/۵۶۰

(۴) حِرَاسَةُ الْفَضِيلَةِ ۱/۲۶

جس میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو پردہ کا حکم فرمایا

يَآيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ... (۱)

ترجمہ: اے نبی ﷺ! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو لٹکا لیا کریں۔

کہ اے نبی کریم ﷺ! سب سے پہلے اپنی بیویوں اور بیٹیوں (یعنی رسول اللہ ﷺ کی صرف ایک بیٹی زینب رضی اللہ عنہا ہی نہیں تھیں بلکہ ایک سے زائد بیٹیاں زینب رضی اللہ عنہا، رقیہ رضی اللہ عنہا اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا بھی تھیں) کو اور پھر تمام مومن عورتوں کو پردہ کا حکم فرمادیں کہ جب وہ کسی ضرورت سے گھر سے باہر نکلیں تو اپنے جسم کی زینت کو چھپانے اور ہوسناک نگاہوں سے بچنے کے لئے اپنی بڑی سادہ چادرں کو اپنے گرد اچھی طرح لپیٹ لیا کریں اور اپنا منہ چھپانے کے لئے چادر کا ایک حصہ اپنے اوپر سے لٹکا لیا کریں تا کہ تمام جسم اور چہرہ چھپ جائے۔

قَالَهُ الْجَوْهَرِيُّ: الْجِلْبَابُ: الْمِلْحَفَةُ، قَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْ هُذَيْلٍ تَرْثِي قَتِيلًا لَهَا

جوہری کہتے ہیں ''جلباب۔'' ایسی چادر کو کہتے ہیں جس سے جسم کو ڈھانپ لیا جائے۔ (۲)

جلباب قمیص یا چادر کو کہتے ہیں اس کی جمع جلابیب ہے یہ جلبہ سے ہے اور جلبہ کہتے ہیں تہ بہ تہ پتھر جن میں جانوروں کے لیے راستہ باقی نہ رہے، سبز کانٹے دار درخت، بادل کا ایک ٹکڑا، پالان پر لگایا جانے والا چمڑا الغرض کسی چیز کو محفوظ کرنے کے لیے جن دواعی کی ضرورت ہوتی ہے وہ سارے فہوم جلباب میں پنہاں ہیں اور خصوصاً جب يُدْنِيْنَ کا لفظ جو کہ الْإِدْنَاءِ سے ہے متعدی ہو، حرف علیٰ کے ساتھ تو اس کا معنی الارخاء ہوتا ہے اور الارخاء (لٹکانا) اوپر سے نیچے کی طرف ہوتا ہے تو گویا جلباب سے مراد وہ کھلی چادر ہے جو سر سے نیچے کو لٹکائی جائے جس سے چہرے سمیت سارا بدن ڈھک جائے۔

وَالْجِلْبَابُ فِي لُغَةِ الْعَرَبِ الَّتِي خَاطَبَنَا بِهَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ مَا غَطَّى جَمِيعَ الْجِسْمِ، لَا بَعْضَهُ

امام ابن حزم رحمہ اللہ ''جلباب۔'' کی تشریح یوں کرتے ہیں عربوں کی زبان میں وہ زبان جس میں رسول اللہ ﷺ گفتگو کرتے تھے اس کپڑے کو کہتے ہیں جو تمام بدن کو ڈھانپ لے اور جو کپڑا تمام بدن کو نہ ڈھانپے اسے جلباب نہیں کہتے۔ (۳)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَمَرَ اللهُ نِسَاءَ الْمُؤْمِنِينَ إذا خرجن من بيوتهن في حَاجَةٍ أَنْ يُغَطِّينَ وُجُوهَهُنَّ مِنْ فَوْقِ رُؤُوسِهِنَّ بِالْجَلَابِيبِ، وَيُبْدِينَ عَيْنًا وَاحِدَةً

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ مسلمان عورتوں کو حکم دیتا ہے کہ جب وہ اپنے کسی کام کاج کے سلسلہ میں گھر سے باہر نکلیں تو جو چادر وہ اوڑھتی ہیں اسے سر پر سے جھکا کر منہ ڈھانپ لیا کریں صرف ایک آنکھ کھلی رکھیں۔

وَقَالَ عِكْرِمَةُ: تُغَطِّي ثُغْرَةَ نَحْرِهَا بِجِلْبَابِهَا تُدْنِيهِ عَلَيْهَا

(۱) الاحزاب ۵۹

(۲) تفسیر ابن کثیر ۶،۴۸۱

(۳) المحلی بالآثار ۲،۲۴۸

اور عکرمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اپنی چادر سے اپنا گلا تک ڈھانپ لے۔

وَالْجِلْبَابُ ثَوبٌ وَاسِعٌ أَوْسَعَ من الخِمَار ودُونَ الرِّدَاءُ تَلْوِيَهُ الْمَرْأَةُ على رَأْسَهَا وتَبْقَى مِنْهُ ماتُرْسِلُهُ على صَدْرِهَا

علامہ زمخشری رحمہ اللہ کہتے ہیں جلباب ایسی چادر یا کپڑا جو کہ دوپٹہ سے کشادہ اور چادر سے کم جو کہ عورت اپنے سر پر لپیٹے اور اس کے اطراف کو سینے پر لٹکائے، عورتیں اپنے اوپر اپنی چادروں کا ایک حصہ لٹکالیا کریں اور اس سے اپنے چہرے اور اپنے اطراف کو اچھی طرح ڈھانک لیں۔ [1]

عہد صحابہ و تابعین کے بعد جتنے بڑے بڑے مفسرین اور فقہاء تاریخ اسلام میں گزرے ہیں انہوں نے بالاتفاق اس آیت کا مطلب جسم کے ساتھ چہرے کا پردہ بیان کیا ہے

○ ابن جریر طبری المتوفی ۳۱۰ ہجری کہتے ہیں۔

لَا يَتَشَبَّهْنَ بِالْإِمَاءِ فِي لِبَاسِهِنَّ إِذَا هُنَّ خَرَجْنَ مِنْ بُيُوتِهِنَّ لِحَاجَتِهِنَّ، فَكَشَفْنَ شُعُورَهُنَّ وَوُجُوهَهُنَّ، وَلَكِنْ لِيُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ، لِئَلَّا يَعْرِضَ لَهُنَّ فَاسِقٌ، إِذَا عَلِمَ أَنَّهُنَّ حَرَائِرُ بِأَذًى مِنْ قَوْلٍ

شریف عورتیں اپنے لباس میں لونڈیوں سے مشابہ بن کر گھروں سے نہ نکلیں کہ ان کے چہرے اور سر کے بال کھلے ہوئے ہوں بلکہ انہیں چاہیے کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کا ایک حصہ لٹکالیا کریں تا کہ کوئی فاسق ان کو چھڑنے کی جرات نہ کرے۔ [2]

○ ابوزکریا یحییٰ بن زیاد الفراء المتوفی ۲۰۷ ہجری کہتے ہیں۔

والجلباب: الرداء.حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَرَّاءُ، قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ الْمُهَلَّبِ أَبُو كُدَيْنة عَن ابن عون عَن ابن سيرين فِي قوله: يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ .هكذا: قَالَ تُغَطّي إحدى عينيها وجبهتها والشِّق الآخر، إلّا العين

جلباب سے مراد چادر ہے ہم سے ابوالعباس نے بیان کیا انہوں نے کہا ہم سے محمد نے بیان کیا انہوں نے کہا ہم سے امام فراء نے بیان کیا انہوں نے کہا مجھ سے یحییٰ بن مہلب نے بیان کیا وہ ابن عون سے اور وہ ابن سیرین سے روایت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے قول " اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو لٹکالیا کریں۔" کے بارے میں کہ انہوں نے (ابن سیرین رحمہ اللہ) نے کہا کہ وہ (عورت) اپنی ایک آنکھ اور پیشانی کو ڈھانپے گی اور دوسری طرف کو بھی ڈھانپے گی سوائے ایک آنکھ کے۔ [3]

○ ابوبکر احمد بن علی الرازی الجصاص رحمہ اللہ المتوفی ۳۷۰ ہجری کہتے ہیں۔

قَالَ أَبُو بَكْرٍ: فِي هَذِهِ الْآيَةِ دَلَالَةٌ عَلَى أَنَّ الْمَرْأَةَ الشَّابَّةَ مَأْمُورَةٌ بِسَتْرِ وَجْهِهَا عَنْ الْأَجْنَبِيِّينَ وَإِظْهَارِ السِّتْرِ وَالْعَفَافِ

[1] الکشاف ۳/۵۵۹، روح البیان ۷/۲۴۰

[2] جامع البیان فی تاویل القرآن ۱۹/۱۸۰

[3] معانی القرآن ۲/۳۴۹

عِنْدَ الْخُرُوجِ لِئَلَّا يَطْمَعَ أَهْلُ الرِّيَبِ فِيهِنَّ. وَفِيهَا دَلَالَةٌ عَلَى أَنَّ الْأَمَةَ لَيْسَ عَلَيْهَا سَتْرُ وَجْهِهَا وَشَعْرِهَا؛ لِأَنَّ قوله تعالى: وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِينَ ظَاهِرُهُ أَنَّهُ أَرَادَ الْحَرَائِرَ

ابو بکر نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے کہ یہ آیت اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ نوجوان عورت کو اجنبی مردوں سے اپنے چہرے کو چھپانے کا حکم دیا گیا ہے۔۔۔اور اس آیت میں اس بات کی طرف بھی رہنمائی موجود ہے کہ لونڈی پر اپنے چہرے اور بالوں کو چھپانا ضروری نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے قول" اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہہ دو۔" سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ یہاں مراد آزاد عورتیں ہیں۔ [1]

○ ابو محمد الحسین بن مسعود الفراء البغوی رحمہ اللہ المتوفی ۵۱۶ ہجری کہتے ہیں۔

جَمْعُ الْجِلْبَابِ وَهُوَ الْمُلَاءَةُ التي تشتمل بها امرأة فَوْقَ الدِّرْعِ وَالْخِمَارِ، وَقَالَ ابْنُ عباس و عبيدة: أمر نساء المؤمنين أن يغطين رؤوسهن وَوُجُوهَهُنَّ بِالْجَلَابِيبِ إِلَّا عَيْنًا وَاحِدَةً لِيُعْلَمَ أَنَّهُنَّ حَرَائِرُ

جلابیب جلباب کی جمع ہے اور یہ وہ چادر ہے جسے عورت اپنی قمیص اور دوپٹے کے اوپر اوڑھتی ہے اور ابن عباس اور ابو عبیدہ نے کہا عورتوں کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنے سر اور چہروں کو اپنے جلباب (چادر) سے ڈھانپیں اور ایک آنکھ کھلی رکھیں تاکہ معلوم ہو سکے کہ وہ آزاد ہیں۔ [2]

○ ابو قاسم جار اللہ محمد بن عمر الزمخشری الخوارزمی المتوفی ۵۳۸ ہجری کہتے ہیں۔

ومعنى يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَٰبِيبِهِنَّ يرخينها عليهنّ، ويغطين بها وجوههنّ وأعطافهنّ. يقال: إذا زل الثوب عن وجه المرأة: أدني ثوبك على وجهك۔۔۔فإن قلت: ما معنى مِنْ في مِن جَلَٰبِيبِهِنَّ؟ قلت: هو للتبعيض، إلا أن معنى التبعيض محتمل وجهين، أحدهما: أن يتجلببن ببعض مالهنّ من الجلابيب، والمراد أن لا تكون الحرة متبذلة في درع وخمار، كالأمة والماهنة ولها جلبابان فصاعدا في بيتها. والثاني: أن ترخى المرأة بعض جلبابها وفضله على وجهها تتقنع حتى تتميز من الأمة

اور" اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو لٹکالیا کریں۔" کا معنی یہ ہے کہ وہ ان جلابیب کو اپنے اوپر لٹکالیں اور ان کے ذریعے اپنے چہروں اور پہلوؤں کو ڈھانپ لیں کیونکہ جب عورت کے چہرے سے کپڑا ہٹ جائے تو کہا جاتا ہے اپنے کپڑے کو اپنے چہرے پر لٹکالو۔۔۔پس اگر تو یہ سوال کرے کہ" اپنی چادروں کے پلو۔" میں مِنْ کا کیا مطلب ہے تو میں یہ کہتا ہوں کہ مِنْ یہاں تبعیض کے لیے ہے اور یہ ذہن میں رہے کہ یہاں تبعیض میں دو احتمالات ہیں ایک تو یہ کہ عورت کے پاس جو بہت سارے جلابیب ہیں ان میں سے ایک جلباب اوڑھ لے یعنی مراد یہ ہے کہ آزاد عورت لونڈی اور پیشہ ور خادمہ کی طرح (چہرہ کھلا رکھتے ہوئے صرف) ایک لمبی قمیص اور اوڑھنی میں باہر نہ نکلے جبکہ اس کے پاس گھر میں دو یا اس سے زائد جلباب موجود ہوں، دوسرا مفہوم یہ ہے کہ عورت اپنے ایک ہی جلباب کا بعض حصہ اپنے چہرے

---

[1] احکام القرآن ۳/۴۸۶

[2] معالم التنزيل في تفسير القرآن = تفسير البغوي ۳/۴۶۴

پر لٹکالے یعنی گھونگھٹ نکال لے تا کہ اس میں اور لونڈی میں فرق ہو سکے۔ [۱]

○ امام ابو الفرج جمال الدین عبد الرحمٰن بن علی بن محمد الجوزی البغدادی المتوفی ۵۹۷ ہجری کہتے ہیں۔

قال ابن قتيبة: يَلْبَسْنَ الأردية. وقال غيره: يغطين رؤوسهنّ ووجوههنّ ليُعلَم أنهنَّ حرائر ذلِكَ أَدْنى أي: أحرى وأقرب أَنْ يُعْرَفْنَ أَنَّهُنَّ حَرَائِرُ

ابن قتیبہ رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ چادریں اوڑھ لیں جبکہ دوسرے علماء کا کہنا ہے کہ وہ اپنے سر اور چہرے کو ڈھانپ لیں تا کہ معلوم ہو سکے کہ وہ آزاد عورتیں ہیں۔ [۲]

○ امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ المتوفی ۶۰۶ ہجری کہتے ہیں۔

وَيُمْكِنُ أَنْ يُقَالَ الْمُرَادُ يُعْرَفْنَ أَنَّهُنَّ لَا يَزْنِينَ لِأَنَّ مَنْ تَسْتُرُ وَجْهَهَا مَعَ أَنَّهُ لَيْسَ بِعَوْرَةٍ لَا يُطْمَعُ فِيهَا أَنَّهَا تَكْشِفُ عَوْرَتَهَا فَيُعْرَفْنَ أَنَّهُنَّ مَسْتُورَاتٌ لَا يُمْكِنُ طَلَبُ الزِّنَا مِنْهُنَّ

اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ بات کہی جائے کہ ان کے بارے میں یہ معلوم ہو جائے گا کہ وہ زانی عورتیں نہیں ہیں کیونکہ جس نے اپنے چہرے کو ڈھانپ لیا اس کے باوجود کہ وہ ستر میں داخل نہیں ہے اس سے یہ امید کبھی نہ کی جائے گی کہ وہ اپنے ستر کو کسی کے سامنے کھول دے گی ،پس ان کو پہچان لیا جائے گا کہ وہ پردے والی عورتیں ہیں اور ان سے زنا کا مطالبہ بھی ممکن نہ ہو گا۔ [۳]

○ قاضی ناصر الدین عبد اللہ بن عمر البیضاوی الشافعی المتوفی ۶۹۲ ہجری کہتے ہیں۔

يغطين وجوههن وأبدانهن بملاحفهن إذا برزن لحاجة، ومِنْ للتبعيض فإن المرأة ترخي بعض جلبابها وتتلفع ببعض

وہ اپنے چہروں اور بدنوں کو اپنی چادروں سے ڈھانپ لیں جبکہ وہ کسی حاجت کے لیے باہر نکلیں اور مِنْ یہاں پر تبعیض کے لیے ہے یعنی عورت اپنی چادر کے بعض حصے کو لٹکالے اور بعض کو لپیٹ لے۔ [۴]

○ امام ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن احمد بن محمود النسفی الحنفی المتوفی ۷۰۱ ہجری کہتے ہیں۔

ومعنى يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ يرخينها عليهن ويغطين بها وجوههن وأعطافهن يقال إذا زال الثوب عن وجه المرأة إذن ثوبك على وجهك

” اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو لٹکالیا کریں۔“ کا معنی یہ ہے کہ وہ جلابیب (چادروں) کو اپنے اوپر لٹکالیں اور ان سے اپنے چہروں اور پہلوؤں کو ڈھانپ لیں اگر عورت کے چہرے سے کپڑا ہٹ جائے تو کہا جاتا ہے اپنے کپڑے کو اپنے چہرے پر لٹکالو۔ [۵]

[۱] الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل ۳/۵۶۰

[۲] زاد المسير في علم التفسير ۳/۴۸۴

[۳] تفسیرالرازی-مفاتيح الغيب التفسير الكبير ۲۵/۱۸۴

[۴] أنوار التنزيل وأسرار التأويل ۴/۲۳۸

[۵] تفسير النسفي -مدارك التنزيل وحقائق التأويل ۳/۴۵

○ امام علاؤالدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی الصوفی الشافعی المتوفی ۷۲۵ ہجری کہتے ہیں۔

يُدْنِينَ أي يرخين ويغطين...قال ابن عباس: أمر نساء المؤمنين أن يغطين رؤوسهن ووجوههن بالجلابيب إلا عينا واحدة ليعلم أنهن حرائر

" لٹکالیا کریں۔" سے مراد یہ ہے کہ وہ لٹکائیں یا ڈھانپیں۔۔۔(آگے چل کر اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں) عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اہل ایمان کی عورتیں کو یہ حکم دیا گیا کہ وہ اپنے سروں اور چہروں کو اپنی چادروں سے ڈھانپیں سوائے ایک آنکھ کے تا کہ یہ معلوم ہو سکے کہ وہ آزاد عورتیں ہیں۔[۱]

○ امام محمد بن یوسف بن علی بن یوسف بن حیان الاندلسی المتوفی ۷۵۴ ہجری کہتے ہیں۔

وعَلَيْهِنَّ:شَامِلٌ لِجَمِيعِ أَجْسَادِهِنَّ، أَوْ عَلَيْهِنَّ: عَلَى وُجُوهِهِنَّ، لِأَنَّ الَّذِي كَانَ يَبْدُو مِنْهُنَّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ هُوَ الْوَجْهُ

" اپنے اوپر۔" ان عورتوں کے سارے جسم کو شامل ہے یا" اپنے اوپر۔" سے مراد صرف چہرہ ہے کیونکہ جاہلیت میں عورتیں جس چیز کو ظاہر کرتی تھیں وہ چہرہ ہی تو تھا۔[۲]

○ ابو عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی رحمہ اللہ المتوفی ۶۷۱ ہجری کہتے ہیں۔

لَمَّا كَانَتْ عَادَةُ الْعَرَبِيَّاتِ التَّبَذُّلَ، وَكُنَّ يَكْشِفْنَ وُجُوهَهُنَّ كَمَا يَفْعَلُ الْإِمَاءُ، وَكَانَ ذَلِكَ دَاعِيَةً إِلَى نَظَرِ الرِّجَالِ إِلَيْهِنَّ، وَتَشَعُّبِ الْفِكْرَةِ فِيهِنَّ، أَمَرَ اللهُ رَسُولَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَأْمُرَهُنَّ بِإِرْخَاءِ الْجَلَابِيبِ عَلَيْهِنَّ إِذَا أَرَدْنَ الْخُرُوجَ إِلَى حَوَائِجِهِنَّ

چونکہ عرب خواتین میں (دور جاہلیت کا) کچھ چھچھوراپن باقی تھا اور وہ لونڈیوں کی طرح اپنے چہرے کو کھلا رکھتی تھیں اور ان کا یہ فعل مردوں کے ان کی طرف دیکھنے اور ان کے حوالے سے منتشر خیالی کا باعث بن رہا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا کہ ان کو اپنے اوپر چادریں لٹکانے کا حکم دیں جب بھی وہ اپنی ضرورت کے تحت باہر نکلنے کا ارادہ کریں۔[۳]

○ حافظ عماد الدین اسماعیل بن کثیر رحمہ اللہ المتوفی ۷۷۴ ہجری کہتے ہیں۔

قَالَ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ: سَأَلْتُ عَبِيدَةَ السَّلْمَانِيَّ عَنْ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى :يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ فَغَطَّى وَجْهَهُ وَرَأْسَهُ وَأَبْرَزَ عَيْنَهُ الْيُسْرَى

عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، قَالَ: سَأَلْتُ عُبَيْدَةَ، عَنْ قَوْلِهِ: {قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ}قَالَ: فَقَالَ بِثَوْبِهِ، فَغَطَّى رَأْسَهُ وَوَجْهَهُ، وَأَبْرَزَ ثَوْبَهُ عَنْ إِحْدَى عَيْنَيْهِ

---

[۱] تفسیرالخازن۔ لباب التأويل في معاني التنزيل ۳/۴۳۶

[۲] البحر المحيط في التفسير ۸/۵۰۴

[۳] تفسیرالقرطبی ۱۴/۲۴۳

محمد بن سیرین رحمہ اللہ نے عبیدہ السلمانی سے (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں مسلمان ہو چکے تھے مگر حاضر خدمت نہیں ہو سکے تھے، اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مدینہ منورہ تشریف لائے، انہیں فقہ اور قضا میں قاضی شریح کا ہم پلہ مانا جاتا تھا) اس آیت "اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو لٹکا لیا کریں۔" کا مطلب پوچھا انہوں نے جواب میں کچھ کہنے کے بجائے اپنی چادر اٹھائی اور اسے اس طرح اوڑھا کہ پورا سر اور پیشانی اور پورا منہ ڈھانک کر صرف ایک آنکھ کھلی رکھی۔ [1]

○ امام جلال الدین محمد بن احمد المحلی رحمہ اللہ المتوفی ۸۶۴ ہجری کہتے ہیں۔

أَيْ يُرْخِينَ بَعْضَهَا عَلَى الْوُجُوه إِذَا خَرَجْنَ لِحَاجَتِهِنَّ إِلَّا عَيْنًا وَاحِدَة

یعنی وہ ان چادروں کا بعض حصہ اپنے چہروں پر ڈال لیں جب وہ کسی حاجت کے لیے نکلیں اور ایک آنکھ کھلی رکھیں۔ [2]

○ ابو حفص عمر بن علی بن عادل الدمشقی الحنبلی رحمہ اللہ المتوفی ۸۶۰ ہجری کہتے ہیں

قال ابن عباس وابوعبيدة من نساء المومنين ان يغطين رووسهن ووجوههن بالجلاليب الاعيناً واحدة ليعلم أَنَّهُنَّ حَرَائِرُ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور ابو عبیدہ نے کے بارے میں کہا ہے کہ وہ اپنے سر اور چہرے چادروں سے ڈھانپیں سوائے ایک آنکھ کے تا کہ معلوم ہو سکے کہ وہ آزاد عورتیں ہیں۔ [3]

○ برہان الدین ابراہیم بن عمر البقاعی رحمہ اللہ المتوفی ۸۸۵ ہجری کہتے ہیں۔

{يُدْنِينَ} أي يقربن {عليهن} أي على وجوهن وجميع أبدانهن فلا يدعن شيئاً منها مكشوفاً۔

" لٹکا لیا کریں ـ " یعنی قریب کریں۔"" اپنے اوپر۔" اور چہروں اور اپنے تمام جسم پر اور کسی چیز کو بھی کھلا نہ چھوڑیں۔ [4]

○ ابو محمد عبد الحق بن غالب بن عبد الرحمٰن بن عطیہ الاندلسی رضی اللہ عنہ المتوفی ۵۴۲ ہجری کہتے ہیں۔

لما كانت عادة العربيات التبذل في معنى الحجبة وكن يكشفن وجوههن كما يفعل الإماء وكان ذلك داعية إلى نظر الرجال إليهن وتشعب الفكر فيهن أمر الله تعالى رسوله عليه السلام بأمرهن بإدناء الجلابيب، ليقع سترهن ويبين الفرق بين الحرائر والإماء، فيعرف الحرائر بسترهن

چونکہ عرب خواتین کی (دور جاہلیت کی) عادات سے چھچھورا پن ابھی باقی تھا اور اسی کو وہ پردہ خیال کرتی تھیں اور وہ اپنے چہروں کو لونڈیوں کی طرح کھلا رکھتی تھیں اور ان کا یہ فعل مردوں کے ان کی طرف دیکھنے اور منتشر خیالی کا باعث بن رہا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ

---

[1] تفسیر طبری ۲۰٫۳۲۵

[2] تفسیر جلالین ۱٫۵۶۰

[3] اللباب في علوم الكتاب ۱۵٫۵۸۹

[4] نظم الدرر في تناسب الآيات والسور ۱۵٫۴۱۱

ان کو چادریں لٹکانے کا حکم دیں تا کہ وہ مستور ہوں اور آزاد عورتوں اور لونڈیوں کے درمیان فرق واضح ہو جائے اور ان کے مستور ہونے کے سبب ان کو آزاد عورتیں خیال کیا جائے۔ (۱)

○ الشیخ محمد طاہر ابن عاشور المالکی التونسی المتوفی ۱۳۹۴ ہجری کہتے ہیں۔

وَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مُدَّةَ خِلَافَتِهِ يَمْنَعُ الْإِمَاءَ مِنَ التَّقَنُّعِ كَيْ لَا يَلْتَبِسْنَ بِالْحَرَائِرِ وَيَضْرِبُ مَنْ تَتَقَنَّعُ مِنْهُنَّ بِالدِّرَّةِ ثُمَّ زَالَ ذَلِكَ بَعْدَهُ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب اپنے دور خلافت میں لونڈیوں کو نقاب پہننے سے منع کرتے تھے تا کہ آزاد عورتوں سے ان کی مشابہت نہ ہو اور جو بھی ان میں سے نقاب اوڑھتی اس کو کوڑے سے مارتے تھے، پھر ان کے بعد یہ عمل ختم ہو گیا۔ (۲)

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: رَأَى عُمَرُ أَمَةً لَنَا مُتَقَنِّعَةً، فَضَرَبَهَا وَقَالَ: لَا تَشَبَّهِي بِالْحَرَائِرِ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ہماری ایک لونڈی کو دیکھا جس نے چہرہ چھپایا ہوا تھا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو مارا اور اسے حکم دیا کہ آزاد عورتوں کے ساتھ مشابہت اختیار نہ کرو۔ (۳)

أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ أَبِي عُبَيْدٍ حَدَّثَتْهُ قَالَتْ: خَرَجَتِ امْرَأَةٌ مُخْتَمِرَةٌ مُتَجَلْبِبَةٌ ،فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: مَنْ هَذِهِ الْمَرْأَةُ؟فَقِيلَ لَهُ: هَذِهِ جَارِيَةٌ لِفُلَانٍ رَجُلٍ مِنْ بَنِيهِ،فَأَرْسَلَ إِلَى حَفْصَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَقَالَ: مَنْ حَمَلَكِ عَلَى أَنْ تُخَمِّرِي هَذِهِ الْأَمَةَ وَتُجَلْبِبِيهَا، وَتُشَبِّهِيهَا بِالْمُحْصَنَاتِ حَتَّى هَمَمْتُ أَنْ أَقَعَ بِهَا، لَا أَحْسَبُهَا إِلَّا مِنَ الْمُحْصَنَاتِ؟لَا تُشَبِّهُوا الْإِمَاءَ بِالْمُحْصَنَاتِ

صفیہ بنت ابی عبید سے مروی ہے ایک عورت دوپٹہ اور چادر دونوں اوڑھے ہوئے گھر سے نکلی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے پوچھا یہ عورت کون ہے؟ بتایا گیا یہ آپ کے فلاں بیٹے کی لونڈی ہے، آپ نے اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا کو پیغام بھیجا تمہیں کیا ہوا کہ تم نے اس لونڈی کو دوپٹہ اور چادر میں ڈھانپ کر آزاد عورتوں کے مشابہ بنا دیا ہے؟ لونڈیوں کو آزاد عورتوں کے مثل نہ بناؤ۔ (۴)

یعنی آزاد عورتیں اپنے پورے جسم کو ڈھانپنے کے لیے دوپٹہ اور چادر دونوں اکٹھا استعمال کرتی تھیں۔

حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ وَسَأَلْنَاهُ يَعْنِي الزُّهْرِيَّ هَلْ عَلَى الْوَلِيدَةِ خِمَارٌ مُتَزَوِّجَةٌ أَوْ غَيْرُ مُتَزَوِّجَةٍ؟ قَالَ عَلَيْهَا الْخِمَارُ إِنْ كَانَتْ مُتَزَوِّجَةً وَتُنْهَى عَنِ الْجِلْبَابِ لِأَنَّهُ يُكْرَهُ لهن أن يتشبهن بِالْحَرَائِرِ الْمُحْصَنَاتِ، وَقَدْ قَالَ اللهُ تَعَالَى: يَٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَٰجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَٰبِيبِهِنَّ

(۱) تفسیرابن عطیة۔ المحرر الوجيز في تفسير الكتاب العزيز ۴/۳۹۹

(۲) التحرير والتنوير تحرير المعنى السديد وتنوير العقل الجديد من تفسير الكتاب ۲۲/۱۰۷ تفسیرابن عاشورا

(۳) مصنف ابن ابی شیبة ۶۲۳۶

(۴) السنن الکبری للبیهقی ۳۲۲۱

یونس بن یزید رحمہ اللہ فرماتے ہیں ہم نے زہری رحمہ اللہ سے پوچھا لونڈی کو شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ دوپٹہ اوڑھنا بنتا ہے؟ فرمایا اس کے لیے شادہ شدہ ہونے کی صورت میں دوپٹہ اوڑھنا ضروری ہے، دوپٹہ کے ساتھ چادر نہیں اوڑھ سکتی کیونکہ اس طرح وہ آزاد عورتوں کے مشابہ ہوجائے گی جو کہ ناپسندیدہ ہے، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر اپنی چادر کے پلو لٹکا لیا کریں۔"[۱]

○ محمد بن علی بن محمد الشوکانی المتوفی ۱۲۵۰ ہجری کہتے ہیں۔

قَالَ الْوَاحِدِيُّ: قَالَ الْمُفَسِّرُونَ: يُغَطِّينَ وجوههنّ ورؤوسهنّ إِلَّا عَيْنًا وَاحِدَةً، فَيُعْلَمُ أَنَّهُنَّ حَرَائِرُ فَلَا يعرض لهن بِأَذًى.

واحدی نے کہا ہے کہ مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے کہ وہ اپنے چہرے اور اپنے سر ڈھانپ لیں سوائے ایک آنکھ کے تا کہ یہ جان لیا جائے کہ وہ آزاد عورتیں ہیں اور ان کو تکلیف نہ دی جائے۔[۲]

○ ابو الفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی المتوفی ۱۲۷۰ ہجری کہتے ہیں۔

والظاهر أن المراد بعليهن على جميع أجسادهن، وقيل: على رؤوسهن أو على وجوههن لأن الذي كان يبدو منهن في الجاهلية هو الوجه، واختلف في كيفية هذا التستر

اور ظاہر میں " اپنے اوپر۔" سے مراد سارا جسم ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ اپنے سروں یا چہروں پر ڈال لو کیونکہ دور جاہلیت میں عورتیں جس چیز کو ظاہر کرتی تھیں وہ ان کا چہرہ تھا لیکن چہرہ ڈھانپنے کی اس کیفیت میں مفسرین کا اختلاف ہے۔[۳]

○ صدیق بن حسن بن علی بن الحسین القنوجی البخاری المتوفی ۱۳۰۷ ہجری کہتے ہیں۔

قال الواحدي قال المفسرون: يغطين وجوههن ورؤوسهن إلا عيناً واحدة فيعلم أنهن حرائر فلا يعرض لهن بأذى، وبه قال ابن عباس

واحدی نے کہا ہے کہ مفسرین نے کہا کہ وہ عورتیں اپنے چہرے اور سر ڈھانپیں سوائے ایک آنکھ کے تا کہ یہ معلوم ہو سکے کہ وہ آزاد عورتیں ہیں اور ان کو تکلیف نہ پہنچائی جائے اور یہی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بھی قول ہے۔[۴]

○ محمد بن عمر الجاوی المتوفی ۱۸۹۸م کہتے ہیں۔

(أَدْنَىٰ) أي أحق بأن يعرفن أنهن حرائر، وأنهن مستورات لا يمكن طلب الزنا منهن، لأن من تستر وجهها لا يطمع فيها أن تكشف عورتها

[۱] تفسیر ابن کثیر ۶/۴۲۵، تفسیر ابن ابی حاتم ۱۰/۳۱۵۴
[۲] فتح القدیر للشوکانی ۴/۳۴۹
[۳] تفسیر الالوسی۔روح المعانی ۱۱/۲۶۴
[۴] فتح البیان فی مقاصد القرآن ۱۱/۱۴۳

''مناسب طریقہ۔'' سے مراد یہ ہے کہ ان کو پہچان لیا جائے کہ وہ آزاد عورتیں ہیں اس حال میں کہ انہوں نے اپنے آپ کو چھپایا ہوا ایسی صورت میں ان سے زنا کا مطالبہ بھی ممکن نہیں ہے کیونکہ جو عورت اپنے چہرے کو ڈھانپ لے گی اس کے بارے میں یہ گمان نہیں کیا جا سکتا کہ وہ اپنا ستر کھولے گی۔ (۱)

○ شیخ الازہر علامہ احمد بن مصطفی المراغی رحمہ اللہ کہتے ہیں۔

يُدْنِينَ: أي يرخين ويسدلن يقال للمرأة إذا زل الثوب عن وجهها أدني ثوبك على وجهك، أدنى: أي أقرب

'' لٹکا لیا کریں۔'' سے مراد یہ ہے کہ وہ (اپنی چادریں) لٹکا لیں، عورت کا کپڑا جب اس کے چہرے سے ہٹ جائے تو کہا جاتا ہے اپنے کپڑے کو اپنے چہرے کے قریب کر۔ (۲)

○ شیخ عبد الرحمٰن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ المتوفی ۱۳۷۶ ہجری کہتے ہیں۔

أي: يغطين بها، وجوههن وصدورهن

یعنی اپنے چہرے اور سینے ان (جلابیب) کے ساتھ ڈھانپ لیں۔ (۳)

○ محمد الامین بن محمد المختار الشنقیطی رحمہ اللہ المتوفی ۱۳۹۳ ہجری کہتے ہیں۔

وَمِنَ الْأَدِلَّةِ الْقُرْآنِيَّةِ عَلَى احْتِجَابِ الْمَرْأَةِ وَسِتْرِهَا جَمِيعَ بَدَنِهَا حَتَّى وَجْهَهَا قَوْلُهُ تَعَالَى: يَٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَٰبِيبِهِنَّ. فَقَدْ قَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ: إِنَّ مَعْنَى: يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَٰبِيبِهِنَّ ﴿٥٩﴾ : أَنَّهُنَّ يَسْتُرْنَ بِهَا جَمِيعَ وُجُوهِهِنَّ

عورت کے حجاب اور پورے بدن حتی کہ چہرے کو بھی ڈھانپنے کے قرآنی دلائل میں ایک دلیل یہ آیت مبارکہ '' اے نبی ﷺ! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو لٹکا لیا کریں۔'' بھی ہے اور بہت سارے اہل علم نے کہا ہے کہ اس آیت ''اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو لٹکا لیا کریں۔'' کا مفہوم یہ ہے کہ وہ عورتیں اپنے سارے بدن اور چہرے کو ڈھانپیں گی۔ (۴)

○ ابو الوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کہتے ہیں۔

يَٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَٰبِيبِهِنَّ، أي عَلَى وُجُوهِهِنَّ

''اے نبی ﷺ! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مومنین کی عورتوں سے کہہ دیں کہ وہ اپنے اوپر چادریں لٹکا لیا کریں۔'' یعنی اپنے چہروں پر۔ (۵)

○ قاضی ثناء اللہ المظہری النقشبندی المتوفی ۱۲۲۵ ہجری کہتے ہیں۔

(۱) مراح لبيد لكشف معنى القرآن المجيد ۲/۲۶۱

(۲) تفسیر المراغی ۲۲/۳۶

(۳) تفسیر السعدی۔تيسير الكريم الرحمن في تفسير كلام المنان ۱/۶۷۱

(۴) أضواء البيان في إيضاح القرآن بالقرآن ۶/۲۴۳

(۵) تفسیر ثنائی

قال ابن عباس وابو عبيدة امر نساء المؤمنين ان يغطين رؤسهن ووجوهن بالجلابيب الا عينا واحدا ليعلم انهن الحرائر ومن للتبعيض لان المرأة ترخى بعض جلبابها

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کا قول ہے کہ اہل ایمان کی عورتوں کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنے سر اور چہرے اپنی چادروں سے ڈھانپیں سوائے ایک آنکھ کے تا کہ یہ جان لیا جائے کہ وہ آزاد عورتیں ہیں اور من تبعیض کے لیے ہے کیونکہ عورت اپنی چادر کا بعض حصہ (اپنے چہرے پر) لٹکاتی ہے۔ [1]

○ الشیخ ابوبکر جابر الجزائری رحمہ اللہ کہتے ہیں۔

يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ : أي يرخين على وجوههن الجلباب حتى لا يبدو من المرأة إلا عين واحدة تنظر بها الطريق إذا خرجت لحاجة.

"اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو لٹکا لیا کریں۔" کا مطلب ہے کہ وہ جلباب اپنے چہرے پر اس طرح لٹکالیں کہ سوائے ایک آنکھ کے عورت کے جسم کا کوئی حصہ نظر نہ آئے تا کہ جب وہ ضرورت کے تحت گھر سے باہر نکلے تو راستہ دیکھ سکے۔ [2]

○ ابوالعباس احمد بن محمد بن المهدی ابن عجیبہ الحسنی رحمہ اللہ المتوفی ۱۲۲۴ ہجری کہتے ہیں۔

يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ، أي: يُرخين على وجوههنّ من جلابيبهن فيغطين بها وجوهَهن

"اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو لٹکا لیا کریں۔" سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنے جلباب کا کچھ حصہ اپنے چہرے پر لٹکالیں اور اس سے اپنے چہرے کو ڈھانپ لیں۔ [3]

○ ڈاکٹر وھبہ الزحیلی کہتے ہیں۔

يُدْنِينَ الإدناء: التقريب، والمراد الإرخاء والسدل على الوجه والبدن، وستر الزينة، ولذا عدّي بعلى مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ جمع جلباب، وهو الملاءة التي تشتمل بها المرأة فوق القميص، أو الثوب الذي يستر جميع البدن. ومِنْ للتبعيض، فإن المرأة تغطي بعض جلبابها وتتلفع ببعض، والمراد: يرخين بعضها على الوجوه إذا خرجن لحاجتهن إلا شيئا قليلا كعين واحدة

"پلو لٹکا لیا کریں۔" الإدناء سے مراد چہرے اور سارے بدن پر لٹکانا ہے اور زینت کو چھپانا ہے اسی وجہ سے اسے علی کے ساتھ متعدی کیا گیا۔۔۔اور مِنْ تبعیض کے لیے ہے کیونکہ عورت اپنے جلباب کے بعض حصے سے اپنا چہرہ ڈھانپتی ہے اور بعض حصے سے اپنے جسم کو لپیٹتی ہے اس کا مطلب ہے کہ جب عورتیں گھر سے باہر کسی ضرورت کے تحت نکلیں تو اپنے جلباب کے ایک حصے کو اپنے چہروں پر لٹکا لیا کریں

[1] التفسیر المظہری ۷/۳۸۴

[2] أيسر التفاسير لكلام العلي الكبير ۴/۲۹۰

[3] البحر المديد في تفسير القرآن المجيد ۴/۴۶۲

سوائے ایک آنکھ کھلی رکھنے کے۔ [۱]

○ مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کہتے ہیں۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ عورتوں کو جب کسی ضرورت کی بنا پر گھر سے نکلنا پڑے تو بھی چادر سے تمام بدن چھپا کر نکلیں اور اس چادر کو سر کے اوپر سے لٹکا کر چہرہ بھی چھپا کر چلیں، مروجہ برقع بھی اس کے قائم مقام ہے۔ [۲]

○ سید ابو الاعلی مودودی رحمہ اللہ کہتے ہیں۔

موجودہ زمانے کے بعض مترجمین اور مفسرین مغربی ثقافت سے مغلوب ہو کر اس لفظ کا ترجمہ صرف لپیٹ لینا کرتے ہیں تا کہ کسی طرح چہرہ چھپانے کے حکم سے بچ نکلا جائے لیکن اللہ تعالیٰ کا مقصود اگر وہی ہوتا جو یہ حضرات بیان کرنا چاہتے ہیں تو وہ یُدْنِيْنَ اِلَيْهِنَّ فرماتا، جو شخص بھی عربی زبان جانتا ہے وہ کبھی یہ نہیں مان سکتا کہ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ کے معنی محض لپیٹ لینے کے ہو سکتے ہیں، مزید برآں مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ کے الفاظ یہ معنی لینے میں اور زیادہ مانع ہیں، ظاہر ہے کہ یہاں مِنْ تبعیض کے لیے ہے یعنی چادر کا ایک حصہ، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ لپیٹی جائے گی تو پوری چادر لپیٹی جائے گی نہ کہ اس کا محض ایک حصہ، اس لیے آیت کا صاف مفہوم یہ ہے کہ عورتیں اپنی چادریں اچھی طرح اوڑھ لپیٹ کر ان کا ایک پلو اپنے اوپر لٹکا لیا کریں جسے عرف عام میں گھونگھٹ ڈالنا کہتے ہیں۔ [۳]

○ مولانا ابو الکلام آزاد رحمہ اللہ کہتے ہیں۔

سورۃ الاحزاب آیت ۵۹ میں حجاب یعنی پردے کے احکام بیان فرمائے جو تمام مسلمان عورتوں کے لیے یکساں طور پر واجب ہیں۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ کسی کام کے لیے باہر نکلیں تو اپنی چادروں کے پلو اپنے اوپر ڈال کر اپنا منہ چھپا لیا کریں اور صرف آنکھیں کھلی رکھیں جمہور صحابہ و تابعین نے اس آیت کا یہی مفہوم بیان کیا ہے۔ [۴]

○ مولانا امین احسن اصلاحی رحمہ اللہ کہتے ہیں۔

قرآن نے جلباب سے متعلق یہ ہدایت فرمائی کہ مسلمان خواتین گھروں سے باہر نکلیں تو اس کا کچھ حصہ اپنے اوپر لٹکا لیا کریں تا کہ چہرہ بھی مکمل طور پر ڈھک جائے اور انہیں چلنے پھرنے میں زحمت بھی پیش نہ آئے، یہی جلباب ہے جو ہمارے دیہاتوں کی شریف بڑی بوڑھیوں میں اب بھی رائج ہے اور اسی نے فیشن کی ترقی سے اب برقع کی شکل اختیار کر لی ہے، اس برقعہ کو اس زمانے کے دلدادگان تہذیب اگر تہذیب کے خلاف قرار دیتے ہیں تو دیں لیکن قرآن مجید میں اس حکم کا نہایت واضح الفاظ میں موجود ہے جس کا انکار صرف وہی برخود غلط لوگ کر سکتے ہیں جو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مہذب ہونے کے مدعی ہیں۔ [۵]

[۱] التفسیر المنیر للزحیلی ۱۰۶/ ۲۲

[۲] معارف القرآن ۲۳۵/ ۷

[۳] تفہیم القرآن ۱۲۹/ ۴

[۴] ترجمان القرآن ۲۱۵/ ۳

[۵] تدبر قرآن ۲۶۹/ ۶

○ پیر کرم شاہ الازہری رحمہ اللہ کہتے ہیں۔

اے نبی مکرم ﷺ! آپ ﷺ اپنی ازواج، اپنی دختران پاک نہاد اور ساری مسلمان عورتوں کو یہ حکم دے دیں کہ جب وہ اپنے گھروں سے باہر نکلیں تو ایک بڑی چادر سے اپنے آپ کو اچھی طرح لپیٹ لیا کریں، پھر اس کا ایک پلو اپنے چہرے پر ڈال لیا کریں تا کہ دیکھنے والوں کو پتہ چل جائے کہ یہ مسلمان خاتون ہے، اس طرح کسی بد باطن کو تمہیں ستانے کی جرات نہ ہو گی۔ (۱)

○ صلاح الدین یوسف کہتے ہیں۔

جلابیب، جلباب کی جمع ہے جو ایسی بڑی چادر کو کہتے ہیں جس سے پورا بدن ڈھک جائے، اپنے اوپر چادر لٹکانے سے مراد اپنے چہرے پر اس طرح گھونگھٹ نکالنا ہے کہ جس سے چہرے کا بیشتر حصہ بھی چھپ جائے اور نظریں جھکا کر چلنے سے اسے راستہ بھی نظر آنا چاہیے۔ (۲)

اس آیت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ گھر سے نکلتے وقت عورت کو اپنا سر اور چہرہ اور بدن چھپانا ضروری ہے کہ کسی کو اس کا چہرہ نظر نہ آئے اور یہی پردہ مروجہ ہے جو شروع اسلام سے اب تک مسلمانوں میں رائج ہے جس کو اس زمانے کے شہوت پرست ختم کرنا چاہتے ہیں، اللہ ان کو ہدایت دے اور مسلمانوں کو ان کے فتنے سے بچائے۔ (۳)

○ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ کہتے ہیں۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ قُل لِّأَزۡوَٰجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ يُدۡنِينَ عَلَيۡهِنَّ مِن جَلَٰبِيبِهِنَّ

اے نبی! کہہ دیجئے اپنی عورتوں کو اور اپنی بیٹیوں کو اور مسلمانوں کی عورتوں کو کہ نیچے لٹکا لیں اپنے اوپر تھوڑی سی اپنی چادریں۔ یعنی بدن ڈھانپنے کے ساتھ چادر کا کچھ حصہ سر سے نیچے چہرہ پر بھی لٹکا لیں۔ (۴)

○ عبد الماجد دریا آبادی رحمہ اللہ کہتے ہیں۔

جب ضرورتاً باہر نکلنا ہو تو اپنی چادریں اپنے اوپر سروں پر ذرا لٹکا لیا کریں تا کہ چہرے کے اطراف تو خوب ڈھک جائیں اور خود چہرے کی ٹکیا بھی ایک حد تک، ہمارے ملک میں اسی گھونگھٹ نکالنا کہتے ہیں۔ (۵)

علامہ سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آیت حجاب ہے جو کہ تمام عورتوں کے لیے مشترک حکم ہے اور اس میں سر اور منہ کو ڈھانپنے کو وجوب بالکل واضح ہے کیونکہ اسی آیت سے صحابیات نے بھی یوں ہی چہرے اور سر کو ڈھانپنا سمجھا۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ:لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ:يُدۡنِينَ عَلَيۡهِنَّ مِن جَلَٰبِيبِهِنَّ، خَرَجَ نساء الأنصار كأن على رؤوسهن الْغِرْبَانُ مِنَ السَّكِينَةِ، وَعَلَيْهِنَّ أَكْسِيَةٌ سُودٌ يَلْبَسْنَهَا

(۱) ضیاء القرآن ۴/۹۵

(۲) تفسیر احسن البیان ۵۵۸

(۳) معارف القرآن ۵/۵۴۵

(۴) تفسیر عثمانی ۵۶۸

(۵) تفسیر ماجدی

چنانچہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اس آیت ’’ اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو لٹکالیا کریں۔‘‘ کے نازل ہونے کے بعد انصار کی عورتیں جب گھر سے نکلتی تھیں تو ایسے لگتا کہ ان کے اس طرح لگی چھپی چلتی تھیں کہ گویا ان کے سروں پر کوے بیٹھے ہیں، اور وہ سیاہ چادریں اپنے اوپر ڈال لیا کرتی تھیں۔ (۱)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ:كَانَ الرُّكْبَانُ يَمُرُّونَ بِنَا، وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْرِمَاتٌ، فَإِذَا حَاذَوْا بِنَا، أَسْدَلَتْ إِحْدَانَا جِلْبَابَهَا مِنْ رَأْسِهَا عَلَى وَجْهِهَا، فَإِذَا جَاوَزُونَا كَشَفْنَاهُ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے قافلے ہمارے پاس سے گزرتے تھے اور ہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حالت احرام میں ہوتی تھیں پس جب وہ ہمارے پاس سے گزرتے تو ہم اپنے جلباب اپنے سر سے اپنے چہرے پر لٹکالیتی تھیں اور جب وہ قافلے آگے گزر جاتے تو ہم اپنے چہرے کھول دیتی تھیں۔ (۲)

عَنْ عَائِشَةَ , قَالَتْ:كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ مُحْرِمُونَ فَإِذَا لَقِينَا الرَّاكِبَ أَرْسَلْنَا ثِيَابَنَا مِنْ فَوْقِ رُءُوسِنَا عَلَى وُجُوهِنَا فَإِذَا جَاوَزْنَا رَفَعْنَاهَا

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احرام کی حالت میں ہوتیں اور جب کسی اجنبی سوار کے گزرنے کی آہٹ محسوس ہوتی تو ہم اپنا کپڑا سروں کے اوپر سے چہروں پر لٹکالیا کرتیں اور جب وہ اجنبی گزر جاتا تو ہم اپنا کپڑا اٹھالیا کرتیں۔ (۳)

قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ:كُنَّا نَكُونُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ مُحْرِمَاتٌ فَيَمُرُّ بِنَا الرَّاكِبُ فَتَسْدِلُ الْمَرْأَةُ الثَّوْبَ مِنْ فَوْقِ رَأْسِهَا عَلَى وَجْهِهَا

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہم حالت احرام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتیں اور جب کسی اجنبی مرد کے گزرنے کی آہٹ محسوس کرتیں تو ہر عورت اپنی چادر اپنے سر پر ڈال کر چہرہ پر لٹکالیتی۔ (۴)

یعنی یہ صرف ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا طرز عمل نہ تھا بلکہ جتنی خواتین بھی سفر حج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتی تھیں وہ سب قافلوں کے قریب گزرنے پر اپنے چہرے اپنی چادروں سے ڈھانپ لیتی تھیں۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،وَكَانَ رَآنِي قَبْلَ الحِجَابِ، فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهِ حِينَ عَرَفَنِي، فَخَمَّرْتُ وَجْهِي بِجِلْبَابِي

---

(۱) تفسیر ابن کثیر ۶/۴۸۲

(۲) مسند احمد ۲۴۰۲۱،شرح السنة للبغوی ۱۹۷۶،معرفة السنن والآثار ۹۶۰۴،السنن الکبری للبیہقی ۹۰۵۱،سنن ابوداود كِتَاب الْمَنَاسِكِ بَابٌ فِي الْمُحْرِمَةِ تُغَطِّي وَجْهَهَا ۱۸۳۳

(۳) سنن الدارقطنی ۲۷۶۳

(۴) سنن الدارقطنی ۲۷۶۴

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا قصہ الافک والی روایت میں صفوان رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتی ہیں اور انہوں نے مجھے حجاب (کے حکم کے نزول) سے پہلے دیکھا ہوا تھا ان کے اناللہ وانا الیہ راجعون کہنے کی وجہ سے میں بیدار ہوگئی جبکہ انہوں نے مجھے پہچان لیا تھا پس میں نے اپنا چہرہ اپنے جلباب سے ڈھانپ لیا۔ (۱)

عَنْ عَائِشَةَ،أَنَّ أَفْلَحَ، أَخَا أَبِي القُعَيْسِ جَاءَ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا، وَهُوَ عَمُّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ، بَعْدَ أَنْ نَزَلَ الحِجَابُ فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ،فَلَمَّا جَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي صَنَعْتُ فَأَمَرَنِي أَنْ آذَنَ لَهُ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جب افلح جو ابی القعیس کے بھائی تھے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی چچا تھے پردے کے نازل ہونے کے بعد آئے اور ان کے پاس آنے کی اجازت مانگی تو انہوں نے اجازت دینے سے انکار کر دیا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو انہوں نے اس بات کی خبر دی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی تو انہوں نے انہیں اندر آنے کی اجازت دی۔ (۲)

وَفِيهِ وُجُوبُ احْتِجَابِ الْمَرْأَةِ مِنَ الرِّجَالِ الْأَجَانِبِ

حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس (حدیث) میں اس بات کا وجوب ہے کہ عورت اجانب (غیر محرموں) سے پردہ کرے گی۔ (۳)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَاأَنَّهَا ذَكَرَتْ نِسَاءَ الْأَنْصَارِ، فَأَثْنَتْ عَلَيْهِنَّ، وَقَالَتْ لَهُنَّ مَعْرُوفًا وَقَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتْ سُورَةُ النُّورِ عَمِدْنَ إِلَى حُجُورٍ أَوْ حُجُوزٍ، شَكَّ أَبُو كَامِلٍ فَشَقَقْنَهُنَّ فَاتَّخَذْنَهُ خُمُرًا

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے انصار کی عورتوں کا ذکر فرمایا ان کی تعریف کی اور ان کے اچھے اعمال بیان کیے اور کہا جب سورۃ النور نازل ہوئی تو ان کی عورتوں نے پردوں کے کپڑے یا مردوں کی چادریں لیں اور انہیں پھاڑ کر اپنے لئے پردے کی چادریں بنالیں (یعنی موٹے کپڑے کی چادریں بنالیں)۔ (۴)

فَاخْتَمَرْنَ أَيْ غَطَّيْنَ وُجُوهَهُنَّ ۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں " فَاخْتَمَرْنَ " سے مراد ہے کہ انہوں نے اپنے چہروں کو ڈھانپ لیا۔ (۵)

عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ ؛ أَنَّهَا قَالَتْ: كُنَّا نُخَمِّرُ وُجُوهَنَا وَنَحْنُ مُحْرِمَاتٌ. وَنَحْنُ مَعَ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ

ففاطمہ بنت منذر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رماتی ہیں ہم اپنے چہروں کو خمار (چادر) سے ڈھانپتی تھیں اس حال میں کہ ہم حالت احرام میں ہوتیں اور اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا ہمارے ساتھ ہوتی تھیں۔ (۶)

(۱) صحیح بخاری كِتَابُ المَغَازِي بَابُ حَدِيثِ ۴۱۴۱

(۲) صحیح بخاری كِتَابُ النِّكَاحِ بَابُ لَبَنِ الفَحْلِ ۵۱۰۳،صحیح مسلم كِتَابُ الرِّضَاعِ بَابُ تَحْرِيمِ الرَّضَاعَةِ مِنْ مَاءِ الْفَحْلِ ۳۵۷۱

(۳) فتح الباری ۹/۱۵۲

(۴) سنن ابوداودکتاب اللباس بَابٌ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ۴۱۰۰

(۵) فتح الباری ۸/۴۹۰

(۶) موطاامام مالک کتاب الحج تَخْمِيرُ الْمُحْرِمِ وَجْهَهُ

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ، قَالَتْ: أُمِرْنَا أَنْ نُخْرِجَ الحُيَّضَ يَوْمَ العِيدَيْنِ، وَذَوَاتِ الخُدُورِ فَيَشْهَدْنَ جَمَاعَةَ المُسْلِمِينَ، وَدَعْوَتَهُمْ وَيَعْتَزِلُ الحُيَّضُ عَنْ مُصَلَّاهُنَّ،قَالَتِ امْرَأَةٌ: يَا رَسُولَ اللهِ إِحْدَانَا لَيْسَ لَهَا جِلْبَابٌ؟قَالَ:لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا

ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم حیض والی اور پردہ نشین عورتوں کو عیدین کے دن نکالیں وہ مسلمانوں کی جماعت اور دعا میں حاضر ہوں اور حیض والی عورتیں نماز کی جگہ سے علیحدہ رہیں،ایک عورت نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ!اگر ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہ ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس کی سہیلی اس کو اپنی چادر میں شریک کرے۔ (۱)

یعنی صحابیات کو یہ فہم تھا اور اس آیت سے انہوں نے یہی سمجھا تھا کہ بغیر جلباب کے باہر نہیں نکل سکتیں۔

عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ، قَالَ:قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ: أَلاَ أُرِيكَ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الجَنَّةِ؟قُلْتُ: بَلَى؟قَالَ: هَذِهِ المَرْأَةُ السَّوْدَاءُ، أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: إِنِّي أُصْرَعُ، وَإِنِّي أَتَكَشَّفُ، فَادْعُ اللهَ لِي،قَالَ:إِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الجَنَّةُ، وَإِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللهَ أَنْ يُعَافِيَكِ، فَقَالَتْ: أَصْبِرُ ،فَقَالَتْ: إِنِّي أَتَكَشَّفُ، فَادْعُ اللهَ لِي أَنْ لاَ أَتَكَشَّفَ،فَدَعَا لَهَا

عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں مجھے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ کیا میں تجھے جنتی عورت نہ دکھلاؤں؟میں نے کہا کیوں نہیں؟فرمایا کہ یہ (کالے رنگ کی) عورت نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی مجھ پر مرگی کا دورہ پڑتا ہے اور میں بے پردہ ہو جاتی ہوں آپ اللہ تعالیٰ سے میرے حق میں دعا فرمائیں،آپ ﷺ نے فرمایا چاہو تو صبر کرلو اور تمہیں جنت مل جائے اور چاہو تو تمہارے حق میں اللہ تعالیٰ سے دعا کر دیتا ہوں کہ وہ تم کو اس مرض سے نجات دے دے،اس نے کہا کہ میں صبر کر لیتی ہوں،پھر کہنے لگی کہ میں بے پردہ ہو جاتی ہوں اس بارے میں دعا کر دیں، آپ ﷺ نے اس معاملے میں عورت کے حق میں دعا فرمادی۔ (۲)

دیکھیں جنت کی عظیم بشارت مل جانے کے بعد بھی بیماری پر صبر کرنے کا کہنے کے باوجود بے پردگی کا خطرہ لاحق ہے لیکن آج کل کی مسلمان خواتین پردہ کو ایک مصیبت خیال کرتی ہیں۔

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ:أَنَّهُ رَأَى أُمَّ زُفَرَ تِلْكَ امْرَأَةً طَوِيلَةً سَوْدَاءَ، عَلَى سِتْرِ الكَعْبَةِ

ابن جریج رحمہ اللہ کہتے ہیں مجھے عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ نے یہ خبر دی کہ انہوں نے ام زفر کو کعبہ کے پردے پر دیکھا وہ ایک طویل اور کالی عورت ہیں۔ (۳)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس حدیث کی شرح میں مسند بزار کی ایک اور روایت نقل کی ہے کہ اس عورت کو یہ تکلیف ایک جن کی وجہ سے تھی اور جب بھی اس کو یہ تکلیف ہوتی تو وہ کعبے کے پردے کے ساتھ لٹک جاتی تھی اور کہتی تھی

---

(۱) صحیح بخاری كِتَابُ الصَّلاَةِ بَابُ وُجُوبِ الصَّلاَةِ فِي الثِّيَابِ ۳۵۱

(۲) صحیح بخاری كِتَابُ المَرْضَى بَابُ فَضْلِ مَنْ يُصْرَعُ مِنَ الرِّيحِ ۵۶۵۲،صحیح مسلم کتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَابُ ثَوَابِ الْمُؤْمِنِ فِيمَا يُصِيبُهُ مِنْ مَرَضٍ، أَوْ حُزْنٍ، أَوْ نَحْوِ ذَلِكَ حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا ۶۵۷۱،مسند احمد ۳۲۴۰

(۳) صحیح بخاری كِتَابُ المَرْضَى بَابُ فَضْلِ مَنْ يُصْرَعُ مِنَ الرِّيحِ ۵۶۵۲

أَنَّهَا قَالَتْ إِنِّي أَخَافُ الْخَبِيثَ أَنْ يُجَرِّدَنِي فَدَعَا لَهَا فَكَانَتْ إِذَا خَشِيَتْ أَنْ يَأْتِيَهَا تَأْتِي أَسْتَارَ الْكَعْبَةِ فَتَتَعَلَّقُ بِهَا

مجھے اس خبیث سے یہ ڈر لگتا ہے کہ وہ مجھے ننگا کر دے گا تو آپ ﷺ نے اس کے لیے دعا کی تو جب بھی اس عورت کو یہ خوف محسوس ہوتا کہ وہ جن اس کے پاس آئے گا تو وہ کعبہ کے پردوں کے پاس آ کر ان سے لٹک جاتی تھی۔ (۱)

ایک شاعر نے کہا۔

فَمَنْ هَجَرَ اللَّذَّاتِ نَالَ الْمُنَى وَمَنْ أَكَبَّ عَلَى اللَّذَّاتِ عَضَّ عَلَى الْيَدِ

جو لذات کو چھوڑ دے وہ مقصد کو پالیتا ہے اور جو لذات پر اوندھا ہو جائے پھر وہ اپنے ہاتھ کو ہی کاٹتا ہے۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِامْرَأَةٍ وَهِيَ فِي خِدْرِهَا مَعَهَا صَبِيٌّ، فَقَالَتْ: أَلِهَذَا حَجٌّ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَلَكِ أَجْرٌ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ کا ایک عورت کے پاس سے گزر ہو جو پردہ میں تھی اور اس کے ساتھ ایک بچہ بھی تھا تو اس نے سوال کیا کیا اس کے لیے بھی حج ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اور تیرے لیے اس کا اجر ہے۔ (۲)

عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ لَهُ امْرَأَةً أَخْطُبُهَا، فَقَالَ: اذْهَبْ فَانْظُرْ إِلَيْهَا، فَإِنَّهُ أَجْدَرُ أَنْ يُؤْدَمَ بَيْنَكُمَا، فَأَتَيْتُ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ، فَخَطَبْتُهَا إِلَى أَبَوَيْهَا، وَأَخْبَرْتُهُمَا بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكَأَنَّهُمَا كَرِهَا ذَلِكَ، قَالَ: فَسَمِعَتْ ذَلِكَ الْمَرْأَةُ، وَهِيَ فِي خِدْرِهَا، فَقَالَتْ: إِنْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَكَ أَنْ تَنْظُرَ، فَانْظُرْ، وَإِلَّا فَأَنْشُدُكَ، كَأَنَّهَا أَعْظَمَتْ ذَلِكَ، قَالَ: فَنَظَرْتُ إِلَيْهَا فَتَزَوَّجْتُهَا، فَذَكَرَ مِنْ مُوَافَقَتِهَا

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور میں نے آپ کے سامنے ایک عورت کا تذکرہ کیا جس سے میں نکاح کرنا چاہتا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا جا کر پہلے اس کو (ایک نظر) دیکھ لو یہ بات تمہارے مابین محبت کا باعث ہو گی، میں انصار کی ایک عورت کے پاس آیا تو میں نے اس کے والدین سے نکاح کی بات کی اور انہیں نبی کریم ﷺ کے قول کے بارے میں بتایا مگر والدین نے لڑکی کے دیکھنے کو ناپسند کیا، مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس لڑکی نے میری بات سن لی اور وہ پردے میں کھڑی تھی اس لڑکی نے کہا کہ اگر رسول اللہ ﷺ نے تمہیں حکم دیا تو تم مجھے دیکھ لو اور اگر ایسا نہیں ہے تو میں اللہ کی قسم کھاتی ہوں کہ ایسا نہ کرنا (یعنی مجھے نہ دیکھنا) گویا اس لڑکی نے اللہ کے رسول ﷺ کے فرمان کو بڑا جانا، مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اس لڑکی کو دیکھا اور پھر بعد میں اس سے نکاح کر لیا پھر انہوں نے اس کے ساتھ اپنی موافقت کا ذکر کیا۔ (۳)

والخدر ستر يجعل للبكر في جنب الْبَيْتِ

---

(۱) فتح الباری ۱۱۵/۱۰

(۲) سنن نسائی كِتَابُ مَنَاسِكِ الْحَجِّ باب الْحَجِّ بِالصَّغِيرِ ۲۶۵۰

(۳) سنن ابن ماجه كِتَابُ النِّكَاحِ بَابُ النَّظَرِ إِلَى الْمَرْأَةِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا ۱۸۶۶

امام نووی رحمہ اللہ نے شرح مسلم میں لکھا ہے خدر اس پردے کو کہتے ہیں جو کنواری لڑکی کے لیے گھر کے ایک کونے میں بنایا جاتا ہے۔[1]

الْخِدْرُ نَاحِيَةٌ فِي الْبَيْتِ يُتْرَكُ عَلَيْهَا سِتْرٌ فَتَكُونُ فِيهِ الْجَارِيَةُ الْبِكْرُ

اور لغات حدیث کی مشہور کتاب النہایۃ میں ہے خدر گھر کے اس کونے کو کہتے ہیں جہاں پردہ لٹکا دیا جاتا ہے اور وہاں کنواری لڑکی پردے کے پیچھے بیٹھتی ہے۔[2]

أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ، يَقُولُ:كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدَّ حَيَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِي خِدْرِهَا

جیسے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شرم وحیا میں اس کنواری لڑکی سے بڑھ کر تھے جو پردے کے پیچھے بیٹھا کرتی ہے۔[3]

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ، قَالَ:خَطَبْتُ امْرَأَةً، فَجَعَلْتُ أَتَخَبَّأُ لَهَا، حَتَّى نَظَرْتُ إِلَيْهَا فِي نَخْلٍ لَهَا، فَقِيلَ لَهُ: أَتَفْعَلُ هَذَا وَأَنْتَ صَاحِبُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ:إِذَا أَلْقَى اللهُ فِي قَلْبِ امْرِئٍ خِطْبَةَ امْرَأَةٍ، فَلَا بَأْسَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَيْهَا

محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے ایک عورت کی طرف نکاح کا پیغام بھیجا اور میں اس کو چوری چھپے دیکھنے کی کوشش کرنے لگ گیا حتی کہ ایک دن وہ عورت اپنے باغ میں گئی تو میں نے (موقع پا کر) اس کو دیکھ لیا، تو لوگوں نے مجھ سے کہا آپ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہو کر ایسا کرتے ہیں؟ تو میں نے کہا کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے جب کسی مرد کا کسی عورت سے شادی کا ارادہ ہو تو اس کی طرف دیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔[4]

یعنی عام عورتیں بھی اس زمانے میں حجاب کرتی تھیں تب ہی تو ان کا دیکھنا مشکل تھا اگر وہ عورت بھی حجاب نہ کرتی ہوتی اور ہر وقت چہرہ ننگا رکھتی تو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو چوری چھپے تکلف کر کے دیکھنے کی ضرورت نہ تھی۔

صاحب اغانی نے اخطل کے تذکرے میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ اخطل سعید بن ایاس کا مہمان ہوا سعید نے بڑے تپاک سے اس کی مہمانداری کی یہاں تک کہ اس کی دونوں لڑکیاں جن کا نام زعوم اور رامہ تھا اخطل کی خدمت گزاری میں مصروف رہیں، دوسری دفعہ اخطل کو یہ موقع پیش آیا تو لڑکیاں جوان ہو چکی تھیں اس لیے اخطل کے سامنے نہ آئیں اغانی کے خاص الفاظ یہ ہیں

ثم نزل عليه ثانية وقدكبرتا فحجبتاعنهماوقال اين ابنتاك فاخبر بكبرهما

اخطل دوبارہ سعید کا مہمان ہوا تو لڑکیاں بڑی ہو چکیں تھیں اس لیے انہوں نے پردہ کیا اخطل نے پوچھا کہ تیری لڑکیاں کہاں ہیں؟ سعید نے

---

[1] شرح النووی علی مسلم ۱۵/۷۸

[2] تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي ۳/۷۴

[3] صحیح مسلم كتاب الْفَضَائِلِ بَابُ كَثْرَةِ حَيَائِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۶۰۳۲

[4] سنن ابن ماجه كِتَابُ النِّكَاحِ بَابُ النَّظَرِ إِلَى الْمَرْأَةِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا ۱۸۶۴

کہا اب وہ بالغ ہو گئی ہیں۔

یعنی عورتوں کا پردہ کرنا اور منہ چھپانا مسلمانوں کی معاشرت تھی۔

أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ، قَالَتْ: كُنَّ نِسَاءُ المُؤْمِنَاتِ يَشْهَدْنَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلاَةَ الفَجْرِ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ، ثُمَّ يَنْقَلِبْنَ إِلَى بُيُوتِهِنَّ حِينَ يَقْضِينَ الصَّلاَةَ، لاَ يَعْرِفُهُنَّ أَحَدٌ مِنَ الغَلَسِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ہم مسلمان عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ فجر کی نماز میں اپنی چادروں میں لپٹ کر حاضر ہوتی تھیں جب نماز ختم کر چکتیں اور اپنے اپنے گھروں کی طرف لوٹ کر جاتیں تو کوئی شخص اندھیرے کی وجہ سے ان پہچان نہ سکتا تھا۔ [۱]

یعنی بغیر چادر کے نہیں ہوتی تھیں۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ مَاذَا تَأْمُرُنَا أَنْ نَلْبَسَ مِنَ الثِّيَابِ فِي الإِحْرَامِ؟فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لاَ تَلْبَسُوا القَمِيصَ، وَلاَ السَّرَاوِيلاَتِ، وَلاَ العَمَائِمَ، وَلاَ البَرَانِسَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ أَحَدٌ لَيْسَتْ لَهُ نَعْلاَنِ، فَلْيَلْبَسِ الخُفَّيْنِ، وَلْيَقْطَعْ أَسْفَلَ مِنَ الكَعْبَيْنِ، وَلاَ تَلْبَسُوا شَيْئًا مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ، وَلاَ الوَرْسُ، وَلاَ تَنْتَقِبِ المَرْأَةُ المُحْرِمَةُ، وَلاَ تَلْبَسِ القُفَّازَيْنِ

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم حالت احرام میں کون سے کپڑے پہننے کا حکم دیتے ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قمیص، پائجامہ، عمامہ اور ٹوپی نہ پہنے مگر یہ کہ کوئی ایسا آدمی جس کے پاس جوتیاں نہ ہو تو وہ موزے پہن سکتا ہے اور ٹخنے کے نیچے سے کاٹ دے اور نہ کوئی ایسا کپڑا پہنو جس میں زعفران یا ورس لگی ہو اور احرام والی عورت منہ پر نقاب نہ ڈالے اور نہ دستانے پہنے۔ [۲]

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں لوگ ٹوپیاں اور پگڑیاں اکثر و بیشتر پہنے رہتے تھے، اسی طرح عورتیں اپنے چہروں پر نقاب اوڑھے رہتی تھیں اور ہاتھوں پر دستانے بھی پہنتی تھیں اگر یہ معمول نہ ہوتا تو حالت احرام سے بالخصوص ان کی ممانعت نہ ہوتی۔

یعنی پردہ کا حکم صرف امہات المومنین کے لیے نہیں تھا بلکہ تمام مسلمان عورتوں کے لیے ہے کیونکہ جس حجاب کا حکم ازواج مطہرات کو دیا جا رہا ہے اسی حجاب کا حکم عام مسلمان عورتوں کو بھی دیا جا رہا ہے اور تمام علما کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ازواج مطہرات کے حجاب میں چہرے کا پردہ واجب ہے۔

قوله تعالی: فَسْـَٔلُوهُنَّ مِن وَرَآءِ حِجَابٍ أَمْرٌ بِسَدْلِ السَّتْرِ عَلَيْهِنَّ وَذَلِكَ لَا يَكُونُ إِلَّا بِكَوْنِهِنَّ مَسْتُورَاتٍ مَحْجُوبَاتٍ وَكَانَ الْحِجَابُ وَجَبَ عَلَيْهِنَّ -

---

[۱] صحیح بخاری كِتَابُ مَوَاقِيتِ الصَّلاَةِ بَابُ وَقْتِ الفَجْرِ ۵۷۸

[۲] صحیح بخاری كتاب جزاء الصيد بَابُ مَا يُنْهَى مِنَ الطِّيبِ لِلْمُحْرِمِ وَالمُحْرِمَةِ ۱۸۳۸

امام رازی رحمہ اللہ آیت ”اگر تمہیں کچھ مانگنا ہو تو پردے کے پیچھے سے مانگو کرو۔“ کے بارے میں فرماتے ہیں یہ حکم ہے کہ وہ اپنے اوپر چادریں لٹکالیں اور یہ اسی وقت ممکن ہوگا جب کہ وہ پردے میں چھپی ہوئی ہوں اور ان کا حجاب واجب تھا۔ (۱)

پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک ہی آیت مبارکہ سے اور ایک ہی صیغہ

--- يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ --- (۲)

ترجمہ: اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو لٹکا لیا کریں۔

سے ازواج مطہرات کے لیے چہرے کا پردہ واجب ثابت ہو رہا ہو اور عام مسلمان عورتوں کے لیے مستحب؟ اگر ازواج مطہرات کے لیے اس آیت مبارکہ سے چہرے کا پردہ واجب ثابت ہو رہا ہے تو تمام مسلمان عورتوں کے لیے بھی واجب ہوگا جبکہ اگر ازواج مطہرات کے لیے اس آیت مبارکہ سے چہرے کے پردے کا استحباب ثابت ہو رہا ہے تو سب مسلمان عورتوں کے لیے بھی چہرے کا پردہ مستحب ہوگا۔

يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ : دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ الْحِجَابَ إِنَّمَا أَمَرَ بِهِ الْحَرَائِرَ دُونَ الْإِمَاءِ

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں ”اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو لٹکا لیا کریں۔“ اس بات کی دلیل ہے کہ حجاب کا حکم آزاد عورتوں کے لیے تھا جبکہ لونڈیوں کے لیے یہ حکم نہ تھا۔ (۳)

وَثَبَتَ فِي الصَّحِيحِ أَنَّ الْمَرْأَةَ الْمُحْرِمَةَ تُنْهَى عَنْ الِانْتِقَابِ وَالْقُفَّازَيْنِ وَهَذَا مِمَّا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ النِّقَابَ وَالْقُفَّازَيْنِ كَانَا مَعْرُوفَيْنِ فِي النِّسَاءِ اللَّاتِي لَمْ يُحْرِمْنَ وَذَلِكَ يَقْتَضِي سَتْرَ وُجُوهِهِنَّ وَأَيْدِيهِنَّ.

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں اور صحیح حدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ حالت احرام میں عورت کو نقاب پہننے اور دستانے پہننے سے منع کیا گیا ہے اور یہ بات اس چیز پر دلالت کرتی ہے کہ نقاب اور دستانے پہننا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ان عورتوں میں معروف تھا جو حالت احرام میں نہ ہوتی تھیں اور یہ چیز اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ وہ اپنے چہروں اور ہاتھوں کو ڈھانپ کر رکھیں۔ (۴)

يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ، وَقَدْ حَكَى أَبُو عَبِيدٍ وَغَيْرُهُ: أَنَّهَا تُدْنِيهِ مِنْ فَوْقِ رَأْسِهَا فَلَا تُظْهِرُ إلَّا عَيْنَهَا وَمِنْ جِنْسِهِ النِّقَابُ: فَكُنَّ النِّسَاءُ يَنْتَقِبْنَ. وَفِي الصَّحِيحِ أَنَّ الْمُحْرِمَةَ لَا تَنْتَقِبُ وَلَا تَلْبَسُ الْقُفَّازَيْنِ فَإِذَا كُنَّ مَأْمُورَاتٍ بِالْجِلْبَابِ لِئَلَّا يُعْرَفْنَ وَهُوَ سَتْرُ الْوَجْهِ أَوْ سَتْرُ الْوَجْهِ بِالنِّقَابِ: كَانَ الْوَجْهُ وَالْيَدَانِ مِنْ الزِّينَةِ الَّتِي أُمِرَتْ أَلَّا تُظْهِرَهَا لِلْأَجَانِبِ

ایک اور مقام پر ”اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو لٹکا لیا کریں۔“ کی تفسیر میں لکھتے ہیں ابو عبیدہ وغیرہ ہم نے بیان کیا ہے کہ عورت اپنے جلباب

(۱) تفسیرالرازی۔ مفاتیح الغیب التفسیر الکبیر ۱۸۰/۲۵

(۲) الاحزاب ۵۹

(۳) مجموع الفتاوی ۴۴۸/۱۵

(۴) مجموع الفتاوی ۳۷۱/۱۵

(چادر) کو اپنے سر سے لٹکائے گی اور اپنی ایک آنکھ کے علاوہ اپنے جسم کا کوئی حصہ ظاہر نہ کرے گی اور اس کی جنس میں نقاب بھی شامل ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عورتیں نقاب کرتی تھیں کیونکہ صحیح حدیث میں ہے کہ حالت احرام میں عورت نقاب نہ کرے اور نہ ہی دستانے پہنے جیسا کہ عورتوں کو جلباب کا حکم اس لیے دیا گیا کہ وہ پہچانی نہ جائیں تو اس سے مراد چہرے کا چھپانا ہے یعنی نقاب سے چہرے کا چھپانا یہی وجہ ہے کہ چہرہ اور دونوں ہاتھ اس زینت میں شامل ہیں کہ جس کو اجنبی مردوں کے سامنے عورت کو چھپانے کا حکم دیا گیا۔ (١)

اور مسلمان عورتیں اس حکم کے نازل ہونے کے فوراً بعد پردے کا اہتمام کرتی تھیں۔

وَلَمَّا أَنْشَدَ النُّمَيْرِيُّ عِنْدَ الْحَجَّاجِ قَوْلَهُ:

چنانچہ نمیری نے جب حجاج کے سامنے یہ شعر پڑھا۔

يُخَمِّرْنَ أَطْرَافَ الْبَنَانِ مِنَ التُّقَى — وَيَخْرُجْنَ جُنْحَ اللَّيْلِ مُعْتَجِرَاتٍ

وہ تقوی کی وجہ سے اپنے ہاتھوں کے پوروں کے کناروں کو بھی ڈھانپتی ہے — اور جب رات کو بھی نکلتی ہے تو پردے میں (چادر میں) لپٹی ہوتی ہیں۔

قَالَ الْحَجَّاجُ: وَهَكَذَا الْمَرْأَةُ الْحُرَّةُ الْمُسْلِمَةُ.

تو حجاج بن یوسف نے فوراً کہا اسی طرح مسلمان آزاد عورت ہوتی ہے۔

ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهَا أُمُّ خَلَّادٍ وَهِيَ مُنْتَقِبَةٌ ، تَسْأَلُ عَنِ ابْنِهَا، وَهُوَ مَقْتُولٌ ، فَقَالَ لَهَا بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: جِئْتِ تَسْأَلِينَ عَنِ ابْنِكِ وَأَنْتِ مُنْتَقِبَةٌ؟ فَقَالَتْ: إِنْ أُرْزَأَ ابْنِي فَلَنْ أُرْزَأَ حَيَائِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ابْنُكِ لَهُ أَجْرُ شَهِيدَيْنِ، قَالَتْ: وَلِمَ ذَاكَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: لِأَنَّهُ قَتَلَهُ أَهْلُ الْكِتَابِ

عبد الخبیر بن ثابت بن قیس بن شماس اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی اس کا نام خلاد تھا اور اس کے چہرے پر نقاب پڑی ہوئی تھی، یہ عورت اپنے بیٹے کے بارے میں دریافت کر رہی تھی جو جنگ میں شہید ہو گیا تھا، اصحاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی نے اس سے کہا کہ تو اپنے بیٹے کو ڈھونڈ رہی ہے اور اس حال میں سر اور چہرہ ڈھکا ہوا ہے (یعنی پوری طرح اپنے حواس میں ہے اور احکام شریعت کی پابندی برقرار ہے) ؟ تو اس نے جواب دیا کہ میرے بیٹے کی مصیبت آئی ہے میری حیا تو باقی ہے وہ تو قتل نہیں ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے فرمایا تیرے بیٹوں کو دو شہیدوں کے برابر ثواب ملے گا، اس نے پوچھا اے اللہ کے رسول وہ کیوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیونکہ اس کو اہل کتاب نے قتل کیا ہے۔ (٢)

حكم الألباني : ضعيف

(١) مجموع الفتاوی ١١٠/٢٢

(٢) سنن ابوداودکتاب الْجِهَادِ بَابُ فَضْلِ قِتَالِ الرُّومِ عَلَى غَيْرِهِمْ مِنَ الْأُمَمِ ٢٤٨٨

لہذا حیاء اور پردہ ایک ہی چیز کے دو نام ہیں، اگر حیاء نہیں تو پردہ کہاں اور اگر پردہ ہو گا تو حقیقی معنوں میں تو حیاء بھی ضروری ہو گی۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُهْلِكَ عَبْدًا نَزَعَ مِنْهُ الْحَيَاءَ فَإِذَا نَزَعَ مِنْهُ الْحَيَاءَ لَمْ تَلْقَهُ إِلَّا مَقِيتًا مُمْقَتًا

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کی ہلاکت کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے حیاء کو کھینچ لیتا ہے اور جب حیاء اس سے چھن جائے تو پھر اس کو عذاب میں لت پت اور معذب ہی پائے گا۔[۱]

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ لِكُلِّ دِينٍ خُلُقًا، وَخُلُقُ الْإِسْلَامِ الْحَيَاءُ

اور انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر دین کا کوئی نہ کوئی اخلاقی پہلو ہے اور اسلام کا اخلاقی پہلو حیاء ہے۔[۲]

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:الْحَيَاءُ مِنَ الْإِيمَانِ، وَالْإِيمَانُ فِي الْجَنَّةِ،وَالْبَذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ، وَالْجَفَاءُ فِي النَّارِ

ابی بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حیاء ایمان میں سے ہے اور ایمان جنت میں جانے کا سبب ہے، اور فحش گوئی بد اخلاقی ہے اور بد اخلاقی جہنم کا ایندھن ہے۔[۳]

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ،أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، وَهُوَ يَعِظُ أَخَاهُ فِي الحَيَاءِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:دَعْهُ فَإِنَّ الحَيَاءَ مِنَ الإِيمَانِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ایک مرتبہ) کسی انصاری صحابی کے پاس سے گذرے اور (ان کو دیکھا) کہ وہ اپنے بیٹے کو حیا کے بارے میں نصیحت کر رہے تھے (کہ شرمایہ نہ کرو) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے (شرم والی خصلت پر قائم) رہنے دو کیونکہ یہ بات شک سے بالاتر ہے کہ شرم ایمان کا حصہ ہے۔[۴]

أَبُو مَسْعُودٍ عُقْبَةُ، قَالَ:قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلاَمِ النُّبُوَّةِ، إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَافْعَلْ مَا شِئْتَ

ابو مسعود رضی اللہ عنہ عقبہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کلمات نبوت میں سے جو لوگوں نے پایا ہے یہ جملہ بھی ہے جب تمہیں حیا مانع نہ ہو تو جو دل میں آئے کر لو۔[۵]

---

[۱] تفسیرالقرطبی ۱۱۷/۴، فتح البیان فی مقاصدالقرآن ۲۶۹/۲

[۲] سنن ابن ماجه كِتَابُ الزُّهْدِ بَابُ الْحَيَاءِ ۴۱۸۱

[۳] سنن ابن ماجه كِتَابُ الزُّهْدِ بَابُ الْحَيَاءِ ۴۱۸۴ ،جامع ترمذی أَبْوَابُ البِرِّ وَالصِّلَةِ بَابُ مَا جَاءَ فِي الحَيَاءِ ۲۰۰۹، مسند احمد ۱۰۵۱۲

[۴] صحیح بخاری كِتَابُ الإِيمَانِ بَابٌ الحَيَاءُ مِنَ الإِيمَانِ ۲۴

[۵] صحیح بخاری كِتَابُ أَحَادِيثِ الأَنْبِيَاءِ بَابُ حَدِيثِ الغَارِ ۳۴۸۳

قَالَ النَّوَوِيُّ فِي الْأَرْبَعِينَ الْأَمْرُ فِيهِ لِلْإِبَاحَةِ أَيْ إِذَا أَرَدْتَ فِعْلَ شَيْءٍ فَإِنْ كَانَ مِمَّا لَا تَسْتَحِي إِذَا فَعَلْتَهُ مِنَ اللهِ وَلَا مِنَ النَّاسِ فَافْعَلْهُ وَإِلَّا فَلَا وَعَلَى هَذَا مَدَارُ الْإِسْلَامِ

امام نووی رحمہ اللہ اس حدیث پر تبصرہ فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ یہ حکم جائز کرنے کے لیے ہے یعنی جب تم کوئی کام کرنا چاہو تو اگر اس کام کی نوعیت ایسی ہے کہ اس کا انجام دیتے وقت تمہیں اللہ تعالیٰ سے شرم محسوس نہ ہو نہ لوگوں سے تو کرلو ورنہ مت کرو اور اسی پر اسلام کا دارومدار ہے۔ (۱)

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْحَيَاءُ وَالْإِيمَانُ قُرِنَا جَمِيعًا، فَإِذَا رُفِعَ أَحَدُهُمَا رُفِعَ الْآخَرُ

اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حیا اور ایمان دونوں جوڑے گئے ہیں اگر ان دونوں میں سے ایک اٹھ جائے تو دوسرا خود بخود اٹھ جاتا ہے (یعنی حیاء اور ایمان دونوں لازم وملزوم ہیں)۔ (۲)

وألقى عَنْ وجْهه قِناعَ الحياءِ

ایک ضرب المثل ہے اس نے اپنے چہرے سے حیاء کا لبادہ اتار دیا۔ (۳)

یعنی اس نے چہرے سے پردہ اتار دیا اور اس کی شرم وحیاء ختم ہوگئی۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اسْتَحْيُوا مِنَ اللهِ حَقَّ الْحَيَاءِ مَنِ اسْتَحْيَا مِنَ اللهِ حَقَّ الْحَيَاءِ، فَلْيَحْفَظِ الرَّأْسَ وَمَا حَوَى، وَالْبَطْنَ وَمَا وَعَى، وَلْيَذْكُرِ الْمَوْتَ وَالْبِلَى، وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ تَرَكَ زِينَةَ الدُّنْيَا

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سے حیا کرو جس طرح حیا کرنے کا حق ہے جو اللہ تعالیٰ سے حیا کرتا ہے جس طرح کرنے کا حق ہے تو اس نے اپنے سر کو اور جو کچھ اس میں ہے اور پیٹ کو اور جس کو وہ گھیرے ہوئے ہے محفوظ کرلیا اور جو موت اور (اس کے بعد) بوسیدہ ہونے کو یاد کرے اور آخرت کا ارادہ کرے وہ دنیا کی زندگانی کی زینت کو ترک کر دیتا ہے۔ (۴)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَدْخُلُ بَيْتِي الَّذِي دُفِنَ فِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبِي فَأَضَعُ ثَوْبِي، وَأَقُولُ إِنَّمَا هُوَ زَوْجِي وَأَبِي، فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ مَعَهُمْ فَوَاللهِ مَا دَخَلْتُهُ إِلَّا وَأَنَا مَشْدُودَةٌ عَلَيَّ ثِيَابِي، حَيَاءً مِنْ عُمَرَ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے میں اپنے گھر میں داخل ہوتی تھی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور میرے والد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ مدفون ہیں تو میں اپنے پردے کے کپڑے رکھ دیتی تھی اور کہتی تھی کہ یہاں تو صرف میرے شوہر اور میرے والد ہی تو مدفون ہیں لیکن جب

---

(۱) فتح الباری ۱۰٫۵۲۳

(۲) مستدرک حاکم ۵۸

(۳) لسان العرب ۸٫۳۰۰

(۴) الجامع الصغیروزیادته ۹۳۷، حلية الأولياء وطبقات الأصفياء ۴٫۲۰۹، شرح السنة للبغوى ۴۰۳۳، مصنف ابن ابی شیبة ۳۴۳۲۰

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو دفن کیا گیا تو اللہ کی قسم! میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے شرم وحیا کرتے ہوئے بدن پر اپنے کپڑوں کو خوب لپیٹ کر رکھتی تھی۔ (١)

چنانچہ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

فَلَا وَاللهِ مَا فِي الْعَيْشِ خَيْرٌ　　وَلَا الدُّنْيَا إِذَا ذَهَبَ الْحَيَاءُ

جس دنیا اور زندگی میں حیا نہ ہو اللہ کی قسم! اس میں کوئی خیر نہیں

يَعِيشُ الْمَرْءُ مَا اسْتَحْيَا بِخَيْرٍ　　وَيَبْقَى الْعُودُ مَا بَقِيَ اللِّحَاءُ

آدمی خیر کی زندگی اس وقت تک گزارتا ہے جب تک باحیا رہے　　اور لکڑی بھی (تروتازہ) اس وقت تک رہتی ہے جب تک اس کا چھلکا اس پر رہے۔ (٢)

ایک شاعر نے کہا۔

إني كأني أرى من لا حياءَ لهُ　　ولا أمانةَ بين الناسِ عُريانا

میں دیکھتا ہوں کہ جو باحیا اور امانتدار نہیں　　وہ گویا کہ لوگوں کے درمیان ننگا ہے۔ (٣)

پردہ جہاں حیا اور ایمان کی دلیل ہے وہاں غیرت مندی کی بھی دلیل ہے۔

قال عليٌّ رضي الله عنه:بَلَغَني أن نِسَاءَكُمْ يُزَاحِمْنَ الْعُلُوجَ - أي الرجال الكفار من العَجَم في الأَسْوَاقِ , ألاتَغَارُونَ؟إِنَّهُ لَا خَيْرَ فيمَنْ لَا يَغَارُ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے خبر ملی ہے کہ تمہاری عورتیں کفار مردوں کے ساتھ (جو کہ عجم سے ہیں) بازاروں میں بھیڑ کرتی ہیں کیا تمہیں غیرت نہیں آتی بلاشبہ اس میں کوئی خیر نہیں ہیں جو غیرت مند نہ ہو۔ (٤)

اذارحلت الْغَيْرَةِ من القلب ترحلت المحبة بل ترحل الدين كله

اور علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب دل سے غیرت چلی جائے تو پھر محبت رخصت ہو جاتی ہے بلکہ پورا دین رخصت ہو جاتا ہے۔

مولانا حمید الدین فراہی کے رہنما اور استاد مولانا شبلی نعمانی چہرے کے پردے کے وجوب اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں پردے کے متعلق تمام دنیا میں مسلمانوں کو جو طریق عمل رہا ہے وہ یہ تھا کہ کبھی کسی زمانہ میں عورتیں بغیر برقع اور نقاب کے باہر نہیں نکلتی تھیں اور نامحرموں سے ہمیشہ چھپاتی تھیں یہاں تک کہ یہ امر معاشرت کا سب سے مقدم مسئلہ بن گیا تھا۔ (٥)

---

(١) مسند احمد ٢٥٦٦٠، مستدرک حاکم ٦٧٢١

(٢) ادب الدنیا والدین ٢٤٨/١،روضة العقلاء ونزهة الفضلاء٥٧/١،الآداب الشرعية والمنح المرعية٢٢٧/٢

(٣) دیوان المعانی١٣٩/١

(٤) أرشيف ملتقى أهل التفسير باب فضائل الحجاب

(٥) چہرے کا پردہ ٦٧

وكذاعادة بلاداندلس لايظهر من المراة الاعينهاالواحدة

علامہ ابوالحیان اندلس میں مسلمان خواتین کے پردے کی کیفیت ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں بلاد اندلس میں مسلمان خواتین اس طرح پردہ کرتی ہیں کہ ایک آنکھ کے سوا ان کے جسم کا کوئی حصہ کھلا نہیں ہوتا۔

قاری حکیم محمد حمید الدین سنبھلی ۱۹۳۴ء میں اپنے سفرنامہ حج کے صفحہ ۷۹،۸۷ پر تحریر فرماتے ہیں تمام بدن پر (بجائے کپڑے کے) اس کی دھجیاں (ہوتیں) یعنی برہنہ یا یا مثل برہنہ کے لیکن جوان عورتیں نقاب و برقع میں ضرور ہوتیں گو کہ کیسا ہی خستہ و بوسیدہ نقاب و برقع ہوتا (اور چہرہ اس طرح چھپا ہوتا کہ) ہم نے کسی جوان العمر عورت کی کہیں شکل تک نہیں دیکھی۔

قال أمرنا بقتلك قالت هذا أهون علي فنزلت فشدت درعها من تحت قدميها وكميها على أطراف أصابعها وخمارها فما رئي من جسدهاشئ

تاریخ دمشق میں عبدہ بنت عبداللہ کے ترجمہ میں ہے جب حکومت عباسیہ کا نمائندہ ان کے پاس آیا اور کہا کہ ہمیں تمہارے قتل کا حکم دیا گیا ہے تو عبدہ نے فرمایا یہ میرے لیے بہت معمولی بات ہے (انتظار کرو) انہوں نے اپنی قمیص قدموں کے نیچے سے باندھ لی اور آستینوں سے اپنی انگلیوں کے کونوں تک کو چھپا لیا پھر پوری چادر اس طرح لپیٹ لی کہ (دوران حد) ان کے بدن کا کوئی حصہ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔[1]

اور پردہ کی حکمت اور اس کے فائدے کا بیان فرمایا کہ اگر یہ پردہ نہیں کریں گی تو بسا اوقات ان کے بارے میں کوئی شخص اس وہم میں مبتلا ہوسکتا ہے کہ یہ پاک باز عورتیں نہیں ہیں اور کوئی بدکردار، اوباش شخص جس کے دل میں مرض ہے آگے بڑھ کر تعرض کر کے ان کو تکلیف پہنچائے گا، ان کی اہانت بھی ہوسکتی ہے، اور اگر پردہ کریں گی تو ہر دیکھنے والا یہ جان لے کہ وہ خاندانی، شریف، باحیا اور باعصمت عورتیں ہیں اس طرح وہ چھیڑ خانی سے محفوظ رہیں گی، اگر تم اپنے طرز عمل کی اصلاح کرلو گی اور جان بوجھ کر اس کی خلاف ورزی نہیں کرو گی تو اللہ اپنی رحمت سے تمہاری دور جاہلیت کی غلطیاں معاف فرمادے گا۔

آج کل کے نام نہاد روشن خیال محققین کہتے ہیں کہ آیت مبارکہ

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ قُل لِّأَزۡوَٰجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ يُدۡنِينَ عَلَيۡهِنَّ مِن جَلَٰبِيبِهِنَّ ...[2]

"اے نبی ﷺ! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو لٹکا لیا کریں۔" میں (چہرے کے پردے کا) جو حکم دیا گیا ہے وہ وقتی تدبیر اور عارضی حکم ہے جیسا کہ قرآن کے سیاق وسباق سے ظاہر ہوتا ہے۔

چنانچہ مولانا امین احسن اصلاحی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

---

[1] تاریخ دمشق لابن عساکر ۲۶۳/۶۹

[2] الاحزاب ۵۹

...ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ... [۱]

ترجمہ: یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے تاکہ وہ پہچان لی جائیں اور نہ ستائی جائیں۔

اس ٹکڑے سے کسی کو یہ غلط فہمی نہ ہو کہ یہ ایک وقتی تدبیر تھی جو اشرار کے شر سے مسلمان خواتین کو محفوظ رکھنے کے لیے اختیار کی گئی اور اب اس کی ضرورت باقی نہیں رہی، اول تو احکام جتنے بھی نازل ہوئے ہیں سب محرکات کے تحت ہی نازل ہوئے ہیں لیکن اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ وہ محرکات نہ ہوں تو وہ احکام کالعدم ہو جائیں، دوسرے یہ کہ جن حالات میں یہ حکم دیا گیا تھا کیا کوئی ذی ہوش یہ دعوی کرسکتا ہے کہ اس زمانے میں حالات کل کی نسبت ہزار درجہ زیادہ خراب ہیں البتہ حیا اور عفت کے وہ تصورات معدوم ہو گئے جن کی تعلیم قرآن نے دی تھی۔ [۲]

عورت کے پردے کے بارے میں سعودی کبار علماء کی کمیٹی کا فتوی ہے۔

يجب على المرأة ستر وجهها وكفيها عن الرجال الأجانب

عورت پر اجنبی مردوں سے اپنے چہرے اور ہاتھوں کو ڈھانپے رکھنا واجب ہے۔ [۳]

الشیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز رحمہ اللہ کا فتوی ہے۔

احتجاب المرأة المسلمة عن الرجال الأجانب وتغطية وجهها وسائر مفاتنها أمر واجب دل على وجوبه الكتاب والسنة وإجماع السلف الصالح

مسلم خاتون کا اجنبی مردوں سے پردہ کرنا اور اپنے چہرے کو ڈھانپے رکھنا ایک امر واجب ہے اس کے وجوب پر قرآن، حدیث اور سلف صالحین کا اجماع دال ہے۔ [۴]

فضیلۃ الشیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کا فتوی ہے۔

النصوص الشرعية والمعقولات العقلية كلهاتدل على وجوب سترالمراة وجهها

تمام شرعی دلائل اور عقلی شہادتیں عورت کے چہرے کے پردے کے وجوب پر دال ہیں۔ [۵]

ان مذکورہ دلائل و براہین کو پڑھنے کے بعد بھی کوئی انکار کرتا ہے تو اس کے انکار پر یہی کہا جا سکتا ہے۔

قد تُنْكِرُ العينُ ضوءَ الشمسِ مِنْ رَمَدٍ　　　ويُنكِرُ الفَمُ طَعْمَ الماءِ مِنْ سَقَمِ

آنکھ میں جب گرد ہو تو سورج کی روشنی دیکھنے سے وہ انکار کر دیتی ہے　　　اور بسا اوقات بیماری کی وجہ سے منہ کا ذائقہ خراب ہوتا ہے تو پانی

---

[۱] الاحزاب ۵۹

[۲] تدبر القرآن ۶/۲۷۰

[۳] فتاوی اللجنة الدائمة ۱۷/۱۵۳

[۴] مجموع فتاوی ابن باز ۴/۲۵۴

[۵] دروس وفتاوی فی الحرم المکی ۲۸۳

بھی کڑوا لگتا ہے۔

اور قرآن وسنت رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کوئی بھی روشن دلائل نہیں ہو سکتے، اس کے انکار کرنے والوں کے لیے شاعر نے کہا۔

وَلَيْسَ يَصِحُّ فِي الْأَذْهَانِ شَيْءٌ   إِذَا احْتَاجَ النَّهَارُ إِلَى دَلِيلِ

جب (سورج چڑھا ہوا ہو) دن نکلا ہو تو اس کے لیے بھی دلیل مانگی جائے کہ کیا دلیل ہے تو پھر اس کے دماغ کے صحت بارے کیا ریمارکس جاری کیے جائیں

بوقت ضرورت گھروں سے نکلنے کی اجازت:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتْ: {يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ}[1]، خَرَجَ نِسَاءُ الْأَنْصَارِ كَأَنَّ عَلَى رُءُوسِهِنَّ الْغِرْبَانَ مِنَ الأَكْسِيَةِ

پردہ کا حکم نازل ہو چکا تھا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب عورتوں کے متعلق یہ حکم نازل ہو" وہ اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکا لیا کریں۔" تو اس کے بعد انصار کی عورتیں جب گھر سے باہر نکلتی تو اسے لگتا تھا کہ ان کے سروں پر کوے بیٹھے ہوں، ان سیاہ چادروں کی وجہ سے جو وہ اپنے سروں پر اوڑھنے لگی تھیں۔[2]

أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَقُولُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: احْجُبْ نِسَاءَكَ، قَالَتْ: فَلَمْ يَفْعَلْ،وَكَانَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجْنَ لَيْلًا إِلَى لَيْلٍ قِبَلَ الْمَنَاصِعِ،فَخَرَجَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ، وَكَانَتِ امْرَأَةً طَوِيلَةً، فَرَآهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ فِي الْمَجْلِسِ، فَقَالَ: عَرَفْتُكِ يَا سَوْدَةُ،قَالَ: يَا سَوْدَةُ، وَاللهِ مَا تَخْفَيْنَ عَلَيْنَا، فَانْظُرِي كَيْفَ تَخْرُجِينَ،قَالَتْ: فَانْكَفَأَتْ رَاجِعَةً وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي وَإِنَّهُ لَيَتَعَشَّى وَفِي يَدِهِ عَرْقٌ، فَدَخَلَتْ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي خَرَجْتُ، فَقَالَ لِي عُمَرُ: كَذَا وَكَذَا،قَالَتْ: فَأُوحِيَ إِلَيْهِ، ثُمَّ رُفِعَ عَنْهُ وَإِنَّ الْعَرْقَ فِي يَدِهِ مَا وَضَعَهُ، فَقَالَ:إِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِحَاجَتِكُنَّ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے مگر (جذبہ احترام رسول کے تحت) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کرتے تھے کہ آپ ازواج مطہرات کا پردہ کرائیں، اور رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو پردے کا حکم نہیں دیا تھا، اور ان دنوں میں گھروں کے اندر قضائے حاجت کا بندوبست نہ ہوتا تھا اس لئے امہات المومنین سورج غروب ہونے کے بعد قضائے حاجت کے لئے باہر چلی جاتی تھیں، ایک مرتبہ ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا جو لمبے قد اور بھاری جثہ کی عورت تھیں رات کو قضائے حاجت کے لئے اپنے حجرے سے نکلیں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جو اس وقت کسی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے انہیں دیکھ کر پہچان لیا اور کہنے لگے اے سودہ رضی اللہ عنہا! اللہ کی قسم تم ہم سے چھپ نہیں سکتیں ،دیکھو تم کس طرح نکلتی ہو، ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا کو یہ بات ناگوار گزری اس لئے شکایت کرنے کے لئے ضرورت سے لوٹ کر رسول

[1] الأحزاب: 59

[2] سنن ابوداودكتاب اللباس بَابٌ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ۴۱۰۱

اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں رسول اللہ ﷺ اس وقت میرے حجرے میں کھانا تناول فرما رہے تھے اور اس وقت آپ کے ہاتھ میں ایک ہڈی تھی، ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اپنے کسی کام سے باہر گئی تھی اور (مجھے دیکھ کر) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے اس طرح کہا، ابھی ان کی بات ختم ہی ہوئی تھی کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہونے لگی، کچھ دیر بعد جب وحی کی کیفیت دور ہوئی، اور ہڈی ابھی تک رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں تھی، آپ ﷺ نے فرمایا اللہ نے تمہیں اپنے کام سے باہر نکلنے کی اجازت دے دی ہے[1]

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ

(لوگو) تمہارے مردوں میں کسی کے باپ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہیں لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں،

وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝۴۰ (الاحزاب ۴۰)

اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا (بخوبی) جاننے والا ہے ۔

ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کا ہونا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے خلاف پروپیگنڈے کا ایک طوفان یکلخت اٹھ کھڑا ہوا، مشرکین اور منافقین آپ ﷺ کی پے در پے کامیابیوں سے جلے بیٹھے تھے، غزوہ احد کے بعد غزوہ احزاب اور غزوہ بنی قریظہ تک دو سال کی مدت میں جس طرح وہ زک پر زک اٹھاتے چلے گئے تھے اس کی وجہ سے ان کے دلوں میں آگ سلگ رہی تھی، وہ اس بات سے بھی مایوس ہو چکے تھے کہ اب وہ کھلے میدان میں لڑ کر کبھی آپ ﷺ کو زیر کر سکیں گے، اس لئے انہوں نے اس نکاح کے معاملے کو اپنے لئے ایک خداداد موقع سمجھا اور خیال کیا کہ اب ہم محمد ﷺ کی اس اخلاقی برتری کو ختم کر سکیں گے جو ان کی طاقت اور ان کی کامیابیوں کا اصل راز ہے، چنانچہ یہ افسانے تراشے گئے کہ (معاذ اللہ)

إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ زيدا ذات يوم الحاجة فَأَبْصَرَ زَيْنَبَ قَائِمَةً فِي دِرْعٍ وَخِمَارٍ وَكَانَتْ بَيْضَاءَ جَمِيلَةً ذَاتَ خَلْقٍ مِنْ أَتَمِّ نِسَاءِ قُرَيْشٍ فَوَقَعَتْ فِي نَفْسِهِ وَأَعْجَبَهُ حُسْنُهَا، فَقَالَ: سُبْحَانَ اللهِ مُقَلِّبِ الْقُلُوبِ، وَانْصَرَفَ، فَلَمَّا جَاءَ زَيْدٌ ذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ، فَفَطِنَ زَيْدٌ فَأُلْقِيَ فِي نَفْسِ زَيْدٍ كَرَاهِيَتُهَا فِي الْوَقْتِ فَأَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُفَارِقَ صَاحِبَتِي، قَالَ: ما لك أرا بك مِنْهَا شَيْءٌ؟ قَالَ: لَا وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ مَا رَأَيْتُ منها إلا خَيْرًا، وَلٰكِنَّهَا تَتَعَظَّمُ عَلَيَّ لِشَرَفِهَا وَتُؤْذِينِي بِلِسَانِهَا

رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ زید رضی اللہ عنہ کے گھر میں تشریف لے گئے تو زینب رضی اللہ عنہا جو ایک خوبصورت عورت تھی دوپٹہ لئے بیٹھی تھیں، آپ ﷺ کی نگاہ اس پر پڑ گئی بس ایک ہی نگاہ میں دل ایسا بے قابو ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے منہ سے بھی بے ساختہ یہ الفاظ نکل گئے

[1] صحیح بخاری کتاب الاستذان بَابُ آيَةِ الحِجَابِ ۶۲۴۰ ،وکتاب التفسیرسورۃ الاحزاب بَابُ قَوْلِهِ لاَ تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ ۴۷۹۵، صحیح مسلم کتاب السلام بَابُ إِبَاحَةِ الْخُرُوجِ لِلنِّسَاءِ لِقَضَاءِ حَاجَةِ الْإِنْسَانِ۵۶۶۸

کہ یعنی اللہ پاک ہے دلوں کے پھیرنے والے، یہ کہہ کر آپ ﷺ واپس لوٹ گئے، جب زید رضی اللہ عنہ (ان کا خاوند) آیا تو زینب رضی اللہ عنہا نے اس سے یہ واقعہ ذکر کیا اور یہ سن کر اس کے دل میں زینب کی طرف سے کچھ کراہت سی پیدا ہوگئی اور اس نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دینے کا منشا ظاہر کیا، رسول اللہ ﷺ نے زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا کیا تجھے اس کی کوئی بات ناپسند آئی ہے؟ زید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے اس میں سوا بھلائی کے اور کچھ نہیں پایا لیکن وہ اپنی خاندانی شرافت کی وجہ سے مجھ پر علو رکھتی ہے اور مجھے کمینہ جانتی ہے اور زبان کی بگوئی سے مجھے ایذا دیتی ہے (یعنی زید رضی اللہ عنہ نے ناچاتی اور طلاق تک نوبت پہنچنے کے اسباب خود ہی بتلائے ہیں)۔ [1]

حالانکہ مخالفین کی یہ بات صریحاً لغو تھی، تفسیر خازن میں لکھا ہے

هذا إقدام عظيم من قائله وقلة معرفة بحق النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وبفضله وكيف يقال رآها فأعجبته وهي بنت عمته ولم يزل يراها منذ ولدت ولا كان النساء يحتجبن منه صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وهو زوجها لزيد، فلا يشك في تنزيه النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عن أن يأمر زيدا بإمساكها، وهو يحب تطليقه إياها

ایسا کہنے والے نے نبی کریم ﷺ کی شان پر بہت بڑا حملہ کیا ہے بھلا یہ کیوں کر کوئی کہہ سکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس کو اب دیکھا ہو حالانکہ زینب رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی پھوپھی زاد تھیں بچپن سے جوانی تک ان کی ساری عمر آپ کے سامنے گزری تھی، کسی وقت ان کو دیکھ کر عاشق ہو جانے کا سوال ہی کہاں پیدا ہوتا تھا اس وقت چونکہ پردہ کا حکم بھی نہ تھا اس لئے عورتیں آپ سے چھپا بھی نہ کرتی تھیں پھر آپ ﷺ نے خود بااصرار زید رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح کرایا تھا (ان کا سارا خاندان اس نکاح پر راضی نہ تھا کہ قریش کے اتنے اونچے گھرانے کی لڑکی ایک آزاد کردہ غلام سے بیاہی جائے، خود ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا بھی اس رشتے سے ناخوش تھیں مگر سب رسول اللہ ﷺ کے حکم سے مجبور ہو گئے ،اور زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کی شادی کر کے عرب میں اس امر کی پہلی مثال پیش کر دی گئی کہ اسلام ایک آزاد کردہ غلام کو اٹھا کر شرفائے قریش کے برابر لے آیا ہے) پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ آپ بظاہر تو زید رضی اللہ عنہ کو سمجھا دیں کہ اسے مت چھوڑ اور دل میں اس کی طلاق کی خواہش ہو۔ [2] اگر فی الواقع نبی کریم ﷺ کا کوئی میلان زینب رضی اللہ عنہا کی جانب ہوتا تو زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی آپ ﷺ خود ان سے نکاح کر سکتے تھے جب وہ سترہ برس کی دوشیزہ تھیں، لیکن بے حیا مخالفین نے اس سارے حقائق کے موجود ہوتے یہ عشق کے افسانے تصنیف کیے، خوب نمک مرچ لگا لگا کر ان کو پھیلایا اور اس پروپیگنڈے کا صور اس زور سے پھونکا کہ خود مسلمانوں کے اندر بھی ان کی گھڑی ہوئی روایات پھیل گئیں،

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: وَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا تَزَوَّجَهَاقَالُوا: تَزَوَّجَ حَلِيلَةَ ابْنِهِ،فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى {مَا كَانَ

---

[1] معالم التنزيل في تفسير القرآن = تفسير البغوي۳/۶۴۱،تفسیرالخازن۔ لباب التأويل في معاني التنزيل۳/۴۲۷،اللباب في علوم الكتاب۱۵/۵۵۳،السراج المنير في الإعانة على معرفة بعض معاني كلام ربنا الحكيم الخبير۳/۲۴۹

[2] تفسیرالخازن۔ لباب التأويل في معاني التنزيل۳/۴۲۷

مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ}

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب رضی اللہ عنہا سے شادی کرلی تو لوگ کہنے لگے کہ اپنے بیٹے کی بیوی سے شادی کرلی ہے تو اللہ تعالیٰ نے (مسلمانوں کو مخالفین کی اس مہم کے اثرات سے بچانے،ان کے پھیلائے ہوئے شکوک وشبہات سے محفوظ کرنے اور انہیں مطمئن کرنے کے لئے) یہ آیت نازل فرمائی '' محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔''[1] آپ کے ہاں بیٹے پیدا ہوئے مگر سب بچپن میں ہی فوت ہو گئے،زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ تو متبنیٰ تھا وہ محمد بن عبداللہ کا بیٹا ہی کب تھا کہ اس کی مطلقہ سے نکاح حرام ہوتا؟یہود کا دوسرا اعتراض تھا کہ اگر منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹا نہیں ہے تب بھی اس کی چھوڑی ہوئی عورت سے نکاح کر لینا کچھ ضروری تو نہ تھا،اس کے جواب میں فرمایا گیا

...وَلَكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ..[2]

مگر وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔

یعنی رسول ہونے کی حیثیت سے ان پر یہ فرض عائد ہوتا تھا کہ جس حلال چیز کو تمہاری رسموں نے خواہ مخواہ حرام کر رکھا ہے اس کے بارے میں تمام تعصّبات کا خاتمہ کر دیں اور اس کی حلت کے معاملے میں کسی شک وشبہ کی گنجائش باقی نہ رہنے دیں پھر مزید تاکید کے لئے فرمایا اور وہ خاتم النبیین ہیں یعنی ان کے بعد کوئی رسول تو در کنار کوئی نبی تک آنے والا نہیں ہے کہ اگر قانون اور معاشرے کی کوئی اصلاح ان کے زمانے میں نافذ ہونے سے رہ جائے تو بعد کا آنے والا نبی یہ کسر پوری کر دے،لہذا یہ اور بھی ضروری ہوگیا تھا کہ اس رسم جاہلیت کا خاتمہ وہ خود ہی کر کے جائیں،

عَنْ الطُّفَيْلِ بْنِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ أَبِيهِ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَثَلِي فِي النَّبِيِّينَ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى دَارًا فَأَحْسَنَهَا، وَأَكْمَلَهَا، وَتَرَكَ فِيهَا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ لَمْ يَضَعْهَا فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِالْبُنْيَانِ وَيَعْجَبُونَ مِنْهُ وَيَقُولُونَ: لَوْ تَمَّ مَوْضِعُ هَذِهِ اللبِنَةِ، فَأَنَا فِي النَّبِيِّينَ مَوْضِعُ تِلْكَ اللبِنَةِ

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نبیوں میں میری مثال اس شخص کی مثال کی طرح ہے جس نے ایک گھر بنایا اسے بہت ہی خوب صورت اور مکمل بنایا اور اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی اور اسے وہاں نہ رکھا،لوگوں نے اس گھر کو دیکھنے کے لیے تانتا باندھ لیا اور وہ اس کی خوب صورتی پر تعجب کرنے لگے اور کہنے لگے اگر اس اینٹ کی جگہ بھی مکمل ہوجاتی تو کیا خوب تھا تو نبیوں میں اس اینٹ کی جگہ میں ہوں۔[3]

اس کے بعد مزید زور دیتے ہوئے فرمایا گیا اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے یعنی اللہ کو معلوم ہے کہ اس وقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں اس رسم

---

[1] جامع ترمذی ابواب تفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ الأَحْزَابِ۳۲۰۷

[2] ۔الاحزاب۴۰

[3] مسنداحمد۲۱۲۴۳،جامع ترمذی أَبْوَابُ الْمَنَاقِبِ بَابٌ فِي فَضْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۳۶۱۳

جاہلیت کو ختم کرا دینا کیوں ضروری تھا اور ایسا نہ کرنے میں کیا قباحت تھی۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًا ﴿۴۱﴾ وَّ سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِیْلًا ﴿۴۲﴾

مسلمانوں اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت زیادہ کیا کرو اور صبح شام اس کی پاکیزگی بیان کرو، وہی ہے جو تم پر رحمتیں بھیجتا ہے

هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْكُمْ وَ مَلٰٓىِٕكَتُهٗ لِیُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ

اور اس کے فرشتے (تمہارے لیے دعائے رحمت کرتے ہیں) تاکہ وہ تمہیں اندھیروں سے اجالے کی طرف لے جائے

وَ كَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا ﴿۴۳﴾ تَحِیَّتُهُمْ یَوْمَ یَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۚۖ

اور اللہ تعالیٰ مومنوں پر بہت ہی مہربان ہے، جس دن یہ (اللہ سے) ملاقات کریں گے ان کا تحفہ سلام ہوگا،

وَ اَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِیْمًا ﴿۴۴﴾ (الاحزاب ۴۱ تا ۴۴)

ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے باعزت اجر تیار کر رکھا ہے۔

مسلمانوں کو تلقین فرمائی کہ جب ہر طرف سے دشمنوں کی طرف سے اللہ کے رسول ﷺ کی ذات پر طعن و تشنیع کی بوچھاڑ ہو رہی ہو، اللہ کے رسول ﷺ کی ذات کو ہدف بنا کر اللہ کے دین کو زک پہنچانے کے لئے پروپیگنڈے کا طوفان کھڑا کیا جا رہا ہو تو ان خرافات کو اطمینان سے سننے، دشمنوں کے پھیلائے ہوئے شکوک و شبہات میں مبتلا ہونے کے بجائے عام دنوں سے بڑھ کر اللہ کی تہلیل و تحمید اور تسبیح و تکبیر بیان کرو تاکہ تم اللہ کا تقرب حاصل کر سکو،

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلاَ أُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ أَعْمَالِكُمْ وَأَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيكِكُمْ وَأَرْفَعِهَا فِي دَرَجَاتِكُمْ وَخَيْرٌ لَكُمْ مِنْ إِنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالوَرِقِ،وَخَيْرٌ لَكُمْ مِنْ أَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوا أَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوا أَعْنَاقَكُمْ؟قَالُوا: بَلَى،قَالَ: ذِكْرُ اللهِ تَعَالَى،قَالَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ: مَا شَيْءٌ أَنْجَى مِنْ عَذَابِ اللهِ مِنْ ذِكْرِ اللهِ

ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں سب عملوں سے بہتر عمل کی خبر نہ دوں؟ جو تمہارے مالک کو سب سے زیادہ پسند ہے، اور تمہارے درجات کو بلند کرنے والا اور اللہ کی راہ میں سونا اور چاندی خرچ کرنے سے بہتر ہے، اور اس سے بہتر ہے کہ تم اپنے دشمن سے ملو اور تم ان کی گردنیں مارو اور وہ تمہاری گردنیں ماریں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا ذکر الٰہی سے بڑھ کر کوئی چیز اللہ کے عذاب سے نجات دینے والی نہیں ہے۔ (۱)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ، قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْرَابِيَّانِ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا: مَنْ خَيْرُ الرِّجَالِ يَا مُحَمَّدُ؟قَالَ

---

(۱) جامع ترمذی ابواب الدعوات بَاب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الذِّكْرِ ۳۳۷۷،سنن ابن ماجه كتاب الادب بَابُ فَضْلِ الذِّكْرِ ۳۷۹۰

النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ طَالَ عُمْرُهُ، وَحَسُنَ عَمَلُهُ،وَقَالَ الْآخَرُ: إِنَّ شَرَائِعَ الْإِسْلَامِ قَدْ كَثُرَتْ عَلَيْنَا، فَبَابٌ نَتَمَسَّكُ بِهِ جَامِعٌ؟قَالَ:لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِنْ ذِكْرِ اللهِ

اور عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے دو اعرابی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان میں سے ایک نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! سب سے اچھا شخص کون ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لمبی عمر پائے اور اعمال صالحہ اختیار کرے، دوسرے نے پوچھا حضور اسلام کے احکام کو بہت سے ہیں آپ مجھے ان سب سے بہتر عمل فرمائیں جس سے میں چمٹ جاؤں (یعنی جسے میں اٹھتے، بیٹھتے اور کھاتے پیتے اور تنہائی وصحبت اور جوانی و پیری، صحت و بیماری اور سفر وحضر میں کرتا رہوں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر وقت اللہ کے ذکر سے اپنی زبان کو تر رکھ۔ (۱)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ:أَكْثِرُوا ذِكْرَ اللهِ حَتَّى يَقُولُوا: مَجْنُونٌ

اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر وقت اللہ کے ذکر میں مشغول رہو یہاں تک کہ لوگ تمہیں مجنون کہنے لگیں۔ (۲)

اور فضیلت کے حامل دونوں اوقات صبح وشام اس کی تسبیح بیان کرتے رہو، جیسے فرمایا

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ﴿۱۷﴾ (۳)

ترجمہ: پس تسبیح کرو اللہ کی جبکہ تم شام کرتے ہو اور جب صبح کرتے ہو۔

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ﴿۱۵۲﴾ (۴)

ترجمہ: لہٰذا تم مجھے یاد رکھو میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر ادا کرو کفرانِ نعمت نہ کرو۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَقُولُ اللهُ تَعَالَى: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي،وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي، فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي، وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَإٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَإٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ ،وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ بِشِبْرٍ تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا، وَإِنْ أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً

ابوہریرہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں، اور جب بھی وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوں، پس جب وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں، اور جب وہ مجھے مجلس میں یاد کرتا ہے تو اس سے بہتر فرشتوں کی مجلس میں یاد کرتا ہوں، اور اگر وہ مجھ سے ایک بالشت قریب آتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ

(۱) مسند احمد ۱۷۶۸۰، جامع ترمذی ابواب الدعوات بَاب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الذِّكْرِ ۳۳۷۵، سنن ابن ماجہ کتاب الادب بَابُ فَضْلِ الذِّكْرِ ۳۷۹۳

(۲) مسند احمد ۱۱۶۷۴

(۳) الروم ۱۷

(۴) البقرۃ ۱۵۲

قریب ہوجاتاہوں اور اگر وہ مجھ سے ایک ہاتھ قریب آتا ہے تو میں اس سے دو ہاتھ قریب ہوجاتاہوں، اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کے پاس دوڑ کر آجاتاہوں۔[۱] ذکر کی فضیلت اور رغبت دلانے کے لئے فرمایا وہی ہے جو تم پر رسول اللہ ﷺ کی بدولت جس کے ذریعے سے تمہیں ایمان کی دولت نصیب ہوئی ہے، جس کے ذریعے تم کفر و جاہلیت کی تاریکیوں سے نکل کر اسلام کی روشنی میں آئے ہو رحمت فرماتا ہے اور اس کے ملائکہ اللہ عزوجل کے حضور تمہارے لیے دعائے رحمت کرتے ہیں، جیسے فرمایا

اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ࣙالَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآىِٕهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ ۭ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَىِٕذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ۭ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝[۲]

ترجمہ: عرش الٰہی کے حامل فرشتے اور وہ جو عرش کے گرد و پیش حاضر رہتے ہیں، سب اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کر رہے ہیں، وہ اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان لانے والوں کے حق میں دعائے مغفرت کرتے ہیں (وہ کہتے ہیں) اے ہمارے رب! تو اپنی رحمت اور اپنے علم کے ساتھ ہر چیز پر چھایا ہوا ہے، پس معاف کر دے اور عذابِ دوزخ سے بچالے ان لوگوں کو جنہوں نے توبہ کی ہے اور تیرا راستہ اختیار کرلیا ہے، اے ہمارے رب! اور داخل کر ان کو ہمیشہ رہنے والی ان جنتوں میں جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور ان کے والدین، بیویوں اور اولاد میں سے جو صالح ہوں (جنت میں پہنچادے) تو بلاشبہ قادرِ مطلق اور حکیم ہے، اور بچادے ان کو برائیوں سے، جس کو تو نے قیامت کے دن برائیوں سے بچادیا اس پر تو نے بڑا رحم کیا یہی بڑی کامیابی ہے۔

چنانچہ وہ اپنی رحمت سے اپنے فرشتوں کی دعا کو قبول کر کے تمہیں کفر و شرک کی تاریکیوں سے نکال کر ہدایت و یقین کی روشنی میں نکال لاتا ہے اور وہ دنیا و آخرت میں مومنوں پر بہت مہربان ہے، مگر آخرت میں جو جلیل ترین رحمت اور افضل ترین ثواب عطا فرمائے گا اس کا کوئی تصور بھی نہیں کرسکتا، جس روز وہ اپنے رب سے ملیں گے تو خود اللہ تعالیٰ سلام علیکم کے ساتھ ان کا استقبال فرمائے گا جیسے فرمایا

سَلٰمٌ ۣ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ۝[۳]

ترجمہ: ربِّ رحیم کی طرف سے اِن کو سلام کہا گیا ہے۔

یا یہ کہ فرشتے ان کو سلام کہیں گے، جیسے فرمایا

[۱] صحیح بخاری کتاب التوحیدوالردالجھمیۃ بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى وَيُحَذِّرُكُمُ اللهُ نَفْسَهُ ۷۴۰۵،صحیح مسلم کتاب الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ وَالتَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ باب فضل الذکرودعاءٔ بَابُ الْحَثِّ عَلَى ذِكْرِ اللهِ تَعَالَى۶۸۰۵ ،سنن ابن ماجہ کتاب الادب بَابُ فَضْلِ الْعَمَلِ۳۸۲۲،جامع ترمذی ابواب الدعوات باب في حسن الظن بالله عزوجل۳۶۰۳،السنن الکبری للنسائی ۷۶۸۳،صحیح ابن حبان۸۱۱،شرح السنۃ للبغوی۱۲۵۱

[۲] المومن۷تا۹

[۳] یٰسین۵۸

الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۳۲ [1]

ترجمہ: ان متقیوں کو جن کی روحیں پاکیزگی کی حالت میں جب ملائکہ قبض کرتے ہیں تو کہتے ہیں سلام ہو تم پر، جاؤ جنت میں اپنے اعمال کے بدلے۔

یا یہ کہ خود ایک دوسرے کو سلام کریں گے،

دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۰ [2]

ترجمہ: وہاں ان کی صدا یہ ہوگی کہ پاک ہے تو اے اللہ! ان کی دعا یہ ہوگی کہ سلامتی ہو اور ان کی ہر بات کا خاتمہ اس پر ہوگا کہ ساری تعریف اللہ رب العالمین ہی کے لیے ہے۔

اور ان کے لیے اللہ وحدہ لاشریک نے بڑا باعزت اجر فراہم کر رکھا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۝۴۵

اے نبی! یقیناً ہم نے ہی آپ کو (رسول بنا کر) گواہیاں دینے والا، خوشخبری سنانے والا، آگاہ کرنے والا بھیجا ہے

وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا ۝۴۶ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ

،اور اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ، آپ مومنوں کو خوشخبری سنا دیجئے کہ ان کے لیے اللہ کی

فَضْلًا كَبِيْرًا ۝۴۷ وَ لَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ دَعْ اَذٰىهُمْ

طرف سے بڑا فضل ہے،اور کافروں اور منافقوں کا کہنا نہ مانیے! اور جو ایذاء (ان کی طرف سے پہنچے) اس کا خیال

وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝۴۸ (الاحزاب ۴۸،۴۵)

بھی نہ کیجئے، اور اللہ پر بھروسہ کیے رہیں، اور کافی ہے اللہ تعالیٰ کام بنانے والا۔

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو چند کلمات بطورِ تسکین ارشاد فرمائے اے نبی ﷺ! ہم نے تمہیں اپنی امت کا گواہ بنا کر بھیجا ہے تا کہ اللہ کا دین جن حقائق اور اصولوں پر مبنی ہے تم دنیا میں ان کی صداقت کے گواہ بن کر کھڑے ہو اور عملی طور پر اپنا اخلاق و کردار ایک نمونہ کے طور پر پیش کرو اور قیامت کے روز اللہ کی عدالت میں شہادت دو کہ تم نے اللہ کا پیغام پوری حق و صداقت کے ساتھ لوگوں تک پہنچا دیا تھا اور ان میں سے کون اللہ کے دین اسلام پر ایمان لایا تھا اور کس نے تکذیب کی تھی، اور اس کے ساتھ اللہ کے عطا کیے ہوئے یقینی علم کی بنیاد پر دیگر انبیاء کی گواہی دو کہ انہوں نے اپنی اپنی قوم کو اللہ کا پیغام بے کم و کاست پہنچا دیا تھا، جیسے فرمایا

---

[1] النحل ۳۲

[2] یونس ۱۰

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَاءِ شَهِيدًا ﴿٤١﴾ [1]

ترجمہ: پھر سوچو کہ اس وقت یہ کیا کریں گے جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور اِن لوگوں پر تمہیں (یعنی محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو) گواہ کی حیثیت سے کھڑا کریں گے۔

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا... ﴿١٤٣﴾ [2]

ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے تم مسلمانوں کو ایک امتِ وسط بنایا ہے تا کہ تم دنیا کے لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہو۔

اور جو دین اسلام پر ایمان لائیں انہیں اللہ احکم الحاکمین کی طرف سے مغفرت اور انواع واقسام کی لازوال نعمتوں بھری جنتوں کی بشارت دینے والا اور جو اس کی تکذیب کریں، اس دعوت حق کا راستہ روکنے کی کوشش کریں، اللہ کے دین میں نئی نئی باتیں گھڑ کر داخل کریں، اللہ تعالیٰ کی تعلیمات اور اس کے احکامات کی اپنی من مرضی کی تاویل کریں انہیں رب العالمین کی رحمت سے دوری اور جہنم کے ہولناک عذاب ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے، اللہ کے اذن سے قیامت تک دنیا کے تمام انسانوں وجنوں کی طرف دعوت حق دینے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے جس سے کفروشرک کی تاریکیوں دور ہوتی ہیں،

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، قَالَ: لَقِيتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ العَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قُلْتُ: أَخْبِرْنِي عَنْ صِفَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّوْرَاةِ؟قَالَ: أَجَلْ، وَاللهِ إِنَّهُ لَمَوْصُوفٌ فِي التَّوْرَاةِ بِبَعْضِ صِفَتِهِ فِي القُرْآنِ:يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا،وَحِرْزًا لِلْأُمِّيِّينَ، أَنْتَ عَبْدِي وَرَسُولِي، سَمَّيْتُكَ المتَوَكِّلَ لَيْسَ بِفَظٍّ وَلاَ غَلِيظٍ، وَلاَ سَخَّابٍ فِي الأَسْوَاقِ، وَلاَ يَدْفَعُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ، وَلَكِنْ يَعْفُو وَيَغْفِرُ وَلَنْ يَقْبِضَهُ اللهُ حَتَّى يُقِيمَ بِهِ المِلَّةَ العَوْجَاءَ، بِأَنْ يَقُولُوا: لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ ،وَيَفْتَحُ بِهَا أَعْيُنًا عُمْيًا، وَآذَانًا صُمًّا، وَقُلُوبًا غُلْفًا

عطا بن یسار رَحِمَہُ اللّٰہُ فرماتے ہیں میں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے پوچھا کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تورات میں کیا صفات بیان کی گئی ہیں؟ انہوں نے فرمایا ہاں! اللہ کی قسم! آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تورات میں بالکل بعض وہی صفات بیان کی گئی ہیں جو قرآن میں مذکور ہیں جیسے کہ اے نبی! ہم نے تمہیں گواہ، خوشخبری دینے والا، ڈرانے والا اور ان پڑھ قوم کی حفاظت کرنے والا بنا کر بھیجا ہے، تم میرے بندے اور رسول ہو میں نے تمہارا نام متوکل رکھا ہے، تم نہ بدخو ہو، نہ سخت دل اور نہ بازاروں میں شوروغل مچانے والے (اور تورات میں یہ بھی لکھا ہے کہ)، برائی کا بدلہ برائی سے نہیں لے گا بلکہ معاف اور درگزر کرے گا، اللہ تعالیٰ اس وقت تک اس کی روح قبض نہیں کرے گا جب تک ٹیڑھی شریعت کو اس سے سیدھی نہ کرا لے یعنی لوگ لاالٰہ الا اللہ نہ کہنے لگیں (یعنی ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کی شریعت جو پہلے بالکل سیدھی تھی لیکن پھر مشرکین عرب نے اس کو ٹیڑھا کر دیا) اور اس کے ذریعہ وہ اندھی آنکھوں کو بینا، بہرے کانوں کو شنوا اور پردہ پڑے ہوئے دلوں کے پردے کھول

[1] النساء ۴۱
[2] البقرة ۱۴۳

دے گا۔[۱]

وقال وهب بن منبه: إِنَّ اللهَ أَوْحَى إِلَى نَبِيٍّ مِنْ أَنْبِيَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ يُقَالُ لَهُ: شَعْيَاءُ -أَنْ قُمْ فِي قَوْمِكَ بَنِي إِسْرَائِيلَ، فَإِنِّي مَنْطِقٌ لِسَانَكَ بِوَحْيِي ،وَأَبْعَثُ أُمِّيًّا مِنَ الْأُمِّيِّينَ، أَبْعَثُهُ مُبَشِّرًا لَيْسَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِيظٍ وَلَا سَخَّابٍ فِي الْأَسْوَاقِ، لَوْ يَمُرُّ إِلَى جَنْبِ سِرَاجٍ لَمْ يُطْفِئْهُ، مِنْ سَكِينَتِهِ، وَلَوْ يَمْشِي عَلَى الْقَصَبِ لَمْ يُسْمَعْ مِنْ تَحْتِ قَدَمَيْهِ، أَبْعَثُهُ مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا، لَا يَقُولُ الْخَنَا، أَفْتَحُ بِهِ أَعْيُنًا كُمْهًا ، وَآذَانًا صُمًّا، وَقُلُوبًا غُلْفًا، أَسَدِّده لِكُلِّ أَمْرٍ جَمِيلٍ، وَأَهَبُ لَهُ كُلَّ خُلُقٍ كَرِيمٍ

اور وہب بن منبہ کہتے ہیں بنی اسرائیل کے ایک نبی شعیب علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی کہ اپنی قوم بنی اسرائیل میں کھڑے ہو جاؤ میں تمہاری زبان سے اپنی باتیں کہلواؤں گا اور میں امیوں میں سے ایک امی کو بھیجنے والا ہوں جو نہ بدخلق ہو گا نہ بدگو اور نہ بازاروں میں شور و غل کرنے والا ہو گا، وہ اس قدر سکون و امن کا حامل ہو گا کہ اگر چراغ کے پاس سے بھی گزر جائے گا تو وہ نہ بجھے گا اور اگر بانسوں پر بھی چلے گا تو پیروں کی چاپ معلوم نہ ہو گی، میں اسے خوشخبریاں سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجوں گا، جو حق گو ہو گا اور میں اس کی وجہ سے اندھی آنکھوں کو کھول دوں گا اور بہرے کانوں کو سننے والا کر دوں گا اور زنگ آلود دلوں کو صاف کر دوں گا، ہر بھلائی کی طرف اس کی رہبری کروں گا، ہر نیک خصلت اس میں موجود رکھوں گا

وَأَجْعَلُ السَّكِينَةَ لِبَاسَهُ،وَالْبِرَّ شِعَارَهُ،وَالتَّقْوَى ضَمِيرَهُ، وَالْحِكْمَةَ مَنْطِقَهُ، وَالصِّدْقَ وَالْوَفَاءَ طَبِيعَتَهُ، وَالْعَفْوَ وَالْمَعْرُوفَ خُلُقَهُ، وَالْحَقَّ شَرِيعَتَهُ، وَالْعَدْلَ سِيرَتَهُ، وَالْهُدَى إِمَامَهُ، وَالْإِسْلَامَ مِلَّتَهُ

اور دل جمعی اس کا لباس ہو گا، نیکی اس کا وطیرہ ہو گا اور تقویٰ اس کی ضمیر ہو گی، اور حکمت اس کی گویائی ہو گی، اور صدق و وفا اس کی عادت ہو گی، اور عفو و درگزر اس کا خلق ہو گا اور حق اس کی شریعت ہو گی، اور عدل اس کی سیرت ہو گی، اور ہدایت اس کی امام ہو گی، اور اسلام اس کا دین ہو گا

وَأَحْمَدَ اسْمَهُ،أَهْدِي بِهِ بَعْدَ الضَّلَالَةِ،وأعلِم بِهِ مِنَ الْجَهَالَةِ،وأَرْفَعُ بِهِ بَعْدَ الخمَالة،وَأُعْرَفُ بِهِ بَعْدَ النُّكْرَة،وَأُكْثِرُ بِهِ بَعْدَ الْقِلَّةِ وَأُغْنِي بِهِ بَعْدَ العَيلَة، وَأَجْمَعُ بِهِ بَعْدَ الْفُرْقَةِ ،وَأُؤَلِّفُ بِهِ بَيْنَ أُمَمٍ مُتَفرِّقَةٍ، وَقُلُوبٍ مُخْتَلِفَةٍ،وَأَهْوَاءٍ مُتَشَتَّتَةٍ،وَأَسْتَنْقِذُ بِهِ فِئَامًا مِنَ النَّاسِ عَظِيمًا مِنَ الهَلكة ،وَأَجْعَلُ أُمَّتَهُ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ،يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ، وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ، مُوَحِّدِينَ مُؤْمِنِينَ مُخْلِصِينَ، مُصَدِّقِينَ بِمَا جَاءَتْ بِهِ رُسُلِي، أُلْهِمُهُمُ التَّسْبِيحَ وَالتَّحْمِيدَ وَالثَّنَاءَ وَالتَّكْبِيرَ وَالتَّوْحِيدَ فِي مَسَاجِدِهِمْ وَمَجَالِسِهِمْ وَمَضَاجِعِهِمْ وَمُنْقَلَبِهِمْ وَمَثْوَاهُمْ يُصَلُّونَ لِي قِيَامًا وَقُعُودًا وَيُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ صُفُوفًا وَزُحُوفًا، وَيَخْرُجُونَ مِنْ دِيَارِهِمُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِي أُلُوفًا

اور اس کا نام احمد ہو گا، اس کے ذریعے سے میں گمراہوں کو ہدایت بخشوں گا اور اس کے ذریعے سے جاہلوں کو علماء بنا دوں گا اور تنزل والوں

[۱] صحیح بخاری کتاب البیوع بَابُ كَرَاهِيَةِ السَّخَبِ فِي السُّوقِ ۲۱۲۵، شعب الایمان ۱۳۴۵، شرح السنة للبغوی ۳۶۲۷

کو بام عروج پر پہنچا دوں گا اور انجانوں کو مشہور و معروف کر دوں گا اور اس کے ذریعے سے قلت کو کثرت تعداد سے، فقیری کو امیری سے، فرقت کو الفت سے اور اختلاف کو اتفاق سے بدل دوں گا مختلف اور متضاد دلوں کو متفق اور متحد کر دوں گا، اور جدا گانہ خواہشوں کو یکسو کر دوں گا اور اس کے ذریعے سے دنیا کو ہلاکت سے بچا لوں گا تمام امتوں سے اس کی امت کو اعلیٰ اور افضل بنا دوں گا وہ دنیا میں لوگوں کو فائدہ پہنچانے کے لئے پیدا کیے جائیں گے، وہ ہر نیکی کا حکم کریں گے اور برائی سے روکیں گے، وہ موحد ہوں گے مومن ہوں گے اخلاص والے ہوں گے رسولوں پر جو کچھ نازل ہوا ہے سب کو سچ ماننے والے ہوں گے، وہ اپنی مسجدوں، مجلسوں اور بستروں پر چلتے پھرتے، بیٹھتے اٹھتے میری تسبیح، حمد و ثنا اور بڑائی بیان کرتے رہیں گے، کھڑے اور بیٹھے نمازیں ادا کرتے رہیں گے، دشمنان الٰہی سے صفیں باندھ کر حملے کر کے جہاد کریں گے، ان میں سے ہزار ہا لوگ میری رضامندی کی جستجو میں اپنا گھر بار چھوڑ کر نکل کھڑے ہوں گے،

يُطَهِّرُونَ الْوُجُوهَ وَالْأَطْرَافَ، وَيُشِدُّونَ الثِّيَابَ فِي الْأَنْصَافِ، قُرْبَانُهُمْ دِمَاؤُهُمْ، وَأَنَاجِيلُهُمْ فِي صُدُورِهِمْ، رُهْبَانٌ بِاللَّيْلِ لُيُوثٌ بِالنَّهَارِ، وَأَجْعَلُ فِي أَهْلِ بَيْتِهِ وَذُرِّيَتِهِ السَّابِقِينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءَ وَالصَّالِحِينَ، أُمَّتُهُ مِنْ بَعْدِهِ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ، أُعِزُّ مَنْ نَصَرَهُمْ وَأُؤَيِّدُ مَنْ دَعَا لَهُمْ، وَأَجْعَلُ دَائِرَةَ السَّوْءِ عَلَى مَنْ خَالَفَهُمْ أَوْ بَغَى عَلَيْهِمْ أَوْ أَرَادَ أَنْ يَنْتَزِعَ شَيْئًا مِمَّا فِي أَيْدِيهِمْ، أَجْعَلُهُمْ وَرَثَةً لِنَبِيِّهِمْ، وَالدَّاعِيَةِ إِلَى رَبِّهِمْ، يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ ويؤتون الزَّكَاة وَيُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ، أختم بهم الخير الذي بَدْأَتِهِ بِأَوَّلِهِمْ، ذَلِكَ فَضْلِي أُوتِيهِ مَنْ أَشَاءُ، وأنا ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

وضو میں منہ ہاتھ دھویا کریں گے اور آدھی پنڈلی تک تہمد باندھیں گے، میری راہ میں قربانیاں دیں گے، ان کے سینوں میں میری کتاب ہوگی، وہ راتوں کو عابد اور دنوں میں مجاہد ہوں گے، میں اس نبی کی اہل بیت اور اولاد میں سبقت کرنے والے صدیق، شہید اور صالح لوگ پیدا کر دوں گا، اس کے بعد اس کی امت دنیا کو حق کی ہدایت کرے گی اور حق کے ساتھ عدل و انصاف کرے گی، ان کی امداد کرنے والوں کو میں عزت والا کروں گا اور ان کی طرف بلانے والوں کی مدد کروں گا اور ان کے مخالفین اور ان کے باغی اور ان کے بدخواہوں پر میں برے دن لاؤں گا، میں انہیں ان کے نبی ﷺ کے وارث کر دوں گا، جو لوگوں کو اپنے رب کی طرف دعوت دیں گے، نیکیوں کی باتیں بتائیں گے اور برائیوں سے روکیں گے اور نماز ادا کریں گے، زکوٰۃ دیں گے، وعدے پورے کریں گے اس خیر کو میں ان کے ہاتھوں پوری کروں گا جو ان سے شروع ہوئی تھی، یہ ہے میرا فضل جسے چاہوں دوں، اور میں بہت بڑے فضل و کرم کا مالک ہوں۔ [1]

یہ حدیث ضعیف ہے۔

اے نبی کریم ﷺ! ان لوگوں کو بشارت دے دو! جو تم پر ایمان لائے ہیں کہ ان کے لیے اللہ کی طرف سے بڑا اور جلیل القدر فضل ہے جس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا اور کفار و منافقین سے ہر گز نہ دبو! اور ان کی اذیت رسانی کی کچھ پروانہ کرو اور اپنے کام کی تکمیل اور دشمن کے خذلان میں اللہ وحدہ لاشریک پر بھروسہ کرو، اللہ ہی اس کے لیے کافی ہے کہ آدمی اپنے معاملات اس کے سپرد کر دے۔

[1] تفسیر ابن ابی حاتم ۱۴۷۵۸

لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّ الْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ

اگر (اب بھی) یہ منافق اور وہ جن کے دلوں میں بیماری ہے اور وہ لوگ جو مدینہ میں غلط افواہیں اڑانے والے ہیں

لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۶۰﴾

باز نہ آئے تو ہم آپ کو ان کی (تباہی) پر مسلط کر دیں گے پھر تو وہ چند دن ہی آپ کے ساتھ اس (شہر) میں رہ سکیں گے،

مَّلْعُوْنِيْنَ ۚ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَ قُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ﴿۶۱﴾ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ

ان پر پھٹکار برسائی گئی، جہاں بھی مل جائیں پکڑے جائیں اور خوب ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں، ان سے اگلوں نے بھی

خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿۶۲﴾ (الاحزاب ۶۰ تا ۶۲)

اللہ کا یہی دستور جاری رہا، اور تو اللہ کے دستور میں ہرگز ردو بدل نہیں پائے گا۔

چنانچہ منافقین اور ایسے لوگوں کو جو بد نیتی، آوارگی اور مجرمانہ ذہنیت کے حامل ہیں،

عن عكرمة في قوله: لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ، قال: هم الزناة

عکرمہ رحمہ اللہ نے آیت کریمہ ''اگر منافقین، اور وہ لوگ جن کے دلوں میں خرابی ہے۔'' کے بارے میں کہا ہے یہاں ان سے مراد زانی لوگ ہیں۔ (۱)

اور مسلمانوں میں گھبراہٹ پھیلانے اور ان کے حوصلے پست کرنے اور بدگمانیاں پیدا کرنے کے لئے آئے دن مدینہ منورہ پر حملہ آور ہونے کے لئے دشمنوں کے جمع ہونے یا مسلمانوں کے مغلوب ہونے اور ازواج مطہرات اور مومن عورتوں کی خانگی زندگی کے متعلق طرح طرح کے افسانے گھڑتے اور پھیلاتے تھے ان کو تنبیہ فرمائی کہ اگر وہ ان حرکتوں سے باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے استیصال کے لئے کھڑا کر دیں گے، انکو تسلط وغلبہ عطا کریں گے، اگر ہم نے یہ کام کیا تو ان لوگوں میں آپ سے مقابلہ کرنے اور بچنے کی قوت وطاقت نہ ہوگی، پھر وہ مدینہ منورہ میں چند دن ہی ٹھہر سکیں گے آپ انہیں قتل کر دیں گے یا شہر بدر کر دیں گے، پھر یہ لوگ جہاں بھی رہیں گے اللہ کی رحمت ان سے دور ہی ہوگی، انہیں امن حاصل ہوگا نہ قرار، انہیں ہمیشہ قتل قید اور عقوبتوں کا دھڑکا لگا رہے گا، اللہ کی ہمیشہ سے یہی سنت چلی آرہی ہے کہ اسلامی معاشرے میں اس طرح کے مفسدین کو کبھی پھلنے پھولنے کا موقعہ نہیں دیا جاتا اور اسے سخت سزا دی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے ازل سے جو ضابطہ مقرر فرما دیا ہے اس میں کوئی تغیر و تبدیلی نہیں ہوتی، جیسے فرمایا

... فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ﴿۴۳﴾ (۲)

---

(۱) تفسیر طبری ۳۲۷/۲۰

(۲) فاطر ۴۳

ترجمہ: تو تم اللہ کے طریقہ میں ہرگز کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے اور تم کبھی نہ دیکھو گے کہ اللہ کی سنت کو اس کے مقرّر راستے سے کوئی طاقت پھیر سکتی ہے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ

اے مومنو! جب تم مومن عورتوں سے نکاح کرو پھر ہاتھ لگانے سے پہلے (ہی) طلاق دے دو تو

مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ

ان پر تمہارا کوئی حق عدت کا نہیں جسے تم شمار کرو، پس تم کچھ نہ کچھ انہیں دے دو

وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۴۹﴾ (الاحزاب ۴۹)

اور بھلے طریق پر انہیں رخصت کر دو۔

نکاح کے بعد جو ان عورتوں کو جن سے خلوت ہو چکی ہو اور انہیں طلاق مل جائے تو ان کی عدت تین حیض ہیں،

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ... ﴿۲۲۸﴾ [1]

ترجمہ: جن عورتوں کو طلاق دی گئی ہو وہ تین مرتبہ ایامِ ماہواری آنے تک اپنے آپ کو روکے رکھیں۔

مگر انہی دنوں میں اس طرح کا کوئی واقعہ ہوا کہ کسی شخص نے نکاح کے بعد خلوت صحیحہ، مباشرت کرنے سے پہلے اپنی بیوی کو طلاق دے دی، اب مسئلہ یہ پیدا ہو گیا کہ اس عورت کو عدت گزارنی چاہیے یا نہیں اور اس کا حق المہر کیا ہو گا، چنانچہ اس اہم مسئلہ کی طرف رہنمائی فرمائی کہ اگر تم کسی مومن عورت سے نکاح کرو لیکن ان سے خلوت کرنے سے پہلے کسی وجہ سے طلاق دے دو تو اس عورت پر عدت لازم نہیں ہے کیونکہ مباشرت ہوئی ہی نہیں اور حمل کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا،

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَا نَذْرَ لِابْنِ آدَمَ فِيمَا لَا يَمْلِكُ، وَلَا عِتْقَ لِابْنِ آدَمَ فِيمَا لَا يَمْلِكُ، وَلَا طَلَاقَ لَهُ فِيمَا لَا يَمْلِكُ، وَلَا يَمِينَ فِيمَا لَا يَمْلِكُ

عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے دادا (عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما) سے روایت کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان جس خاتون کا (نکاح کے ذریعے) مالک نہ ہو اسے طلاق دینے کا بھی حق نہیں رکھتا اپنے غیر مملوک کو آزاد کرنے کا بھی انسان کو کوئی اختیار نہیں اور نہ ہی غیر مملوک چیز کی منت ماننے کا اختیار ہے اور نہ ہی غیر مملوک چیز میں اس کی قسم کا کوئی اعتبار ہے۔ [2]

[1] البقرة ۲۲۸

[2] مسند احمد ۶۷۸۰، سنن ابوداود كِتَاب الطَّلَاقِ بَابٌ فِي الطَّلَاقِ قَبْلَ النِّكَاحِ ۲۱۹۰، سنن ابن ماجه كِتَابُ الطَّلَاقِ بَابُ لَا طَلَاقَ

عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا طَلَاقَ قَبْلَ نِكَاحٍ، وَلَا عِتْقَ قَبْلَ مِلْكٍ

مسور بن مخرمہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نکاح سے قبل طلاق نہیں اور نہ ملک سے پہلے آزادی ہے (یعنی جب کسی چیز کا ان چیزوں میں سے تو مالک نہیں یا وجود نہیں تو ردکیسا)۔ (۱)

اور وہ عورت کہیں فوری نکاح کرنا چاہیے تو کرسکتی ہے،

هَذَا أَمْرٌ مُجْمَعٌ عَلَيْهِ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ: أَنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا طُلِّقَتْ قَبْلَ الدُّخُولِ بِهَا لَا عِدَّةَ عَلَيْهَا فَتَذْهَبُ فَتَتَزَوَّجُ فِي فَوْرِهَا مَنْ شَاءَتْ، وَلَا يُسْتَثْنَى مِنْ هَذَا إِلَّا الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا، فَإِنَّهَا تَعْتَدُّ مِنْهُ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا وَإِنْ لَمْ يَكُنْ دَخَلَ بِهَا بِالْإِجْمَاعِ أَيْضًا

اس بات پر علماء کا اجماع ہے کہ عورت کو جب دخول سے پہلے طلاق دے دی جائے تو اس کے لیے کوئی عدت نہیں ہے لہذا اگر وہ چاہے تو فوراً نکاح کرسکتی ہے، البتہ وہ عورت اس سے مستثنیٰ ہے جس کا شوہر فوت ہو گیا ہو کیونکہ اسے چار ماہ دس دن کی عدت گزارنا ہو گی، خواہ اس کے ساتھ دخول نہ بھی کیا گیا ہو اور اس بات پر بھی تمام علماء کا اجماع ہے۔ (۲)

الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا، فَإِنَّهُ إِذَا مَاتَ بَعْدَ الْعَقْدِ عَلَيْهَا، وَقَبْلَ الدُّخُولِ بِهَا كَانَ الْمَوْتُ كَالدُّخُولِ فَتَعْتَدُّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا

البتہ اگر خلوت سے قبل شوہر فوت ہو جائے تو پھر اسے مطلق عدت چار مہینے دس دن ہی عدت گزارنی پڑے گی۔ (۳)

اس لئے اس عورت سے عدت کا تقاضا نہ کرو بلکہ اگر مہر مقرر کر دیا گیا تھا تو انہیں نصف حق المہر ادا کر کے رخصت کر دینا چاہیے، جیسے فرمایا

وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ ... ﴿۲۳۷﴾ (۴)

ترجمہ: اور اگر تم نے ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دی ہو لیکن مہر مقرر کیا جا چکا ہو تو اس صورت میں نصف مہر دینا ہو گا۔

اور اگر مہر مقرر نہ کیا گیا ہو تو حسب توفیق کچھ ادا کر کے عزت و احترام کے ساتھ بغیر کوئی ایذا پہنچائے رخصت کر دو، جیسے فرمایا

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً ۚ وَّمَتِّعُوْهُنَّ ۚ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲۳۶﴾ (۵)

ترجمہ: تم پر کچھ گناہ نہیں، اگر اپنی عورتوں کو طلاق دے دو قبل اس کے کہ ہاتھ لگانے کی نوبت آئے یا مہر مقرر ہو اس صورت میں انہیں کچھ

---

(۱) سنن ابن ماجہ كِتَابُ الطَّلَاقِ بَابُ لَا طَلَاقَ قَبْلَ النِّكَاحِ ۲۰۴۸، جامع ترمذی أَبْوَابُ الطَّلَاقِ وَاللِّعَانِ بَابُ مَا جَاءَ لَا طَلَاقَ قَبْلَ النِّكَاحِ ۱۱۸۱

(۲) تفسیر ابن کثیر ۶/۴۴۰

(۳) فتح القدیر ۴/۳۳۳

(۴) البقرۃ ۲۳۷

(۵) البقرۃ ۲۳۶

نہ کچھ دینا ضرور چاہیے، خوش حال آدمی اپنی مقدرت کے مطابق اور غریب اپنی مقدرت کے مطابق معروف طریقہ سے دے، یہ حق ہے نیک آدمیوں پر۔

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَ مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَآءَ

اے نبی! ہم نے تیرے لیے وہ بیویاں حلال کر دی ہیں جنہیں تو ان کے مہر دے چکا ہے اور وہ لونڈیاں بھی جو

اللّٰهُ عَلَيْكَ وَ بَنٰتِ عَمِّكَ وَ بَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَ بَنٰتِ خَالِكَ

اللہ تعالیٰ نے غنیمت میں تجھے دی ہیں، اور تیرے چچا کی لڑکیاں اور پھوپھیوں کی بیٹیاں اور تیرے ماموں کی بیٹیاں

وَ بَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ ۫ وَ امْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ

اور تیری خلاؤں کی بیٹیاں بھی جنہوں نے تیرے ساتھ ہجرت کی ہے، اور وہ باایمان عورتیں جو اپنا نفس نبی کو ہبہ کر دے

اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا ۚ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ

یہ اس صورت میں کہ خود نبی بھی اس سے نکاح کرنا چاہے، یہ خاص طور پر صرف تیرے لیے ہی ہے اور مومنوں کے لیے نہیں،

قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ وَ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ

ہم اسے بخوبی جانتے ہیں جو ہم نے ان پر ان کی بیویوں اور لونڈیوں کے بارے میں (احکام) مقرر کر رکھے ہیں

لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۵۰ (الاحزاب ۵۰)

، یہ اس لیے کہ تجھ پر حرج واقع نہ ہو، اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بڑے رحم والا ہے۔

ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح سے قبل ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا بنت زمعہ، عائشہ رضی اللہ عنہا بنت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ، حفصہ رضی اللہ عنہا بنت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا بنت ابوامیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں تھیں، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو یہود و منافقین نے مسلمانوں کے دلوں میں وسوسے ڈالنے کے لئے ایک طوفان اٹھا دیا تھا کہ عام لوگوں پر تو بیک وقت صرف چار بیویاں رکھنے کی اجازت ہے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچویں بیوی کر لی ہے، اس غلیظ پروپیگنڈے کے جواب میں مسلمانوں کو مطمئن کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے تمہارے لیے حلال کر دیں تمہاری وہ بیویاں چاہئے وہ کتنی ہی ہوں جن کے مہر تم نے ادا کیے ہیں، یعنی مسلمانوں کے لئے چار بیویوں کی قید لگانے والے بھی ہم ہی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے قید سے مستثنیٰ کرنے والے بھی ہم ہی ہیں، خیبر کے قیدیوں میں ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا حق المہر ان کی آزادی کو قرار دیا تھا اور ام المومنین جویریہ بنت حارث نے جتنی رقم

پر مکاتبہ کیا تھا وہ پوری رقم آپ ﷺ نے ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کو ادا کر کے ان سے نکاح کیا تھا، اور ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا مہر شاہ حبشہ نجاشی نے اپنی طرف سے ادا کیا تھا جو چار سو دینار تھا ان کے علاوہ سب بیویوں کا حق المہر جو بارہ اوقیہ یعنی پانچ سو درہم تھا آپ ﷺ نے نقد ادا فرمایا تھا، اور وہ عورتیں جو اللہ کی عطا کردہ لونڈیوں میں سے یعنی کفار کے مال غنیمت سے تمہاری ملکیت میں آئیں، جیسے ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا اور ام المومنین جویریہ رضی اللہ عنہا ملکیت میں آئیں اور آپ ﷺ نے انہیں آزاد کر کے نکاح فرمالیا اور ریحانہ رضی اللہ عنہا بنت شمعون نصریہ اور مقوقس مصر کی بھیجی ہوئی ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا بطور لونڈی آپ کے پاس رہیں اور ان سے آپ ﷺ کا فرزند ابراہیم بھی ہوا تھا اور تمہاری وہ چچازاد اور پھوپھی زاد اور ماموں زاد اور خالہ زاد بہنیں جنہوں نے اللہ کے حکم سے اپنے دین کی حفاظت کے لئے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کی ہے، اور وہ مومنہ عورت جس نے اپنا نفس نبی ﷺ کے لیے ہبہ (مہر لینے کے بغیر نکاح میں آنا چاہے) کیا ہو اگر نبی اسے نکاح میں لینا چاہے تو بغیر حق المہر اپنے نکاح میں رکھ سکتا ہے،

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي قَدْ وَهَبت نَفْسِي لَكَ فَقَامَتْ قِيَامًا طَوِيلًا ، فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللهِ، زَوّجنيها إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ تُصدقها إِيَّاهُ؟فَقَالَ: مَا عِنْدِي إِلَّا إِزَارِي هَذَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنْ أَعْطَيْتَهَا إِزَارَكَ جلست لَا إِزَارَ لَكَ، فَالْتَمِسْ شَيْئًافَقَالَ: لَا أَجِدُ شَيْئًا، فَقَالَ: الْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ فَالْتَمَسَ فَلَمْ يَجِدْ شَيْئًا فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ؟قَالَ: نَعَمْ؛ سُورَةُ كَذَا، وَسُورَةُ كَذَا -لِسُوَرٍ يُسَمِّيهَافَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: زَوَّجْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ

سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اپنے آپ کو آپ ﷺ کی خدمت میں ہبہ کرتی ہوں، اور پھر وہ بہت دیر تک کھڑی رہی، تب ایک آدمی اٹھا اور کہنے لگا اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر آپ کو اس میں رغبت نہیں تو اس کی شادی مجھ سے کر دیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے پاس کچھ ہے جو اسے مہر کے طور پر دے سکو؟ وہ کہنے لگا میرے پاس تو بس یہ تہ بند ہی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اگر اپنا تہ بند اس کو دے دو گے تو خود تہ بند کے بغیر بیٹھ رہو گے کوئی اور چیز ڈھونڈو، وہ کہنے لگا میرے پاس تو اور کچھ نہیں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا ڈھونڈ لاؤ خواہ لوہے کا چھلہ ہی کیوں نہ ہو، اس شخص نے تلاش کیا مگر اسے کچھ نہ ملا، تب رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا کیا تمہیں قرآن سے کچھ یاد ہے؟ وہ کہنے لگا ہاں فلاں فلاں سورتیں مجھے یاد ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس قرآن کے عوض جو تمہیں یاد ہے میں اس عورت کا نکاح تمہارے ساتھ کرتا ہوں۔[1]

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: الَّتِي وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَوْلَةُ بِنْتُ حَكِيمٍ

[1] سنن ابوداود كتاب النكاح بَابٌ فِي التَّزْوِيجِ عَلَى الْعَمَلِ يَعْمَلُ ٢١١١، السنن الكبرى للنسائى ٥٤٩٩،المعجم الكبيرللطبرانى ٥٩١٥،مسند احمد ٢٢٨٥٠

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اپنے نفس کو ہبہ کرنے والی عورت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا تھیں۔ (۱)

عَنْ عُرْوَةَ، أَنَّ خَوْلَةَ بِنْتَ حَكِيمِ بْنِ الْأَوْقَصِ، مِنْ بَنِي سُلَيمٍ، كَانَتْ مِنَ اللاتِي وَهَبْنَ أَنْفُسَهُنَّ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عروہ سے روایت میں ہے اپنا نفس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کرنے والی عورت خولہ رضی اللہ عنہا بنت حکیم بن الاوقص تھیں جو بنو سلیم سے تھیں۔ (۲)

خَوْلَةُ بِنْتُ حَكِيمٍ،وَكَانَتِ امْرَأَةً صَالِحَةً

ایک روایت میں ہے خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہ پاکیزہ اطوار واعمال والی عورت تھیں۔ (۳)

یہ رعایت خالصتاً تمہارے لیے ہے دُوسرے مومنوں کے لیے نہیں ہے،

قَالَ عِكْرِمَةُ: أَيْ: لَا تَحِلُّ الْمَوْهُوبَةُ لِغَيْرِكَ، وَلَوْ أَنَّ امْرَأَةً وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِرَجُلٍ لَمْ تَحِلَّ لَهُ حَتَّى يُعْطِيَهَا شَيْئًا

عکرمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں بخشی ہوئی عورت آپ کے سوا اور کسی کے لیے حلال نہیں لہذا اگر کوئی عورت اپنے آپ کو کسی مرد کو بخش دے تو وہ اس کے لیے حلال نہیں جب تک اسے بطور مہر کچھ نہ دے دے (۴)

ہم کو معلوم ہے کہ عام مومنوں پر ان کی بیویوں اور لونڈیوں کے بارے میں ہم نے کیا حُدُود عائد کیے ہیں یعنی کوئی شخص بیک وقت چار سے زائد بیویاں اپنے نکاح میں نہیں رکھ سکتا، نکاح کے لئے ولی، گواہ، ایجاب وقبول اور حق مہر ضروری ہے، البتہ جتنی چاہے لونڈیاں رکھ سکتا ہے، مگر لونڈیوں کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے (تمہیں ان حُدُود سے ہم نے اس لیے مستثنیٰ کیا ہے) تا کہ جو کار عظیم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کیا گیا ہے اس کی ضروریات کے سلسلے میں تمہارے اوپر کسی سے نکاح کرنے میں کوئی تنگی نہ رہے، اور اللہ غفور ورحیم ہے۔

تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَ تُـْٔوِیْۤ اِلَیْكَ مَنْ تَشَآءُ ؕ وَ مَنِ ابْتَغَیْتَ مِمَّنْ

ان میں سے جسے تو چاہے دور رکھ دے اور جسے چاہے اپنے پاس رکھ لے، اور تو ان میں سے بھی کسی کو اپنے پاس بلا لے

عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكَ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤی اَنْ تَقَرَّ اَعْیُنُهُنَّ

جنہیں تو نے الگ کر رکھا تھا تو تجھ پر کوئی گناہ نہیں، اس میں اس بات کی زیادہ توقع ہے کہ ان عورتوں کی آنکھیں ٹھنڈی

وَ لَا یَحْزَنَّ وَ یَرْضَیْنَ بِمَاۤ اٰتَیْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مَا فِیْ قُلُوْبِكُمْ ؕ

رہیں اور وہ رنجیدہ نہ ہوں اور جو کچھ بھی تو انہیں دیدے اس پر سب کی سب راضی ہیں، جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے

(۱) السنن الکبریٰ للبیہقی ۱۳۳۵۳

(۲) مصنف عبدالرزاق ۱۲۲۶۸

(۳) مصنف عبدالرزاق ۱۴۰۳۸

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم ۳۱۴۴/۱۰

وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَلِيْمًا ﴿۵۱﴾ لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَ لَاۤ اَنْ

اسے اللہ (خوب) جانتا ہے، اللہ بڑا ہی علم والا اور حلم والا ہے، اس کے بعد اور عورتیں آپ کے لیے حلال نہیں اور نہ یہ

تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّ لَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ

(درست ہے) کہ ان کے بدلے اور عورتوں سے (نکاح کرے) اگرچہ ان کی صورت اچھی بھی لگتی ہو

اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا ﴿۵۲﴾ (الاحزاب ۵۲،۵۱)

، مگر جو تیری مملوکہ ہوں، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا (پورا) نگہبان ہے

اور بیویوں کے درمیان باریاں مقرر کرنے میں آپ کو اختیار دیا جاتا ہے کہ اپنی بیویوں میں سے جس کی باری چاہیں موقوف کر دیں اور جس سے چاہیں اپنا تعلق قائم رکھیں اور جن بیویوں کی باریاں آپ نے موقوف کر رکھی تھیں اگر آپ چاہیں کہ ان سے بھی مباشرت کا تعلق قائم کیا جائے تو اس معاملہ میں تم پر کوئی مضائقہ نہیں ہے،

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كُنْتُ أَغَارُ مِنَ اللاتِي وَهَبْنَ أَنْفُسَهُنَّ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَقُولُ أَتَهَبُ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا؟ فَلَمَّا أَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى: تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِيْۤ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ ؕ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ قُلْتُ: مَا أُرَى رَبَّكَ إِلَّا يُسَارِعُ فِي هَوَاكَ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں ان عورتوں پر غیرت کیا کرتی تھی جو اپنا نفس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کر دیتی تھیں، میں کہتی تھی کہ کیا کوئی عورت خود اپنے آپ کو کسی مرد کے لئے پیش کر سکتی ہے؟ پھر جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی" ان میں سے جس کو چاہیں اپنے سے دور رکھیں اور جس کو چاہیں اپنے نزدیک رکھیں اور جن کو آپ نے الگ کر رکھا تھا ان میں سے کسی کو پھر طلب کر لیں جب بھی آپ پر کوئی گناہ نہیں۔" تو میں نے کہا کہ میں تو سمجھتی ہوں کہ آپ کا رب آپ کی مراد بلا تاخیر پوری کر دینا چاہتا ہے۔[1]

اس طرح مساوات قائم کرنے پر وہ خوش رہیں گی اور جو کچھ بھی آپ ان کو دیں گے اس پر وہ سب راضی رہیں گی، اس لئے کہ انہیں معلوم ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم یہ سب کچھ اللہ کے حکم اور اجازت سے کر رہے ہیں، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خصوصی اختیار کو سوائے ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا کے استعمال نہیں کیا انہوں نے سن رسیدہ ہونے کی وجہ سے خود ہی اپنی باری ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دی تھی اور تمام ازواج مطہرات سے یکساں برتاؤ فرماتے تھے، اور اس اجازت کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل و حرکت مشکل ہو گئی تو ازواج مطہرات سے اجازت لے کر بیماری کے ایام ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں گزارے تھے، اللہ جانتا ہے کہ سب بیویوں کی محبت اور میلان تمہارے دل میں یکساں نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ وسیع علیم اور کثیر حلم والا ہے،

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیرسورۃالاحزاب بَابُ قَوْلِهِ تُرْجِئُ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِي إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ۴۷۸۸ ،سنن ابن ماجه کتاب النكاح بَابُ الَّتِي وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۲۰۰۱

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ بَيْنَ نِسَائِهِ فَيَعْدِلُ، ثُمَّ يَقُولُ:اللهُمَّ هَذَا فِعْلِي فِيمَا أَمْلِكُ، فَلَا تَلُمْنِي فِيمَا لَا أَمْلِكُ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات میں باریاں مقرر فرما رکھی تھیں اور عدل فرماتے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے اللہ! یہ میری تقسیم ہے جو میرے اختیار میں ہے لیکن جس چیز پر تیرا اختیار ہے میں اس پر اختیار نہیں رکھتا اس میں مجھے ملامت نہ کرنا۔[1]

اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کو اختیار دیا تھا کہ اگر وہ پسند کریں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں رہیں اور اگر چاہیں تو علیحدہ ہو جائیں مگر امہات المومنین میں سے کسی نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت سے نکل جانا پسند نہیں کیا اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کی قدر دانی فرمائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا موجودہ ازواج مطہرات کے بعد تمہارے لیے دوسری عورتیں حلال نہیں ہیں اور نہ اس کی اجازت ہے کہ اِن کی جگہ اور بیویاں لے آؤ خواہ ان کا حسن تمہیں کتنا ہی پسند ہو اس طرح وہ طلاق اور سوکنوں سے محفوظ و مامون ہو گئیں، اور دنیا و آخرت میں آپ کی بیویاں ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے درمیان کبھی جدائی نہیں ہو گی، البتہ لونڈیوں رکھنے کی تمہیں اجازت ہے، اللہ ہر چیز پر نگراں ہے۔

يَسْـَٔلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَ مَا يُدْرِيْكَ

لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں، آپ کہہ دیجئے! کہ اس کا علم تو اللہ ہی کو ہے، آپ کو کیا خبر ممکن ہے

لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا ﴿۶۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَ اَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ﴿۶۴﴾

قیامت بالکل ہی قریب ہو، اللہ نے کافروں پر لعنت کی ہے اور ان کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے

خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ۚ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّ لَا نَصِيْرًا ﴿۶۵﴾ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ

جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، وہ کوئی حامی و مددگار نہ پائیں گے، اس دن ان کے چہرے آگ میں الٹ پلٹ کئے

فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَاۤ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَ اَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ﴿۶۶﴾ وَ قَالُوْا رَبَّنَاۤ

جائیں گے (حسرت اور افسوس سے) کہیں گے کاش! ہم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے، اور کہیں گے کہ اے ہمارے رب

اِنَّاۤ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَ كُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ﴿۶۷﴾ رَبَّنَاۤ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ

! ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کی مانی جنہوں نے ہمیں راہ راست سے بھٹکا دیا، پروردگار! تو انہیں دگنا عذاب

[1] مسند احمد ۲۵۱۱۱، جامع ترمذی ابواب النکاح بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْوِيَةِ بَيْنَ الضَّرَائِرِ ۱۱۴۰، سنن ابن ماجہ کتاب النکاح بَابُ الْقِسْمَةِ بَيْنَ النِّسَاءِ ۱۹۷۱، سنن نسائی كِتَابُ عِشْرَةِ النِّسَاءِ باب مَيْلُ الرَّجُلِ إِلَى بَعْضِ نِسَائِهِ دُونَ بَعْضٍ ۳۳۹۸، صحیح ابن حبان ۴۲۰۵، مصنف ابن ابی شیبة ۱۷۵۴۱

وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ﴿۶۸﴾ (الاحزاب ۶۳ تا ۶۸)

دے اور ان پر بہت بڑی لعنت نازل فرما۔

اے نبی کریم ﷺ! یہ کفار ومنافقین جن کو آخرت کا کچھ یقین نہیں ہے تم سے دل لگی اور استہزاء کے طور پر پوچھتے ہیں کہ قیامت کی گھڑی کب آئے گی، جس دن اسے نہ ماننے والوں کو سزا دی جائے گی جیسے فرمایا

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ... ﴿۱۸۷﴾ (۱)

ترجمہ: یہ لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ آخر وہ قیامت کی گھڑی کب نازل ہو گی؟۔

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۵﴾ (۲)

ترجمہ: یہ کہتے ہیں اگر تم سچے ہو تو بتاؤ یہ وعدہ کب پورا ہو گا؟۔

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۸﴾ (۳)

ترجمہ: یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ فیصلہ کب ہو گا اگر تم سچے ہو۔

اے نبی ﷺ! ان سے کہہ دو کہ اس کے صحیح وقت کا مجھے علم نہیں ہے، ہاں اللہ کا وعدہ سچا ہے ایک وقت مقررہ پر قیامت قائم ہو کر رہے گی جیسے فرمایا

... اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيْهَا ... ﴿۳۲﴾ (۴)

ترجمہ: اللہ کا وعدہ برحق ہے اور قیامت کے آنے میں کوئی شک نہیں۔

... وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا ... ﴿۲۱﴾ (۵)

ترجمہ: اور یہ کہ قیامت کی گھڑی بے شک آ کر رہے گی۔

وَأَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ... (۶)

ترجمہ: اور یہ (اس بات کی دلیل ہے) کہ قیامت کی گھڑی آ کر رہے گی، اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں۔

إِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ... (۷)

(۱) الاعراف ۱۸۷

(۲) الملک ۲۵

(۳) حم السجدۃ ۲۸

(۴) الجاثیۃ ۳۲

(۵) الکھف ۲۱

(۶) الحج ۷

(۷) المومن ۵۹

ترجمہ: یقیناً قیامت کی گھڑی آنے والی ہے اس کے آنے میں کوئی شک نہیں۔

تمہارا یہ سوال کہ قیامت کب قائم ہو گی تو اس گھڑی کا علم صرف اللہ علام الغیوب کو ہی ہے، جیسے فرمایا

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ... ﴿۳۴﴾ (۱)

ترجمہ: اس گھڑی کا علم اللہ ہی کے پاس ہے۔

... وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ... ﴿۸۵﴾ (۲)

ترجمہ: اور وہی قیامت کی گھڑی کا علم رکھتا ہے۔

قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۪ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۶﴾ (۳)

ترجمہ: کہو اس کا علم تو اللہ کے پاس ہے میں تو بس صاف صاف خبردار کر دینے والا ہوں۔

مگر تمہیں کیا خبر شاید کہ وہ بالکل قریب ہی ہو اس لئے اس کی تیاری کرو۔ جیسے فرمایا

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ﴿۱﴾ (۴)

ترجمہ: قیامت کی گھڑی قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا۔

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۱﴾ (۵)

ترجمہ: قریب آ گیا ہے لوگوں کے حساب کا وقت اور وہ ہیں کہ غفلت میں منہ موڑے ہوئے ہیں۔

بہرحال یہ یقینی امر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعث الموت کا انکار کرنے والوں کو دنیا و آخرت میں اپنی رحمت سے دور کر دیا ہے اور ان کے لیے جہنم کی بھڑکتی ہوئی ہولناک آگ تیار کر رکھی ہے جس میں انہیں ستر ہاتھ لمبی زنجیروں میں جکڑ کر اور گلے میں طوق ڈال کر ذلت سے منہ کے بل گھسیٹتے ہوئے ڈال دیا جائے گا اور یہ ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیں گے، اور اس ہولناک عذاب میں نہ یہ زندہ رہ سکیں گے اور نہ ہی انہیں موت ہی آئے گی، جیسے فرمایا

اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ۭ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ﴿۷۴﴾ (۶)

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ جو مجرم بن کر اپنے رب کے حضور حاضر ہو گا اس کے لیے جہنم ہے جس میں وہ نہ جیے گا نہ مرے گا۔

---

(۱) لقمان ۳۴

(۲) الزخرف ۸۵

(۳) الملک ۲۶

(۴) القمر ۱

(۵) الانبیاء ۱

(۶) طٰہٰ ۷۴

ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ۝١٣ [1]

ترجمہ: پھر نہ اس میں مرے گا نہ جیئے گا۔

اور اس عذاب سے بچنے کے لئے اس دن یہ اپنا کوئی حامی و مددگار نہ پاسکیں گے، اور نہ اس دردناک عذاب میں کچھ کمی کی جائے گی، جیسے فرمایا

...فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝٨٦ [2]

ترجمہ: لہٰذا نہ ان کی سزا میں کوئی تخفیف ہو گی اور نہ انہیں کوئی مدد پہنچ سکے گی۔

اس عذاب کی شدت سے یہ روئیں گے چلائیں گے، فریادیں کریں گے، دنیا میں واپس جانے کی خواہش کریں گے مگر کچھ شنوائی نہ ہو گی، جہنم سے نکلنے کی کوشش کریں گے مگر نکل نہ سکیں گے، جیسے فرمایا

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا... ۝٣٧ [3]

ترجمہ: وہ چاہیں گے کہ دوزخ کی آگ سے نکل بھاگیں مگر نہ نکل سکیں گے۔

اس روز ان کے غرور و تکبر سے اٹھے ہوئے چہرے آگ پر الٹ پلٹ کیے جائیں گے، اس وقت انہیں یقین آجائے گا کہ اللہ کے رسولوں نے جو دعوت پہنچائی تھی وہ سچ تھی، اور وہ اپنے گزشتہ اعمال پر حسرت و افسوس سے ہاتھ ملتے ہوئے کہیں گے کہ کاش! ہم نے آنکھیں بند کر کے اپنے مشائخ و اکابر کی تقلید کرنے کے بجائے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی ہوتی اور یوں اس المناک عذاب سے بچ جاتے اور ثواب جزیل کے مستحق ہوتے، اور غیض و غضب سے کہیں گے اے ہمارے رب! ہم نے دنیا میں اس یقین کے ساتھ اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کی اطاعت کی تھی کہ وہ ہمیں راہ راست پر چلائیں گے مگر اس کے برعکس انہوں نے ہمیں کفر و معاصی میں مبتلا کر دیا، جیسے متعدد مقامات پر فرمایا

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ۝٢٧ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ۝٢٨ لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ... ۝٢٩ [4]

ترجمہ: ظالم انسان اپنے ہاتھ چبائے گا اور کہے گا کاش! میں نے رسول کا ساتھ دیا ہوتا ہائے میری کم بختی کاش میں نے فلاں شخص کو دوست نہ بنایا ہوتا اس کے بہکائے میں آ کر میں نے وہ نصیحت نہ مانی جو میرے پاس آئی تھی۔

...وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ښ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ الْقَوْلَ ۚ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ۝٣١ [5]

ترجمہ: کاش! تم دیکھو ان کا حال اس وقت جب یہ ظالم اپنے رب کے حضور کھڑے ہوں گے اس وقت یہ ایک دوسرے پر الزام دھریں

[1] الاعلیٰ ۱۳

[2] البقرۃ ۸۶

[3] المائدۃ ۳۷

[4] الفرقان ۲۷ تا ۲۹

[5] سبا ۳۱

گے، جو لوگ دنیا میں دبا کر رکھے گئے تھے وہ بڑے بننے والوں سے کہیں گے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم مومن ہوتے۔

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ﴿۲﴾ [1]

ترجمہ: بعید نہیں کہ ایک وقت وہ آجائے جب وہی لوگ جنہوں نے آج (دعوتِ اسلام کو قبول کرنے سے) انکار کر دیا ہے، پچھتا پچھتا کر کہیں گے کہ کاش! ہم نے (اللہ اور اس کے رسول کے آگے) سر تسلیم خم کر دیا ہوتا۔

اور اے ہمارے رب! ان کو اپنے کفر و شرک اور ہمیں گمراہ کرنے کے جرم میں دوہرا عذاب دے اور ان پر سخت لعنت کر، اللہ تعالیٰ فرمائے ہر ایک کے لئے دوہرا عذاب ہی ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ؕ

اے ایمان والو ! ان لوگوں جیسے نہ بن جاؤ جنہوں نے موسیٰ کو تکلیف دی، پس جو بات انہوں نے کہی تھ

وَ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ﴿۶۹﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ

ی اللہ نے انہیں اس سے بری فرما دیا، اور اللہ کے نزدیک با عزت تھے،اے ایمان والو ! اللہ تعالیٰ سے ڈرو

وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿۷۰﴾ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ

اور سیدھی سیدھی (سچی) باتیں کیا کرو تا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کام سنوار دے اور تمہارے گناہ معاف فرما دے ،

وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿۷۱﴾ (الاحزاب ۶۹ تا ۷۱)

اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کرے گا اس نے بڑی مراد پالی۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مُوسَى كَانَ رَجُلًا حَيِيًّا سِتِّيرًا، لاَ يُرَى مِنْ جِلْدِهِ شَيْءٌ اسْتِحْيَاءً مِنْهُ، فَآذَاهُ مَنْ آذَاهُ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَقَالُوا: مَا يَسْتَتِرُ هَذَا التَّسَتُّرَ، إِلَّا مِنْ عَيْبٍ بِجِلْدِهِ: إِمَّا بَرَصٌ وَإِمَّا أُدْرَةٌ: وَإِمَّا آفَةٌ، وَإِنَّ اللَّهَ أَرَادَ أَنْ يُبَرِّئَهُ مِمَّا قَالُوا لِمُوسَى، فَخَلاَ يَوْمًا وَحْدَهُ، فَوَضَعَ ثِيَابَهُ عَلَى الحَجَرِ، ثُمَّ اغْتَسَلَ، فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ إِلَى ثِيَابِهِ لِيَأْخُذَهَا، وَإِنَّ الحَجَرَ عَدَا بِثَوْبِهِ، فَأَخَذَ مُوسَى عَصَاهُ وَطَلَبَ الحَجَرَ، فَجَعَلَ يَقُولُ: ثَوْبِي حَجَرُ، ثَوْبِي حَجَرُ، حَتَّى انْتَهَى إِلَى مَلَإٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، فَرَأَوْهُ عُرْيَانًا أَحْسَنَ مَا خَلَقَ اللَّهُ، وَأَبْرَأَهُ مِمَّا يَقُولُونَ، وَقَامَ الحَجَرُ، فَأَخَذَ ثَوْبَهُ فَلَبِسَهُ، وَطَفِقَ بِالحَجَرِ ضَرْبًا بِعَصَاهُ، فَوَاللَّهِ إِنَّ بِالحَجَرِ لَنَدَبًا مِنْ أَثَرِ ضَرْبِهِ، ثَلاَثًا أَوْ أَرْبَعًا أَوْ خَمْسًا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام نہایت باحیا اور جسم ڈھانپنے والے تھے، ان کی حیا کی وجہ سے ان کے

---

[1] الحجر ۲

جسم کا کوئی حصہ بھی نہیں دیکھا جا سکتا تھا، بنی اسرائیل کے جو لوگ انہیں اذیت پہنچانے کے درپے رہتے تھے وہ کیوں کر باز رہ سکتے تھے ،چنانچہ ان لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ شاید موسیٰ علیہ السلام کے جسم میں کچھ عیب ہے یا کوڑھ ہے یا ان کے خصیتین بڑھے ہوئے ہیں یا پھر کوئی اور بیماری ہے تب ہی تو وہ ہر وقت اپنا جسم لباس سے ڈھانپ کر رکھتے ہیں، ادھر اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کو ان کی ہفوات سے پاکی دکھلائے، ایک مرتبہ موسیٰ علیہ السلام تنہائی میں غسل کرنے کے لئے آئے اور کپڑے اتار کر ایک پتھر پر رکھ دیئے، پھر غسل شروع کیا جب فارغ ہوئے تو کپڑے اٹھانے کے لئے بڑھے لیکن پتھر (اللہ کے حکم سے) کپڑوں سمیت بھاگ کھڑا ہوا، موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا اٹھایا اور اپنے کپڑے لینے کے لئے پتھر کے پیچھے پیچھے دوڑے، یہ کہتے ہوئے کہ پتھر! میرا کپڑا دے دے حتی کہ بنی اسرائیل کی ایک مجلس میں پہنچ گئے، اور ان سب نے آپ کو ننگا دیکھ لیا تو ان کے سارے شبہات دور ہو گئے، موسیٰ علیہ السلام نہایت حسین وجمیل اور ہر قسم کے داغ اور عیب سے پاک تھے، اس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ نے معجزانہ طور پر پتھر کے ذریعے سے ان کی اس الزام اور شبہے سے برات کر دی جو بنی اسرائیل کی طرف سے ان پر کیا جاتا تھا، اب پتھر بھی رک گیا اور آپ نے کپڑا اٹھا کر پہنا پھر پتھر کو اپنے عصا سے مارنے لگے، اللہ کی قسم! اس پتھر پر موسیٰ علیہ السلام کے مارنے کی وجہ سے تین یا چار یا پانچ جگہ نشان پڑ گئے تھے۔[1]

اور موسیٰ علیہ السلام اللہ کے نزدیک باعزت تھے، اسی طرف اشارہ کر کے تنبیہ فرمائی کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم ہمارے پیغمبر آخر الزمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جن کا اکرام واحترام تم پر واجب ہے بنی اسرائیل کی طرح ایذا مت پہنچاؤ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت ایسی بات مت کرو جسے سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم قلق اور اضطراب محسوس کریں،

عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ آثَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسًا فِي الْقِسْمَةِ، فَأَعْطَى الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ، وَأَعْطَى عُيَيْنَةَ مِثْلَ ذَلِكَ، وَأَعْطَى أُنَاسًا مِنْ أَشْرَافِ الْعَرَبِ، وَآثَرَهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْقِسْمَةِ، فَقَالَ رَجُلٌ: وَاللهِ، إِنَّ هَذِهِ لَقِسْمَةٌ مَا عُدِلَ فِيهَا وَمَا أُرِيدَ فِيهَا وَجْهُ اللهِ، قَالَ فَقُلْتُ: وَاللهِ، لَأُخْبِرَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَأَتَيْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ، قَالَ: فَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ حَتَّى كَانَ كَالصِّرْفِ، ثُمَّ قَالَ: فَمَنْ يَعْدِلُ إِنْ لَمْ يَعْدِلِ اللهُ وَرَسُولُهُ، قَالَ: ثُمَّ قَالَ: يَرْحَمُ اللهُ مُوسَى، قَدْ أُوذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هَذَا فَصَبَرَ قَالَ قُلْتُ: لَا جَرَمَ لَا أَرْفَعُ إِلَيْهِ بَعْدَهَا حَدِيثًا

جیسے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے غزوہ حنین کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند لوگوں کو غنیمت کا مال زیادہ دیا چنانچہ اقرع بن حابس کو سو اونٹ دیے اور عیینہ کو بھی ایسے ہی اور سرداران عرب سے چند آدمیوں کو بھی ایسا ہی کچھ دیا اور ان کو تقسیم میں لوگوں سے مقدم کیا، ایک (منافق) شخص نے کہا اللہ کی قسم! یہ ایک ایسی تقسیم ہے جس میں عدل وانصاف سے کام نہیں لیا گیا اور نہ اس میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی مقصود ہے، میں نے اپنے دل میں کہا کہ اللہ کی قسم! میں اس بات کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوں گا، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو خبر دی، جب یہ الفاظ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنے تو آپ غضب ناک ہوئے حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا اور

[1] صحیح بخاری كِتَابُ أَحَادِيثِ الأَنْبِيَاءِ بَابُ حَدِيثِ الخَضِرِ مَعَ مُوسَى عَلَيْهِمَا السَّلاَمُ ۳۴۰۴

آپ ﷺ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول عدل نہیں کرے گا تو کون کرے گا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام پر اللہ کی رحمت ہو انہیں اس سے کہیں زیادہ ایذا پہنچائی گئی لیکن انہوں نے صبر کیا اور میں نے اپنے دل میں عہد کیا کہ آج سے میں آپ ﷺ کو کسی بات کی خبر نہیں دوں گا (اس لیے کہ آپ ﷺ کو اس میں تکلیف ہوتی ہے)۔ (۱)

اے ایمان لانے والو! اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور ہر معاملہ میں حق وصداقت کی بات کیا کرو،

عَنِ أَبُومُوسَى الْأَشْعَرِيّ رَضِيَ اللهُ، عَنْهُ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلاةَ الظُّهْرِ، ثُمَّ قَالَ عَلَى مَكَانِكُمُ اثْبُتُوا، ثُمَّ أَتَى الرِّجَالَ فَقَالَ: إِنَّ اللهَ أَمَرَنِي أَنْ آمُرَكُمْ أَنْ تَتَّقُوا اللهَ وَأَنْ تَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ فَقَالَ: إِنَّ اللهَ أَمَرَنِي أَنْ آمُرَكُنَّ أَنْ تَتَّقِينَ اللهَ وَأَنْ تَقُلْنَ قَوْلًا سَدِيدًا

ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک دن ظہر کی نماز رسول اللہ ﷺ نے پڑھائی اور نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ مردوں کی طرف متوجہ ہوئے کہ اپنی جگہوں پر بیٹھے رہو پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں تمہیں اللہ سے ڈرتے رہنے اور حق وصداقت کی بات بولنے کا حکم دوں، پھر عورتوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں تمہیں اللہ سے ڈرتے رہنے اور حق وصداقت کی بات بولنے کا حکم دوں۔ (۲)

تمہارے قول سدید کی نتیجے میں اللہ تمہارے اعمال درست کر دے گا اور مزید عمل صالحہ کرنے اور استغفار کرنے کی توفیق بخش دے گا اور اگر کچھ کمی و کوتاہی ہو جائے گی تو تمہارے قصوروں سے درگزر فرمائے گا، جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ الْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا

ہم نے اپنی امانت کو آسمانوں اور زمین پر پہاڑوں پر پیش کیا لیکن سب نے اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا

وَ اَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۟ۙ لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ

اور اس سے ڈر گئے، (مگر) انسان نے اٹھا لیا وہ بڑا ہی ظالم جاہل ہے، (یہ اس لئے) کہ اللہ تعالیٰ

الْمُنٰفِقِيْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتِ وَ الْمُشْرِكِيْنَ وَ الْمُشْرِكٰتِ وَ يَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ

منافق مردوں عورتوں اور مشرک مردوں عورتوں کو سزا دے اور مومن مردوں عورتوں کی توبہ قبول فرمائے،

(۱) صحیح مسلم کتاب الزکوۃ بَابُ إِعْطَاءِ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ عَلَى الْإِسْلَامِ وَتَصَبُّرِ مَنْ قَوِيَ إِيمَانُهُ ۲۴۴۷، صحیح بخاری كِتَابُ أَحَادِيثِ الأَنْبِيَاءِ باب قیل لبنی اسرائیل ادخلوا الباب سجدا وقولوا حطة ۳۴۰۵، مسند احمد ۳۹۰۲

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم ۳۱۵۸، ۱۷۸۰۶، ۱۰

وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٧٣﴾ (الاحزاب ۳۳، ۷۳)

اور اللہ تعالیٰ بڑا ہی بخشنے والا اور مہربان ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: يَعْنِي بِالْأَمَانَةِ: الطَّاعَةُ ، وَعَرَضَهَا عَلَيْهِمْ قَبْلَ أَنْ يَعْرِضَهَا عَلَى آدَمَ فَلَمْ يُطِقْنَهَا فَقَالَ لِآدَمَ: إِنِّي قَدْ عرضتُ الأمانة على السموات وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَلَمْ يُطِقْنَهَا ، فَهَلْ أَنْتَ آخِذٌ بِمَا فِيهَا؟ قَالَ: يَا رَبِّ، وَمَا فِيهَا؟قَالَ: إِنْ أَحْسَنْتَ جُزِيتَ، وَإِنْ أَسَأْتَ عُوقِبْتَ ، فَأَخَذَهَا آدَمُ فتحمَّلها، فَذَلِكَ قَوْلُهُ وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ امانت سے مراد طاعت ہے، اللہ تعالیٰ نے اس امانت کو آسمانوں، زمین اور پہاڑوں کے سامنے آدم علیہ السلام کے سامنے پیش کرنے سے پہلے پیش کیا تھا مگر انہوں نے اس کے بار کے اٹھانے کی اپنے آپ میں طاقت نہ پائی، تو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا میں نے امانت کو آسمانوں، زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا تھا مگر انہوں نے اس کے اٹھانے کی طاقت نہیں پائی تو اس میں جو کچھ ہے کیا اس کے ساتھ تم اسے اٹھا سکتے ہو؟ انہوں نے عرض کی اے میرے رب! اس میں کیا ہے؟ فرمایا اگر تم نیکی کرو گے تو اچھی جزا ملے گی اور برائی کرو گے تو سزا ملے گی، تو آدم علیہ السلام نے اسے لے کر اٹھا لیا اسی لیے فرمایا ''مگر انسان نے اسے اٹھا لیا، بے شک وہ بڑا ظالم اور جاہل ہے۔''[1]

ہم نے ان احکام شرعیہ اور فرائض و واجبات کو جن کی ادائیگی پر ثواب اور ان سے اعراض و انکار پر عذاب ہو گا ساتوں آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا (اللہ تعالیٰ نے کس طرح اس امانت کو آسمانوں اور زمین پر پیش کیا اس کیفیت کا سمجھنا ہمارے فہم و ادراک سے بالاتر ہے) تو آسمان و زمین اپنی ساری عظمت کے باوجود اور پہاڑ اپنی زبردست جسامت و متانت کے باوجود اس امانت کے تقاضے کو پورا نہ کر سکنے کے خوف سے تھرا اٹھے اور اسے اٹھانے کے لیے تیار نہ ہوئے اور اس سے ڈر گئے مگر انسان نے ان کے عقوبت و تعزیر کے پہلوؤں پر غور کرنے کے بجائے ان کے اجر و ثواب اور ان کی فضیلت کو دیکھ کر اس بار گراں کو اٹھانے پر خوشی خوشی تیار ہو گیا، بے شک وہ بڑا ظالم اور جاہل ہے،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو،أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:أَرْبَعٌ إِذَا كُنَّ فِيكَ فَلَا عَلَيْكَ مَا فَاتَكَ مِنَ الدُّنْيَا: حِفْظُ أَمَانَةٍ، وصِدْق حَدِيثٍ، وحُسْن خَلِيقَةٍ، وعِفَّة طُعمة

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں چار چیزیں موجود ہوں تو پھر دنیا کی کسی بھی چیز کے موجود نہ ہونے کا تمہیں کوئی غم نہیں ہونا چاہیے، حفظ امانت، سچ بولنا، حسن خلق اور حلال کھانا۔[2]

---

[1] تفسیر طبری ۷، ۳۳/۳

[2] مسند احمد ۶۶۵۲

اس بار امانت کو اٹھانے کالازمی نتیجہ یہ ہے کہ اللہ منافق مردوں اور عورتوں اور مشرک مردوں اور عورتوں کو سزا دے اور مومن مردوں اور عورتوں کی توبہ قبول کرے، بیشک اللہ اپنے بندوں کے گناہوں سے درگزر فرمانے والا اور رحیم ہے۔

قتل عبد اللہ یا سلام بن ابی الحقیق (ابو رافع)

اس کا نام عبد اللہ بن ابی الحقیق اور ابو رافع اس کی کنیت تھی، اسے سلام بن ابی الحقیق بھی کہا جاتا تھا، یہ ایک مالدار تاجر تھا اور خیبر کی ایک گڑھی میں رہتا تھا، یہ کعب بن اشرف کا معین اور مددگار اور یہودیوں کی طرح رسول اللہ ﷺ کا سخت دشمن تھا اور طرح طرح سے آپ کو ایذاء و تکالیف پہنچاتا رہتا تھا، یہی متعصب یہودی غزوہ احزاب میں قریش مکہ کو مسلمانوں پر چڑھالایا تھا اور ہر ممکن مالی امداد بھی کی تھی

وَكَانَ أَبُو رَافِعٍ يُؤْذِي رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُعِينُ عَلَيْهِ

ابو رافع رسول اللہ ﷺ کو اذیت پہنچاتا تھا اور آپ کے خلاف دشمنوں کی اعانت کرتا تھا۔ (١)

یہ اپنی دولت بے دریغ رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کی عداوت اور اسلام کا راستہ روکنے کے لئے خرچ کرتا رہتا تھا،

ذكر بن عَائِذٍ مِنْ طَرِيقِ أَبِي الْأَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّهُ كَانَ مِمَّنْ أَعَانَ غَطَفَانَ وَغَيْرَهُمْ مِنْ مُشْرِكِي الْعَرَبِ بِالْمَالِ الْكَثِيرِ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابن عائذ نے عروہ کے طریق سے یہ روایت نقل کی ہے اس نے غطفان وغیرہ مشرکین عرب کو رسول اللہ ﷺ کے خلاف جنگ میں بہت روپیہ سے مدد دی تھی۔ (٢)

وَكَانَ سَلَّامُ بْنُ أَبِي الْحُقَيْقِ وَهُوَ أَبُو رَافِعٍ - فِيمَنْ حَزَّبَ الْأَحْزَابَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ایک روایت میں ہے سلام بن ابی الحقیق جو ابو رافع کہلاتا تھا اس نے رسول اللہ ﷺ کے خلاف جنگ احزاب میں فوجیں اکٹھی کی تھیں۔ (٣)

قالَ: وَكَانَ ابْنُ أَبِي الْحُقَيْقِ قَدْ أَجْلَبَ فِي غَطَفَانَ وَمَنْ حَوْلَهُ مِنْ مُشْرِكِي الْعَرَبِ، وَجَعَلَ لَهُمُ الْجُعْلَ الْعَظِيمَ لِحَرْبِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ایک روایت میں ہے عبد اللہ یا سلام بن ابی الحقیق (ابو رافع) نے غطفان اور دوسرے مشرکین عرب کی ایک بہت بڑی جمعیت رسول اللہ ﷺ سے لڑنے کے لئے اکٹھی کی تھیں۔ (٤)

كَانَ يُظَاهِرُ كَعْبَ بْنَ الْأَشْرَفِ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(١) صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ قَتْلِ أَبِي رَافِعٍ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي الحُقَيْقِ ٤٠٣٩، فتح الباری ٧،٣٤٣

(٢) فتح الباری ٧،٣٤٣

(٣) البداية والنهاية ٤،١٥٦، تاریخ طبری ٢،٤٩٥، الروض الانف ٦،٢٧٩، ابن ہشام ٢،٢٧٣، شرح الزرقانی علی المواہب ٣،١٤١، السیرة النبویة لابن کثیر ٣،٢٦١

(٤) ابن سعد ٢،٧٠، عیون الآثر ٢،١١٥، مغازی واقدی ١،٣٩٤

ایک روایت میں ہے وہ کعب بن اشرف کو رسول اللہ ﷺ کے خلاف مدد دیتا تھا۔ (۱)

ان تمام بیانات کے ساتھ یہ بھی ثابت ہے کہ وہ بھی کعب کی طرح خود کبھی میدان میں لڑنے نہیں آیا پس پردہ دشمنوں کو مال و دولت اور فوجوں سے مدد دے کر رسول اللہ ﷺ کے خلاف استعمال کرتا تھا۔

أَنَّ الْأَوْسَ وَالْخَزْرَجَ كَانَا يَتَصَاوَلَانِ تَصَاوُلَ الْفَحْلَيْنِ لَا تَصْنَعُ الْأَوْسُ شَيْئًا إِلَّا قَالَتِ الْخَزْرَجُ وَاللهِ لَا تَذْهَبُونَ بِهَذِهِ فَضْلًا عَلَيْنَا وَكَذَلِكَ الْأَوْسُ،فَلَمَّا أَصَابَتِ الْأَوْسُ كَعْبَ بْنَ الْأَشْرَفِ تَذَاكَرَتِ الْخَزْرَجُ مَنْ رَجُلٌ لَهُ مِنَ الْعَدَاوَةِ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا كَانَ لِكَعْبٍ فَذكرُوا بن أَبِي الْحُقَيْقِ وَهُوَ بِخَيْبَرَ، اسْتَأْذَنَتِ الْخَزْرَجُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَتْلِ سَلَّامِ بْنِ أَبِي الْحُقَيْقِ وَهُوَ بِخَيْبَرَ فَأَذِنَ لَهُمْ

اوس اور خزرج کا باہمی حال یہ تھا کہ یہ دونوں قبیلے آپس میں اس طرح رشک کرتے رہتے تھے جیسے دو سانڈ آپس میں رشک کرتے ہیں، جب قبیلہ اوس کے ہاتھوں کوئی اہم کام انجام پاتا تو خزرج والے کہتے کہ اللہ کی قسم اس کام کو کر کے تم فضیلت میں ہم سے آگے نہیں بڑھ سکتے ہم اس سے بھی بڑا کوئی کام انجام دیں گے،اوس کا بھی یہی خیال رہتا تھا،قبیلہ اوس کے نوجوانوں نے کعب بن اشرف یہودی کو قتل کر کے سرخوئی حاصل کی تھی اب قبیلہ خزرج کے نوجوانوں کو خیال ہوا کہ قبیلہ اوس نے رسول اللہ ﷺ کے جانی دشمن،بارگاہ رسالت کے ایک گستاخ اور دریدہ دہن کعب بن اشرف کو قتل کر کے سعادت حاصل کر رکھی ہے اس لئے ہم بھی اس سے بھی بڑے دشمن کا خاتمہ کریں گے جو رسول اللہ ﷺ کی عداوت میں اس سے بڑھ کر ہو گا،چنانچہ انہوں نے ابن ابی الحقیق کا انتخاب کیا جو خیبر میں رہتا تھا اور رسول اللہ ﷺ کی عداوت میں یہ کعب بن اشرف سے بھی آگے بڑھا ہوا تھا،یہ فیصلہ کر کے قبیلہ خزرج کے نوجوان آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ابورافع کے قتل کی اجازت چاہی جو خیبر میں رہتا تھا آپ ﷺ نے انہیں اجازت مرحمت فرمائی۔ (۲)

عَبْدُ اللهِ بْنُ عَتِيكٍ وَمَسْعُودُ بْنُ سِنَانٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ أُنَيْسٍ وَأَبُو قَتَادَةَ وَخُزَاعِيُّ بْنُ أَسْوَدَفَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَتِيكٍ، لَمَّا بَعَثَ إِلَى بن أَبِي الْحَقِيقِ نَهَى عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ

رسول اللہ ﷺ نے پانچ آدمیوں عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ،مسعود بن سنان رضی اللہ عنہ،عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ،ابوقتادہ رضی اللہ عنہ،حارث بن ربعی رضی اللہ عنہ اور خزاعی بن اسود رضی اللہ عنہ کو ابورافع کے قتل کے لئے روانہ فرمایا اور عبداللہ بن عتیک کو ان پر امیر مقرر فرمایا،جب وہ ابن ابی الحقیق کی طرف روانہ ہوئے تو تاکید فرمائی کہ کسی عورت اور بچے کو قتل نہ کرنا۔ (۳)

فِي النِّصْفِ مِنْ جُمَادَى الْآخِرَةِمِنْ هَذِهِ ألسنة

چنانچہ پندرہ جمادی الآخر تین ہجری کو۔ (۴)

(۱) الکامل فی التاریخ ۲،۳۷

(۲) فتح الباری ۷،۳۴۲

(۳) تاریخ طبری ۲،۴۹۸،فتح الباری ۶،۱۴۷

(۴) تاریخ طبری ۲،۴۹۳

وَقِيلَ فِي رَجَبٍ سَنَةَ ثَلَاثٍ،وَقِيلَ فِي ذِي الْحِجَّةِ سَنَةَ خَمْسٍ، قَالَ بن سَعْدٍ كَانَتْ فِي رَمَضَانَ سَنَةَ سِتٍّ

کہاجاتا ہے رجب تین ہجری کو۔کہاجاتا ہے ذی الحجہ پانچ ہجری کو۔ابن سعد کہتے ہیں رمضان چھ ہجری کو۔(۱)

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ هُوَ بَعْدَ كَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ

زہری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ کعب بن اشرف یہودی کے بعد قتل ہوا۔(۲)

فخَرَجُوا حتى قَدِمُوا خَيْبَرَ

بہرحال عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ روانہ ہوئے اور خیبر جاپہنچے۔(۳)

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: فَلَمَّا دَنَوْا مِنْهُ، وَقَدْ غَرَبَتِ الشَّمْسُ، وَرَاحَ النَّاسُ بِسَرْحِهِمْ

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے یہ لوگ غروب آفتاب کے بعد خیبر پہنچے جب لوگ اپنے جانور چراگاہ سے واپس لاچکے تھے۔(۴)

دوسرے مالدار یہودیوں کی طرح ابورافع بھی اپنی قلعہ نما حویلی میں رہتا تھا،

فَقَالَ عَبْدُ اللهِ لِأَصْحَابِهِ: اجْلِسُوا مَكَانَكُمْ، فَإِنِّي مُنْطَلِقٌ، وَمُتَلَطِّفٌ لِلْبَوَّابِ، لَعَلِّي أَنْ أَدْخُلَ ، فَفَقَدُوا حِمَارًا لَهُمْ، قَالَ: فَخَرَجُوا بِقَبَسٍ يَطْلُبُونَهُ، قَالَ: فَخَشِيتُ أَنْ أُعْرَفَ، قَالَ: فَغَطَّيْتُ رَأْسِي وَجَلَسْتُ كَأَنِّي أَقْضِي حَاجَةً،وَقَدْ دَخَلَ النَّاسُ ، فَهَتَفَ بِهِ البَوَّابُ، يَا عَبْدَ اللهِ: إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ أَنْ تَدْخُلَ فَادْخُلْ، فَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُغْلِقَ البَابَ،فَدَخَلْتُ ثُمَّ اخْتَبَأْتُ فِي مَرْبِطِ حِمَارٍ عِنْدَ بَابِ الحِصْنِ ثُمَّ عَلَّقَ الأَغَالِيقَ عَلَى وَتَدٍ

جب اس کی حویلی نزدیک آگئی توامیر جماعت عبداللہ بن عتیک نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم لوگ اس جگہ چھپے رہو میں جارہاہوں اور حویلی میں داخل ہونے کے لئے دربان پر کوئی تدبیر کرتاہوں،عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ(قلعہ کے قریب پہنچ کر)میں اندرجانے کی تدابیر کرنے لگا اتفاق سے قلعہ والوں کا ایک گدھا گم ہوگیا تھا وہ مشعل لے کر اسے ڈھونڈنے نکلے مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں قلعہ والے مجھے پہچان نہ لیں لہذا میں اپنے اوپر کپڑا ڈھانک کر اس طرح بیٹھ گئے جیسے کوئی قضاء حاجت کے لئے بیٹھا ہو اسی اثنا میں گدھا مل گیا اور قلعہ والے اندداخل ہوگئے،حویلی کے دربان نے انہیں اپنا ہی کوئی آدمی سمجھا اور آواز دی کہ اگر اندرآنا ہے تو جلدی سے اندرآجا میں حویلی کا دروازہ بند ہی کرنے لگا ہوں،میں نے(موقع غنیمت سمجھا اور) جلدی سے حویلی کے اندرداخل ہوگیا اور قلعہ کے دروازے کے پاس ہی جہاں گدھے باندھے جاتے تھے وہیں چھپ کر بیٹھ گیا جب سب لوگ اندرداخل ہوگئے تو پھاٹک بند کردیا گیا پھر کنجیوں کا گچھا ایک کھونٹی پر لٹکادیا،

وَكَانَ فِي عَلَالِيَّ لَهُ، فَتَعَشَّوْا عِنْدَ أَبِي رَافِعٍ، وَتَحَدَّثُوا حَتَّى ذَهَبَتْ سَاعَةٌ مِنَ اللَّيْلِ، ثُمَّ رَجَعُوا إِلَى بُيُوتِهِمْ، فَلَمَّا هَدَأَتِ

---

(۱) فتح الباری ۳۴۲/۷

(۲) صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ قَتْلِ أَبِي رَافِعٍ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي الحُقَيْقِ،فتح الباری ۳۴۲/۷

(۳) تاریخ طبری ۴۹۵/۲

(۴) صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ قَتْلِ أَبِي رَافِعٍ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي الحُقَيْقِ۴۰۳۹

الأَصْوَاتُ، وَلاَ أَسْمَعُ حَرَكَةً خَرَجْتُ،قَالَ: فَقُمْتُ إِلَى الأَقَالِيدِ فَأَخَذْتُهَا، فَفَتَحْتُ البَابَ فَجَعَلْتُ كُلَّمَا فَتَحْتُ بَابًا أَغْلَقْتُ عَلَيَّ مِنْ دَاخِلٍ،قُلْتُ: إِنِ القَوْمُ نَذِرُوا بِي لَمْ يَخْلُصُوا إِلَيَّ حَتَّى أَقْتُلَهُ،فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ، فَإِذَا هُوَ فِي بَيْتٍ مُظْلِمٍ وَسْطَ عِيَالِهِ، لاَ أَدْرِي أَيْنَ هُوَ مِنَ البَيْتِ،فَقُلْتُ: يَا أَبَا رَافِعٍ ،قَالَ: مَنْ هَذَا؟ فَأَهْوَيْتُ نَحْوَ الصَّوْتِ فَأَضْرِبُهُ ضَرْبَةً بِالسَّيْفِ وَأَنَا دَهِشٌ، فَمَا أَغْنَيْتُ شَيْئًا

ابو رافع اپنے خاص بالاخانے میں تھا، قلعہ والوں نے ابو رافع کے ساتھ کھانا کھایا اور پھر اسے قصے سناتے رہے جب کچھ رات گئے قصہ گوئی کی مجلس ختم ہوئی اور لوگ اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے، جب سناٹا چھا گیا اور کہیں کوئی حرکت نہیں ہوتی تھی تو میں اس طویلہ سے باہر نکلا، میں نے قلعہ کی کنجی اپنے قبضہ میں لے لی اور پھر سب سے پہلے قلعہ کا دروازہ کھولا اور دروازے کھولتا ہوا بالاخانہ جا پہنچا اور حفاظت کے پیش نظر جو دروازہ کھولتا تھا وہ اندر سے بند کرتا چلا جاتا تا کہ لوگوں کو میری خبر ہو بھی جائے تو تب بھی بے خوف وخطر اپنا کام کر گزروں، جب میں بالاخانہ پہنچا تو وہاں اندھیرا تھا اور ابو رافع اپنے اہل وعیال میں بے خبر سو رہا تھا، مجھے معلوم نہیں تھا کہ ابو رافع کہاں اور کدھر ہے (میں نے معلوم کرنے کے لئے آواز دی) اے ابو رافع! ابو رافع نے کہا کون ہے؟ جس جانب سے آواز آئی تھی ڈرتے ڈرتے تلوار کا وار کیا مگر میرا وار خالی گیا

وَصَاحَ، فَخَرَجْتُ مِنَ البَيْتِ،فَأَمْكُثُ غَيْرَ بَعِيدٍثُمَّ دَخَلْتُ إِلَيْهِ، فَقُلْتُ: مَا هَذَا الصَّوْتُ يَا أَبَا رَافِعٍ؟ فَقَالَ: لِأُمِّكَ الوَيْلُ، إِنَّ رَجُلًا فِي البَيْتِ ضَرَبَنِي قَبْلُ بِالسَّيْفِ،قَالَ: فَأَضْرِبُهُ ضَرْبَةً أَثْخَنَتْهُ وَلَمْ أَقْتُلْهُ، ثُمَّ وَضَعْتُ ظِبَةَ السَّيْفِ فِي بَطْنِهِ حَتَّى أَخَذَ فِي ظَهْرِهِ ،فَعَرَفْتُ أَنِّي قَتَلْتُهُ،فَجَعَلْتُ أَفْتَحُ الأَبْوَابَ بَابًا بَابًا، حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى دَرَجَةٍ لَهُ، فَوَضَعْتُ رِجْلِي، وَأَنَا أُرَى أَنِّي قَدِ انْتَهَيْتُ إِلَى الأَرْضِ، فَوَقَعْتُ فِي لَيْلَةٍ مُقْمِرَةٍ ،فَانْكَسَرَتْ سَاقِي

ابو رافع نے ایک چیخ ماری تو میں کمرے سے باہر نکل آیا اور تھوڑی دیر تک باہر ہی ٹھیرا رہا پھر میں دوبارہ اندر گیا اور آواز بدل کر ہمدردانہ لہجہ میں کہا اے ابو رافع یہ کیسی آواز ہے؟ ابو رافع نے جو ڈرا سہا ہوا تھا آواز نہ پہچانی اور بولا تیری ماں غارت ہو ابھی مجھ پر کسی شخص نے تلوار کا وار کیا تھا، اب کی بار میں نے احتیاط سے آواز کی سمت میں تلوار کا دوسرا وار کیا جس سے اس کو کاری زخم لگا (ابھی وہ سنبھلنے ہی نہ پایا تھا کہ) میں نے تلوار کی دھار اس کے پیٹ پر رکھ کر اس زور سے دبائی کہ پیٹ کو کاٹتی ہوئی اس کی پشت تک پہنچ گئی جس سے مجھے یقین ہو گیا کہ میں اس کا کام تمام کر چکا ہوں، چنانچہ میں واپسی کے لئے چلا اور ایک ایک کر کے بند دروازے کھولتا ہوا ایک سیڑھی سے اترنے لگا میں یہ سمجھا کہ زمین قریب آ گئی ہے (جبکہ زمین ابھی کافی نیچے تھی) اس لئے اترنے میں نیچے گر پڑا چاندنی رات تھی اور (بلندی سے گرنے کی وجہ سے) پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔فَعَصَبْتُهَا بِعِمَامَ ثُمَّ انْطَلَقْتُ حَتَّى جَلَسْتُ عَلَى البَابِ، فَقُلْتُ: انْطَلِقُوا فَبَشِّرُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِنِّي لاَ أَبْرَحُ حَتَّى أَسْمَعَ النَّاعِيَةَ،فَلَمَّا صَاحَ الدِّيكُ قَامَ النَّاعِي عَلَى السُّورِ، فَقَالَ: أَنْعَى أَبَا رَافِعٍ تَاجِرَ أَهْلِ الحِجَازِ قَالَ: فَقُمْتُ أَمْشِي مَا بِي قَلَبَةٌ،فَانْطَلَقْتُ إِلَى أَصْحَابِي، فَقُلْتُ: النَّجَاءَ، فَقَدْ قَتَلَ اللهُ أَبَا رَافِعٍ،فَانْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ:ابْسُطْ رِجْلَكَ فَبَسَطْتُ رِجْلِي فَمَسَحَهَا، فَكَأَنَّهَا لَمْ أَشْتَكِهَا قَطُّ

میں نے عمامہ کھول کر ٹانگ کو باندھا اور لنگڑاتے ہوئے اپنے چھپے ہوئے ساتھیوں تک پہنچ گیا اور انہیں کہا تم جاکر رسول اللہ ﷺ کو ابو رافع یہودی کے قتل کی بشارت سناؤ میں یہیں بیٹھتا ہوں اور صبح اس کے قتل اور موت کا اعلان سن کر آؤں گا، جب صبح ہوئی اور مرغ نے اذان دی تو قلعہ کی فصیل سے ایک پکارنے والے نے کھڑے ہو کر پکارا کہ اہل حجاز کے تاجر ابو رافع کی موت کا اعلان کرتا ہوں، تو میں وہاں سے روانہ ہوا (خوشی کی وجہ سے) مجھے چلنے میں کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوئی اور میں اپنے ساتھیوں سے آ کر مل گیا اور انہیں کہا تیز چلو اللہ نے ابو رافع کو ہلاک کر دیا چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کو خوش خبری سنائی اور تمام واقعہ بیان کیا آپ ﷺ نے عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کو کہا اپنی ٹانگ پھیلاؤ، میں نے اپنی ٹانگ پھیلا دی، آپ ﷺ نے اس ٹوٹی ہوئی ٹانگ پر اپنا دست مبارک پھیرا مجھے ایسے معلوم ہوا کہ گویا ٹانگ ٹوٹنے کی کبھی کوئی شکایت ہی نہیں ہوئی تھی۔ [1]

مضامین سورۃ المجادلہ:

اس سورۃ میں متفرق مسائل بیان کیے گئے ہیں اور اس بات کی سختی کے ساتھ متنبہ کیا گیا ہے کہ اسلام کے بعد بھی جاہلیت کے طریقوں پر قائم رہنا، اللہ کی مقرر کی ہوئی حدوں کو توڑنا، یا ان کی پابندی سے انکار کرنا، یا ان کے مقابلے میں اپنی دانست اور سوچ کے مطابق کچھ گھڑ لینا اور اپنی من مرضی کی قواعد وضوابط قرر کر لینا حدود شرعیہ سے تجاوز ہے جس کا انجام دنیا و آخرت میں ذلت ورسوائی کے علاوہ اور کچھ نہیں۔

○ سورۃ کے اوائل میں ظہار کا قانون مذکور ہے، اس کے بعد ان منافقین کو سرزنش کی گئی ہے جو مسلمانوں کے خلاف سرگوشیاں کرتے اور منصوبے بناتے رہتے تھے اور اس کے پہلو بہ پہلو مسلمانوں کو تسلی دی کہ ان کی منصوبہ بندیاں، سازشیں اور بددعائیں تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گی، مسلمانوں کو تلقین کی گئی کہ جب باہم مل کر بیٹھیں تو نیکی وتقویٰ اور اس کی اشاعت کی بات گفتگو ہونی چاہیے۔

○ آداب مجلس کے ضمن میں بتایا گیا کہ اگر مجلس میں کوئی نووارد آجائے تو اس کو جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جائے البتہ جو لوگ مجلس میں پہلے سے موجود ہیں ان کو ہدایت کی گئی کہ خود غرضی اور تنگ دلی کا مظاہرہ کرنے کے بجائے کھلے دل اور عالی ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے نئے آنے والوں کے لیے جگہ بنانا چاہیے۔

○ آداب ملاقات کے ضمن میں بتایا کہ بعض لوگ اہل علم کے پاس جاکر بیٹھتے ہیں تو وہاں سے ہلنے کا نام نہیں لیتے، ان کو ہدایت کی گئی کہ دوسرے لوگوں اور اہل خانہ کے آرام وراحت کا خیال کرنا لازم ہے کیونکہ بعض لوگ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حصول برکت کے لیے حاضر ہوتے اور کئی پہروں تک بیٹھے رہتے تھے جس کے سبب سے کئی اہم معاملات التواء کا شکار ہو جاتے تھے، نیز یہ کہ جب مجلس برخاست کرنے کو کہا جائے تو برا نہیں ماننا چاہیے۔

○ مخلص اور منافق کی علامات کے ذیل میں بیان فرمایا کہ جو لوگ ذاتی اغراض ومفادات کے لیے اہل ایمان کے ساتھ تعلق رکھیں اور موقع

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ قَتْلِ أَبِي رَافِعٍ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي الحُقَيْقِ عن براء بن عازب ۴۰۳۹،۴۰۴۰، وكِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابُ قَتْلِ المُشْرِكِ النَّائِمِ ۳۰۲۲،فتح الباری ۷؍۳۴۳، البداية والنهاية ۴؍۱۵۹

ملنے پر کفار سے گٹھ جوڑ کریں، ان کی منصوبہ بندیوں اور سازشوں میں شریک ہوں اور ایمان کو ڈھال کے طور پر استعمال کریں تو وہ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ہیں اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے، اس کے مقابل جو لوگ اپنے معاملات و تعلیمات پر عمل کے سلسلے میں والدین، اولاد، اعزہ و اقارب اور دوستی کا لحاظ نہ کریں بلکہ تقاضائے دین پر عمل پیرا ہوں تو وہ حِزْبَ اللّٰهِ ہیں اور یہی طبقہ فلاح و سعادت پانے والا ہے۔

○سعادت مندوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے چار نعمتوں کا اعلان فرمایا۔

یہ کہ اللہ نے ان کے دلوں میں ایمان کو جما دیا ہے۔ یہ کہ ان کی غیبی مدد کی جائے گی۔ یہ کہ انہیں جنت میں داخل کیا جائے گا۔ یہ کہ اللہ ان سے راضی ہو گیا ہے اور وہ بھی اللہ کی نعمتوں اور عطا پر راضی ہو گئے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَ تَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۖ

یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سنی جو تجھ سے اپنے شوہر کے بارے میں تکرار کر رہی تھی اور اللہ کے آگے شکایت

وَ اللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝۱ اَلَّذِيْنَ

کر رہی تھی، اللہ تعالیٰ تم دونوں کے سوال جواب سن رہا تھا، بیشک اللہ تعالیٰ سننے دیکھنے والا ہے، تم میں سے جو لوگ اپنی

يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ۭ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ

بیویوں سے ظہار کرتے ہیں (یعنی انہیں ماں کہہ بیٹھتے ہیں) وہ دراصل ان کی مائیں نہیں بن جاتیں ان کی مائیں تو وہی ہیں

اِلَّا الّٰٓـِٔيْ وَلَدْنَهُمْ ۭ وَ اِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَ زُوْرًا ۭ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ

جن کے بطن سے وہ پیدا ہوئے، یقیناً یہ لوگ ایک نامعقول اور جھوٹی بات کہتے ہیں، بیشک اللہ تعالیٰ معاف کرنے

غَفُوْرٌ ۝۲ وَ الَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ

اور بخشنے والا ہے، جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کریں پھر اپنی کہی ہوئی بات سے رجوع کر لیں تو ان کے ذمے آپس میں

مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ۭ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ۭ وَ اللّٰهُ

ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے پہلے ایک غلام آزاد کرنا ہے، اس کے ذریعے تم نصیحت کیے جاتے ہو، اور اللہ تعالیٰ

بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝٣ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ

تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے، ہاں جو شخص نہ پائے اس کے ذمے دو مہینوں کے لگا تار روزے ہیں اس سے پہلے کہ

اَنْ يَّتَمَآسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ۭ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ

ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں اور جس شخص کو یہ طاقت بھی نہ ہو اس پر ساٹھ مسکینوں کا کھانا کھلانا ہے، یہ اس لیے کہ تم اللہ کی

وَ رَسُوْلِهٖ ۭ وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝٤ (المجادلۃ ا تا ۴)

اور اس کے رسول کی حکم برداری کرو، یہ اللہ تعالیٰ کی وہ حدیں ہیں اور کفار ہی کے لیے دردناک عذاب ہے۔

دور جاہلیت میں عربوں میں جب میاں بیوی میں کسی بات پر لڑائی ہوتی تو شوہر غصہ میں اپنی بیوی کو اپنے اوپر حرام کرنے کے لئے ظہار کرتے ہوئے کہتے،

جَعَلَهَا عَلَيْهِ كَظَهْرِ أُمِّهِ

تو میرے اوپر ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ۔ ①

أَنْتِ عَلَيَّ كَظَهْرِ أُمِّي

تو میرے اوپر ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ۔ ②

أَنْتُنَّ عَلَيْهِ كَظَهْرِ أُمِّهِ

تم میرے اوپر میری ماں کی پیٹھ جیسی ہو۔ ③

إِنْ قَرَبْتُهَا سَنَةً فَهِيَ عَلَيْهِ كَظَهْرِ أُمِّهِ

ایک سال میں اپنی بیوی سے مباشرت کرنا میرے لئے ایسا ہے جیسے میں اپنی ماں (بہن، بیٹی) سے مباشرت کروں۔ ④

فِي الرَّجُلِ قَالَ لِامْرَأَتِهِ: إِنْ قَرَبْتُكِ فَأَنْتِ عَلَيَّ كَظَهْرِ أُمِّي

مرد کا اپنی بیوی سے یہ کہنا کہ اگر میں تجھ سے مباشرت کروں تو ایسا ہے جیسے میں اپنی ماں سے مباشرت کروں۔ ⑤

وَكَانَتِ الْجَاهِلِيَّةُ إِذَا أَرَادَ الرَّجُلُ أَنْ يُفَارِقَ امْرَأَتَهُ قَالَ لَهَا: أَنْتِ عَلَيَّ كَظَهْرِ أُمِّي

---

① مصنف عبدالرزاق ۱۱۴۷۷، المعجم الکبیر للطبرانی ۶۳۳۱، مستدرک حاکم ۲۸۱۶

② مسند احمد ۲۷۳۱۹، صحیح ابن حبان ۴۲۷۹، المعجم الکبیر للطبرانی ۶۱۶

③ مصنف عبدالرزاق ۱۱۵۲۶

④ مصنف ابن ابی شیبۃ ۱۸۸۳۳۰

⑤ مصنف ابن ابی شیبۃ ۱۸۳۳۶

دور جاہلیت میں جب مرد اپنی بیوی سے علیحدگی کا ارادہ کرتا تو کہتا تو میرے اوپر ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ۔ (۱)

أَن يقُول الرجل لامْرَأته: أنتِ عليّ كَظهر أُمّي

مرد کا اپنی بیوی سے یہ کہنا کہ تو میرے اوپر ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ۔ (۲)

اہل عرب کے ہاں یہ طلاق بلکہ اس سے بھی زیادہ شدید قطع تعلق کا اعلان سمجھا جاتا تھا، اسی بنا پر اہل عرب کے نزدیک طلاق کے بعد تو رجوع کی گنجائش ہوسکتی تھی مگر ظہار کے بعد رجوع کا کوئی امکان باقی نہیں رہتا تھا چنانچہ وہ عورت اس گھر میں لٹکی رہتی تھی، نہ وہ اسے طلاق دے کر چھوڑتے کہ کہیں اور جگہ وہ اپنا گھر بسالے اور نہ ہی صحیح طرح اپنے گھر میں بساتے، اسلام میں ایسا واقعہ سلمہ بن صخر بیاضی رضی اللہ عنہ سے ہو چکا تھا،

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ صَخْرٍ قَالَ: كُنْتُ امْرَأً أُصِيبُ مِنَ النِّسَاءِ مَا لَا يُصِيبُ غَيْرِي،فَلَمَّا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ خِفْتُ أَنْ أُصِيبَ مِنَ امْرَأَتِي شَيْئًا يُتَابَعُ بِي حَتَّى أُصْبِحَ، فَظَاهَرْتُ مِنْهَا حَتَّى يَنْسَلِخَ شَهْرُ رَمَضَانَ،فَبَيْنَا هِيَ تَخْدُمُنِي ذَاتَ لَيْلَةٍ، إِذْ تَكَشَّفَ لِي مِنْهَا شَيْءٌ، فَلَمْ أَلْبَثْ أَنْ نَزَوْتُ عَلَيْهَا فَلَمَّا أَصْبَحْتُ خَرَجْتُ إِلَى قَوْمِي فَأَخْبَرْتُهُمُ الْخَبَرَ، وَقُلْتُ امْشُوا مَعِي إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،قَالُوا: لَا وَاللهِ،فَانْطَلَقْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ،فَقَالَ:أَنْتَ بِذَاكَ يَا سَلَمَةُ؟قُلْتُ: أَنَا بِذَاكَ يَا رَسُولَ اللهِ مَرَّتَيْنِ وَأَنَا صَابِرٌ لِأَمْرِ اللهِ، فَاحْكُمْ فِيَّ مَا أَرَاكَ اللهُ

سلمہ بن صخر بیاضی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں ایسا شخص تھا جو عورتوں کو اس قدر آتا تھا کہ کوئی اور کیا آتا ہوگا یعنی میں بڑی جنسی قوت والا تھا، جب رمضان المبارک کا مہینہ آیا تو مجھے اندیشہ ہوا کہ بیوی کے ساتھ کچھ کر نہ بیٹھوں کہ صبح تک الگ ہی نہ ہوسکوں سو میں نے رمضان کے پورے مہینے کے لئے بیوی سے ظہار کرلیا، اتفاق سے ایک رات (پندرہ رمضان کو) وہ میری خدمت کر رہی تھی کہ اس کے جسم کا کچھ حصہ میرے سامنے ظاہر ہوا تو میں ضبط نہ کرسکا اور بیوی کے پاس چلا گیا، جب صبح ہوئی تو میں اپنی قوم کے پاس گیا اور انہیں اپنا قصہ بتایا اور انہیں کہا میرے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو، وہ کہنے لگے نہیں اللہ کی قسم!(ہم تو نہیں جاتے) پھر میں اپنی حرکت پر نادم ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر ماجرا عرض کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اے سلمہ رضی اللہ عنہ! ارے تو نے؟ میں نے عرض کیا ہاں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے دوبار کہا اور میں اللہ کے حکم پر صابر (راضی) ہوں میرے بارے میں جو اللہ آپ کو سجھائے فیصلہ فرما دیجئے،

قَالَ:حَرِّرْ رَقَبَةً،قُلْتُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أَمْلِكُ رَقَبَةً غَيْرَهَا، وَضَرَبْتُ صَفْحَةَ رَقَبَتِي،قَالَ: صُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ،قَالَ: وَهَلْ أَصَبْتُ الَّذِي أَصَبْتُ إِلَّا مِنَ الصِّيَامِ، قَالَ:فَأَطْعِمْ وَسْقًا مِنْ تَمْرٍ بَيْنَ سِتِّينَ مِسْكِينًا،قُلْتُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَقَدْ بِتْنَا وَحْشَيْنِ مَا لَنَا طَعَامٌ، قَالَ:فَانْطَلِقْ إِلَى صَاحِبِ صَدَقَةِ بَنِي زُرَيْقٍ فَلْيَدْفَعْهَا إِلَيْكَ، فَأَطْعِمْ سِتِّينَ مِسْكِينًا وَسْقًا مِنْ تَمْرٍ وَكُلْ أَنْتَ وَعِيَالُكَ بَقِيَّتَهَافَرَجَعْتُ إِلَى قَوْمِي، فَقُلْتُ: وَجَدْتُ عِنْدَكُمُ الضِّيقَ،

(۱) السنن الكبرى للبيهقى ۱۵۲۵۶

(۲) شرح السنة للبغوى ۲۳۶۴

وَسُوءَ الرَّأْيِ، وَوَجَدْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّعَةَ، وَحُسْنَ الرَّأْيِ، وَقَدْ أَمَرَنِي أَوْ أَمَرَ لِي بِصَدَقَتِكُمْ

آپ ﷺ نے فرمایا ایک غلام آزاد کر دو، میں نے کہا اللہ کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! میں تو بس اسی کا مالک ہوں اور میں نے اپنی گردن کی ایک جانب پر ہاتھ مارا، آپ ﷺ نے فرمایا دو مہینے کے متواتر روزے رکھو، میں نے عرض کیا اور یہ جو کچھ میرے ساتھ ہوا ہے روزوں ہی کی وجہ سے تو ہوا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا تو پھر ایک وسق (ایک وسق میں ساٹھ صاع ہوتے ہیں اور ایک صاع میں چار مد، اس حساب سے ایک صاع کا وزن تقریباً ڈھائی کلو اور ایک وسق کا وزن تین من اور تیس کلو اور بعض علماء کے نزدیک تین من اور چھ کلو ہوگا) کھجور ساٹھ مسکینوں میں تقسیم کر دو، میں نے کہا قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! ہم تو اس قدر غریب ہیں کہ رات بغیر کھائے سوئے ہیں، ہمارے پاس کھانے کو کچھ نہ تھا، آپ ﷺ نے فرمایا تو بنی زریق کے صدقہ کرنے والے کے پاس چلے جاؤ وہ تمہیں کچھ دے گا تو اس میں سے ایک وسق کھجور ساٹھ مسکینوں کو کھلا دینا اور باقی اپنے بال بچوں کی ضروریات کے لئے بھی رکھ لینا، چنانچہ میں اپنی قوم کے پاس واپس آیا اور انہیں کہا کہ میں نے تمہارے پاس تنگی اور بری رائے پائی جبکہ نبی ﷺ کے پاس سے وسعت اور بہترین رائے ملی ہے آپ ﷺ نے مجھے تمہارے صدقے (لینے) کا حکم فرمایا ہے۔ [1]

عَنْ عِكْرِمَةَ، أَنَّ رَجُلًا ظَاهَرَ مِنَ امْرَأَتِهِ، ثُمَّ وَاقَعَهَا قَبْلَ أَنْ يُكَفِّرَ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ: مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ؟ قَالَ: رَأَيْتُ بَيَاضَ سَاقِهَا فِي الْقَمَرِ قَالَ: فَاعْتَزِلْهَا حَتَّى تُكَفِّرَ عَنْكَ

اسی طرح کا واقعہ عکرمہ (مولیٰ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما) سے منقول ہے ایک شخص نے اپنی بیوی سے ظہار کر لیا پھر کفارہ ادا کرنے سے پہلے ہی اس سے مباشرت کر لی، اس کے بعد نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اپنا واقعہ بیان کیا، آپ ﷺ نے پوچھا تو نے ایسا کیوں کیا؟ کہنے لگا میں نے چاندنی میں اس کی پنڈلیوں کی سفیدی دیکھ لی تھی، آپ ﷺ نے حکم دیا کہ اب اس سے دور رہنا جب تک کفارہ ادا نہ کر دو۔ [2]

عَنْ أَبِي تَمِيمَةَ الْهُجَيْمِيِّ، أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِامْرَأَتِهِ: يَا أُخَيَّةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُخْتُكَ هِيَ؟ فَكَرِهَ ذَلِكَ وَنَهَى عَنْهُ

ابو تمیمہ سے مرسل روایت ہے ایک شخص نے اپنی بیوی کو کہا اے بہن! تو رسول اللہ ﷺ نے غصے سے فرمایا کیا یہ تیری بہن ہے؟ پس آپ ﷺ نے اس انداز گفتگو کو ناپسند کیا اور اس سے منع فرمایا مگر آپ نے اسے ظہار قرار نہیں دیا۔ [3]

حكم الألباني: ضعيف

شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ضعیف کہا ہے، خالد نے ابو تمیمہ سے نہیں سنا درمیان میں ایک شخص ہے اور وہ مجہول ہے۔

اور اب یہ واقعہ ہوا کہ عبادہ بن صامت انصاری رضی اللہ عنہ کے بھائی اوس بن صامت انصاری رضی اللہ عنہ اسلام سے قبل متعدد بار اپنی بیوی خولہ بنت

[1] سنن ابوداودکتاب الطلاق بَابٌ فِي الظِّهَارِ ٢٢١٣، جامع ترمذی ابواب تفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ الْمُجَادَلَةِ ٣٢٩٩، سنن ابن ماجه کتاب الظهار بَابُ الظِّهَارِ ٢٠٦٢، السنن الدارمی ٢٣١٩، المعجم الكبيرللطبرانی ٦٣٣٣، السنن الكبرى للبيهقی ١٥٢٥٧

[2] سنن ابوداودکتاب الطلاق بَابٌ فِي الظِّهَارِ ٢٢٢١، السنن الكبرى للنسائی ٥٦٢٤، السنن الكبرى للبيهقی ١٥٢٦١

[3] سنن ابوداودکتاب الطلاق بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَقُولُ لِامْرَأَتِهِ: يَا أُخْتِي ٢٢١١، ٢٢١٠، السنن الكبرى للبيهقی ١٥١٤٦

ثعلبہ بن مالک بعض روایات میں خویلہ بنت مالک بن ثعلبہ نام آیا ہے کو جو قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتی تھیں سے ظہار کر چکے تھے مگر اسلام کے بعد جب وہ بوڑھے ہو کر کچھ چڑ چڑے ہو گئے تھے انہوں نے ایک بار کسی بات پر خفا ہو کر کہا تم میرے اوپر ایسی ہو جیسی میری ماں کی پیٹھ اور اسے ظہار کہتے ہیں، پھر وہ نادم ہوئے اور یہ جاہلیت کا ظہار وایلاء طلاق تھا، الغرض ان کے شوہر نے کہا تو مجھ پر حرام ہے، خولہ بنت ثعلبہ بہت پریشان ہوئیں کہ بوڑھاپے میں طلاق ہو گئی، اس وقت تک ظہار کی بابت کوئی حکم نازل نہیں ہوا تھا، چنانچہ وہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور اتنی مدہم آواز میں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا جو قریب ہی موجود تھیں ان کی آواز نہ سن سکیں اپنے شوہر کے ظہار اور اپنی بربادی و مصیبت کا قصہ عرض کیا اور دریافت کیا کہ کیا میری اور میرے بچوں کی زندگی کو تباہی سے بچانے کے لئے رخصت کا کوئی پہلو نکل سکتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ابھی تک اس مسئلہ میں کوئی حکم نہیں دیا گیا ہے، بعض روایات میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا خیال ہے کہ تم اس پر حرام ہو گئی ہو، خولہ رضی اللہ عنہا نے بار بار جرات کے ساتھ عرض کیا مگر انہوں نے طلاق کے الفاظ تو نہیں کہے ہیں اس لئے میں ان پر حرام نہیں ہوئی، آپ کوئی ایسی صورت بتلائیں جس سے میں، میرے بچے اور میرے بوڑھے شوہر کی زندگی تباہ ہونے سے بچ جائے، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو وہی جواب دیتے رہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب سن کر وہ رو رو کر اللہ سے فریاد کرنے لگیں، عین اسی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی اور وحی کے بعد آپ نے فرمایا اے خولہ! تیرے اور تیرے خاوند کے بارے میں آیات نازل ہوئی ہیں پھر آپ نے ”اللہ نے سن لی1 اس عورت کی بات جو اپنے شوہر کے معاملہ میں شوہر میں تم سے تکرار کر رہی ہے اور اللہ سے فریاد کیے جاتی ہے اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا ہے، وہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے۔“ تک پڑھ کر سنایا۔

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ:الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَسِعَ سَمْعُهُ الْأَصْوَاتَ، لَقَدْ جَاءَتِ الْمُجَادِلَةُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنَا فِي نَاحِيَةِ الْبَيْتِ، تَشْكُو زَوْجَهَا، وَمَا أَسْمَعُ مَا تَقُولُ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ: {قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا}، [1]

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں سب تعریفات اور حمد و ثنا اللہ کے لئے ہیں جس کی سمع نے جمیع آوازوں کو گھیر لیا ہے، البتہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور میں حجرے کے ایک کونے میں موجود تھی اور وہ اپنے شوہر کی شکایت کر رہی تھی اور (وہ اتنی دھمی آواز میں بات کر رہی تھی کہ) میں نہ سن سکتی تھی کہ وہ کیا کہہ رہی تھی، پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ”اللہ نے سن لی1 اس عورت کی بات جو اپنے شوہر کے معاملہ میں شوہر میں تم سے تکرار کر رہی ہے۔ اور اللہ سے فریاد کیے جاتی ہے۔ اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا ہے، وہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے۔“ نازل فرمائی۔ [2]

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ:تَبَارَكَ الَّذِي أَوْعَى سَمْعُهُ كُلَّ شَيْءٍ ، إِنِّي لاسْمَعُ كَلامَ خَوْلَةَ بِنْتِ ثَعْلَبَةَ وَيَخْفَى عَلَيَّ بَعْضُهُ، وَهِيَ تَشْتَكِي زَوْجَهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ تَقُولُ: يا رسول الله أكل شبابي ، ونثرت لَهُ بَطْنِي، حَتَّى إِذَا

[1] المجادلة: 1

[2] سنن ابن ماجه المقدمة بَابٌ فِيمَا أَنْكَرَتِ الْجَهْمِيَّةُ ١٨٨، مسند احمد ٢٤١٩٥، السنن الكبرى للنسائى ٥٦٢٥

كَبُرَتْ سِنِّي ، وَانْقَطَعَ وَلَدِي، ظَاهَرَ مِنِّي، اللهُمَّ إِنِّي أَشْكُو إِلَيْكَ، قَالَتْ: فَمَا بَرِحَتْ حَتَّى نَزَلَ جِبْرِيلُ بِهَذِهِ الْآيَةِ :قَدْ سَمِعَ اللهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا، وَقَالَ: وَزَوْجُهَا أَوْسُ بْنُ الصَّامِتِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا بابرکت ہے وہ ذات جس کے کان ہر چیز کو خوب سنتے ہیں، میں خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا کی بات کو سن رہی تھی گو ان کی بات کا کچھ حصہ میں نہ سن سکی تھی، وہ اپنے شوہر کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت کرتے ہوئے کہہ رہی تھی، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! (اس نے میرا مال کھایا) میرے ساتھ جوانی کی زندگی کو بسر کیا اور میرے بطن سے اس کے بچے پیدا ہوئے اور اب جبکہ میری عمر زیادہ ہوگئی ہے اور اولاد کا سلسلہ منقطع ہوگیا ہے اس نے مجھ سے ظاہر کرلیا ہے، اے اللہ! میں تیرے حضور اپنی التجا کرتی ہوں، عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ خولہ رضی اللہ عنہا ابھی موجود ہی تھیں کہ جبریل علیہ السلام یہ آیات لے کر نازل ہوگئے ''اللہ نے سن لی اس عورت کی بات جو اپنے شوہر کے معاملہ میں تم سے تکرار کر رہی ہے۔'' عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ بھی فرمایا کہ ان کے شوہر کا نام اوس بن صامت تھا۔ [1]

عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ ثَعْلَبَةَ قَالَتْ: فِيَّ - وَاللهِ - وَفِي أَوْسِ بْنِ صَامِتٍ أَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ صَدْرَ سُورَةِ الْمُجَادَلَةِ،قَالَتْ: كُنْتُ عِنْدَهُ وَكَانَ شَيْخًا كَبِيرًا قَدْ سَاءَ خُلُقُهُ وَضَجِرَقَالَتْ: فَدَخَلَ عَلَيَّ يَوْمًا فَرَاجَعْتُهُ بِشَيْءٍ فَغَضِبَ،فَقَالَ: أَنْتِ عَلَيَّ كَظَهْرِ أُمِّي،قَالَتْ: ثُمَّ خَرَجَ فَجَلَسَ فِي نَادِي قَوْمِهِ سَاعَةً ثُمَّ دَخَلَ عَلَيَّ، فَإِذَا هُوَ يُرِيدُنِي عَلَى نَفْسِي،قَالَتْ: فَقُلْتُ: كَلَّا وَالَّذِي نَفْسُ خُوَيْلَةَ بِيَدِهِ، لَا تَخْلُصُ إِلَيَّ وَقَدْ قُلْتَ مَا قُلْتَ حَتَّى يَحْكُمَ اللهُ وَرَسُولُهُ فِينَا بِحُكْمِهِ،قَالَتْ: فَوَاثَبَنِي وَامْتَنَعْتُ مِنْهُ، فَغَلَبْتُهُ بِمَا تَغْلِبُ بِهِ الْمَرْأَةُ الشَّيْخَ الضَّعِيفَ، فَأَلْقَيْتُهُ عَنِّي

سخویلہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے سورۃ المجادلۃ کا ابتدائی حصہ اللہ تعالیٰ نے میرے اور اوس بن صامت کے بارے میں نازل فرمایا ہے، میں اس کی بیوی تھی وہ بہت بوڑھا اور تند مزاج ہوگیا تھا، ایک دن وہ میرے پاس آیا اور کسی چیز کے بارے میں میری اس سے تکرار ہوگئی تو وہ ناراض ہوگیا اور اس نے کہا تو میرے لیے میری ماں کی پشت کی طرح ہے، پھر وہ گھر سے باہر نکل گیا کچھ دیر اپنی قوم کی مجلس میں بیٹھا رہا پھر وہ میرے پاس آیا اور میرے نفس کا مجھ سے مطالبہ کرنے لگا، تو میں نے کہا ہرگز نہیں، اس ذات کی قسم خویلہ کی جان جس کے ہاتھ میں ہے! تو میرے پاس نہیں آسکتا کیونکہ تو نے جو کہنا تھا وہ کہہ دیا ہے لہٰذا جب تک اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے بارے میں فیصلہ نہیں فرمادیتے تو مجھے ہاتھ نہیں لگا سکتا، وہ میری طرف لپکا مگر میں نے اپنے آپ کو اس سے دور کرلیا اور میں اس طرح اس پر غالب آگئی جس طرح عورت کسی بوڑھے لاغر پر غالب آجاتی ہے، بہرحال میں نے اسے اپنے آپ سے دور ہٹایا

قَالَتْ: ثُمَّ خَرَجْتُ إِلَى بَعْضِ جَارَاتِي فَاسْتَعَرْتُ مِنْهَا ثِيَابَهَا ثُمَّ خَرَجْتُ حَتَّى جِئْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَذَكَرْتُ لَهُ مَا لَقِيتُ مِنْهُ،فَجَعَلْتُ أَشْكُو إِلَيْهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَلْقَى مِنْ سُوءِ خُلُقِهِ،قَالَتْ: فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: يَا خُوَيْلَةُ، ابْنُ عَمِّكِ شَيْخٌ كَبِيرٌ فَاتَّقِي اللهَ فِيهِ،قَالَتْ: فَوَاللهِ مَا بَرِحْتُ

[1] تفسیر ابن ابی حاتم ۱۰،۳۳۴۲، تفسیر طبری ۲۳،۲۲۶

حَتَّى نَزَلَ فِيَّ الْقُرْآنُ،فَتَغَشَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَ يَتَغَشَّاهُ

پھر میں اپنی ایک پڑوسن کے پاس گئی اور اس سے کپڑے مستعار لیے، اور پھر اپنے گھر سے نکل کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر آپ کے سامنے بیٹھ گئی اور میں نے سارا ماجرا آپ کی خدمت میں پیش کیا اور اس کی بد خلقی کی بھی رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی، تو رسول اللہ ﷺ نے سن کر فرمایا اے خویلہ رضی اللہ عنہا! تمہارا یہ برادر عم زاد بہت بوڑھا ہے اس کے بارے میں اللہ سے ڈرو، لیکن اللہ کی قسم! میں ابھی وہاں تھی کہ اللہ تعالیٰ نے میرے بارے میں قرآن نازل فرمادیا، رسول اللہ ﷺ پر وہ کیفیت طاری ہوئی جو وحی نازل ہونے کے وقت طاری ہوتی تھی،

ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَقَالَ لِي :يَا خُوَيْلَةُ، قَدْ أَنْزَلَ اللهُ فِيكِ وَفِي صَاحِبِكِ،ثُمَّ قَرَأَ عَلَيَّ: ﴿قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِي إِلَى اللَّهِ، وَاللَّهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا، إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ﴾، [1] إِلَى قَوْلِهِ: ﴿وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾،فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مُرِيهِ فَلْيُعْتِقْ رَقَبَةً، قَالَتْ: فَقُلْتُ: وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ مَا عِنْدَهُ مَا يُعْتِقُ،قَالَ:فَلْيَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّهُ شَيْخٌ كَبِيرٌ مَا بِهِ مِنْ صِيَامٍ،قَالَ:فَلْيُطْعِمْ سِتِّينَ مِسْكِينًا، وَسْقًا مِنْ تَمْرٍ قَالَتْ: فَقُلْتُ: وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ مَا ذَاكَ عِنْدَهُ،

پھر جب یہ کیفیت ختم ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا اے خویلہ رضی اللہ عنہا! اللہ نے تمہارے اور تمہارے خاوند کے بارے میں (قرآن) نازل کیا ہے، پھر رسول اللہ ﷺ نے "اللہ نے سن لی اس عورت کی بات جو اپنے شوہر کے معاملہ میں شوہر میں تم سے تکرار کر رہی ہے۔ سے لے کر "اور کافروں کے لیے دردناک سزا ہے۔ تک کی آیات پڑھ کر سنائیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس سے کہو کہ وہ ایک غلام کو آزاد کر دے، میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! اس کے پاس آزاد کرنے کے لیے کوئی غلام نہیں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا پھر وہ متواتر دو مہینے روزے رکھے، میں نے عرض کی اللہ کی قسم! وہ بہت بوڑھا ہے وہ روزے نہیں رکھ سکتا آپ ﷺ نے فرمایا وہ ساٹھ مسکینوں کو ایک ایک وسق کھجوریں کھلادے، میں نے عرض کی واللہ! اے اللہ کے رسول ﷺ! اس کے پاس اتنی کھجوریں بھی نہیں ہیں

قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :فَإِنَّا سَنُعِينُهُ بِعَرَقٍ مِنْ تَمْرٍ قَالَتْ: فَقُلْتُ: وَأَنَا يَا رَسُولَ اللهِ سَأُعِينُهُ بِعَرَقٍ آخَرَقَالَ:قَدْ أَصَبْتِ وَأَحْسَنْتِ، فَاذْهَبِي فَتَصَدَّقِي عَنْهُ ثُمَّ اسْتَوْصِي بِابْنِ عَمِّكِ خَيْرًاقَالَتْ: فَفَعَلْتُ

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک ٹوکرا کھجوروں کے ساتھ ہم اس کی مدد کر دیتے ہیں، میں نے عرض کی کہ کھجوروں کے ایک ٹوکرے کے ساتھ میں بھی اس کی مدد کر دیتی ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا بہت خوب جاؤ اور یہ کھجوریں اس کی طرف سے صدقہ کر دو اور پھر اپنے برادر عم زاد کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ زندگی بسر کرو، خویلہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے اسی طرح کیا۔ [2]

جس میں فرمایا اے پیغمبر ﷺ! جو عورت آپ سے اپنے شوہر کے بارے میں تکرار اور اللہ سے شکایت کرتی تھی اللہ نے اس عورت کی دعا سن کر قبول کر لی جو اپنے شوہر کے بارے میں آپ سے مجادلہ کر رہی تھی، اللہ مخلوقات کی فریادوں کو سننے اور ان کی حالتوں کو دیکھنے والا ہے،

---

(1) المجادلة: 1

(2) مسند احمد ۲۷۳۱۹، سنن ابوداود کتاب الطَّلَاقِ خُلُقُهُ وَضَجِرَ ۲۲۱۴

اللہ نے جاہلیت کے اس قانون کو منسوخ کر دیا اور فرمایا کہ تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں ان کے ''تجھ سے مباشرت کرنا میرے لیے ایسا ہے جیسے میں اپنی ماں سے مباشرت کروں۔'' کہنے سے وہ ان کی مائیں، بہن یا بیٹی نہیں بن جاتیں، نہ اس کو وہ حرمت حاصل ہوسکتی ہے جو ماں کو حاصل ہے تمہاری مائیں تو صرف وہی ہی ہیں جنہوں نے تمہیں جنم دیا ہے، اپنا دودھ پلایا ہے اور ان کو ہی یہ ابدی حرمت حاصل ہے، یہ لوگ اپنی بیوی کو ماں بہن یا بیٹی سے تشبیہ دے کر نہایت بیہودہ اور شرمناک اور جھوٹی بات منہ سے نکالتے ہیں حقیقت تو یہ ہے کہ ایسے شخص کو سخت سزا ملنی چاہیے لیکن اللہ نے جاہلیت کے اس قانون کو منسوخ کر کے تمہاری خانگی زندگی کو تباہی سے بچالیا، اللہ وحدہ لاشریک ہی تمہارے گناہوں کو معاف فرمانے والا اور تمہاری لغزشوں، کوتاہیوں سے درگزر فرمانے والا ہے، اس لئے اس نے کفارے کو اس قول منکر اور جھوٹ کی معافی کا ذریعہ بنا دیا، پھر اللہ تعالیٰ نے ان لغو اور غلط کلمات کے کفارہ کی تفصیل بیان فرمایا کہ جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کریں یعنی بیوی کو اپنے اوپر حرام کر لیا تھا پھر رجوع کرنا چاہیں یعنی پھر اسے پلٹ کر اپنے لئے حلال کرنا چاہیں تو مباشرت کرنے سے قبل بطور کفارہ ایک غلام (چاہئے مرد ہو یا عورت مگر مومن ہو) آزاد کرنا ہوگا، یہ حکم تمہاری تادیب کے لئے دیا جارہا ہے تاکہ مسلم معاشرے کے لوگ جاہلیت کی اس بری عادت کو چھوڑ دیں اور تم میں سے کوئی شخص اس بیہودہ حرکت کا ارتکاب نہ کرے، اور اگر چپکے سے ظہار کروگے اور بغیر کفارہ مباشرت کروگے تو اللہ تمہارے عملوں سے پوری طرح باخبر ہے، لہذا وہ ہر عمل کرنے والے کو اس کے عمل کی جزا و سزا دے گا، اور اگر کوئی شخص غلام آزاد کرنے کے لئے غلام نہ پائے یا اس کی استعداد نہ رکھتا ہو تو مجامعت سے پہلے بطور کفارہ دو مہینے مسلسل بغیر منقطع کیے روزے رکھے اور جو شخص روزے رکھنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو یعنی بڑھاپے، مرض یا مباشرت سے پرہیز نہ کرسکتا ہو تو وہ مروج خوراک میں سے ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھادے،

وَلَا يَلْزَمُهُ أَنْ يَجْمَعَهُمْ مَرَّةً وَاحِدَةً، بَلْ يَجُوزُ لَهُ أَنْ يُطْعِمَ بعض الستين في يوم، وَبَعْضَهُمْ فِي يَوْمٍ آخر

ایک ہی مرتبہ ساٹھ مسکینوں کو کھلانا بھی ضروری نہیں بلکہ متعدد اقساط میں یہ تعداد پوری کی جاسکتی ہے۔[1]

تاہم یہ ضروری ہے جب تک یہ تعداد پوری نہ ہوجائے اس وقت تک بیوی سے ہم بستری جائز نہیں، جو شخص اللہ کے اس حکم کو سننے کے بعد بھی جاہلیت کے پرانے رواجی قانون کی پیروی کرتا رہے اس کا یہ طرز عمل ایمان کے منافی ہوگا، یہ اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں، ان کی پابندی کرو اور جو کفر کریں یعنی اللہ کی حدود کا انکار کریں تو ایسے لوگوں کے لئے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے، جیسا کہ حج کی فرضیت کا حکم دینے کے بعد فرمایا

...وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٩٧﴾ [2]

ترجمہ: اور جو کفر کرے (یعنی اس حکم کی اطاعت نہ کرے) تو اللہ دنیا والوں سے بے نیاز ہے۔

---

[1] فتح القدیر ٢١٧، ٥

[2] آل عمران ٩٧

ظہار کے مسائل

اگر کوئی شخص ماں کے علاوہ دیگر محرمات مثلاً بیٹی، بہن، پھوپھی اور خالہ وغیرہ کے ساتھ تشبیہ دے تو کیا ظہار ہو جائے گا۔

عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَصْحَابِهِ وَالْأَوْزَاعِيِّ وَالثَّوْرِيِّ وَالْحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ وَزَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ وَالنَّاصِرِ وَالْإِمَامِ يَحْيَى وَالشَّافِعِيِّ فِي أَحَدِ قَوْلَيْهِ أَنَّهُ يُقَاسُ الْمَحَارِمُ عَلَى الْأُمِّ

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ان کے اصحاب اور امام اوزاعی رحمہ اللہ، ثوری رحمہ اللہ، حسن بن صالح رحمہ اللہ، زید بن علی رحمہ اللہ، ناصر رحمہ اللہ اور امام یحیی رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ دیگر محارم کو بھی ماں پر قیاس کیا جائے گا، ایک روایت کے مطابق امام شافعی رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔

جمہور کا موقف ہے کہ ظہار صرف ماں کے ساتھ خاص ہے جیسا کہ قرآن میں أُمَّهَٰتِهِمْ کا ہی ذکر ہے۔[1]

اور یہی موقف راجح ہے۔[2]

مگر اس طرح کے الفاظ استعمال کرنے میں دونوں احتمال ہیں یعنی معزز ہونے میں بھی ماں کی طرح ہو سکتی ہے اور حرام ہونے میں بھی

فلا يقع ظهارا لعدم نيته له

اس کا حکم نیت کے ساتھ ملحق ہے اگر یہ الفاظ کہنے والوں کو نیت ظہار کی ہو گی تو ظہار ہو جائے گا بصورت دیگر نہیں ہو گا۔[3]

چنانچہ ظہار کرنے والا اگر رجوع کرے گا تو قرآن کے مطابق

وَالَّذِينَ يُظَٰهِرُونَ مِن نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا قَالُوا۟ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مِّن قَبْلِ أَن يَتَمَآسَّا ۚ ذَٰلِكُمْ تُوعَظُونَ بِهِۦ ۚ وَٱللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿٣﴾ فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِن قَبْلِ أَن يَتَمَآسَّا ۖ فَمَن لَّمْ يَسْتَطِعْ فَإِطْعَامُ سِتِّينَ مِسْكِينًا... ﴿٤﴾[4]

ترجمہ: جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کریں پھر اپنی بات سے رجوع کریں جو انہوں نے کہی تھی (یعنی اس بات کا تدارک کرنا چاہئیں جو انہوں نے کہی تھی یا یہ کہ اس چیز کو اپنے لئے حلال کرنا چاہیں جسے یہ بات کہہ کر انہوں نے حرام کرنا چاہا تھا) تو قبل اس کے کہ دونوں ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں ایک غلام آزاد کرنا ہو گا، اس سے تم کو نصیحت کی جاتی ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے، اور جو شخص غلام نہ پائے وہ دو مہینے کے پے در پے روزے رکھے قبل اس کے کہ دونوں ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں، اور جو اس پر بھی قادر نہ ہوں وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

پہلے غلام آزاد کرے، اگر یہ نہیں کر سکتا تو دو ماہ کے مسلسل روزے رکھے یا پھر ساٹھ مساکین کو کھانا کھلائے (یعنی دو وقت کا پیٹ بھر کر کھانا دے

---

[1] نیل الاوطار ۶/۳۰۸

[2] السیل الجرار ۱/۴۴۱

[3] السیل الجرار ۱/۴۴۳

[4] المجادلة ۳،۴

خواہ پکا ہوا ہو یا سامان خوراک کی شکل میں) سلمہ بن صخر بیاضیسے مروی روایت میں بھی یہی کفارہ اسی قرآنی ترتیب سے نبی کریم ﷺ نے بیان کیا ہے۔[١]

عَلَى التَّرْتِيبِ الْإِعْتَاقُ ثُمَّ الصِّيَامُ ثُمَّ الْإِطْعَامُ

کفارہ دیتے ہوئے مذکورہ ترتیب کا ملحوظ رکھنا واجب ہے۔

○ کیا کفارے میں غلام کا مومن ہونا ضروری ہے۔

لِأَنَّ اللهَ تَعَالَى أَطْلَقَ الرَّقَبَةَ فِي هَذِهِ الْكَفَّارَةِ، فَوَجَبَ أَنْ يُجْزِئَ مَا تَنَاوَلَهُ الْإِطْلَاقُ،أَنَّهُ لَا يُجْزِئُ عَنْ الرَّقَبَةِ الَّتِي عَلَيْهِ إلَّا مُؤْمِنَةٌ، وَلِأَنَّهُ تَكْفِيرٌ بِعِتْقٍ، فَلَمْ يُجْزْ إلَّا مُؤْمِنَةً، كَكَفَّارَةِ الْقَتْلِ

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ کافر غلام بھی کفایت کر جائے گا کیونکہ قرآن میں مطلقاً رَقَبَةٍ کوئی گردن کا حکم ہے۔امام شافعی رحمہ اللہ کا موقف ہے غلام کا مومن ہونا ضروری ہے رَقَبَةٍ کو قتل کے کفارے رَقَبَةٍ مومنة کے ساتھ مقید کیا جائے گا۔[٢]

راجح یہ ہے کہ غلام کا مومن ہونا ضروری نہیں۔

○ روزوں کا تسلسل برقرار رہے۔

یعنی اگر درمیان میں بغیر کسی شرعی عذر (بیماری یا سفر وغیرہ) کے روزہ چھوڑ دیا تو نئے سرے سے پورے دو ماہ کے روزے دوبارہ رکھنے پڑیں گے۔

بَطَلَ التَّتَابُعُ فِي قَوْلِ الشَّافِعِيِّ،وَقَالَ مَالِكٌ وَأَبُو حَنِيفَةَ: يَبْطُلُ بِكُلِّ حَالٍ وَوَجَبَ عَلَيْهِ ابْتِدَاءُ الْكَفَّارَة

امام شافعی رحمہ اللہ اسی کے قائل ہیں،امام مالک اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ بیماری کی وجہ سے بھی اگر روزہ چھوڑا تو نئے سرے سے روزے رکھے گا۔[٣]

○ کفارے کی ادائیگی سے پہلے ہم بستری کرنا۔

کفارے سے پہلے ہم بستری جائز نہیں، کیونکہ قرآن کے مطابق ہم بستری سے قبل ایک غلام آزاد کرنا یا جماع سے پہلے لگاتار دو ماہ کے روزے رکھنا لازم ہے البتہ مساکین کو کھلانے سے پہلے یہ قید نہیں، لہذا اگر روزوں کی تکمیل سے پہلے ہم بستری کر لی تو نئے سرے سے مکمل روزے رکھے گا اور اگر ساٹھ مساکین کو مکمل کرنے سے پہلے ہم بستری کر لی تو دوبارہ پہلے مسکین سے کھلانا شروع نہیں کرے گا۔

○ ہر مسکین کو کتنا کھانا کھلایا جائے۔

قال ابن عبد البرّ: والأفضل مُدَّان بمُدِّ النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم

---

[١] صحیح ابوداودکتاب الطلاق بَابٌ فِي الظِّهَارِ ٢٢١٣

[٢] المغنی لابن قدامه ٨/٢٢

[٣] تفسیرالقرطبی ٢٧٩/١٧

ابن عبد البر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ افضل یہ ہے کہ (ہر مسکین کو) دو مد کھانا کھلایا جائے۔[۱]

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ ہر مسکین کو ایک صاع (تقریباً اڑھائی کلو) کھجور یا مکئی، جو یا منقی کھلانا یا نصف صاع گندم کھلانا واجب ہے۔

إِنَّ الْوَاجِبَ لِكُلِّ مِسْكِينٍ مُدٌّ

امام شافعی رحمہ اللہ کو کہنا ہے ہر مسکین کے لئے ایک مد دینا واجب ہے۔[۲]

اور یہی راجح کہ ہر مسکین کو اتنا کھانا کھلایا جائے جس سے وہ شکم سیر ہو جائے۔

○ کیا تمام مساکین کو اکٹھا کھانا کھلانا ضروری ہے یا وقفے وقفے سے بھی کھلایا جا سکتا ہے۔

ساٹھ مساکین کو ایک دن اکٹھا کھانا کھلانا ضروری نہیں بلکہ وقفے وقفے سے بھی کھلایا جا سکتا ہے یا ایک آدمی کو ساٹھ دن کھلایا جا سکتا ہے۔

ولا يجزىء عند مالك، والشافعي رَضِيَ اللهُ عَنْهما أن يطعم أقل من ستين مسكيناً وقال أبو حنيفة رَضِيَ اللهُ عَنْه: لو أطعم مسكيناً واحداً كل يوم نصف صاعٍ حتى يكمل العدد أجزأه وعن أحمد رَضِيَ اللهُ عَنْه إذا لم يجد إلاَّ مسكيناً واحداً ردد عليه بعدد الأيام.

امام مالک رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ ساٹھ مساکین سے کم کو کھانا کھلا دینا کفایت نہیں کرے گا۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ اگر ایک ہی مسکین کو روزانہ نصف صاع کھلا دے حتی کہ عدد مکمل کر دے تو کفایت کر جائے گا۔ امام احمد رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ اگر ایک شخص کو صرف ایک ہی مسکین ملے اور وہ اسے ساٹھ دنوں کی تعداد کے برابر کھانا کھلا دے تو درست ہے۔[۳]

○ اگر کوئی شخص فقیر ہو، روزے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو کیا حاکم کے لئے جائز ہے کہ بیت المال سے اس کی اعانت کرے اور کیا وہ شخص اعانت کے مال کو اپنے اور اپنے اہل و عیال پر صرف کر سکتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمہ بن صخر بیاضی رضی اللہ عنہ کو ان کے بھوک و افلاس کی التجا کرنے پر انہیں صدقے کی کھجوریں دینے کا حکم دیا اور انہیں کہا

فَأَطْعِمْ سِتِّينَ مِسْكِينًا وَسْقًا مِنْ تَمْرٍ وَكُلْ أَنْتَ وَعِيَالُكَ بَقِيَّتَهَا

ساٹھ مساکین کو کھلا دو اور اس سے جو باقی بچ جائے خود بھی کھاؤ اور اپنے گھر والوں کو بھی کھلاؤ۔[۴]

○ اگر ظہار مقرر مدت تک ہو تو کیا وہ صرف مدت کے ختم ہونے پر ہی ختم ہو جائے گا۔

---

[۱] اللباب فی علوم الكتاب ۱۸٫۵۲۸، الاستندكار لابن عبدالبر ۶٫۶۰

[۲] نيل الاوطار ۶٫۳۰۹

[۳] اللباب فی علوم الكتاب ۱۸٫۵۲۸، المبسوط ۷٫۱۷

[۴] صحیح ابوداودكتاب الطلاق بَابٌ فِي الظِّهَارِ ۲۲۱۳، جامع ترمذی ابواب تفسیرالقرآن بَابٌ وَمَنْ سُورَةِ الْمُجَادَلَةِ ۳۲۹۹، سنن الدارمی ۱۷۵۷

ظہار کی مدت مقرر ہو یا نہ ہو ہر صورت میں کفارہ واجب ہے کیونکہ کتاب وسنت میں مطلقاً کفارہ ظہار کا حکم دیا گیا ہے اور ایسی کوئی تقسیم کہیں موجود نہیں۔

اگر کوئی شخص کفارے سے پہلے ہم بستری کر لے تو؟

عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ رَجُلًا ظَاهَرَ مِنَ امْرَأَتِهِ، ثُمَّ وَاقَعَهَا قَبْلَ أَنْ يُكَفِّرَ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ،قَالَ: رَأَيْتُ بَيَاضَ سَاقِهَا فِي الْقَمَرِ قَالَ : فَاعْتَزِلْهَا حَتَّى تُكَفِّرَ عَنْكَ

عکرمہ سے مروی ہے ایک آدمی نے اپنی بیوی سے ظہار کیا اور پھر کفارہ ادا کرنے سے پہلے اس سے ہم بستر ہو گیا پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے کفارہ ادا کرنے سے پہلے ہی اپنی بیوی سے ہم بستری کر لی **فَقَالَ: مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ؟** رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تو نے ایسا کیوں کیا؟ کہنے لگا میں نے چاندنی میں اس کی پنڈلیوں کی سفیدی دیکھ لی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا اب اس وقت تک اس کے پاس نہ جانا جب تک کہ اپنا کفارہ ادا نہ کر لو۔ [1]

وقد وقع الخلاف أيضا إذا وطئ المظاهر قبل التكفير، فقيل: تجب عليه كفارتان، وقيل: ثلاث، وقيل: تسقط الكفارة، وذهب الجمهور إلى أن الواجب كفارة واحدة ؛ وهو الحق كما تفيده الأدلة المذكورة

پس ثابت ہوا کہ کفارے کی ادائیگی سے قبل عورت سے مباشرت جائز نہیں اور اس پر اتفاق ہے لیکن اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ اگر کوئی کفارے کی ادائیگی سے پہلے مباشرت کر لے تو ایک ہی کفارہ ادا کرے گا یا دگنا، بعض علما کہتے ہیں کہ اس پر دو کفارے ادا کرنا لازم ہے، بعض کہتے ہیں کہ تین کفارے ادا کرے گا، بعض کے نزدیک ہم بستری سے کفارہ ہی ساقط ہو جائے گا اور جمہور علماء ایک ہی کفارے کو واجب کہتے ہیں جیسا کہ مذکورہ بالا ادلہ اس کی تائید کرتی ہیں۔

جمہور اور ائمہ اربعہ کا موقف ہے کہ ایسے شخص پر صرف ایک کفارہ ہی واجب ہے۔ [2]

اور یہی قول راجح ہے۔

إِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

بیشک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ ذلیل کئے جائیں گے جیسے ان سے پہلے کے لوگ ذلیل

وَ قَدْ اَنْزَلْنَاۤ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ؕ وَ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۟ۚ يَوْمَ

کیے گئے تھے، اور بیشک ہم واضح آیتیں اتار چکے ہیں اور کافروں کے لیے تو ذلت والا عذاب ہے، جس دن

[1] السنن الكبرى للبيهقي١٥٢٦١، صحيح ابوداودكتاب الطلاق بَابٌ فِي الظِّهَارِ٢٢٢١، جامع ترمذی ابواب الطلاق بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُظَاهِرِ يُوَاقِعُ قَبْلَ أَنْ يُكَفِّرَ ١١٩٩

[2] الدراري المضية شرح الدرر البهية ٢٣١/٢

يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اَحْصٰىهُ اللّٰهُ

اللہ تعالیٰ ان سب کو اٹھائے گا پھر انہیں ان کے کئے ہوئے عمل سے آگاہ کرے گا، جسے اللہ نے شمار کر رکھا ہے

وَ نَسُوْهُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

جسے یہ بھول گئے تھے، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز سے واقف ہے، کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ آسمانوں کی

وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَ لَا خَمْسَةٍ اِلَّا

اور زمین کی ہر چیز سے واقف ہے، تین آدمیوں کی سرگوشی نہیں ہوتی مگر اللہ ان کا چوتھا ہوتا ہے، اور نہ پانچ کی مگر ان کا

هُوَ سَادِسُهُمْ وَ لَاۤ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَ لَاۤ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ۚ

چھٹا وہ ہوتا ہے، اور اس سے کم اور نہ زیادہ کی مگر وہ ساتھ ہی ہوتا ہے جہاں بھی وہ ہوں

ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ (المجادلۃ ۵ تا ۷)

پھر قیامت کے دن انہیں ان کے اعمال سے آگاہ کرے گا بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز سے واقف ہے۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں کو ذلت آمیز عذاب کی وعید سنائی فرمایا جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت و نافرمانی کرتے ہیں، یعنی جو اللہ کی مقرر کی ہوئی حدوں کو نہیں مانتے اور کچھ دوسری حدیں مقرر کر لیتے ہیں،

اِنَّ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ الله فِي حُدُودِهٖ وفَرَائِضَهٗ، فَيَجْعَلُوْنَ حُدُودًا غير حُدُودِهٖ

ابن جریر طبری نے اس کی تفسیر یوں کی ہے وہ لوگ جو اللہ کی حدود اور اس کے فرائض کے معاملہ میں اس کی مخالفت کرتے ہیں اور اس کی مقرر کی ہوئی حدوں کی جگہ دوسری حدیں تجویز کر لیتے ہیں۔ (۱)

إِنَّ الَّذِيْنَ يُحَادُّوْنَ اللهَ وَرَسُوْلَهُ يعادونهما فإن كلاً من الْمُتَعَادِيَيْنِ في حد غير حد الآخر، أويَضَعُوْنَ أو يَخْتَارُوْنَ حُدُودًا غير حُدُودِهِمَا

بیضاوی رحمہ اللہ نے اس کی تفسیر یوں کی ہے جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے مخاصمت اور جھگڑا کرتے ہیں یا ان کی مقرر کی ہوئی حدوں کے سوا دوسری حدیں خود وضع کر لیتے ہیں یا دوسروں کی وضع کردہ حدوں کو اختیار کرتے ہیں۔ (۲)

آلوسی رحمہ اللہ نے روح المعانی میں بیضاوی کی اس تفسیر سے اتفاق کیا ہے۔ (۳)

(۱) تفسیر طبری ۲۳۵؍۲۳

(۲) تفسیر البیضاوی ۱۹۳؍۵

(۳) تفسیر روح المعانی ۲۱۴؍۱۴

وہ اسی طرح ذلیل وخوار کیے جائیں گے جیسا کہ گزشتہ امتوں کو جب انہوں نے اللہ کی شریعت کے خلاف خود قوانین بنائے یا اللہ کی شریعت کے خلاف دوسروں کے بنائے ہوئے قوانین کو اختیار کیا تب وہ اللہ کے فضل اور اس کی نظر عنایت سے محروم ہوئے، ان کے اعمال کے سبب ان کو ذلیل ورسوا کر دیا گیا، اللہ تعالیٰ نے واضح دلائل اور براہین نازل فرمادیئے ہیں جس کسی نے ان کی اتباع کی اور ان پر عمل پیرا ہوا وہی ہدایت یافتہ ہوگا اور ان آیات کا انکار کرنے والوں کے لئے دنیا کی ذلت ورسوائی کے بعد آخرت میں بھی اہانت والا عذاب دیا جائے گا، جس روز اللہ تعالیٰ اگلوں پچھلوں کو ان کی قبروں سے دوبارہ زندہ فرما کر میدان محشر میں جمع کرے گا اور ان کو ان کے اچھے یا برے اعمال سے آگاہ فرمائے گا، وہ اپنے ہر طرح کے اعمال فراموش کر چکے ہیں مگر ان کے بھول جانے سے معاملہ رفت گزشت نہیں ہو گیا ہے، اللہ کے نزدیک یہ کوئی معمولی چیز نہیں ہے، اس نے ان لوگوں کے ہر طرح کے اعمال لوح محفوظ میں درج کر رکھے ہیں جس کی حفاظت پر معزز فرشتے مامور ہیں، اللہ تمام ظاہری باتوں اور چھپی ہوئی چیزوں کو دیکھتا ہے، منافقین کے طرز عمل پر گرفت کی گئی جو مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے اور فتنے برپا کرنے کے لئے خفیہ سرگوشیاں کرتے اور نئی نئی افواہیں گھڑتے رہتے تھے، اللہ تعالیٰ نے اپنے لامحدود علم کے بارے میں خبر دی اور آگاہ فرمایا کہ اس کا علم آسمانوں اور زمین کی ہر چھوٹی بڑی چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے، یقین رکھیں وہ ایسی ہستی ہے کہ اگر کسی جگہ تین اشخاص نہایت پاشید گی کے ساتھ باتیں کریں مگر چوتھا وہ ہوتا ہے، نہ کہیں پانچ اشخاص کی سرگوشی ہوتی ہے مگر چھٹا وہ ہوتا ہے، نہ اس سے کم نہ اس سے زیادہ اشخاص سرگوشی کرتے ہیں بہرحال وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے جہاں کہیں بھی وہ ہوں چاہئے یہ خلوت میں ہوں یا جلوت میں، شہروں میں ہوں یا جنگل صحراؤں میں، آبادیوں میں ہوں یا بے آباد پہاڑوں، بیابانوں اور غاروں میں، وہ ان کے حال سے مطلع ہے، جیسے فرمایا

...وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ④ [1]

ترجمہ: وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی تم ہو جو کام بھی تم کرتے ہو اسے وہ دیکھ رہا ہے۔

اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ؀ [2]

ترجمہ: کیا لوگ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ ان کی پوشیدگیوں کو اور ان کی سرگوشیوں کو بخوبی جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ تمام غیبوں پر اطلاع رکھنے والا ہے۔

اَمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ ۭ بَلٰى وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُوْنَ ؀ [3]

ترجمہ: کیا ان کا یہ گمان ہے کہ ہم ان کی پوشیدہ باتوں اور خفیہ مشوروں کو سن نہیں رہے؟ برابر سن رہے ہیں اور ہمارے بھیجے ہوئے ان کے پاس موجود ہیں جو لکھتے جا رہے ہیں۔

پھر روز قیامت اللہ ان کو ان کے اعمال کے مطابق جزا دے گا، نیک کو اس کی نیکیوں کی جزا اور بد کو اس کی بدیوں کی سزا۔

---

[1] الحدید ۴

[2] التوبۃ ۷۸

[3] الزخرف ۸۰

اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ نُهُوۡا عَنِ النَّجۡوٰى ثُمَّ يَعُوۡدُوۡنَ لِمَا نُهُوۡا عَنۡهُ

کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا؟ جنہیں کانا پھوسی سے روک دیا گیا تھا وہ پھر بھی اس روکے ہوئے کام کو دوبارہ کرتے ہیں

وَ يَتَنٰجَوۡنَ بِالۡاِثۡمِ وَ الۡعُدۡوَانِ وَ مَعۡصِيَتِ الرَّسُوۡلِ ۫ وَ اِذَا جَآءُوۡكَ

اور آپس میں گناہ کی اور ظلم کی زیادتی کی اور نافرمانی پیغمبر کی سرگوشیاں کرتے ہیں، اور جب تیرے پاس آتے ہیں

حَيَّوۡكَ بِمَا لَمۡ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ وَ يَقُوۡلُوۡنَ فِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ لَوۡ لَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوۡلُ ؕ

تو تجھے ان لفظوں میں سلام کرتے ہیں جن لفظوں میں اللہ تعالیٰ نے نہیں کہا اور اپنے دل میں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں

حَسۡبُهُمۡ جَهَنَّمُ ۚ يَصۡلَوۡنَهَا ۚ فَبِئۡسَ الۡمَصِيۡرُ ۝۸ (المجادلۃ:۸)

اس پر جو ہم کہتے ہیں سزا کیوں نہیں دیتا، ان کے لیے جہنم کافی (سزا) ہے جس میں یہ جائیں گے، سو وہ برا ٹھکانا ہے۔

جب مسلمان منافقین و یہود کے پاس سے گزرتے تو یہ باہم سر جوڑ کر اس طرح سرگوشیاں اور کانا پھوسی کرتے کہ مسلمان یہ سمجھتے کہ شاید ان کے خلاف یہ کوئی سازش کر رہے ہیں، یا مسلمانوں کے کسی لشکر پر دشمن نے حملہ کر کے انہیں نقصان پہنچایا ہے جس کی خبر ان کے پاس پہنچ گئی ہے، یا اکیلا مسلمان یہ گمان کرتا کہ شاید یہ لوگ میرے قتل کی سازشیں کر رہے ہیں، یا میرے خلاف اور ایمانداروں کے خلاف کچھ مخفی ترکیبیں سوچ رہے ہیں، مسلمان ان چیزوں سے خوف زدہ ہو جاتے، جب یہ شکایتیں عام ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ نے منافقین کو سرگوشیوں، کانا پھوسی سے منع فرمادیا تھا مگر کچھ ہی عرصہ بعد انہوں نے پھر یہ مذموم سلسلہ شروع کر دیا تو براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ فرمان عتاب نازل ہوا جس میں منافقوں کی بدفطرتی پر ان کو تنبیہ کی گئی کہ کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کے لئے خفیہ منصوبے بنانے، بے سروپا افواہیں پھیلانے سے منع کر دیا گیا تھا مگر وہ اپنی حرکتوں سے باز نہیں آئے اور برابر چھپ چھپ کر غیبت، الزام تراشی، بےہودہ گوئی، ایک دوسرے کو رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی پر اکسانے، اور اسلام کی مخالفت کے منصوبوں پر کاربند ہیں،

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ منافقین اور یہود دونوں نے سلام کا یہ طریقہ اختیار کر رکھا تھا کہ جب حاضر ہوتے تو السَّلَامُ عَلَيْكَ کے تلفظ کو بگاڑ کر السَّامُ عَلَيْكُمْ یا عَلَيْكَ کہتے یعنی دعا کے بجائے کہتے تجھے موت آئے۔[1]

اس لئے رسول اللہ ﷺ ان کے جواب میں صرف یہ فرمایا کرتے تھے وَعَلَيْكُمْ یا وَعَلَيْكَ (اور تم پر ہی ہو)۔

أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّ يَهُودِيًّا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ مَعَ أَصْحَابِهِ فَقَالَ: السَّامُ عَلَيْكُمْ فَرَدَّ عَلَيْهِ الْقَوْمُ، فَقَالَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَتَدْرُونَ مَا قَالَ؟قَالُوا: نَعَمْ ،قَالَ: السَّامُ عَلَيْكُمْ، قَالَ: رُدُّوا عَلَيَّ الرَّجُلَ،فَرَدُّوهُ،فَقَالَ

[1] تفسیر طبری ۲۳۸،۲۳

نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قُلْتَ: كَذَا وَكَذَا؟قَالَ: نَعَمْ،فَقَالَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَقُولُوا: عَلَيْكَ أَيْ: عَلَيْكَ مَا قُلْتَ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب رضی اللہ عنہم کی مجلس میں تشریف فرما تھے کہ ایک یہودی نے آ کر کہا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے دریافت کیا اس نے کیا کہا تھا؟انہوں نے کہا سلام کیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں اس نے کہا تھا تمہارا دین مغلوب ہو، پھر آپ نے حکم دیا کہ اس یہودی کو بلاؤ، جب وہ آ گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سچ سچ بتا کیا تو نے السام علیکم نہیں کہا تھا؟اس نے کہا ہاں میں نے یہی کہا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کبھی کوئی اہل کتاب تمہیں سلام کرے تو تم جواب میں کہا کرو تو نے جو کہا ہے وہ تجھ پر ہی وارد ہو۔[1]

أَنَّ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: دَخَلَ رَهْطٌ مِنَ اليَهُودِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: السَّامُ عَلَيْكُمْ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَفَهِمْتُهَا فَقُلْتُ: وَعَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ، قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَهْلًا يَا عَائِشَةُ، إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الأَمْرِ كُلِّهِ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَدْ قُلْتُ: وَعَلَيْكُمْ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کچھ یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے السَّامُ عَلَيْكُمْ کہا یعنی السَّلَامُ عَلَيْكَ کا تلفظ کچھ اس انداز سے کہا کہ سننے والا سمجھے سلام کہا ہے، مگر دراصل انہوں نے السَّامُ کہا تھا جس کے معنی موت کے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا تم پر بھی،ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اس کا مفہوم سمجھ گئی اور میں نے جواب دیا موت تمہیں آئے اور اللہ کی لعنت اور پھٹکار پڑے، فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھیرو اے عائشہ رضی اللہ عنہا! اللہ تعالیٰ تمام معاملات میں نرمی اور ملائمت کو پسند کرتا ہے، میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے سنا نہیں کہ انہوں نے کیا کہا تھا؟رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے ان سے کہہ دیا اور تم پر بھی۔[2]

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی ایک بدترین خصلت بیان فرمائی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم!اللہ نے تو سلام کا طریقہ یہ بتلایا ہے کہ تم السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ کہو لیکن یہ منافقین و یہود جب آپ کے پاس آتے ہیں تو تمہیں اس طرح سلام کرتے ہیں جو اللہ نے نہیں بتلایا،اللہ تعالیٰ اپنی حکمت و مشیت کے تحت منافقین و یہود کی ریشہ دانیوں پر انہیں ڈھیل فرما رہا تھا جس پر وہ یہ سمجھتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول نہیں ،اگر یہ اللہ کے بھیجے ہوئے پیغمبر ہوتے تو ہماری شب و روز اس طرح کی قبیح حرکتوں، چال بازیوں پر اللہ کا عذاب نازل ہو جانا چاہیے تھا،اللہ

---

[1] صحیح مسلم کتاب السلام بَابُ النَّهْيِ عَنِ ابْتِدَاءِ أَهْلِ الْكِتَابِ بِالسَّلَامِ وَكَيْفَ يُرَدُّ عَلَيْهِمْ ٢١٦٥، مسنداحمد١٣٢٢٠

[2] صحیح بخاری کتاب الادب بَابُ الرِّفْقِ فِي الأَمْرِ كُلِّهِ٦٠٢٤، صحیح مسلم کتاب السلام بَابُ النَّهْيِ عَنِ ابْتِدَاءِ أَهْلِ الْكِتَابِ بِالسَّلَامِ وَكَيْفَ يُرَدُّ عَلَيْهِمْ٥٦٥٦،جامع ترمذی ابواب الاستیذان بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْلِيمِ عَلَى أَهْلِ الذِّمَّةِ ٢٧٠١،السنن الکبری للنسائی ١٠١٤١، مسندابی یعلی ٤٤٢١،مصنف عبدالرزاق٩٨٣٩، مسنداحمد٢٥٦٣٣،صحیح ابن حبان ٦٤٤١،شرح السنة للبغوی ٣٣١٤

تعالیٰ نے فرمایا اگر اللہ نے اپنی مشیت اور حکمت بالغہ کے تحت دنیا میں ان کو فوری گرفت نہیں فرمائی تو کیا یہ آخرت میں جہنم کے دردناک، ہولناک عذاب سے بھی بچ جائیں گے؟ نہیں یقیناً نہیں، جہنم ان کی منتظر ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے داخل ہوں گے، اور جہنم بہت ہی برا اٹھکانا ہے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَ مَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ

اے ایمان والو! تم جب سرگوشی کرو تو یہ سرگوشیاں گناہ اور ظلم (زیادتی) اور نافرمانی پیغمبر کی نہ ہو بلکہ

وَ تَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَ التَّقْوٰى ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝۹

نیکی اور پرہیزگاری کی باتوں پر سرگوشی کرو اور اس اللہ سے ڈرتے رہو جس کے پاس تم سب جمع کئے جاؤ گے،

اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ لَيْسَ بِضَآرِّهِمْ شَيْـًٔا اِلَّا

(بری) سرگوشیاں پس شیطانی کام ہے جس سے ایمانداروں کو رنج پہنچے، گو اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر وہ انہیں کوئی

بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱۰ (المجادلۃ ۹،۱۰)

نقصان نہیں پہنچا سکتا اور ایمان والوں کو چاہیے کہ اللہ پر بھروسہ رکھیں۔

مومن کی سرگوشی: اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو آداب سکھائے کہ اگر تم اپنے دعوائے ایمان میں سچے ہو تو تم منافقوں اور یہودیوں کی طرح گناہ، زیادتی، رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی، اللہ کی مقرر فرمائی ہوئی حدوں کی خلاف ورزی اور کانا پھوسی وغیرہ جس سے مسلمانوں کو تکلیف ہو کے کام نہ کرو بلکہ آپس میں ایسی باتوں کرو جس میں خیر ہی خیر ہو اور جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت پر مبنی ہو، گناہ، سرکشی اور رسول اللہ ﷺ کی مخالفت پر مبنی سرگوشیاں تو ایک شیطانی کام ہے کیونکہ شیطان ہی ان پر آمادہ کرتا ہے تاکہ وہ اس کے ذریعے سے مومنوں کو غم وحزن میں مبتلا کرے، لیکن یہ سرگوشیاں اور شیطانی حرکتیں مومنوں کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتیں الا یہ کہ اللہ کی مشیت ہو، اس لئے تم اپنے دشمنوں کی ان اوچھی حرکتوں سے پریشان نہ ہوا کرو بلکہ اللہ پر ہی بھروسہ رکھو، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے آداب مجلس کی تعلیم فرمائی،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً، فَلَا يَتَنَاجَى رَجُلَانِ دُونَ الآخَرِ حَتَّى تَخْتَلِطُوا بِالنَّاسِ، أَجْلَ أَنْ يُحْزِنَهُ

عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود سے مروی ہے نبی معظم ﷺ نے فرمایا جب تم تین آدمی ہو تو دومل کر کان میں منہ ڈال کر باتیں کرنے نہ بیٹھ جاؤ اس سے تیسرے کا دل میلا ہو گا۔ [1]

[1] صحیح بخاری کتاب الاستذان بَابُ إِذَا كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثَةٍ فَلاَ بَأْسَ بِالْمُسَارَّةِ وَالمُنَاجَاةِ ۶۲۹۰، صحیح مسلم کتاب السلام بَابُ تَحْرِيمِ مُنَاجَاةِ الِاثْنَيْنِ دُونَ الثَّالِثِ بِغَيْرِ رِضَاهُ ۵۶۹۲، جامع ترمذی ابواب الادب بَابُ مَا جَاءَ لاَ يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ ثَالِثٍ ۲۸۲۵، سنن ابوداودکتاب الادب بَابٌ فِي التَّنَاجِي ۴۸۵۱، سنن ابن ماجه کتاب الادب بَابُ مَا جَاءَ لاَ يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ ثَالِثٍ ۳۷۷۵، مسنداحمد ۳۵۶۰، سنن الدارمی ۲۶۹۹، شرح السنة للبغوی ۳۵۱۰

اور اگر ساتھی کی اجازت ہو تو پھر کوئی حرج نہیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ،أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِذَا كَانَ ثَلَاثَةٌ، فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ وَاحِدٍ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے جب تم تین آدمی ہو تو تم تین آدمیوں میں سے دو تیسرے کی مرضی کے بغیر سرگوشی نہ کرو۔ (۱)

بلکہ ان کے برخلاف نیکی اور خوف خدا کی باتیں کرو، ایک وقت مقرر پر تمہیں موت آئے گی اور پھر جب اللہ چاہئے گا تمہیں تمہاری قبروں سے دوبارہ جسم وجاں کے ساتھ کھڑا کرے گا، اعمال کی جزا کے لئے میدان محشر میں انصاف کا ترازو قائم کر دیا جائے گا جس کے پلڑے میں تمہارے اعمال تولے جائیں گے اور تمہیں ہر چھوٹی، معمولی نیکی و بدی کی جزا و سزا دے گا، جیسے فرمایا

وَالْوَزْنُ يَوْمَىِٕذِ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۸ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓىِٕكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ۝۹ (۲)

ترجمہ: اور وزن اس روز عین حق ہو گا جن کے پلڑے بھاری ہوں گے وہی فلاح پائیں گے اور جن کے پلڑے ہلکے ہوں گے وہی اپنے آپ کو خسارے میں مبتلا کرنے والے ہوں گے کیونکہ وہ ہماری آیات کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کرتے رہے تھے۔

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۱۰۲ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓىِٕكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝۱۰۳ (۳)

ترجمہ: اس وقت جن کے پلڑے بھاری ہوں گے وہی فلاح پائیں گے، اور جن کے پلڑے ہلکے ہوں گے وہی لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنے آپ کو گھاٹے میں ڈال لیا وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔

فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝۶ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝۷ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝۸ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ۝۹ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ۝۱۰ نَارٌ حَامِيَةٌ ۝۱۱ (۴)

ترجمہ: پھر جس کے پلڑے بھاری ہوں گے وہ دل پسند عیش میں ہو گا، اور جس کے پلڑے ہلکے ہوں گے اس کی جائے قرار گہری کھائی ہو گی اور تمہیں کیا خبر کہ وہ کیا چیز ہے؟ بھڑکتی ہوئی آگ۔

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ۭ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ

---

(۱) صحیح مسلم كتاب السلام بَابُ تَحْرِيمِ مُنَاجَاةِ الِاثْنَيْنِ دُونَ الثَّالِثِ بِغَيْرِ رِضَاهُ ۲۱۸۳،مسند احمد ۵۵۰۱،مسند ابی یعلی ۵۲۲۰،شعب الایمان ۱۰۶۴۶،شرح السنة للبغوی ۳۵۰۸

(۲) الاعراف ۸،۹

(۳) المومنون ۱۰۲

(۴) القارعة ۶ تا ۱۱

آتَيْنَا بِهَا ۗ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ۞[1]

ترجمہ: قیامت کے روز ہم ٹھیک ٹھیک تولنے والے ترازو رکھ دیں گے، پھر کسی شخص پر ذرا برابر ظلم نہ ہو گا جس کا رائی کے دانے برابر بھی کچھ کیا دھرا ہو گا وہ ہم سامنے لے آئیں گے اور حساب لگانے کے لیے ہم کافی ہیں۔

اور مومنوں کو اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے،

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ المَازِنِيِّ، قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا أَمْشِي، مَعَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا آخِذٌ بِيَدِهِ، إِذْ عَرَضَ رَجُلٌ، فَقَالَ: كَيْفَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي النَّجْوَى؟ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ اللَّهَ يُدْنِي المُؤْمِنَ، فَيَضَعُ عَلَيْهِ كَنَفَهُ وَيَسْتُرُهُ، فَيَقُولُ: أَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا، أَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ أَيْ رَبِّ، حَتَّى إِذَا قَرَّرَهُ بِذُنُوبِهِ، وَرَأَى فِي نَفْسِهِ أَنَّهُ هَلَكَ، قَالَ: سَتَرْتُهَا عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا، وَأَنَا أَغْفِرُهَا لَكَ اليَوْمَ، فَيُعْطَى كِتَابَ حَسَنَاتِهِ، وَأَمَّا الكَافِرُ وَالمُنَافِقُونَ، فَيَقُولُ الأَشْهَادُ: {هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ}،[2]

صفوان بن محرز زمانی نے بیان کیا میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ہاتھ دیئے جا رہا تھا کہ ایک شخص سامنے آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ نے (قیامت میں اللہ اور بندے کے درمیان ہونے والی) سرگوشی کے بارے میں کیا سنا ہے؟ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ مومن کو اپنے قریب بلائے گا اور اس پر اپنا پردہ ڈال دے گا اور اسے چھپا لے گا اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کیا تجھ کو فلاں گناہ یاد ہے؟ کیا فلاں گناہ تجھ کو یاد ہے؟ مومن کہے گا ہاں اے میرے پروردگار! آخر جب وہ اپنے گناہوں کا اقرار کر لے گا اور اسے یقین ہو جائے گا کہ اب وہ ہلاک ہوا، اتنے میں اللہ تعالیٰ فرمائے گا دنیا میں بھی میں نے تیری پردہ پوشی کی اور آج بھی میں تیری مغفرت کرتا ہوں، چنانچہ اسے اس کی نیکیوں کا نامہ اعمال دیا جائے گا لیکن کفار و منافق کے متعلق تو گواہ (ملائکہ، انبیاء اور تمام جن وانس) پکار کر کہہ دیں گے "یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے پروردگار پر جھوٹ باندھا تھا خبردار ہو جاؤ ان ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔"[3]

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ

اے مسلمانو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلسوں میں ذرا کشادگی پیدا کرو تو تم جگہ کشادہ کر دو اللہ تمہیں کشادگی دے گا،

[1] الانبیاء ۴۷

[2] ھود: 18

[3] صحیح بخاری کتاب المظالم بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى أَلاَ لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الظَّالِمِينَ ۲۴۴۱، ۴۶۸۵، ۶۰۷۰، ۷۵۱۴، صحیح مسلم کتاب التوبة بَابُ قَبُولِ تَوْبَةِ الْقَاتِلِ وَإِنْ كَثُرَ قَتْلُهُ ۲۷۶۸، سنن ابن ماجه کتاب السنة بَابٌ فِيمَا أَنْكَرَتِ الْجَهْمِيَّةُ ۱۸۳، صحیح ابن حبان ۷۳۵۵

وَ اِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ

اور جب کہا جائے اٹھ کھڑے ہو جاؤ تو تم اٹھ کھڑے ہو جاؤ اللہ تعالیٰ تم میں سے ان لوگوں کے جو ایمان لائے ہیں

وَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝۱۱ (المجادلۃ:۱۱)

اور جو علم دیئے گئے ہیں درجے بلند کر دے گا، اور اللہ تعالیٰ (ہر اس کام سے) جو تم کر رہے ہو (خوب) خبردار ہے۔

آداب مجلس:

عَنْ مُقَاتِلِ بْنِ حَيَّانَ قَالَ: أُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ يَوْمَ جُمُعة وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ فِي الصُّفَّةِ، وَفِي الْمَكَانِ ضِيقٌ، وَكَانَ يُكْرِمُ أَهْلَ بَدْرٍ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ فَجَاءَ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ وَقَدْ سَبَقُوا إِلَى الْمَجَالِسِ، فَقَامُوا حِيَالَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّها النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ. فَرَدَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ سَلَّمُوا عَلَى الْقَوْمِ بَعْدَ ذَلِكَ، فَرَدُّوا عَلَيْهِمْ، فَقَامُوا عَلَى أَرْجُلِهِمْ يَنْتَظِرُونَ أَنْ يُوَسَّعَ لَهُمْ، فَعَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَحْمِلُهُمْ عَلَى الْقِيَامِ، فَلَمْ يُفْسَح لَهُمْ، فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لِمَنْ حَوْلَهُ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ، مِنْ غَيْرِ أَهْلِ بَدْرٍ: قُمْ يَا فلان، وأنت يا فلان. فلم يزل يُقِيمُهُمْ بِعِدَّةِ النَّفَرِ الَّذِينَ هُمْ قِيَامٌ بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ، فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَى مَنْ أُقِيمَ مِنْ مَجْلِسِهِ، وَعَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَرَاهَةَ فِي وُجُوهِهِمْ،

مقاتل رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ آیت جمعہ کے دن نازل ہوئی اس دن رسول اللہ ﷺ اصحاب صفہ میں بیٹھے ہوئے تھے، آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ بدری مہاجر وانصار کی بڑی عزت وتکریم فرماتے تھے اس دن اتفاق سے چند بدری صحابہ رضی اللہ عنہم ذرا دیر سے آئے تو رسول اللہ ﷺ کے آس پاس کھڑے ہو گئے انہوں نے آپ ﷺ کو سلام کہا نبی کریم ﷺ نے سلام کا جواب فرمایا پھر انہوں نے اہل مجلس کو سلام کیا انہوں نے بھی سلام کا جواب دیا اب یہ اسی امید پر کھڑے رہے کہ مجلس میں ذرا کشادگی دیکھیں تو بیٹھ جائیں لیکن کوئی شخص اپنی جگہ سے نہ ہلا جو ان کے لئے جگہ ہوتی، جب نبی کریم ﷺ نے یہ دیکھا تو رہا نہ گیا اور نام لے لے کر بعض لوگوں کو ان کی جگہ سے کھڑا کیا اور ان بدری صحابیوں کو بیٹھنے کو فرمایا، جن لوگوں کو اپنی جگہ سے کھڑا کیا گیا تھا انہیں ذرا بھاری پڑا اور نبی کریم ﷺ نے ان کے چہروں پر کراہت محسوس کی

فَقَالَ الْمُنَافِقُونَ: أَلَسْتُمْ تَزْعُمُونَ أَنَّ صَاحِبَكُمْ هَذَا يَعْدِلُ بَيْنَ النَّاسِ؟ وَاللهِ مَا رَأَيْنَاهُ قبلُ عَدَلَ عَلَى هَؤُلَاءِ، إِنَّ قَوْمًا أَخَذُوا مَجَالِسَهُمْ وَأَحَبُّوا الْقُرْبَ لِنَبِيِّهِمْ، فَأَقَامَهُمْ وَأَجْلَسَ مَنْ أَبْطَأَ عَنْهُ، فَبَلَغَنَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: رَحِمَ اللهُ رَجُلًا فَسَح لِأَخِيهِ، فَجَعَلُوا يَقُومُونَ بَعْدَ ذَلِكَ سِرَاعًا، فَتَفَسَّحَ القومُ لِإِخْوَانِهِمْ

ادھر منافقین اس بات کو لے اڑے اور کہنے لگے دیکھیں یہ عدل کرنے کے مدعی نبی ہیں کہ جو لوگ شوق سے مسجد میں آئے، سب سے پہلے

آئے اور اپنے نبی کے قریب جگہ لی اور اطمینان سے اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے تو ان کو ان کی جگہ سے کھڑا کر دیا اور دیر سے آنے والوں کو ان کی جگہ دلوادی، یہ کس قدر ناانصافی کی بات ہے، ادھر رسول اللہ ﷺ نے کہ ان کے دل میلے نہ ہوں دعا کی کہ اللہ اس پر رحم کرے جو اپنے مسلمان بھائی کے لئے مجلس میں جگہ کر دے، اس حدیث کو سنتے ہی صحابہ رضی اللہ عنہم نے فوراً خود بخود اپنی جگہ سے ہٹنا اور آنے والوں کو جگہ دینا شروع کر دیا۔ (١)

عَنْ قَتَادَةَ كَانُوا يَتَنَافَسُونَ فِي مَجْلِسِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَوْهُ مُقْبِلًا ضَيَّقُوا مَجْلِسَهُمْ فَأَمَرَهُمُ اللهُ تَعَالَى أَن يُوسع بَعضهم لبَعض

قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب نبی کریم ﷺ کو تشریف لاتے ہوئے دیکھتے تو وہ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے اور جگہ پکڑنے کی کوشش کیا کرتے تھے اس پر ان کو مجلس میں کھل کر بیٹھنے کا حکم دیا گیا۔ (٢)

بہر حال اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو مجلس کے آداب میں سے اہم ترین ادب کی تعلیم فرمائی کہ نشست و برخاست میں ایک دوسرے کا خیال ولحاظ رکھو، چنانچہ جب تم اپنی مجلسوں (وعظ ونصیحت کی مجلس، جمعہ کی مجلس) میں بیٹھو تو کھل کر بیٹھو، دائرہ تنگ مت رکھو کہ بعد میں آنے والوں کو کھڑا رہنا پڑے یا کسی بیٹھے ہوئے کو اٹھا کر اس کی جگہ وہ بیٹھے کہ یہ دونوں باتیں ناشائستہ ہیں،

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:لَا يُقِيمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَقْعَدِهِ، ثُمَّ يَجْلِسُ فِيهِ وَلَكِنْ تَفَسَّحُوا وَتَوَسَّعُوا

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود نہ بیٹھے اس لئے مجلس کے دائرے کو فراخ اور وسیع کرلو۔ (٣)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يُفَرِّقَ بَيْنَ اثْنَيْنِ إِلَّا بِإِذْنِهِمَا

اورعبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی شخص کے لئے یہ حلال نہیں ہے کہ دو آدمیوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر دھنس جائے۔ (٤)

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ، إِذَا قَامَ لَهُ رَجُلٌ عَنْ مَجْلِسِهِ، لَمْ يَجْلِسْ فِيهِ

---

(١) تفسیرابن ابی حاتم ١٨٨٤٦، ١٠/٣٣٤٤،تفسیرابن کثیر ٨/٤٦

(٢) فتح الباری ١١/٦٢

(٣) صحیح بخاری كِتَابُ الِاسْتِئْذَانِ بَابٌ لاَ يُقِيمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِهِ ٦٢٧٠،صحیح مسلم کتاب السلام بَابُ تَحْرِيمِ إِقَامَةِ الْإِنْسَانِ مِنْ مَوْضِعِهِ الْمُبَاحِ الَّذِي سَبَقَ إِلَيْهِ ٥٦٨٤

(٤) مسنداحمد ٦٩٩٩،سنن ابوداودكتاب الادب بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَجْلِسُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ بِغَيْرِ إِذْنِهِمَا ٤٨٤٥ ،جامع ترمذی ابواب الادب بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الجُلُوسِ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ بِغَيْرِ إِذْنِهِمَا ٢٧٥٢

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے لئے جب کوئی اپنی جگہ سے اٹھتا تو وہ اس جگہ پر نہیں بیٹھتے تھے۔[۱]

جو کوئی اپنے بھائی کے لئے کشادگی پیدا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے کشادگی پیدا کر دیتا ہے، جو کوئی اپنے بھائی کے لئے وسعت پیدا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے وسعت پیدا کرتا ہے، اس کے صلے میں اللہ تعالیٰ جہاں بھی تم وسعت و فراخی کے طالب ہو گے مثلاً مکان، رزق، قبر اور جنت میں وسعت و فراخی عطا فرمائے گا اس لئے کہ ہر عمل کا بدلہ اسی جیسا ہوتا ہے،

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَنْ بَنَى لِلَّهِ مَسْجِدًا، فَإِنَّ اللهَ يَبْنِي لَهُ بَيْتًا أَوْسَعَ مِنْهُ فِي الْجَنَّةِ

اسما بنت یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے مسجد بنا دے اللہ اس کے لئے جنت میں اس سے بڑا گھر بنا دے گا۔[۲]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا، نَفَّسَ اللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ، وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ،وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ،وَاللهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ،وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا، سَهَّلَ اللهُ لَهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ،وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللهِ، يَتْلُونَ كِتَابَ اللهِ، وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ، إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمِ السَّكِينَةُ، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ،وَمَنْ بَطَّأَ بِهِ عَمَلُهُ، لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص کسی مومن پر سے دنیا کی کوئی سختی دور کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر سے آخرت کی سختیوں میں سے ایک سختی دور کر دے گا اور جو شخص مفلس کو مہلت دے (یعنی اپنے قرض کے لئے اس پر تقاضا اور سختی نہ کرے) تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس پر آسانی کرے گا اور جو شخص دنیا میں کسی مسلمان کا عیب ڈھانکے گا تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کا عیب ڈھانکے گا، جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کی مدد میں لگا رہے اللہ تعالیٰ خود اپنے اس بندے کی مدد پر لگا رہے گا، جو شخص علم (علم دین) حاصل کرنے کے لئے چلے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ سہل کر دے گا، اور جو لوگ اللہ کے گھر (مدرسہ یا رباط) میں اللہ کی کتاب پڑھنے اور ایک دوسرے کو پڑھانے کے لئے جمع ہوں تو ان پر اللہ کی رحمت نازل ہو گی جو ان کو ڈھانپ لے گی اور فرشتے ان کو چاروں طرف سے

---

[۱] صحیح بخاری کتاب الاستئذان بَابُ إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي المَجْلِسِ، فَافْسَحُوا يَفْسَحِ اللهُ لَكُمْ وَإِذَا قِيلَ انْشِزُوا فَانْشِزُوا ٦٢٧٠،صحیح مسلم کتاب السلام باب تحریم اقامۃ الانسان من موضعہ المباح ٥٦٨٦،جامع ترمذی ابواب الادب بَابُ كَرَاهِيَةِ أَنْ يُقَامَ الرَّجُلُ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ يُجْلَسُ فِيهِ٢٧٥٠

[۲] مسند احمد ٢٧٦١٢،صحیح بخاری کتاب الصلاۃ بَابُ مَنْ بَنَى مَسْجِدًا ٤٥٠ ،صحیح مسلم كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةَ بَابُ فَضْلِ بِنَاءِ الْمَسَاجِدِ وَالْحَثِّ عَلَيْهَاعن عبیداللہ خولانی١١٨٩،جامع ترمذی ابواب الصلوٰۃ بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ بُنْيَانِ الْمَسْجِدِعن عثمان بن عفان ٣١٨

گھیر لیں گے اور اللہ تعالیٰ اپنے قریب رہنے والوں (فرشتوں) میں ان کا ذکر فرمائے گا (یعنی بندے کو جزا ہمیشہ اسی طرح کی ملتی ہے جیسا اس نے عمل کیا ہو، یعنی جیسا کرو گے ویسا بھرو گے) اور جو اپنے عمل میں کوتاہی کرے گا تو اس کا خاندان (نسب) اس کے کچھ کام نہیں آئے گا (یعنی پیغمبروں اور بزرگوں کی اولاد ہونا کچھ فائدہ نہیں دے گا بلکہ عمل صالحہ فائدہ دے گا)۔ [1]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے اٹھ کر جانا پسند نہیں کرتے تھے لیکن اس طرح بعض دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تکلیف ہوتی تھی، آپ کے آرام اور کاموں میں بھی خلل پڑتا تھا اور ان لوگوں کو بھی تکلیف ہوتی تھی جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خلوت میں کوئی گفتگو کرنا چاہتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مروت میں کچھ نہ فرماتے چنانچہ اللہ نے فرمایا کہ جب تمہیں کسی عمل خیر، نماز یا جہاد یا کسی مصلحت کے تحت کہا جائے کہ اٹھ جاؤ اور اپنی مجالس کو چھوڑ دو تو اس مصلحت کے حصول کی خاطر دل میں کوئی خیال کیے بغیر فوراً اٹھ جایا کرو، جیسے فرمایا

...وَإِنْ قِيلَ لَكُمُ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا... ﴿۲۸﴾ [2]

ترجمہ: اگر تم سے لوٹ جانے کو کہا جائے تو لوٹ جاؤ۔

تمہیں کشادگی پیدا کرنے یا اٹھ جانے کا کہنے سے تمہارا درجہ نہیں گر جائے گا، رفع درجات کا اصل ذریعہ تو ایمان اور علم ہے اور اللہ تعالیٰ اہل ایمان کے درجے غیر اہل ایمان پر اور اہل علم کے درجے اہل ایمان پر بلند فرمائے گا، اللہ تعالیٰ ہر اس عمل سے جو تم کرتے ہو خوب خبردار ہے، وہ ہر عمل کرنے والے کو ان کے عمل کی جزا دے گا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةً

اے مسلمانو! جب تم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے سرگوشی کرنا چاہو تو اپنی سرگوشی سے پہلے کچھ صدقہ دے دیا کرو

ذَٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَأَطْهَرُ ۚ فَإِن لَّمْ تَجِدُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۲﴾ (المجادلۃ ۱۲)

یہ تمہارے حق میں بہتر اور پاکیزہ تر ہے، ہاں اگر نہ پاؤ تو بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو بھی شخص علیحدگی میں بات کرنے کی درخواست کرتا آپ اسے رد نہ فرماتے تھے، یہاں تک کہ منافقین ایسے معاملات میں بھی آپ کو تکلیف دینے لگے جن میں تخلیہ کی کوئی ضرورت نہ ہوتی اس سے مسلمان تکلیف محسوس کرتے تھے، قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں دوسروں پر اپنی بڑائی جتانے کے لئے بھی بعض لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خلوت میں بات کرتے تھے، اس وقت سارا عرب ریاست مدینہ منورہ کے خلاف برسر پیکار تھا، جب لوگ اس طرح علیحدگی میں باتیں کرتے تو شیطان لوگوں کے دلوں میں پھونک دیتا کہ وہ شخص فلاں قبیلے

---

[1] صحیح مسلم کتاب الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ وَالتَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ بَابُ فَضْلِ الِاجْتِمَاعِ عَلَى تِلَاوَةِ الْقُرْآنِ وَعَلَى الذِّكْرِ ۲۸۵۳، سنن ابوداودکتاب الادب بَابٌ فِي الْمَعُونَةِ لِلْمُسْلِمِ ۴۹۴۶، جامع ترمذی ابواب البروالصلة بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّتْرِ عَلَى الْمُسْلِمِ ۱۹۳۰، سنن ابن ماجہ کتاب السنۃ بَابُ فَضْلِ الْعُلَمَاءِ وَالْحَثِّ عَلَى طَلَبِ الْعِلْمِ ۲۲۵، مسنداحمد ۷۴۲۷

[2] النور ۲۸

کے حملہ آور ہونے کی خبر لایا تھا جس سے مدینہ منورہ میں افواہوں کا بازار گرم ہو جاتا تھا، منافقین کو بھی باتیں کرنے کا موقعہ مل جاتا کہ محمد ﷺ تو کانوں کے کچے ہیں ہر ایک کی سن لیتے ہیں، اس رجحان عام کی حوصلہ شکنی اور رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ پابندی لگا دی کہ تم میں سے جو شخص آپ سے خلوت میں باتیں کرنا چاہتا ہے وہ پہلے پاک وصاف ہونے کے لئے میری راہ میں صدقہ ادا کرے، یہ تمہارے لئے بہتر اور پاکیزہ تر ہے، یعنی ایسا کرنے سے تمہیں ہر قسم کی گندگی سے طہارت حاصل ہو گی اور تمہاری بھلائی اور اجر میں اضافہ ہو گا، البتہ کوئی غریب و مسکین شخص صدقہ ادا کرنے کی طاقت و استعداد نہیں پاتا تو اللہ بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے، اس حکم سے وہ لوگ جو غیر ضروری طور پر یا اپنی بڑائی جتانے کے لئے رسول اللہ ﷺ سے تخلیہ کی درخواست کرتے تھے میں بات کرنے سے باز آ گئے۔

ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ۭ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ

کیا تم اپنی سرگوشی سے پہلے صدقہ نکالنے سے ڈر گئے؟ پس جب تم نے یہ نہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے بھی تمہیں معاف فرما دیا

فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ

تو اب (بخوبی) نمازوں کو قائم رکھو زکوۃ دیتے رہا کرو اور اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی تابعداری کرتے رہو،

وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۱۳ (المجادلۃ ۱۳)

تم جو کچھ کرتے ہو اس (سب) سے اللہ (خوب) خبردار ہے۔

رسول اللہ ﷺ سے تخلیہ میں گفتگو کرنے کے لئے صدقہ کا حکم مسلمانوں کے لئے شاق تھا،

إِنَّهَا مَنْسُوخَةٌ: مَا كَانَتْ إِلَّا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ وَقَالَ عِكْرِمَةُ وَالْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ فِي قَوْلِهِ نَسَخَتْهَا الْآيَةُ الَّتِي بَعْدَهَا، عَنْ قَتَادَةَ ومقاتل ابن حَيَّانَ: سَأَلَ النَّاسُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتَّى أَحْفَوْهُ بِالْمَسْأَلَةِ، فَقَطَعَهُمُ اللهُ بِهَذِهِ الْآيَة، قَالَ عَلِيٌّ: مَا عَمِلَ بِهَا أَحَدٌ غَيْرِي حَتَّى نُسِخَتْ وَأَحْسَبُهُ قَالَ: وَمَا كَانَتْ إِلَّا سَاعَةً

اس لئے قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں ایک دن سے بھی کم مدت تک باقی رہا پھر منسوخ کر دیا گیا، عکرمہ رحمہ اللہ اور حسن بصری رضی اللہ عنہ اس قول کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ حکم بعد میں منسوخ ہو گیا، قتادہ رحمہ اللہ اور مقاتل بن حیان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جب لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے مسائل پوچھنے میں کترانے لگے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو منسوخ کر دیا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس حکم کو نازل ہوئے دن کا تھوڑا ہی حصہ ہوا تھا اور صرف میں ہی عمل کر سکا تھا کہ منسوخ ہو گیا۔ بہر حال لوگوں نے سوالات چھوڑ دیئے پھر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی تکلیف کے پیش نظر دوسرے حکم میں اس کو معاف فرما دیا اور فرائض و احکام کی پابندی کو اس صدقے کا بدل قرار دے دیا گیا فرمایا کہ جو کچھ بھی تم اعمال کرتے ہو اللہ جو علام الغیوب ہے اس سے اچھی طرح باخبر ہے۔

اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ تَوَلَّوۡا قَوۡمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ ؕ مَا هُمۡ

کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا؟ جنہوں نے اس قوم سے دوستی کی جن پر اللہ غضبناک ہو چکا ہے، نہ یہ (منافق)

مِّنۡكُمۡ وَ لَا مِنۡهُمۡ ۙ وَ يَحۡلِفُوۡنَ عَلَى الۡكَذِبِ وَ هُمۡ يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۴﴾ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمۡ

تمہارے ہی ہیں نہ ان کے ہیں، باوجود علم کے پھر بھی جھوٹی قسمیں کھا رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے

عَذَابًا شَدِيۡدًا ؕ اِنَّهُمۡ سَآءَ مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۵﴾ اِتَّخَذُوۡۤا اَيۡمَانَهُمۡ جُنَّةً

سخت عذاب تیار کر رکھا ہے، تحقیق جو کچھ یہ کر رہے ہیں برا کر رہے ہیں، ان لوگوں نے تو اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا

فَصَدُّوۡا عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ فَلَهُمۡ عَذَابٌ مُّهِيۡنٌ ﴿۱۶﴾ لَنۡ تُغۡنِىَ عَنۡهُمۡ اَمۡوَالُهُمۡ

ہے اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں ان کے لیے رسوا کرنے والا عذاب ہے، ان کے مال

وَ لَاۤ اَوۡلَادُهُمۡ مِّنَ اللّٰهِ شَيۡـًٔا ؕ اُولٰٓـئِكَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ؕ هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۱۷﴾ يَوۡمَ يَبۡعَثُهُمُ

اور ان کی اولاد اللہ کے ہاں کچھ کام نہ آئیں گی، یہ تو جہنمی ہیں ہمیشہ ہی اس میں رہیں گے، جس دن اللہ تعالیٰ ان سب کو

اللّٰهُ جَمِيۡعًا فَيَحۡلِفُوۡنَ لَهٗ كَمَا يَحۡلِفُوۡنَ لَكُمۡ

اٹھا کھڑا کرے گا تو یہ جس طرح تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں (اللہ تعالیٰ) کے سامنے بھی قسمیں کھانے لگیں گے

وَ يَحۡسَبُوۡنَ اَنَّهُمۡ عَلٰى شَىۡءٍ ؕ اَلَاۤ اِنَّهُمۡ هُمُ الۡكٰذِبُوۡنَ ﴿۱۸﴾ اِسۡتَحۡوَذَ عَلَيۡهِمُ الشَّيۡطٰنُ

اور سمجھیں گے کہ وہ بھی کسی (دلیل) پر ہیں، یقین مانو کہ بیشک وہی جھوٹے ہیں، ان پر شیطان نے غلبہ حاصل کر لیا ہے

فَاَنۡسٰٮهُمۡ ذِكۡرَ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓـئِكَ حِزۡبُ الشَّيۡطٰنِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزۡبَ الشَّيۡطٰنِ هُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ ﴿۱۹﴾

اور انہیں اللہ کا ذکر بھلا دیا ہے، یہ شیطانی لشکر ہے کوئی شک نہیں کہ شیطانی لشکر ہی خسارے والا ہے

ے اِنَّ الَّذِيۡنَ يُحَآدُّوۡنَ اللّٰهَ وَ رَسُوۡلَهٗۤ اُولٰٓـئِكَ فِى الۡاَذَلِّيۡنَ ﴿۲۰﴾

، بیشک اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی جو لوگ مخالفت کرتے ہیں وہی لوگ سب سے زیادہ ذلیلوں میں ہیں،

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِىۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِىٌّ عَزِيۡزٌ ﴿۲۱﴾ (المجادلۃ ۱۴ تا ۲۱)

اللہ تعالیٰ لکھ چکا ہے کہ بیشک میں اور میرے پیغمبر غالب رہیں گے، یقیناً اللہ تعالیٰ زور آور اور غالب ہے۔

دوغلے لوگوں کا کردار: منافقین کا ذکر فرمایا کہ کیا آپ نے منافقین کا عمل وکردار مشاہدہ فرمایا جنہوں نے یہودیوں کو جو اللہ کے مغضوب ہیں اپنا رفیق بنا رکھا ہے، حالانکہ ان لوگوں کے مخلصانہ تعلقات نہ تو اہل ایمان کے ساتھ ہیں اور نہ ہی یہودیوں کے ساتھ، نہ یہ ادھر کے ہیں نہ ادھر کے، جیسے فرمایا

مُّذَبۡذَبِيۡنَ بَيۡنَ ذٰلِكَ ۖ لَاۤ اِلٰى هٰٓؤُلَاۤءِ وَلَاۤ اِلٰى هٰٓؤُلَاۤءِ... ﴿۱۴۳﴾ (۱)

ترجمہ: وہ کفر وایمان کے درمیان ڈانواڈول ہیں نہ پورے اس طرف ہیں نہ پورے اس طرف۔

انہوں نے محض اپنی اغراض کے لئے مسلمانوں اور یہودیوں دونوں کے ساتھ رشتہ جوڑ رکھا ہے، یہ لوگ جھوٹے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہو کر بے دھڑک جھوٹی قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ وہ اسلام قبول کر چکے ہیں، اللہ وحدہ لاشریک اور اس کے رسول کے اطاعت گزار ہیں اور اسلام اور اہل اسلام کے ساتھ مخلص ہیں، اپنی اس روش کی بنا پر وہ خود کو بڑا سمجھدار اور دور اندیش تصور کرتے ہیں مگر اللہ ان کے دلوں کے بھید خوب جانتا ہے کہ وہ بڑے ہی برے گفتار وکردار کے حامل ہیں اور اللہ نے ان کے دوہرے کردار کے سبب ان کے لئے جہنم کا سخت عذاب تیار کر رکھا ہے، ایک طرف تو وہ اپنے ایمان اور وفاداری کی قسمیں کھا کر مسلمانوں کی گرفت سے بچے رہتے ہیں اور دوسری طرف اسلام، مسلمانوں اور رسول اللہ ﷺ کے خلاف لوگوں کے دلوں میں ہر طرح کے شکوک وشبہات پیدا کرتے ہیں تاکہ وہ اسلام قبول کرنے سے باز رہیں، ان کی اس دوہری چال، تکبر اور اللہ کے نام کی بے توقیری پر روز قیامت ان کو ذلت ورسوائی کا عذاب دیا جائے گا، اس روز اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچانے کے لئے نہ تو ان کو مال ہی کچھ فائدہ دے گا جن کو یہ گن گن کر رکھتے ہیں اور نہ ہی اولاد کے جتھے جن پر ان کو بہت غرور ہے، پس یہ جہنم کے عذاب میں ہی ہمیشہ ہمیشہ گرفتار رہیں گے، ان کی بدبختی اور سنگ دلی کی انتہا ہے کہ دنیا میں انسانوں کے سامنے جھوٹی قسمیں کھاتے کھاتے کفر ونفاق اور ان کے باطل عقائد ان کے دل ودماغ میں اس طرح رس بس گئے ہیں کہ جب اللہ انسانوں کو ان کی قبروں سے زندہ کر کے میدان محشر میں جمع فرمائے گا، پھر فرشتے ان کے نامہ اعمال ان کے ہاتھوں میں تھمادیں گے، تمام گواہ میدان محشر میں اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے، اعمال کے وزن کے لئے ترازو عدل قائم کر دیا گیا ہوگا، دوزخ اپنی پوری حشر سامانیوں کے ساتھ لوگوں کے سامنے دھک رہی ہوگی اور اس میں سے بڑی خوفناک آوازیں آرہی ہوں گی خود اللہ تعالیٰ کے سامنے بھی یہ جھوٹی قسمیں کھانے سے نہ چوکیں گے اور یہ خیال کریں گے کہ جس طرح دنیا میں جھوٹی قسمیں کھانے سے وقتی طور پر یہ کچھ فائدے اٹھالیتے تھے اس دن بھی اللہ کے عذاب سے بچ جائیں گے، مشرک بھی اس وقت قسمیں کھائیں گے کہ اللہ کی قسم جو ہمارا رب ہے ہم نے شرک نہیں کیا، خوب جان لو یہ انتہائی جھوٹے لوگ ہیں جو مکمل طور پر شیطان کی گرفت میں ہیں،

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَا مِنْ ثَلَاثَةٍ فِي قَرْيَةٍ وَلَا بَدْوٍ لَا تُقَامُ فِيهِمُ الصَّلَاةُ إِلَّا قَدِ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ، فَعَلَيْكَ بِالْجَمَاعَةِ، فَإِنَّمَا يَأْكُلُ الذِّئْبُ الْقَاصِيَةَ، قَالَ زَائِدَةُ: قَالَ السَّائِبُ: يَعْنِي بِالْجَمَاعَةِ: الصَّلَاةَ فِي الْجَمَاعَةِ

(۱) النساء ۱۴۳

ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کسی گاؤں یا جنگل میں جب تین آدمی ہوں اور وہ نماز قائم نہ کریں تو ان پر شیطان قبضہ جمالیتا ہے، لہذا جماعت کو اختیار کرو ریوڑ سے الگ ہو جانے والی بکری کو بھیڑیا کھا جاتا ہے، زائدہ کہتے ہیں کہ سائب نے کہا کہ جماعت سے مراد نماز باجماعت ادا کرنا ہے۔ [۱]

اور اس نے ان کے اعمال بد مزین کر دیئے ہیں اور ان کے دلوں سے اللہ کا خوف، عذاب سکرات الموت کا خوف، اندھیری قبر میں منکر نکیر کے سوال جواب کا خوف، عذاب قبر کا خوف، آخرت میں حساب کتاب کا خوف نکال دیا ہے اور ان کو جھوٹی تسلی دے رکھی ہے کہ تم نے کلمہ لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ رکھا ہے، اب چاہئے جو کچھ کرو اللہ غفور و رحیم ہے وہ بخشنے والا ہے اور بخش دینے کو پسند فرماتا ہے،

إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ

وہ بخشنے والا ہے بخش دینے کو پسند فرماتا ہے۔ [۲]

اور وہ سب کو بخش کر انواع و اقسام کی لازوال نعمتوں سے بھری جنتوں میں داخل فرمادے گا، یاد رکھو یہ شیطان کی پارٹی کے لوگ ہیں، جو اپنے دین و دنیا، اپنے اہل و عیال اور گھر بار کے بارے میں خسارہ اٹھا کر اپنے پیشوا اور رہبر کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں داخل کیے جائیں گے، جیسے فرمایا

...اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ؀ [۳]

ترجمہ: بس وہ تو اپنے گروہ کے لوگوں کو اپنی راہ پر اس لئے بلاتا ہے تا کہ وہ جہنم والوں میں شامل ہو جائیں۔

یقیناً وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شدید مخالفت، عناد اور جھگڑا کرتے ہیں ذلیل ترین، بے وقار، اللہ کی رحمت سے دور مخلوقات ہیں، جس طرح گزشتہ امتوں میں سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے مخالفوں کو ذلیل و تباہ و برباد کیا گیا ان کا شمار بھی انہیں اہل ذلت میں ہو گا اور ان کے حصے میں بھی دنیا و آخرت کی ذلت و رسوائی کے سوا کچھ نہیں آئے گا، جبکہ اللہ نے روز اول سے ہی فیصلہ فرما کر لوح محفوظ میں لکھ دیا ہے کہ شیطان اور اس کی پارٹی اللہ اور اس کے رسول کے مقابلے میں کچھ بھی کریں اللہ کا کلمہ ہی سربلند رہے گا

...وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِىَ الْعُلْيَا... ؀ [۴]

ترجمہ: اور اللہ کا کلمہ تو اُونچا ہی ہے۔

غلبہ ہمیشہ حق و سچ ہی کا ہو گا، حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی سب پر غالب اور نہایت زور آور ہے تو پھر اور کون ہے جو اس فیصلے میں تبدیلی کر سکے۔

---

[۱] سنن ابوداودکِتَاب الصَّلَاةِ بَابٌ فِي التَّشْدِيدِ فِي تَرْكِ الْجَمَاعَةِ ۵۴۷

[۲] مسنداحمد۲۵۳۸۴

[۳] فاطر۶

[۴] التوبۃ۴۰

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ

اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو آپ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں سے محبت

وَ لَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ

رکھتے ہوئے ہرگز نہ پائیں گے گو وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے کنبہ (قبیلے) کے عزیز ہی کیوں نہ ہوں،

اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَ اَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَ يُدْخِلُهُمْ

یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کو لکھ دیا ہے اور جن کی تائید اپنی روح سے کی ہے، اور جنہیں ان

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جہاں یہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ ان سے راضی ہے

وَ رَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۲۲﴾ (المجادلۃ ۲۲)

اور یہ اللہ سے خوش ہیں، یہ خدائی لشکر ہے، آگاہ رہو بیشک اللہ کے گروہ والے ہی کامیاب لوگ ہیں۔

اللہ کے دشمنوں سے عداوت: اللہ تعالیٰ نے ایک اصولی اور ایک امر واقعی بات فرمائی کہ آپ کبھی یہ نہیں دیکھیں گے کہ ایک شخص جو اللہ وحدہ لاشریک اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کا دم بھرتا ہو، اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا دعویٰ دار ہو، یوم آخرت پر کامل ایمان رکھتا ہو مگر اس کے ساتھ ساتھ اس نے ان لوگوں سے بھی رشتہ محبت واخوت جوڑ رکھا ہو جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے مخالف ہیں، جو یوم آخرت کا مذاق اڑاتے ہیں چاہئے وہ ان کے باپ ہوں، بیٹے، بھائی یا خاندان کے قریبی رشتہ دار ہوں، یعنی یہ دونوں رویے ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے، اس لئے کہ ان کا ایمان ان کو ان کی محبت سے روکتا ہے اور ایمان کی رعایت، ابوت، نبوت، اخوت اور خاندان و برادری کی محبت و رعایت سے زیادہ اہم اور ضروری ہے، جیسے فرمایا

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً... ﴿۲۸﴾ [1]

ترجمہ: مومنین اہل ایمان کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا رفیق اور یار و مددگار ہرگز نہ بنائیں جو ایسا کرے گا اس کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں، ہاں یہ معاف ہے کہ تم ان کے ظلم سے بچنے کے لیے بظاہر ایسا طرز عمل اختیار کر جاؤ۔

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ

[1] آل عمران ۲۸

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۴﴾ [۱]

(آپ کہہ دیجئے کہ) اگر تمہارے باپ اور تمہارے لڑکے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے کنبے قبیلے اور تمہارے کمائے ہوئے مال اور وہ تجارت جس کی کمی سے تم ڈرتے ہو اور وہ حویلیاں جنہیں تم پسند کرتے ہو اگر یہ تمہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد سے بھی زیادہ عزیز ہیں تو تم انتظار کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنا عذاب لے آئے، اللہ تعالیٰ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان سب چیزوں کی محبت کو ایک طرف ڈال کر عملاً ایسا کر کے دکھایا جیسا کہ غزوہ بدر میں ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ عبد اللہ بن جراح کو قتل کر دیا۔

أبو عبيدة ومن مناقبه انه قتل أباه عبد الله بن الجرّاح يوم بدر غيرة على الدين

ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بن جراح نے اپنے مشرک والد عبد اللہ بن جراح کو قتل کر دیا۔ [۲]

مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی عبید بن عمیر کو قتل کر دیا۔

وقتل مصعب بن عمير أخاه عبيد بن عمير

مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر نے اپنے مشرک بھائی عبید بن عمر کو ختم کر دیا۔ [۳]

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے اپنے ماموں عاص بن ہشام بن مغیرہ کو قتل کر دیا،

قتل الفاروق عمر بن الخطاب خاله العاص بن هشام بن المغيرة

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے اپنے ماموں عاص بن ہشام بن مغیرہ کو قتل کر دیا۔ [۴]

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے عبد الرحمٰن سے لڑنے کے لئے تیار ہو گئے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب، سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب اور عبیدہ بن الحارث نے اپنے قریبی رشتہ داروں عتبہ، شیبہ اور ولید کو مقابلے میں خاک نشین کر دیا۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسیران غزوہ بدر کے معاملے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ان سب کو قتل کر دیا جائے اور ہم میں سے ہر ایک اپنے رشتہ دار کو قتل کرے۔

وَلكِنِّي أرى أن تمكنا فَنَضْرِبَ أَعْنَاقَهُمْ، فَتُمَكِّنُ عَلِيًّا مِنْ عَقِيلٍ فَيُضْرَبُ عنقه، وتمكني مِنْ فُلَانٍ (نَسِيبًا لِعُمَرَ) فَأَضْرِبُ عُنُقَهُ، فَإِنَّ هَؤُلَاءِ أَئِمَّةُ الْكُفْرِ وَصَنَادِيدُهَا

میری رائے تو یہ ہے کہ آپ حکم فرمائیں کہ ان سب کی گردن اڑا دی جائے، مسلمان خود اپنے قریبی عزیزوں کو قتل کریں مثلاً عقیل

---

[۱] التوبة ۲۴

[۲] تاريخ الخميس في أحوال أنفس النفيس ۲/۲۴۴

[۳] السيرة النبوية على ضوء القرآن والسنة ۲/۱۴۸

[۴] السيرة النبوية على ضوء القرآن والسنة ۲/۱۴۸

کوسیدنا علی رضی اللہ عنہ کے حوالے کیا جائے کہ وہ ان کی گردن اڑا دیں، مجھے میر افلاں عزیز دے دیا جائے تا کہ میں اس کی گردن مار دوں کیونکہ یہ کفر کے سردار اور مہرے ہیں۔ [١]

اسی غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ابو العاص گرفتار ہو کر آئے اور ان کے ساتھ رسول کی دامادی کی بنا پر قطعاً کوئی امتیازی سلوک نہ کیا گیا جو دوسرے قیدیوں سے کچھ بھی مختلف ہوتا، چنانچہ یہ دکھایا جا چکا تھا کہ مخلص مسلمان کیسے ہوتے ہیں اور اللہ اور اس کے دین کے ساتھ ان کا تعلق کیسا ہوا کرتا ہے، اس وصف کے حامل وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کو راسخ اور مضبوط کر دیا ہے، ان کے دلوں میں ایمان نہ کبھی متزلزل ہو سکتا ہے اور نہ شکوک وشبہات اس پر اثر انداز ہو سکتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت خاص کے ذریعے سے طاقت ور بنایا ہے، یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے اس دنیا میں حیات طیبہ ہے اور آخرت میں ان کے لئے انواع واقسام کی لازوال نعمتوں سے بھری جنتیں ہیں جہاں ہر وہ چیز ہو گی جو ان کے دل چاہیں گے، جس سے ان کی آنکھیں لذت اندوز ہوں گی اور وہ اسے پسند کریں گی، اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رضا نازل فرمائے گا اور ان سے کبھی ناراض نہیں ہو گا

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ [٢]

اللہ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ سے خوش ہیں، یہ اللہ کا گروہ ہے اور یقیناً یہی گروہ مومنین فلاح سے ہمکنار ہو گا۔

---

[١] البدایة والنهایة٣٦٢/٣،تاریخ طبری ٤٧٦/٢، السنن الکبری للبیهقی ١٢٨٤٤، تفسیرالقرطبی ٥٢/٨، تفسیر ابن کثیر٧٧/٤

[٢] المجادلة٢٢

۶ ہجری

جب رسول اللہ ﷺ غزوہ احزاب وقریظہ سے فارغ ہو کر جنگی مجرمین کو کیف کردار تک پہنچا چکے تو آپ ﷺ نے ان قبائل عرب کی سرکوبی کے لئے جو قریش کے ساتھ مل کر مدینہ منورہ پر چڑھ دوڑے تھے مختلف دستے روانہ فرمائے، ان میں پہلا دستہ محمد رضی اللہ عنہ بن مسلمہ کی سرکردگی میں روانہ فرمایا۔

سریہ محمد بن مسلمہ انصاری (قبیلہ قرطاء کی طرف)

محرم الحرام چھ ہجری

خَرَجْت فِي عَشْرِ لَيَالٍ خَلَوْنَ مِنْ الْمُحَرّمِ عَلَى رَأْسِ خَمْسَةٍ وَخَمْسِينَ شَهْرًا مِن مهاجر رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهُ فِي ثَلَاثِينَ راكبا إلى الْقُرْطَاءِ. وَهُمْ بَطْنٌ مِنْ بَنِي أَبِي بَكْرِ بْنِ كِلَابٍ ، وَكَانُوا يَنْزِلُونَ الْبكراتِ بِنَاحِيَةِ ضَرِيَّةَ، وَبَيْنَ الْمَدِينَةِ وَضَرِيَّةَ سَبْعُ لَيَالٍ

رسول اللہ ﷺ نے دس محرم الحرام چھ ہجری کو محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ کی قیادت میں تیس اونٹوں وگھوڑوں پر سواروں کا ایک دستہ قرطاء (جو بصرہ ومکہ مکرمہ کے درمیان مکہ مکرمہ کے قریب بنو کلاب کا ایک گاؤں تھا، اور وہ لوگ قبیلہ کلاب کی شاخ بنی بکر سے تعلق رکھتے تھے جو قیس بن عیلان کی اولاد میں تھے) کی جانب روانہ فرمایا یہ لوگ مدینہ منورہ سے سات دن کی مسافت پر ضریہ کی جانب بکرات میں آباد تھا جو کہ مدینہ وضریہ کے مابین سات راتوں کا سفر ہے۔[1]

وَأَمَرَهُ وَأَنْ يَشُنّ عَلَيْهِمْ الْغَارَةَ . اللّيْلَ وَيَكْمُنَ النّهَارَ وأغار عليهم فَقَتَلَ نَفَرًا مِنْهُمْ وَهَرَبَ سَائِرُهُمْ وَاسْتَاقَ نَعَمًا وَشَاءً وَلَمْ يَعْرِضْ لِلظّعُنِوَانْحَدَرُوا إِلَى الْمَدِينَةِ،وَغَابَ تِسْعَ عشرة ليلة وقدم ليلة بَقِيَتْ مِنَ الْمُحَرَّمِ ،فَخَمَّسَ رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا جَاءَ بِهِ، وَفَضَّ عَلَى أَصْحَابِهِ مَا بَقِيَ، فَعَدَلُوا الْجَزُورَ بِعَشَرَةٍ مِنَ الْغَنَمِ، وَكَانَتِ النَّعَمُ مِائَةً وَخَمْسِينَ بَعِيرًا، وَالْغَنَمُ ثَلَاثَةَ آلافِ شَاةٍ

اور انہیں ہدایت فرمائی کہ (رازداری کے پیش نظر) وہ راتوں میں سفر کریں اور دن میں چھپے رہیں، اور جب وہاں پہنچیں تو ان کو چاروں طرف سے گھیر کر یک دم حملہ کر دیں، چنانچہ سردار دستہ نے اس دایت پر عمل کیا اور اس قبیلے پر اچانک چھاپہ مارا جس میں دشمن کے دس یا بیس آدمی قتل ہوئے اور باقی لوگ اپنا گھر بار، مال ومویشی چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے، محمد بن مسلمہ کے دستہ کے ہاتھ کچھ اونٹ اور بکریاں لگیں جنہیں وہ مدینہ لے کر آ گئے، وہ سب مال غنیمت لیکر انیس دن کے بعد انتیس محرم الحرام کو مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت

[1] عیون الأثر ۱۱۲/۲

میں پہنچے، رسول اللہ ﷺ نے خمس نکال کر باقی مال ان کے دستہ میں شامل صحابہ رضی اللہ عنہم میں تقسیم فرمادیا، غنائم کی تقسیم میں ایک اونٹ کو دس بکریوں کے برابر قرار دیا گیا مال غنیمت میں ایک سو پچاس اونٹ اور تین ہزار بکریاں تھیں۔ (۱)

فَأَخَذَتْ رَجُلًا مِنْ بَنِي حَنِيفَةَ، لَا يَشْعُرُونَ مَنْ هُوَ، حَتَّى أَتَوْا بِهِ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَتَدْرُونَ مَنْ أَخَذْتُمْ، هَذَا ثُمَامَةُ بْنُ أُثَالٍ الْحَنَفِيُّ

انہوں نے بنی حنیفہ کے ایک شخص کو بھی گرفتار کیا مگر یہ نہیں جانتے تھے کہ وہ کون ہے جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس شخص کو آپ کی خدمت میں پیش کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں معلوم نہیں تم کسے گرفتار کر کے لائے ہو یہ بنی حنیفہ کا سردار ثمامہ بن اثال ہے۔ (۲)

ثمامہ رضی اللہ عنہ بن اثال کا ایمان لانا

أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ، فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِي حَنِيفَةَ يُقَالُ لَهُ: ثُمَامَةُ بْنُ أُثَالٍ، سَيِّدُ أَهْلِ الْيَمَامَةِ، فَرَبَطُوهُ بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِفَخَرَجَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ:مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ؟ قَالَ: عِنْدِي يَا مُحَمَّدُ خَيْرٌ، إن تقتل تقتل ذَا دَمٍ، وَإِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلَيَّ شَاكِرٍ، وَإِنْ كُنْتَ تُرِيدُ الْمَالَ فَسَلْ تُعْطَ مِنْهُ مَا شِئْتَ،فَتُرِكَ حَتَّى كَانَ الغَدُ، ثُمَّ قَالَ لَهُ:مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ؟قَالَ: مَا قُلْتُ لَكَ: إِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلَى شَاكِرٍ،فَتَرَكَهُ حَتَّى كَانَ بَعْدَ الغَدِ، فَقَالَ:مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ؟فَقَالَ: عِنْدِي مَا قُلْتُ لَكَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک لشکر کو رسول اللہ ﷺ نے نجد کی طرف روانہ کیا جب یہ دستہ سردار بنی حنیفہ ثمامہ بن اثال (جو کہ اہل یمامہ کا سردار تھا) کو (جو عمرہ کی نیت سے مکہ جارہا تھا کو بھی) گرفتار کر کے لایا، رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ ثمامہ بن اثال کو مسجد کے ایک ستون سے باندھ دیا جائے (تاکہ وہ اپنی آنکھوں سے اللہ کی بندگی نماز، مسلمانوں کی آپس میں محبت، بھائی چارہ کا نظارہ کر سکے اور شاید اس طرح اس کا دل نرم ہو جائے) رسول اللہ ﷺ جب ان کے قریب سے گزرے تو فرمایا اے ثمامہ! تمہارا میری نسبت کیا گمان ہے؟ ثمامہ نے جواب دیا کہ میرا آپ کی نسبت اچھا گمان ہے اگر آپ مجھے قتل کریں گے تو ایک قاتل کو قتل کریں گے جس کا خون بہانا روا ہے اور اگر احسان فرمائیں گے تو ایک شکر گزار پر احسان کریں گے اور اگر فدیے میں مال مطلوب ہے تو جتنا آپ چاہیں گے آپ کو مل جائے گا، ثمامہ کا یہ جواب سن کر آپ ﷺ اسے اس کے حال پر چھوڑ کر خاموشی سے آگے چلے گئے، دوسرے روز پھر اس کے قریب سے گزرے تو وہ سوال کیا اے ثمامہ! تمہارا میری نسبت کیا گمان ہے؟ اب ثمامہ نے مختصر جواب دیا اگر آپ مجھ پر احسان فرمائیں گے تو ایک شکر گزار شخص پر احسان ہوگا، اب بھی آپ نے اسے اس کے حال پر چھوڑ کر خاموشی سے آگے روانہ ہو گئے، تیسرے روز بھی آپ ﷺ اس کے قریب سے گزرے اور وہی پہلا سوال دہرایا اے ثمامہ! تمہارا میری نسبت کیا گمان ہے؟ ثمامہ نے آپ کے خلق جمیل اور عفو و کرم کے مدنظر عرض کیا

---

(۱) ابن سعد۶۰؍۲،عیون الآثر۱۱۲؍۲،مغازی واقدی ۵۳۵؍۲

(۲) ابن ہشام۵۳۸؍۲

میں اپنا گمان کل گوش گزار کر چکا ہوں۔ آپ نے ثمامہ کو مخاطب ہو کر فرمایا اے ثمامہ میں نے تجھے معاف اور آزاد کیا۔

فقال رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَطْلِقُوا ثُمَامَةَ،فَانْطَلَقَ إِلَى نَخْلٍ قَرِيبٍ مِنَ الْمَسْجِدِ، فَاغْتَسَلَ، ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ،يَا مُحَمَّدُ، وَاللهِ مَا كَانَ عَلَى الأَرْضِ وَجْهٌ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ وَجْهِكَ، فَقَدْ أَصْبَحَ وَجْهُكَ أَحَبَّ الوُجُوهِ إِلَيَّ، وَاللهِ مَا كَانَ مِنْ دِينٍ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ دِينِكَ، فَأَصْبَحَ دِينُكَ أَحَبَّ الدِّينِ إِلَيَّ، وَاللهِ مَا كَانَ مِنْ بَلَدٍ أَبْغَضُ إِلَيَّ مِنْ بَلَدِكَ، فَأَصْبَحَ بَلَدُكَ أَحَبَّ البِلاَدِ إِلَيَّ،وَإِنَّ خَيْلَكَ أَخَذَتْنِي وَأَنَا أُرِيدُ العُمْرَةَ، فَمَاذَا تَرَى؟فَبَشَّرَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَرَهُ أَنْ يَعْتَمِرَ

اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم فرمایا کہ ثمامہ کو کھول دو، چنانچہ ثمامہ آزاد ہو کر مسجد سے باہر نکل گیا اور مسجد کے قریب ایک کھجور کے درخت کے پاس جا کر غسل کیا اور پھر مسجد نبوی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر کلمہ شہادت اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمد رسول اللہ پڑھا اور کہا عرض کیا واللہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اس سے بیشتر روئے زمین پر مجھے آپ کے چہرے سے زیادہ مبغوض کوئی چہرہ نہ تھا مگر آج مجھے آپ کے چہرے سے زیادہ محبوب چہرہ اور کوئی نظر نہیں آتا، واللہ اس سے پہلے مجھے آپ کے دین سے زیادہ ناپسندیدہ دین اور کوئی نظر نہ آتا تھا مگر آج مجھے آپ کا مذہب تمام ادیان عالم سے زیادہ پسندیدہ ہے، اللہ کی قسم! اس سے پہلے آپ کے شہر مدینہ سے زیادہ مبغوض کوئی شہر نہیں تھا مگر آج یہ شہر مجھے تمام شہروں سے زیادہ پیارا ہے، میں عمرہ کے ارادہ سے مکہ جا رہا تھا کہ مجھے آپ کے سواروں نے گرفتار کر لیا اب مجھے جو آپ حکم فرمائیں میں حاضر ہوں، ان کے عمرہ کا ارادہ سنکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عمرہ کرنے کی اجازت فرمائی اور فرمایا تم صحیح سلامت رہو گے اور تمہیں کوئی ضرر نہیں پہنچے گا،

فَلَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ قَالَ لَهُ قَائِلٌ: صَبَوْتَ، قَالَ: لاَ، وَلَكِنْ أَسْلَمْتُ مَعَ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلاَ وَاللهِ، لاَ يَأْتِيكُمْ مِنَ اليَمَامَةِ حَبَّةُ حِنْطَةٍ، حَتَّى يَأْذَنَ فِيهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،وَكَانَتِ الْيَمَامَةُ رِيفَ مَكَّةَ، فَانْصَرَفَ إِلَى بِلَادِهِ، وَمَنَعَ الْحَمْلَ إِلَى مَكَّةَ حَتَّى جَهِدَتْ قُرَيْشُ، فَكَتَبُوا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُونَهُ بِأَرْحَامِهِمْ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى ثمامة يُخَلِّي إِلَيْهِمْ حَمْلَ الطَّعَامِ، فَفَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ثمامہ رضی اللہ عنہ بن اثال کے مسلمان ہونے کی خبر مکہ مکرمہ میں پہنچ گئی جب وہ مکہ میں تلبیہ لَبَّيْكَ اللهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ کہتے یعنی اللہ کی وحدانیت اور شرک کی نفی کرتے ہوئے داخل ہوئے تو کسی قریشی نے ان پر طعن کرتے ہوئے کہا اے ثمامہ رضی اللہ عنہ تو بے دین ہو گیا ہے، اس کی بات سن کر ثمامہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہر گز نہیں بلکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر اللہ وحدہ لا شریک پر ایمان لے آیا ہوں، اللہ کی قسم اب میں کبھی تمہارے مشرکانہ دین کی طرف رجوع نہیں کروں گا اور یہ بات اچھی طرح گرہ باندھ لو کہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت نہیں فرمائیں گے اس وقت تک یمامہ سے جو غلہ تمہارے پاس آتا تھا اب اس کا ایک دانہ بھی تمہارے پاس نہیں پہنچ سکے گا، چنانچہ جب ثمامہ رضی اللہ عنہ عمرہ ادا کر کے یمامہ پہنچے تو مکہ غلہ بھیجنا بند دیا یہاں تک کہ قریشیوں کو روٹی کے لالے پڑ گئے اور وہ گوبر اور دوسری غلاظتیں کھانے پر مجبور ہو گئے اور پھر مجبور ہو کر انہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عرضی لکھی کہ آپ صلہ رحمی

فرماتے ہیں، ہم آپ کے رشتہ دار اور عزیز ہیں، ثمامہ نے مکہ میں غلہ آنے کا راستہ بند کر دیا ہے، آپ سے درخواست ہے ہم پر احسان فرمائیں اور ثمامہ رضی اللہ عنہ کو حکم فرمائیں کہ وہ غلہ بھیجنا بدستور جاری رکھیں، قریشیوں کی درخواست پڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ وہ مکہ میں غلہ بھیجنا بدستور جاری رکھیں۔ [1]

خط کشیدہ الفاظ ابن اسحاق میں ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد جب اہل یمامہ میں مسلمہ کذاب نے نبوت کا دعوی کیا اور لوگوں کو یقین دلانے کے لئے وحی کے طور پر کچھ اوٹ پٹانگ شعر بھی کہے اس پر اشوب دور میں ثمامہ بن اثال دل وجان سے اسلام کے ساتھ وابستہ رہے، انہوں نے مسلمہ کے بے سرو پا شعروں کا جواب دینے اور اپنی قوم کو راہ راست پر لانے کے لئے قرآن کریم کی یہ آیات تلاوت فرمائیں

فقال: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ حٰمٓ ① تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ② غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ③ [2]

ترجمہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حم، اس کتاب کا نازل فرمانا اس اللہ کی طرف سے ہے جو غالب اور دانا ہے، گناہ کا بخشنے والا اور توبہ کا قبول فرمانے والا سخت عذاب والا انعام وقدرت والا جس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کی طرف واپس لوٹنا ہے۔

أين هذا من هذيان مُسَيْلِمَةُ فَأَطَاعَهُ مِنْهُمْ ثَلَاثَةَ آلَافٍ وَانْحَازُوا إِلَى الْمُسْلِمِينَ

اور بڑی دردمندی سے اپنی قوم کو مسیلمہ کی اتباع سے روکنے کے لئے کہا اے میرے بھائیو! اب تم خود انصاف کرو اللہ تعالیٰ کے اس کلام سے مسیلمہ کذاب کے کلام سے کیا نسبت ہو سکتی ہے، ان کے دل میں اسلام کی حقانیت اور اخلاص میں ڈوبے دردمندانہ یہ کلمات اثر کر گئے اور تین ہزار لوگ مسیلمہ کذاب کا ساتھ چھوڑ کر اپنے دین پر قائم ہو گئے۔ [3]

حِينَ ارْتَدَّتْ الْيَمَامَةُ مَعَ مُسَيْلِمَةَ وَذَلِكَ أَنَّهُ قَامَ فِيهِمْ خَطِيبًا

ایک روایت ہے جب اہل یمامہ مسیلمہ کذاب کے ساتھ مرتد ہو گئے تو ثمامہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور خطبہ دیا اے بنی حنیفہ! تم اپنے آپ کو اس گمراہی سے بچاؤ جس میں کہیں ہدایت کا نام ونشان نہیں ہے البتہ یہ شقاوت وبدبختی ضرور ہے جس کو اللہ نے ان گمراہ لوگوں کے حق میں مقدر کر دیا ہے، جن لوگوں نے اس گمراہی کو قبول کیا اور جن لوگوں نے قبول نہیں کیا ان دونوں کے درمیان یہ ایک سخت امتحان ہے۔ (ابن اسحاق)

لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ اکثریت مسلمہ کذاب کے ساتھ ہی کھڑی ہے تو فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو ایک شدید فتنہ میں مبتلا کر دیا ہے اس لئے اللہ کی قسم میں اس جگہ ہرگز نہ رہوں گا جو لوگ میرے ساتھ چلنا چاہتے ہیں وہ تیار ہو جائے چنانچہ تین ہزار کے ایک گروہ کے ساتھ

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ وَفْدِ بَنِي حَنِيفَةَ، وَحَدِيثِ ثُمَامَةَ بْنِ أُثَالٍ ۴۳۷۲،زادالمعاد۲۴۸/۳،فتح الباری ۸۷/۸،البدایۃ والنہایۃ۵۹/۵،السیرۃ النبویۃ لابن کثیر۹۲/۴

[2] المومن ۱تا۳

[3] شرح الزرقانی علی المواهب ۱۰۳/۳

وہ یمامہ سے روانہ ہو کر علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شامل ہو گئے۔

غزوہ بنی لحیان

ربیع الاول یا جمادی الاولیٰ چھ ہجری (جون، جولائی ۶۲۷ء)

بنو لحیان کے قبیلوں عضل اور قارہ جو حجاز کے بہت اندر عسفان کی حدود میں آباد تھے نے بنو ہذیل کے کنوئیں پر آٹھ اصحاب کو شہید کر دیا تھا اور دو کو اہل مکہ کے پاس بیچ دیا تھا جہاں قریش نے انہیں بے دردی سے قتل کر دیا تھا،

قَالُوا: وجد رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عَاصِمِ بْنِ ثَابِتٍ وَأَصْحَابِهِ وَجْدًا شَدِيدًا خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِهِلَالِ رَبِيعِ الْأَوَّلِ سَنَةَ سِتّ فَبَلَغَ غُرَانَ وَعُسْفَانَ، وَاسْتَخْلَفَ عَلَى الْمَدِينَةِ ابْنُ أُمّ مَكْتُومٍ،فَخَرَجَ فِي مِائَتَيْ رَجُلٍ وَمَعَهُمْ عِشْرُونَ فَرَسًافَسَلَكَ عَلَى غُرَابٍ، جَبَلٍ بِنَاحِيَةِ الْمَدِينَةِ عَلَى طَرِيقِهِ إلَى الشّامِ، ثُمّ عَلَى مَحِيصٍ، ثُمّ عَلَى الْبَتْرَاءِ، ثُمّ صَفّقَ ذَاتَ الْيَسَارِ فَخَرَجَ عَلَى بِينٍ ثُمّ عَلَى صُخَيْرَاتِ الْيَمَامِ، ثُمّ اسْتَقَامَ بِهِ الطّرِيقُ عَلَى الْمَحَجّةِ مِنْ طَرِيقِ مَكّةَ، فَأَغَذّ السّيْرَ سَرِيعًا، حَتّى نَزَلَ عَلَى غُرَانٍ ، وَهِيَ مَنَازِلُ بَنِي لِحْيَانَ، وَغُرَانٌ وَادٍ بَيْنَ أَمَجَ وَعُسْفَانَ، إلَى بَلَدٍ يُقَالُ لَهُ سَايَةُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ اور دوسرے اصحاب کے قتل کی وجہ سے بہت رنجیدہ تھے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نپٹنے میں قدرے تاخیر سے کام لیا کیونکہ بنو لحیان کا علاقہ مکہ مکرمہ کے قریب تھا، مسلمانوں اور کفار کے مابین سخت کشمکش جاری تھی ان حالات میں دشمن کے اتنے قریب جانا مناسب نہ تھا، مگر غزوہ خندق کے بعد جب کفار کے مختلف گروہوں میں پھوٹ پڑ گئی اور ان کے عزائم بھی کمزور پڑ گئے تو آپ دشمنوں سے کسی قدر مطمئن ہو گئے اب آپ نے محسوس کیا کہ بنو لحیان سے اصحاب کا بدلہ لینے کا وقت آ گیا ہے، چنانچہ آپ نے اظہار فرمایا کہ آپ شام جا کر ان مجرمین کو کیف کردار تک پہنچانے کے لئے ان پر غفلت میں حملہ کرنا چاہتے ہیں، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ربیع الاول چھ ہجری کو غران اور عسفان کے لئے روانہ ہوئے، مدینہ منورہ پر ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہما کو اپنا نائب بنایا اور دو سو صحابہ اور بیس گھوڑوں کے ساتھ مدینہ سے خروج کیا اور یلغار کرتے ہوئے غراب نامی پہاڑ کی راہ لی جو شام کو جانے والے راستے پر واقع ہے پھر مَحِيصٍ سے ہوتے ہوئے الْبَتْرَاءِ آئے اور یہاں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بائیں جانب مڑے اور بین سے ہوتے ہوئے آپ صُخَيْرَاتِ الْيَمَامِ پر پہنچے اور یہاں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدھے مکہ مکرمہ کی شاہراہ جس سے حاجی جاتے ہیں اختیار کی، وہاں سے تیزی کے ساتھ مسافت طے فرما کر عسفان کے درمیان ایک وادی غُرَانٍ پر منزل فرمائی جہاں بنو لحیان ٹھیرا کرتے تھے، یہ غزان املج اور عسفان کے درمیان ایک وادی ہے جو مقام سَايَةُ تک چلی جاتی ہے، یہیں پر صحابہ رضی اللہ عنہم کو شہید کیا گیا تھا آپ نے یہاں دو روز قیام فرمایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے دعائے رحمت کی۔

فَوَجَدَهُمْ قَدْ حَذِرُوا وَتَمَنّعُوا فِي رُءُوسِ الْجِبَالِ،فَلَمّا نَزَلَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَخْطَأَهُ مِنْ غِرّتِهِمْ مَا أَرَادَ قَالَ لَوْ أَنّا هَبَطْنَا عُسْفَانَ لَرَأَى أَهْلُ مَكّةَ أَنّا قَدْ جِئْنَا مَكّةَ، فَخَرَجَ فِي مِائَتَيْ رَاكِبٍ مِنْ أَصْحَابِهِ حَتّى نَزَلَ

عُسْفَانَ،فَاخْرُجْ فِي عَشَرَةِ فَوَارِسَ. فَخَرَجَ أَبُو بَكْرٍ فِيهِمْ حَتَّى أَتَوُا الْغَمِيمَ ثُمَّ رَجَعَ أَبُو بَكْرٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَلْقَ أَحَدًا. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنّ هَذَا يَبْلُغُ قُرَيْشًا فَيَذْعَرُهُمْ، وَيَخَافُونَ أَنْ نَكُونَ نُرِيدُهُمْ

مگر دشمن کو آپ کی پیش قدمی کا پہلے ہی پتہ چل گیا تھا اس لئے وہ میدان چھوڑ کر پہاڑوں کی چوٹیوں میں منتشر ہو گئے اور ان کا کوئی آدمی ہاتھ نہ لگا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مناسب ہو گا کہ ہم یہاں سے عسفان پر اتریں تا کہ مکہ والے دیکھ لیں کہ ہم خود مکہ آئے ہیں، اس خیال سے آپ ﷺ نے دو سو سوار صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہمراہ اس مقام سے چل کر عسفان آئے (جو مکہ مکرمہ سے چھتیس میل کے فاصلہ پر تہامہ کی حدود میں ہے) یہاں سے آپ ﷺ نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دس سواروں کا ایک دستہ دے کر روانہ کیا تا کہ قریش پر مسلمانوں کی قوت اور جرات واضح ہو جائے اور ان کی آمد کا حال سن کر دہشت زدہ ہو جائیں اس طلایہ گرد دستہ نے کُرَاعَ الْغَمِيمِ تک چکر لگایا اور پلٹ آئے اور کوئی قابل ذکر واقعہ پیش نہ آیا، واپسی میں آپ ﷺ کو شام ہو گئی اور آپ چودہ دن مدینہ سے باہر گزار کر بلا جدال وقتال آپ مدینہ منورہ واپس تشریف لے آئے اور آپ ﷺ کی زبان مبارک پر یہ کلمات تھے

تَائِبُونَ آيِبُونَ، إِنْ شَاءَ اللهُ، حَامِدُونَ لِرَبِّنَا عَابِدُونَ، أَعُوذُ بِاللهِ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ، وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ، وَسُوءِ الْمَنْظَرِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ

ہم لوٹ رہے ہیں، توبہ کرتے ہیں اور ان شاء اللہ اپنے رب کی حمد و ثنا بیان کرتے ہیں، میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں سفر کی مشقت برے انجام ، واپسی کے اندوہ و غم اور مال و اسباب کی بدحالی دیکھنے سے۔ [1]

سریہ عکاشہ رضی اللہ عنہ بن محصن اسدی (الغمر کی طرف)

ربیع الاول یا ربیع الآخر ۶ ہجری

رَبِيعٍ الْأَوَّلِ سَنَةَ سِتَ،بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُكَّاشَةَ بْنَ مِحْصَنٍ فِي أَرْبَعِينَ رَجُلًا- مِنْهُمْ ثَابِتُ بْنُ أَقْرَمَ، وَشُجَاعُ بْنُ وَهْبٍ، وَيَزِيدُ بْنُ رُقَيْشٍ،وَهُوَ مَاءٌ لِبَنِي أَسَدٍ عَلَى ليلتين مِن فيد طريق الأول إلى المدينة،فَخَرَجَ سَرِيعًا يُغِذّ السّيْرَوَنَذَرَ الْقَوْمَ فَهَرَبُوا مِنْ مَائِهِمْ فَنَزَلُوا عَلْيَاءَ بِلَادِهِمْ، فَانْتَهَى إِلَى الْمَاءِ فَوَجَدَ الدّارَ خُلُوفًافَبَعَثَ شُجَاعُ بْنُ وَهْبٍ طَلِيعَةً، فرأى أَثَرَ نَعَمٍ، فَتَحَمّلُوا فأصابوا ربئة لَهُمْ، فَأَمَّنُوهُ، فَدَلَّهُمْ عَلَى نَعَمٍ لِبَنِي عَمٍّ لَهُ، فَأَغَارُوا عَلَيْهَا، فَاسْتَاقُوا مِائَتَيْ بَعِيرٍ، فَأَرْسَلُوا الرَّجُلَ، وَحَدَرُوا النَّعَمَ إِلَى الْمَدِينَةِ، وَقَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ولم يَلْقَوْا كَيْدًا

ربیع الاول چھ ہجری کو رسول اللہ ﷺ نے عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ (جن کو رسول اللہ ﷺ نے بغیر حساب کتاب جنت میں داخلے کی خوشخبری

---

[1] تاریخ طبری ۲،۵۹۵،الروض الانف ۶،۲۹۱،ابن سعد ۲،۷۹،مغازی واقدی ۲،۵۳۶

سنائی تھی) کو چالیس مجاہدین کے ہمراہ جن میں ثابت رضی اللہ عنہ بن اقرم، شجاع رضی اللہ عنہ بن وھب اور یزید رضی اللہ عنہ بن رقیش شامل تھے بنو اسد کے کثیر پانی کے چشمہ الْغَمْرِ جو غَمْرِ مَرْزُوقٍ کے نام سے معروف ہے کی طرف باغیوں کی سرکوبی کے لئے روانہ فرمایا، یہ مدینہ سے شمال مشرق کی طرف مکہ کے راستہ میں فید نامی قلعہ سے دو دن کی مسافت پر بنی اسد کا پانی (کا گھاٹ) واقع تھا، عکاشہ رضی اللہ عنہ بڑی تیزی کے ساتھ سفر کرتے ہوئے الْغَمْرِ پہنچے مگر مسلمانوں کی آمد کی خبر پاتے ہی دشمن دہشت زدہ ہو کر فرار ہو گئے اور عَلْيَاءَ میں جا کر بیٹھ گئے، مسلمانوں نے ان کے گھروں کو خالی پایا، عکاشہ رضی اللہ عنہ نے شجاع رضی اللہ عنہ بن وہب کو ان کی کھوج لگانے کے لئے بھیجا تو انہوں نے اونٹوں کے نشان قدم دیکھ لئے، اتفاقاً انہیں کفار کا ایک مخبر ہاتھ لگ گیا جس کو انہوں نے امان دے دی تو اس نے انہیں اپنے چچازاد بھائی کے اونٹ بتا دیئے چنانچہ مطلوبہ جگہ پر چھاپہ مارا گیا تو بغیر کسی لڑائی کے دو سو اونٹ مال غنیمت میں ملے اور وہ انہیں ہانک کر مدینہ منورہ لے آئے۔[۱]

سریہ محمد رضی اللہ عنہ بن مسلمہ (ذو قصہ کی طرف)

ربیع الاول یا ربیع الآخر چھ ہجری (اگست ۶۲۷ء)

مسلمانوں کو مال غنیمت میں حاصل ہونے والے جانور بہت ہو گئے تھے جو مدینہ کی چراہ گاہ ہیفا میں تھے (یہ چراگاہ مدینہ سے سات میل دور تھی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ قبائل بنو ثعلبہ اور انمار جمع ہو کر اس چراگاہ پر حملہ کرنے والے ہیں

بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحَمَّدَ بْنَ مَسْلَمَةَ إِلَى بَنِي ثعلبة وبني عوان وَهُمْ بِذِي الْقَصَّةِ، وَبَيْنَهَا وَبَيْنَ الْمَدِينَةِ أَرْبَعَةٌ وَعِشْرُونَ مِيلا طَرِيقُ الرَّبَذَةِ فِي عَشَرَةِ نَفَرٍ،فَوَرَدُوا عَلَيْهِمْ لَيْلا، فَأَحْدَقَ بِهِمُ الْقَوْمُ، وَهُمْ مِائَةُ رَجُلٍ، فَتَرَامَوْا سَاعَةً مِنَ اللَيْلِ، ثُمَّ حَمَلَتِ الأَعْرَابُ عَلَيْهِمْ بِالرِّمَاحِ فَقَتَلُوهُمْ،وَوَقَعَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ جَرِيحًا، فَضُرِبَ كَعْبُهُ فَلَا يَتَحَرّكُ، وَجَرّدُوهُمْ مِنْ الثّيَابِ وَانْطَلَقُوا، فَمَرّ رَجُلٌ عَلَى الْقَتْلَى فَاسْتَرْجَعَ،وَمَرَّ بمُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَحَمَلَهُ حَتَّى وَرَدَ بِهِ المدينة

چنانچہ اس سے پہلے کہ وہ چراگاہ پر حملہ کرتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد رضی اللہ عنہ بن مسلمہ و دس مجاہدین کی قیادت سونپ کر بنو ثعلبہ بن سعد اور بنو عوان کی جانب جو ثعلبہ میں تھے بھیجا وہ لوگ ذی القصہ میں تھے بنو ثعلبہ و انمار کا قحط زدہ علاقہ مدینہ منورہ کے درمیان الذبدیہ کے راستے پر چوبیس میل کا فاصلہ ہے، یہ مختصر دستہ سارا دن سفر کرتے ہوئے رات کے وقت وہاں پہنچا مسلمانوں کی نقل و حرکت کو دیکھ کر بنو ثعلبہ کو کھٹکا تھا کہ مسلمان ان کی طرف بھی آئیں گے اس لئے غنیم جن کی تعداد سو تھی مجاہدین کی گھات میں چھپے ہوئے تھے، وہ مجاہدین کے سونے کا انتظار کرنے لگے جب انہیں یقین ہو گیا کہ وہ بے خبر سو گئے ہیں تو آخر شب ان پر اچانک تیروں سے حملہ کر دیا، مجاہدین تیر لگنے سے بیدار ہوئے اور بڑی دیر تک مزاحمت کرتے رہے اور دشمن کا ایک آدمی قتل کر دیا، مجاہدین زخمی ہو چکے تھے اس لئے بالآخر بدوی ان پر غالب آ گئے اور سوائے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے سارے مجاہدین شہید ہو گئے، محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ بھی زخموں سے چور چور تھے اور مردوں کی طرح

[۱] ابن سعد۶۵؍۲،البدایة والنھایة۲۰۲؍۴،تاریخ طبری۶۴۰؍۲،عیون الآثر ۱۴۱؍۲، مغازی واقدی ۵۵۰؍۲

پڑے ہوئے تھے،بدوں نے ان میں زندگی کے آثار معلوم کرنے کے لئے ان کے ٹخنے پرضرب لگائی لیکن انہوں نے برداشت کیااور کوئی آواز نہ نکالی نہ ہی کوئی حرکت کی چنانچہ بدوں نے انہیں بھی مردہ سمجھ کر چھوڑ دیا،بعد میں ایک اتفاقاًایک مسلمان وہاں سے گزرااور انہیں زخمی حالت میں اٹھاکر مدینہ منورہ لے آیا۔[۱]

سریہ ابی عبیدہ رضی اللہ عنہ بن الجراح (ذوقصہ کی طرف)

ربیع الآخر چھ ہجری

فبَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ فِي أَرْبَعِينَ رَجُلا مِنَ الْمُسْلِمِينَ حِينَ صَلَّوُا الْمَغْرِبَ،قَالُوا: أُجْدِبَتْ بِلادُ بَنِي ثَعْلَبَةَ وَأَنْمَار، وَوَقَعَتْ سَحَابَةٌ بِالْمَرَاضِ إِلَى تغلمِينَ وَالْمَرَاضِ، عَلَى سِتَّةٍ وَثَلاثِينَ مِيلا مِنَ الْمَدِينَةِ، فَسَارَتْ بنو محارب وثعلبة وأنمار إلى تلك الحسابة، وَأَجْمَعُوا أَنْ يُغِيرُوا عَلَى سَرْحِ الْمَدِينَةِ وَهِيَ تَرْعَى بِهيفَاءَ، مَوْضِعٌ عَلَى سَبْعَةِ أَمْيَالٍ مِنَ المدينة،فَمَشَوْا لَيْلَتَهُمْ حَتَّى وَافَوْا ذَا الْقَصَّةِ مَعَ عَمَايَةِ الصُّبْحِ، فَأَغَارُوا عَلَيْهِمْ، فَأَعْجَزُوهُمْ هَرَبًا فِي الْجِبَالِ،فَأَصَابَ رَجُلا وَاحِدًا فَأَسْلَمَ وَتَرَكَهُ،فَأَخَذَ نَعَمًا مِنْ نَعَمِهِمْ، فَاسْتَاقَهُ وَرِثَّةً مِنْ مَتَاعِهِمْ، وَقَدِمَ بِذَلِكَ الْمَدِينَةَ، فَخَمَّسَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَسَّمَ مَا بَقِيَ عَلَيْهِمْ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدین کاانتقام لینے کے لئے فوری طور پر ابوعبیدہ بن الجرح رضی اللہ عنہ کو چالیس مجاہدین کے ساتھ رازداری کے پیش نظر مغرب کی نماز کے بعد روانہ فرمایاچونکہ بنوثعلبہ وانمار کاعلاقہ قحط زدہ اور مدینہ منورہ سے چوبیس میل دور ذوالقصہ میں تھاجبکہ مراضِ نامی جگہ پر (جومدینہ سے چھتیس میل دورہے)بارشیں ہورہی تھیں اس لئے محارب،بنوثعلبہ اور انمار مراضِ چلے گئے تھے،اسلامی لشکر ساری رات ساتھ سفر کرنے کے بعد علی الصباح ذوالقصہ پہنچااور ان لوگوں پر حملہ کر دیامگر بنوثعلبہ بڑی تیزی کے ساتھ پہاڑوں میں بھاگ کر چھپ گئے،ان کاایک آدمی قابو میں آیاجس نے اسلام قبول کرلیااس لئے اسے چھوڑ دیا گیا،مجاہدین نے ان کے سامان سے کچھ اسباب لے لیااور کچھ اونٹ اور بکریاں پکڑلیں اور انہیں ہانک کر مدینہ لے آئے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خمس نکالااور جوباقی بچااسے تقسیم فرمادیا۔[۲]

سریہ جموم (بنوسلیم کی طرف)

ربیع الآخر ۶ ہجری

فِي شَهْرِ رَبِيعِ الآخِرِ سَنَةَ سِتٍّ. قَالُوا: بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ إِلَى بَنِي سُلَيْمٍ،فَسَارَ حَتَّى وَرَدَ الْجُمُومَ، نَاحِيَةَ بَطْنِ نَخْلٍ عَنْ يَسَارِهَا، وَبَطْنِ نخلٍ مِنَ الْمَدِينَةِ عَلَى أَرْبَعَةِ بردٍ،فَأَصَابُوا عَلَيْهِ امْرَأَةً مِنْ مُزَيْنَةَ

[۱] عیون الآثر ۲/۱۴۱،ابن سعد ۲/۶۵،تاریخ طبری ۲/۶۴۰، مغازی واقدی ۲/۵۵۰

[۲] ابن سعد ۲/۶۵،عیون الآثر ۲/۱۴۳،تاریخ طبری ۲/۶۴۱، مغازی واقدی ۲/۵۵۲،دلائل النبوۃ للبیہقی ۴/۸۳،شرح الزرقانی علی المواہب ۳/۱۲۲

يُقَالُ لَهَا: حَلِيمَةُ، فَدَلَّتْهُمْ عَلَى مَحَلَّةٍ مِنْ مَحَالِّ بَنِي سُلَيْمٍ، فَأَصَابُوا فِي تِلْكَ الْمَحلَّةِ نَعَمًا وَشَاءً وَأَسْرَى، فَكَانَ فِيهِمْ زَوْجُ حَلِيمَةَ الْمُزَنِيَّةِ،فَلَمَّا قَفَلَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ بِمَا أَصَابَ، وَهَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُزَنِيَّةِ نَفْسَهَا وَزَوْجَهَا

ربیع الآخر چھ ہجری کو رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو بنو سلیم کی طرف روانہ فرمایا، وہ یلغار کرتے ہوئے الْجُمُومَ میں جا پہنچے جو بطن نخل کی بائیں جانب اسی نواح میں ہے جو بطن نخل سے چار برد (اڑتالیس میل) ہے، جب مجاہدین وہاں پہنچے تو بدوی فرار ہو گئے البتہ مزینہ قبیلے کی ایک عورت حلیمہ گرفتار ہوگئی جس نے بنو سلیم کے ٹھکانوں کی طرف راہنمائی کی، جہاں سے مجاہدین کو بہت سے مویشی، بکریاں اور قیدی ہاتھ آئے جن میں حلیمہ مزنیہ کا خاوند بھی تھا زید بن حارثہ ان سب کو لے کر دو دن بعد مدینہ واپس آ گئے، رسول اللہ ﷺ نے حلیمہ مزنیہ زید رضی اللہ عنہ کو ہبہ فرما دی انہوں نے اس سے شادی کر لی۔ (١)

سریہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ (العیص کی طرف)

جمادی الاولیٰ چھ ہجری (ستمبر ۶۲۷ء)

بَلَغَهُ أَنّ عِيرًا لِقُرَيْشٍ أَقْبَلَتْ مِنْ الشّامِ، فَبَعَثَ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ فِي سَبْعِينَ وَمِائَةِ رَاكِبٍ، فَأَخَذُوهَا وَمَا فِيهَا. وَأَخَذُوا يَوْمَئِذٍ فِضّةً كَثِيرَةً لِصَفْوَانَ ، وَأَسَرُوا نَاسًا مِمّنْ كَانَ فِي الْعِيرِ مَعَهُمْ،وَأَتَى أبو العاص الْمَدِينَةَ، فَدَخَلَ عَلَى زينب بِنْتِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاسْتَجَارَ بِهَا، وَسَأَلَهَا أَنْ تَطْلُبَ لَهُ مِن رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَدَّ مَالِهِ عَلَيْهِ، وَمَا كَانَ مَعَهُ مِنْ أَمْوَالِ النَّاسِ ،فَأَجَارَتْهُ،فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللهِ الْفَجْرَ قَامَتْ عَلَى بَابِهَا فَنَادَتْ بِأَعْلَى صَوْتِهَا: إِنِّي قَدْ أَجَرْتُ أَبَا الْعَاصِ بْنَ الرَّبِيعِ

رسول اللہ ﷺ کو خبر ملی کہ قریش کا ایک تجارتی کارواں ابو العاص بن ربیع کی قیادت میں شام سے واپس آ رہا ہے ،اس پر آپ ﷺ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ایک سو ستر سواروں کے ایک دستہ کے ساتھ مقام العیص (جو مدینہ سے چار دن کی مسافت پر ہے) کی طرف روانہ فرمایا جہاں سے سے قریش کے تجارتی کارواں گزرتے تھے، زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے کارواں پر چھاپہ مارا وہاں دشمنوں کو ہزیمت اٹھانی پڑی، مگر ان کے مال سے لدے سو اونٹ جس میں صفوان بن امیہ بن خلف کی بہت سی چاندی بھی تھی اور ایک سو ستر افراد مجاہدین کے ہاتھ لگ گئے، زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ تمام مال غنیمت اور قیدیوں کو لے کر مدینہ حاضر ہو گئے، آپ ﷺ نے تمام مال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تقسیم فرما دیا، سردار قافلہ ابو العاص رضی اللہ عنہ کسی طرح ان کے نرغنہ سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے تھے، ابو العاص جو تجارت، دولت اور امانت کے اعتبار سے مکہ مکرمہ کے معدودے چند مشاہیر میں تھے مکہ مکرمہ جانے کے بجائے مدینہ منورہ چلے گئے اور اسی رات کو کسی طرح اپنی اہلیہ زینب رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے اور پناہ طلب کر کے اپنا اور دوسرے لوگوں کا مال واپس کرنے کی درخواست کی، زینب رضی اللہ عنہا نے انہیں پناہ دے دی، دوسرے روز جب رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز کے لئے تشریف لائے تو زینب رضی اللہ عنہا نے اس کا اعلان بھی کر دیا کہ انہوں نے ابو العاص

---

(١) ابن سعد٦٦/٢، عیون الآثر ١٤٤/٢،شرح الزرقانی علی المواهب١٢٤/٣

کو پناہ دی ہے اس لئے کوئی انہیں نقصان نہ پہنچائے،

قَالَ: فَلَمَّا سَلَّمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ الصَّلَاةِ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ، فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسِ، هَلْ سَمِعْتُمْ مَا سَمِعْتُ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: أَمَا وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ مَا عَلِمْتُ بِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ حَتَّى سَمِعْتُ مَا سَمِعْتُمْ، إِنَّهُ يُجِيرُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ أَدْنَاهُمْ، الْمُؤْمِنُونَ يَدٌ عَلَى مَنْ سِوَاهُمْ يُجِيرُ عَلَيْهِمْ أَدْنَاهُمْ وَقَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَارَتْ،فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى مَنْزِلِهِ دَخَلَتْ عَلَيْهِ زَيْنَبُ فَسَأَلَتْهُ أَنْ يَرُدَّ عَلَى أَبِي الْعَاصِ مَا أَخَذَ مِنْهُ فَفَعَلَ. وَأَمَرَهَا أَنْ لا يَقْرَبهَا فَإِنَّهَا لا تَحِلُّ لَهُ مَا دَامَ مُشْرِكًا

رسول اللہ ﷺ کو اس واقعہ کا کوئی علم نہ تھا نماز کے بعد آپ ﷺ نے صحابہ کرام کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! میں اس واقعہ سے لاعلم ہوں جو اور جس وقت تم لوگوں نے سنا وہی میں نے بھی سنا کہ مسلمان کمتر لوگوں کو پناہ دیتے ہیں، تحقیق خوب سمجھ لو کہ مسلمانوں میں سے ادنیٰ سے ادنیٰ اور کمتر سے کمتر بھی کسی کو پناہ دے سکتا ہے، یہ ارشاد فرما کر اپنی بیٹی کے گھر گئے اور انہیں نصیحت فرمائی کہ تم نے ابو العاص کو پناہ دی تو اس کی عزت واکرام کرنا مگر خلوت نہ کرنا کیونکہ اس کے شرک کے سبب وہ تم پر حلال نہیں ہیں انہوں نے عرض کیا میں الگ ہی رہوں گی مگر میں چاہتی ہوں کہ ان کے قافلہ سے جو مال واسباب لیا گیا ہے وہ بھی انہیں واپس کر دیا جائے کیا عجب اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق مل جائے اور وہ اسلام قبول کر لیں،

فَقَالَ لَهُمْ: إِنَّ هَذَا الرَّجُلَ مِنَّا حَيْثُ قَدْ عَلِمْتُمْ، وَقَدْ أَصَبْتُمْ لَهُ مَالًا، فَإِنْ تُحْسِنُوا وَتَرُدُّوا عَلَيْهِ الَّذِي لَهُ، فَإِنَّا نُحِبُّ ذَلِكَ، وَإِنْ أَبَيْتُمْ فَهُوَ فَيْءُ اللهِ الَّذِي أَفَاءَ عَلَيْكُمْ، فَأَنْتُمْ أَحَقُّ بِهِ ،فَقَالُوا :يَا رَسُولَ اللهِ، بَلْ نَرُدُّهُ عَلَيْهِ،فَرَدُّوهُ عَلَيْهِ، حَتَّى إِنَّ الرَّجُلَ لِيَأْتِي بِالدَّلْوِ، وَيَأْتِي الرَّجُلُ بِالشَّنَّةِ وَبِالْإِدَاوَةِ ، حَتَّى إِنَّ أَحَدَهُمْ لِيَأْتِي بِالشِّظَاظِ، حَتَّى رَدُّوا عَلَيْهِ مَالَهُ بِأَسْرِهِ، لَا يَفْقِدُ مِنْهُ شَيْئًا

رسول اللہ ﷺ پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف آئے اور انہیں فرمایا ابو العاص کا جو تعلق ہم سے ہے وہ تم سب کو معلوم ہے اگر تم ابو العاص کا سامان رکھنا چاہو تو تمہیں پورا پورا اختیار ہے شرعاً یہ تمہارا حصہ ہے اور تمہاری چیز ہے اگر تم بطور احسان اس کا مال اسے واپس لوٹا دو تو یہ عین خوشی کی بات ہوگی، سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم بخوشی ان کی تمام چیزیں واپس کر دیتے ہیں، چنانچہ ہر ایک اپنے مکان کو دوڑا اور سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خوش دلی سے تمام مال واسباب حتیٰ کہ ڈول رسی وغیرہ تک انہیں واپس لوٹا دیا، ان سے پوچھا گیا کہ اب تمہاری کوئی چیز باقی تو نہیں رہی؟ ابو العاص رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں،

ثُمَّ احْتَمَلَ إِلَى مَكَّةَ، فَأَدَّى إِلَى كُلِّ ذِي مَالٍ مِنْ قُرَيْشٍ مَالَهُ، وَمَنْ كَانَ أَبْضَعَ مَعَهُ، ثُمَّ قَالَ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، هَلْ بَقِيَ لِأَحَدٍ مِنْكُمْ عِنْدِي مَالٌ لَمْ يَأْخُذْهُ، قَالُوا: لَا. فَجَزَاكَ اللهُ خَيْرًا، فَقَدْ وَجَدْنَاكَ وَفِيًّا كَرِيمًا، قَالَ: فَإِنِّي أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلّا اللهُ وَأَنّ مُحَمّدًا رَسُولُ اللهِ، لَقَدْ أَسْلَمْت بِالْمَدِينَةِ، وَمَا مَنَعَنِي أَنْ أُقِيمَ بِالْمَدِينَةِ إِلّا أَنْ خَشِيت أَنْ تَظُنّوا أَنّي أَسْلَمْت لِأَنْ أَذْهَبَ بِالّذِي لَكُمْ،ثُم رَجَعَ إِلَى النّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدّ عَلَيْهِ زَيْنَبَ بِذَلِكَ النّكَاحِ

ابو العاص اپنا تمام مال لیکر مکہ مکرمہ روانہ ہو گئے اور جا کر جن عورتوں اور مردوں نے تجارت میں رقم لگائی تھی ان کا حق بمعہ منافع ادا کر دیا، جب سب کچھ ادا کر چکے تو کعبہ میں کھڑے ہو کر کہا لوگو! جس جس کا حق مجھ پر تھا اسے پہنچ گیا کیا کسی کا سامان باقی تو نہیں رہ گیا؟ سب کہنے لگے اللہ تم کو جزائے خیر دے تم بڑے امانت دار اور کریم ہو بیشک آپ نے نہایت ایمانداری اور نیک نیتی سے جو کچھ ہمارا تھا ہمیں پورا پورا پہنچادیا ہے، اب انہوں نے کہا تم سب میرے اسلام کے گواہ رہو میں نے مدینہ منورہ میں کلمہ لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر اسلام قبول کرلیا ہے، میں نے چاہا کہ میں وہیں اپنے اسلام کا اعلان کر دوں لیکن پھر یہ خیال کیا کہ تم سمجھو گے میں نے تمہارا مال لینے کی خاطر ایسا کیا ہے ،اس لئے میں تمہارے حق سے سبکدوش ہو کر ہجرت کر کے دار اسلام میں جارہا ہوں، چنانچہ آپ واپس مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے ،اس وقت تک کفار پر مسلمان عورتیں کے حرام کیے جانے کا حکم نازل نہیں ہوا تھا اس لئے رسول اللہ ﷺ نے چھ سال کی مفارقت کے بعد نکاح اول پر ہی زینب رضی اللہ عنہا کو ابو العاص رضی اللہ عنہ کے گھر رخصت کر دیا۔ [1]

ابو العاص رضی اللہ عنہ کو زینب بنت محمد رسول اللہ ﷺ سے بہت محبت تھی، انہوں نے ان کی مدح میں یہ دو شعر کہے۔

ذَكَرْتُ زَيْنَبُ لَمَا يَمَّمَتْ إِضَمًا   فَقُلْت: سَقْيًا لِشَخْصٍ يَسْكُنُ الْحَرَمَا

مجھے زینب یاد آئی تو میں نے کہا کہ حرم کا ہر ایک باشندہ سرسبز وشاداب رہے

بِنْتُ الْأَمِينِ جَزَاهَا اللهُ صَالِحَةً   وَكُلّ بَعْلٍ سَيُثْنِي بِالَّذِي عَلِمَا

زینب تو امین کی بیٹی صالحہ ہے اور ایک شوہر اپنی ایسی بیوی کی تعریف ہی کرے گا جیسے اوصاف کہ مجھے اس کے معلوم ہیں

زینب رضی اللہ عنہا سے ہجرت سے سات آٹھ سال قبل ایک بیٹا علی بن ابی العاص پیدا ہوئے تھے۔ [2]

رسول اللہ ﷺ کو ان سے بڑی محبت تھی اس لئے انہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی سے مانگ کر خود تربیت فرمائی تھی، ماں کی نسبت سے آپ رضی اللہ عنہا علی رضی اللہ عنہ زینبی کہلاتے تھے، رسول اللہ ﷺ ہر اہم موقعوں پر انہیں اپنے ہمراہ رکھتے تھے،

وأردفه رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ عَلَى رَاحِلَتِهِ

فتح مکہ کے روز جبکہ انکی عمر چودہ پندرہ برس کی تھی یہ نواسہ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی پر رسول اللہ ﷺ کے ردیف تھے۔ [3]

انہی علی بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے کندھوں پر چڑھایا تھا تا کہ وہ بیت اللہ کو بتوں کی نجاستوں سے پاک کر سکیں۔ [4]

أنه قُتِلَ يَوْمَ اليَرْمُوكِ

[1] ابن سعد۸/۲۷،ابن ہشام۱/۶۵۷ ،الروض الانف ۵/۱۳۵، تاریخ طبری ۱۱/۵۰۰،البدایة والنهایة ۳/۴۰۱، زادالمعاد۳/۲۵۱، دلائل النبوة للبیهقی ۴/۸۵،مغازی واقدی ۲/۵۵۳،شرح الزرقانی علی المواهب ۳/۱۲۵، السیرة النبویة لابن کثیر۲/۵۲۰

[2] رحمة للعالمین۲/۱۰۲

[3] امتاع الأسماع ۵/۳۵۵، سبل الهدى والرشاد فی سیرة خیر العباد ۷/۳۷۹،معرفة اصحابة لابی نعیم۶/۳۱۹۴، اسدالغابة۴/۱۱۸، اصحابة فی تمیزاصحابة۴/۴۶۹

[4] الصداقته العظمى ۳۲

رسول اللہ ﷺ کے نواسوں میں علی رضی اللہ عنہ زینبی (علی بن ابی العاص رضی اللہ عنہ) سب سے پہلے بائیس سال کی بھرپور جوانی میں پندرہ ہجری کو رومن امپائر کے خلاف جنگ یرموک میں شہادت کے منصب پر فائز ہوئے، علی بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے ایک دو سال چھوٹی زینب رضی اللہ عنہا کی ایک بیٹی امامہ رضی اللہ عنہا بنت ابی العاص بھی تھیں رسول اللہ ﷺ ان سے بھی بہت پیار کرتے تھے، جب مسجد نبوی میں نماز کے لئے تشریف لاتے تو امامہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے کندھوں پر سوار ہوتیں،

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الأَنْصَارِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِأَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيعِ ، فَإِذَا رَكَعَ وَضَعَهَا، وَإِذَا رَفَعَ مِنَ السُّجُودِ أَعَادَهَا

ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے وقت (بعض اوقات فطری محبت کی وجہ سے) ابو امامہ رضی اللہ عنہا بنت زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ کو اٹھائے ہوئے ہوتے تھے، جب آپ سجدہ میں جانا چاہتے تو انہیں نیچے اتار دیتے اور جب دوبارہ قیام کے لئے کھڑے ہوتے تو پھر اپنی گردن پر بٹھا لیتے تھے۔ [1]

أَبَا قَتَادَةَ الأَنْصَارِيَّ، يَقُولُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي لِلنَّاسِ وَأُمَامَةُ بِنْتُ أَبِي الْعَاصِ، عَلَى عُنُقِهِ، فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا

ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھانے کے دوران میں امامہ رضی اللہ عنہا دختر ابی العاص رضی اللہ عنہ کو اپنی گردن (یعنی کندھے) پر اٹھائے ہوئے تھے، آپ ﷺ جب سجدہ کرتے تو اسے نیچے بٹھا دیتے۔ [2]

رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا

أَحَبِّ أَهْلِي إِلَيَّ

اہل بیت میں سے میری سب سے پیاری۔ [3]

رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں ہی یہ جوان ہوگئیں تھیں، رسول اللہ ﷺ کی وفات کے چھ ماہ بعد جب فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد رسول اللہ ﷺ فوت ہوگئیں تو ان کی وصیت کے مطابق سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح فرمایا تھا۔ [4]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ بَابُ إِذَا حَمَلَ جَارِيَةً صَغِيرَةً عَلَى عُنُقِهِ فِي الصَّلَاةِ۵۱۶، صحیح مسلم كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةَ بَابُ جَوَازِ حَمْلَ الصِّبْيَانِ فِي الصَّلَاةِ۱۲۱۲، سنن ابوداودکتاب الصلاۃ بَابُ الْعَمَلِ فِي الصَّلَاةِ۹۱۷، مسند احمد۲۲۵۲۴، سنن الدارمی۱۴۰۰، صحیح ابن حبان ۱۱۰۹، البدایۃ والنہایۃ۳۲۹/۵، ابن سعد۱۸۵/۸

[2] صحیح مسلم كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةَ بَابُ جَوَازِ حَمْلَ الصِّبْيَانِ فِي الصَّلَاةِ۱۲۱۴، سنن ابوداودکتاب الصلاۃ بَابُ الْعَمَلِ فِي الصَّلَاةِ۹۱۹

[3] سیر أعلام النبلاء۲۰۷/۵

[4] رحمۃ للعالمین۱۰۲/۲

سریہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ (الطرف یا طرق)

جمادی الآخرہ چھ ہجری

فِي جُمَادَى الْآخِرَةِ سَنَةَ سِتٍّ بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زيد بْنَ حَارِثَةَ إِلَى الطَّرَفِ إِلَى بَنِي ثَعْلَبَةَ، فَخَرَجَ فِي خَمْسَةَ عَشَرَ رَجُلًا ، وَهُوَ مَاءٌ قَرِيبٌ مِنَ الْمِرَاضِ دُونَ النَّخِيلِ، عَلَى سِتَّةٍ وَثَلَاثِينَ مِيلا مِنَ الْمَدِينَةِ، فَهَرَبَتِ الْأَعْرَابِ، وَخَافُوا أَنْ يَكُونَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَارَ إِلَيْهِمْ،فَأَصَابَ مِنْ نَعَمِهِمْ عِشْرِينَ بَعِيرًا وَغَابَ أَرْبَعَ لَيَالٍ

جمادی الآخرہ چھ ہجری کو رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو صرف پندرہ مجاہدین کی قیادت عطا فرما کر بنوثعلبہ کی سرکوبی کے لئے علاقہ الطّرَفِ یاطرق کی طرف روانہ فرمایا جو مِرَاضِ کے قریب مدینہ سے چھتیس میل کے فاصلے پر ایک چشمہ کا نام ہے، غنیم مجاہدین کی خبر پاتے ہی منتشر ہو گئے، انہیں یہ بھی خیال تھا کہ شاید رسول اللہ ﷺ خود ان کے پیچھے چلے آ رہے ہیں، زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو غنیمت میں بیس اونٹ اور کچھ بکریاں ہاتھ لگیں، اور وہ چار دن بعد انہیں مدینہ منورہ لے کر حاضر ہو گئے۔[1]

سریہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ (وادی القریٰ کی طرف)

رجب چھ ہجری

فِي رَجَبٍ سَنَةَ سِتٍّ بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زيد بْنَ حَارِثَةَ إِلَى وَادِي الْقُرَى

رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو بارہ مجاہدین کا دستہ دے کر وَادِي الْقُرى (مدینہ منورہ سے قریب شام کے راستے میں پڑتا ہے) کی طرف روانہ فرمایا مگر جب مجاہدین وہاں پہنچے تو وادی القریٰ کی لوگوں نے ان پر حملہ کر دیا جس سے نو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہو گئے، زندہ بچ جانے والے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی زخمی ہوئے۔[2]

سریہ سیف البحر

جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ:بَعَثَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مِائَةِ رَاكِبٍ أَمِيرُنَا أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الجَرَّاحِ نَرْصُدُ عِيرَ قُرَيْشٍ ،فَأَمَرَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِأَزْوَادِ الجَيْشِ، فَجُمِعَ فَكَانَ مِزْوَدَيْ تَمْرٍ،فَكَانَ يَقُوتُنَا كُلَّ يَوْمٍ قَلِيلٌ قَلِيلٌ حَتَّى فَنِيَ فَلَمْ يَكُنْ يُصِيبُنَا إِلَّا تَمْرَةٌ تَمْرَةٌ، فَقُلْتُ: مَا تُغْنِي عَنْكُمْ تَمْرَةٌ؟ فَقَالَ: لَقَدْ وَجَدْنَا فَقْدَهَا حِينَ فَنِيَت

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے قریش کے ایک قافلہ کا پتہ معلوم کرنے کے لئے ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو تین

---

[1] دلائل النبوۃ للبیہقی ۸۴؍۴،تاریخ طبری ۶۴۱؍۲،عیون الآثر ۱۴۵؍۲،ابن سعد ۶۷؍۲، زادالمعاد ۲۵۱؍۳

[2] مغازی واقدی ۵؍۱

سوسواروں کاایک لشکر دے کر روانہ فرمایا جب ہم مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے اور ابھی کچھ فاصلہ طے کیا تو ہمارازادراہ ختم ہوگیا،ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ سب لوگ اپنااپنا بچاہوازادراہ لے آئیں،سب نے اپنااپنا بچاہوازادراہ جمع کیااور یہ کچھ کھجوریں تھیں جس سے صرف دوتھیلے کھجوروں کے جمع ہوگئے،ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ہم کو اس سے ہرروز تھوڑی تھوڑی کھجوریں دیتے تھے جب یہ بھی ختم ہوگئیں تو روزانہ فی کس ایک ایک کھجورتک نوبت پہنچی،وہب نے کہامیں نے جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ایک کھجور سے کیا ہوتا رہا ہوگا؟جابر رضی اللہ عنہ نے کہاوہ ایک کھجور بھی غنیمت تھی۔

فَأَقَمْنَا بِالسَّاحِلِ نِصْفَ شَهْرٍ ، فَأَصَابَنَا جُوعٌ شَدِيدٌ حَتَّى أَكَلْنَا الخَبَطَ،فَسُمِّيَ ذَلِكَ الجَيْشُ جَيْشَ الخَبَطِ

ایک روایت میں ہے ہم ساحل سمندر پر پندرہ دن رہے اور ہمیں سخت بھوک اور فاقے کا سامنا کرنا پڑا نوبت یہاں تک پہنچی کہ پیٹ بھرنے کے لئے ببول کے پتے جھاڑ جھاڑ کر کھاتے رہے،اسی لئے اس سریہ کانام جیش الخبط (درخت کے پتے جھاڑ کر کھانے والا لشکر) پڑ گیا

قَالَ جَابِرٌ: وَكَانَ رَجُلٌ مِنَ القَوْمِ نَحَرَ ثَلاَثَ جَزَائِرَ، ثُمَّ نَحَرَ ثَلاَثَ جَزَائِرَ ثُمَّ نَحَرَ ثَلاَثَ جَزَائِرَ، ثُمَّ إِنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ نَهَاهُ، فَأَلْقَى لَنَا البَحْرُ دَابَّةً يُقَالُ لَهَا العَنْبَرُ، فَأَكَلْنَا مِنْهُ نِصْفَ شَهْرٍ ، وَادَّهَنَّا مِنْ وَدَكِهِ حَتَّى ثَابَتْ إِلَيْنَا أَجْسَامُنَا

جابر رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ بھوک سے تنگ آ کر ایک مجاہد (قیس رضی اللہ عنہ بن سعد) نے تین اونٹ ذبح کیے،پھر تین اونٹ ذبح کیے،پھر تین اونٹ ذبح کیے لیکن پھر امیر دستہ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے انہیں اونٹ ذبح کرنے سے منع کر دیا (کیونکہ اگر سب اونٹ ذبح کر دیئے جاتے تو جہاد میں خلل واقع ہوتا) اللہ نے ہماری مدد فرمائی اور سمندر نے ہمارے لیے ایک مچھلی جیسا جانور کنارے پر پھینک دیا جس کانام عنبر تھا۔اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا

وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ... [1]

ترجمہ:اور اسے ایسے راستے سے رزق دے گاجدھر اس کا گمان بھی نہ جاتا ہو۔

...ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ [2]

ترجمہ:یہ اللہ کا فضل ہے،جسے چاہتا ہے عطافرماتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

ہم نے اسے نصف ماہ تک کھایااور اس کی چربی سے تیل کا کام لیا جس سے ہمارے بدن کی طاقت وقوت پھر لوٹ آئی،

فَأَخَذَ أَبُو عُبَيْدَةَ ضِلَعًا مِنْ أَضْلاَعِهِ، فَنَصَبَهُ فَعَمَدَ إِلَى أَطْوَلِ رَجُلٍ مَعَهُ، قَالَ سُفْيَانُ:مَرَّةً ضِلَعًا مِنْ أَضْلاَعِهِ فَنَصَبَهُ وَأَخَذَ رَجُلًا وَبَعِيرًا فَمَرَّ تَحْتَهُ،فَلَمَّا قَدِمْنَا المَدِينَةَ ذَكَرْنَا ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ:كُلُوا، رِزْقًا أَخْرَجَهُ اللهُ،أَطْعِمُونَا إِنْ كَانَ مَعَكُمْ فَأَتَاهُ بَعْضُهُمْ فَأَكَلَهُ

بعد میں ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کی ایک پسلی نکال کر کھڑی کروائی اور جو لشکر میں سب سے لمبے آدمی تھے انہیں اس کے نیچے سے

[1] الطلاق ۳

[2] الحدید ۲۱

گزارا، سفیان رضی اللہ عنہ بن عیینہ نے ایک مرتبہ اس طرح بیان کیا کہ ایک پسلی نکال کر کھڑی کر دی اور ایک شخص کو اونٹ پر سوار کرایا اس کو چھوئے بغیر اس کے نیچے سے گزر گیا (ہم نے مچھلی کے گوشت کے کچھ ٹکڑے توشہ کے طور پر رکھ لئے) اور مدینہ منورہ پہنچے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس مچھلی کا تذکرہ کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے سمندر سے ایک رزق نکالا ہے اسے کھاؤ اور اگر تمہارے پاس ہے تو ہمیں بھی کھلاؤ، اس پر ایک آدمی نے اس کا گوشت لا کر آپ کی خدمت میں پیش کیا جس کو آپ نے تناول فرمایا۔[1]

غزوہ بنی مصطلق (غزوہ مریسیع) خزاعہ کی شاخ

شعبان چھ ہجری (نومبر ۶۲۷ء)

أَنَّهُ لَمَّا بَلَغَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ أَبِي ضِرَارٍ سَيِّدَ بَنِي الْمُصْطَلِقِ سَارَ فِي قَوْمِهِ، وَمَنْ قَدَرَ عَلَيْهِ مِنَ الْعَرَبِ يُرِيدُونَ حَرْبَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فَبَعَثَ بُرَيْدَةَ بْنَ الْحُصَيْبِ الْأَسْلَمِيَّ يَعْلَمُ لَهُ ذَلِكَ، فَأَتَاهُمْ وَلَقِيَ الْحَارِثَ بْنَ أَبِي ضِرَارٍ، وَكَلَّمَهُ وَرَجَعَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرَهُ خَبَرَهُمْ ،فَنَدَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ، فَأَسْرَعُوا فِي الْخُرُوجِ ، وَاسْتَعْمَلَ عَلَى الْمَدِينَةِ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ، وَقِيلَ: أبا ذر، وَقِيلَ: نميلة بن عبد الله الليثي، وَخَرَجَ يَوْمَ الاِثْنَيْنِ لِلَيْلَتَيْنِ خَلَتَا مِنْ شَعْبَانَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ (خزاعہ کی ایک شاخ) بنی مصطلق کے سردار حارث بن ابی ضرار نے اپنی قوم اور عرب کے دوسرے قبائل کو ساتھ ملا کر مسلمانوں سے لڑنے کے لئے ایک لشکر تیار کیا ہے اور کسی بھی وقت مدینہ منورہ پر حملہ کر سکتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ کو خبر کی تصدیق کے لئے روانہ فرمایا انہوں نے جا کر معلومات لیں اور واپس آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس خبر کی تصدیق کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جمع کیا اور جلدی روانہ ہو گئے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو شعبان یوم دوشنبہ کو مدینہ منورہ پر زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ یا ابو ذر غفاری یا نمیلہ بن عبداللہ لیثی کو اپنا نائب مقرر فرمایا اور دشمن کو اپنی سرحدوں سے دور رکھنے کے لئے مہاجرین و انصار کے ساتھ آپ مدینہ سے نکلے،

وَقَادُوا الْخُيُولَ وَهِيَ ثَلَاثُونَ فَرَسًا، فِي الْمُهَاجِرِينَ مِنْهَا عَشَرَةٌ وَفِي الْأَنْصَارِ عِشْرُونَ، وَلِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسَانِ، وَكَانَ عَلِيّ عَلَيْهِ السّلَام فَارِسًا، وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ، وَالزّبَيْرُ، وَعَبْدُ الرّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ، وَطَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ، وَالْمِقْدَادُ بْنُ عَمْرٍو. وَفِي الْأَنْصَارِ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ، وَأُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ، وَأَبُو عَبْسِ بْنُ جَبْرٍ، وَقَتَادَةُ بْنُ النّعْمَانِ، وَعُوَيْمُ بْنُ سَاعِدَةَ، وَمَعْنُ بْنُ عَدِيّ، وَسَعْدُ بْنُ زَيْدٍ الْأَشْهَلِيّ، وَالْحَارِثُ بْنُ حَزْمَةَ ، وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَأَبُو قَتَادَةَ، وَأُبَيّ بْنُ كَعْبٍ، وَالْحُبَابُ بْنُ الْمُنْذِرِ، وَزِيَادُ بْنُ لَبِيدٍ، وَفَرْوَةُ بْنُ عَمْرٍو، وَمُعَاذُ بْنُ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ

[1] صحیح بخاری کتاب المغازیباب غَزْوَةِ سِيفِ البَحْرِ، وَهُمْ يَتَلَقَّوْنَ عِيرًا لِقُرَيْشٍ، وَأَمِيرُهُمْ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الجَرَّاحِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ۴۳۶۲،۴۳۶۱،۴۳۶۰،صحیح مسلم كِتَابُ الصَّيْدِ وَالذَّبَائِحِ وَمَا يُؤْكَلُ مِنَ الْحَيَوَانِ بَابُ إِبَاحَةِ مَيْتَاتِ الْبَحْرِ۵۰۰۰،۴۹۹۹،۴۹۹۸

اس غزوہ میں کل تیس گھوڑے شامل تھے جن میں دس گھوڑے مہاجرین اور بیس گھوڑے انصار کے پاس تھے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دو گھوڑے تھے، اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ، زبیر رضی اللہ عنہ، عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ، مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ اور انصار میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ، اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ، ابو عبس بن جبر رضی اللہ عنہ، قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ، عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ، معن بن عدی رضی اللہ عنہ، سعد بن زید اشہلی رضی اللہ عنہ، حارث بن حزمہ رضی اللہ عنہ، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، ابو قتادہ رضی اللہ عنہ، ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، حباب بن المنذر رضی اللہ عنہ، زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ، فروہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، اور معاذ بن رفاعہ بن رافع گھوڑوں پر سوار تھے

وَخَرَجَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَرٌ كَثِيرٌ مِنَ الْمُنَافِقِينَ لَمْ يَخْرُجُوا فِي غَزَاةٍ قَطّ مِثْلِهَا، لَيْسَ بِهِمْ رَغْبَةٌ فِي الْجِهَادِ إِلّا أَنْ يُصِيبُوا مِنْ عَرَضِ الدّنْيَا ،وَمَعَهُ مِنْ نِسَائِهِ عَائِشَةُ وَأُمّ سَلَمَةَ،وَبَلَغَ الْحَارِثَ بْنَ أَبِي ضِرَارٍ، وَمَنْ مَعَهُ مَسِيرُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَتْلُهُ عَيْنَهُ الَّذِي كَانَ وَجّهَهُ لِيَأْتِيَهُ بِخَبَرِهِ، وَخَبَرِ الْمُسْلِمِينَ، فَخَافُوا خَوْفًا شَدِيدًا، وَتَفَرّقَ عَنْهُمْ مَنْ كَانَ مَعَهُمْ مِنَ الْعَرَبِ،حَتَّى لَقِيَهُمْ عَلَى مَاءٍ مِنْ مِيَاهِهِمْ يُقَالُ لَهُ الْمُرَيْسِيعُ، مِنْ نَاحِيَةِ قُدَيْدٍ إِلَى السَّاحِلِ، فَضَرَبَ عَلَيْهِ قُبّتَهُ

رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ منافقین کثیر تعداد میں شریک ہوئے جو اس سے پہلے اس طرح کسی غزوہ میں شریک نہیں ہوئے تھے، انہیں جہاد سے کوئی غرض نہیں تھی وہ صرف مال غنیمت کے لالچ میں شامل ہوئے تھے، اس غزوہ میں آپ ﷺ کی ازواج میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی آپ کے ہمراہ تھیں، بنی مصطلق کے سردار حارث بن ابی ضرار نے لشکر اسلامی کی نقل وحرکت معلوم کرنے کے لئے ایک مخبر کو بھیجا لیکن مجاہدین کے ہاتھوں گرفتار ہو کر قتل ہو گیا، جب حارث بن ابی ضرار اور اس کے ساتھیوں کو اپنے مخبر کے قتل ہونے اور رسول اللہ ﷺ کی آمد کی اطلاع ملی تو خوف کے مارے عرب قبائل اس سے الگ ہو گئے آخر رسول اللہ ﷺ مُرَيْسِيع پہنچے جو ساحل سمندر کے قریب قُدَيْدٍ کے کنارے پر پانی کی جگہ تھی، یہاں آپ ﷺ کا خیمہ کھڑا کیا گیا،

فَتَهَيَّئُوا لِلْقِتَالِ، وَصَفَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ وَرَايَةُ الْمُهَاجِرِينَ مَعَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدّيقِ، وَرَايَةُ الْأَنْصَارِ مَعَ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ،فَتَرَامَوْا بِالنَّبْلِ سَاعَةً، ثُمَّ أَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ، فَحَمَلُوا حَمْلَةَ رَجُلٍ وَاحِدٍ، فَكَانَتِ النُّصْرَةُ، وَانْهَزَمَ الْمُشْرِكُونَ، وَقُتِلَ مَنْ قُتِلَ مِنْهُمْ، وَسَبَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النِّسَاءَ وَالذَّرَارِي وَالنَّعَمَ وَالشَّاءَ ،وَقُتِلَ عَشَرَةٌ مِنْهُمْ وَأُسِرَ سَائِرُهُمْ

چنانچہ قتال کی تیاری کی گئی، رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صف بندی فرمائی مہاجرین کا علم سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اور انصار کا علم سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا، کچھ دیر تک تیر اندازی ہوتی رہی اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں پر یکبار گی حملہ کا حکم دیا، اسی وقت اللہ کی مدد پہنچی اور مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی، کفار شکست کھا کر بھاگ گئے اور ان میں سے جو قتل ہوتا تھا ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ عورتوں، بچوں اور چوپائے کو اپنے قبضے میں کر لیا دس لوگ قتل ہو گئے اور باقی لوگوں کو جن کی تعداد سات سو سے زیادہ تھی گرفتار کر لیا اور ان

کے اونٹ وبکریوں مال غنیمت کے طور پر ہاتھ لگیں۔ (۱)

وَأَصَابَ يَوْمَئِذٍ جُوَيْرِيَةَ

انہی قیدیوں میں بنو مصطلق کے سردار حارث بن ابی ضرار کی بیٹی جویریہ بنت حارث بھی تھیں (جو مسافع بن صفوان کی بیوی تھیں)۔ (۲)

وَقَدْ أُصِيبَ رَجُلٌ مِنْ الْمُسْلِمِينَ يُقَالُ لَهُ هِشَامُ بْنُ صُبَابَةَ، أَصَابَهُ رَجُلٌ مِنْ الْأَنْصَارِ مِنْ رَهْطِ عُبَادَةَ بْنِ الصّامِتِ، وَهُوَ يَرَى أَنّهُ مِنْ الْعَدُوّ فَقتله خطأ

مسلمانوں میں سے صرف ایک شخص ہشام بن صبابہ رضی اللہ عنہ ایک انصاری کے ہاتھوں غلطی سے قتل ہو گئے جس کا تعلق عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی جماعت سے تھا انہوں نے اسے دشمن سمجھ کر قتل کر دیا۔ (۳)

وَكَانَ مِنْ جُمْلَةِ السَّبْيِ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ سَيِّدِ الْقَوْمِ، وَقَعَتْ فِي سَهْمِ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ، فَكَاتَبَهَافَأَدَّى عَنْهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَزَوَّجَهَافَأَعْتَقَ الْمُسْلِمُونَ بِسَبَبِ هَذَا التَّزْوِيجِ مِائَةَ أَهْلِ بَيْتٍ مَنْ بَنِي الْمُصْطَلِقِ قَدْ أَسْلَمُوا، وَقَالُوا: أَصْهَارُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مال غنیمت اور اسیروں کو مجاہدین میں تقسیم کر دیا گیا بنو مصطلق کے سردار حارث بن ابی ضرار کی بیٹی جویریہ بنت حارث، ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئیں، انہوں نے اس سے مکاتبت کر لی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی کتابت کی رقم ادا فرمائی اور پھر ان سے نکاح کر لیا، اس پر مسلمانوں نے بنو مصطلق کے تقریباً سو غلام آزاد کر دیئے جو مسلمان ہو چکے تھے اور کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سسرال ہیں۔ (۴)

فَاشْتَهَيْنَا النِّسَاءَ، وَاشْتَدَّتْ عَلَيْنَا العُزْبَةُ وَأَحْبَبْنَا العَزْلَ، فَأَرَدْنَا أَنْ نَعْزِلَ، وَقُلْنَا نَعْزِلُ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَظْهُرِنَا قَبْلَ أَنْ نَسْأَلَهُ، فَسَأَلْنَاهُ عَنْ ذَلِكَ،فَقَالَ:مَا عَلَيْكُمْ أَنْ لاَ تَفْعَلُوا، مَا مِنْ نَسَمَةٍ كَائِنَةٍ إِلَى يَوْمِ القِيَامَةِ إِلَّا وَهِيَ كَائِنَةٌ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لونڈیوں اور غلاموں کو تقسیم فرمادیا تو بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو عورتوں کی شدید خواہش ہوئی لیکن وہ لونڈیوں کا حاملہ ہونے کو پسند نہ کرتے تھے اس لئے انہوں عزل کا ارادہ کیا مگر انہیں خیال ہوا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں تو ان سے پوچھے بغیر عزل نہیں کرنا چاہیے چنانچہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عزل کرنے کے بارے میں سوال کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

(۱) زادالمعاد۲۳۰؍۳،عیون الآثر۱۲۹؍۲،البداية والنهاية۱۷۸؍۴،ابن سعد۴۸؍۲،شرح الزرقانی علی المواهب ۵؍۳،مغازی واقدی ۴۰۴؍۱،السيرة النبوية لابن كثير۲۹۷؍۳

(۲) صحیح بخاری كتاب العتق بَابُ مَنْ مَلَكَ مِنَ العَرَبِ رَقِيقًا، فَوَهَبَ وَبَاعَ وَجَامَعَ وَفَدَى وَسَبَى الذُّرِّيَّةَ ۲۵۴۱،صحیح مسلم كتاب الجهاد والسيربَابُ جَوَازِ الْإِغَارَةِ عَلَى الْكُفَّارِ الَّذِينَ بَلَغَتْهُمْ دَعْوَةُ الْإِسْلَامِ، مِنْ غَيْرِ تَقَدُّمِ الْإِعْلَامِ بِالْإِغَارَةِ ۴۵۱۹،سنن ابوداودكتاب الجهاد بَابٌ فِي دُعَاءِ الْمُشْرِكِينَ ۲۶۳۳،مسنداحمد۴۸۵۷

(۳) الروض الانف ۱۸؍۷

(۴) زادالمعاد۲۳۰؍۳

فرمایا عزل نہ کرنے میں تمہارا کوئی حرج نہیں، قیامت تک جس جان نے پیدا ہونا ہے وہ پیدا ہو کر رہے گی۔ (۱)

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ

پھر کچھ عرصہ بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہی ہے وہ زندہ گاڑھی ہوئی (زندہ درگور) لڑکی جس کے بارے میں قیامت کے روز پوچھا جائے گا۔ (۲)

عزل کے بارے میں اختلاف رائے ہے۔

وَقَدِ اخْتَلَفَ السّلف فِي حكم الْعَزْل قَالَ بن عَبْدِ الْبَرِّ لَا خِلَافَ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ أَنَّهُ لَا يُعْزَلُ عَنِ الزَّوْجَةِ الْحُرَّةِ إِلَّا بِإِذْنِهَا لِأَنَّ الْجِمَاعَ مِنْ حَقِّهَا وَلَهَا الْمُطَالَبَةُ بِهِ وَلَيْسَ الْجِمَاعُ الْمَعْرُوفُ إِلَّا مَا لَا يَلْحَقُهُ عزل وَوَافَقَهُ فِي نقل هَذَا الْإِجْمَاع بن هُبَيْرَةَ۔

عزل کے بارے میں علمائے سلف کے یہاں اختلاف پایا جاتا ہے، ابن البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علماء کے ہاں اس ضمن میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا کہ آزاد منکوحہ بیوی کے ساتھ اس کی اجازت کے بغیر عزل درست نہیں اس لیے کہ مجامعت اس کا جائز حق ہے جس کا وہ مطالبہ کرسکتی ہے اور معروف جماع وہی ہے جو مع الانزال ہو، ابن ہبیرہ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔

لِلشَّافِعِيَّةِ الْجَزْمُ بِالْمَنْعِ إِذَا امْتَنَعَتْ وَفِيمَا إِذَا رَضِيَتْ وَجْهَانِ أَصَحُّهُمَا الْجَوَازُ وَهَذَا كُلُّهُ فِي الْحُرَّةِ وَأَمَّا الْأَمَةُ فَإِنْ كَانَتْ زَوْجَةً فَهِيَ مُرَتَّبَةٌ عَلَى الْحُرَّةِ إِنْ جَازَ فِيهَا فَفِي الْأَمَةِ أَوْلَى وَإِنِ امْتَنَعَ فَوَجْهَانِ أَصَحُّهُمَا الْجَوَازُ تَحَرُّزًا مِنْ إِرْقَاقِ الْوَلَدِ

اس اجماع پر یہ تنقید کی گئی ہے کہ بیوی جب عزل پر راضی نہ ہو تو شوافع اس کے ممنوع ہونے کے قائل ہیں اور اگر بیوی عزل پر راضی ہو تو اس میں دو آرائیں ہیں اور ان دونوں میں سے صحیح تر عزل کا جواز ہے، یہ مسلک آزاد عورت کے بارے میں ہیں، لونڈی کے بارے میں رائے یہ ہے کہ اگر وہ منکوحہ ہو تو اس کا آزاد عورت پر قیاس کیا جائے گا اگر عزل آزاد عورت کے ساتھ جائز ہے تو منکوحہ لونڈی کے ساتھ بھی یقیناً جائز ہے اور اگر آزاد عورت کے ساتھ جائز نہیں تو منکوحہ لونڈی کے بارے میں دو صورتیں ہیں ان دونوں میں سے صحیح تر صورت عزل کا جواز ہے کہ غلام بچے پیدا نہ ہوں۔

وَإِنْ كَانَتْ سُرِّيَّةً جَازَ بِلَا خِلَافٍ عِنْدَهُمْ إِلَّا فِي وَجْهٍ حَكَاهُ الرُّويَانِيُّ فِي الْمَنْعِ مُطلقًا كمذهب بن حَزْمٍ وَإِنْ كَانَتِ السُّرِّيَّةُ مُسْتَوْلَدَةً فَالرَّاجِحُ الْجَوَازُ فِيهِ مُطْلَقًا لِأَنَّهَا لَيْسَتْ رَاسِخَةً فِي الْفِرَاشِ وَقِيلَ حُكْمُهَا حُكْمُ الْأَمَةِ الْمُزَوَّجَةِ

---

(۱) صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ بَنِي المُصْطَلِقِ، مِنْ خُزَاعَةَ، وَهِيَ غَزْوَةُ المُرَيْسِيعِ عن ابی سعیدخدری ۴۱۳۸، صحیح مسلم کتاب النکاح بَابُ حُكْمِ الْعَزْلِ ۳۵۴۴، سنن ابوداودکتاب النکاح بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَزْلِ ۲۱۷۲، مسنداحمد ۱۱۶۴۷، مصنف ابن ابی شیبة ۳۶۸۳۶، شرح السنة للبغوی ۲۲۹۵

(۲) صحیح مسلم کتاب النکاح بَابُ جَوَازِ الْغِيلَةِ، وَهِيَ وَطْءُ الْمُرْضِعِ، وَكَرَاهَةِ الْعَزْلِ عن جدامة ۳۵۶۵

لونڈی کے ساتھ عزل کے جائز ہونے پر اتفاق ہے البتہ الرویانی کہتے ہیں کہ عزل مطلقاً ناجائز ہے، امام ابن حزم رحمہ اللہ کا بھی یہی مسلک ہے، اگر لونڈی ام ولد ہو تو اس کے بارے میں راجح مذہب عزل کا مطلقاً جائز ہونا ہے اس لیے کہ وہ باقاعدہ منکوحہ کی طرح نہیں ہے، بعض اہل علم کہتے ہیں کہ ام ولد لونڈی منکوحہ کا حکم رکھتی ہے،

هَذَا وَاتَّفَقَتِ الْمَذَاهِبُ الثَّلَاثَةُ عَلَى أَنَّ الْحُرَّةَ لَا يَعْزِلُ عَنْهَا إِلَّا بِإِذْنِهَا وَأَنَّ الْأَمَةَ يَعْزِلُ عَنْهَا بِغَيْرِ إِذْنِهَا وَاخْتَلَفُوا فِي الْمُزَوَّجَةِ فَعِنْدَ الْمَالِكِيَّةِ يَحْتَاجُ إِلَى إِذْنِ سَيِّدِهَا وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَالرَّاجِحُ عَنْ مُحَمَّدٍ وَقَالَ أَبُو يُوسُفَ وَأَحْمَدُ الْإِذْنُ لَهَا وَهِيَ رِوَايَةٌ عَنْ أَحْمَدَ وَعَنْهُ بِإِذْنِهَا وَعَنْهُ يُبَاحُ الْعَزْلُ مُطْلَقًا وَعَنْهُ الْمَنْعُ مُطْلَقًا

تین ائمہ اس بات پر متفق ہیں کہ آزاد عورت کی اجازت کے بغیر اس کے ساتھ عزل جائز نہیں جبکہ لونڈی کی اجازت کے بغیر اس کے ساتھ عزل کیا جا سکتا ہے البتہ منکوحہ لونڈی کے بارے میں اختلاف ہے، مالکیہ کے نزدیک اس کے مالک سے اذن لینے کی ضرورت ہے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا موقف بھی یہی ہے اور محمد بن حسن رحمہ اللہ کا راجح قول بھی یہی ہے، امام احمد رحمہ اللہ اور قاضی ابویوسف رحمہ اللہ کے نزدیک اس منکوحہ لونڈی کی اجازت پر موقوف ہے، امام احمد سے ایک روایت تو یہی ہے جبکہ ان سے دوسری روایت یہ نقل کی گئی ہے کہ عزل مطلقاً جائز ہے اور انہی سے تیسری روایت یہ نقل کی گئی ہے کہ عزل مطلقاً ممنوع ہے۔ [1]

عبد اللہ بن ابی کی فتنہ پردازی

اس غزوہ سے فارغ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی چشمہ مریسیع پر ہی قیام پذیر تھے کہ اس دوران سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ظریف الطبع مزدور جہجاہ بن مسعود غفاری اور بنو عوف بن خزرج کے حلیف سنان بن وبر جہنی کے درمیان بالکل معمولی بات پر جھگڑا ہو گیا

فَكَسَعَ أَنْصَارِيًّا، فَغَضِبَ الأَنْصَارِيُّ غَضَبًا شَدِيدًا حَتَّى تَدَاعَوْا، وَقَالَ الأَنْصَارِيُّ: يَا لَلْأَنْصَارِ وَقَالَ المُهَاجِرِيُّ: يَا لَلْمُهَاجِرِينَ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: مَا بَالُ دَعْوَى أَهْلِ الجَاهِلِيَّةِ؟ ثُمَّ قَالَ: مَا شَأْنُهُمْ فَأُخْبِرَ بِكَسْعَةِ المُهَاجِرِيِّ الأَنْصَارِيَّ، قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: دَعُوهَا فَإِنَّهَا خَبِيثَةٌ، وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ: أَقَدْ تَدَاعَوْا عَلَيْنَا، لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى المَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الأَعَزُّ مِنْهَا الأَذَلَّ

جھگڑا یہ تھا کہ جہجاہ بن مسعود غفاری نے مذاق میں سنان بن وبر جہنی کی پیٹھ پر تھپڑ مار دیا انصاری بہت سخت غصہ ہوا اور اس نے کہا اے قبائل انصار! میری مدد کو پہنچو، یہ دیکھ کر مہاجر نے کہا اے مہاجرین میری مدد کو پہنچو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خیمے میں یہ شر انگیز نعرے سنے تو آپ باہر تشریف لائے اور پوچھا فرمایا یہ ایام جاہلیت کی پکار کیسی ہے؟ لوگوں کا یہ کیا حال ہے کہ میری موجودگی میں جاہلیت کے نعرے بلند ہو رہے ہیں؟ آپ کے صورت حال دریافت کرنے پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس جھگڑے کی پوری روئیداد بتلائی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (جاہلیت کی) اس پکار کو (ہمیشہ ہمیشہ کے لئے) ترک کر دو، یہ خبیث پکار ہے، عبد اللہ بن ابی سلول نے (جاہلی تعصب کو بھڑکانے

[1] فتح الباری ۹،۳۰۸

کے لئے) کہا یہ مہاجرین اب ہمارے خلاف اپنی قوم کو دہائی دینے لگے مدینہ منورہ پہنچ کر ہم سمجھ لیں گے ہم جو عزت والے ہیں ان ذلیلوں (مہاجروں) کو مدینہ منورہ سے نکال دیں گے۔ (۱)

فَقَالَ لَهُمْ: هَذَا مَا فَعَلْتُمْ بِأَنْفُسِكُمْ، أَحْلَلْتُمُوهُم بِلَادَكُمْ، وَقَاسَمْتُمُوهُمْ أَمْوَالَكُمْ، أَمَا وَاللَّهِ لَوْ أَمْسَكْتُمْ عَنْهُمْ مَا بِأَيْدِيكُمْ لَتَحَوَّلُوا إِلَى غَيْرِ دَارِكُمْ

پھر انصار کو رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور مہاجرین کے خلاف ابھارنے کے لئے کہا یہ مصیبت تمہاری اپنی خریدی ہوئی ہے، تم لوگوں نے ہی انہیں مدینہ منورہ اور اپنے گھروں میں جگہ دی اور ان کے مدد کے لئے اپنے اموال بڑی فراخدلی سے ان میں تقسیم کر دیئے اگر تم اپنے ہاتھ ان لوگوں سے روک لیتے تو یہ کہیں اور چلے جاتے۔ (۲)

لاَ تُنْفِقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ حَتَّى يَنْفَضُّوا وَقَالَ: لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعَمِّي أَوْ لِعُمَرَ فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،فَدَعَانِي فَحَدَّثْتُهُ، أَرْسَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيٍّ وَأَصْحَابِهِ، فَحَلَفُوا مَا قَالُوا فَكَذَّبَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَدَّقَهُ

اب ان کا علاج یہ ہے کہ جو لوگ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس ہیں ان پر خرچ کرنا بند کر دو پھر وہ خود ہی منتشر ہو جائیں گے اور کہا جب ہم مدینہ منورہ میں جائیں گے تو ہم جو عزت والے ہیں ان ذلیلوں (مہاجروں) کو مدینہ منورہ سے نکال دیں گے، زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے جو اس وقت کم سن تھے یہ کلمات خبیثہ سن لئے اور انہوں نے ابی کی اس بات کا ذکر اپنے چچا یا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کیا انہوں نے اس بات کی خبر نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو پہنچا دی، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مجھے کو بلایا اور واقعہ کے بارے میں پوچھا میں نے سارا واقعہ من وعن آپ کے گوش گزار کر دیا، پھر رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو بلایا اور ان کلمات کے بارے میں پوچھا مگر اس نے اور اس کے تمام ساتھیوں نے قسمیں کھا کر اس واقعہ کا صاف انکار کر دیا۔

جیسے انہی منافقین کے بارے میں ایک مقام پر فرمایا

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ۭ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ ... ۝۷۴ (۳)

ترجمہ: یہ لوگ اللہ کی قسم کھا کھا کر کہتے ہیں کہ ہم نے وہ بات نہیں کہی حالانکہ انہوں نے ضرور وہ کافرانہ بات کہی ہے۔

---

(۱) صحیح بخاری كتاب المناقب بَابُ مَا يُنْهَى مِنْ دَعْوَةِ الجَاهِلِيَّةِ۳۵۱۸، وكتاب التفسيرسوره المنافقون بَابُ قَوْلِهِ سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ، لَنْ يَغْفِرَ اللهُ لَهُمْ، إِنَّ اللهَ لاَ يَهْدِي القَوْمَ الفَاسِقِينَ ۴۹۰۵ ،صحيح مسلم كتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَابُ نَصْرِ الْأَخِ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًاعن جابر ۶۵۸۳

(۲) ابن ہشام۲۹۱؍۲، الروض الانف ۲۰؍۷،عيون الآثر ۱۳۰؍۲،تاريخ طبرى ۶۰۵؍۲،البداية والنهاية ۱۸۰؍۴،دلائل النبوة للبيهقى ۵۲؍۴

(۳) التوبة۷۴

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارْتَفَعَتْ رِيحُ جِيفَةٍ مُنْتِنَةٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَتَدْرُونَ مَا هَذِهِ الرِّيحُ؟ هَذِهِ رِيحُ الَّذِينَ يَغْتَابُونَ الْمُؤْمِنِينَ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ سخت بدبو اٹھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کو معلوم ہے کہ یہ کس چیز کی بدبو ہے، یہ بدبو ان لوگوں کے منہ سے آرہی ہے جو اس وقت مسلمانوں کی غیبت (بدگوئی) کر رہے ہیں۔ [1]

عَنِ ابْنِ عُمَرَ،أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِذَا كَذَبَ العَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْهُ المَلَكُ مِيلًا مِنْ نَتْنِ مَا جَاءَ بِهِ؟

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ جب جھوٹ بولتا ہے توفرشتہ جھوٹ کی بدبو کی وجہ سے ایک میل دور چلا جاتا ہے۔ [2]

فَأَصَابَنِي هَمٌّ لَمْ يُصِبْنِي مِثْلُهُ قَطُّ، فَجَلَسْتُ فِي البَيْتِ،فَنِمْتُ،فَقَالَ لِي عَمِّي: مَا أَرَدْتَ إِلَى أَنْ كَذَّبَكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَقَتَكَ؟فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى: **إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ**،فَبَعَثَ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ فَقَالَ:إِنَّ اللهَ قَدْ صَدَّقَكَ يَا زَيْدُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان منافقین کو سچا سمجھ لیا اور مجھے لڑکا سمجھ کر میری بات کو غلط سمجھا جس پر مجھے سخت ملال ہوا کہ ایسا کبھی نہیں ہوا تھا پھر میں اٹھ کر اپنی منزل پر جا کر بیٹھ گیا اور کچھ دیر بعد سو گیا (جب ان کے چچا کو معلوم ہوا تو وہ ان کے پاس آئے اور زید رضی اللہ عنہ کو رنجیدہ اور پر ملال دیکھ کر) میرے چچا نے کہا میرا خیال نہیں تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری تکذیب کریں گے اور تم پر خفگی کا اظہار کریں گے؟ (کچھ زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اب وہ آپ کی خدمت اقدس میں پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے زید رضی اللہ عنہ! اللہ نے تمہاری تصدیق کر دی ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نازل شدہ آیات کی تلاوت فرمائی، جس میں اللہ تعالیٰ نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی صداقت اور عبداللہ بن ابی کے کردار کو پوری طرح طشت ازبام کر دیا۔ [3]

مضامین سورۃ المنافقون:

اس سورۃ میں منافقوں کے اخلاق، ان کے جھوٹ، ان کی ریشہ دوانیاں، مسلمانوں کے لیے ان کے بغض وعناد اور ان کے ظاہر وباطن کے تضاد کو بے نقاب کیا گیا ہے، یوں تو منافقوں کا مکروہ چہرہ اور قابل نفرت اوصاف کئی دوسری سورتوں میں بھی دکھائے گئے ہیں لیکن یہ سورۃ تو گویا صرف ان کی مذمت کے لیے مخصوص ہے، سورۃ کی ابتدا منافقین کی صفات سے ہوئی جن میں نمایاں ترین صفات

---

[1] مسند احمد ۱۴۷۸۴ ،الصمت لابن ابی دنیا۲۱۶،زم الغیبۃوالنمیمۃ لابن ابی دنیا۷۹،الترغیب والترھیب للمنذری۴۲۹۹،فتح الباری ۱۰؍۴۷۰

[2] جامع ترمذی ابواب البروالصلۃ بَابُ مَا جَاءَ فِي الصِّدْقِ وَالكَذِبِ۱۹۷۲

[3] صحیح بخاری تفسیرسورہ المنافقون بَابُ قَوْلِهِ إِذَا جَاءَكَ المُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللهِ ۴۹۰۰، ۴۹۰۲

جھوٹ، مکر وفریب، دھوکا اور ظاہر و باطن کا تضاد تھا، ان کے دلوں میں کچھ تھا اور زبانوں پر کچھ تھا۔

سورۂ کے اختتام پر مسلمانوں کو سمجھایا گیا ہے کہ کہیں وہ بھی منافقوں کی طرح مال و اولاد کی محبت میں مشغول ہو کر اللہ کے ذکر اور اطاعت سے غافل نہ ہو جائیں اور انہیں ترغیب دی گئی ہے کہ وہ موت کے آنے سے پہلے خرچ کر لیں ورنہ موت آ جانے کے بعد سوائے حسرت و افسوس کے کچھ باقی نہیں رہے گا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِذَا جَآءَکَ الۡمُنٰفِقُوۡنَ قَالُوۡا نَشۡہَدُ اِنَّکَ لَرَسُوۡلُ اللّٰہِ ۘ وَ اللّٰہُ یَعۡلَمُ

تیرے پاس جب منافق آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم اس بات کے گواہ ہیں کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں، اور اللہ جانتا ہے کہ

اِنَّکَ لَرَسُوۡلُہٗ ؕ وَ اللّٰہُ یَشۡہَدُ اِنَّ الۡمُنٰفِقِیۡنَ لَکٰذِبُوۡنَ ۚ﴿۱﴾ اِتَّخَذُوۡۤا اَیۡمَانَہُمۡ

یقیناً آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق قطعاً جھوٹے ہیں، انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے

جُنَّۃً فَصَدُّوۡا عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ؕ اِنَّہُمۡ سَآءَ مَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۲﴾ ذٰلِکَ بِاَنَّہُمۡ اٰمَنُوۡا

پس اللہ کی راہ سے رک گئے، بیشک برا ہے وہ کام جو یہ کر رہے ہیں، یہ اس سبب سے ہے کہ یہ ایمان لا کر

ثُمَّ کَفَرُوۡا فَطُبِعَ عَلٰی قُلُوۡبِہِمۡ فَہُمۡ لَا یَفۡقَہُوۡنَ ﴿۳﴾ وَ اِذَا رَاَیۡتَہُمۡ تُعۡجِبُکَ اَجۡسَامُہُمۡ ؕ

پھر کافر ہو گئے پس ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی اب یہ نہیں سمجھتے، جب آپ انہیں دیکھ لیں تو ان کے جسم آپ کو خوشنما

وَ اِنۡ یَّقُوۡلُوۡا تَسۡمَعۡ لِقَوۡلِہِمۡ ؕ کَاَنَّہُمۡ خُشُبٌ مُّسَنَّدَۃٌ ؕ

معلوم ہوں، یہ جب باتیں کرنے لگیں تو آپ ان کی باتوں پر (اپنا) کان لگائیں گویا کہ یہ لکڑیاں ہیں

یَحۡسَبُوۡنَ کُلَّ صَیۡحَۃٍ عَلَیۡہِمۡ ؕ ہُمُ الۡعَدُوُّ فَاحۡذَرۡہُمۡ ؕ

دیوار کے سہارے لگائی ہوئی، ہر (سخت) آواز کو اپنے خلاف سمجھتے ہیں، یہی حقیقی دشمن ہیں ان سے بچو

قٰتَلَہُمُ اللّٰہُ ۫ اَنّٰی یُؤۡفَکُوۡنَ ﴿۴﴾ (المنافقون ۱تا۴)

اللہ انہیں غارت کرے کہاں سے پھرے جاتے ہیں۔

اے نبی ﷺ! جب یہ منافق یعنی عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی تمہارے پاس آتے ہیں تو اپنے عقدے کے برعکس آپ کو اپنے ایمان

کا یقین دلانے کے لئے قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ یقیناً اللہ کے سچے رسول ہیں، ہاں اللہ یقیناً جانتا ہے کہ تم واقعی اللہ کے رسول ہو مگر اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق اپنے دعویٰ ایمان میں قطعی جھوٹے ہیں، انہوں نے خلوص نیت سے اسلام اور آپ کی رسالت کو تسلیم نہیں کیا بلکہ انہوں نے اپنے لئے آسانیاں پیدا کرنے اور تمہاری تلواروں کی زد سے بچنے کے لئے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے، جیسے فرمایا

وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ؕ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ ﴿۵۶﴾ [۱]

ترجمہ: وہ اللہ کی قسم کھا کھا کر کہتے ہیں کہ ہم تمہی میں سے ہیں حالانکہ وہ ہرگز تم میں سے نہیں ہیں اصل میں تو وہ ایسے لوگ ہیں جو تم سے خوف زدہ ہیں۔

اور اس طرح یہ خود اللہ تعالیٰ کے راستے سے رکتے ہیں اور دوسروں کے دلوں میں بھی شک وشبہ اور وسوسے پیدا کر کے اللہ کی راہ پر چلنے سے روکتے ہیں، جیسے ایک مقام پر ان کی سازش کا ذکر فرمایا

وَقَالَتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۷۲﴾ [۲]

ترجمہ: اہل کتاب میں سے ایک گروہ کہتا ہے کہ اس کے نبی کے ماننے والوں پر جو کچھ نازل ہوا ہے اس پر صبح ایمان لاؤ اور شام کو اس سے انکار کردو شاید اس ترکیب سے یہ لوگ اپنے ایمان سے پھر جائیں۔

وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ ؕ وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ﴿۴۶﴾ [۳]

ترجمہ: انہوں نے اپنی ساری ہی چالیں چل دیکھیں، مگر ان کی ہر چال کا توڑ اللہ کے پاس تھا اگرچہ ان کی چالیں ایسی غضب کی تھیں کہ پہاڑ ان سے ٹل جائیں۔

کیسی بری حرکتیں ہیں جو یہ لوگ کر رہے ہیں، یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ ان لوگوں نے اظہار ایمان کرنے کے باوجود کفر پر قائم رہنے کا فیصلہ کیا، صراط مستقیم کو چھوڑ کر ضلالت کی راہ اختیار کی تو اللہ عَلَّامُ الْغُيُوب کو دھوکہ دینے کے جرم میں اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کی بات کو سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت سلب کر دی ہے، اب تم انہیں کتنے ہی دلائل سے قائل کرنے کی کوشش کرو یہ کچھ نہیں سمجھیں گے، بھلائی ان کے دلوں میں کبھی بھی داخل نہیں ہو سکے گی، جیسے فرمایا

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۶﴾ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ؕ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ؗ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۷﴾ [۴]

---

[۱] التوبة ۵۶

[۲] آل عمران ۷۲

[۳] ابراہیم ۴۶

[۴] البقرة ۶، ۷

ترجمہ: جن لوگوں نے (ان باتوں کو تسلیم کرنے سے) انکار کر دیا ان کے لئے یکساں ہے خواہ تم انہیں خبردار کرو یا نہ کرو بہرحال وہ ماننے والے نہیں، اللہ نے ان کے دلوں اور ان کے کانوں پر مہر لگادی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑ گیا ہے، وہ سخت سزا کے مستحق ہیں۔

فرمایا انہیں دیکھو تو ان کے قد و قامت اور چہروں کی تر و تازگی کی وجہ سے تمہیں بڑے شاندار نظر آئیں گے، یہ اتنے خوش گفتار ہیں کہ تم ان کی زبان کی فصاحت و بلاغت کی وجہ سے باتوں کے سحر میں ڈوب جاؤ، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں عبد اللہ بن ابی بڑے ڈیل ڈول کا، تندرست، بڑا خوبصورت اور چرب الزبان تھا، مگر اخلاقی روح سے خالی ہونے کی وجہ سے یہ گویا لکڑی کے کندے ہیں جو دیوار کے ساتھ چن کر رکھ دیئے گئے ہوں جو دیکھنے والوں کو بھلے تو لگتے ہیں لیکن کسی کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتیں، یعنی یہ بالکل ناکارہ ہیں،

أَنَّهَا خَبَرُ مُبْتَدَأٍ مَحْذُوفٍ، شُبِّهُوا فِي جُلُوسِهِمْ فِي مَجَالِسِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَنِدِينَ بِهَا بِالْخُشُبِ الْمَنْصُوبَةِ الْمُسْنَدَةِ إِلَى الْحَائِطِ الَّتِي لَا تَفْهَمُ وَلَا تَعْلَمُ

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ مبتدا محذوف کی خبر ہے اور مطلب ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں اس طرح بیٹھتے ہیں جیسے دیوار کے ساتھ لگی ہوئی لکڑیاں ہیں جو کسی بات کو سمجھتی ہیں نہ جانتی ہیں۔ (١)

ہر زور کی آواز کو یہ اپنے خلاف سمجھتے ہیں، جیسے فرمایا

يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ... ﴿٦٤﴾ (٢)

ترجمہ: یہ منافق ڈر رہے ہیں کہ کہیں مسلمانوں پر کوئی ایسی سورت نازل نہ ہو جائے جو ان کے دلوں کے بھید کھول کر رکھ دے۔

اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۚ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ۭ اُولٰٓىِٕكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿١٩﴾ (٣)

ترجمہ: جو تمہارا ساتھ دینے میں سخت بخیل ہیں خطرے کا وقت آجائے تو اس طرح دیدے پھرا پھرا کر تمہاری طرف دیکھتے ہیں جیسے کسی مرنے والے پر غشی طاری ہو رہی ہو، مگر جب خطرہ گزر جاتا ہے تو یہی لوگ فائدوں کے حریص بن کر قینچی کی طرح چلتی ہوئی زبانیں لیے تمہارے استقبال کو آجاتے ہیں یہ لوگ ہرگز ایمان نہیں لائے، اسی لیے اللہ نے ان کے سارے اعمال ضائع کر دیئے اور ایسا کرنا اللہ کے لیے بہت آسان ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ لِلْمُنَافِقِينَ عَلَامَاتٍ يُعْرَفُونَ بِهَا: تَحِيَّتُهُمْ لَعْنَةٌ، وَطَعَامُهُمْ نُهْبَةٌ، وَغَنِيمَتُهُمْ غُلُولٌ، وَلَا يَقْرَبُونَ الْمَسَاجِدَ إِلَّا هَجْرًا، وَلَا يَأْتُونَ الصَّلَاةَ إِلَّا دَبْرًا، مُسْتَكْبِرِينَ، لَا يَأْلَفُونَ وَلَا يُؤْلَفُونَ، خُشُبٌ بِاللَّيْلِ، صُخُبٌ بِالنَّهَارِ وَقَالَ يَزِيدُ، مَرَّةً: سُخُبٌ بِالنَّهَارِ

(١) فتح القدیر للشوکانی ٥/٢٧٤
(٢) التوبۃ ٦٤
(٣) الاحزاب ١٩

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً منافقین کی کچھ علامات ہیں جن سے وہ پہچانے جاتے ہیں، ان کا سلام و دعا لعنت ہے اور ان کا کھانا لوٹ مار ہے، اور ان کی غنیمت خیانت ہے اور مساجد کے قریب بہت کم آتے ہیں، وہ نماز بہت تاخیر سے ادا کرتے ہیں اور بے حد متکبر ہیں، نہ محبت کرتے ہیں اور نہ محبت کیے جاتے ہیں، رات کو لکڑیاں ہیں اور دن کو بہت جھگڑالو اور شور و غوغا کرنے والے، حدیث میں آنے والے اس لفظ صُخُبٌ کو یزید بن مرہ نے سُخُبٌ یعنی سین کے ساتھ پڑھا ہے اور دونوں کا معنی ایک ہی ہیں۔[1]

یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے پکے دشمن ہیں، ان کے ظاہر سے دھوکا نہ کھائیں بلکہ ان چھپے دشمنوں، آستین کے سانپوں سے ہر وقت ہوشار رہیں، اللہ کی ان پر لعنت اور پھٹکار یہ کیوں راہ ہدایت کو چھوڑ کر گمراہی اختیار کر رہے ہیں۔

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَ رَاَيْتَهُمْ

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ تمہارے لیے اللہ کے رسول استغفار کریں تو اپنے سر مٹکاتے ہیں اور آپ دیکھیں گے

يَصُدُّوْنَ وَ هُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۝ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ

کہ وہ تکبر کرتے ہوئے رک جاتے ہیں، ان کے حق میں آپ کا استغفار کرنا اور نہ کرنا دونوں برابر ہیں اللہ تعالیٰ انہیں ہرگز

تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝

نہ بخشے گا، بیشک اللہ تعالیٰ (ایسے) نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا،

هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ؕ

یہی وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ جو لوگ رسول اللہ کے پاس ہیں ان پر کچھ خرچ نہ کرو یہاں تک کہ وہ ادھر ادھر ہو جائیں

وَ لِلّٰهِ خَزَآىِٕنُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝ يَقُوْلُوْنَ لَىِٕنْ رَّجَعْنَاۤ

اور آسمان و زمین کے خزانے اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں لیکن یہ منافق بے سمجھ ہیں، یہ کہتے ہیں کہ اگر ہم اب لوٹ کر

اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ؕ وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ

مدینے جائیں گے تو عزت والا وہاں سے ذلت والے کو نکال دے گا، سنو! عزت تو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے

وَ لِرَسُوْلِهٖ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (المنافقون ٥ تا ٨)

اور اس کے رسول کے لیے اور ایمانداروں کے لیے ہے لیکن یہ منافق جانتے نہیں۔

[1] مسند احمد ٧٩٢٦

پھر رسول اللہ ﷺ نے عبد اللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو بلایا تا کہ ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب فرمائیں مگر منافقین نے اپنے سر متکبرانہ انداز سے مٹکا دیئے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ تا کہ اللہ کا رسول تمہارے لئے بخشش ومغفرت کی دعا کرے تو غرور اور تمکنت کے ساتھ اپنے سر کو جھٹکا دیتے ہیں اور معافی طلب کرنے کو اپنی توہین سمجھ کر بیٹھے رہتے ہیں،

قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَوَّلَ سُفْيَانُ وَجْهَهُ عَلَى يَمِينِهِ، وَنَظَرَ بِعَيْنِهِ شَزْرًا ثُمَّ قَالَ: هُمْ هَذَا؟

ابن ابی عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا سفیان منافق نے اپنا منہ دائیں جانب پھیر لیا تھا اور غضب وتکبر کے ساتھ ترچھی آنکھ سے گھور رہا تھا پھر کہا یہ کیا ہے؟۔ (۱)

اور تم دیکھتے ہو کہ وہ سرکشی، بغض وعناد اور بڑے تکبر کے ساتھ حق کی اتباع نہیں کرتے، جیسے ایک مقام پر منافقین کے بارے میں فرمایا

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ۝۶۱ (۲)

ترجمہ: اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس چیز کی طرف جو اللہ نے نازل کی ہے اور آؤ رسول کی طرف تو ان منافقوں کو تم دیکھتے ہو کہ یہ تمہاری طرف آنے سے کتراتے ہیں۔

اے نبی ﷺ! اپنے نفاق پر اصرار کی وجہ سے وہ ایسے مقام پر پہنچ چکے ہیں کہ تم چاہئے ان کے لئے مغفرت کی دعا کرو یا نہ کرو ان کے لئے یکساں ہے، اگر یہ اپنے نفاق سے تائب نہ ہوئے اور نفاق پر ہی مر گئے تو اللہ ہر گز انہیں معاف نہ کرے گا، جیسے فرمایا

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۭ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝۸۰ (۳)

ترجمہ: اے نبی ﷺ! تم خواہ ایسے لوگوں کے لیے معافی کی درخواست کرو یا نہ کرو اگر تم ستر مرتبہ بھی انہیں معاف کر دینے کی درخواست کرو گے تو اللہ انہیں ہر گز معاف نہ کرے گا اس لیے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے اور اللہ فاسق لوگوں کو راہِ نجات نہیں دکھاتا۔

ایک مقام پر منافقین پر غیض وغضب کا اظہار فرمایا

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓي اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰي قَبْرِهٖ ۭ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝۸۴ (۴)

ترجمہ: اور آئندہ ان میں سے جو کوئی مرے اس کی نمازِ جنازہ بھی تم ہر گز نہ پڑھنا اور نہ کبھی اس کی قبر پر کھڑے ہونا کیونکہ انہوں نے اللہ

---

(۱) تفسیر ابن کثیر ۱۲۷/۸

(۲) النسائ۶۱

(۳) التوبۃ۸۰

(۴) التوبۃ۸۴

اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے اور وہ مرے ہیں اس حال میں کہ وہ فاسق تھے۔

اللہ فاسق لوگوں کو ہر گز ہدایت نہیں دیتا، جیسے فرمایا

...وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٠٩﴾ (۱)

ترجمہ: ایسے ظالم لوگوں کو اللہ کبھی سیدھی راہ نہیں دکھاتا۔

یہ وہی لوگ ہیں جو شدت عداوت کی بنا پر اپنے زعم فاسد کے مطابق کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور ان کے ساتھیوں پر خرچ کرنا بند کر دو پھر یہ خود ہی منتشر ہو جائیں حالاں کہ زمین اور آسمانوں کے خزانوں کا مالک اللہ ہے، وہ اپنی حکمت سے جس کو چاہتا ہے رزق عطا فرماتا ہے اور جسے چاہتا ہے اس کا رزق تنگ کر دیتا ہے، جسے چاہتا ہے اس کے لئے رزق کے ذرائع آسان بنا دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے رزق کے ذرائع بہت مشکل کر دیتا ہے جیسے ایک مقام پر فرمایا

...وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٢١٢﴾ (۲)

ترجمہ: رہا دنیا کا رزق! تو اللہ کو اختیار ہے جسے چاہے بے حساب دے۔

...اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٣٧﴾ (۳)

ترجمہ: اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

اس لئے اگر یہ انصار مہاجرین کے ساتھ تعاون نہیں کریں گے تو اللہ کے خزانوں میں کچھ کمی نہیں ہے مگر یہ منافق اس حقیقت کو سمجھتے نہیں ہیں، اور رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی اور اس کے ساتھی یہ کہتے ہیں کہ ہم مدینہ واپس پہنچ جائیں تو جو عزت والا ہے (یعنی خود عبد اللہ بن ابی اور اس کے ساتھی) وہ ذلیل یعنی (نعوذ باللہ) رسول اللہ ﷺ اور ان کے رفقاء کو مدینہ منورہ سے نکال باہر کرے گا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ

اے مسلمانو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں،

وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٩﴾ وَ اَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ

اور جو ایسا کریں وہ بڑے ہی زیاں کار لوگ ہیں، اور جو کچھ ہم نے تمہیں دے رکھا ہے اس میں سے (ہماری راہ میں)

مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْ لَاۤ اَخَّرْتَنِيْۤ

اس سے پہلے خرچ کرو کہ تم میں سے کسی کو موت آ جائے تو کہنے لگے اے میرے پروردگار! مجھے تو تھوڑی دیر کی مہلت

(۱) التوبۃ ۱۰۹
(۲) البقرۃ ۲۱۲
(۳) آل عمران ۳۷

اِلٰۤی اَجَلٍ قَرِیْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَ اَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝۱۰ وَ لَنْ یُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ

کیوں نہیں دیتا؟ کہ میں صدقہ کروں اور نیک لوگوں میں ہو جاؤں، اور جب کسی کا مقررہ وقت آجاتا ہے پھر اسے اللہ تعالیٰ

اَجَلُهَا ؕ وَ اللّٰهُ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۱۱ (المنافقون ۹ تا ۱۱)

ہرگز مہلت نہیں دیتا اور جو کچھ تم کرتے ہو اس سے اللہ تعالیٰ بخوبی باخبر ہے۔

تمام مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ہم نے تمہیں چند روزہ دنیاوی زندگی کے لئے مال و دولت، مویشی اور اولادیں دی ہیں جن سے تم محبت بھی کرتے ہو مگر مال و دولت جمع کرنے کی لگن اور اہل وعیال کی محبت تم پر اتنی غالب نہ آجائے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام وفرائض سے غافل ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدوں کو پھلانگ جاؤ، جیسے فرمایا

اِنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ؕ وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ۝۱۵ (۱)

ترجمہ: تمہارے مال اور تمہاری اولاد تو ایک آزمائش ہیں، اور اللہ ہی ہے جس کے پاس بڑا اجر ہے۔

جو لوگ دنیاوی مال واسباب جمع کرنے اور اہل وعیال کی محبت میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کو بھول جائیں گے روز آخرت وہی خسارے میں رہنے والے ہیں، بلکہ جو پاکیزہ رزق ہم نے تمہیں دیا ہے اس میں سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں یتیموں، مسکینوں، بیواؤں، مسافروں، جہاد فی سبیل اور دوسرے خیر کے کاموں میں خرچ کرو قبل اس کے کہ تم میں سے کسی کی موت کا وقت آجائے اور اس وقت وہ اپنی کوتاہی پر حسرت کا اظہار کرتے ہوئے التجا کرے کہ اے میرے رب! کیوں نہ تو نے مجھے زندگی کی تھوڑی سی مہلت اور دے دی کہ میں تیری خوشنودی حاصل کرنے کے لئے صدقہ دیتا اور صالح لوگوں میں شامل ہو جاتا، جیسے فرمایا

وَ اَنْذِرِ النَّاسَ یَوْمَ یَاْتِیْهِمُ الْعَذَابُ فَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَاۤ اَخِّرْنَاۤ اِلٰۤی اَجَلٍ قَرِیْبٍ ۙ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَ نَتَّبِعِ الرُّسُلَ ؕ ... ۝۴۴ (۲)

ترجمہ: اے نبی ﷺ! اس دن سے تم انہیں ڈرا دو جب کہ عذاب انہیں آلے گا اس وقت یہ ظالم کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہمیں تھوڑی سی مہلت اور دے دے ہم تیری دعوت کو لبیک کہیں گے اور رسولوں کی پیروی کریں گے۔

حَتّٰۤی اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ۝۹۹ (۳)

ترجمہ: (یہ لوگ اپنی کرنی سے باز نہ آئیں گے) یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آجائے گی تو کہنا شروع کرے گا کہ اے میرے رب! مجھے اسی دنیا میں واپس بھیج دیجیے (تاکہ میں نیک اعمال کرلوں)۔

مگر اس وقت صدقہ وخیرات یا دعوت حق قبول کرنے یا دنیا میں واپس آنے کی یہ آرزو کرنا محض حماقت ہے کیونکہ جب کسی کی مہلت عمل پوری

(۱) التغابن ۱۵

(۲) ابراہیم ۴۴

(۳) المومنون ۹۹

ہونے کا وقت آجاتا ہے تو اللہ اس کو ہرگز مزید مہلت نہیں دیتا، جیسے فرمایا

مَا تَسۡبِقُ مِنۡ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسۡتَاۡخِرُوۡنَ ﴿٤٣﴾ [۱]

ترجمہ: کوئی قوم نہ اپنے وقت سے پہلے ختم ہوئی اور نہ اس کے بعد ٹھیر سکی۔

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: ذَكَرْنَا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزِّيَادَةَ فِي الْعُمْرِ فَقَالَ:إِنَّ اللهَ لَا يُؤَخِّرُ نَفْسًا إِذَا جَاءَ أَجَلُهَا، وَإِنَّمَا زِيَادَةُ الْعُمْرِ بِالذُّرِّيَّةِ الصَّالِحَةِ يَرْزُقُهَا الْعَبْدَ فَيَدْعُونَ لَهُ مِنْ بَعْدِهِ، فَيَلْحَقُهُ دُعَاؤُهُمْ فِي قَبْرِهِ، فَذَلِكَ زِيَادَةُ الْعُمْرِ فَذَلِكَ زِيَادَةُ الْعُمْرِ

ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے زیادتی عمر کا ذکر کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب موت کا وقت آجاتا ہے تو پھر وہ مؤخر نہیں ہوتی، زیادتی عمر صرف اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی بندے کو نیک صالحہ اولاد دے دے جو اس کے مرنے کے بعد اس کے حق میں دعا کرتی رہے اور وہ دعا اسے اس کی قبر میں پہنچتی رہے، یہ ہے زیادہ عمر۔ [۲]

اور تم جو اچھے یا برے اعمال کرتے ہو اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے اور وہ تمہاری نیتوں کے مطابق تمہارے اچھے برے اعمال کی جزا دے گا۔

فَقَامَ عُمَرُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ: دَعْنِي أَضْرِبْ عُنُقَ هَذَا الْمُنَافِقِ،فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:دَعْهُ، لاَ يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت عطا فرمائیں کہ میں اس خبیث (عبداللہ بن ابی) کی گردن اڑا دوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے عمر رضی اللہ عنہ!) رہنے دو، لوگ کہیں گے کہ محمد اپنے اصحاب کو بھی قتل کرتے ہیں۔ [۳]

جب عبداللہ بن ابی کے لڑکے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو جو نہایت نیک طینت انسان تھے پوری تفصیل کا علم ہوا

وتبرأ عَبْد اللهِ بْن عَبْد اللهِ بْن أُبَيٍّ من فعل أَبِيه وأتى رسولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ: يَا رَسُول الله أَنْت وَالله الْعَزِيز وَهُوَ الذَّلِيل، أَو قَالَ: أَنْت الأَعَز وَهُوَالأَذَل، وَإِن شِئْت وَالله لنخرجنه من الْمَدِينَة

تو انہوں نے اپنے منافق باپ سے بیزاری کا اعلان کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آ کر عرض کی اے اللہ

---

[۱] المومنون ۴۳

[۲] فتح القدیر للشوکانی ۲۳۲؍۲،تفسیرابن ابی حاتم ۱۷۹۴۲، ۳۱۷۴؍۱۰، الدرالمثورفی التفسیربالماثور۴۴۸؍۳، التفسیر المنیر للزحیلی ۱۵۹؍۱۴

[۳] صحیح بخاری کتاب التفسیرتفسیرسورہ المنافقون بَابُ قَوْلِهِ سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ عن زیدبن ارقم وجابر ۴۹۰۵،وکتاب المناقب بَابُ مَا يُنْهَى مِنْ دَعْوَةِ الجَاهِلِيَّةِ عن جابر ۳۵۱۸

کے رسول ﷺ آپ ہی صاحب عزت ہیں اور وہ ذلیل ترین انسان ہے، اللہ کی قسم! اگر آپ چاہیں تو ہم اس کو مدینہ سے نکال دیں گے۔ [۱]

أَنَّ عَبْدَ اللهِ أَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّكَ تُرِيدُ قَتْلَ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيٍّ فِيمَا بَلَغَكَ عَنْهُ، فَإِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَمُرْنِي بِهِ، فَأَنَا أَحْمِلُ إِلَيْكَ رَأْسه،فو الله لَقَدْ عَلِمَتْ الْخَزْرَجُ مَا كَانَ لَهَا مِنْ رَجُلٍ أَبَرَّ بِوَالِدِهِ مِنِّي، وَإِنِّي أَخْشَى أَنْ تَأْمُرَ بِهِ غَيْرِي فَيَقْتُلَهُ، فَلَا تَدَعُنِي نَفْسِي أَنْظُرُ إِلَى قَاتِلِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيٍّ يَمْشِي فِي النَّاسِ، فَأَقْتُلَهُ فَأَقْتُلَ رَجُلًا مُؤْمِنًا بِكَافِرٍ، فَأَدْخُلَ النَّارَ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:بَلْ نَتَرَفَّقُ بِهِ، وَنُحْسِنُ صُحْبَتَهُ مَا بَقِيَ مَعَنَا

انہوں نے آپ ﷺ سے یہ بھی عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے اطلاع ملی ہے کہ آپ میرے باپ کو قتل کرنا چاہتے ہیں اس بات کی وجہ سے جو آپ نے اس کی سنی ہے، اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر آپ واقعی اسے قتل کرنا چاہتے ہیں تو آپ یہ کام میرے سپرد کر دیں اللہ کی قسم! میں اس کا سر لا کر آپ کی خدمت میں پیش کر دوں گا اللہ کی قسم! خزرج اس بات کو جانتے ہیں کہ مجھ سے زیادہ کوئی شخص اپنے باپ کے ساتھ نیکی کرنے والا نہیں ہے اور مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اگر آپ نے میرے سوا کسی اور کو اس کے قتل کا حکم فرمایا اور اس نے قتل کر دیا تو مجھے یہ ہرگز گوارہ نہیں ہوگا کہ اس کو زمین پر زندہ چھوڑ دوں پھر میں اس مومن کو کافر کے بدلہ میں قتل کرنے سے دوزخ میں چلا جاؤں گا، رسول اللہ ﷺ نے ان کی گزارشات سن کر ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی اور انہیں اپنے باپ کے ساتھ بدسلوکی کرنے سے منع فرمایا اور ان سے فرمایا نہیں ہم اسے قتل نہیں کریں گے بلکہ نرمی کا برتاؤ کریں گے اور جب تک وہ ہمارے ساتھ رہے گا ہم اس سے اچھی طرح پیش آتے رہیں گے۔ [۲]

قَالَ وَجَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّكَ تُرِيدُ أَنْ تَقْتُلَ أَبِي، فَوَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا تَأَمَّلْتُ وَجْهَهُ قَطُّ هَيْبَةً لَهُ، لَئِنْ شِئْتَ أَنْ آتِيكَ بِرَأْسِهِ لَآتِيَنَّكَ، فَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ أَرَى قَاتِلَ أَبِي

ایک روایت میں ہے عبد اللہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے اطلاع ملی کہ آپ میرے والد کو قتل کرنا چاہتے ہیں، اللہ کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اپنے باپ کی ہیبت کی وجہ سے میں نے آج تک نگاہ اٹھا کر ان کے چہرے کی طرف نہیں دیکھا لیکن اگر آپ اس پر ناراض ہیں تو مجھے حکم فرمائیں، میں اس کی گردن آپ کے قدموں میں لا کر ڈال دوں گا کسی اور کو اس کے قتل کا حکم نہ دیجئے گا ایسا نہ ہو کہ میں اپنے والد کے قاتل کو اپنی آنکھوں سے چلتا پھرتا نہ دیکھ سکوں گا۔ [۳]

فَلَمَّا اسْتَقَلَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَارَ، لَقِيَهُ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ، فَحَيَّاهُ بِتَحِيَّةِ النُّبُوَّةِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: يَا نَبِيَّ اللهِ، وَاللَّهِ لَقَدْ رُحْتَ فِي سَاعَةٍ مُنْكَرَةٍ، مَا كُنْتَ تَرُوحُ فِي مِثْلِهَا،فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوْ

---

[۱] الدرر في اختصار المغازي والسير ۱۸۹/۱

[۲] ابن ہشام ۲۹۱/۲،دلائل النبوۃ للبیہقی ۶۲/۴،الروض الانف ۲۳/۷،عیون الآثر ۱۳۱/۲،تاریخ طبری ۶۰۸/۲، البدایۃ والنہایۃ ۱۸۱/۴

[۳] مسند حمیدی ۱۲۷۶

مَا بَلَغَكَ مَا قَالَ صَاحِبُكُمْ؟قَالَ: وَأَيُّ صَاحِبٍ يَا رَسُولَ اللهِ؟قَالَ: عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ، قَالَ: وَمَا قَالَ؟ قَالَ: زَعَمَ أَنَّهُ إِنْ رَجَعَ إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ،قَالَ: فَأَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ وَاللَّهِ تُخْرِجُهُ مِنْهَا إِنْ شِئْتَ. هُوَ وَاللَّهِ الذَّلِيلُ وَأَنْتَ الْعَزِيزُ ، ثُمَّ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، ارْفُقْ بِهِ، فو الله لَقَدْ جاءَنَا اللهُ بِكَ، وَإِنَّ قَوْمَهُ لَيَنْظِمُونَ لَهُ الْخَرَزَ لِيُتَوِّجُوهُ، فَإِنَّهُ لَيَرَى أَنَّكَ قَدْ اسْتَلَبْتَهُ مُلْكًا

اس کے بعد بہت سویرے جس میں رسول اللہ عام طور پر سفر کرنے کے عادی نہ تھے آپ نے سفر کا حکم دے دیا جب رسول اللہ ﷺ واپسی کے لئے روانہ ہونے لگے تو اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے حاضر خدمت ہو کر پہلے سلام عرض کیا پھر عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ آپ بہت سویرے چل پڑے حالانکہ آپ ایسے وقت کبھی سفر نہ فرماتے تھے، رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا کیا تمہیں کچھ علم ہے تمہارے ساتھی نے کیا بات کہی ہے؟ انہوں نے دریافت کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! کون سا ساتھی؟ فرمایا عبداللہ بن ابی، انہوں نے دریافت کیا کہ اس نے کیا کہا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ کہتا ہے کہ جب وہ مدینہ منورہ واپس ہوگا تو وہاں کا معزز طبقہ پست طبقہ کو نکال باہر کرے گا، اسید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر آپ چاہیں تو آپ ہی اسے وہاں سے نکال باہر کریں واللہ وہ خود ہی ذلیل ہے آپ معزز ہیں، پھر عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! اس سے نرمی کا برتاؤ کریں اس لئے کہ عین وقت پر جب اس کی قوم اس کے لئے موتی جواہرات کا تاج تیار کر رہی تھی تا کہ اس کی تاجپوشی کر دے تو اللہ نے آپ کو بھیج دیا تب سے اس کا یہ خیال ہے کہ آپ نے آ کر اس کی بادشاہت چھین لی ہے۔ [1]

ثُمَّ مَشَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ يَوْمَهُمْ ذَلِكَ حَتَّى أَمْسَى، وَلَيْلَتَهُمْ حَتَّى أَصْبَحَ، وَصَدْرَ يَوْمِهِمْ ذَلِكَ حَتَّى آذَتْهُمْ الشَّمْسُ، ثُمَّ نَزَلَ بِالنَّاسِ ، فَلَمْ يَلْبَثُوا أَنْ وَجَدُوا مَسَّ الْأَرْضِ فَوَقَعُوا نِيَامًا، ثُمَّ رَاحَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ وَسَلَكَ الْحِجَازَ حَتّى نَزَلَ عَلَى مَاءٍ بِالْحِجَازِ فُوَيْقَ النَّقِيعِ ؛ يُقَالُ لَهُ بَقْعَاءُ، فَلَمّا رَاحَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَبّتْ عَلَى النّاسِ رِيحٌ شَدِيدَةٌ آذَتْهُمْ وَتَخَوّفُوهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَخَافُوهَا، فَإِنّمَا هَبّتْ لِمَوْتِ عَظِيمٍ مِنْ عُظَمَاءِ الْكُفّارِ، فَلَمَّا قَدِمُوا الْمَدِينَةَ وَجَدُوا رِفَاعَةَ بْنَ زَيْدِ بْنِ التَّابُوتِ، أَحَدَ بَنِي قَيْنُقَاعَ، وَكَانَ عَظِيمًا مِنْ عُظَمَاءِ يَهُودَ، وَكَهْفًا لِلْمُنَافِقِينَ، مَاتَ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ

پھر رسول اللہ ﷺ اس دن اور رات بھر چلے جب صبح ہوئی تو دھوپ نے لوگوں کو ستایا آخر رسول اللہ ﷺ ایک جگہ اترے، لوگوں کے بدن جونہی زمین پر ٹکے انہیں فوراً ہی نیند آ گئی، پھر رسول اللہ ﷺ حجاز کے راستہ پر تشریف لائے اور ایک چشمہ پر جس کو بَقْعَاءُ کہتے تھے فروکش ہوئے، پھر جب رسول اللہ ﷺ اس مقام سے روانہ ہوئے تو سخت قسم کی آندھی چلی جس سے لوگ پریشان ہو گئے اور اس کی شدت سے دہشت زدہ ہو گئے، رسول ﷺ نے فرمایا ڈرنے کی کوئی بات نہیں یہ ہوا کسی بڑی کافر شخصیت کی موت کی وجہ سے چلی

[1] ابن ہشام ۲۹۳،۲۹۲/۲، الروض الانف ۲۱/۷، عیون الآثر ۱۳۰/۲،تاریخ طبری ۶۰۶/۲،البدایة والنہایة۱۸۰/۴،دلائل النبوة للبیہقی ۵۳/۴،السیرة النبویة لابن کثیر ۲۹۹/۳

ہے، جب یہ لوگ مدینہ منورہ واپس پہنچے تو معلوم ہوا کہ رفاعہ بن ثابت بن تابوت اسی دن مر گیا تھا جس دن رسول اللہ ﷺ نے سفر شروع فرمایا تھا اور تیز آندھی چلی تھی، یہ قبیلہ قینقاع کا ایک فرد، یہود کا بہت بڑا آدمی اور منافقوں کے لئے ایک محفوظ قلعہ اور ان کی پناہ گاہ تھا۔[1]

أَنَّ النَّاسَ لَمَّا قَفَلُوا رَاجِعِينَ إِلَى الْمَدِينَةِ، وَقَفَ عبدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ هَذَا عَلَى بَابِ الْمَدِينَةِ، وَاسْتَلَّ سَيْفَهُ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَمُرُّونَ عَلَيْهِ فَلَمَّا جَاءَ أَبُوهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ قَالَ لَهُ ابْنُهُ: وَرَاءَكَ، فَقَالَ: مَا لَكَ؟ وَيْلَكَ، فَقَالَ: والله لا تجوز من هاهنا حَتَّى يأذنَ لَكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِنَّهُ الْعَزِيزُ وَأَنْتَ الذَّلِيلُ، فَلَمَّا جَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ إِنَّمَا يَسِيرُ سَاقَةً، فَشَكَا إِلَيْهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنَهُ، فَقَالَ ابْنُهُ عَبْدُ اللهِ: وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ لَا يَدْخُلُهَا حَتَّى تَأْذَنَ لَهُ، فَأَذِنَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَمَا إِذْ أَذِنَ لَكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجُز الْآنَ

جب رسول اللہ ﷺ اپنے لشکر کے ہمراہ مدینہ منورہ پہنچے تو عبداللہ بن ابی کا بیٹا عبداللہ مدینہ کے دروازے پر تلوار کھینچ کر کھڑے ہو گئے، لوگ مدینہ میں داخل ہونے لگے یہاں تک کہ ان کا باپ عبداللہ بن ابی بھی آ گیا تو یہ فرمانے لگے یہاں سے دور رہو اور مدینہ میں داخل ہونے کی کوشش نہ کرو، عبداللہ بن ابی نے کہا تو برباد ہو تم مجھے مدینہ میں داخل ہونے سے کیوں روک رہے ہو؟ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تک رسول اللہ ﷺ تمہیں مدینہ منورہ میں داخل ہونے کی اجازت نہ فرمادیں تو اندر داخل نہیں ہو سکتا، عزت واکرام اور شان ومرتبہ والے تو رسول اللہ ﷺ ہی ہیں اور آپ ذلیل ورسوا ہیں، بیٹے کی یہ بات سن کر یہ ایک طرف کھڑا ہو گیا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، آپ ﷺ کی عادت مبارک تھی کہ لشکر کے آخری حصہ میں ہوتے تھے، آپ ﷺ کو دیکھ کر اس نے اپنے بیٹے کی شکایت کی آپ ﷺ نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اسے کیوں یہاں روک رکھا ہے؟ عبداللہ بن ابی کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اللہ کی قسم! جب تک آپ ﷺ کی اجازت نہ ہو یہ مدینہ کے اندر داخل نہیں ہو سکتا، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اسے مدینہ میں داخل ہونے کی اجازت فرمائی تب عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کو شہر میں داخل ہونے دیا۔[2]

قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيٍّ ابْنِ سَلُولَ، لِأَبِيهِ: وَاللهِ لَا تَدْخُلُ الْمَدِينَةَ أَبَدًا حَتَّى تَقُولَ: رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَعَزُّ، وَأَنَا الْأَذَلُّ

ایک روایت میں ہے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے کہا اللہ کی قسم! جب تک تو اپنی زبان سے یہ نہ کہہ کہ رسول اللہ ﷺ عزت واکرام اور شان ومرتبہ والے ہیں اور میں ذلیل ورسوا ہوں تب تک تو مدینہ میں داخل نہیں ہو سکتا۔[3]

[1] ابن ہشام ۲۹۲؍۲، الروض الانف ۲۱؍۷، عیون الآثر ۱۳۱؍۲، تاریخ طبری ۶۰۶؍۲، البدایة والنھایة ۱۸۰؍۴، السیرة النبویة لابن کثیر ۳۰۰؍۳

[2] تفسیر ابن کثیر ۱۵۷؍۸، تفسیر فی ظلال القران ۳۵۷۶؍۶، التفسیر الوسیط لطنطاوی ۴۰۷؍۱۴، توفیق الرحمٰن فی دروس القرآن ۲۸۸؍۴

[3] جامع ترمذی أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ الْمُنَافِقِينَ ۳۳۱۵، مسند حمیدی ۱۲۷۶

اس کے بعد بھی عبداللہ بن ابی کوئی شرارت کرتا تو اس کے ہم قوم اسی کو ملامت کرتے اور ڈانٹتے اور مجرم گردانتے تھے۔

كَيْفَ تَرَى يَا عُمَرُ، أَمَا وَاللَّهِ لَوْ قَتَلْتُهُ يَوْمَ قُلْتَ لِي اُقْتُلْهُ، لَأُرْعِدَتْ لَهُ آنُفٌ، لَوْ أَمَرْتَهَا الْيَوْمَ بِقَتْلِهِ لَقَتَلْتُهُ ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ: قَدْ وَاللَّهِ عَلِمْتُ لَأَمْرُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْظَمُ بَرَكَةً مِنْ أَمْرِي

رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا اے عمر رضی اللہ عنہ! اب بولو! اگر تم اسی دن اسے قتل کر دیتے تو تمہارے اس اقدام پر بے شمار لوگ ناک بھوں چڑھاتے لیکن آج صورت حال یہ ہو چکی ہے کہ اگر میں اس کی قوم کو حکم دوں تو وہ خود اپنے ہاتھوں اسے قتل کر ڈالے گی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے اللہ رب العزت کی قسم! مجھے کامل یقین ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کی رائے گرامی میرے خیال سے بہت افضل اور مبارک ہوتی ہے۔[1]

واقعہ افک

ماہ شعبان چھ ہجری

اسی غزوے سے واپسی میں ایک دوسرا واقعہ بھی پیش آیا جو کچھ یوں ہے،

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ أَزْوَاجِهِ، فَأَيُّهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُ ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَأَقْرَعَ بَيْنَنَا فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا فَخَرَجَ فِيهَا سَهْمِي، فَخَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا أُنْزِلَ الحِجَابُ،فَكُنْتُ أُحْمَلُ فِي هَوْدَجِي وَأُنْزَلُ فِيهِ ، فَسِرْنَا حَتَّى إِذَا فَرَغَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَتِهِ تِلْكَ وَقَفَلَ، دَنَوْنَا مِنَ المَدِينَةِ قَافِلِينَ ، آذَنَ لَيْلَةً بِالرَّحِيلِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب سفر کا ارادہ کرتے تو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے درمیان قرعہ ڈالا کرتے تھے پھر جس کا نام نکلتا تو رسول اللہ ﷺ انہیں اپنے ساتھ سفر میں لے جاتے تھے، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ایک غزوہ (بنی مصطلق) کے موقع پر جب آپ ﷺ نے قرعہ ڈالا اور میرے نام کا قرعہ نکلا اور میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر پر روانہ ہوئی، یہ واقعہ پردہ کے حکم کے نازل ہونے کے بعد کا ہے، چنانچہ روانگی کے وقت مجھے ہودج سمیت اٹھا کر سوار کر دیا جاتا تھا اور اسی کے ساتھ اتار لیا جاتا تھا اس طرح ہم سفر پر روانہ ہوئے پھر جب رسول اللہ ﷺ اپنے غزوہ سے فارغ ہو گئے تو مدینہ منورہ کو واپس ہوئے واپسی میں اب ہم مدینہ منورہ کے قریب تھے اور ایک مقام پر پڑاؤ تھا جہاں سے رسول اللہ ﷺ نے کوچ کارات میں اعلان فرمایا

فَقُمْتُ حِينَ آذَنُوا بِالرَّحِيلِ، فَمَشَيْتُ حَتَّى جَاوَزْتُ الجَيْشَ،فَلَمَّا قَضَيْتُ شَأْنِي أَقْبَلْتُ إِلَى رَحْلِي، فَلَمَسْتُ صَدْرِي،

[1] ابن ہشام۲؍۲۹۳،الروض الانف۷؍۲۳،عیون الآثر۲؍۱۳۲،سبل الھدی والرشاد، في سيرة خير العباد۴؍۳۵۵،السيرة الحلبية۲؍۳۹۴

فَإِذَا عِقْدٌ لِي مِنْ جَزْعِ ظَفَارِ قَدِ انْقَطَعَ،فَرَجَعْتُ فَالْتَمَسْتُ عِقْدِي فَحَبَسَنِي ابْتِغَاؤُهُ، قَالَتْ: وَأَقْبَلَ الرَّهْطُ الَّذِينَ كَانُوا يُرَحِّلُونِي، فَاحْتَمَلُوا هَوْدَجِي فَرَحَلُوهُ عَلَى بَعِيرِي الَّذِي كُنْتُ أَرْكَبُ عَلَيْهِ، وَهُمْ يَحْسِبُونَ أَنِّي فِيهِ،وَكَانَ النِّسَاءُ إِذْ ذَاكَ خِفَافًا لَمْ يَهْبُلْنَ، وَلَمْ يَغْشَهُنَّ اللحْمُ، إِنَّمَا يَأْكُلْنَ العُلْقَةَ مِنَ الطَّعَامِ، فَلَمْ يَسْتَنْكِرِ القَوْمُ خِفَّةَ الهَوْدَجِ حِينَ رَفَعُوهُ وَحَمَلُوهُ وَكُنْتُ جَارِيَةً حَدِيثَةَ السِّنِّ،فَبَعَثُوا الجَمَلَ فَسَارُوا وَوَجَدْتُ عِقْدِي بَعْدَ مَا اسْتَمَرَّ الجَيْشُ

جب لشکر کے کوچ کا اعلان ہو چکا تو میں کھڑی ہوئی اور تھوڑی دور چل کر لشکر کے حدود سے آگے نکل گئی، پھر قضائے حاجت سے فارغ ہو کر جب میں اپنے کجاوے کے پاس آ گئی پہنچی تو وہاں پہنچ کر جو میں نے اپنا سینہ ٹٹولا تو میرا ہار جو سفید وسیاہ خشبو دار خرمہروں کا تھا جو ظفار (یمن کے ایک شہر) سے آتے ہیں وہ میرے گلے میں نہیں ہے، میں پھر واپس ہوئی اور اپنا ہار ڈھونڈنے میں لگ گئی، اس تلاش میں مجھے دیر ہو گئی، فرمایا کہ جو لوگ مجھے سوار کیا کرتے تھے وہ آئے اور میرے ہودج کو اٹھا کر انہوں نے میرے اونٹ پر رکھ دیا جس پر میں سوار ہوا کرتی تھی اور انہوں نے سمجھا کہ میں ہودج کے اندر ہی موجود ہوں، ان دنوں عام طور پر عورتیں بہت ہلکی پھلکی ہوتی تھیں، ان کے جسم پر زیادہ گوشت نہیں ہوتا تھا کیونکہ انہیں بہت معمولی خوراک ملا کرتی تھی، اس لئے ہودج کے اٹھانے والوں نے جب ہودج اٹھایا تو ہودج کے ہلکے پن میں انہیں کوئی فرق محسوس نہیں ہوا اور اس وقت میں ایک نوعمر لڑکی تھی (اس وقت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر پندرہ برس سے کم تھی) الغرض اونٹ کو اٹھا کر وہ بھی روانہ ہو گئے جب لشکر گزر گیا تو مجھے بھی اپنا ہار مل گیا

فَجِئْتُ مَنَازِلَهُمْ وَلَيْسَ بِهَا مِنْهُمْ دَاعٍ وَلاَ مُجِيبٌ،فَتَيَمَّمْتُ مَنْزِلِي الَّذِي كُنْتُ بِهِ ، وَظَنَنْتُ أَنَّهُمْ سَيَفْقِدُونِي فَيَرْجِعُونَ إِلَيَّ، فَبَيْنَا أَنَا جَالِسَةٌ فِي مَنْزِلِي، غَلَبَتْنِي عَيْنِي فَنِمْتُ،وَكَانَ صَفْوَانُ بْنُ المُعَطَّلِ السُّلَمِيُّ ثُمَّ الذَّكْوَانِيُّ مِنْ وَرَاءِ الجَيْشِ فَأَصْبَحَ عِنْدَ مَنْزِلِي، فَرَأَى سَوَادَ إِنْسَانٍ نَائِمٍ فَعَرَفَنِي حِينَ رَآنِي، وَكَانَ رَآنِي قَبْلَ الحِجَابِ ، فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهِ حِينَ عَرَفَنِي ، فَخَمَّرْتُ وَجْهِي بِجِلْبَابِي،وَوَاللهِ مَا تَكَلَّمْنَا بِكَلِمَةٍ، وَلاَ سَمِعْتُ مِنْهُ كَلِمَةً غَيْرَ اسْتِرْجَاعِهِ ،وَهَوَى حَتَّى أَنَاخَ رَاحِلَتَهُ، فَوَطِئَ عَلَى يَدِهَا، فَقُمْتُ إِلَيْهَا فَرَكِبْتُهَا،

پھر جب میں واپس اپنے مقام پر آئی تو وہاں خالی میدان اور بالکل سناٹا تھا، نہ کوئی پکارنے والا اور نہ کوئی جواب دینے والا، اس لئے میں وہاں آئی جہاں میرا اصل قیام تھا مجھے یقین تھا کہ جلد ہی میرے نہ ہونے کا انہیں علم ہو جائے گا اور مجھے لینے کے لئے واپس لوٹ آئیں گے، رات کی تھکن اسوقت کی کوفت اور جاگنے نے مجھے پریشان کر دیا تھا جس کی وجہ سے کچھ یوں ہی سی اونگھ آ گئی، صفوان بن معطل سلمی ذکوانی رضی اللہ عنہ جو لشکر کے پیچھے مقرر کیے گئے تھے (تا کہ لشکر کی کوئی گری پڑی چیز اٹھالیں) انہوں نے ایک سوئے ہوئے انسان کا سایہ دیکھا اور جب (قریب آ کر) مجھے دیکھا تو پہچان گئے کیونکہ حجاب کا حکم نازل ہونے سے پہلے وہ مجھے دیکھ چکے تھے، جب وہ پہچان گئے تو انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھنے لگے، ان کی آواز سے میں جاگ اٹھی اور فوراً چادر سے اپنا چہرہ چھپالیا، اللہ کی قسم! میں نے ان سے ایک لفظ بھی نہیں کہا اور نہ سوائے انا اللہ وانا الیہ راجعون کے میں نے ان کی زبان سے کوئی لفظ سنا وہ سواری سے اتر گئے اور اسے میرے قریب بٹھایا اور اس کے اگلے پیر پر اپنا پاؤں رکھا کہ وہ اٹھ نہ سکے (اور ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا اس پر سوار ہو سکیں) میں اٹھی اور اس پر سوار ہو گئی،

فَقَالَتْ لَهَا زَيْنَبُ: يَا عَائِشَةُ، مَا قُلْتِ حِينَ رَكِبْتِيهَا؟ قَالَتْ: قُلْتُ: حَسْبِيَ اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ قَالَتْ: قُلْتِ كَلِمَةَ الْمُؤْمِنِينَ

جب سب معاملہ صاف ہو گیا تو ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا یہ تو بتاؤ جب تم اونٹ پر سوار ہوئی تھیں تو تم نے کیا کلمات کہے تھے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا ''ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔'' اس پر زینب رضی اللہ عنہا بول اٹھیں کہ تم نے مومنوں کا کلمہ کہا تھا۔ (۱)

فَانْطَلَقَ يَقُودُ بِي الرَّاحِلَةَ حَتَّى أَتَيْنَا الجَيْشَ مُوغِرِينَ فِي نَحْرِ الظَّهِيرَةِ وَهُمْ نُزُولٌ ،قَالَتْ: فَهَلَكَ مَنْ هَلَكَ

اب انہوں نے اونٹ کی نکیل تھامی اور لشکر کی تلاش میں روانہ ہوئے جب لشکر کے قریب پہنچے تو ٹھیک دوپہر کا وقت تھا اور لشکر نے پڑاؤ کیا ہوا تھا، فرماتی ہیں کہ پھر جسے ہلاک ہونا تھا وہ ہلاک ہوا۔

غزوہ بدر سے غزوہ خندق تک کے تمام عرصہ میں ہر طرف مشرکین اور یہودی شکست پر شکست کھا رہے تھے اور اب وہ سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ مسلمانوں کی طاقت کو محض ہتھیاروں اور لشکروں کے بل پر شکست دینا ناممکن ہے، چنانچہ ایک بڑی اور فیصلہ کن جنگ کے لئے یہودیوں نے اپنی چالبازیوں اور وعدوں سے تمام عرب قبائل کو جمع کیا اور دس ہزار کا لشکر لے کر مدینہ منورہ پر چڑھ دوڑے مگر ایک ماہ تک ہر طرح کی کوشش کرنے کے بعد ناکام ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے، یہودیوں کی مسلمانوں کو ختم کرنے کی یہ بہت بڑی کوشش تھی جو بری طرح ناکام ہو گئی اور اسی کو دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لَنْ تَغْزُوَكُمْ قُرَيْشٌ بَعْدَ عَامِكُمْ هَذَا، وَلَكِنَّكُمْ تَغْزُونَهُمْ

اس سال کے بعد قریش تم پر چڑھائی نہیں کر سکیں گے بلکہ تم لوگ ان پر چڑھائی کرو گے۔ (۲)

یعنی واضح اعلان فرما دیا کہ دشمنوں کی مسلمانوں پر چڑھائی کرنے کی قوت وطاقت ختم ہو چکی ہے اب ہم اپنے بچاؤ کی جنگ نہیں کریں گے بلکہ دشمن پر چڑھائی کریں گے، ان تمام واقعات پر نظر دوڑائیں تو کہیں بھی مسلمانوں کی تعداد دشمنوں سے زیادہ نہیں تھی، آبادی کے لحاظ سے بھی مسلمان کفار سے بہت کم تھے، مسلمانوں کو اسلحہ کی برتری بھی حاصل نہ تھی بلکہ ہر مقام پر کفار کا پلہ ہی بھاری تھا، مسلمان معاشی طور اور اثر ورسوخ کے اعتبار سے بھی بہت کمزور تھے، دشمنوں کے پاس ہر طرح کے معاشی وسائل وافر طور پر موجود تھے جبکہ مسلمان فاقوں کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھنے پر مجبور تھے، اس کے علاوہ قریش کی پشت پر عرب کے تمام مشرک اور اہل کتاب قبائل کھڑے تھے جبکہ مسلمانوں کا ایک اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان لانے کی وجہ سے کوئی ہمدرد نہیں تھا، مگر ان تمام حالات میں مسلمانوں کو ایک اخلاقی برتری حاصل تھی جسے دشمن خوب اچھی طرح محسوس کرتے تھے اور وہ تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بے داغ سیرتیں، مسلمانوں کا آپس میں اتحاد و یگانیت، ایثار وقربانی اور ہر طرح کے حالات میں نظم وضبط، مقصد کو حاصل کرنے کے لئے صبر وبرداشت،

(۱) تفسیر ابن کثیر ۲۵/۶

(۲) ابن ہشام ۲۵۴/۲، الروض الانف ۲۵۳/۶، عیون الآثر ۱۰۹/۲

اپنے نظریہ پر کامل یقین اور بیدار مغز قیادت جس کی وجہ سے دشمن امن و جنگ ہر مقام پر شکست پر شکست کھا رہا تھا، جب دشمنوں نے یہ دیکھا کہ میدان جنگ میں مسلمانوں کو شکست دینا ممکن نہیں تو اندر سے منافقین اور باہر سے مشرکین اور یہود کا گٹھ جوڑ ہو گیا کہ مسلمانوں پر داخلی فتنہ انگیزیوں کا سلسلہ شروع کیا جائے، دشمنوں کے اس گٹھ جوڑ کا پہلا واقعہ اس وقت پیش آیا جب رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے حکم سے اپنے متبنیٰ زید بن حارثہ کی مطلقہ بیوی ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش سے شادی کر لی، منافقین تو موقعہ کے انتظار تھے انہوں نے اس کو بنیاد بنا کر پروپیگنڈا کا ایک طوفان عظیم کھڑا کر دیا اور باہر سے مشرکین اور یہود نے ان کی آواز میں آواز ملائی، منافقین نے رسول اللہ ﷺ کے بارے اس شدت سے پروپیگنڈا کیا کہ کئی مسلمان اس سے متاثر ہوئے مگر اللہ کا کلام سن کر انہیں حقیقت حال کا علم ہوا اور وہ مطمئن ہو گئے، اب جب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک لشکری کے ساتھ اکیلے لشکر گاہ میں پہنچیں تو منافقین کو دوسرا موقعہ ملا اور رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول نے کہا اللہ کی قسم یہ بچ کر نہیں آئی ہے اب اپنی آنکھوں سے دیکھ لو تمہارے نبی کی چہیتی بیوی نے رات ایک اور شخص کے ساتھ گزاری ہے اور اب وہ اسے علانیہ لشکر میں لے کر آ گیا ہے اس طرح اس نے اللہ کی پکڑ سے بے خوف ہو کر حرم رسول کی عزت پر ہاتھ ڈالا۔

وَكَانَ الَّذِي تَوَلَّى كِبْرَ الإِفْكِ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ،قَالَ عُرْوَةُ: أُخْبِرْتُ أَنَّهُ كَانَ يُشَاعُ وَيُتَحَدَّثُ بِهِ عِنْدَهُ، فَيُقِرُّهُ وَيَسْتَمِعُهُ وَيَسْتَوْشِيهِ،وَقَالَ عُرْوَةُ أَيْضًا: لَمْ يُسَمَّ مِنْ أَهْلِ الإِفْكِ أَيْضًا إِلَّا حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ، وَمِسْطَحُ بْنُ أُثَاثَةَ، وَحَمْنَةُ بِنْتُ جَحْشٍ،فِي نَاسٍ آخَرِينَ لاَ عِلْمَ لِي بِهِمْ، غَيْرَ أَنَّهُمْ عُصْبَةٌ، كَمَا قَالَ اللهُ تَعَالَى، وَإِنَّ كِبْرَ ذَلِكَ يُقَالُ لَهُ: عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ،قَالَ عُرْوَةُ: كَانَتْ عَائِشَةُ تَكْرَهُ، أَنْ يُسَبَّ عِنْدَهَا حَسَّانُ

اصل میں تہمت کا بیڑا رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی ابن سلول نے اٹھا رکھا تھا۔ عروہ نے بیان کیا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ اس تہمت کا چرچا کرتا اور اس کی مجلسوں میں اس کا تذکرہ ہوا کرتا تھا، وہ اس کی تصدیق کرتا، خوب غور اور توجہ سے سنتا اور پھیلانے کے لئے خوب کھود کرید کرتا، عروہ نے پہلی سند کے حوالے سے یہ بھی کہا کہ حسان بن ثابت، مسطح بن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش کے سوا تہمت لگانے میں شریک کسی کا بھی نام نہیں لیا کہ مجھے اس کا علم ہوتا اگرچہ اس میں شریک ہونے والے بہت سے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ جن لوگوں نے تہمت لگائی وہ بہت سے ہیں لیکن اس معاملہ میں سب سے بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والا عبداللہ بن ابی ابن سلول تھا، عروہ نے بیان کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس پر بڑی خفگی کا اظہار کرتی تھیں، اگر ان کے سامنے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا جاتا تو وَتَقُولُ: إِنَّهُ الَّذِي قَالَ: آپ فرماتیں کہ یہ شعر حسان رضی اللہ عنہ نے ہی کہے ہیں۔

فَإِنَّ أَبِي وَوَالِدَهُ وَعِرْضِي — لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وِقَاءُ

میرے والد اور میرے والد کے والد اور میری عزت — محمد ﷺ کی عزت کی حفاظت کے لئے تمہارے سامنے ڈھال بنی رہیں گی

ایک موقعہ پر حسان بن ثابت نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ شعر کہے تھے

حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِيبَةٍ — وَتُصْبِحُ غَرْثَى مِنْ لُحُومِ الغَوَافِلِ

وہ سنجیدہ اور پاک دامن ہیں جس پر کبھی تہمت نہیں لگائی گئی وہ ہر صبح بھوکی ہو کر نادان بہنوں کا گوشت نہیں کھاتی۔ (۱)

بہرحال یہ افوہ فوراً جنگ کی آگ کی طرح مدینہ منورہ کی چھوٹی سی آبادی میں پھیل گئی پھر کچھ لوگ بغیر تحقیق اس بات کو پھیلانے لگے اور کچھ لوگوں نے اس افواہ کی تردید کی قَالَتْ لِأَبِي أَيُّوبَ: أَلَا تَسْمَعُ مَا يَقُولُ النَّاسُ فِي عَائِشَةَ؟ قَالَ: بَلَى، وَذَلِكَ الْكَذِبُ، أَفَكُنْتِ يَا أُمَّ أَيُّوبَ فَاعِلَةً ذَلِكَ ؟قَالَتْ: لَا وَاللهِ نَعُوذُ بِاللهِ! قَالَ: فَعَائِشَةُ وَاللهِ خَيْرٌ مِنْكِ

ابو ایوب خالد بن زید انصاری رضی اللہ عنہ سے ان کی اہلیہ ام ایوب رضی اللہ عنہا نے کہا ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں جو کچھ کہا جا رہا ہے وہ آپ نے سنا؟ انہوں نے کہا ہاں میں نے سنا ہے اور یقیناً یہ جھوٹ کا ایک پلندہ ہے، اے ام ایوب رضی اللہ عنہا تم ہی بتلاؤ کیا تم کبھی ایسا فحش فعل کر سکتی ہو؟ انہوں نے کہا میں تو ایسا نہیں کر سکتی، ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے فرمایا پس ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا تو تم سے کہیں افضل اور بہتر ہیں وہ یہ کیسے کر سکتی ہیں۔ (۲)

قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقَدِمْنَا المَدِينَةَ، فَاشْتَكَيْتُ حِينَ قَدِمْتُ شَهْرًا وَالنَّاسُ يُفِيضُونَ فِي قَوْلِ أَصْحَابِ الإِفْكِ، لاَ أَشْعُرُ بِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ ، وَهُوَ يَرِيبُنِي فِي وَجَعِي أَنِّي لاَ أَعْرِفُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللُّطْفَ الَّذِي كُنْتُ أَرَى مِنْهُ حِينَ أَشْتَكِي،إِنَّمَا يَدْخُلُ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُسَلِّمُ، ثُمَّ يَقُولُ:كَيْفَ تِيكُمْ ، ثُمَّ يَنْصَرِفُ،فَذَلِكَ يَرِيبُنِي وَلاَ أَشْعُرُ بِالشَّرِّ،حَتَّى خَرَجْتُ حِينَ نَقَهْتُ، فَخَرَجْتُ مَعَ أُمِّ مِسْطَحٍ قِبَلَ المَنَاصِعِ، وَكَانَ مُتَبَرَّزَنَا، وَكُنَّا لاَ نَخْرُجُ إِلَّا لَيْلًا إِلَى لَيْلٍ، وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ نَتَّخِذَ الكُنُفَ قَرِيبًا مِنْ بُيُوتِنَاقَالَتْ: وَأَمْرُنَا أَمْرُ العَرَبِ الأُوَلِ فِي البَرِّيَّةِ قِبَلَ الغَائِطِ، وَكُنَّا نَتَأَذَّى بِالكُنُفِ أَنْ نَتَّخِذَهَا عِنْدَ بُيُوتِنَا

ام المومنین عائشہ فرماتی ہیں کہ مدینہ منورہ آتے ہی میری طبیعت بگڑ گئی اور پورے ایک مہینے تک میں بیمار رہی، اس عرصہ میں لوگوں میں تہمت لگانے والوں کی افواہوں کا بڑا چرچا رہا، اس بیماری کی مدت میں میں نے رسول کریم ﷺ کے اس لطف و کرم میں البتہ نمایاں فرق دیکھا جو عموماً میں اپنی بیماری کے زمانہ میں پایا کرتی تھی لیکن اس کی کوئی وجہ میری سمجھ میں نہیں آتی تھی، لوگوں کی چہ میگوئیاں میرے کانوں تک نہیں پہنچی تھیں، رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لاتے سلام کرتے اور دریافت فرماتے کیسی طبیعت ہے؟ صرف اتنا پوچھ کر واپس تشریف لے جاتے، رسول اللہ ﷺ کے اس طرز عمل سے مجھے شبہ تھا لیکن شر (جو پھیل چکا تھا) اس کا مجھے کوئی احساس نہیں تھا (میری بیماری پر کچھ اوپر بائیس دن گزر چکے تھے اور نقاہت بہت بڑھ گئی تھی) جب کچھ افاقہ ہوا تو میں ام مسطح رضی اللہ عنہا کے ساتھ مناصع کی طرف گئی، مناصع (مدینہ منورہ کی آبادی سے باہر) ہمارے رفع حاجت کی جگہ تھی ہم یہاں صرف رات کے وقت جاتے تھے، یہ اس سے پہلے کی بات ہے جب بیت الخلا ہمارے گھروں سے قریب بن گئے تھے، ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ابھی ہم عرب کے قدیم طریقے پر عمل کرتے اور میدان میں رفع حاجت کے لیے جایا کرتے تھے اور ہمیں اس سے گھن آتی تھی کہ بیت الخلا ہمارے گھروں کے قریب بنائے جائیں،

قَالَتْ: فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ، وَهِيَ ابْنَةُ أَبِي رُهْمِ بْنِ المُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ، وَأُمُّهَا بِنْتُ صَخْرِ بْنِ عَامِرٍ، خَالَةُ أَبِي

(۱) صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ حَدِيثِ افک ۴۱۴۶

(۲) ابن ہشام ۲/۳۰۲، الروض الانف ۷/۴۲، مغازی واقدی ۲/۴۳۴، السيرة الحلبية ۲/۴۱۲

بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، وَابْنُهَا مِسْطَحُ بْنُ أُثَاثَةَ بْنِ عَبَّادِ بْنِ المُطَّلِبِ،فَأَقْبَلْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ قِبَلَ بَيْتِي حِينَ فَرَغْنَا مِنْ شَأْنِنَا، فَعَثَرَتْ أُمُّ مِسْطَحٍ فِي مِرْطِهَا فَقَالَتْ: تَعِسَ مِسْطَحٌ،فَقُلْتُ لَهَا: بِئْسَ مَا قُلْتِ، أَتَسُبِّينَ رَجُلًا شَهِدَ بَدْرًا؟ فَقَالَتْ: أَيْ هَنْتَاهْ وَلَمْ تَسْمَعِي مَا قَالَ؟قَالَتْ: وَقُلْتُ: مَا قَالَ؟ فَأَخْبَرَتْنِي بِقَوْلِ أَهْلِ الإِفْكِ،قَالَتْ: فَازْدَدْتُ مَرَضًا عَلَى مَرَضِي

فرمایاالغرض میں اور ام مسطح رضی اللہ عنہا (رفع حاجت کے لئے) گئے ام مسطح رضی اللہ عنہا ابو رہم بن مطلب بن عبد مناف کی بیٹی اور ان کی والدہ صخر بن عامر کی بیٹی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خالہ ہوتی ہیں،انہی کے بیٹے مسطح بن اثاثہ بن عباد بن مطلب ہیں، پھر میں اور ام مسطح رضی اللہ عنہا حاجت سے فارغ ہو کر اپنے گھر کی طرف واپس آرہی تھی کہ ام مسطح رضی اللہ عنہا اپنی چادر میں الجھ گئیں اور عورتوں کی عادت کے مطابق ان کی زبان سے کوسا نکل گیا اور کہا مسطح ذلیل ہو،میں نے کہا آپ نے بری بات زبان سے نکالی ہے ایک ایسے شخص کو آپ برا کہہ رہی ہیں جو غزوہ بدر میں شریک ہو چکا ہے؟ انہوں نے اس پر کہا کیوں مسطح کی باتیں تم نے نہیں سنیں؟ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے پوچھا انہوں نے کیا کہا ہے؟ بیان کیا پھر انہوں نے تہمت لگانے والوں کی باتیں سنائیں،فرماتی ہیں ان کی باتیں سن کر میرے تو پاؤں تلے سے زمین نکل گئی اور میری بیماری بڑھ گئی اور مجھ پر موت کا سارا سماں طاری ہو گیا،

فَلَمَّا رَجَعْتُ إِلَى بَيْتِي دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ:كَيْفَ تِيكُمْ؟فَقُلْتُ لَهُ: أَتَأْذَنُ لِي أَنْ آتِيَ أَبَوَيَّ؟ قَالَتْ: وَأُرِيدُ أَنْ أَسْتَيْقِنَ الخَبَرَ مِنْ قِبَلِهِمَا قَالَتْ: فَأَذِنَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ لِأُمِّي: يَا أُمَّتَاهُ، مَاذَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ؟ قَالَتْ: يَا بُنَيَّةُ، هَوِّنِي عَلَيْكِ، فَوَاللهِ لَقَلَّمَا كَانَتِ امْرَأَةٌ قَطُّ وَضِيئَةً عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا، لَهَا ضَرَائِرُ، إِلَّا كَثَّرْنَ عَلَيْهَا،قَالَتْ: فَقُلْتُ: سُبْحَانَ اللهِ، أَوَلَقَدْ تَحَدَّثَ النَّاسُ بِهَذَا؟

جب میں اپنے گھر واپس آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور سلام کے بعد دریافت کیا کیسی طبیعت ہے؟میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ کیا آپ مجھے اپنے والدین کے گھر جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں گے؟ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میرا ارادہ یہ تھا کہ ان سے اس خبر کی تصدیق کروں گی،فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اجازت مرحمت فرمادی،(گھر جاکر) میں نے اپنی والدہ ام رومان رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ کیا واقعی میری نسبت کچھ ایسی بات اڑ رہی ہے؟والدہ نے فرمایا بیٹی! فکر نہ کر اللہ کی قسم! ایسا شاید ہی کہیں ہوا ہو کہ ایک خوش رو عورت کسی ایسے شوہر کے ساتھ ہو جو اس سے محبت کرتا ہو اور اس کی سوکنیں بھی ہوں اور اس پر تہمتیں نہ لگائی گئی ہوں،اس کی عیب جوئی نہ کی گئی ہو؟ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اس پر میں نے کہا سبحان اللہ (میری سوکنوں سے اس کا کیا تعلق) اس کا تو عام لوگوں میں چرچا ہے،

قَالَتْ: فَبَكَيْتُ تِلْكَ اللَيْلَةَ حَتَّى أَصْبَحْتُ لاَ يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ وَلاَ أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ، ثُمَّ أَصْبَحْتُ أَبْكِي،قَالَتْ: وَدَعَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَأُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ حِينَ اسْتَلْبَثَ الوَحْيُ يَسْأَلُهُمَا وَيَسْتَشِيرُهُمَا فِي فِرَاقِ أَهْلِهِ، قَالَتْ: فَأَمَّا أُسَامَةُ فَأَشَارَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالَّذِي يَعْلَمُ مِنْ بَرَاءَةِ أَهْلِهِ، وَبِالَّذِي يَعْلَمُ لَهُمْ فِي نَفْسِهِ،فَقَالَ أُسَامَةُ: أَهْلَكَ، وَلاَ نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا، وَأَمَّا عَلِيٌّ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، لَمْ يُضَيِّقِ اللهُ عَلَيْكَ، وَالنِّسَاءُ

سِوَاهَا كَثِيرٌ، وَسَلِ الجَارِيَةَ تَصْدُقْكَ

فرمایا کہ ادھر پھر میں نے جو رونا شروع کیا تو رات بھر روتی رہی اسی طرح صبح ہوگئی اور میرے آنسو کسی طرح نہ تھمتے تھے اور نہ نیند ہی آتی تھی، اس واقعہ سے رسول اللہ ﷺ بھی بہت پریشان تھے (تحقیق حال کے لئے) آپ ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے چال چلن کے متعلق تحقیق شروع کی، فرمایا چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو اپنی بیوی کو علیحدہ کرنے کے متعلق مشورہ کرنے کے لئے بلایا کیونکہ اس سلسلہ میں اب تک آپ پر وحی نازل نہیں ہوئی تھی، فرمایا اسامہ رضی اللہ عنہ نے تو رسول اللہ ﷺ کو اسی کے مطابق مشورہ دیا جو وہ رسول اللہ ﷺ کی بیوی (مراد خود اپنی ذات سے ہے) کی پاکیزگی اور آپ ﷺ کی ان سے محبت کے متعلق جانتے تھے چنانچہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ کی بیوی میں مجھے خیر و بھلائی کے سوا کچھ معلوم نہیں ہے، لیکن سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے (رسول اللہ ﷺ کی پریشانی کو رفع کرنے کے لئے) کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ پر کوئی تنگی نہیں رکھی ہے اور ان کے علاوہ اور عورتیں بھی ہیں آپ انہیں طلاق دے کر دوسرا نکاح کر لیں ہاں مزید تحقیق گھر کی لونڈی (بریرہ رضی اللہ عنہا) سے کر لیں، صحیح واقعات سامنے آجائیں گے

قَالَتْ: فَدَعَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِيرَةَ، فَقَالَ: أَيْ بَرِيرَةُ، هَلْ رَأَيْتِ مِنْ شَيْءٍ يَرِيبُكِ؟ قَالَتْ لَهُ بَرِيرَةُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالحَقِّ، مَا رَأَيْتُ عَلَيْهَا أَمْرًا قَطُّ أَغْمِصُهُ غَيْرَ أَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ، تَنَامُ عَنْ عَجِينِ أَهْلِهَا، فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهُ ،فَانْتَهَرَهَا بَعْضُ أَصْحَابِهِ فَقَالَ: اصْدُقِي رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتَّى أَسْقَطُوا لَهَا بِهِ، فَقَالَتْ: سُبْحَانَ اللهِ وَاللهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا إِلَّا مَا يَعْلَمُ الصَّائِغُ عَلَى تِبْرِ الذَّهَبِ الْأَحْمَرِ

فرمایا پھر رسول اللہ ﷺ نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ان سے دریافت فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا کی تم نے کبھی کوئی بات اس قسم کی دیکھی ہے جس سے کوئی شک وشبہ ہو سکے؟ بریرہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اللہ کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں نے ان کے اندر ایسی کوئی بات نہیں دیکھی جو بری ہو، اتنی بات ضرور ہے کہ وہ ایک نوعمر لڑکی ہیں آٹا گوند کر سو جاتی ہیں اور بکری آ کر اسے کھا جاتی ہے یعنی وہ تو اس قدر غافل اور بے خبر ہے کہ اسے آٹے اور دال کی بھی خبر نہیں وہ دنیا کی ان چالاکیوں کو کیسے جان سکتی ہے، آپ ﷺ کے بعض اصحاب نے اسے جھڑکا اور کہا رسول اللہ ﷺ سے سچ سچ بول دے انہوں نے کہا سبحان اللہ! اللہ کی قسم میں تو عائشہ رضی اللہ عنہا کو ایسا جانتی ہوں جیسے سنار خالص سرخ سونے کی ڈلی کو جانتا ہے (یعنی بے عیب)

قَالَتْ عَائِشَةُ: وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ عَنْ أَمْرِي، فَقَالَ لِزَيْنَبَ: مَاذَا عَلِمْتِ، أَوْ رَأَيْتِ؟ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ أَحْمِي سَمْعِي وَبَصَرِي، وَاللهِ مَا عَلِمْتُ إِلَّا خَيْرًا، قَالَتْ عَائِشَةُ: وَهِيَ الَّتِي كَانَتْ تُسَامِينِي مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَصَمَهَا اللهُ بِالوَرَعِ، قَالَتْ: وَطَفِقَتْ أُخْتُهَا حَمْنَةُ تُحَارِبُ لَهَا، فَهَلَكَتْ، فِيمَنْ هَلَكَ، ثُمّ سَأَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمّ أَيْمَنَ فَقَالَتْ: حَاشَى سَمْعِي وَبَصَرِي أَنْ أَكُونَ عَلِمْت أَوْ ظَنَنْت بِهَا قَطّ إِلَّا خَيْرًا، وَمَا كَانَ يَدْخُلُ بَيْتًا مِنْ بُيُوتِي إِلَّا مَعِي، وَيَقُولُونَ عَلَيْهِ غَيْرَ الْحَقّ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میرے معاملہ میں رسول اللہ ﷺ نے ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے بھی مشورہ کیا تھا آپ ﷺ

نے ان سے پوچھا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق تمہاری کیا معلومات ہیں کیا تم نے اس میں کوئی شک وشبہ والی بات دیکھی ہے؟ انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اپنی آنکھوں اور کانوں کو محفوظ رکھتی ہوں (کہ ان کی طرف خلاف واقعہ نسبت کروں) اللہ کی قسم! میں ان کے بارے میں خیر کے سوا اور کچھ نہیں جانتی، فرماتی ہیں زینب رضی اللہ عنہا ہی تمام ازواج مطہرات میں میرے مقابل کی تھیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے تقویٰ اور پاکبازی کی وجہ سے انہیں محفوظ رکھا، فرمایا البتہ ان کی بہن حمنہ رضی اللہ عنہا نے غلط راستہ اختیار کیا اور ہلاک ہونے والوں کے ساتھ وہ بھی ہلاک ہوئی تھیں، پھر رسول اللہ ﷺ نے یہی سوال ام ایمن رضی اللہ عنہا سے بھی کیا انہوں نے کہا میں اپنی آنکھوں اور کانوں کو محفوظ رکھتی ہوں (کہ ان کی طرف خلاف واقعہ نسبت کروں) میں ان کے بارے میں خیر کے سوا اور کچھ نہیں جانتی، آپ کے گھروں میں میرے علاوہ اور کوئی نہیں جاتا اور لوگ ان کے بارے میں غلط بات کہہ رہے ہیں۔ (۱)

ایک طرف عبد اللہ بن ابی بن سلول کی ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کی وجہ رسول اللہ ﷺ انتہائی پریشان ہیں، ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا ﴿٥٧﴾ (۲)

ترجمہ: جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ نے لعنت فرمائی ہے اور ان کے لیے رُسوا کن عذاب مہیا کر دیا ہے۔

اور ہر طرف سے معاملہ کی تحقیق کر رہے ہیں اور دوسری طرف صفوان رضی اللہ عنہ سخت پریشان ہیں، جب وہ اس ناخوشگوار بہتان کو سنتے ہیں تو بے ساختہ ان کی زبان سے نکلتا

وَاللهِ مَا كَشَفْتُ كَنَفَ أُنْثَى قَطُّ

میرے رب کی قسم! میں نے آج تک کسی عورت کا کپڑا نہیں کھولا۔ (۳)

وَاللهِ، مَا قِيلَ لَنَا هَذَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَكَيْفَ بعد ائْ أَعَزَّنَا بِالإِسْلامِ

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ انتہائی غمناک ہیں اور رہ رہ کر فرماتے واللہ! میرے گھرانے پر ایسا الزام تو کفر میں بھی کبھی نہیں لگا پھر اسلام لانے کے بعد یہ کیسے ہوسکتا ہے جب اللہ نے ہمیں عزت وشرف بخشا۔ (۴)

رسول اللہ ﷺ کا خطبہ اور اظہار حقیقت:

قَالَتْ: فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَوْمِهِ فَاسْتَعْذَرَ مِنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيٍّ، وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ

(۱) مغازی واقدی۴۳۲؍۲

(۲) الاحزاب۵۷

(۳) مسند احمد ۲۴۳۱۷، صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ حَدِيثِ افک ۴۱۴۱

(۴) فتح الباری ۴۸۰؍۸، المعجم الکبیر للطبرانی ۱۶۴، السیرة النبویة علی ضوء القرآن والسنة۲۶۷؍۲

الْمُسْلِمِينَ، مَنْ يَعْذِرُنِي مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَنِي عَنْهُ أَذَاهُ فِي أَهْلِي، وَاللهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا خَيْرًا وَلَقَدْ ذَكَرُوا رَجُلًا مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا وَمَا يَدْخُلُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا مَعِي،قَالَتْ: فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ أَخُو بَنِي عَبْدِ الأَشْهَلِ، فَقَالَ: أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ أَعْذِرُكَ، فَإِنْ كَانَ مِنَ الأَوْسِ ضَرَبْتُ عُنُقَهُ، وَإِنْ كَانَ مِنْ إِخْوَانِنَا مِنَ الْخَزْرَجِ أَمَرْتَنَا فَفَعَلْنَا أَمْرَكَ

جب ہر طرف سے تحقیق کرنے کے بعد اس واقعہ کا کوئی ثبوت نہ ملا تو فرمایا رسول اللہ ﷺ مسجد تشریف لے گئے اور منبر پر کھڑے ہو کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خطاب فرمایا اور رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی کا معاملہ رکھا آپ ﷺ نے فرمایا اے گروہ مسلمین! اس شخص کے بارے میں میری کون مدد کرے گا جس کی اذیتیں اب میری بیوی کے معاملے تک پہنچ گئی ہیں، اللہ کی قسم! میں نے اپنی بیوی میں خیر کے سوا اور کوئی چیز نہیں دیکھی، اور نام بھی ان لوگوں نے ایک ایسے شخص (صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ جو ام المومنین کو اپنے اونٹ پر لائے تھے) کا لیا ہے جس کے بارے میں بھی میں خیر کے سوا اور کچھ نہیں جانتا، وہ جب بھی میرے گھر آئے تو میرے ساتھ ہی آئے، رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان سن کر بنو عبد اشہل کے بھائی سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ انصاری بے باکانہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! اس سے میں آپ کا انتقام لینے کے لئے تیار ہوں اگر وہ قبیلہ اوس سے ہے تو میں اس کی گردن مار دوں گا اور اگر وہ قبیلہ خزرج میں سے ہے تو آپ ہمیں حکم دیں ہم اسکی بجا آوری کے لئے مستعد ہیں،

قَالَتْ: فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْخَزْرَجِ، وَكَانَتْ أُمُّ حَسَّانَ بِنْتَ عَمِّهِ مِنْ فَخِذِهِ، وَهُوَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ، وَهُوَ سَيِّدُ الْخَزْرَجِ، قَالَتْ: وَكَانَ قَبْلَ ذَلِكَ رَجُلًا صَالِحًا، وَلَكِنِ احْتَمَلَتْهُ الْحَمِيَّةُ، فَقَالَ لِسَعْدٍ: كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللهِ لاَ تَقْتُلُهُ، وَلاَ تَقْدِرُ عَلَى قَتْلِهِ، وَلَوْ كَانَ مِنْ رَهْطِكَ مَا أَحْبَبْتَ أَنْ يُقْتَلَ ،فَقَامَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ، وَهُوَ ابْنُ عَمِّ سَعْدٍ، فَقَالَ لِسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ: كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللهِ لَنَقْتُلَنَّهُ، فَإِنَّكَ مُنَافِقٌ تُجَادِلُ عَنِ الْمُنَافِقِينَ، قَالَتْ: فَثَارَ الْحَيَّانِ الأَوْسُ، وَالْخَزْرَجُ حَتَّى هَمُّوا أَنْ يَقْتَتِلُوا وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ، قَالَتْ: فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّضُهُمْ، حَتَّى سَكَتُوا وَسَكَتَ

فرمایا یہ سن کر قبیلہ خزرج کا ایک آدمی کھڑا ہوا، حسان کی والدہ ان کی چچا زاد بہن تھیں یعنی سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ جو قبیلہ خزرج کے سردار تھے اور اس سے پہلے بڑے صالح اور مخلصین میں سے تھے لیکن آج قبیلہ کی حمیت ان پر غالب آ گئی، انہوں نے سعد رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے کہا اللہ کی قسم! تم جھوٹے ہو تم اسے قتل نہیں کر سکتے اور تمہارے اندر اتنی طاقت ہے اور وہ تمہارے قبیلہ کا ہوتا تو تم اس کے قتل کا نام نہ لیتے، اس کے بعد اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ جو سعد بن معاذ کے چچیرے بھائی کھڑے ہوئے اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے کہا اللہ کی قسم! تم جھوٹے ہو ہم اسے ضرور قتل کریں گے، اب اس میں شبہ نہیں رہا کہ تم بھی منافق ہو اور منافقوں کی طرف سے مدافعت کرتے ہو (سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ غزوہ خندق کے بعد فوت ہو گئے تھے اور یہ واقعہ غزوہ بنی مصطلق ہے جو چھ ہجری میں ہوا اس پر تمام اہل سیر کا اجماع ہے، قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا ذکر اس روایت میں وہم ہے اور صحیح یہ ہے کہ دونوں بار اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے گفتگو کی) اس پر اوس و خزرج کے دونوں قبیلے بھڑک اٹھے اور قریب تھا کہ تلوار چل پڑے اور اس وقت تک رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرماتے تھے فرمایا پھر رسول

اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے طرفین کو ٹھنڈا کیا ہر ایک کو دوسرے سے الگ کیا اور سمجھا بجھا کر اس اٹھنے والے فتنے کو بٹھا دیا اور کوئی عملی قدم نہ اٹھایا۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا غم:

قَالَتْ: فَبَكَيْتُ يَوْمِي ذَلِكَ كُلَّهُ لاَ يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ وَلاَ أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ، قَالَتْ: وَأَصْبَحَ أَبَوَايَ عِنْدِي، وَقَدْ بَكَيْتُ لَيْلَتَيْنِ وَيَوْمًا، لاَ يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ وَلاَ أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ، حَتَّى إِنِّي لَأَظُنُّ أَنَّ البُكَاءَ فَالِقٌ كَبِدِي، فَبَيْنَا أَبَوَايَ جَالِسَانِ عِنْدِي وَأَنَا أَبْكِي، فَاسْتَأْذَنَتْ عَلَيَّ امْرَأَةٌ مِنَ الأَنْصَارِ فَأَذِنْتُ لَهَا فَجَلَسَتْ تَبْكِي مَعِي،قَالَتْ: فَبَيْنَا نَحْنُ عَلَى ذَلِكَ دَخَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا فَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَسَ قَالَتْ: وَلَمْ يَجْلِسْ عِنْدِي مُنْذُ قِيلَ مَا قِيلَ قَبْلَهَا

فرماتی ہیں میں اس روز پورا دن روتی رہی، نہ میرے آنسو تھمتے تھے اور نہ آنکھ لگتی تھی، فرمایا صبح کے وقت میرے والدین میرے پاس آئے ، دو راتیں اور ایک دن میرا روتے ہوئے گزر گیا تھا اس پورے عرصہ میں نہ میرے آنسو رکے اور نہ نیند آئی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ روتے روتے میرا کلیجہ پھٹ جائے گا، ابھی میرے والدین میرے پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے اور میں روئے جا رہی تھی کہ قبیلہ انصار کی ایک خاتون نے اندر آنے کی اجازت چاہی، میں نے انہیں اجازت دے دی، اور وہ بھی میرے ساتھ بیٹھ کر رونے لگیں، فرماتی ہیں ہم ابھی اسی حالت میں تھے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ تشریف لائے آپ نے سلام کیا اور بیٹھ گئے، فرمایا جب سے مجھ پر تہمت لگائی گئی تھی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ میرے پاس نہیں بیٹھے تھے

وَقَدْ لَبِثَ شَهْرًا لاَ يُوحَى إِلَيْهِ فِي شَأْنِي بِشَيْءٍ، قَالَتْ: فَتَشَهَّدَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ جَلَسَ، ثُمَّ قَالَ:أَمَّا بَعْدُ، يَا عَائِشَةُ، إِنَّهُ بَلَغَنِي عَنْكِ كَذَا وَكَذَا، فَإِنْ كُنْتِ بَرِيئَةً، فَسَيُبَرِّئُكِ اللهُ، وَإِنْ كُنْتِ أَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ، فَاسْتَغْفِرِي اللهَ وَتُوبِي إِلَيْهِ، فَإِنَّ العَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ ثُمَّ تَابَ، تَابَ اللهُ عَلَيْهِ

ایک مہینہ گزر گیا تھا اور میرے بارے میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کو وحی کے ذریعہ کوئی اطلاع نہیں دی گئی تھی، فرمایا بیٹھنے کے بعد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے کلمہ شہادت پڑھا پھر فرمایا امابعد! اے عائشہ رضی اللہ عنہا! مجھے تمہارے بارے میں اس اس طرح کی خبر ملی ہے اگر واقعی تم اس معاملہ میں پاک وصاف ہو تو اللہ تعالیٰ تمہاری پاکی خود بیان کر دے گا لیکن اگر تم نے کسی گناہ کا قصد کیا تھا تو اللہ تعالیٰ سے بخشش ومغفرت طلب کرو اور اس کے حضور توبہ کرو کیونکہ بندہ جب (اپنے گناہوں کا) اعتراف کر لیتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خلوص نیت سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے

فَقُلْتُ: أَلَا تَسْتَحِي مِنْ هَذِهِ الْمَرْأَةِ أَنْ تَذْكُرَ شَيْئًا؟

میں نے کہا ہائے کیسی بے شرمی کی بات ہے؟ ایک اجنبی عورت کے سامنے میری یہ رسوائی؟۔[1]

قَالَتْ: فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهُ قَلَصَ دَمْعِي حَتَّى مَا أُحِسُّ مِنْهُ قَطْرَةً ، فَقُلْتُ لِأَبِي: أَجِبْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِّي فِيمَا قَالَ: فَقَالَ أَبِي: وَاللهِ مَا أَدْرِي مَا أَقُولُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

[1] تفسیر ابن کثیر ۶/۲۳، الدر المنثور فی تفسیر بالماثور ۶/۱۴۵

فَقُلْتُ لِأُمِّي: أَجِيبِي رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا قَالَ: قَالَتْ أُمِّي: وَاللهِ مَا أَدْرِي مَا أَقُولُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فَقُلْتُ: وَأَنَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ: لاَ أَقْرَأُ مِنَ القُرْآنِ كَثِيرًا،إِنِّي وَاللهِ لَقَدْ عَلِمْتُ: لَقَدْ سَمِعْتُمْ هَذَا الحَدِيثَ حَتَّى اسْتَقَرَّ فِي أَنْفُسِكُمْ وَصَدَّقْتُمْ بِهِ،فَلَئِنْ قُلْتُ لَكُمْ: إِنِّي بَرِيئَةٌ، لاَ تُصَدِّقُونِي، وَلَئِنِ اعْتَرَفْتُ لَكُمْ بِأَمْرٍ، وَاللهُ يَعْلَمُ أَنِّي مِنْهُ بَرِيئَةٌ، لَتُصَدِّقُنِّي،فَوَاللهِ لاَ أَجِدُ لِي وَلَكُمْ مَثَلًا إِلَّا أَبَا يُوسُفَ حِينَ قَالَ:فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللهُ المُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ،ثُمَّ تَحَوَّلْتُ وَاضْطَجَعْتُ عَلَى فِرَاشِي

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا کلام پورا کر چکے تو میرے آنسو اس طرح خشک ہو گئے کہ ایک قطرہ بھی محسوس نہیں ہوتا تھا، میں نے پہلے اپنے والدین سے کہا کہ میری طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے کلام کا جواب دیں والد نے فرمایا اللہ کی قسم! میں کچھ نہیں جانتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مجھے کیا کہنا چاہیے، پھر میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا ہے وہ اس کا جواب دیں والدہ نے بھی یہی کہا اللہ کی قسم! مجھے کچھ نہیں معلوم کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مجھے کیا کہنا چاہیے، اس لئے میں نے خود ہی عرض کیا حالانکہ میں بہت کم عمر لڑکی تھی اور قرآن مجید بھی میں نے زیادہ نہیں پڑھا تھا، اللہ کی قسم! مجھے بھی معلوم ہوا ہے کہ آپ لوگوں نے اس طرح کی افواہوں پر کان دھرا اور بات آپ لوگوں کے دلوں میں اتر گئی اور آپ لوگوں نے اس کی تصدیق کی، اب اگر میں یہ کہوں کہ میں اس تہمت سے بری ہوں تو آپ لوگ میری بات کی تصدیق نہیں کریں گے اور اگر اس گناہ کا اقرار کرلوں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں اس سے بری ہوں تو آپ لوگ اس کی تصدیق کرنے لگ جائیں گے، پس اللہ کی قسم! میری اور آپ لوگوں کی مثال یوسف علیہ السلام جیسی ہے جب انہوں نے کہا تھا پس صبر جمیل بہتر ہے اور اللہ ہی کی مدد درکار ہے اس بارے میں جو تم کہہ رہے ہو پھر میں نے اپنا رخ دوسری طرف کرلیا اور اپنے بستر پر لیٹ گئی،

وَاللهُ يَعْلَمُ أَنِّي حِينَئِذٍ بَرِيئَةٌ، وَأَنَّ اللهَ مُبَرِّئِي بِبَرَاءَتِي، وَلَكِنْ وَاللهِ مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنَّ اللهَ مُنْزِلٌ فِي شَأْنِي وَحْيًا يُتْلَى، لَشَأْنِي فِي نَفْسِي كَانَ أَحْقَرَ مِنْ أَنْ يَتَكَلَّمَ اللهُ فِيَّ بِأَمْرٍوَلَكِنْ كُنْتُ أَرْجُو أَنْ يَرَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ رُؤْيَا يُبَرِّئُنِي اللهُ بِهَافَوَاللهِ مَا رَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَجْلِسَهُ، وَلاَ خَرَجَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ البَيْتِ، حَتَّى أُنْزِلَ عَلَيْهِ فَأَخَذَهُ مَا كَانَ يَأْخُذُهُ مِنَ البُرَحَاءِ،حَتَّى إِنَّهُ لَيَتَحَدَّرُ مِنْهُ مِنَ العَرَقِ مِثْلُ الجُمَانِ وَهُوَ فِي يَوْمٍ شَاتٍ مِنْ ثِقَلِ القَوْلِ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَيْهِ

اللہ خوب جانتا تھا کہ میں اس معاملہ میں قطعاً بری تھی اور وہ خود میری برات ظاہر کرے گا کیونکہ میں واقعہ بری تھی، لیکن اللہ کی قسم! مجھے اس کا کوئی وہم وگمان بھی نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعہ قرآن مجید میں میرے معاملے کی صفائی نازل فرمائے گا کیونکہ میں خود کو اس سے بہت کمتر سمجھتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے معاملہ میں خود کلام فرمائے گا مجھے تو صرف اتنی امید تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی خواب دیکھیں گے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ میری برات فرمادے گا، لیکن اللہ کی قسم! ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مجلس سے اٹھے بھی نہیں تھے اور نہ اور کوئی گھر کا آدمی وہاں سے اٹھا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہونی شروع ہوئی اور آپ پر وہ کیفیت طاری ہوئی جو وحی کی شدت میں طاری ہوتی تھی، موتیوں

کی طرح پسینے کے قطرے آپ ﷺ کے چہرے سے گرنے لگے حالانکہ سردی کا موسم تھا یہ اس شدت وحی کی وجہ سے تھا جو آپ پر نازل ہو رہی تھی

فو الله مَا فَرَغْتُ وَلَا بَالَيْتُ لِعِلْمِي بِبَرَاءَتِي، وَأَمَّا أبواي فو الله مَا سُرِّيَ عَنْ رَسُولِ الله صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّ نَفْسَيْ أَبَوَيَّ سَتَخْرُجَانِ فَرَقًا مِنْ أَنْ يَأْتِيَ الله بِتَحْقِيقِ مَا قَالَ النَّاسُ

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جس وقت آپ ﷺ پر وحی کا نزول شروع ہوا اللہ کی قسم! میں تو بالکل بے خوف تھی کیونکہ میں جانتی تھی کہ میں بالکل بری ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ پر ظلم نہیں فرمائے گا لیکن میرے ماں باپ کا خوف سے یہ حال تھا کہ مجھ کو اندیشہ ہوا کہ ان کی جان نہ نکل جائے، ان کو یہ خوف تھا کہ مبادا وحی اس کے موافق نہ نازل ہو جائے جیسا کہ لوگ کہتے ہیں۔ (۱)

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا اپنا بیان ہے کہ ادھر میں رسول اللہ ﷺ کو وحی کی حالت میں دیکھتا ادھر میں خطرہ بڑھ جاتا لیکن جب میری نگاہ اپنی بیٹی پر جو سچی تھی پڑتی اور اس کا چہرہ کھلا ہوا اور مطمئن پاتا تو مجھے قدرے سکون ہو جاتا

قَالَتْ: فَسُرِّيَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَضْحَكُ ، فَكَانَتْ أَوَّلَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا أَنْ قَالَ: يَا عَائِشَةُ، أَمَّا اللهُ فَقَدْ بَرَّأَكِ، قَالَتْ: وَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى: إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِنْكُمْ

فرمایا تھوڑی دیر کے بعد جب آپ کی یہ کیفیت ختم ہوئی تو آپ ﷺ تبسم فرما رہے تھے، سب سے پہلا کلمہ جو آپ ﷺ کی زبان مبارک سے نکلا وہ یہ تھا آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا! اللہ تعالیٰ نے تمہاری برات نازل کر دی ہے، فرمایا اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا جو لوگ تہمت تراشی میں شریک ہوئے ہیں ۔۔۔ اس سلسلہ میں دس آیتیں نازل ہوئیں۔ (۲)

خط کشیدہ الفاظ صحیح مسلم میں ہیں۔

قَالَتْ: فَقَالَتْ أُمِّي: قُومِي فَقَبِّلِي رَأْسَ رَسُولِ اللهِ، فَقُلْتُ: وَاللهِ لَا أَقُومُ إِلَيْهِ، فَإِنِّي لَا أَحْمَدُ إِلَّا اللهَ عَزَّ وَجَلَّ، قَالَتْ عَائِشَةُ لَمَّا نَزَلَ عُذْرُهَا فَقَبَّلَ أَبُو بَكْرٍ رَأْسَهَا فَقُلْتُ أَلَا عَذَرْتَنِي، فَقَالَ أَيُّ سَمَاءٍ تُظِلُّنِي وَأَيُّ أَرْضٍ تُقِلُّنِي إِذَا قُلْتُ مَا لَا أَعْلَمُ

فرمایا اس پر میری والدہ نے کہا اٹھو اور رسول اللہ ﷺ کی ستائش کرو اور آپ ﷺ کے سر کا بوسہ لو، میں نے کہا نہیں، اللہ کی قسم! میں آپ ﷺ کی ستائش نہیں کروں گی بلکہ میں اللہ عزوجل کے سوا اور کسی کی حمد و ثنا نہیں کروں گی (کہ اسی نے میری برات نازل کی ہے) عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جب اپنی لخت جگر کے عصمت و عفت پر اللہ تعالیٰ کی شہادت سن لی تو اٹھے اور اس کی پیشانی

(۱) تفسیر الرازی ۲۳/۳۴۰

(۲) صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ حَدِيثِ افک ۴۱۴۶، وکتاب التفسیر بَابُ لَوْلاَ إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ المُؤْمِنُونَ وَالمُؤْمِنَاتُ، بِأَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۴۷۵۰، وکتاب الشهادات بَابُ تَعْدِيلِ النِّسَاءِ بَعْضِهِنَّ بَعْضًا ۲۶۶۱، صحیح مسلم کتاب التوبة بَابٌ فِي حَدِيثِ الْإِفْكِ وَقَبُولِ تَوْبَةِ الْقَاذِفِ ۷۰۲۲، ۷۰۲۰، مسند احمد ۲۴۳۱۷، ۲۵۶۲۳، صحیح ابن حبان ،دلائل النبوة للبیہقی ۴/۶۴، عیون الآثر ۲/۱۳۶، المعجم الکبیر للطبرانی ۱۵۰

کو بوسہ دیا، بیٹی نے کہا اے میرے باپ! آپ نے مجھے پہلے کیوں نہ معذور اور بے قصور سمجھا، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنا سر اٹھایا اور جواب دیا کون سا آسمان مجھ پر سایہ ڈالے اور کونسی زمین مجھ کو اٹھائے اور تھامے جبکہ میں اپنی زبان سے وہ بات کہوں جس کا مجھ کو علم نہ ہو۔ (۱)

قَالَتْ: فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى النَّاسِ مَسْرُورًا فَصَعِدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ تَلَا عَلَيْهِمْ بِمَا نَزَلَ عَلَيْهِ فِي بَرَاءَةِ عَائِشَةَ

فرماتی ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوشی خوشی لوگوں کی طرف تشریف لے گئے منبر پر چڑھے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان فرمائی پھر ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برات میں جو آیات نازل ہوئی تھیں وہ پڑھ کر سنائیں۔ (۲)

مضامین سورۃ النور:

واقعہ افک کے بعد معاشرے کو برائیوں سے روکنے کے لئے معاشرتی قوانین واخلاق پر مبنی احکامات وہدایات نازل کیے گئے جو اجتماعی زندگی کی راہ کو منور اور روشن کر دیتے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ ان برائیوں کے تدارک کے لئے بھرپور اقدامات کا ذکر کیا گیا، تعزیری قوانین میں کنوارے مرد سے زنا ہونے پر سو کوڑے سزا مقرر ہوئی، ان مردوں اور عورتوں سے توبہ کرنے تک معاشرتی مقاطعے کا حکم دیا گیا، اگر کوئی شخص کسی عاقل وبالغ پاک دامن مرد وعورت پر زنا کی تہمت لگائے اور ثبوت میں چار گواہ پیش نہ کر سکے اس کے لئے حد قذف اسی کوڑے مقرر ہوئی، جو لوگ بے حیائی اور فحاشی پھیلانے کے لئے افواہیں پھیلاتے ہیں ان کے لئے بھی سزا مقرر ہوئی، اگر کوئی خاوند اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے تو لعان کا قاعدہ مقرر کیا گیا، ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر جھوٹے الزام کی تردید کی گئی اور تہمت لگانے والوں کے لئے تعزیری قانون بھی بیان ہوا، بے بنیاد افواہوں کے سدباب کی تلقین کی گئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی محبوب شریک حیات کو پاکیزہ ترین قرار دیا گیا، دوسرے گھروں میں تاک جھانک اور بے تکلف، بلا اجازت اندر جانے سے منع کیا، عورتوں کو پردے کا حکم دیا اور فرمایا گیا کہ وہ محرم رشتہ داروں اور خادموں کے علاوہ کسی غیر کے سامنے نہ آئیں، جوان عورتوں کے ساتھ بوڑھی اور عمر رسیدہ عورتوں تک کو حکم دیا گیا کہ اگر کسی ضرورت کے وقت باہر نکلنا ہی پڑے تو بن سنور کر نہ نکلیں، زنا کا سدباب کرنے کے لیے حکم دیا گیا کہ جو آزاد مرد وعورتیں اور لونڈی وغلام حقوق زوجیت ادا کر سکتے ہیں وہ نکاح کریں، کیونکہ اہل مکہ اور اہل مدینہ میں لونڈیوں سے قحبہ گیری کرائی جاتی تھی جو ایک عام رواج تھا اس کو جرم قرار دیا گیا، اسلام غلامی کو ختم کرنے کے لئے آیا تھا اس لئے ترغیب دلائی گئی کہ لونڈی اور غلام آزاد کئے جائیں، ضابطہ مقرر کیا گیا کہ بچے ہوں یا گھریلو ملازم دوپہر اور رات میں بلا اجازت کسی کمرے میں داخل نہ ہوں، قریبی رشتہ داروں دوستوں کے گھروں میں کھانے پینے کی اجازت دی گئی تاکہ آپس میں محبت واخوت پیدا ہو، اخلاق عالیہ کا خوگر بنانے کے لئے ذاتی رنجش کی بنا پر احسان اور نیکی سے رکنے پر تنبیہ کی گئی، اور اہل ایمان کو اللہ کی زمین پر غلبہ اور اقتدار کی خوشخبری دی گئی اور ساتھ ہی تنبیہ بھی کی گئی کہ اقتدار ملنے کے بعد بھی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کو لازم رکھیں اور مسلم معاشرے کی فلاح وبہبود کے لئے نماز کا نظام استوار کریں۔

---

(۱) روح المعانی ۹،۳۱۷، فتح الباری ۸،۴۷۷

(۲) مغازی واقدی ۲،۴۳۴

إِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ؕ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ؕ

جو لوگ یہ بہت بڑا بہتان باندھ لائے ہیں یہ بھی تم میں سے ہی ایک گروہ ہے تم اسے اپنے لیے برا نہ سمجھو

بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ

بلکہ یہ تو تمہارے حق میں بہتر ہے، ہاں ان میں سے ہر ایک شخص پر اتنا گناہ ہے جتنا اس نے کمایا ہے

وَ الَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۱﴾ لَوْ لَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ

اور ان میں سے جس نے اس کے بہت بڑے حصے کو سرانجام دیا ہے اس کے لیے عذاب بھی بہت ہی بڑا ہے، اسے سنتے ہی

ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّ قَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۲﴾

مومن مردوں عورتوں نے اپنے حق میں نیک گمانی کیوں نہ کی اور کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ تو کھلم کھلا صریح بہتان ہے،

لَوْ لَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ

وہ اس پر چار گواہ کیوں نہ لائے ؟ اور جب گواہ نہیں لائے تو یہ بہتان باز لوگ یقیناً اللہ کے نزدیک

هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ

محض جھوٹے ہیں، اگر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم تم پر دنیا اور آخرت میں نہ ہوتا تو یقیناً تم نے جس بات کے چرچے شروع

فِيْ مَآ اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۴﴾ ۚ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ

کر رکھے تھے اس بارے میں تمہیں بہت بڑا عذاب پہنچتا جبکہ تم اسے اپنی زبانوں سے نقل در نقل کرنے لگے

وَ تَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّ تَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ۖ وَّ هُوَ عِنْدَ اللّٰهِ

اور اپنے منہ سے وہ بات نکالنے لگے جس کی تمہیں مطلق خبر نہ تھی، گو تم اسے ہلکی بات سمجھتے رہے لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک

عَظِيْمٌ ﴿۱۵﴾ وَ لَوْ لَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ

ایک بہت بڑی بات تھی، تم نے ایسی بات کو سنتے ہی کیوں نہ کہہ دیا کہ ہمیں ایسی بات منہ سے نکالنی بھی لائق نہیں،

سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۶﴾ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا

یا اللہ! تو پاک ہے، یہ تو بہت بڑا بہتان ہے اور تہمت ہے، اللہ تعالیٰ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ پھر کبھی بھی ایسا کام نہ کرنا

اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۸﴾

اگر تم سچے مومن ہو، اللہ تعالیٰ تمہارے سامنے اپنی آیتیں بیان فرما رہا ہے اور اللہ تعالیٰ علم و حکمت والا ہے،

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ

جو لوگ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلانے کے آرزو مند رہتے ہیں ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہیں

فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ

اللہ سب کچھ جانتا ہے اور تم کچھ بھی نہیں جانتے، اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل

وَ رَحْمَتُهٗ وَ اَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۰﴾ (النور ۱۱تا۲۰)

اور اس کی رحمت نہ ہوتی اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ بڑی شفقت رکھنے والا مہربان ہے (تو تم پر عذاب اتر جاتا)۔

اے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم! جو لوگ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر یہ بڑا بہتان گھڑ لائے ہیں وہ تمہارے ہی اندر کا ایک گروہ ہیں، ان میں کچھ لوگ سچے مومن ہیں مگر منافقین کی چرب زبانی سے دھوکا کھا گئے، اے آل ابوبکر رضی اللہ عنہ! اس واقعے کو اپنے حق میں شر نہ سمجھو کیونکہ جو کرب اور صدمہ تمہیں پہنچا ہے اس کا اللہ تعالیٰ بہترین اجر عطا فرمائے گا بلکہ یہ واقعہ بھی تمہارے لئے خیر ہی ہے جس سے تمہارے خاندان کی عظمت شان اور شرف و فضل نمایاں تر ہو گیا اور مسلمانوں کے لئے یہ خیر تھی کہ انہیں خوب معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب داں نہیں ہیں وہ صرف اتنا ہی جانتے ہیں جتنا اللہ تعالیٰ انہیں بتلاتے ہیں، جس منافق مثلاً زید بن رفاعہ جو غالباً رفاعہ بن زید یہودی منافق کا بیٹا تھا نے اس اتہام طرازی میں جتنا حصہ لیا اس نے اتنا ہی گناہ سمیٹا اور اتنی سزا پائے گا، اور جس شخص (یعنی عبداللہ بن ابی بن سلول جو اس سازش کا سرغنہ تھا) نے اس سازش میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اس کے لئے تو جہنم کا سب سے نچلا طبقہ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، بندوں کی تربیت کے پہلوؤں کو نمایاں کرنے کے لئے فرمایا جس وقت تم لوگوں نے اس اتہام طرازی کو سنا تھا اسی وقت کیوں نہ مومن مردوں اور مومن عورتوں نے اپنے آپ سے نیک گمان کیا اور اس افواہ کی تردید اور تکذیب میں فوراً کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر صریح بہتان ہے؟ وہ اس الزام سے اعلیٰ اور بالا ہیں، اگر بہتان طراز اپنے اس رکیک الزام میں سچے تھے اور انہوں نے اپنی آنکھوں سے معاملہ دیکھا تھا تو اس کے ثبوت میں چار عادل اور معتبر گواہ کیوں نہ لائے؟ جب وہ اپنے الزام پر گواہ نہیں لائے ہیں تو اللہ کے قانون کے مطابق یہی بہتان باز ہی جھوٹے ہیں، اگر مومنین پر دنیا و آخرت میں اللہ کا فضل اور رحم و کرم نہ ہوتا تو منافقین کے جس پروپیگنڈے کا تم شکار ہو گئے تھے اور جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پورا ایک ماہ مضطرب و بے قرار رہے تو اس کی پاداش میں بڑا عذاب تمہیں آلیتا، ذرا غور تو کرو اس وقت تم کیسی سخت غلطی کر رہے تھے جبکہ اس افواہ کو بغیر تحقیق کے آگے پھیلانا شروع کر دیا اور رواداری میں تم اپنے منہ سے وہ کچھ کہے جا رہے تھے جس کے متعلق تمہیں کوئی علم نہ تھا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کسی شخص کے جھوٹا ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ جو بات کہیں سے سن لے وہ (بغیر تحقیق کے) آگے بیان کر دے۔ [۱]

تم لوگوں نے حرم رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور ان کی عزت وآبرو کو کوئی اہمیت نہیں دی حالانکہ اللہ کے نزدیک یہ بڑی اہمت کی بات تھی،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:إِنَّ العَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللهِ، لاَ يُلْقِي لَهَا بَالًا، يَرْفَعُهُ اللهُ بِهَا دَرَجَاتٍ، وَإِنَّ العَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللهِ، لاَ يُلْقِي لَهَا بَالًا، يَهْوِي بِهَا فِي جَهَنَّمَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے سنا آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا بندہ اللہ کی رضامندی کے لیے ایک بات زبان سے نکالتا ہے اور اسے کوئی اہمیت نہیں دیتا مگر اسی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے درجے بلند کر دیتا ہے اور ایک دوسرا بندہ ایک ایسا کلمہ زبان سے نکالتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہوتا ہے اور وہ اسے کوئی اہمیت نہیں دیتا لیکن اس کی وجہ سے وہ جہنم میں چلا جاتا ہے۔ [۲]

اس رکیک الزام کو سنتے ہی تمہیں کہہ دینا چاہیے تھا کہ حرم رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بارے میں ایسی باتیں زبان سے نکالنا ہمیں زیب نہیں دیتا سبحان اللہ! اے اللہ! تو برائی سے پاک اور منزہ ہے تو اپنے محبوب بندوں کو اس قسم کے قبیح امور میں مبتلا نہیں کرتا یہ تو ام المومنین پر ایک بہتان عظیم ہے، اللہ تم کو نصیحت کرتا ہے کہ آئندہ کبھی حرم رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور کسی عفت مآب خاندان کے بارے میں ایسی حرکت نہ کرنا اگر تم مومن ہو، اللہ تمہیں صاف صاف ہدایات دیتا ہے اور وہ علیم وحکیم ہے، جو لوگ آرزومند ہیں کہ مسلم معاشرے میں فوحش کا چلن ہو اور اس طرح کے الزامات گھڑ کر اور انہیں اشاعت دے کر مسلم معاشرے میں فحش امور کو پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں وہ دنیا اور آخرت میں دردناک سزا کے مستحق ہیں،

عَنْ ثَوْبَانَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تُؤذوا عِبادَ اللهِ وَلَا تُعيّروهم، ولا تطلبوعَوَرَاتِهِمْ، فَإِنَّهُ مَنْ طَلَبَ عَوْرَةَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ، طَلَبَ اللهُ عَوْرَتَهُ، حَتَّى يَفْضَحَهُ فِي بَيْتِهِ

ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اللہ کے بندوں کو ایذا نہ پہنچاؤ اور نہ انہیں عار دلاؤ اور ان کی خفیہ باتوں کی ٹوہ میں نہ لگے رہو، جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے عیوب ٹٹولے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے عیوب کے پیچھے پڑ جائے گا اور اسے اتنا رسوا کرے گا کہ اس کے اپنے گھر والے بھی اسے بری نظروں سے دیکھنے لگیں گے۔ [۳]

اس طرح کی حرکت سے معاشرے پر کیا منفی اثرات پڑتے ہیں اور مجموعی طور پر اجتماعی زندگی میں کس قدر نقصان اٹھانا پڑتا ہے وہ اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے، اگر تم لوگوں پر اللہ کا فضل وکرم اور شفقت ورحمت نہ ہوتی اور یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ بڑا شفیق ورحیم ہے تو یہ چیز جو ابھی تمہارے اندر پھیلائی گئی تھی بدترین نتائج دکھا دیتی۔

[۱] صحیح مسلم مقدمہ بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْحَدِيثِ بِكُلِّ مَا سَمِعَ ۷

[۲] صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابُ حِفْظِ اللِّسَانِ ۶۴۷۸، مسند احمد ۸۴۱۱، مسند البزار ۸۹۷۹، السنن الکبری للبیہقی ۱۶۶۶۵، شرح السنة للبغوی ۴۱۲۳

[۳] مسند احمد ۲۲۴۰۲

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ وَ مَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ

ایمان والو ! شیطان کے قدم بقدم نہ چلو جو شخص شیطانی قدموں کی پیروی کرے تو وہ بے حیائی

يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ ؕ وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ

اور برے کاموں کا ہی حکم کرے گا اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم تم پر نہ ہوتا تو تم میں سے کوئی بھی کبھی بھی پاک

اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّ لٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۱﴾ (النور ۲۱)

صاف نہ ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ جسے پاک کرنا چاہے کر دیتا ہے اور اللہ سب سننے والا جاننے والا ہے۔

جہاں اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر اس گناہ کے ارتکاب سے منع فرمایا وہاں عام طور پر گناہوں کے ارتکاب سے بھی منع فرمایا چنانچہ ہدایت فرمائی کہ اس طرح کے تمام راستے جیسے چغل خوری، حسد و بغض، جھوٹی گواہی، نیک و پاک دامن عورتوں پر بہتان تراشی، زنا وغیرہ شیطان کے راستے ہیں ان پر مت چلو، اس کے طریقوں اور وسوسوں کی پیروی نہ کرو، اس کے داؤ پیچوں سے ہوشیار رہو،

قَوْلِ قَتَادَةَ: كُلُّ مَعْصِيَةٍ فَهِيَ مِنْ خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ

قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں ہر قدم شیطان کی پیروی ہے۔

عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ النُّذُورُ فِي الْمَعَاصِي مِنْ خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ

اور ابو مجلز رحمہ اللہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں ہر نذر شیطان کے راستہ پر چلنا ہے۔

شیطان ملعون تو چاہتا ہی یہی ہے کہ تم برائی، بدکاری، بے حیائی اور دوسرے بڑے بڑے گناہوں کی راہ پر چلو اور وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کیا ہوا اپنا دعوی سچا ثابت کر دکھائے، اگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور رحم و کرم سے جس نے تمہیں ہر جانب سے گھیر رکھا ہے تمہیں کفر و شرک کی تمیز نہ سمجھائے، تمہارے سامنے یہ احکام، مواعظ اور جلیل القدر حکمتیں بیان نہ کرے اور اعمال صالحہ اختیار کرنے کی توفیق عطا نہ فرمائے تو تم میں سے کوئی شخص اپنے بل بوتے پر شیطان اور اس کے لشکروں کے نقش قدم کی پیروی کرنے سے کبھی نہیں بچ سکتا،

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، قَالَ: لَا أَقُولُ لَكُمْ إِلَّا كَمَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: كَانَ يَقُولُ: اللهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ، وَالْكَسَلِ، وَالْجُبْنِ، وَالْبُخْلِ، وَالْهَرَمِ، وَعَذَابِ، الْقَبْرِ اللهُمَّ آتِ نَفْسِي تَقْوَاهَا، وَزَكِّهَا أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا، أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا، اللهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَمِنْ دَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں تم سے وہی کہتا ہوں جو رسول اللہ فرمایا کرتے تھے اے اللہ میں تجھ سے عاجز ہونے اور سستی اور بزدلی اور بخل اور بڑھاپے اور عذاب قبر سے پناہ مانگتا ہوں، اے اللہ! میرے نفس کو تقویٰ عطا فرما، اسے پاک کر تو سب سے اچھا پاک کرنے والا ہے، تو اس کا والی اور مولا ہے، اے اللہ میں تجھ سے ایسے علم سے پناہ مانگتا ہوں جو نفع دینے والا نہ ہوں اور ایسے دل سے جو ڈرنے والا نہ

ہو اور ایسے نفس سے جو سیر ہونے والا نہ ہو اور ایسی دعا سے جو قبول ہونے والی نہ ہو۔ ⁽¹⁾

مگر یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ وہ اپنی بے پایاں حکمت و مشیت سے جسے چاہتا ہے توبہ کی توفیق عطا فرما کر پاکیزگی عطا فرما دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہلاکت کے گڑھے میں پھینک دیتا ہے، جیسے فرمایا

...وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ... ﴿۲۶﴾ ⁽²⁾

ترجمہ: جسے چاہے، عزت بخشے اور جس کو چاہے ذلیل کر دے۔

...تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَتَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ... ﴿۱۵۵﴾ ⁽³⁾

ترجمہ: تو جسے چاہتا ہے گمراہی میں مبتلا کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت بخش دیتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعائیں سننے والا اور ان کے تمام احوال کو جاننے والا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَ عُذْرِي قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ ذٰلِكَ وَتَلَا الْقُرْآنَ، فَلَمَّا نَزَلَ أَمَرَ بِرَجُلَيْنِ وَامْرَأَةٍ فَضُرِبُوا حَدَّهُمْ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جب قرآن میں میری برأت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور وہ آیتیں پڑھیں جب منبر پر سے اترے تو دو مردوں (مسطح رضی اللہ عنہ بن اثاثہ اور حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ) اور ایک عورت (حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا) کو حد قذف لگانے کا حکم فرمایا اور انہیں حد لگائی گئی۔ ⁽⁴⁾

ان مومنوں کو جو منافقین کے پروپیگنڈے کا شکار ہو گئے تھے تو سزا دے کر دنیا میں ہی پاک کر دیا گیا مگر رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی پر حد قذف جاری نہیں کی گئی وَاخْتَلَفُوا فِي وَجْهِ تَرْكِهِ صَلَّى اللهُ عليه وَسَلَّمَ لِجَلْدِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيٍّ، فَقِيلَ: لِتَوْفِيرِ الْعَذَابِ الْعَظِيمِ لَهُ فِي الْآخِرَةِ ،أَنَّهُ قَالَ:إِنَّهَا كَفَّارَةٌ لِمَنْ أُقِيمَتْ عَلَيْهِ، وَقِيلَ: تَرَكَ حَدَّهُ تَأَلُّفًا لِقَوْمِهِ وَاحْتِرَامًا لِابْنِهِ، فَإِنَّهُ كَانَ مِنْ صَالِحِي المؤمنين وإطفاء لثائرة الْفِتْنَةِ

اس بات میں اختلاف ہے کہ عبداللہ بن ابی پر حد قذف جاری نہیں کی گئی کہا جاتا ہے کہ اس کے لئے آخرت کے عذاب عظیم کو ہی کافی سمجھ لیا گیا، یہ بھی کہا جاتا ہے یہ کفارہ تھا جن پر حد جاری کی گئی تھی، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عبداللہ بن ابی بن سلول کی قوم کی تالیف قلب اور اس کے بیٹے عبداللہ کے احترام میں جو ایک صالح مومن تھا اور اس فتنہ سے دور رہا تھا اس پر حد جاری نہیں گئی۔ ⁽⁵⁾

⁽¹⁾ صحیح مسلم کتاب الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ وَالتَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ شَرِّ مَا عُمِلَ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ يُعْمَلْ ۶۹۰۶

⁽²⁾ آل عمران۲۶

⁽³⁾ الاعراف۱۵۵

⁽⁴⁾ مسنداحمد۲۴۰۶۶،سنن ابوداودکتاب الحدود بَابٌ فِي حَدِّ الْقَذْفِ۴۴۷۴ ،سنن ابن ماجه کتاب الحدود بَابُ حَدِّ الْقَذْفِ ۲۵۶۸

⁽⁵⁾ فتح القدیر۱۵؍۴

اس کے علاوہ اس کے ساتھ ایک جتھہ تھا اس لئے اسے سزا دینے میں کچھ ایسے خطرات تھے جن سے نمٹنا اس وقت مسلمانوں کے لئے مشکل تھا اس لیے مصلحتاً اسے سزا دینے سے گریز کیا گیا۔

اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ عالم الغیب نہ تھے ورنہ پچاس دنوں تک مسلمان اس کرب وبلا، مصیبت وتکلیف میں مبتلا نہ رہتے، نہ آپ کئی صحابیہ رضی اللہ عنہن اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ لیتے، نہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے باز پرس کرتے اور نہ انہیں اس پریشانی میں گھلنے دیتے، جیسے اللہ تعالیٰ نے ایک مقام پر فرمایا

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ... ﴿٦٥﴾ [۱]

ترجمہ: زمین وآسمان والوں میں سوائے ذات باری تعالیٰ کے کوئی غیب جاننے والا نہیں ہے۔

...فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ... ﴿٢٠﴾ [۲]

ترجمہ: تو ان سے کہو غیب کا مالک ومختار تو اللہ ہی ہے۔

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ... ﴿٥٩﴾ [۳]

ترجمہ: اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جنہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۖ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ... ﴿١٨٨﴾ [۴]

ترجمہ: اے نبی! ان سے کہو کہ میں اپنی ذات کے لیے کسی نفع اور نقصان کا اختیار نہیں رکھتا اللہ ہی جو کچھ چاہتا ہے وہ ہوتا ہے، اور اگر مجھے غیب کا علم ہوتا تو میں بہت سے فائدے اپنے لیے حاصل کر لیتا اور مجھے کبھی کوئی نقصان نہ پہنچتا۔

حنفی مذہب کے علماء نے کھلے لفظوں میں اس شخص کو کافر کہا ہے جو یہ عقیدہ رکھے کہ رسول اللہ ﷺ غیب کا علم جانتے تھے۔

لِأَنَّهُ اعْتَقَدَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَعْلَمُ الْغَيْبَ وَهٰذَا كُفْرٌ

جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ غیب کا علم جانتے تھے اس نے کفر کیا۔ [۵]

---

[۱] النمل ۶۵

[۲] یونس ۲۰

[۳] الانعام ۵۹

[۴] الاعراف ۱۸۸

[۵] مجمع الانہر فی شرح ملتقی الابحر ۱/۳۲۰

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

سُوۡرَۃٌ اَنۡزَلۡنٰہَا وَ فَرَضۡنٰہَا وَ اَنۡزَلۡنَا فِیۡہَاۤ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ لَّعَلَّکُمۡ

یہ وہ سورت ہے جو ہم نے نازل فرمائی ہے اور مقرر کر دی ہے اور جس میں ہم نے کھلی آیتیں (احکام) اتارے ہیں

تَذَکَّرُوۡنَ ﴿۱﴾ اَلزَّانِیَۃُ وَ الزَّانِیۡ فَاجۡلِدُوۡا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنۡہُمَا مِائَۃَ جَلۡدَۃٍ ۪

تا کہ تم یاد رکھو، زنا کار عورت و مرد میں ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ، ان پر اللہ کی شریعت کی

وَّ لَا تَاۡخُذۡکُمۡ بِہِمَا رَاۡفَۃٌ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ۚ

حد جاری کرتے ہوئے تمہیں ہرگز ترس نہ کھانا چاہیے، اگر تمہیں اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہو،

وَ لۡیَشۡہَدۡ عَذَابَہُمَا طَآئِفَۃٌ مِّنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۲﴾ (النور ۱،۲)

ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت موجود ہونی چاہیے۔

زنا کار کی سزا: سارا قرآن ہی اللہ تعالیٰ کا نازل کر دی ہے مگر اس سورت میں بیان کر دہ احکام کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے تمہید کے طور پر فرمایا یہ ایک سورت ہے جس کو ہم نے یعنی اللہ نے نازل کیا ہے اور اس میں بیان کر دہ احکام کو ہم نے مسلمانوں پر فرض کیا ہے جن کی پیروی کرنا لازم ہے اور اس میں ہم نے سمجھنے اور عمل کرنے کے لئے صاف صاف ہدایات نازل کی ہیں شاید کہ تم سبق لو،

عَنْ قتادة قوله: سُوۡرَۃٌ اَنۡزَلۡنٰہَا وَفَرَضۡنٰہَا. فَرَضَ اللہُ عَزَّ وَجَلَّ فِیہَا فَرَائِضَہُ، وَأَحَلَّ حَلالَہُ، وَحَرَّمَ حَرَامَہُ، وَحَدَّ حُدُودَہُ، وَأَمَرَ بِطَاعَتِہِ، وَنَہَی عَنْ مَعْصِیَتِہِ

قتادہ رحمہ اللہ اس آیت کریمہ "یہ ایک سورت ہے جس کو ہم نے نازل کیا ہے اور اسے ہم نے فرض کیا ہے۔" کے بارے میں فرماتے ہیں اللہ عزوجل نے اس میں حلال و حرام، امر و نہی، حدود کو بیان کر دیا ہے۔ [1]

اسلام میں پہلے عبوری طور پر بدکاری کی سزا بیان کی گئی تھی

وَالّٰتِیۡ یَاۡتِیۡنَ الۡفَاحِشَۃَ مِنۡ نِّسَآئِکُمۡ فَاسۡتَشۡہِدُوۡا عَلَیۡہِنَّ اَرۡبَعَۃً مِّنۡکُمۡ ۚ فَاِنۡ شَہِدُوۡا فَاَمۡسِکُوۡہُنَّ فِی الۡبُیُوۡتِ حَتّٰی یَتَوَفّٰہُنَّ الۡمَوۡتُ اَوۡ یَجۡعَلَ اللّٰہُ لَہُنَّ سَبِیۡلًا ﴿۱۵﴾ [2]

ترجمہ: تمہاری عورتوں میں سے جو بدکاری کی مرتکب ہوں ان پر اپنے میں سے چار آدمیوں کی گواہی لو اور اگر چار آدمی گواہی دے دیں تو ان

[1] تفسیر ابن ابی حاتم ۸/۲۵۱۶

[2] النساء ۱۵

کو گھروں میں بند رکھو یہاں تک کہ انہیں موت آجائے یا اللہ ان کے لیے کوئی راستہ نکال دے۔

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿۳۲﴾ [1]

ترجمہ: زنا کے قریب نہ پھٹکو وہ بہت برا فعل ہے اور بڑا ہی برا راستہ۔

جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والا مرد سوان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو،

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خُذُوا عَنِّي، خُذُوا عَنِّي، قَدْ جَعَلَ اللهُ لَهُنَّ سَبِيلًا، الْبِكْرُ بِالْبِكْرِ جَلْدُ مِائَةٍ وَنَفْيُ سَنَةٍ، وَالثَّيِّبُ بِالثَّيِّبِ جَلْدُ مِائَةٍ، وَالرَّجْمُ

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے (شرع کی باتیں) سیکھ لو، مجھ سے سیکھ لو، اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے لئے راہ نکال دی ہے (بدکار مرد و عورت کی مستقل سزا مقرر فرمادی ہے) جب کنوارہ مرد کنواری عورت سے زنا کرے تو دونوں کو سو سو کوڑے لگاؤ اور ایک سال کے لئے ملک بدر کر دو اور اگر شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت زنا کریں تو دونوں کو سو سو کوڑے لگاؤ اور پھر سنگسار کر دو۔ [2]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الجُهَنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّهُمَا قَالاَ: إِنَّ رَجُلًا مِنَ الأَعْرَابِ أَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَنْشُدُكَ اللهَ إِلَّا قَضَيْتَ لِي بِكِتَابِ اللهِ ، فَقَالَ الخَصْمُ الآخَرُ: وَهُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ، نَعَمْ فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللهِ، وَأْذَنْ لِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قُلْ، قَالَ: إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هَذَا فَزَنَى بِامْرَأَتِهِ ، وَإِنِّي أُخْبِرْتُ أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ، فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ، وَوَلِيدَةٍ، فَسَأَلْتُ أَهْلَ العِلْمِ، فَأَخْبَرُونِي أَنَّمَا عَلَى ابْنِي جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ، وَأَنَّ عَلَى امْرَأَةِ هَذَا الرَّجْمَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ آپ ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کر دیں، اس کے مقابل فریق نے جو اس سے زیادہ سمجھدار تھا یہ کہا کہ یہ ٹھیک کہہ رہا ہے آپ ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ فرمادیں لیکن اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے اجازت دیں تو میں کچھ عرض کروں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بولو، وہ بولا میرا بیٹا اس شخص کے ہاں ملازم تھا، اس نے اس شخص کی بیوی کے ساتھ زنا کرلیا میں نے بیٹے کی طرف سے فدیئے کے طو پر ایک سو بکریاں اور ایک خادم دیا ہے، میں نے اہل علم حضرات سے اس بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے کو ایک سو کوڑے لگائے جائیں گے اور ایک سال کے لئے جلاوطن کیا جائے گا جبکہ اس کی بیوی کو سنگسار کر دیا جائے گا

---

[1] بنی اسرائیل ۳۲

[2] صحیح مسلم کتاب الحدود بَابُ حَدِّ الزِّنَى ۴۴۱۴ ، مصنف ابن ابی شیبة ۲۸۷۸۶، مسنداحمد ۱۵۹۱۰، سنن الدارمی ۲۳۷۲، السنن الکبری للنسائی ۷۱۰۵، صحیح ابن حبان ۴۴۲۵، السنن الکبری للبیهقی ۱۶۹۶۸، معرفة السنن الآثار ۱۴۵۷۱، شرح السنة للبغوی ۲۵۸۰

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللهِ، الوَلِيدَةُ وَالغَنَمُ رَدٌّ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ، اغْدُ يَا أُنَيْسُ إِلَى امْرَأَةِ هَذَا، فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا قَالَ: فَغَدَا عَلَيْهَا فَاعْتَرَفَتْ، فَأَمَرَ بِهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرُجِمَتْ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کی دست قدرت میں میری جان ہے میں تم دونوں کے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کروں گا، ایک سو بکریاں اور خادم تمہیں واپس مل جائیں گے اور تمہارے بیٹے کو ایک سو کوڑے لگائیں جائیں گے اور ایک سال کے لئے جلاوطن کیا جائے گا، اے انیس کل تم اس عورت کے پاس جانا اور اگر وہ اعتراف کر لے تو اسے رجم کر دینا، انیس اس عورت کے پاس گئے تو اس عورت نے اعتراف کر لیا تو رسول اللہ ﷺ کے حکم سے اسے رجم کر دیا گیا۔ (۱)

پھر آپ ﷺ نے شادی شدہ زناکاروں کو عملاً رجم کی سزا دی اور سو کوڑے (جو چھوٹی سزا ہے) بڑی سزا میں مدغم ہو گئے اور اب شادی شدہ زناکاروں کے لئے صرف سنگساری ہے، رسول اللہ ﷺ کے بعد خلفائے راشدین اور عہد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھی یہی سزا دی گئی اور بعد میں تمام امت کے فقہاء و علما بھی اسی کے قائل رہے اور قائل ہیں، صرف خوارج نے اس سزا کا انکار کیا ہے، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بڑے دور اندیش تھے انہوں نے اس مسئلہ کو بھانپ لیا تھا،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ:أَنَّ عُمَرَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَامَ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، أَيُّهَا النَّاسُ، فَإِنَّ اللهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالْحَقِّ، وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ، فَكَانَ فِيمَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَةُ الرَّجْمِ، فَقَرَأْنَاهَا وَوَعَيْنَاهَا وَرَجَمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا بَعْدَهُ فَأَخْشَى أَنْ يُطَولَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ أَنْ يَقُولَ قَائِلٌ: لَا نَجِدُ آيَةَ الرَّجْمِ فِي كِتَابِ اللهِ، فَيَضِلُّوا بِتَرْكِ فَرِيضَةٍ قَدْ أَنْزَلَهَا اللهُ، فَالرَّجْمُ فِي كِتَابِ اللهِ حَقٌّ عَلَى مَنْ زَنَى، إِذَا أُحْصِنَ، مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ، إِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ، أَوِ الْحَبَلُ، أَوْ الِاعْتِرَافُ

چنانچہ اس سلسلہ میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک خطبہ میں حمد و ثنا کے بعد فرمایا اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا اور آپ پر اپنی کتاب نازل فرمائی، اللہ تعالیٰ کی اس کتاب میں رجم کے حکم کی آیت بھی تھی جسے ہم نے تلاوت کی، اسے یاد کیا اور اس پر عمل بھی کیا، خود رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں بھی رجم کی سزا دی گئی اور آپ ﷺ کے بعد ہم نے بھی رجم کیا مجھے ڈر لگتا ہے کہ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد کوئی یہ نہ کہنے لگے کہ اللہ کی کتاب میں ہم رجم کی سزا کو نہیں پاتے، ایسا نہ ہو کہ وہ اللہ کے اس فریضے کو جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں نازل فرمایا چھوڑ کر گمراہ ہو جائیں، اللہ کی اس کتاب میں جو زنا کرے اس کی سزا رجم کا حکم مطلق حق ہے اور شادی شدہ ہو خواہ مرد ہو یا عورت، اور اس کے زنا پر شرعی دلیل ہو یا حمل ہو یا اقرار ہو۔ (۲)

(۱) صحیح بخاری كِتَابُ الشُّرُوطِ بَابُ الشُّرُوطِ الَّتِي لاَ تَحِلُّ فِي الحُدُودِ۲۷۲۵، ۲۷۲۴،صحیح مسلم كِتَابُ الْحُدُودِ بَابُ مَنِ اعْتَرَفَ عَلَى نَفْسِهِ بِالزِّنَى۴۴۳۵،سنن ابوداودكِتَاب الْحُدُودِ بَابُ الْمَرْأَةِ الَّتِي أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجْمِهَا مِنْ جُهَيْنَةَ۴۴۴۵،جامع ترمذی أَبْوَابُ الْحُدُودِ بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجْمِ عَلَى الثَّيِّبِ۱۴۳۳،السنن الكبرى للنسائی۱۱۲۹۲

(۲) صحیح بخاری کتاب الحدود بَابُ الِاعْتِرَافِ بِالزِّنَا۶۸۲۹، صحیح مسلم کتاب الحدودبَابُ رَجْمِ الثَّيِّبِ فِي الزِّنَى۴۴۱۸،سنن ابوداودکتاب الحدود بَابٌ فِي الرَّجْمِ۴۴۱۸، مسنداحمد۲۷۶، صحیح ابن حبان ۴۱۳،السنن الکبری للنسائی ۷۱۱۹

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:حَدٌّ يُعْمَلُ بِهِ فِي الْأَرْضِ، خَيْرٌ لِأَهْلِ الْأَرْضِ مِنْ أَنْ يُمْطَرُوا أَرْبَعِينَ صَبَاحًا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حد کا زمین میں قائم ہونا زمین والوں کے لیے چالیس سال کی بارش سے بہتر ہے۔[1]

اور اگر تم اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی شریعت کی حد جاری کرتے ہوئے ان دونوں زانی مرد وعورت پر ترس کھا کر سزا دینے سے گریز، پہلوتہی یا کمی بیشی نہیں کرنا چاہیے،

يُؤْتَى بِوَالٍ نَقَصَ مِنَ الْحَدِّ سَوْطًافَيُقَالُ لَهُ لِمَ فَعَلْتَ ذَاكَ؟ فَيَقُولُ رَحْمَةً لِعِبَادِكَ،فَيُقَالُ لَهُ أَنْتَ أَرْحَمُ بِهِمْ مِنِّي! فَيُؤْمَرُ بِهِ إِلَى النَّارِ وَيُؤْتَى بِمَنْ زَادَ سَوْطًافَيُقَالُ لَهُ لِمَ فَعَلْتَ ذَلِكَ؟فَيَقُولُ لِيَنْتَهُوا عَنْ مَعَاصِيكَ،فَيَقُولُ أَنْتَ أَحْكَمُ بِهِ مِنِّي! فَيُؤْمَرُ بِهِ إِلَى النَّارِ

قیامت کے روز ایک حاکم کو لایا جائے گا جس نے حد میں ایک کوڑا کم کر دیا تھا اس سے پوچھا جائے گا تم نے یہ حرکت کیوں کی تھی؟ وہ عرض کرے گا اے اللہ! آپ کے بندوں پر رحم کھا کر، اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا اچھا تو ان کے حق میں مجھ سے زیادہ رحیم تھا! پھر اللہ تعالیٰ حکم فرمائے گا لے جاؤ اسے اور دوزخ میں ڈال دو، پھر ایک اور حاکم کو اللہ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا جس نے حد پر ایک کوڑے کا اضافہ کر دیا تھا اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا تو نے یہ کس لیے کیا تھا؟ وہ عرض کرے گا تاکہ لوگ آپ کی نافرمانیوں سے باز رہیں، اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا اچھا تو ان کے معاملے میں مجھ سے زیادہ حکیم تھا! پھر اللہ تعالیٰ حکم فرمائے گا لے جاؤ اسے اور دوزخ میں پھینک دو۔[2]

اور دونوں زانیوں کو علی الاعلان سزا دینی چاہیے اور مسلمانوں کی ایک جماعت کو وہاں موجود ہونا چاہیے تاکہ حد کا نفاذ مشتہر ہو، عوام الناس اس سے نصیحت اور عبرت حاصل کریں اور معاشرے میں جو لوگ برے میلانات رکھتے ہیں وہ اس طرح کے کسی گھناؤنے جرم کی جرات نہ کر سکیں، جیسے فرمایا

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَاۗءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝۳۸ [3]

ترجمہ: اور چور خواہ عورت ہو یا مرد دونوں کے ہاتھ کاٹ دو، یہ ان کی کمائی کا بدلہ ہے اور اللہ کی طرف سے عبرتناک سزا، اللہ کی قدرت سب پر غالب ہے اور وہ دانا و بینا ہے۔

اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۡ وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ

زانی مرد بجز زانیہ یا مشرکہ عورت کے اور سے نکاح نہیں کرتا اور زنا کار عورت بھی بجز زانی یا مشرک مرد کے

[1] سنن ابن ماجہ کتاب الحدودبَابُ إِقَامَةِ الْحُدُودِ۲۵۳۸،سنن نسائی کتاب قطع السارق باب التَّرْغِيبُ فِي إِقَامَةِ الْحَدِّ۴۹۰۹

[2] تفسیرالرازی ۳۱۷،۲۳، تفسیر الزمخشری ۲۱۰،۳

[3] المائدۃ۳۸

وَ حُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ۝۳ وَ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ

اور نکاح نہیں کرتی اور ایمان والوں پر یہ حرام کر دیا گیا، جو لوگ پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگائیں

ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّ لَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا

پھر چار گواہ نہ پیش کرسکیں تو انہیں اسی کوڑے لگاؤ اور کبھی بھی ان کی گواہی قبول نہ کرو،

وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۝۴ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ اَصْلَحُوْا

یہ فاسق لوگ ہیں، ہاں جو لوگ اس کے بعد توبہ اور اصلاح کرلیں

فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۝۵ (النور ۳ تا ۵)

تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور مہربانی کرنے والا ہے۔

زنا شرک کے ہم پلہ ہے:

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ مَرْثَدَ بْنَ أَبِي مَرْثَدٍ الْغَنَوِيَّ كَانَ يَحْمِلُ الْأَسَارَى بِمَكَّةَ، وَكَانَ بِمَكَّةَ بَغِيٌّ يُقَالُ لَهَا: عَنَاقُ وَكَانَتْ صَدِيقَتَهُ، قَالَ: جِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَنْكِحُ عَنَاقَ؟ قَالَ: فَسَكَتَ عَنِّي، فَنَزَلَتْ: {وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ}،(۱) فَدَعَانِي فَقَرَأَهَا عَلَيَّ وَقَالَ: لَا تَنْكِحْهَا

عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا عبد اللہ بن عمرو سے روایت کرتے ہیں مرثد بن ابی مرثد غنوی رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ سے (مسلمان) قیدیوں کو اٹھا کر لایا کرتے تھے۔ اور مکہ مکرمہ میں ایک بدکار عورت تھی جس کا نام عناق تھا اور وہ (قبل از اسلام) اس کی آشنا تھی، فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں عناق سے شادی کرلوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس کا کوئی جواب نہ دیا تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی "بدکار عورت سے کوئی بدکار مرد یا مشرک ہی نکاح کرتا ہے۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلوایا اور مجھ پر یہ آیت پڑھی اور فرمایا اس سے نکاح مت کرو۔(۲)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ اسْتَأْذَنَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي امْرَأَةٍ يُقَالُ لَهَا: أُمُّ مَهْزُولٍ، كَانَتْ تُسَافِحُ وَتَشْتَرِطُ لَهُ أَنْ تُنْفِقَ عَلَيْهِ، قَالَ: فَقَرَأَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: {الزَّانِيَةُ لَا

(۱) النور: 3

(۲) سنن ابوداودکتاب النکاح بَابٌ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى الزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً ۲۰۵۱، جامع ترمذی ابواب تفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ النُّورِ ۳۱۷۷، مستدرک حاکم ۲۷۰۱، شرح السنة للبغوی ۲۳۸۳

يَنكِحُهَآ إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ﴾ [1]

اسی طرح ایک اور واقعہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی جس کو ام مہزول کہا جاتا تھا جو قحبہ گری کا پیشہ کرتی تھی اور اس نے شادی کے لیے اپنے خاوند کے اخراجات کی حامی بھری تھی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہی آیت پڑھ کر سنائی "زانی نکاح نہ کرے مگر زانیہ کے ساتھ یا مشرکہ کے ساتھ، اور زانیہ کے ساتھ نکاح نہ کرے مگر زانی یا مشرک، اور یہ حرام کر دیا گیا ہے اہل ایمان پر۔" [2]

اہل ایمان کو متنبہ کیا گیا کہ زانی نکاح نہ کرے مگر زانیہ کے ساتھ یا مشرکہ کے ساتھ، اور زانیہ کے ساتھ نکاح نہ کرے مگر زانی یا مشرک، اور اہل ایمان مرد پر زانیہ عورت اور عفیفہ اور پاک دامن عورتوں کا زانی مرد سے نکاح حرام کر دیا گیا ہے، جیسے ایک مقام پر فرمایا کہ جن عورتوں سے نکاح کرو ان میں تین اوصاف ہونے چاہئیں

...بَعْضُكُم مِّنۢ بَعْضٍ ۚ فَٱنكِحُوهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ وَءَاتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ بِٱلْمَعْرُوفِ مُحْصَنَٰتٍ غَيْرَ مُسَٰفِحَٰتٍ وَلَا مُتَّخِذَٰتِ أَخْدَانٍ ... ۚ ﴿٢٥﴾ [3]

ترجمہ: تم سب ایک ہی گروہ کے لوگ ہو لہذا ان کے سرپرستوں کی اجازت سے ان کے ساتھ نکاح کر لو اور معروف طریقہ سے ان کے مہر ادا کر دو تا کہ وہ حصارِ نکاح میں محفوظ (محصنات) ہو کر رہیں، آزاد شہوت رانی نہ کرتی پھریں اور نہ چوری چھپے آشنائیاں کریں۔

اور یہی تینوں وصف مردوں میں بھی ہونے کا بیان کیا گیا ہے

...وَٱلْمُحْصَنَٰتُ مِنَ ٱلْمُؤْمِنَٰتِ وَٱلْمُحْصَنَٰتُ مِنَ ٱلَّذِينَ أُوتُوا۟ ٱلْكِتَٰبَ مِن قَبْلِكُمْ إِذَآ ءَاتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَٰفِحِينَ وَلَا مُتَّخِذِىٓ أَخْدَانٍ ... ۚ ﴿٥﴾ [4]

ترجمہ: اور محفوظ عورتیں بھی تمہارے لیے حلال ہیں خواہ وہ اہلِ ایمان کے گروہ سے ہوں یا ان قوموں میں سے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی بشرطیکہ ان کے مہر ادا کر کے نکاح میں ان کے محافظ بنو، نہ یہ کہ آزاد شہوت رانی کرنے لگو یا چوری چھپے آشنائیاں کرو۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيدِ بْنِ عُمَيْرٍ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّ عِنْدِي امْرَأَةً هِيَ مِنْ أحبِّ النَّاسِ إِلَيَّ وَهِيَ لَا تَمْنَعُ يَدَ لامِس، قَالَ: طَلِّقْهَا قَالَ: إِنِّي أُحِبُّهَا وَهِيَ جَمِيلَةٌ، قَالَ: اسْتَمْتِعْ بِهَا

عبداللہ بن عبید بن عمیر سے روایت ہے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا مجھے اپنی بیوی سے بہت محبت ہے لیکن اس کی یہ عادت ہے کہ کسی ہاتھ کو واپس نہیں لوٹاتی (چھیڑ چھاڑ کرنے والے کو نہیں روکتی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے طلاق دے دو، اس

---

[1] النور: 3

[2] مسنداحمد۶۴۸۰، السنن الکبری للنسائی ۱۱۲۹۵، شرح مشکل الآثار۴۵۵۱، المعجم الکبیرللطبرانی ۱۴۱۸۸، السنن الکبری للبیہقی۱۳۸۵۹، معرفة السنن الآثار ۱۳۷۵۴

[3] النساء۲۵

[4] المائدة۵

نے کہا وہ بہت خوبصورت ہے اور میں اس سے بہت محبت کرتا ہوں اس کی جدائی میں برداشت نہیں کرسکتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر جا اور اس سے فائدہ اٹھا۔ (۱)

عَنْ عَمَّارٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ دَيُّوث

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص دیوث ہو (یعنی جسے معلوم ہو کہ اس کی بیوی بدکار ہے اور وہ بے غیرت شخص یہ جان کر بھی اس کا شوہر بنا رہے) وہ جنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ (۲)

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ثَلَاثَةٌ قَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ الْجَنَّةَ: مُدْمِنُ الْخَمْرِ، وَالْعَاقُّ، وَالدَّيُّوثُ ، الَّذِي يُقِرُّ فِي أَهْلِهِ الْخَبَثَ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین لوگوں پر جنت حرام کر دی گئی ہے، ہمیشہ شراب پینے والا اور ماں باپ کا نافرمان اور دیوث جو اپنے گھر والوں میں خباثت کو برقرار رکھتا ہے۔ (۳)

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثَلَاثٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ، وَلَا يَنْظُرُ اللَّهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: الْعَاقُّ بِوَالِدَيْهِ، وَالْمَرْأَةُ الْمُتَرَجِّلَةُ الْمُتَشَبِّهَةُ بِالرِّجَالِ ، وَالدَّيُّوثُ،

عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین قسم کے لوگ جنت میں داخل نہیں ہوں گے اور ان کی طرف اللہ تعالیٰ نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا ماں باپ کا نافرمان، وہ عورتیں جو مردوں کی مشابہت کریں اور دیوث۔ (۴)

اور قذف یعنی بہتان تراشی کی سزا بیان فرمائی جو لوگ عفیفہ، پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگائیں (اسی طرح جو عورت کسی صالح مرد پر زنا کی تہمت لگائے) پھر اپنی سچائی میں چشم دید چار عادل اور معتبر گواہ لے کر نہ آئیں جو یہ گواہی دیں گے کہ انہوں نے ملزم اور ملزمہ کو عین مباشرت کی حالت میں دیکھا ہے

رَأَيْنَاهُ وَطِئَهَا فِي فَرْجِهَا كَالْمِيلِ فِي الْمُكْحُلَةِ وَالرَّشَا فِي الْبِئْرِ

یعنی ہم نے عورت کے فرج میں مرد کے آلہ تناسل کو اس طرح دیکھا جیسے سرمہ دانی میں سلائی اور کنوئیں میں رسی۔ (۵)

تو ان کو سزا کے طور پر اسی کوڑے مارو اور ان کی شہادت کبھی قبول نہ کرو خواہ اس پر حد قذف جاری کیوں نہ کر دی گئی ہو اور وہ خود ہی فاسق ہیں، البتہ سزا پانے کے بعد جو لوگ نادم ہو کر خلوص نیت سے تائب ہو جائیں اور اپنی اصلاح کر لیں تو وہ فاسق نہیں رہیں گے اور اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرما دے گا۔

(۱) شرح السنة للبغوى ۲۳۸۳،سنن نسائی کتاب النکاح باب تَزْوِيجُ الزَّانِيَةِ۳۲۲۳

(۲) مسند ابوداود الطیالسی ۶۷۷

(۳) مسند احمد۵۳۷۲

(۴) مسند احمد ۶۱۸۰

(۵) المبسوط للسرخسی ۹٫۳۳،البناية شرح الهداية ۶٫۲۵۹،الفروع وتصحيح الفروع۱۰٫۱۲۸،کشاف التفاع عن متن الاقناع۳٫۱۰۰

وَ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ

جولوگ اپنی بیویوں پر بدکاری کی تہمت لگائیں اور ان کا کوئی گواہ بجز خود ان کی ذات نہ ہو تو ایسے لوگوں میں سے ہر ایک کا

فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۶ وَ الْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ

ثبوت یہ ہے کہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر کہیں کہ وہ سچوں میں سے ہیں اور پانچویں مرتبہ کہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو

عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝۷ وَ يَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ

اگر وہ جھوٹوں میں سے ہو، اور اس عورت سے سزا اس طرح دور ہوسکتی ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ

اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝۸ وَ الْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۹

یقیناً اس کا مرد جھوٹ بولنے والوں میں سے ہے اور پانچویں دفع کہے کہ اس پر اللہ کا عذاب ہو اگر اس کا خاوند سچوں میں

وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ وَ اَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ۝۱۰ (النور ۶ تا ۱۰)

سے ہو، اگر اللہ تعالیٰ کا فضل تم پر نہ ہوتا (تو تم پر مشقت اترتی) اور اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا با حکمت ہے۔

لعان:

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ:أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَرَأَيْتَ رَجُلًا رَأَى مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ ، فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ؟

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ ساعدی سے مروی ہے ایک شخص (عویمر رضی اللہ عنہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ایسے شخص کے متعلق آپ کا کیا ارشاد ہے جس نے اپنی بیوی کے ساتھ ایک غیر مرد کو دیکھا ہو کیا وہ اسے قتل کر دے؟ لیکن پھر آپ قصاص میں قاتل کو قتل کر دیں گے، پھر اسے کیا کرنا چاہیے؟۔ (۱)

کیونکہ ابھی تک کوئی ایسا واقع نہیں ہوا تھا اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سوال ناگوار گزرا، پھر بعض ایسے واقعات پیش آئے جو ان آیات کے نزول کا سبب بنے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ،قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ: {وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا}، (۲) قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَهُوَ سَيِّدُ الْأَنْصَارِ: هَكَذَا أُنْزِلَتْ يَا رَسُولَ اللهِ؟فَقَالَ

---

(۱) صحیح بخاری کتاب التفسیرسورة النورباَبُ وَالخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَةَ اللهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الكَاذِبِينَ۴۷۴۶ ،صحیح مسلم كِتَابُ الطَّلَاقِ بَابُ اللِّعَانِ ۳۷۴۳

(۲) النور: 4

رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَلَا تَسْمَعُونَ مَا يَقُولُ سَيِّدُكُمْ؟ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، لَا تَلُمه فَإِنَّهُ رَجُلٌ غَيُورٌ، وَاللهِ مَا تَزَوَّجَ امْرَأَةً قَطّ إِلَّا بِكْرًا، وَمَا طَلَّقَ امْرَأَةً لَهُ قَطُّ فَاجْتَرَأَ رَجُلٌ مِنَّا أَنْ يَتَزَوَّجَهَا، مِنْ شِدَّةِ غَيْرَتِهِ،فَقَالَ سَعْدٌ: وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّهَا حَقٌّ وَأَنَّهَا مِنَ اللهِ، وَلَكِنِّي قَدْ تعجبت أَنِّي لَوْ وَجَدْتُ لكاعًا قَدْ تَفَخَّذها رَجُلٌ، لَمْ يَكُنْ لِي أَنْ أَهِيجَهُ وَلَا أُحَرِّكَهُ حَتَّى آتِيَ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ، فَوَاللهِ لَا آتِي بِهِمْ حَتَّى يَقْضِيَ حَاجَتَه

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جب یہ آیت ”اور جولوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں پھر چار گواہ لے کر نہ آئیں، ان کو اسّی کوڑے مارو اور ان کی شہادت کبھی قبول نہ کرو۔“ نازل ہوئی تو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ جو انصار کے سردار تھے کہنے لگے اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا یہ آیت اسی طرح نازل ہوئی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انصار کے گروہ! کیا تم سنتے ہو کہ تمہارا سردار کیا کہہ رہا ہے؟ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ان سے درگزر فرمائیں یہ صرف ان کی بڑھی چڑھی غیرت کا باعث ہے اور کچھ نہیں، ان کی غیرت کا تو یہ حال ہے کہ انہیں کوئی شخص اپنی بیٹی دینے کو تیار نہیں ہے، سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرا یہ ایمان ہے کہ یہ حق ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے لیکن اگر میں اس کمینی عورت کو دیکھوں کہ اس کی رانوں کے درمیان ایک شخص بیٹھا ہوا ہو تو جب تک چار گواہ نہ لے آؤں مجھے اسے ڈرانے، دھمکانے اور دور ہٹانے کا کوئی حق ہی نہیں ہے یہاں تک کہ میں چار گواہ لاؤں، اللہ کی قسم! جب تک میں چار گواہ لے کر آؤں تب تک تو وہ اپنی ضرورت پوری کر کے جا چکا ہو گا،

قَالَ: فَمَا لَبِثُوا إِلَّا يَسِيرًا حَتَّى جَاءَ هِلَالُ بْنُ أُمَيَّةَ وَهُوَ أَحَدُ الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ تِيبَ عَلَيْهِمْ، فَجَاءَ مِنْ أَرْضِهِ عِشَاءً،فَوَجَدَ عِنْدَ أَهْلِهِ رَجُلًا فَرَأَى بِعَيْنَيْهِ وَسَمِعَ بِأُذُنَيْه فلم يُهَيِّجه حَتَّى أَصْبَحَ، فَغَدَا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي جِئْتُ أَهْلِي عِشَاءً، فوجدتُ عِنْدَهَا رَجُلًا فَرَأَيْتُ بِعَيْنِي، وَسَمِعْتُ بِأُذُنِي فكَرِهَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا جَاءَ بِهِ، وَاشْتَدَّ عَلَيْهِ

ابھی کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے یہ ان تین اشخاص میں سے ایک ہیں جن کی توبہ قبول ہوئی تھی، یہ اپنے کھیتوں سے رات کو دیر سے واپس آئے گھر آ کر دیکھا کہ ان کی بیوی کے پاس ایک غیر مرد موجود ہے اور انہوں نے خود اپنی آنکھوں سے تمام معاملہ دیکھا اور اپنے کانوں سے ان کی باتیں سنیں مگر وہ طیش میں نہ آئے، وہ صبح صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں رات گھر دیر سے پہنچا تو میں نے اپنی بیوی کے پاس ایک غیر مرد کو دیکھا اور میں نے انہیں زنا کرتے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں سے سنا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ واقعہ بہت برا لگا اور آپ کی طبیعت پر نہایت شاق گزرا

وَاجْتَمَعَتِ الْأَنْصَارُ فَقَالُوا : قَدِ ابْتُلِينَا بِمَا قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ، الْآنَ يَضْرِبُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هلالَ بْنَ أُمَيَّةَ، ويبْطل شَهَادَتَهُ فِي الْمُسْلِمِينَ، فَقَالَ هِلَالٌ: وَاللهِ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَجْعَلَ اللهُ لِي مِنْهَا مَخْرَجًاوَقَالَ هِلَالٌ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي قَدْ أَرَى مَا اشْتَدَّ عَلَيْكَ مِمَّا جِئْتُ بِهِ، وَاللهُ يَعْلَمُ إِنِّي لَصَادِقٌ

یہ واقعہ سن کر سب انصار جمع ہو گئے اور کہنے لگے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے قول کی وجہ سے ہم اس آفت میں مبتلا کئے گئے ہیں مگر اس صورت

میں کہ رسول اللہ ﷺ ہلال بن امیہ پر حد قذف لگائیں اور مسلمانوں میں اس کی شہادت کو مردود ٹھیرائیں، ہلال رضی اللہ عنہ کہنے لگے واللہ! میں سچ کہہ رہا ہوں اور مجھے اللہ تعالیٰ سے قوی امید ہے کہ وہ اس مشکل سے نکلنے کی کوئی صورت ضرور پیدا فرما دے گا، اور رسول اللہ ﷺ کو مخاطب ہو کر کہنے لگے اے اللہ کے رسول ﷺ! میں دیکھتا ہوں کہ میری بات آپ کی طبیعت پر نہایت گراں گزری ہے، اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ کی قسم میں سچ کہہ رہا ہوں اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے،

فَوَاللهِ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدُ أَنْ يَأْمُرَ بِضَرْبِهِ، إِذْ أَنْزَلَ اللهُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَحْيَ -وَكَانَ إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ عَرَفُوا ذَلِكَ ، فِي تَرَبُّد وَجْهِهِ حَتَّى فَرَغَ مِنَ الْوَحْيِ فَنَزَلَتْ: ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ﴾، [1] الْآيَةَ كُلَّها. فَسُرِيَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ:أَبْشِرْ يَا هِلَالُ، قَدْ جَعَلَ اللهُ لَكَ فَرَجًا وَمَخْرَجًا فَقَالَ هِلَالٌ: قَدْ كُنْتُ أَرْجُو ذَلِكَ مِنْ رَبِّي، عَزَّ وَجَل، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أرسلوا إليها فَأَرْسَلُوا إِلَيْهَا، فَجَاءَتْ،فَتَلَاهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمافَتَلَاهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمَا،

لیکن کیونکہ چار گواہ پیش نہیں کر سکتے تھے اس لئے قریب تھا کہ رسول اللہ ﷺ انہیں حد قذف مارنے کا حکم فرماتے کہ اتنے میں وحی نازل ہونا شروع ہوئی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کے چہرے کی علامات کو دیکھ کر پہچان لیا کہ اس وقت وحی نازل ہو رہی ہے جب وحی نازل ہو چکی، ”اور جو لوگ اپنی بیویوں پر الزام لگائیں اور ان کے پاس خود ان کے اپنے سوا دوسرے کوئی گواہ نہ ہوں تو ان میں سے ایک شخص کی شہادت (یہ ہے کہ) وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے کہ وہ (اپنے الزام میں) سچا ہے، اور پانچویں بار کہے کہ اس پر اللہ کی لعنت ہو اگر وہ (اپنے الزام میں) جھوٹا ہو۔“ تو آپ ﷺ نے ہلال رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر فرمایا اے ہلال رضی اللہ عنہ! خوش ہو جاؤ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے کشادگی اور نکلنے کا راستہ نازل فرما دیا ہے، ہلال رضی اللہ عنہ کہنے لگے مجھے اللہ عزوجل کی ذات سے یہی امید تھی، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہلال رضی اللہ عنہ کی بیوی کو یہاں لے آؤ، لوگ اس کے پاس گئے اور اسے آپ کی خدمت میں لے آئے، پھر رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کے سامنے آیت ”اور جو لوگ اپنی بیویوں پر الزام لگائیں اور ان کے پاس خود ان کے اپنے سوا دوسرے کوئی گواہ نہ ہوں تو ان میں سے ایک شخص کی شہادت (یہ ہے کہ وہ) چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے کہ وہ (اپنے الزام میں) سچا ہے۔“ تک پڑھ کر سنائی ,یعنی شوہر اگر اپنی عفیفہ، بالغہ، آزاد اور مسلمان بیوی پر زنا کی تہمت لگائے اور مقدمہ قاضی کی عدالت میں لے جائے تو زنا کی حد کے اثبات کے لئے قاضی اس مرد سے چار عادل، معتبر اور عینی گواہوں کی شہادت بطور ثبوت طلب کرے گا، اگر شوہر گواہ پیش کرنے سے قاصر رہے تو وہ دونوں لعان کر لیں، یعنی چار گواہوں کے قائم مقام چار مرتبہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہے کہ میں اپنے اس دعویٰ میں سچا ہوں اور پانچویں مرتبہ کہے گا کہ اگر میں اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگانے میں جھوٹا ہوں تو اللہ کی مجھ پر لعنت ہو، اب اگر عورت اپنے آپ کو پاک سمجھتی ہے تو اس کو بھی چار بار کہے گی کہ واللہ اس الزام تراشی میں میرا شوہر جھوٹا ہے اور پانچویں بار کہے کہ اگر میرا شوہر اس الزام لگانے میں سچا ہے تو مجھ پر اللہ

[1] النور: 6

کا غضب ہو، اس صورت میں وہ زنا کی حد سے بچ جائے گی، اس کو شریعت کی اصطلاح میں لعان کہتے ہیں کیونکہ دونوں مرد وعورت اللہ کی قسم کھا کر خود کو مستحق لعنت قرار دیتے ہیں۔

وَذَكَّرَهُمَا وَأَخْبَرَهُمَا أَنَّ عذابَ الْآخِرَةِ أَشَدُّ مِنْ عَذَابِ الدُّنْيَا ، فَقَالَ هِلَالٌ: وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ لَقَدْ صَدَقْتُ عَلَيْهَا فَقَالَتْ: كَذَبَ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَاعِنُوا بَيْنَهُمَا، فَقِيلَ لِهِلَالٍ: اشْهَدْ. فَشَهِدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ،فَلَمَّا كَانَ فِي الْخَامِسَةِ قِيلَ لَهُ: يَا هِلَالُ، اتَّقِ اللهَ، فَإِنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا أهونُ مِنْ عَذَابِ الْآخِرَةِ،وَإِنَّ هَذِهِ الموجبةُ الَّتِي تُوجِبُ عَلَيْكَ الْعَذَابَ، فَقَالَ: وَاللهِ لَا يُعَذِّبُنِي اللهُ عَلَيْهَا، كَمَا لَمْ يَجْلِدْنِي عَلَيْهَافَشَهِدَ فِي الْخَامِسَةِ أَنَّ لَعْنَةَ اللهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ

اور دونوں کو نصیحت کی اور خبر دار کیا کہ آخرت کا عذاب دنیا کے عذاب سے بہت سخت ہے، ہلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس کے بارے میں سچ کہہ رہا ہوں، اس عورت نے کہا یہ جھوٹ بول رہا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر تم دونوں لعان کرو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا اللہ کی قسم اٹھا کر چار مرتبہ کہو کہ میں نے جو کہا ہے اس میں سچا ہوں، جب ہلال رضی اللہ عنہ چار مرتبہ کہے چکے اور پانچویں بار کی نوبت آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کہا اے ہلال رضی اللہ عنہ! اللہ سے ڈرو دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے بہت ہلکا ہے، پانچویں بار تیری زبان سے یہ قسم نکلتے ہی تجھ پر اللہ کا عذاب واجب ہو جائے گا ہلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کی قسم! جس طرح اللہ تعالیٰ نے مجھے میری صداقت کی وجہ سے دنیا کی سزا سے بچایا اسی طرح میری سچائی کی وجہ سے آخرت کے عذاب سے بھی مجھے محفوظ رکھے گا اور پھر پانچویں مرتبہ کے الفاظ بھی کہ اگر میں جھوٹوں میں سے ہوں تو مجھ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو زبان سے ادا کر دیئے،

ثُمَّ قِيلَ لَهَا اشْهَدِي أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ،فَلَمَّا كَانَتِ الْخَامِسَةُ قِيلَ] لَهَا: اتَّقِي اللهَ، فَإِنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا أَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْآخِرَةِ، وَإِنَّ هَذِهِ الموجبةُ الَّتِي تُوجِبُ عَلَيْكَ الْعَذَابَ،فَتَلَكَّأَتْ سَاعَةً ثُمَّ قَالَتْ: وَاللهِ لَا أَفْضَحُ قَوْمِي فَشَهِدَتْ فِي الْخَامِسَةِ أَنَّ غَضَبَ اللهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ، فَفَرَّقَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا، وَقَضَى أَلَّا يُدْعَى وَلَدُهَا لِأَبٍ وَلَا يُرْمَى وَلَدُهَاوَمَنْ رَمَاهَا أَوْ رَمَى وَلَدَهَا فَعَلَيْهِ الْحَدُّ وَقَضَى أَلَّا بَيْتَ لَهَا عَلَيْهِ وَلَا قُوتَ لَهَا، مِنْ أَجْلِ أَنَّهُمَا يَتَفَرَّقَانِ مِنْ غَيْرِ طَلَاقٍ، وَلَا مُتَوَفًى عَنْهَا

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے کہا تو چار مرتبہ اللہ کی قسم اٹھا کر کہہ کہ یہ جھوٹوں میں سے ہے جب وہ چاروں قسمیں کھا چکی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پانچویں دفعہ کے کلمہ کہنے سے روکا اور فرمایا اللہ سے ڈرو دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے بہت ہلکا ہے پانچویں بار تیری زبان سے یہ قسم نکلتے ہی تجھ پر اللہ کا عذاب واجب ہو جائے گا، تو وہ عورت کچھ دیر کے لئے جھجکی، پھر کہنے لگی میں ہمیشہ کے لئے اپنی قوم کو رسوا نہیں کروں گی اور پھر پانچویں بار اپنی زبان سے کہہ دیا کہ اگر اس کا خاوند سچوں میں سے ہو تو مجھ پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہو، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں میں جدائی کرا دی اور حکم فرمایا کہ اس عورت سے جو اولاد پیدا ہوا سے ہلال رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب نہ کیا جائے اور نہ اسے حرام کی اولاد کہا جائے اور جو شخص اس بچہ کو حرامی کہے گا یا اس عورت پر تہمت رکھے گا اس پر حد لگائی جائے گی، اور یہ

بھی فرمایا کہ اس کا نان ونفقہ اس کے خاوند پر نہیں ہے کیونکہ جدائی کر دی گئی ہے، نہ طلاق ہوئی ہے اور نہ خاوند کا انتقال ہوا ہے،

وَقَالَ:إِنْ جَاءَتْ بِهِ أُصَيْهِبَ أُرَيْسِحَ حَمْشَ السَّاقَيْنِ فَهُوَ لِهِلَالٍ، وَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَوْرَقَ جَعْدًا جُمَالِيًّا خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ سَابِغَ الْأَلْيَتَيْنِ، فَهُوَ الَّذِي رُمِيَتْ بِهِ، فَجَاءَتْ بِهِ أَوْرَقَ جَعْدًا جُمَالِيًّا خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ سَابِغَ الْأَلْيَتَيْنِ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَوْلَا الْأَيْمَانُ لَكَانَ لِي وَلَهَا شَأْنٌ

اور فرمایا اگر یہ بچہ سرخ وسفید رنگ، موٹی پنڈلیوں والا پیدا ہو تو اسے ہلال رضی اللہ عنہ کا بچہ سمجھنا اور اگر پتلی پنڈلیوں والا، سیاہی مائل رنگ کا بچہ پیدا ہو تو اس شخص کا سمجھنا جس کے ساتھ اس پر الزام لگایا گیا ہے، جب بچہ پیدا ہوا تو لوگوں نے دیکھا وہ پتلی پنڈلیوں والا اور سیاہی مائل رنگت والا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ مسئلہ قسموں پر طے شدہ نہ ہوتا تو میں اس عورت پر حد لگاتا۔[1]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ قَذَفَ امْرَأَتَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَرِيكِ بْنِ سَحْمَاءَ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی بیوی پر شریک بن سحماء کے ساتھ تہمت لگائی تھی۔[2]

قَالَ: فَأُنْزِلَ آيَةُ اللِّعَانِ،فَكَانَ ذَلِكَ الرَّجُلُ أَوَّلَ مَنِ ابْتُلِيَ بِهِ

اور جب لعان کی آیات نازل ہوئیں تو سب سے پہلا لعان ہلال رضی اللہ عنہ اور ان کی بیوی کے درمیان ہوا تھا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ،فَرَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَخَوَيْ بَنِي الْعَجْلَانِ ،فَقَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُتَلَاعِنَيْنِ: حِسَابُكُمَا عَلَى اللهِ، أَحَدُكُمَا كَاذِبٌ، لَا سَبِيلَ لَكَ عَلَيْهَا قَالَ: مَالِي؟قَالَ:لَا مَالَ لَكَ، إِنْ كُنْتَ صَدَقْتَ عَلَيْهَا فَهُوَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ بنی عجلان کے میاں بیوی میں (لعان کی وجہ سے) جدائی کرائی تھی، اور لعان کرنے والے جوڑے کو مخاطب ہو کر فرمایا تمہارا حساب تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے تم میں سے ایک یقیناً جھوٹا ہے اب تمہیں تمہاری بیوی پر کوئی اختیار نہیں، ان صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میرا مال (جو میں نے حق مہر میں دیا تھا) مجھے واپس کرا دیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب وہ تمہارا مال نہیں ہے اگر تم اس معاملہ میں سچے ہو تو تمہارا یہ مال اس کے بدلے میں ختم ہو چکا کہ تم نے اس کی شرمگاہ کو حلال کیا تھا اور اگر تم نے اس پر جھوٹی تہمت لگائی تھی تو پھر تو وہ تم سے اور بھی زیادہ دور چلا گیا۔[3] تم لوگوں پر اللہ کا فضل اور اس کا رحم نہ ہوتا اور یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ بڑا التفات

---

[1] مسند احمد ۲۱۳۱،صحیح بخاری کتاب التفسیرسورۃ النوربَابُ وَالخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَةَ اللهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الكَاذِبِينَ۴۷۴۷ ،سنن ابوداودکتاب الطلاق بَابٌ فِي اللِّعَانِ ۲۲۵۶

[2] مسند احمد۱۲۴۵۰

[3] صحیح بخاری کتاب الطلاق بَابُ قَوْلِ الإِمَامِ لِلْمُتَلاَعِنَيْنِ إِنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ، فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ۵۳۱۱،وبَابُ المُتْعَةِ لِلَّتِي لَمْ يُفْرَضْ لَهَا۵۳۵۰،صحیح مسلم كِتَابُ الطَّلَاقِ بَابُ اللِّعَانِ ۳۷۴۴ ،سنن ابوداودکتاب الطلاق بَابٌ فِي اللِّعَانِ۲۲۵۷

فرمانے والااور حکیم ہے، تو (بیویوں پر الزام کامعاملہ تمہیں بڑی پیچیدگی میں ڈال دیتا)

وَ لَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَ السَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَ الْمَسٰكِيْنَ

تم میں سے جو بزرگی اور کشادگی والے ہیں انہیں اپنے قرابت داروں اور مسکینوں

وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ وَلْيَعْفُوْا وَ لْيَصْفَحُوْا ؕ

اور مہاجروں کو فی سبیل اللہ دینے سے قسم نہ کھالینی چاہیے بلکہ معاف کردینااور درگزر کرلیناچاہیے،

اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۲﴾ (النور ۲۲)

کیاتم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قصور معاف فرمادے؟اللہ قصوروں کو معاف فرمانے والامہربان ہے۔

وَكَانَ يُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحِ بْنِ أُثَاثَةَ لِقَرَابَتِهِ مِنْهُ،وَاللهِ لَا أُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحٍ شَيْئًا أَبَدًا

مسطح رضی اللہ عنہ مسکین محتاج تھےاورواقعہ افک سے پہلے سیدناابوبکر رضی اللہ عنہ صدیق، مسطح رضی اللہ عنہ کے ساتھ رشتےداری (خالہ کے بیٹے) کی وجہ سے ان کی مالی معاونت کیا کرتے تھے،لیکن مسطح رضی اللہ عنہ نے نہ تورشتہ داری کاخیال کیااور نہ ہی سیدناابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ کے مالی معاونت کالحاظ کیا تھااور منافقین کے پروپیگنڈاکاشکار ہوکر بڑھ بڑھ کران کی زبان بولنے لگے تھے، مسطح رضی اللہ عنہ بن اثاثہ کی بہتان طرازی پر سیدناابوبکر رضی اللہ عنہ نے غصہ سے فرمایااللہ کی قسم!اب میں مسطح رضی اللہ عنہ پر کبھی بھی کچھ بھی خرچ نہیں کروں گایعنی اسے ایک کوڑی بھی نہیں دوں گا۔

اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ بزرگی اور وسعت والے مسلمانوں کو اس سے قسم نہ کھانی چاہیے کہ وہ قرابت داروں اور مسکینوں اور اللہ کی راہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں سے سلوک واحسان نہ کریں گے بلکہ انہیں معافی اور چشم پوشی سے کام لیناچاہیے،تم لوگوں سے بھی بشری تقاضے سے غلطیاں اور کوتاہیاں سرزد ہوجاتی ہیں توکیاتم اللہ تعالیٰ سے اپنی لغزشوں کو معاف نہیں کراناچاہتے،سنو!اللہ تعالیٰ توخود بندوں کے گناہوں کو بخشنے والااوران پر رحیم ہے،اس آیت کو سنتے ہی سیدناابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی گردن جھکادی

قَالَ أَبُو بَكْرٍ: بَلَى وَاللهِ إِنِّي لَأُحِبُّ أَنْ يَغْفِرَ اللهُ لِي ،ثُمَّ رَجَعَ إِلَى مِسْطَحٍ مَا كَانَ يَصِلُهُ مِنَ النَّفَقَةِ،وَقَالَ: وَاللهِ لَا أَنْزِعُهَا عَنْهُ أَبَدًا

اور بے ساختہ جواب دیااللہ کی قسم! میری عین چاہت ہے کہ اللہ مجھے بخش دے، پھر مسطح رضی اللہ عنہ کو جو روزینہ دیا کرتے تھے جاری کردیااور فرمایااللہ کی قسم! میں اب کبھی بھی اس کامقررہ روزینہ بند نہ کروں گا۔[1]

فَرَجَعَ إِلَى مِسْطَحٍ مِثْلَمَا كَانَ يُنْفِقُ عَلَيْهِ

---

[1] صحیح بخاری كِتَابُ الشَّهَادَاتِ بَابُ تَعْدِيلِ النِّسَاءِ بَعْضِهِنَّ بَعْضًا ۲۶۶۱،صحیح مسلم كتاب التَّوْبَةِ بَابٌ فِي حَدِيثِ الْإِفْكِ وَقَبُولِ تَوْبَةِ الْقَاذِفِ۷۰۲۰، المعجم الکبیرللطبرانی۱۳۹،مصنف عبدالرزاق ۹۷۴۸، مسند احمد ۲۵۶۲۳

ایک روایت میں ہے اور جو آپ دیا کرتے تھے اس سے دگنا دینا شروع کر دیا۔ [۱]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۲۲۵﴾ [۲]

ترجمہ: جو بے معنی قسمیں تم بلا ارادہ کھا لیا کرتے ہو، ان پر اللہ گرفت نہیں کرتا مگر جو قسمیں تم سچے دل سے کھاتے ہو ان کی باز پرس وہ ضرور کرے گا، اللہ بہت درگزر کرنے والا اور بردبار ہے۔

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ... ﴿۸۹﴾ [۳]

ترجمہ: تم لوگ جو مہمل قسمیں کھا لیتے ہو ان پر اللہ گرفت نہیں کرتا، مگر جو قسمیں تم جان بوجھ کر کھاتے ہو ان پر وہ ضرور تم سے مواخذہ کرے گا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ، فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا، فَلْيَأْتِهَا، وَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِينِهِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی بات کی قسم کھا لی ہو اور پھر اسے معلوم ہو کہ دوسری بات اس سے بہتر ہے اسے چاہیے کہ وہی بات کرے جو بہتر ہے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دے۔ [۴]

چنانچہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دس مسکینوں کو کھانا کھلا کر اپنی قسم کا کفارہ ادا کیا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ۠

جو لوگ پاک دامن بھولی بھالی باایمان عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں وہ دنیا و آخرت میں ملعون ہیں

وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۳﴾ يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَ اَيْدِيْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ

اور ان کے لیے بڑا بھاری عذاب ہے، جبکہ ان کے مقابلے میں ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ پاؤں ان کے اعمال

بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾ يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ

کی گواہی دیں گے، اس دن اللہ تعالیٰ انہیں پورا پورا بدلہ حق و انصاف کے ساتھ دے گا اور وہ جان لیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہی

---

[۱] المعجم الکبیر للطبرانی ۱۴۰

[۲] البقرۃ ۲۲۵

[۳] المائدۃ ۸۹

[۴] صحیح مسلم كِتَابُ الْأَيْمَانِ بَابُ نَدْبِ مَنْ حَلَفَ يَمِينًا فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا، أَنْ يَأْتِيَ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ، وَيُكَفِّرُ عَنْ يَمِينِهِ ۴۲۷۱، السنن الکبری للبیہقی ۱۹۹۴۹، مسند احمد ۶۹۰۷، سنن الدارمی ۲۳۹۰، السنن الکبری للنسائی ۴۷۰۹، صحیح ابن حبان ۴۳۵۲

هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ﴿۲۵﴾ اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَ الْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ

حق ہے (اور وہی) ظاہر کرنے والا ہے، خبیث عورتیں خبیث مرد کے لائق ہیں اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لائق ہیں،

وَ الطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَ الطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا

اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لائق ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کے لائق ہیں، ایسے پاک لوگوں کے متعلق جو کچھ

يَقُوْلُوْنَ ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۲۶﴾ (النور ۲۳تا۲۶)

بکواس (بہتان باز) کر رہے ہیں وہ ان سے بالکل بری ہیں، ان کے لیے بخشش ہے اور عزت والی روزی۔

اللہ تعالیٰ نے عفت مآب عورتوں پر بہتان لگانے والوں کو سخت وعید سناتے ہوئے فرمایا جو لوگ فسق وفجور سے پاکدامن اور بدچلنی سے بے خبر مومن عورتوں پر تہمتیں لگاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا اور آخرت میں اپنی رحمت سے دور کر دیا ہے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: {إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ} قَالَ : نَزَلَتْ فِي عَائِشَةَ خَاصَّةً

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کریمہ ”جو لوگ پاک دامن، بے خبر مومن عورتوں پر تہمتیں لگاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی گئی اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔“ کے بارے میں کہتے ہیں یہ خاص طور پر ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ [۱]

وَقَدْ أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ، رَحِمَهُمُ اللهُ، قَاطِبَةً عَلَى أَنَّ مَنْ سَبَّهَا بَعْدَ هَذَا وَرَمَاهَا بِمَا رَمَاهَا بِهِ [بَعْدَ هذاالَّذِي ذُكِرَ] فِي هَذِهِ الْآيَةِ، فَإِنَّهُ كَافِرٌ لِأَنَّهُ مُعَانِدٌ لِلْقُرْآنِ، وَفِي بَقِيَّةِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ قَوْلَانِ: أَصَحُّهُمَا أَنَّهُنَّ كَهِيَ

کیونکہ ان آیات کے نزول کا سبب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ افک ہے اس لئے تمام علماء رحمہم اللہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد اگر کوئی ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو گالی دے یا آپ پر اس طرح کا کوئی بہتان لگائے جس کا ان آیات میں ذکر کیا گیا ہے تو وہ کافر ہے کیونکہ وہ قرآن کا مخالف ہے اور دیگر تمام امہات المومنین کے بارے میں بھی یہی حکم ہے۔ [۲]

قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ: هَذَا فِي عَائِشَةَ، وَمَنْ صَنَعَ مِثْلَ هَذَا أَيْضًا الْيَوْمَ فِي الْمُسْلِمَاتِ، فَلَهُ مَا قَالَ اللهُ، عَزَّ وَجَلَّ، وَلَكِنْ عَائِشَةُ كَانَتْ إمامَ ذَلِكَ

عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کہتے ہیں یہ آیت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بہتان لگانے والوں کے لیے نازل ہوئی تھی، اور آج بھی اگر کوئی مسلمان عورتوں کے بارے میں اس طرح شنیع حرکت کرے تو اس کے لیے بھی یہی حکم ہے جو اللہ عزوجل نے بیان فرمایا ہے لیکن عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پہلی (عورت) ہیں جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ [۳]

---

[۱] تفسیر ابن ابی حاتم ۸/۲۵۵۶

[۲] تفسیر ابن کثیر ۶/۳۱

[۳] تفسیر ابن ابی حاتم ۸/۲۵۵۷

اور قیامت کے روز ان کے لئے جہنم کا درد ناک عذاب ہے، جیسے فرمایا

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا ﴿٥٧﴾ [1]

ترجمہ: جولوگ اللہ اور اس کے رسول (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) کو اذیت دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ نے لعنت فرمائی ہے اور ان کے لیے رسوا کن عذاب مہیا کر دیا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:اجْتَنِبُوا السَّبْعَ المُوبِقَاتِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: الشِّرْكُ بِاللَّهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ اليَتِيمِ، وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ المُحْصَنَاتِ المُؤْمِنَاتِ الغَافِلاَتِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا سات مہلک گناہوں سے بچو (جو انسان کو دنیا و آخرت میں ہلاک کر ڈالنے والے ہیں، انفرادی اور اجتماعی زندگی میں ان سے ازحد پرہیز کرنا واجب ہے جن کا مرتکب اگر بغیر توبہ کے مر گیا تو یقیناً وہ ہلاک ہو گیا یعنی جہنم رسید ہوا) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا اے اللہ کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! وہ کون سے گناہ ہیں؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا اور جادو کرنا (یا کرانا) کسی کو ناحق قتل کر دینا جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے اور سود کھانا اور یتیم کا مال ہڑپ کر جانا اور جہاد کے دن (کافروں کا سامنا کرنے سے) پشت پھیر کر بھاگ جانا اور پاک دامن بھولی بھالی ایمان والی عورتوں پر تہمت لگانا۔ [2]

کبیرہ گناہوں کی تعداد ان سات پر ختم نہیں ہے اور بھی بہت سے گناہ اس ذیل میں بیان کیے گئے ہیں۔

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:قَذْفُ الْمُحْصَنَةِ يَهْدِمُ عَمَلَ مِائَةِ سَنَةٍ

حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگانے والے کی سو سال کی نیکیاں غارت ہو جاتی ہیں۔ [3]

ایسے لوگ میدان محشر میں اللہ کے حضور اپنی پیشی کو بھول نہ جائیں جبکہ ان کی اپنی زبانیں اور ان کے اپنے ہاتھ پاؤں یعنی ہر عضو ان کے اعمال کی گواہی دیں گے، جیسے فرمایا

الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ [4]

ترجمہ: آج ہم ان کے منہ بند کیے دیتے ہیں، اِن کے ہاتھ ہم سے بولیں گے اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے کہ یہ دنیا میں کیا کمائی کرتے رہے ہیں۔

---

[1] الاحزاب ۵۷

[2] صحیح بخاری کتاب الوصایا بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ اليَتَامَى ظُلْمًا، إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا ۲۷۶۶، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ بَيَانِ الْكَبَائِرِ وَأَكْبَرِهَا ۲۶۲، سنن ابوداود کتاب الوصایا باب ماجاءٔ فی التشدید فی اکل مال الیتیم ۲۸۷۴، سنن نسائی کتاب الوصایا باب اجتناب اکل مال الیتیم ۳۷۰۴

[3] مسند البزار ۲۹۲۹، المعجم الکبیر للطبرانی ۳۰۲۳، مستدرک حاکم ۸۷۱۲، مساوی الاخلاق ومذمومها للخرائطی ۷۰۳

[4] یٰسین ۶۵

حَتّٰۤى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَ اَبْصَارُهُمْ وَ جُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۰﴾ [۱]

ترجمہ: پھر جب سب وہاں پہنچ جائیں گے تو ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کے جسم کی کھالیں ان پر گواہی دیں گی کہ وہ دنیا میں کیا کچھ کرتے رہے ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: إِنَّهُمْ يَعْنِي :الْمُشْرِكِينَ إِذَا رَأَوْا أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ إِلَّا أَهْلُ الصَّلَاةِ قَالُوا: تَعَالَوْا فَلْنَجْحَدْ فَيَجْحَدُونَ، فَيُخْتَمُ عَلَى أَفْوَاهِهِمْ، وَتَشْهَدُ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ، وَلَا يَكْتُمُونَ اللهَ حَدِيثًا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے مشرکین جب یہ دیکھیں گے کہ جنت میں نمازی ہی داخل ہو رہے ہیں تو وہ کہیں گے کہ آؤ ہم اپنی بداعمالیوں کا انکار کر دیں، پس وہ انکار کر دیں گے، تو اللہ تعالیٰ ان کے مونہوں پر مہر لگا دے گا پھر ان کے ہاتھ اور پاؤں گواہی دیں گے اور وہ اللہ تعالیٰ سے کوئی بات بھی چھپا نہ سکیں گے۔ [۲]

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ عُيِّرَ الْكَافِرُ بِعَمَلِهِ فَجَحَدَ وَخَاصَمَ، فَيُقَالُ لَهُ: جِيرَانُكَ يَشْهَدُونَ عَلَيْكَ، فَيَقُولُ: كَذَبُوا، فَيُقَالُ: أَهْلُكَ وَعَشِيرَتُكَ، فَيَقُولُ: كَذَبُوا، فَيُقَالُ: احْلِفُوا، فَيَحْلِفُونَ ثُمَّ يُصْمِتُهُمُ اللَّهُ، وَيَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ فَيُدْخِلُهُمُ النَّارَ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کفار کے سامنے ان کی بداعمالیاں پیش کی جائیں گی تو وہ اس کا سرے سے ہی انکار کر دیں گے اور اپنی بے گناہی اور جھگڑا بیان کریں گے، تو ان سے کہا جائے گا یہ تمہارے پڑوسی تمہارے خلاف گواہی دے رہے ہیں، کفار کہیں گے یہ سب جھوٹے ہیں، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا اچھا تو خود تمہارے کنبے قبیلے کے لوگ موجود ہیں، کفار ان کے بارے میں بھی یہی کہیں گے کہ یہ بھی جھوٹے ہیں، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا اچھا تم اپنی بے گناہی کی قسمیں کھاؤ، کفار قسمیں بھی کھا جائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ انہیں گونگا بنا دے گا پھر ان کے ہاتھ پاؤں ان کی بداعمالیوں کی گواہی دیں گے اور پھر انہیں جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ [۳]

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجذه،ثُمَّ قَالَ: أَتُدْرُونَ مِمَّ أَضْحَكُ؟قُلْنَا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ،قَالَ:مِنْ مُجَادَلَةِ الْعَبْدِ رَبَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يَقُولُ: يَا رَبِّ، أَلَمْ تُجِرْنِي مِنَ الظُّلْمِ؟ فَيَقُولُ: بَلَى،فَيَقُولُ: لَا أُجِيزُ عليَّ شَاهِدًا إِلَّا مِنْ نَفْسِي،فَيَقُولُ:كَفَى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ شَهِيدًا، وَبِالْكِرَامِ عَلَيْكَ شُهُودًا فَيُخْتَمُ عَلَى فِيهِ، وَيُقَالُ لِأَرْكَانِهِ: انْطِقِي فَتَنْطِقُ بِعَمَلِهِ، ثُمَّ يُخَلِّي بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَلَامِ، فَيَقُولُ: بُعدًا لكُنّ وسُحْقًا، فعنكُنَّ كنتُ أُنَاضِلُ

انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اتنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے یہاں تک کہ آپ کے مسوڑے نظر آنے

---

[۱] حم السجدة۲۰

[۲] تفسیرابن ابی حاتم۸٫۲۵۵۸،تفسیرطبری ۸٫۳۷۳

[۳] مستدرک حاکم۸۷۹۰،مسندابی یعلی ۱۳۹۲

لگے، آپ ﷺ نے فرمایا تم جانتے ہو میں کیوں ہنسا؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا میں بندے کی اس گفتگو پر ہنسا ہوں جو روز قیامت وہ اپنے رب سے کرے گا، بندہ کہے گا اے میرے رب! کیا تو مجھے ظلم سے پناہ نہیں دے چکا (یعنی تو نے وعدہ کیا ہے کہ ظلم نہیں کروں گا) اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیوں نہیں، فرمایا پھر بندہ کہے گا اے میرے رب! میں سوائے اپنی ذات کی گواہی کے کسی اور کی گواہی اپنے اوپر جائز نہیں سمجھتا، پروردگار فرمائے گا اچھا آج کے دن تیری ذات کی گواہی تجھ پر کفایت کرتی ہے اور کراماً کاتبین کی گواہی، فرمایا پھر بندہ کے منہ پر مہر لگ جائے گی، اور اس کے ہاتھ پاؤں سے کہا جائے کہ گواہی دو وہ اس کے سارے اعمال کی گواہی دیں گے، پھر بندہ کو بات کرنے کی اجازت دی جائے گی بندہ اپنے ہاتھ پاؤں سے کہے گا اللہ کی تم پر مار چلو دور ہو جاؤ میں تو تمہارے لیے جھگڑا کر رہا تھا۔ (۱)

عَنْ قَتَادَةَ، ابْنَ آدَمَ، وَاللهِ إِنَّ عَلَيْكَ لَشُهودًا غيرَ مُتَّهَمَةٍ مِنْ بَدَنِكَ، فَرَاقِبْهُمْ وَاتَّقِ اللهَ فِي سِرِّكَ وَعَلَانِيَتِكَ، فَإِنَّهُ لَا يَخْفَى عَلَيْهِ خَافِيَةٌ وَالظُّلْمَةُ عِنْدَهُ ضَوْءٌ وَالسِّرُّ عِنْدَهُ عَلَانِيَةٌ فَمَنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَمُوتَ وَهُوَ بِاللهِ حَسَنُ الظَّنِّ، فَلْيَفْعَلْ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ

قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں اے ابن آدم! اللہ کی قسم! تو خود اپنی بداعمالیوں کا گواہ ہے، تیرے جسم کے سارے اعضاء تیرے خلاف گواہی دیں گے ان کا خیال رکھ، اور اللہ تعالیٰ سے ظاہر اور پوشیدگی میں ڈرتا رہ، اس کے سامنے کوئی چیز پوشیدہ نہیں، اندھیرا اس کے سامنے روشنی کی مانند ہے، چھپا ہوا اس کے سامنے کھلا ہوا ہے، اللہ تعالیٰ کے ساتھ نیک گمان کے ساتھ مرو، اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ ہماری قوتیں ہیں۔ (۲)

اس دن اللہ تعالیٰ انہیں عدل وانصاف کے ساتھ بھرپور بدلہ دے دیگا جس کے وہ مستحق ہیں، جیسے فرمایا

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۭ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ۝۴۹ (۳)

ترجمہ: اور نامہ اعمال سامنے رکھ دیا جائے گا اس وقت تم دیکھو گے کہ مجرم لوگ اپنی کتابِ زندگی کے اندراجات سے ڈر رہے ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے کہ ہائے ہماری کم بختی! یہ کیسی کتاب ہے کہ ہماری کوئی چھوٹی بڑی حرکت ایسی نہیں رہی جو اس میں درج نہ ہوگئی ہو، جو کچھ انہوں نے کیا تھا وہ سب اپنے سامنے حاضر پائیں گے اور تیرا رب کسی پر ذرا ظلم نہ کرے گا۔

اس وقت انہیں معلوم ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت حق ہے، قبروں سے دوبارہ زندہ ہو کر میدان محشر میں اس کی بارگاہ میں پیش ہونا حق ہے، اس کے وعدے وعید حق ہیں، سچ کو سچ کر دکھانے والا، اور ایک ضابطہ بیان فرمایا کہ خبیث، بدخصلت عورتیں خبیث، بدخصلت مردوں

(۱) صحیح مسلم كِتَابُ الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ باب الدنیا سجن للمومن وجنة للكافر ۷۴۳۹، مسند البزار ۷۴۷۶، مسند ابی یعلی ۳۹۷۵، مستدرک حاکم ۸۷۷۸

(۲) تفسیر طبری ۲۱/۴۵۴، تفسیر ابن ابی حاتم ۸/۲۵۵۸، تفسیر ابن کثیر ۶/۳۴

(۳) الکہف ۴۹

کے لئے اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لئے، پاکیزہ، پاک دامن عورتیں پاکیزہ، پاک دامن مردوں کے لئے ہیں اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لئے ہی مناسبت رکھتے ہیں،

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: الْخَبِيثَاتُ مِنَ الْقَوْلِ لِلْخَبِيثِينَ مِنَ الرِّجَالِ، وَالْخَبِيثُونَ مِنَ الرِّجَالِ لِلْخَبِيثَاتِ مِنَ الْقَوْلِ. وَالطَّيِّبَاتُ مِنَ الْقَوْلِ، لِلطَّيِّبِينَ مِنَ الرِّجَالِ، وَالطَّيِّبُونَ مِنَ الرِّجَالِ لِلطَّيِّبَاتِ مِنَ الْقَوْلِ قَالَ: وَنَزَلَتْ فِي عَائِشَةَ وَأَهْلِ الْإِفْكِ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اس آیت کریمہ کا مفہوم یہ ہے کہ ناپاک باتیں ناپاک مردوں کے لیے ہوتی ہیں اور ناپاک مرد ہی ناپاک باتوں کے لیے ہوتے ہیں اور پاک باتیں پاک مردوں کے لیے ہوتی ہیں اور پاک مرد ہی پاک باتوں کے لیے ہوتے ہیں، نیز انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ یہ آیت کریمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور بہتان باندھنے والوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ [1]

پھر اللہ تعالیٰ نے اس طرح تصریح فرمائی کہ کسی شک وشبہ کی کوئی گنجائش ہی باقی نہ رہے فرمایا ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا دامن اس تہمت سے پاک وصاف ہے جو اتہام طراز لوگوں نے ان پر لگائی ہے، اللہ کے ہاں ان کے لئے بخشش ومغفرت ہے اور انواع واقسام کی لازوال نعمتوں سے بھری جنت کا پاکیزہ رزق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پاکبازوں کی بلندی کا تذکرہ کرتے ہوئے مزید ہدایات نازل فرمائی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا

اے ایمان والو ! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک کہ اجازت نہ لے لو

وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ (النور ۲۷)

اور وہاں کے رہنے والوں کو سلام نہ کرلو، یہی تمہارے لیے سراسر بہتر ہے تا کہ تم نصیحت حاصل کرو۔

محرم بھی اجازت طلب کرے:

عَنْ مُقَاتِلِ بْنِ حَيَّانَ قَوْلُهُ: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا، قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا لَقِيَ صَاحِبَهُ، لَا يُسَلِّمُ عَلَيْهِ، وَيَقُولُ: حُيِّيتَ صَبَاحًا وَحُيِّيتَ مَسَاءً، وَكَانَ ذَلِكَ تَحِيَّةَ الْقَوْمِ بَيْنَهُمْ، كَانَ أَحَدُهُمْ يَنْطَلِقُ إِلَى صَاحِبِهِ فَلَا يَسْتَأْذِنُ حَتَّى يَقْتَحِمَ وَيَقُولَ: قَدْ دَخَلْتُ، فَيَشُقُّ ذَلِكَ عَلَى الرَّجُلِ وَلَعَلَّهُ يَكُونُ مَعَ أَهْلِهِ، فَغَيَّرَ اللهُ ذَلِكَ كُلَّهُ فِي سِتْرٍ وَعِفَّةٍ، وَجَعَلَهُ نَقِيًّا نَزِهًا مِنَ الدَّنَسِ وَالْقَذَرِ وَالدَّرَنِ، فَقَالَ: لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا

مقاتل بن حیان آیت کریمہ " اے لوگو جو ایمان لائے ہو اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھر میں داخل نہ ہو اکرو جب تک کہ گھر والوں کی رضا نہ لے لو اور گھر والوں پر سلام نہ بھیج لو۔ " کے بارے میں فرماتے ہیں زمانہ جاہلیت میں جب کوئی شخص اپنے کسی ساتھی سے ملتا تو اسے سلام نہیں کیا کرتا تھا بلکہ یہ کہتا صبح بخیر، شام بخیر، اس وقت لوگوں کا آپس میں ملاقات کے وقت یہی سلام تھا، اور جب کسی کے گھر میں

[1] تفسیر ابن کثیر ۶/۳۴

جاتا تو اندر داخل ہونے کے لیے اجازت طلب نہیں کیا کرتا تھا بلکہ اچانک اندر داخل ہو جاتا اور کہتا کہ میں آ گیا ہوں، یہ صورت حال گھر والوں کو ناگوار محسوس ہوتی تھی کیونکہ ہوسکتا ہے کہ آدمی اپنی بیوی کے ساتھ مصروف ہو چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان ساری عادات کو بدل کر ایسے احکام دیے جن میں ستر پوشی اور عفت ہے اور پاکیزگی اور ہر قسم کے میل کچیل سے صفائی اور طہارت کا اہتمام ہے، حکم فرمایا ''اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا دوسروں کے گھروں میں ایسے ہی داخل نہ جاؤ جب تک کہ صاحب خانہ سے اجازت نہ لے لو اور گھر کے رہنے والوں کو سلام نہ کرلو، یہ طریقہ کار تمہارے حق میں سراسر بہتر ہے تا کہ تم نصیحت حاصل کرو۔''[1]

اجازت لینے کا حکم صرف دوسروں کے گھر جانے کی صورت ہی میں نہیں ہے بلکہ خود اپنی ماں بہنوں کے پاس جانے کی صورت میں بھی ہے،

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: عَلَيْكُمْ أَنْ تَسْتَأْذِنُوا عَلَى أُمَّهَاتِكُمْ وَأَخَوَاتِكُمْ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اپنی ماں اور بہنوں کے پاس بھی جانا ہو تو پہلے اجازت ضرور لے لیا کرو۔[2]

عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ: إِنَّ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي أَكُونُ فِي مَنْزِلِي عَلَى الْحَالِ الَّتِي لَا أُحِبُّ أَنْ يَرَانِي أَحَدٌ عَلَيْهَا وَالِدٌ وَلَا وَلَدٌ وَإِنَّهُ لَا يَزَالُ يَدْخُلُ عَلَيَّ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِي، وَأَنَا عَلَى تِلْكَ الْحَالِ؟ قَالَ: فَنَزَلَتْ: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا}.[3] الآيَةُ

عدی بن ثابت سے مروی ہے ایک انصاری عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور شکوہ کرنے لگی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کبھی میں اس حال میں ہوتی ہوں کہ پسند نہیں کرتی کہ کوئی مجھے دیکھے، خواہ باپ ہو، خواہ بیٹا، اور حالت یہ ہے کہ میں اسی حال میں ہوتی ہوں اور گھر والے آتے جاتے ہیں؟ تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی '' اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا دوسروں کے گھروں میں ایسے ہی داخل نہ جاؤ جب تک کہ صاحب خانہ سے اجازت نہ لے لو اور گھر کے رہنے والوں کو سلام نہ کرلو، یہ طریقہ کار تمہارے حق میں سراسر بہتر ہے تا کہ تم نصیحت حاصل کرو۔''[4]

عَنْ زَيْنَبَ، قَالَتْ:كَانَ عَبْدُ اللهِ إِذَا جَاءَ مِنْ حَاجَةٍ فَانْتَهَى إِلَى الْبَابِ، تَنَحْنَحَ وَبَزَقَ، كَرَاهَةَ أَنْ يَهْجُمَ مِنَّا عَلَى أَمْرٍ يَكْرَهُهُ

زینب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے عبداللہ رضی اللہ عنہ جب اپنے کسی کام سے فارغ ہو کر گھر آتے تو دروازے پر پہنچ کر گلا صاف کرتے اور تھوکتے، کیونکہ وہ اس بات کو ناپسند فرماتے کہ ہمارے پاس اچانک آجائیں اور ہمیں کسی ناپسندیدہ حالت میں دیکھیں۔[5]

---

[1] تفسیرابن ابی حاتم ۸٫۲۵۶۵

[2] تفسیرطبری ۱۹٫۱۴۷

[3] النور: 27

[4] تفسیرطبری ۱۹٫۱۴۷، تفسیرالقرطبی ۱۲٫۲۱۳

[5] تفسیر طبری ۱۹٫۱۴۸،مسند احمد ۳۶۱۵

اور اللہ تعالیٰ نے اس چیز سے بھی منع فرمایا کہ بغیر اجازت کسی کے گھر میں داخل ہوا جائے تا کہ مرد و عورت کے درمیان اختلاط نہ ہو جو عام طور پر زنا یا قذف کا سبب بنتا ہے۔

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَسْتَأْذِنُ عَلَى أُمِّي؟فقَالَ: نَعَمْ،قَالَ الرَّجُلُ: إِنِّي مَعَهَا فِي الْبَيْتِ ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلى الله عَلَيه وَسَلم: اسْتَأْذِنْ عَلَيْهَافقَالَ الرَّجُلُ: إِنِّي خَادِمُهَا، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلى الله عَلَيه وَسَلم: اسْتَأْذِنْ عَلَيْهَاأَتُحِبُّ أَنْ تَرَاهَا عُرْيَانَةً؟قَالَ: لا،قَالَ: فَاسْتَأْذِنْ عَلَيْهَا

عطاء بن یسار سے مروی ہے ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ اپنی ماں سے بھی اجازت طلب کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں، اجازت طلب کرنا ماں سے بھی ہے، اس شخص نے کہا کہ میں تو ان کے ساتھ گھر میں رہتا ہوں (مقصد کہنے کا یہ تھا کہ ماں کا مجھ سے پردہ نہیں ہے پھر طلب اذن کی کیا ضرورت ہے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان سے اجازت لے لیا کرو، اس شخص نے کہا کہ میں ان کی خدمت کرتا ہوں (یعنی اس وجہ سے برابر آنا جانا ہوتا ہے، پھر طلب اذن کی کیا ضرورت ہے، دشواری بڑھ جائے گی) رسول اللہ ﷺ نے سمجھاتے ہوئے فرمایا اپنی ماں کی خدمت میں بھی حاضر ہونا ہے تب بھی اجازت حاصل کر لیا کرو کیا تم اپنی ماں کو ننگی دیکھنا پسند کرو گے؟ اس نے کہا نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا تو پھر اسی وجہ سے کہتا ہوں کہ اجازت حاصل کر کے جاؤ۔ (۱)

وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ. سَمِعْتُ هُزَيلَ بْنَ شُرَحْبِيلَ الْأَوْدِيَّ الْأَعْمَى أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ: عَلَيْكُمُ الْإِذْنُ عَلَى أُمَّهَاتِكُمْ

ابن جریج رحمہ اللہ نے زہری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے ہزیل بن شرجیل اودی اعمیٰ سے سنا کہ انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کو بیان کرتے سنا کہ اپنی ماؤں کے پاس جانے سے قبل بھی اجازت طلب کرو۔ (۲)

رحمۃ للعالمین ﷺ نے آداب سکھلائے فرمایا پہلے سلام کرو اور پھر داخل ہونے کی اجازت طلب کرو،

عَنْ رِبْعِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَارَجُلٌ مَنْ بَنِي عَامِرٍ أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي بَيْتٍ فَقَالَ: أَلِجُ؟فقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَادِمِهِ: اخْرُجْ إِلَى هَذَا فَعَلِّمْهُ الِاسْتِئْذَانَ فَقَالَ لَهُ قُلِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَأَدْخُلُ،فَسَمِعَهُ الرَّجُلُ، فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، أَأَدْخُلُ؟ فَأَذِنَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَدَخَلَ

ربعی رحمہ اللہ سے روایت ہے بنو عامر کے ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے اجازت چاہی جبکہ آپ گھر کے اندر تھے اور اس نے کہا کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟ تو نبی کریم ﷺ نے اپنے خادم سے فرمایا اس کی طرف جاؤ اور اسے اجازت طلب کرنے کا ادب سکھاؤ اسے کہو کہ (اس طرح) کہے السلام علیکم کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟ اس آدمی نے یہ بات سن لی تو بولا السلام علیکم کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟ تو نبی کریم ﷺ نے اسے

---

(۱) موطا امام مالک کتاب الإستئذان باب الاسْتِئْذَان ۱۷۶، السنن الكبرى للبيهقي ۱۳۵۵۸

(۲) تفسیر طبری ۱۴۸/۱۹

اجازت دے دی، اور وہ اندر آ گیا۔ [1]

چنانچہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ کرام کا یہی طریقہ تھا کہ سلام کہہ کر اندر آنے کی اجازت طلب کرتے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: جَاءَ عُمَرُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي مَشْرُبَةٍ لَهُ، فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ، أَيَدْخُلُ عُمَرُ؟

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے جبکہ آپ اپنے حجرے میں تھے انہوں نے کہا السلام علیکم اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا عمر رضی اللہ عنہ اندر آ سکتا ہے۔ [2]

اور تفاسیر میں اس طرح ہے

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَمَةٍ لَهُ، يُقَالُ لَهَا رَوْضَةُ: قُومِي إِلَى هَذَا فَعَلِّمِيهِ، فَإِنَّهُ لَا يُحْسِنُ يَسْتَأْذِنُ، فَقُولِي لَهُ يَقُولُ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، أَأَدْخُلُ

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لونڈی روضہ سے فرمایا یہ شخص اجازت مانگنے کا طریقہ نہیں جانتا جا کر اسے اجازت طلب کرنے کے ادب سکھاؤ اسے کہو کہ (اس طرح) کہے السلام علیکم کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟۔ [3]

تین مرتبہ اجازت طلب کرنا چاہیے۔

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ؛ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلى الله عَلَيه وَسَلم: الاسْتِئْذَانُ ثَلَاثٌ، فَإِنْ أُذِنَ لَكَ، وَإِلَّا فَارْجِعْ

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین مرتبہ اجازت طلب کرنا چاہیے اگر اجازت مل جائے تو جاؤ اگر کوئی جواب نہ ملے تو واپس لوٹ جاؤ۔ [4]

سید الخزرج سعد رضی اللہ عنہ بن عبادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب جاں نثار تھے ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی ملاقات کے لیے تشریف لے گئے ،آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ اجازت کے بغیر کسی مکان میں داخل نہیں ہوتے تھے

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَأْذَنَ عَلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ،فَقَالَ سَعْدٌ وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَلَمْ يُسْمِعِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى سَلَّمَ ثَلَاثًا وَرَدَّ عَلَيْهِ سَعْدٌ ثَلَاثًا وَلَمْ يُسْمِعْهُ، فَرَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فَاتَّبَعَهُ سَعْدٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ بِأَبِي أَنْتَ مَا سَلَّمْتَ تَسْلِيمَةً إِلا هِيَ

---

[1] سنن ابوداودکتاب الادب بَابُ كَيْفَ الِاسْتِئْذَانُ ۵۱۷۷

[2] مسند احمد ۲۷۵۶،سنن ابوداودکتاب الادب بَابٌ فِي الرَّجُلِ يُفَارِقُ الرَّجُلَ ثُمَّ يَلْقَاهُ أَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ؟۵۲۰۱، تفسیر القرطبی ۲۱۷؍۱۲

[3] تفسیرطبری ۱۴۶؍۱۹، تفسیرالقرطبی ۲۱۵؍۱۲

[4] موطاامام مالک کتاب الإستئذان باب الاسْتِئْذَانُ ۱۷۷

بِأُذُنِي وَلَقَدْ رَدَدْتُ عَلَيْكَ وَلَمْ أُسْمِعْكَ أَحْبَبْتُ أَنْ أَسْتَكْثِرَ مِنْ سَلَامِكَ وَمِنَ الْبَرَكَةِ، فَانْصَرَفَ مَعَهُ رَسُول اللهِ، فَأَمَرَ لَهُ سَعْدٌ بِغُسْلٍ فَاغْتَسَلَ، ثُمَّ نَاوَلَهُ مَلْحَفَةً مَصْبُوغَةً بِزَعْفَرَانٍ أَوْ وَرْسٍ، فَاشْتَمَلَ بِهَا ثُمَّ رَفَعَ رَسُول اللهِ يَدَيْهِ، وَهُوَ يَقُولُ: اللهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ عَلَى آلِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ ،

چنانچہ آپ ﷺ نے سعد رضی اللہ عنہ کے مکان کے دروازے پر کھڑے ہو کر السلام علیکم ورحمۃ اللہ فرمایا سعد رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کا جواب اتنی دبی زبان سے دیا کہ آپ ﷺ کے سمع مبارک تک نہ پہنچا، چنانچہ آپ ﷺ نے دوبارہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ فرمایا، سعد رضی اللہ عنہ نے پھر بہت آہستہ سے آپ ﷺ کے سلام کا جواب دیا پھر رسول اللہ ﷺ نے تیسری مرتبہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ فرمایا، اب کی بار بھی سعد رضی اللہ عنہ نے اپنی آواز بہت پست رکھی، نبی کریم ﷺ نے خیال فرمایا کہ سعد رضی اللہ عنہ مجھ کو اجازت دینے میں متامل ہیں چنانچہ نبی کریم ﷺ واپس ہو چلے، اب سعد رضی اللہ عنہ فوراً باہر آئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان میں آپ کا سلام سن رہا تھا اور آپ کے سلام کا جواب اس لیے آہستہ سے دے رہا تھا کہ آپ ہم پر کثرت سے سلام کریں، سعد رضی اللہ عنہ کی بات سن کر رسول اللہ ﷺ متبسم ہو گئے اور ان کے گھر کے اندر تشریف لے گئے، سعد رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے لیے غسل کے انتظام کا حکم دیا چنانچہ آپ ﷺ نے غسل فرمایا اس کے بعد سعد رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں موٹے کپڑے کی ایک چادر پیش کی جو زعفران یا ورس (ایک قسم کی خوشبو دار گھاس) میں رنگی ہوئی تھی آپ ﷺ نے اس کو اپنے جسم مبارک پر لپیٹ لیا اور نبی کریم ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی اے اللہ! آل سعد پر اپنی رحمت اور مہربانی نازل فرما،

قال ثُمَّ أَصَابَ مِنَ الطَّعَامِ، فَلَمَّا أَرَادَ الِانْصِرَافَ قَرَّبَ له سَعْدٌ حِمَارًا قَدْ وَطَّأَ عَلَيْهِ بِقَطِيفَةٍ، فَرَكِبَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ سَعْدٌ: يَا قَيْسُ اصحب رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،قَالَ قَيْسٌ: فقال لي رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ارْكَبْ، فَأَبَيْتُ، ثم قال: إِمَّا أَنْ تَرْكَبَ وَإِمَّا أَنْ تَنْصَرِفَ". قَالَ: فَانْصَرَفْتُ

پھر آپ ﷺ نے کھانے میں سے کچھ کھایا، جب رسول اللہ ﷺ نے واپسی کا ارادہ فرمایا تو سعد رضی اللہ عنہ نے اپنا گدھا منگوایا اور اس پشت پر چادر بچھوائی، رسول اللہ ﷺ گدھے پر سوار ہوئے اور اپنے بیٹے سے فرمایا اے قیس! رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جاؤ، قیس کہتے ہیں میں آپ کے ساتھ چل پڑا، رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا میرے ساتھ سوار ہو جاؤ مگر ان کو پاس ادب مانع ہوا اور آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھنے سے عذر کیا، آپ ﷺ نے فرمایا سوار ہو جاؤ یا واپس چلے جاؤ، انہوں نے سید الامم ﷺ کے ساتھ بیٹھنے کی جرات نہ کی اور واپس چلے گئے۔[1]

اجازت طلبی کے وقت دروازے کے دائیں یا بائیں جانب کھڑا ہونا چاہیے تا کہ ایک دم سامنا نہ ہو اور بے پردگی کا امکان نہ رہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُسْرٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَى بَابَ قَوْمٍ لَمْ يَسْتَقْبِلِ الْبَابَ مِنْ تِلْقَاءِ وَجْهِهِ، وَلَكِنْ مِنْ رُكْنِهِ الْأَيْمَنِ، أَوِ الْأَيْسَرِ، وَيَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ،وَذَلِكَ أَنَّ الدُّورَ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا

[1] اسد الغابة ۲/۴۴۱،تاریخ دمشق لابن عساکر ۲۰/۲۵۳،شرف المصطفی ۴/۳۷

يَوْمَئِذٍ سُتُورٌ

عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ جب کسی دروازے پر جاتے تو اس کے بالکل سامنے کھڑے نہ ہوا کرتے تھے بلکہ دائیں یا بائیں جانب ہو کر کھڑے ہوتے اور فرماتے السلام علیکم، السلام علیکم، اور ان دنوں دروازوں پر پردے نہیں ہوا کرتے تھے۔ [1]

اسی طرح آپ ﷺ نے دروازے پر کھڑے ہو کر اندر جھانکنے سے بھی نہایت سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَوْ أَنَّ امْرَأً اطَّلَعَ عَلَيْكَ بِغَيْرِ إِذْنٍ فَخَذَفْتَهُ بِعَصَاةٍ فَفَقَأْتَ عَيْنَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ جُنَاحٌ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ابو قاسم ﷺ نے فرمایا اگر کوئی شخص تمہاری اجازت کے بغیر تمہیں (جب کہ تم گھر کے اندر رہو) جھانک کر دیکھے تو تم اسے کنکری سے مار دو جس سے اس کی آنکھ پھوٹ جائے تو تم پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ [2]

اور گھر سے کوئی پوچھے کہ تو کون ہے؟ تو اجازت چاہنے والے کو اپنا مشہور نام بتانا چاہیے۔

جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، يَقُولُ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي دَيْنٍ كَانَ عَلَى أَبِي، فَدَقَقْتُ البَابَ،فَقَالَ:مَنْ ذَا؟فَقُلْتُ: أَنَا، فَقَالَ:أَنَا أَنَا كَأَنَّهُ كَرِهَهَا

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اس قرض کے بارے میں حاضر ہوا جو میرے والد پر تھا، میں نے دروازہ کھٹکھٹایا، آپ ﷺ نے اندر سے دریافت فرمایا کون ہے؟ میں نے کہا میں ہوں، رسول اللہ ﷺ نے یہ جواب ناپسند فرمایا اور کہا میں، میں کیا ہے۔ [3]

فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَاۤ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ

اگر وہاں تمہیں کوئی بھی نہ مل سکے تو پھر اجازت ملے بغیر اندر نہ جاؤ،

وَ اِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ

اور اگر تم سے لوٹ جانے کو کہا جائے تو تم لوٹ ہی جاؤ، یہی بات تمہارے لیے پاکیزہ ہے، جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ تعالیٰ

---

[1] سنن ابوداود کتاب الادب بَابُ كَمْ مَرَّةً يُسَلِّمُ الرَّجُلُ فِي الِاسْتِئْذَانِ ۵۱۸۶

[2] صحیح بخاری كِتَابُ الدِّيَاتِ باب من اطلع فی بيت قوم ففقؤوا عينه فلادية له۶۹۰۲،صحیح مسلم کتاب الاداب بَابُ تَحْرِيمِ النَّظَرِ فِي بَيْتِ غَيْرِهِ ۵۶۴۳

[3] صحیح بخاری کتاب الاستئذان بَابُ إِذَا قَالَ مَنْ ذَا؟ فَقَالَ أَنَا۶۲۵۰،صحیح مسلم کتاب الْآدَابِ بَابُ كَرَاهَةِ قَوْلِ الْمُسْتَأْذِنِ أَنَا إِذَا قِيلَ مَنْ هَذَا ۵۶۳۷،جامع ترمذی أَبْوَابُ الِاسْتِئْذَانِ وَالْآدَابِ بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْلِيمِ قَبْلَ الِاسْتِئْذَانِ۲۷۱۱،سنن ابوداودکتاب الادب بَابُ الرَّجُلِ يَسْتَأْذِنُ بِالدَّقِّ۵۱۸۷،سنن ابن ماجه کتاب الادب بَابُ الِاسْتِئْذَانِ ۳۷۰۹، مسند احمد ۱۴۹۰۹، صحیح ابن حبان۵۸۰۸،السنن الکبری للبیهقی۱۶۷۰، شعب الایمان۸۴۴۳، شرح السنة للبغوی ۳۳۲۴

بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۲۸﴾ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ

خوب جانتا ہے، ہاں غیر آباد گھروں میں جہاں تمہارا کوئی فائدہ یا اسباب ہو، جانے میں تم پر کوئی

فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۲۹﴾ (النور ۲۸،۲۹)

گناہ نہیں، تم جو کچھ بھی ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے۔

طلب اجازت کا شرعی طریقہ: مسنون طریقہ یہ ہے کہ وہاں پہنچ کر سلام کرو اور پوچھو کہ کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟ اگر صاحب خانہ اندر جانے کی اجازت دے دے تو اندر جاؤ، اور اگر اجازت نہ ملے یعنی کسی وجہ سے صاحب خانہ کہے ابھی نہیں آ سکتے تو ایسی حالت میں فوراً واپس پلٹ جاؤ، اجازت دینے پر اصرار نہ کرو اور اپنی ہتک اور انقباض محسوس کر کے ناراضی کا اظہار نہ کرو، اور اگر آواز دو مگر گھر سے جواب نہ ملے تو زیادہ سے زیادہ تین مرتبہ اجازت کے لئے شرعی طریقہ اختیار کرو، اگر تیسری مرتبہ بھی جواب نہ ملے تو واپس پلٹ جاؤ، تمہیں برائیوں سے پاک وصاف کرنے اور تمہاری نیکیوں میں اضافہ کرنے کے لئے یہ طریق کار تمہارے لئے بہتر ہے اور جو تم کرتے ہو اللہ اسے خوب جانتا ہے، اور ایسا گھر جس کے متعلق صراحت کے ساتھ معلوم نہیں ہے کہ اس میں کوئی ہے یا نہیں تو اس طرح کے مشکوک حالت میں بھی بغیر اجازت اندر داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے،

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ:كُنْتُ فِي مَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ الأَنْصَارِ، إِذْ جَاءَ أَبُو مُوسَى كَأَنَّهُ مَذْعُورٌ،فَقَالَ: اسْتَأْذَنْتُ عَلَى عُمَرَ ثَلاَثًا، فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي فَرَجَعْتُ،فَقَالَ: مَا مَنَعَكَ؟قُلْتُ: اسْتَأْذَنْتُ ثَلاَثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي فَرَجَعْتُ، وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِذَا اسْتَأْذَنَ أَحَدُكُمْ ثَلاَثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ فَلْيَرْجِعْ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں انصار کی ایک مجلس میں تھا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تشریف لائے جیسے گھبرائے ہوئے ہوں، انہوں نے کہا میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں تین مرتبہ اندر آنے کی اجازت چاہی لیکن مجھے کوئی جواب نہیں ملا اس لئے واپس چلا آیا، (جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا) تو انہوں نے دریافت کیا (اندر آنے میں) کیا بات مانع تھی؟ میں نے کہا میں نے تین مرتبہ اندر آنے کی اجازت طلب کی اور جب مجھے کوئی جواب نہیں ملا تو واپس چلا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی کسی سے تین مرتبہ اجازت طلب کرے اور اجازت نہ ملے تو واپس چلا جانا چاہیے۔[1]

عَنْ أَنَسٍ أَوْ: غَيْرِهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَأْذَنَ عَلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ:السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ، فَقَالَ سَعْدٌ: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَلَمْ يَسْمَعِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى سَلَّمَ ثَلَاثًا. وَرَدَّ عَلَيْهِ سَعْدٌ ثَلَاثًا وَلَمْ يُسْمِعه،فَرَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاتَّبَعَهُ سَعْدٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، مَا سلمت

[1] صحیح بخاری کتاب الاستئذان بَابُ التَّسْلِيمِ وَالِاسْتِئْذَانِ ثَلَاثًا ٦٢٤٥ ، صحیح مسلم کتاب الاداب باب الاستئذان ٥٦٢٦ ،سنن ابوداودکتاب الادب باب کم مرة یسلم الرجل فی الاستئذان ٥١٨٠،مسنداحمد١١٠٢٩،سنن الدارمی ٢٦٧١

تَسْلِيمَةً إِلَّا وَهِيَ بِأُذُنِي، وَلَقَدْ رَدَدْت عَلَيْكَ وَلَمْ أُسْمِعك، وأردتُ أَنْ أَسْتَكْثِرَ مِنْ سَلَامِكَ وَمِنَ الْبَرَكَةِ، ثُمَّ أَدْخَلَهُ الْبَيْتَ فقرَّب إِلَيْهِ زَبِيبًا فَأَكَلَ نَبِيُّ اللهِ، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ: أَكَلَ طَعَامَكُمُ الْأَبْرَارُ وصَلَّت عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَأَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُونَ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے اجازت طلب فرمائی فرمایا السلام علیکم ورحمۃ اللہ، سعد رضی اللہ عنہ نے جواب میں وعلیک السلام ورحمۃ اللہ تو کہہ دیا مگر آواز اتنی دھیمی رکھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ سنیں چنانچہ تین بار یہی ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلام کرتے آپ جواب دیتے مگر اتنی دھیمی آواز میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ سنیں، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے واپس لوٹ چلے، سعد رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے لپکے ہوئے آئے اور کہنے لگے اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی تمام آوازیں میرے کانوں میں پہنچ رہی تھیں میں نے آپ کے ہر سلام کا جواب بھی دے دیا تھا لیکن اس خیال سے کہ میں آپ کی بہت ساری دعائیں لے لوں اور زیادہ برکت حاصل کروں اس لئے اتنی دھیمی آواز میں جواب دیا کہ آپ کو سنائی نہ دے اب آپ اندر چلیں اور تشریف رکھیں، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اندر داخل ہوئے، سعد رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کشمش لا کر رکھی، اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمائیں، اور فارغ ہو کر فرمانے لگے تمہارا کھانا نیک لوگوں نے کھایا اور فرشتے تم پر رحمت بھیج رہے ہیں، تمہارے ہاں روزے داروں نے روزہ کھولا۔[1]

البتہ تمہارے لیے اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ ایسے گھروں میں داخل ہو جاؤ جو کسی کے رہنے کی جگہ نہ ہوں اور جن میں تمہارے فائدے (یا کام) کی کوئی چیز ہو، یعنی ہوٹل، سرائے، مہمان خانے، دوکانیں، مسافر خانے وغیرہ جہاں داخلہ کے لئے عام اجازت ہو، تم جو کچھ ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ چھپاتے ہو سب کی اللہ کو خبر ہے۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ

مسلمان مردوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت رکھیں، یہی ان کے لیے پاکیزگی ہے،

اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝۳۰ (النور ۳۰)

لوگ جو کچھ کریں اللہ تعالیٰ سب سے خبردار ہے۔

بے باک نگاہوں کے متعلق ہدایات:

بعض علماء نے لکھا ہے کہ نگاہیں شہوت کی قاصد اور اس کی پیامبر ہیں کیونکہ آنکھوں کا فتنہ مہلک اور بہت سارے فتنوں اور آفتوں کا بنیادی سبب ہے اس لئے نگاہ کی تاثیر کے باعث اسلام نے اعلان کیا اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! مسلمان مردوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں یعنی جس چیز کو دیکھنا مناسب نہ ہو اس سے نظریں ہٹالیں اور عورتوں یا مردوں کے ساتھ بدکاری یا ان کے علاوہ دوسری صورتوں سے اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، اسی طرح ان کو چھونے اور ان کو دیکھنے سے بچیں، آنکھوں اور شرمگاہوں کی حفاظت ان کے لئے زیادہ طہارت، پاکیزگی

[1] مسند احمد ۱۲۴۰۶

اوران کے اعمال خیر میں زیادہ اضافے کا باعث ہے، کیونکہ نگاہ تمام فواحش کی بنیاد ہے اس لئے اسلام نے نظر کو آنکھوں کا گناہ قرار دیا ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ:أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِيَّاكُمْ وَالجُلُوسَ بِالطُّرُقَاتِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، لَا بُدَّ لَنَا مِنْ مَجَالِسِنَا، نَتَحَدَّثُ فِيهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنْ أَبَيْتُمْ، فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حقَّه،قَالُوا: وَمَا حَقُّ الطَّرِيقِ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: غَضُّ الْبَصَرِ وكَفُّ الْأَذَى، وَرَدُّ السَّلَامِ، وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ، وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا راستوں میں بیٹھنے سے بچو! (کیونکہ راستوں اور چوکوں پر بلاوجہ معقول دھرنا مار کر بیٹھے رہنا شرفاء کا کام نہیں، ضرورت اور مجبوری کی کیفیت الگ چیز ہے) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہماری یہ مجلسیں تو بہت ضروری ہیں ہم وہیں روزمرہ کی گفتگو کیا کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا جب تم ان مجلسوں میں بیٹھنا ہی چاہتے ہو تو راستے کا حق ادا کیا کرو یعنی راستے کو اس کا حق دو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! راستے کا حق کیا ہے؟ فرمایا (غیر محرم عورتوں کو دیکھنے سے) نظر نیچی رکھنا اور راہ گیروں کو نہ ستانا اور سلام کا جواب دینا اور بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔[1]

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:اكْفُلُوا لِي بِسِتٍّ أَكْفُلْ لَكُمُ الْجَنَّةَ: إِذَا حَدَّثَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَكْذِبْ، وَإِذَا وَعَدَ فَلَا يُخْلِفْ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ فَلَا يَخُنْ، وَغُضُّوا أَبْصَارَكُمْ، وَاحْفَظُوا فُرُوجَكُمْ، وَكُفُّوا أَيْدِيَكُمْ

ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں، جب تم میں سے کوئی بات کرے تو جھوٹ نہ بولے اور جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی نہ کرے اور جب امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت نہ کرے اور اپنی نظر نیچی رکھو اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرو اور اپنے ہاتھوں کو روکو۔[2]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:كُتِبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ حَظّه مِنَ الزِّنَى، أدرَكَ ذَلِكَ لَا مَحَالَةَ. فَزِنى الْعَيْنَيْنِ: النَّظَرُ. وَزِنَى اللِّسَانِ: النطقُ. وَزِنَى الْأُذُنَيْنِ: الِاسْتِمَاعُ. وَزِنَى الْيَدَيْنِ: الْبَطْشُ. وَزِنَى الرِّجْلَيْنِ: الْخَطْيُ. وَالنَّفْسُ تمَنّى وَتَشْتَهِي، وَالْفَرْجُ يُصَدِّق ذَلِكَ أَوْ يُكذبه.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے زنا کا کوئی نہ کوئی حصہ لکھ دیا ہے جس سے اسے لامحالہ گزرنا ہے، پس آنکھوں کا زنا (غیر محرم کو) دیکھنا ہے اور غیر محرم سے لگاوٹ کی گفتگو کرنا زبان کا زنا ہے اور کانوں کا زنا آواز سے لذت حاصل کرنا ہے اور ہاتھوں کا زنا چھونا ہے اور پاؤں کا زنا ناجائز مقصد کے لئے چلنا ہے اور دل کا زنا خواہش اور شہوات ہیں، جب یہ ساری تمہیدیں

---

[1] صحیح بخاری كِتَابُ الِاسْتِئْذَانِ باب قول له الله تعالیٰ يٰايها الذين آمنوا لاتدخلوا بيوتا غير بيوتكم ۶۲۲۹، صحیح مسلم كتاب اللباس بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْجُلُوسِ فِي الطُّرُقَاتِ وَإِعْطَاءِ الطَّرِيقِ حَقَّهُ ۵۵۶۳ ، سنن ابوداودكتاب الادب بَابٌ فِي الْجُلُوسِ فِي الطُّرُقَاتِ ۴۸۱۵، مسند احمد ۱۱۳۰۹

[2] معجم الصحابه للبغوى ۳۸۴،۳،المعجم الكبير للطبرانى ۸۰۱۸

پوری ہوجاتی ہیں تو شرمگاہ اس کی تصدیق کر دیتی ہے یا اسے جھٹلا دیتی ہے۔ (۱)

قَالَ جَرِيرٌ:سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَظْرَةِ الْفُجَاءَةِ، فَأَمَرَنِي أَنْ أَصْرِفَ بَصَرِي

جریر بن عبد اللہ البجلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جو نظر وفعتاً بے قصد پڑ جاتی ہے اس کے متعلق کیا ارشاد ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا کہ میں اپنی نگاہ پھیر لوں۔ (۲)

عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لِعَلِيٍّ:يَا عَلِيُّ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ؛ فَإِنَّ لَكَ الْأُولَى وَلَيْسَتْ لَكَ الْآخِرَةُ

ابن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے علی رضی اللہ عنہ! پہلی نظر کسی نامحرم پر پڑنے کے بعد اس پر دوسری نظر نہ ڈالنا کیونکہ پہلی نظر تو تمہیں معاف ہوگی (جو اچانک پڑ گئی) دوسری نہیں (عمداً دیکھنا) ۔ (۳)

عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: وَبَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَعَنَ اللهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُورَ إِلَيْهِ

حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا کہ مجھے صحابہ سے یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص پر کہ جس نے (بلا عذر و بغیر اضطرار) دیکھا اور اس پر کہ جس کو دیکھا گیا اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ (۴)

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَنْظُرُ إِلَى مَحَاسِنِ امْرَأَةٍ أَوَّلَ مَرَّةٍ، ثُمَّ يَغُضُّ بَصَرَهُ إِلَّا أَحْدَثَ اللهُ لَهُ عِبَادَةً يَجِدُ حَلَاوَتَهَا

ابوامامہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مسلمان کی نگاہ (بلا قصد و ارادہ) کسی عورت کے حسن و جمال پر پڑ جائے اور پھر وہ فوراً اپنی نظر پھیر لے تو اللہ اس کی عبادت میں لطف اور لذت پیدا کر دیتا ہے۔ (۵)

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ النَّظْرَةَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ إِبْلِيسَ مَسْمُومٌ، مَنْ تَرَكَهَا مَخَافَتِي أَبْدَلْتُهُ إِيمَانًا يَجِدُ حَلَاوَتَهُ فِي قَلْبِهِ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے نگاہ ابلیس کے زہریلے تیروں میں سے ایک تیر ہے جو شخص مجھ سے ڈر کر اس کو چھوڑ دے گا میں اس کے بدلے اسے ایسا ایمان دوں گا جس کی حلاوت وہ اپنے دل میں پائے گا۔ (۶)

(۱) صحیح بخاری کتاب القدر بَابُ قول الله وَحَرَامٌ عَلَى قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَنَّهُمْ لاَ يَرْجِعُونَ ۶۶۱۲، صحیح مسلم کتاب الْقَدَرِ بَابُ قُدِّرَ عَلَى ابْنِ آدَمَ حَظُّهُ مِنَ الزِّنَا وَغَيْرِهِ ۶۷۵۳، مسند احمد ۸۹۳۲

(۲) صحیح مسلم کتاب الاداب بَابُ نَظَرِ الْفُجَاءَةِ ۵۶۴۴، مسند احمد ۱۹۱۶۰، صحیح ابن حبان ۵۵۷۱، مستدرک حاکم ۳۴۹۸

(۳) مسند احمد ۲۲۹۹۱، سنن ابوداود کتاب النِّكَاحِ بَابُ مَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنْ غَضِّ الْبَصَرِ ۲۱۴۹

(۴) شعب الایمان ۷۳۹۹

(۵) مسند احمد ۲۲۲۷۸، المعجم الکبیر للطبرانی ۷۸۴۲

(۶) المعجم الکبیر للطبرانی ۱۰۳۶۲، مستدرک حاکم ۷۸۷۵، مسند الشہاب القضاعی ۲۹۲

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الجَنَّةَ

اور سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے جو شخص دونوں جبڑوں کے درمیان کی چیز (یعنی زبان) اور دونوں پاؤں کے درمیان کی چیز (شرمگاہ) کی ضمانت دے دے میں اس کے لئے جنت کی ضمانت دے دوں گا۔ (۱)

جیسے اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی پہچان بیان فرمائی

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝۵ (۲)

ترجمہ: جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

عَنْ بَهْزٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ جَدِّي قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، عَوْرَاتُنَا مَا نَأْتِي مِنْهَا وَمَا نَذَرُ؟ قَالَ:احْفَظْ عَوْرَتَكَ إِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ أَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ فَإِذَا كَانَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ؟ قَالَ:إِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ لَا يَرَاهَا أَحَدٌ فَلَا يَرَيَنَّهَا، قُلْتُ فَإِذَا كَانَ أَحَدُنَا خَالِيًا؟ قَالَ: فَاللهُ أَحَقُّ أَنْ يُسْتَحْيَا مِنْهُ

بہز بن حکیم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ہمیں ہمارے ستروں کے بارے میں کیا فرماتے ہیں، کیا اختیار کریں اور کیا چھوڑیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرو صرف اپنی بیوی یا لونڈی سے اجازت ہے، میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! جب لوگ آپس میں ملے جلے بیٹھے ہوں تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہاں تک ہو سکے کوئی تیرا ستر ہر گز نہ دیکھے، میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم میں سے جب کوئی اکیلا ہو تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں کی نسبت اللہ اس کا زیادہ حق دار ہے کہ اس سے حیا کی جائے۔ (۳)

مگر ہمارے ہاں کے جاہل اور بدعتی لوگ ننگ دھڑنگ اور بے شعور لوگوں کو ولی اللہ سمجھتے ہیں۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ مَا النَّجَاةُ قَالَ أَمْسِکْ عَلَيْکَ لِسَانَکَ وَلْيَسَعْکَ بَيْتُکَ وَابْکِ عَلَى خَطِيئَتِکَ

عقبہ بن عامر سے مروی ہے میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نجات کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اپنی زبان قابو میں رکھو اپنے گھر میں رہو اور اپنی غلطیوں پر رویا کرو۔ (۴)

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابُ حِفْظِ اللِّسَانِ ٦٤٧٤ ،جامع ترمذی ابواب الزھدبَابُ مَا جَاءَ فِي حِفْظِ اللِّسَانِ ٢٤٠٨، مسنداحمد ٢٢٨٢٣، مستدرک حاکم ٨٠٦٥

(۲) المومنون ٥

(۳) مسنداحمد ٢٠٠٣٤،سنن ابوداودكِتَاب الْحَمَّامِ بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّعَرِّي ٤٠١٧، جامع ترمذی أَبْوَابُ الْأَدَبِ بَابُ مَا جَاءَ فِي حِفْظِ الْعَوْرَةِ ٢٧٦٩،سنن ابن ماجه كِتَابُ النِّكَاحِ بَابُ التَّسَتُّرِ عِنْدَ الْجِمَاعِ ١٩٢٠،السنن الكبرى للنسائی ٨٩٢٣

(۴) جامع ترمذی أَبْوَابُ الزُّهْدِ بَابُ مَا جَاءَ فِي حِفْظِ اللِّسَانِ ٢٤٠٦

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وَقَاهُ اللهُ شَرَّ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَشَرَّ مَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ

اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے زبان اور شرمگاہ کے شر سے محفوظ کر دیا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ (۱)

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ،عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَتَغُضُّنَّ أَبْصَارَكُمْ، وَلَتَحْفَظُنَّ فُرُوجَكُمْ، وَلَتُقِيمُنَّ وُجُوهَكُمْ أَوْ لَتُكْسَفَنَّ وُجُوهُكُمْ

ابو امامہ سے مرفوعاً مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا تو تم اپنی نگاہیں نیچی رکھو گے اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو گے اور اپنے منہ سیدھے رکھو گے یا اللہ تعالیٰ تمہارے صورتیں بدل دے گا۔ (۲)

عن أبي هريرةَ قال: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:كُلُّ عَيْنٍ بَاكِيَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِلَّا عَيْنًا غضّت عَنْ مَحَارِمِ اللهِ، وَعَيْنًا سهِرت فِي سَبِيلِ اللهِ، وَعَيْنًا يَخْرُجُ مِنْهَا مِثْلُ رَأْسِ الذُّبَابِ، مِنْ خَشْيَةِ اللهِ، عَزَّ وَجَلَّ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر آنکھ قیامت کے روز روئے گی مگر وہ آنکھ جو اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو دیکھنے سے بند رہے اور وہ آنکھ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جاگتی رہے اور وہ آنکھ جو اللہ عزوجل کے خوف سے رو دے گو اس میں سے صرف مکھی کے سر کے برابر آنسو ہی نکلا ہو۔ (۳)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:إِنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ، وَإِنَّ اللهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيهَا، فَيَنْظُرُ كَيْفَ تَعْمَلُونَ، فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ، فَإِنَّ أَوَّلَ فِتْنَةِ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَتْ فِي النِّسَاءِ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا (ظاہر میں) شریں اور سبز ہے (جیسے تازہ میوہ) اللہ تعالیٰ تمہیں دنیا میں حاکم کرنے والا ہے پھر وہ دیکھے گا کہ تم کیسے کام کرتے ہو تو دنیا سے بچو (یعنی ایسی دنیا سے سے جو اللہ تعالیٰ سے غافل کر دے) اور عورتوں سے بچو کیونکہ بنی اسرائیل میں پہلا جو فتنہ پیدا ہوا تھا وہ عورتوں میں تھا۔ (۴)

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِتْنَةً هِيَ أَضَرُّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے بعد مردوں کو نقصان پہنچانے والا عورتوں سے زیادہ کوئی فتنہ نہیں

---

(۱) جامع ترمذی أَبْوَابُ الزُّهْدِ بَابُ مَا جَاءَ فِي حِفْظِ اللِّسَانِ ۲۴۰۹

(۲) المعجم الکبیر للطبرانی ۷۸۴۰

(۳) المخلصیات ۲۸۱۹ ،الجهاد لابن ابی عاصم ۱۴۸

(۴) صحیح مسلم کتاب الرقاق بَابُ أَكْثَرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ الْفُقَرَاءُ وَأَكْثَرُ أَهْلِ النَّارِ النِّسَاءُ وَبَيَانِ الْفِتْنَةِ بِالنِّسَاءِ ۶۹۴۸

چھوڑا(کیونکہ یہ اکثر خلاف شرع کام کراتی ہیں)۔ (۱)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، أَوْ جَابِرٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ خُطْبَةً، فَأَطَالَهَا، وَذَكَرَ فِيهَا أَمْرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، فَذَكَرَأَنَّ أَوَّلَ مَا هَلَكَ بَنُو إِسْرَائِيلَ أَنَّ امْرَأَةَ الْفَقِيرِ كَانَتْ تُكَلِّفُهُ مِنَ الثِّيَابِ أَوِ الصِّبْغِ، أَوْ قَالَ: مِنَ الصِّيغَةِ مَا تُكَلِّفُ امْرَأَةُ الْغَنِيِّ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا جس میں دنیاو آخرت کے امور کاذکر فرمایا، جس میں فرمایا بنی اسرائیل کی ہلاکت کا پہلا سبب یہ بنا کہ غریب کی بیوی اپنے شوہر سے ایسے کپڑوں یازیورات کامطالبہ کرتی جوکسی امیر کی بیوی کرتی تھی (۲)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ صَبَاحٍ إِلَّا وَمَلَكَانِ يُنَادِيَانِ وَيْلٌ لِلرِّجَالِ مِنْ النِّسَاءِ وَوَيْلٌ لِلنِّسَاءِ مِنْ الرِّجَالِ

ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایاہر صبح دوفرشتے پکارتے ہیں عورتیں مردوں کیلئے ہلاکت وبربادی ہیں اورعورتیں مردوں کے لئے ہلاکت وبربادی ہیں۔ (۳)

حكم الألبانی :ضعيف جدا

لوگ جوکچھ کریں اللہ تعالیٰ سب سے خبردار ہے، جیسے فرمایا

يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ﴿۱۹﴾ (۴)

ترجمہ:اللہ نگاہوں کی چوری تک سے واقف ہے اور وہ راز تک جانتا ہے جوسینوں نے چھپارکھے ہیں۔

وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ يَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَ لَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ

مسلمان عورتوں سے کہوکہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت میں فرق نہ آنے دیں اور اپنی زینت کوظاہر نہ کریں

اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ لْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۠ وَ لَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ

سوائے اس کے جوظاہر ہے اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈالے رہیں اور اپنی آرائش کوکسی کے سامنے ظاہر نہ کریں،

(۱) صحیح مسلم کتاب الرقاق بَابُ أَكْثَرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ الْفُقَرَاءُ وَأَكْثَرُ أَهْلِ النَّارِ النِّسَاءُ وَبَيَانِ الْفِتْنَةِ بِالنِّسَاءِ ۶۹۴۵،صحیح بخاری كِتَابُ النِّكَاحِ بَابُ مَا يُتَّقَى مِنْ شُؤْمِ المَرْأَةِ۵۰۹۶،جامع ترمذی أَبْوَابُ الأَدَبِ بَابُ مَا جَاءَ فِي تَحْذِيرِ فِتْنَةِ النِّسَاءِ۲۷۸۰

(۲) التوحيدلابن خزيمة۲/۷۵۸،سلسلة الأحاديث الصحيحة۵۹۱

(۳) سنن ابن ماجه كِتَابُ الْفِتَنِ بَابُ فِتْنَةِ النِّسَاءِ۳۹۹۹

(۴) المومن۱۹

إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ اٰبَآئِهِنَّ أَوْ اٰبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَآئِهِنَّ

سوائے اپنے خاوندوں کے یا اپنے والد کے یا اپنے خسر کے یا اپنے لڑکوں کے یا اپنے خاوند کے

أَوْ أَبْنَآءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِيْٓ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِيْٓ أَخَوٰتِهِنَّ أَوْ نِسَآئِهِنَّ

لڑکوں کے یا اپنے بھائیوں کے یا اپنے بھتیجوں کے یا اپنے بھانجوں کے یا اپنے میل جول کی عورتوں کے

أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ

یا غلاموں کے یا ایسے نوکر چاکر مردوں کے جو شہوت والے نہ ہوں یا ایسے بچوں کے

الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۖ وَ لَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ

جوعورتوں کے پردے کی باتوں سے مطلع نہیں، اور اس طرح زور زور سے پاؤں مار کر نہ چلیں کہ ان کی پوشیدہ

مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ؕ وَ تُوْبُوْٓا إِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۱﴾ (النور ۳۱)

زینت معلوم ہوجائے، اے مسلمانو ! تم سب کے سب اللہ کی جناب میں توبہ کرو تا کہ نجات پاؤ۔

گھر سے باہر آنے کے آداب: آنکھوں کی بے باکی اور ان کی آزادی شہوت میں انتشار اور شرمگاہ میں ابھار پیدا کرتی ہے، شہوت کے معاملہ میں جو حال مردوں کا ہے کم وبیش یہی حال عورتوں کا بھی ہے بلکہ ان کی نگاہ تو اور بھی فتنے جگاتی ہے، جیسا کہ شاعر نے کہا

كُلُّ الْحَوَادِثِ مَبْدَؤُهَا مِنَ النَّظَرِ — وَمُعْظَمُ النَّارِ مِنْ مُسْتَصْغَرِ الشَّرَرِ

تمام حادثات کی ابتدا نظر سے ہی ہوتی ہے — اور آگ کا بھڑکاؤ چھوٹی سی شراری سے ہی ہوتا ہے

كَمْ نَظْرَةٍ فَعَلَتْ فِي قَلْبِ صَاحِبِهَا — فِعْلَ السِّهَامِ بِلَا قَوْسٍ وَلَا وَتَرِ

کتنی ہی نظریں دیکھنے والے پر اتنا اثر کر جاتی ہیں — کہ قوس وکمان سے نکلا تیر بھی اتنا اثر نہیں کرتا۔ (۱)

ووقع الْإِجْمَاعُ عَلَى أَنَّ النظرأَعْظَمُ آفَةً عَلَى الْقَلْبِ، وَأَسْرَعُ الْأُمُورِ فِي خَرَابِ الدِّينِ وَالدُّنْيَا

اور ابن الحاج رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس بات پر اجماع ہے کہ نظر دل کے لیے سب سے بڑی آفت ہے اور دین ودنیا کو خراب کرنے کے لیے سب سے زیادہ تیز ہے۔

کیونکہ چہرے کا کھلا رکھنا اس کی طرف غیر محرموں کے دیکھنے کا سبب بنتا ہے جس سے بات ناجائز تعلقات تک جا پہنچتی ہے، جیسا کہ کسی نے کہا۔

نَظْرَةٌ فَابْتِسَامَةٌ فَسَلَامٌ فَكَلَامٌ فَمَوْعِدٌ فَلِقَاءٌ

(۱) الکبائر للذھبی ۱/۵۹، الزواجرعن اقتراف الکبائر ۲/۲۳۳

ایک اشارہ ہوا دو ہاتھ بڑھے اور بات ہوئی اور عہد و پیمان ہوئے اور لقاء و ملاقات ہوگئی۔ (۱)

اور جذبات میں بھی عموماً عورتیں آگے ہوتی ہیں اور جلد متاثر ہونا ان کے لئے ایک مستقل مرض ہے اس لئے پہلے مردوں کو نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دیا گیا، اس آیت کا سبب نزول یوں بیان کیا گیا ہے،

أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيَّ حَدَّثَ: أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ مُرْشِدَةَ كَانَتْ فِي مَحِلٍّ لَهَا فِي بَنِي حَارِثَةَ، فَجَعَلَ النِّسَاءُ يَدْخُلْنَ عَلَيْهَا غَيْرَ مُتَأَزِّرَاتٍ فَيَبْدُو مَا فِي أَرْجُلِهِنَّ مِنَ الْخَلَاخِلِ، وَتَبْدُو صُدُورُهُنَّ وَذَوَائِبُهُنَّ،فَقَالَتْ أَسْمَاءُ: مَا أَقْبَحَ هَذَا، فَأَنْزَلَ اللَّهُ: وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اسماء بنت مرثد رضی اللہ عنہ بنو حارثہ میں اپنے کھجوروں کے باغ میں تھیں، اور عورتیں اپنے دستور کے مطابق ان کے پاس چادر اوڑھے بغیر ہی آنے لگیں جس سے ان کے پاؤں کی پازیبیں اور ان کے سینے اور مینڈھیاں ننگی ہوگئیں، انہیں اس طرح دیکھ کر اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا یہ کتنی بری بات ہے؟ جس پر یہ آیات نازل ہوئیں جس میں مسلمان عورتوں کو بھی بطور خاص حکم فرمایا گیا" اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! مسلمان عورتوں کو بھی حکم دے دو کہ اگر کسی وجہ سے گھروں سے باہر نکلنا پڑے تو وہ بھی اپنی نگاہ جھکا کر رکھیں یعنی جس چیز کو دیکھنا مناسب نہ ہو اس سے نظریں ہٹالیں اور مردوں پر شہوت کی نظر ڈالنے سے اپنی آنکھوں کو بچائے رکھیں۔" (۲)

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: أَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَيْمُونَةُ، قَالَتْ: فَبَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَهُ أَقْبَلَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ، وَذَلِكَ بَعْدَمَا أُمِرْنَا بِالْحِجَابِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:احْتَجِبَا مِنْهُ،فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلَيْسَ هُوَ أَعْمَى لَا يُبْصِرُنَا ولا يعرفنا؟فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَفَعَمْيَاوَانِ أَنْتُمَا، أَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ

ام المومنین سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھی جبکہ ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا بھی وہیں تھیں کہ اتنے میں ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہا آگئے اور یہ ان دنوں کی بات ہے جبکہ ہمیں پردے کے احکام دے دیے گئے تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے پردہ کرو، ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا یہ نابینا نہیں ہیں، ہمیں دیکھتا نہیں اور پہچانتا بھی نہیں ہے؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو کیا تم بھی اندھی ہو تم اسے نہیں دیکھتی ہو؟۔ (۳)

حكم الألباني :ضعيف

عَنْ عَائِشَةَأَنَّهَا احْتَجَبَتْ مِنْ أَعْمَى ، فَقِيلَ لَهَا إِنَّهُ لَا يَنْظُرُ إِلَيْكِ ؟ قَالَتْ لَكِنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں امام مالک رحمہ اللہ نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارہ میں نقل کیا ہے کہ انہوں نے ایک نابینا شخص سے

---

(۱) تفسیر المنار ۹/۴۵۷

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم ۸/۲۵۷۳،تفسیر ابن کثیر ۶/۴۴

(۳) سنن ابوداود کتاب الباس بَابٌ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ ۴۱۱۲،جامع ترمذی ابواب الادب بَابُ مَا جَاءَ فِي احْتِجَابِ النِّسَاءِ مِنَ الرِّجَالِ ۲۷۷۸

بھی اپنے آپ کو ڈھانپ کر رکھا،انہیں کہا گیا یہ تو آپ کو نہیں دیکھ سکتا؟ فرمایا میں تو اسے دیکھ سکتی ہوں۔ ①

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ:كُنَّا نُغَطِّي وُجُوهَنَا مِنَ الرِّجَالِ، وَكُنَّا نَتَمَشَّطُ قَبْلَ ذَلِكَ فِي الْإِحْرَامِ

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہم اپنے چہروں کو لوگوں سے ڈھانپ لیتی تھیں اور اس سے پہلے احرام کی حالت میں کنگھی بھی کرلیا کرتی تھیں۔ ②

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ مَرْفُوعًا :لَتغضُنَّ أَبْصَارَكُمْ، وَلَتَحْفَظُنَّ فُرُوجَكُمْ، ولتقيمُنّ وُجُوهَكُمْ أَوْ: لَتُكْسَفَنَّ وُجُوهُكُمْ

ابوامامہ سے مرفوعاً مروی ہے اپنی نظروں کو جھکاؤ اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو اور اپنے چہروں کو سیدھا رکھو ورنہ تمہارے چہرے بگاڑ دیئے جائیں گے۔ ③

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:فَالْعَيْنَانِ تَزْنِيَانِ وَزِنَاهُمَا النَّظَرُ

اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آنکھیں بھی زنا کرتی ہیں اور ان کا زنا (ناجائز) دیکھنا ہے۔ ④

اور مردوں اور عورتوں کے ساتھ بدکاری یا ان کے علاوہ دوسری صورتوں سے ناجائز شہوت رانی سے بھی پرہیز کریں، ایسا باریک یا چست لباس نہ پہنیں جس سے بدن اندر سے جھلکے یا بدن کے خدوخال نمایاں ہوں، اپنے جسم کو چھپانے کے لئے اس وقت اپنی چادریں اپنے اوپر ڈال لیا کریں اور اپنے بدن کی تراش خراش ظاہر نہ ہونے دیں بجز اس کے جس کا چھپانا ممکن نہ ہو یعنی کپڑے، گاؤن یا برقع وغیرہ۔

لِيُخَالِفْنَ شعارَ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ، فَإِنَّهُنَّ لَمْ يَكُنَّ يفْعَلْنَ ذَلِكَ، بَلْ كَانَتِ الْمَرْأَةُ تَمُرُّ بَيْنَ الرِّجَالِ مُسَفِّحَةً بِصَدْرِهَا، لَا يُوَارِيهِ شَيْءٌ، وَرُبَّمَا أَظْهَرَتْ عُنُقَهَا وَذَوَائِبَ شَعْرِهَا وَأَقْرِطَةَ آذَانِهَا

دور جاہلیت میں یہ رواج تھا کہ عورتیں اپنے سینوں پر کوئی کپڑا اڈالے بغیر مردوں کے درمیان چلتی پھرتی رہتی تھیں جس سے بسااوقات گردن اور بال، چوٹی اور بالیاں وغیرہ صاف نظر آتی تھیں ⑤

{وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ} وَذَلِكَ لِأَن جُيُوبهنَّ كَانَت وَاسِعَة تبدو مِنْهَا نحورهن وصدروهن وَمَا حواليها، وَكن يسدلن الْخمر من ورائهن فَتبقى مكشوفة

علامہ عینی نے بخاری کی شرح میں اس موقع پر لکھا ہے یہ آیت ''اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل ڈالے رہیں۔'' اس لیے نازل ہوئی، ان کے گریبان چوڑے ہوتے تھے جن سے ان کے سینے اور اس کے اطراف نظر آتے تھے اور وہ دوپٹوں کو پشت کی طرف ڈالتی تھیں

---

① تلخیص الحبیر ۱۴۸۸

② مستدرک حاکم ۱۶۶۸

③ المعجم الکبیر للطبرانی ۷۸۴۰

④ مسند احمد ۸۵۲۶

⑤۔ تفسیر ابن کثیر ۶/۴۶

جس سے سینے کھلے رہ جاتے تھے اس لیے حکم ہوا کہ سامنے ڈالیں تاکہ سینہ چھپ جائے۔ [۱]

وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ،

فرمایا"اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل ڈالے رہیں۔" یہاں لفظ خمر استعمال ہوا ہے جو خِمَار کی جمع ہے جو کہ خُمُرِ سے مشتق ہے جس کا معنی چھپانا اور ڈانپنا ہے اس لیے شراب کو خَمْرِ کہتے ہیں کیونکہ وہ پینے والے کی عقل کو ڈھانپ دیتی ہے اور چھپا دیتی ہے اور اخْتَمَرَتْ الْمَرْأَةُ وَتَخَمَّرَتْ اس وقت لغت میں بولا جاتا ہے جب عورت اپنے چہرے کو ڈھانپ لے اور چھپالے تو خِمَارُ کہتے ہیں اس کپڑے کو جسے عورت اپنے سر، چہرے گردن اور سینے کو ڈھانپنے کے لیے استعمال کرتی ہے تو اس میں چہرے کو شامل کیا گیا ہے،

وَمِنْهُ خِمَارُ الْمَرْأَةِ لِأَنَّهُ يَسْتُرُ وَجْهَهَا

جیسے امام ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں اسی سے عورت کا خمار ہے جو اس کے چہرے کو چھپاتا ہے۔ [۲]

جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عورتوں نے یہی معنی سمجھا اور فوراً اس پر عمل کیا اور اپنے اوپر موٹے کپڑوں کی چادریں لے لیں۔

بَابُ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلي جُيُوْبِهِنَّ

اس لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں باقاعدہ باب باندھا ہے"اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل ڈالے رہیں۔"

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ:يَرْحَمُ اللهُ نِسَاءَ المُهَاجِرَاتِ الأُوَلَ، لَمَّا أَنْزَلَ اللهُ:وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ شَقَّقْنَ مُرُوطَهُنَّ فَاخْتَمَرْنَ بِهَا

اور ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان مہاجرات (ہجرت کرنے والی) پہلی عورتوں پر رحم فرمائے جنہوں نے جب اللہ تعالیٰ کا قول"اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل ڈالے رہیں۔" نازل ہوا تو اپنی چادریں پھاڑ کر (چہروں کو ڈھانپ لیا) خمار بنالیے۔ [۳]

چنانچہ عورت کی عزت وآبرو کی حفاظت کے لئے فرمایا اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل ڈالے رہیں تاکہ سر، گردن، سینے اور چھاتی کا پردہ ہو جائے، جیسے فرمایا

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَٰجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ ٱلْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَٰبِيبِهِنَّ ۚ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰٓ أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۗ وَكَانَ ٱللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٥٩﴾ [۴]

---

[۱] عمدة القاری شرح صحیح بخاری ۱۹٫۹۲

[۲] فتح الباری ۱۰٫۴۸

[۳] صحیح بخاری كِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ سورة النور بَابُ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ بَابُ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ ۴۷۵۸

[۴] الاحزاب ۵۹

ترجمہ:اے نبی ﷺ! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور اہلِ ایمان کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو لٹکالیا کریں، یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے تا کہ وہ پہچان لی جائیں اور نہ ستائی جائیں، اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: يَرْحَمُ اللهُ نِسَاءَ المُهَاجِرَاتِ الأُوَلَ، لَمَّا أَنْزَلَ اللهُ:وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ، شَقَّقْنَ مُرُوطَهُنَّ فَاخْتَمَرْنَ بِهَا

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اللہ تعالیٰ ان عورتوں پر رحم کرے جنہوں نے پہلی ہجرت کی تھی جب اللہ تعالیٰ نے آیت اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رہا کریں (تا کہ سینہ اور گلا وغیرہ نظر نہ آئے) نازل فرمائی تو انہوں نے اپنی چادروں کو پھاڑ کر ان کے دوپٹے (اوڑھنیاں) بنا لیے۔[۱]

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَاأَنَّهَا ذَكَرَتْ نِسَاءَ الْأَنْصَارِ، فَأَثْنَتْ عَلَيْهِنَّ، وَقَالَتْ لَهُنَّ مَعْرُوفًا وَقَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتْ سُورَةُ النُّورِ عَمِدْنَ إِلَى حُجُورٍ أَوْ حُجُوزٍ، شَكَّ أَبُو كَامِلٍ فَشَقَقْنَهُنَّ فَاتَّخَذْنَهُ خُمُرًا

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے انصار کی عورتوں کا ذکر فرمایا ان کی تعریف کی اور ان کے اچھے اعمال بیان کیے اور کہا جب سورۃ النور نازل ہوئی تو ان کی عورتوں نے پردوں کے کپڑے یا مردوں کی چادریں لیں اور انہیں پھاڑ کر اپنے لئے پردے کی چادریں بنالیں (یعنی موٹے کپڑے کی چادریں بنالیں)۔[۲]

حكم الألباني:ضعيف الإسناد

تو خمار لینے کی شرط یہ ہے کہ وہ اتنا باریک نہ ہو کہ اس کے نیچے سے بال اور چہرہ اور گردن اور سینہ اور زیورات کی جگہ نظر آئے،

عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ أَبِي عَلْقَمَةَ، عَنْ أُمِّهِ أَنَّهَا قَالَتْ:دَخَلَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمنِ عَلَى عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَعَلَى حَفْصَةَ خِمَارٌ رَقِيقٌ.يشف عن جبينها فَشَقَّتْهُ عَائِشَةُ وَكَسَتْهَا خِمَاراً كَثِيفاً، وقالت: أما تعلمين ما أنزل الله في سورة النور؟

ام علقمہ سے مروی ہے میں نے حفصہ بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کی زوج عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں ان پر باریک خمار تھا جس سے ان کی پیشانی ظاہر ہو رہی تھی، تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس پر سختی سے کہا کیا تو نہیں جانتی کہ سورۃ النور میں اللہ تعالیٰ نے پردہ نازل کیا ہے؟ پھر موٹا خمار منگوا کر ان کو پہنایا۔[۳]

---

[۱] صحیح بخاری کتاب التفسیرسورة النوربَابُ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ ۴۷۵۹،۴۷۵۸

[۲] سنن ابوداودکتاب اللباس بَابٌ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ۴۱۰۰

[۳] جلباب المرأة المسلمة فی الکتاب والسنة۱۲۶/۱،موطاامام مالک اللِّبَاسُ کتاب مَا يُكْرَهُ لِلنِّسَاءِ لِبَاسُهُ مِنَ الثِّيَابِ،السنن الکبری للبیہقی۳۲۶۵،شرح السنة للبغوی۳۰۸۳

هَذَا الْحَدِيثُ الصَّحِيحُ صَرِيحٌ فِي أَنَّ النِّسَاءَ الصَّحَابِيَّاتِ الْمَذْكُورَاتِ فِيهِ فَهِمْنَ أَنَّ مَعْنَى يَقْتَضِي سِتْرَ وُجُوهِهِنَّ ، وَقَدْ أَثْنَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَلَى تِلْكَ النِّسَاءِ بِمُسَارَعَتِهِنَّ لِامْتِثَالِ أَوَامِرِ اللهِ فِي كِتَابِهِ، وَمَعْلُومٌ أَنَّهُنَّ مَا فَهِمْنَ سَتْرَ الْوُجُوهِ

علامہ محمد الامین الشنقیطی فرماتے ہیں (ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی) یہ حدیث اس باب میں صریح ہے کہ صحابیات نے اس آیت کا معنی چہروں کا چھپانا ہی لیا چنانچہ انہوں نے اسی پر عمل کرتے ہوئے اپنے چہروں کو چھپالیا اور اسی لیے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے باقاعدہ ان عورتوں کی تعریف و مدح کی جنہوں نے یہ حکم سن کر اس پر عمل کی جلدی کی تھی اور بدیہی بات یہ ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھتی تھیں وہ اپنے پاس سے اس آیت کا معنی متعین نہیں کرسکتی تھیں۔ (۱)

فَقَالَتْ عَائِشَةُ: إِنَّ لِنِسَاءِ قُرَيْشٍ لَفَضْلا وَإِنِّي وَاللهِ مَا رَأَيْتُ أَفْضَلَ مِنْ نِسَاءِ الْأَنْصَارِ أَشَدَّ تَصْدِيقًا بِكِتَابِ اللهِ، وَلَا إِيمَانًا،بِالتَّنْزِيلِ لَقَدْ أُنْزِلَتْ سُورَةُ النُّورِ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ انْقَلَبَ رِجَالُهُنَّ إِلَيْهِنَّ يَتْلُونَ عَلَيْهِنَّ مَا أُنْزِلَ إِلَيْهِنَّ فِيهَا، وَيَتْلُو الرَّجُلُ عَلَى امْرَأَتِهِ وَابْنَتِهِ وَأُخْتِهِ، وَعَلَى كُلِّ ذِي قَرَابَتِهِ، مَا مِنْهُنَّ امْرَأَةٌ إِلَّا قَامَتْ إِلَى مِرْطِهَا الْمُرَحَّلِ فَاعْتَجَرَتْ بِهِ تَصْدِيقًا وَإِيمَانًا بِمَا أَنْزَلَ اللهُ مِنْ كِتَابِهِ، فَأَصْبَحْنَ يُصَلِّينَ وَرَاءَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ مُعْتَجِرَاتٍ كَأَنَّ عَلَى رُءُوسِهِنَّ الْغِرْبَانَ

چنانچہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں قریش کی عورتوں کے لیے بلاشبہ فضل ہے اور اللہ کی قسم! میں نے کتاب اللہ کی تصدیق کرنے اور اس پر ایمان لانے میں انصار کی عورتوں سے بڑھ کر کوئی بھی عورت نہیں دیکھی، جب اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور میں "اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل ڈالے رہیں۔" نازل فرمائی تو ان کے مرد حضرات (اس نئی وحی) کو لے کر گھروں کی طرف پلٹے اور ہر شخص نے اپنی بیوی، بیٹی، بہن اور کسی بھی قرابت دار خاتون کو بلا کر اللہ تعالیٰ کا پیغام سنایا، تو پھر کیا تھا ہر انصاری عورت نے اپنے بستروں کی چادریں یا کمبل پھاڑ کر اپنے لیے اوڑھنیاں بنالیں تا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تصدیق اور ایمان کا اظہار ہو، چنانچہ صبح کو وہ تمام عورتیں اس طرح چادریں لپیٹے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھنے آئیں کہ لگتا تھا گویا کہ ان کے سروں پر کوئے بیٹھے ہوئے ہیں۔ (۲)

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتْ: {يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ}، (۳)، خَرَجَ نِسَاءُ الْأَنْصَارِ كَأَنَّ عَلَى رُءُوسِهِنَّ الْغِرْبَانَ مِنَ الأَكْسِيَةِ

اور ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب عورتوں کے متعلق یہ حکم نازل ہوا "اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل ڈالے رہیں۔" تو انصاری عورتیں جب باہر نکلتیں تو ایسے لگتا کہ ان کے سروں پر کوئے بیٹھے ہوں ان سیاہ چادروں کی وجہ سے جو وہ اپنے سروں

---

(۱) أضواء البيان في إيضاح القرآن بالقرآن ٦/٢٤٩

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم ۱۴۴۰۶،۲۵۷۵/۸

(۳) الأحزاب: 59

پر لینے لگی تھیں۔ (۱)

اور رسول اللہ ﷺ نے بھی موٹے کپڑے کی چادر کے بارے میں تصریح فرمائی،

عَنْ دِحْيَةَ بْنِ خَلِيفَةَ الْكَلْبِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: أُتِيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَبَاطِيَّ، فَأَعْطَانِي مِنْهَا قُبْطِيَّةً، فَقَالَ:اصْدَعْهَا صَدْعَيْنِ، فَاقْطَعْ أَحَدَهُمَا قَمِيصًا، وَأَعْطِ الْآخَرَ امْرَأَتَكَ تَخْتَمِرُ بِهِ ، فَلَمَّا أَدْبَرَ، قَالَ: وَأْمُرِ امْرَأَتَكَ أَنْ تَجْعَلَ تَحْتَهُ ثَوْبًا لَا يَصِفُهَا

دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ کے پاس مصر کے سفید باریک کپڑے لائے گئے تو آپ ﷺ نے ان میں سے ایک کپڑا مجھے بھی عنایت فرمایا اور کہا اس کے دو ٹکڑے کرلو ایک کی تم قمیص بنالو اور دوسرا اپنی اہلیہ کو دے دو وہ اس کو اپنی اوڑھنی بنالے، پھر جب میں نے پشت پھیری تو آپ نے فرمایا اپنی بیوی کو کہنا کہ اس کے نیچے کوئی اور کپڑا لگالے تا کہ اس کے جسم کو ظاہر نہ کرے۔ (۲)

حکم الألبانی: ضعیف

أَنَّ الْمُنْذِرَ بْنَ الزُّبَيْرِ قَدِمَ مِنَ الْعِرَاقِ فَأَرْسَلَ إِلَى أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ بِكِسْوَةٍ من ثياب مروية وقوهية رقاق عتاق بعد ما كُفَّ بَصَرُهَا، قَالَ: فَلَمَسَتْهَا بِيَدِهَا ثُمَّ قَالَتْ: أُفٍّ! رُدُّوا عَلَيْهِ كِسْوَتَهُ،قَالَ: فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَيْهِ وَقَالَ: يَا أُمَّهْ إِنَّهُ لا يَشِفُّ، قَالَتْ: إِنَّهَا إِنْ لَمْ تَشِفَّ فَإِنَّهَا تَصِفُ، قال: فَاشْتَرَى لَهَا ثِيَابًا مَرْوِيَّةً وَقَوْهِيَّةً فَقَبِلَتْهَا وَقَالَتْ: مِثْلَ هَذَا فَاكْسُنِي

ہشام بن عروہ سے مروی ہے منذر بن زبیر ایک بار عراق کے سفر سے لوٹے اور واپسی پر ایک لباس جو کہنہ اور باریک تھا اسماء رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا اس وقت اسماء رضی اللہ عنہا کی بینائی جاچکی تھی، انہوں نے وہ کپڑا اپنے ہاتھ سے ٹٹولا اور فرمایا افسوس! یہ لباس منذر کو واپس کر دو، منذر کو یہ بات ناگوار محسوس ہوئی چنانچہ کہا اے اماں جان! یہ لباس اگرچہ کچھ باریک ہے مگر اس سے جسم نہیں جھلکے گا، انہوں نے فرمایا لیکن اس سے جسم کے اعضاء کی بناوٹ ظاہر ہو گی، منذر نے اسماء رضی اللہ عنہا کے لیے ایک نسبتاً موٹا لباس خرید لیا جسے اسماء رضی اللہ عنہا نے قبول کر لیا اور فرمایا مجھے اس قسم کا لباس پہنایا کرو۔ (۳)

اور اپنے حسن وجمال میں نکھار پیدا کرنے کے لئے جو خوشنما لباس اور سر، منہ اور ہاتھوں اور پاؤں کے زیورات پہنتی ہیں وہ ظاہر نہ کریں، البتہ جو کچھ اس آرائش وزیبائش میں سے ظاہر ہو جائے تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں ہے،

عَنْ عَبْدِ اللهِ، أَنَّهُ قَالَ:﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾قَالَ:هِيَ الثِّيَابُ

جیسے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے ”اور اپنا بناؤ سنگھار نہ دکھائیں بجز اس کے جو خود ظاہر ہو جائے۔“ کی تفسیر میں فرمایا اس سے مراد کپڑے

(۱) سنن ابوداودکتاب اللباس بَابٌ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ۴۱۰۱

(۲) سنن ابوداودکتاب اللباس بَابٌ فِي لِبْسِ الْقَبَاطِيِّ لِلنِّسَاءِ۴۱۱۶

(۳) ابن سعد ۸/۱۹۹

ہیں۔ ①

عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ قَالَ: لَا خُلْخَالَ وَلَا شَنْفَ وَلَا قُرْطَ وَلَا قِلَادَةَ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا قَالَ: الثِّيَابُ

مستدرک حاکم میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے ''اور اپنا بناؤ سنگھار نہ دکھائیں۔'' کے بارے میں فرمایا کہ اس سے پازیب، بالیاں اور ہار وغیرہ مراد ہیں اور ''بجز اس کے جو خود ظاہر ہو جائے۔'' سے کپڑے مراد ہیں۔ ②

اسلام نے اظہار زینت، بے پردگی، لوچ دار گفتگو اور اس طرح کی دوسری چیزوں سے سختی کے ساتھ روکا ہے البتہ اپنے ان خصوصی رشتہ داروں کے سامنے آنے کی اجازت دی ہے جن کو اپنے خصوصی رشتہ کی وجہ سے طبعاً عورت کے لئے خیر کی خواہش ہوتی ہے، اور جن کی طرف جنسی میلان بھی نہیں ہوتا جس سے فتنے میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو جیسے باپ، حقیقی بھائی، حقیقی بیٹا اور حقیقی بھتیجا وغیرہ۔

لَمَّا أَمَرَ تَعَالَى النِّسَاءَ بِالْحِجَابِ مِنَ الْأَجَانِبِ، بَيَّنَ أَنَّ هٰؤُلَاءِ الْأَقَارِبَ لَا يَجِبُ الِاحْتِجَابُ مِنْهُمْ، كَمَا اسْتَثْنَاهُمْ فِي سُورَةِ النُّورِ، عِنْدَ قَوْلِهِ: وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو (مذکورہ آیت میں) حجاب کا حکم دیا تو اس کے ساتھ ان قریبی رشتہ داروں کی ایک فہرست بھی بیان کر دی جن سے پردہ ضروری نہیں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان رشتہ داروں کو سورہ النور کی آیت ''وہ اپنا بناؤ سنگھار نہ ظاہر کریں مگر ان لوگوں کے سامنے شوہر، باپ، شوہروں کے باپ، اپنے بیٹے، شوہروں کے بیٹے، بھائی، بھائیوں کے بیٹے، بہنوں کے بیٹے، اپنے میل جول کی عورتیں، اپنے مملوک، وہ زیر دست مرد جو کسی اور قسم کی غرض نہ رکھتے ہوں، اور وہ بچے جو عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے ابھی واقف نہ ہوئے ہوں۔'' میں مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ ③

کیونکہ عورت کی ساری زینت خاوند کے لئے ہوتی اور خاوند کے لئے عورت کا سارا بدن ہی حلال ہے چنانچہ خاوند کو سب پر مقدم رکھ کر فرمایا اپنے خاوند یا اپنے باپ کے سامنے ان میں دادا، پردادا، نانا، پرنانا اور اس سے اوپر سب شامل ہیں یا اپنے خاوند کے باپ یعنی خسر اس میں خسر کا باپ، دادا، پردادا اوپر تک سب شامل ہیں یا اپنے خاوند کے بیٹے اس میں پوتے، پرپوتے نیچے تک سب شامل ہیں یا اپنے عینی، اخیافی اور علاتی بھائی کے بیٹے، اس میں پوتے، پرپوتے، نواسے نیچے تک سب شامل ہیں یا اپنے بھتیجوں اور ان کے بیٹے نیچے تک سب شامل ہیں یا اپنے بھانجوں ان میں تینوں قسم کی بہنوں کی اولاد شامل ہے یا اپنی میل جول کی مسلمان عورتوں کے، اور ان عورتوں کو بھی اس بات سے منع کر دیا گیا کہ وہ اپنے خاوندوں کے سامنے دوسری عورتوں کے خدوخال اور زیب وزینت کا بیان کریں،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تُبَاشِرِ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ، لِتَنْعَتَهَا

---

① تفسیر طبری۔ جامع البیان ۱۹/۱۵۶

② مستدرک حاکم ۳۴۹۹

③ تفسیر ابن کثیر ۶/۴۵۶

لِزَوْجِهَا كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کوئی عورت کسی عورت سے ملنے کے بعد اپنے شوہر سے اس کا حسن و جمال، خدوخال اور زیب وزینت بیان نہ کرے گویا کہ وہ اسے دیکھ رہا ہے۔ (۱)

فَإِنَّ الْحِكْمَةَ فِي هَذَا النَّهْيِ خَشْيَةُ أَنْ يُعْجِبَ الزَّوْجَ الْوَصْفُ الْمَذْكُورُ فَيُفْضِي ذَلِكَ إِلَى تَطْلِيقِ الْوَاصِفَةِ أَوْ الِافْتِتَانِ بِالْمَوْصُوفَةِ

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس نہی میں حکمت یہ ہے کہ ڈر ہے کہ کہیں خاوند اس عورت کا حلیہ (حسن و جمال، خدوخال اور زیب وزینت) سن کر اس پر فدا ہو کر اپنی عورت کو طلاق دے دے یا اس کے فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائے۔ (۲)

اسی طرح یہی تعلیم مرد کے لئے بھی ہے کہ کسی مرد کی اپنی بیوی کے سامنے مبالغہ آمیز تعریف نہ کرے۔

یا اپنی لونڈیوں کے یا وہ بوڑھے، نامرد اور خصی مومن یا کافر غلام مرد جو گھروں میں خدمت میں مشغول رہتے ہیں اور جن کا عورتوں کی طرف کوئی میلان نہیں ہے۔ لیکن وہ مخنث، ہیجڑے جو بدزبان اور برائی پھیلانے والے ہوں وہ اس حکم میں شامل نہیں ہیں، جیسے غزوہ طائف کے موقع پر یہ واقعہ ہوا۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّ مُخَنَّثًا كَانَ عِنْدَهَا وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْبَيْتِ، فَقَالَ لِأَخِي أُمِّ سَلَمَةَ: يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أُمَيَّةَ إِنْ فَتَحَ اللهُ عَلَيْكُمُ الطَّائِفَ غَدًا، فَإِنِّي أَدُلُّكَ عَلَى بِنْتِ غَيْلَانَ، فَإِنَّهَا تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ ، قَالَ فَسَمِعَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: لَا يَدْخُلْ هَؤُلَاءِ عَلَيْكُمْ

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ایک مخنث ان کے پاس تھا (جس کا نام ہیت یا تہیب یا مانع تھا) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تھے تو اس نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی سے کہا اے عبد اللہ بن امیہ! اگر اللہ تعالیٰ نے کل طائف پر تم کو فتح دی تو میں تجھے غیلان کی لڑکی دکھادوں گا جب وہ سامنے آتی ہے تو اس کے پیٹ پر چار سلوٹیں ہوتی ہیں اور جب وہ پیٹھ موڑ کر جاتی ہے تو آٹھ معلوم ہوتی ہیں (دونوں طرف سے یعنی موٹی ہے اور عرب موٹی عورتوں کو پسند کرتے تھے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سنی تو فرمایا آئندہ یہ تمہارے پاس اندر نہ آیا کرے، اس سے پردہ کرلو۔ (۳)

مومن اور کافر غلام سے پردہ واجب نہیں بلکہ رخصت ہے۔

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى فَاطِمَةَ بِعَبْدٍ كَانَ قَدْ وَهَبَهُ لَهَا، قَالَ: وَعَلَى فَاطِمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ثَوْبٌ،

(۱) صحیح بخاری کتاب باب لاَ تُبَاشِرِ المَرْأَةُ المَرْأَةَ فَتَنْعَتَهَا لِزَوْجِهَا ۵۲۴۰، جامع ترمذی ابواب الادب بَابٌ فِي كَرَاهِيَةِ مُبَاشَرَةِ الرِّجَالِ الرِّجَالَ وَالمَرْأَةِ الْمَرْأَةَ ۲۷۹۲، السنن الکبری للنسائی ۹۱۸۷، صحیح ابن حبان ۴۱۶۱، شرح السنة للبغوی ۲۲۴۹، مسند احمد ۳۶۰۹، معجم ابن عساکر ۱۱۸۷

(۲) فتح الباری ۹٫۳۳۸

(۳) صحیح مسلم کتاب السلام بَابُ مَنْعِ الْمُخَنَّثِ مِنَ الدُّخُولِ عَلَى النِّسَاءِ الْأَجَانِبِ ۵۶۹۰

إِذَا قَنَّعَتْ بِهِ رَأْسَهَا لَمْ يَبْلُغْ رِجْلَيْهَا، وَإِذَا غَطَّتْ بِهِ رِجْلَيْهَا لَمْ يَبْلُغْ رَأْسَهَا، فَلَمَّا رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَلْقَى قَالَ:إِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكِ بَأْسٌ، إِنَّمَا هُوَ أَبُوكِ وَغُلَامُكِ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے ایک غلام لائے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ہبہ کیا تھا، انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں فاطمہ رضی اللہ عنہا پر ایسا کپڑا تھا کہ اگر وہ اسے سر پر لپیٹیں تو ان کے پاؤں تک نہ پہنچتا تھا اور اگر پاؤں چھپاتیں تو سر پر نہ رہتا تھا، پس جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اس الجھن کو دیکھا تو فرمایا تمہارے لئے کوئی حرج کی بات نہیں تمہارے سامنے صرف تمہارے والد ہیں اور تمہارا غلام (۱)

أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعَدَةَ الْفَزَارِيَّ كَانَ أَسْوَدَ شَدِيدَ الْأُدْمَةِ

اس غلام کا نام عبداللہ بن مسعدہ تھا یہ فرازی تھے اور سخت سیاہ فام تھے۔

لیکن اگر غلام آزاد کر دیا گیا ہو تو پھر اس سے پردہ کرنا ہوگا۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِذَا كَانَ لِإِحْدَاكُنَّ مُكَاتَبٌ، وَكَانَ عِنْدَهُ مَا يُؤَدِّي فَلْتَحْتَجِبْ مِنْهُ

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے فرمایا تم میں سے جس کسی کا مکاتب غلام ہو جس سے شرط طے ہو گئی ہو کہ اتنا روپیہ دے دے تو تو آزاد ہو گا، پھر اس کے پاس اس قدر مال ہو جو وہ ادا کر سکتا ہو تو تمہیں چاہیے کہ اس سے پردہ کرو۔ (۲)

یا ان کم سن لڑکوں کے جو ابھی عورتوں کے پردے کی باتوں سے واقف نہیں ہیں کے سوا کسی کے سامنے نہ آئیں۔

دیوروں اور جیٹھوں کا گھروں میں عام آنا جانا ہوتا ہے اور عورتیں اکثر ان کے سامنے نکلتی ہیں اور مثل محرم کے ان کے سامنے اپنے اعضاء کھولے رہتی ہیں تو ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ دریافت کیا۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ:أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِيَّاكُمْ وَالدُّخُولَ عَلَى النِّسَاءِ ،فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَفَرَأَيْتَ الحَمْوَ؟ قَالَ:الحَمْوُ المَوْتُ

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں میں جانے سے بچتے رہو (یعنی مردوں کا عورتوں کی محفلوں میں جانا ممنوع ہے) اس پر قبیلہ انصار کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! دیور کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ (وہ اپنی بھاوج کے پاس جا سکتا ہے یا نہیں؟) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیور (یا جیٹھ) کا جانا تو ہلاکت ہے (کیونکہ یہ غیر محرم ہے اور اس سے نکاح ہو سکتا ہے)۔ (۳)

اس حدیث میں غیر محرم مرد کی غیر محرم عورت کے ساتھ خلوت کی ممانعت کر دی گئی تا کہ وہ علیحدگی اور تنہائی میں رہ کر برائی نہ کر سکیں۔

(۱) ۔سنن ابوداودکتاب اللباس بَابٌ فِي الْعَبْدِ يَنْظُرُ إِلَى شَعْرِ مَوْلَاتِهِ ۴۱۰۶

(۲) مصنف ابن ابی شیبة۲۰۵۸۲

(۳) صحیح بخاری کتاب بَابُ لاَ يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا ذُو مَحْرَمٍ، وَالدُّخُولُ عَلَى المُغِيبَةِ۵۲۳۲ ،صحیح مسلم کتاب السلام بَابُ تَحْرِيمِ الْخَلْوَةِ بِالْأَجْنَبِيَّةِ وَالدُّخُولِ عَلَيْهَا۵۶۷۴،مصنف ابن ابی شیبة ۱۷۶۵۹، مسنداحمد۱۷۳۴۷،سنن الدارمی ۲۶۸۴

نبی کریم ﷺ سے حمْو کے بارے میں پوچھا گیا۔

الحَمْوَ: جمعه الأحماء، وهم الأصهار من قِبَل الزَّوْج، والأختان من قِبل الْمَرْأَة، والأصهار تجمع الْفَرِيقَيْنِ أَيْضا، وَأَرَادَ هَهُنَا أَخا الزَّوْج، فَإِنَّهُ لَا يكون محرما للْمَرْأَة، وَإِن كَانَ أَرَادَ أَبَا الزَّوْج وَهُوَ محرم، فَكيف بِمن لَيْسَ بِمحرم؟!

امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں حمْو کی جمع احماء ہے اور اس کا اطلاق عورت کے خاوند کی جانب سے مرد رشتہ دار اور مرد کی عورت کی جانب بہنوں پر ہوتا ہے اور الْأَصْهَارَ کالفظ دونوں فریقوں کو جمع کرتا ہے اور یہاں پر اس سے مراد خاوند کا بھائی ہے اس لیے کہ بھابھی کا محرم نہیں ہے اور اگر خاوند کا باپ مراد ہو تو وہ محرم ہے، پھر اس آدمی کے ساتھ خلوت کس طرح صحیح ہو گی جو غیر محرم ہو؟

ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ:وَسَمِعْتُ اللَيْثَ بْنَ سَعْدٍ، يَقُولُ:الْحَمْوُ أَخُ الزَّوْجِ، وَمَا أَشْبَهَهُ مِنْ أَقَارِبِ الزَّوْجِ، ابْنُ الْعَمِّ وَنَحْوُهُ

اور عبداللہ بن وھب سے مروی ہے میں نے لیث بن سعد کو فرماتے ہوئے سنا حمو خاوند کا بھائی اور اس کی مثل خاوند کے قریبی رشتہ دار جیسے چچا کا بیٹا۔[1]

اتَّفَقَ أَهْلُ الْعِلْمِ بِاللُّغَةِ عَلَى أَنَّ الْأَحْمَاءَ أَقَارِبُ زوج الْمَرْأَة كأبيه وَعَمه وأخيه وبن أَخِيه وبن عَمه وَنَحْوِهم وَأَن الاختان أَقَارِبُ زَوْجَةِ الرَّجُلِ وَأَنَّ الْأَصْهَارَ تَقَعُ عَلَى النَّوْعَيْنِ

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اہل لغت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ احماء عورت کے خاوند کے قریبی رشتہ دار ہیں جیسا کہ مرد کا باپ، چچا، بھائی ، بھتیجا، چچازاد وغیرہ اور آدمی کی بیوی کی قریبی رشتہ دار بہنیں اور الْأَصْهَارَ کالفظ ان دونوں انواع پر بولا جاتا ہے۔[2]

الْمُرَادُ فِي الْحَدِيثِ أَقَارِبُ الزَّوْجِ غَيْرُ آبَائِهِ وَأَبْنَائِهِ لِأَنَّهُمْ مَحَارِمُ لِلزَّوْجَةِ يَجُوزُ لَهُمُ الْخَلْوَةُ بِهَا وَلَا يُوصَفُونَ بِالْمَوْتِ،قَالَ وَإِنَّمَا الْمُرَادُ الْأَخُ وبن الْأَخ وَالْعم وبن الْعم وبن الْأُخْتِ وَنَحْوُهُمْ مِمَّا يَحِلُّ لَهَا تَزْوِيجُهُ لَوْ لَمْ تَكُنْ مُتَزَوِّجَةً وَجَرَتِ الْعَادَةُ بِالتَّسَاهُلِ فِيهِ فَيَخْلُو الْأَخُ بِامْرَأَةِ أَخِيهِ فَشَبَّهَهُ بِالْمَوْتِ وَهُوَ أَوْلَى بِالْمَنْعِ مِنَ الْأَجْنَبِيِّ

اور فرماتے ہیں حدیث میں حمو سے مراد خاوند کے قریبی رشتہ دار ہیں، اس کے باپ اور بیٹوں کے علاوہ اس لیے کہ سسر اور خاوند کا بیٹا عورت کے محرم ہیں، ان کے ساتھ خلوت جائز ہے اور انہیں موت سے موصوف نہیں کیا جاتا، یہاں مطلب خاوند کا بھائی، بھتیجا، چچا، چچا کا بیٹا، بھانجا وغیرہ ہیں جس کے ساتھ اس عورت کا نکاح حلال ہو جبکہ وہ غیر شادی شدہ ہو اور اس مسئلہ میں عموماً غفلت برتی جاتی ہے کہ آدمی اپنی بھابھی سے خلوت و تنہائی اختیار کرتا ہے اسے موت سے تشبیہ دی گئی اور اجنبی کی نسبت یہ ممانعت کے زیادہ لائق ہے[3]

وَإِنَّمَا الْمُرَادُ أَنَّ الْخَلْوَةَ بِقَرِيبِ الزَّوْجِ أَكْثَرُ مِنَ الْخَلْوَةِ بِغَيْرِهِ وَالشَّرُّ يُتَوَقَّعُ مِنْهُ أَكْثَرُ مِنْ غَيْرِهِ وَالْفِتْنَةُ بِهِ أَمْكَنُ لِتَمَكُّنِهِ مِنَ الْوُصُولِ إِلَى الْمَرْأَةِ وَالْخَلْوَةِ بِهَا مِنْ غَيْرِ نَكِيرٍ عَلَيْهِ بِخِلَافِ الْأَجْنَبِيِّ

---

[1] صحيح مسلم كتاب السَّلَام بَابُ تَحْرِيمِ الْخَلْوَةِ بِالْأَجْنَبِيَّةِ وَالدُّخُولِ عَلَيْهَا ۵۶۷۶

[2] فتح الباری ۹٫۳۳۱

[3] فتح الباری ۹٫۳۳۱

اور ایک مقام پر فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ شوہر کے قریبی کی خلوت دیگر افراد کی نسبت زیادہ ہوتی ہے اور اس سے شر کی توقع دیگر افراد کی نسبت زیادہ ہوتی ہے اور عورت کی طرف اس کی رسائی کی بنا پر فتنہ زیادہ ممکن ہے اور اجنبی آدمی کے علاوہ اس کو بغیر انکار کے تنہائی حاصل ہو جاتی ہے۔ (۱)

مَعْنَاهُ أَنَّ الْخَلْوَةَ بِالْأَحْمَاءِ مُؤَدِّيَةٌ إِلَى الْفِتْنَةِ وَالْهَلَاكِ فِي الدِّينِ فَجَعَلَهُ كَهَلَاكِ الْمَوْتِ

قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں دیور وجیٹھ وغیرہ سے خلوت فتنے اور دین میں تباہی کو جنم دیتی ہے پس اس کو موت کی تباہی کی طرح بنا دیا۔ (۲)

الْمَعْنَى أَنَّ خَلْوَةَ الرجل بِامْرَأَة أَخِيه أَو بن أَخِيهِ تَنْزِلُ مَنْزِلَةَ الْمَوْتِ

امام طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس کا مطلب آدمی کا اپنے بھائی یا بھتیجے کی بیوی سے خلوت موت کے مقام پر اترتی ہے اور عرب مکروہ چیز کو موت سے تعبیر کرتے ہیں۔ (۳)

هِيَ كَلِمَةٌ تَقُولُهَا الْعَرَبُ مَثَلًا كَمَا تَقُولُ الْأَسَدُ الْمَوْتُ أَيْ لِقَاؤُهُ فِيهِ الْمَوْتُ وَالْمَعْنَى احْذَرُوهُ كَمَا تَحْذَرُونَ الْمَوْتَ

امام ابن الاعرابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ ایسا کلمہ ہے جسے عرب اس طرح استعمال کرتے ہیں کہ آپ کہیں شیر موت ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کی ملاقات میں موت ہے اور مفہوم یہ ہے کہ اس سے اس طرح ڈرو جیسے تم موت سے ڈرتے ہو۔ (۴)

ان تمام ائمہ سلف رحمہ اللہ کی تشریحات سے معلوم ہوا کہ دیور جیٹھ وغیرہ کو اپنی بھابھی کے ساتھ خلوت و تنہائی اختیار کرنا حرام ہے، اس سے کئی مفاسد وفتن جنم لیتے ہیں اسی طرح کسی مرد کے لیے اپنی سالی اور بیوی کی چچازاد، خالہ زاد وغیرہ سے خلوت کرنا بھی منع ہے اور اس کے مفاسد ہمارے معاشرے کے اندر موجود ہیں۔

ابْنَ عَبَّاسٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَقُولُ: لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ، وَلَا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ، فَقَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ امْرَأَتِي خَرَجَتْ حَاجَّةً، وَإِنِّي اكْتُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا قَالَ: انْطَلِقْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کوئی آدمی کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ رہے سوائے اس کے کہ اس کا محرم اس کے ساتھ ہو اور نہ کوئی عورت سفر کرے سوائے اس کے کہ اس کا محرم اس کے ساتھ ہو، ایک آدمی کھڑا ہوا اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میری بیوی حج کے لئے نکلی ہے اور میرا نام فلاں فلاں غزوہ میں لکھ دیا

(۱) فتح الباری ۹،۳۳۲

(۲) فتح الباری ۹،۳۳۲

(۳) فتح الباری ۹،۳۳۲

(۴) فتح الباری ۹،۳۳۲

گیا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو جا اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کر۔ (۱)

عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: لَا يَدْخُلَنَّ رَجُلٌ، بَعْدَ يَوْمِي هَذَا، عَلَى مُغِيبَةٍ، إِلَّا وَمَعَهُ رَجُلٌ أَوِ اثْنَانِ

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا آج کے بعد مرد اس عورت کے پاس نہ جائے جس کا خاوند اس کے گھر نہ ہو الا کہ اگر اس کے ساتھ ایک یا دو شخص ہوں تو پھر جا سکتا ہے (تا کہ فتنہ سے محفوظ رہے اور وہ بھی صرف نیکی کی غرض سے جا سکتا ہے یہ مقصود نہیں کہ اگر بد معاشی کرنی ہے تو اکیلا نہ جائے بلکہ ایک دو کو ساتھ لے کر جائے)۔ (۲)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: خَطَبَنَا عُمَرُ بِالجَابِيَةِ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فِي مِثْلِ مَقَامِي هَذَا فَقَالَ: أَحْسِنُوا إِلَى أَصْحَابِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ يَجِيءُ قَوْمٌ يَحْلِفُ أَحَدُهُمْ عَلَى الْيَمِينِ قَبْلَ أَنْ يُسْتَحْلَفَ عَلَيْهَا، وَيَشْهَدُ عَلَى الشَّهَادَةِ قَبْلَ أَنْ يُسْتَشْهَدَ، فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَنَالَ بُحْبُوحَةَ الْجَنَّةِ، فَلْيَلْزَمُ الْجَمَاعَةَ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْوَاحِدِ، وَهُوَ مِنَ الاثْنَيْنِ أَبْعَدُ، وَلا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ فَإِنَّ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ، وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ تَسُرُّهُ حَسَنَتُهُ وَتَسُوؤُهُ سَيِّئَتُهُ فَهُوَ مُؤْمِنٌ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ مقام جابیہ پر خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے تو فرمایا ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ اسی طرح خطبہ ارشاد فرمانے کے لئے کھڑے ہوئے جیسے میں کھڑا ہوا ہوں، اور فرمایا کہ میں تمہیں اپنے صحابہ کے ساتھ بھلائی کی وصیت کرتا ہوں یہی حکم ان کے بعد والوں اور ان کے بعد والوں کا بھی ہے، اس کے بعد جھوٹ اتنا عام ہو جائے گا کہ گواہی کی درخواست سے قبل ہی آدمی گواہی دینے کے لئے تیار ہو جائے گا، سو تم میں سے جو شخص جنت کا ٹھکانہ چاہتا ہے اسے چاہیے کہ وہ جماعت کو لازم پکڑے کیونکہ اکیلے آدمی کے ساتھ شیطان ہوتا ہے اور دو سے دور ہوتا ہے، یاد رکھو! تم میں سے کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ خلوت میں نہ بیٹھے کیونکہ ان دو کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے، اور جس شخص کو اپنی نیکی سے خوشی اور برائی سے غم ہو وہ مومن ہے۔ (۳)

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا لَا يَبِيتَنَّ رَجُلٌ عِنْدَ امْرَأَةٍ ثَيِّبٍ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ نَاكِحًا أَوْ ذَا مَحْرَمٍ

---

(۱) صحیح بخاری کتاب جزاء الصید بَابُ حَجِّ النِّسَاءِ ۱۸۶۲، وکِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابُ مَنِ اكْتُتِبَ فِي جَيْشٍ فَخَرَجَتِ امْرَأَتُهُ حَاجَّةً، أَوْ كَانَ لَهُ عُذْرٌ، هَلْ يُؤْذَنُ لَهُ ۳۰۰۶، وکِتَابُ النِّكَاحِ بَابُ لاَ يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا ذُو مَحْرَمٍ، وَالدُّخُولُ عَلَى المُغِيبَةِ ۵۲۳۳، صحیح مسلم كِتَابُ الْحَجِّ بَابُ سَفَرِ الْمَرْأَةِ مَعَ مَحْرَمٍ إِلَى حَجٍّ وَغَيْرِهِ ۳۲۷۲

(۲) صحیح مسلم کتاب السَّلَامِ بَابُ تَحْرِيمِ الْخَلْوَةِ بِالْأَجْنَبِيَّةِ وَالدُّخُولِ عَلَيْهَا ۵۶۷۷

(۳) جامع ترمذی ابواب الفتن بَابُ مَا جَاءَ فِي لُزُومِ الجَمَاعَةِ ۲۱۶۵، مسند احمد ۱۷۷، مستدرک حاکم ۳۸۷، شرح السنة للبغوی ۲۲۵۳

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آگاہ رہو نکاح کرنے والے یا محرم کے علاوہ کوئی آدمی کسی شادی شدہ عورت کے پاس رات نہ گزارے۔ (۱)

أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، حَدَّثَهُ أَنَّ نَفَرًا مِنْ بَنِي هَاشِمٍ دَخَلُوا عَلَى أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ، فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ، وَهِيَ تَحْتَهُ يَوْمَئِذٍ، فَرَآهُمْ، فَكَرِهَ ذَلِكَ، فَذَكَرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: لَمْ أَرَ إِلَّا خَيْرًا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ اللهَ قَدْ بَرَّأَهَا مِنْ ذَلِكَ، ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ:لَا يَدْخُلْ رَجُلٌ بَعْدَ يَوْمِي هَذَا عَلَى مُغِيبَةٍ إِلَّا وَمَعَهُ رَجُلٌ أَوِ اثْنَانِ

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے بنو ہاشم کے کچھ لوگ ایک مرتبہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے یہاں آئے ہوئے تھے ان کے زوج محترم سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی تشریف لے آئے چونکہ وہ ان کی بیوی تھیں اس لیے انہیں اس پر ناگواری ہوئی، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا اور کہا کہ میں نے خیر ہی دیکھی (کوئی برا منظر نہیں دیکھا لیکن پھر بھی اچھا نہیں لگا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے انہیں بچا لیا، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور فرمایا آج کے بعد کوئی شخص کسی ایک عورت کے پاس تنہا نہ جائے جس کا شوہر موجود نہ ہو الا یہ کہ اس کے ساتھ ایک اور یا دو آدمی ہوں (تاکہ فتنہ سے محفوظ رہے اور وہ بھی صرف نیکی کی غرض سے جا سکتا ہے یہ مقصود نہیں کہ اگر بد معاشی کرنی ہے تو اکیلا نہ جائے بلکہ ایک دو کو ساتھ لے کر جائے) (۲)

عَنْ جَابِرٍ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لاَ تَلِجُوا عَلَى الْمُغِيبَاتِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنْ أَحَدِكُمْ مَجْرَى الدَّمِ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شوہروں کی غیر موجودگی میں عورتوں کے پاس نہ جاؤ کیونکہ شیطان تم میں سے کسی کے اندر خون کی طرح گردش کرتا ہے۔ (۳)

وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ

''وہ اپنے پاؤں زمین پر مارتی ہوئی نہ چلا کریں کہ اپنی جو زینت انہوں نے چھپا رکھی ہے اس کا لوگوں کو علم ہو جائے۔''

وذكر الزينة دون مواقعها: للمبالغة في الأمر بالتصوّن والتستر

علامہ زمخشری رحمہ اللہ فرماتے ہیں مقامات زینت کے بجائے زینت کے الفاظ اس لیے استعمال کیے گئے ہیں تاکہ ان مقامات کو چھپانے اور پوشیدہ رکھنے کے حوالے سے حکم میں مبالغہ کیا جا سکے۔ (۴)

---

(۱) صحیح مسلم کتاب السلام بَابُ تَحْرِيمِ الْخَلْوَةِ بِالْأَجْنَبِيَّةِ وَالدُّخُولِ عَلَيْهَا ۵۶۷۳

(۲) صحیح مسلم کتاب السَّلَامِ بَابُ تَحْرِيمِ الْخَلْوَةِ بِالْأَجْنَبِيَّةِ وَالدُّخُولِ عَلَيْهَا ۵۶۷۷،مسند احمد ۶۷۴۴

(۳) جامع ترمذی أَبْوَابُ الرَّضَاعِ بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الدُّخُولِ عَلَى الْمُغِيبَاتِ ۱۱۷۲

(۴) تفسیرالزمحشری ۔الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل ۳/۲۳۰

كَانَتِ الْمَرْأَةُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا كَانَتْ تَمْشِي فِي الطَّرِيقِ وَفِي رَجْلِهَا خَلْخَالٌ صَامِتٌ لَا يُسْمَعُ صَوْتُهُ ضَرَبَتْ بِرِجْلِهَا الْأَرْضَ، فَيَعْلَمُ الرِّجَالُ طَنِينَهُ، فَنَهَى اللهُ الْمُؤْمِنَاتِ عَنْ مَثَلِ ذٰلِكَ. وَكَذٰلِكَ إِذَا كَانَ شَيْءٌ مِنْ زِينَتِهَا مَسْتُورًا

دور جاہلیت میں رواج تھا کہ عورت جب رستے میں چلتی اور اس نے پاؤں میں پازیب پہنی ہوتی جس کی آواز سنائی نہ دیتی تو وہ اپنے پاؤں کو زور زور سے زمین پر مار کر چلتی تا کہ پیر کا زیور یعنی پازیبیں بجیں، جس سے مردوں کو پازیب کی چھنک معلوم ہو جاتی، اللہ تعالیٰ نے مومن عورتوں کو ایسا کرنے سے سختی سے منع کیا۔ (۱)

پس عورت کی ہر ایک ایسی حرکت منع ہے جس سے اس کا کوئی چھپا ہوا سنگھار کھل سکے، چنانچہ فرمایا اپنے گھروں سے اپنے پاؤں میں پازیب ڈال کر یا اونچی ایڑی کے سینڈل پہن کر اور خوشبو لگا کر نہ نکلیں کہ پازیبوں کی جھنکار یا سینڈل کی ٹک ٹک سے اور خوشبو کی مہک سے مرد اس کی طرف متوجہ ہوں۔

عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: كُلُّ عَيْنٍ زَانِيَةٌ، وَالمَرْأَةُ إِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالمَجْلِسِ فَهِيَ كَذَا وَكَذَا يَعْنِي زَانِيَةً

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر آنکھ زانیہ ہے اور عورت جب خوشبو لگا کر مردوں کے بیٹھنے کی جگہ سے گزرے وہ ایسی ویسی ہے یعنی زانیہ ہے۔ (۲)

اور عورتوں کو جائز نہیں کہ خوشبو لگا کر باہر نکلیں خواہ مسجد ہی جانا ہو۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: لَقِيَتْهُ امْرَأَةٌ وَجَدَ مِنْهَا رِيحَ الطِّيبِ يَنْفَحُ ، وَلِذَيْلِهَا إِعْصَارٌ، فَقَالَ: يَا أَمَةَ الْجَبَّارِ، جِئْتِ مِنَ الْمَسْجِدِ؟ قَالَتْ: نَعَمْ ، قَالَ: وَلَهُ تَطَيَّبْتِ ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ حِبِّي أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ لِامْرَأَةٍ تَطَيَّبَتْ لِهَذَا الْمَسْجِدِ، حَتَّى تَرْجِعَ فَتَغْتَسِلَ غُسْلَهَا مِنَ الْجَنَابَةِ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو ایک عورت ملی انہوں نے اس سے عطر کی خوشبو محسوس کی، اور اس کی چادر کا پلو بھی غبار اڑاتا آ رہا تھا انہوں نے اس سے کہا اے جبار کی بندی! بھلا تو مسجد سے آ رہی ہے؟ اس نے کہا ہاں، انہوں نے کہا تو کیا اسی کے لئے تو نے خوشبو لگائی تھی؟ وہ کہنے لگی ہاں، انہوں نے کہا میں نے اپنے محبوب ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے جو عورت اس مسجد کے لیے خوشبو لگا کر آئے اس کی نماز قبول نہیں حتیٰ کہ واپس جائے اور اس اہتمام سے غسل کرے جیسے کہ وہ جنابت سے کرتی ہے۔ (۳)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَمْنَعُوا إِمَاءَ اللهِ مَسَاجِدَ اللهِ، وَلَكِنْ لِيَخْرُجْنَ وَهُنَّ تَفِلَاتٌ

(۱) تفسیر ابن کثیر ۶/۴۹

(۲) جامع ترمذی ابواب الادب بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ خُرُوجِ الْمَرْأَةِ مُتَعَطِّرَةً ۲۷۸۶، سنن نسائی كتاب الزينة باب مَا يُكْرَهُ لِلنِّسَاءِ مِنَ الطِّيبِ ۵۱۲۹، سنن ابوداودكتاب التَّرَجُّلِ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَرْأَةِ تَتَطَيَّبُ لِلْخُرُوجِ ۴۱۷۳

(۳) سنن ابوداودكتاب الترجل بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَرْأَةِ تَتَطَيَّبُ لِلْخُرُوجِ ۴۱۷۴ ، سنن ابن ماجه كتاب الفتن بَابُ فِتْنَةِ النِّسَاءِ ۴۰۰۲

اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مسجدوں میں آنے سے منع نہ کرو مگر وہ خوشبو لگا کر نہ آئیں۔ (۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو ہدایت فرمائی کہ وہ راستہ اور گلی میں چلتے ہوئے عین درمیان میں چلنے کے بجائے اس کی ایک جانب ہو کر چلا کریں، یہ کیفیت ان کے باحیا اور باوقار ہونے کی علامت ہے۔

عَنْ حَمْزَةَ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: وَهُوَ خَارِجٌ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاخْتَلَطَ الرِّجَالُ مَعَ النِّسَاءِ فِي الطَّرِيقِ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلنِّسَاءِ: اسْتَأْخِرْنَ ، فَإِنَّهُ لَيْسَ لَكُنَّ أَنْ تَحْقُقْنَ الطَّرِيقَ عَلَيْكُنَّ بِحَافَّاتِ الطَّرِيقِ،فَكَانَتِ الْمَرْأَةُ تَلْتَصِقُ بِالْجِدَارِ حَتَّى إِنَّ ثَوْبَهَا لَيَتَعَلَّقُ بِالْجِدَارِ مِنْ لُصُوقِهَا بِهِ

ابو اسید انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا جبکہ آپ مسجد سے نکل رہے تھے اور مرد عورتوں کے درمیان راستے میں گھس کر چل رہے تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے فرمایا پیچھے پیچھے رہو تمہیں مناسب نہیں کہ راستے کے عین درمیان میں چلو بلکہ راستے (اور گلی) کے اطراف میں چلا کرو، چنانچہ یہ معمول بن گیا کہ عورتیں دیوار کے ساتھ لگ کر چلا کرتی تھیں حتی کہ اس کا کپڑا دیوار کے ساتھ اٹک اٹک جاتا تھا اس لیے کہ وہ دیوار کے ساتھ لگ کر چلتی تھیں۔ (۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کو بھی ناپسند کرتے تھے کہ عورتیں بلاضرورت اپنی آواز مردوں کو سنائیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:التَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ، وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (نماز میں اگر کوئی بات پیش آجائے تو) مردوں کو سبحان اللہ کہنا اور عورتوں کو ہاتھ پر ہاتھ مار کر یعنی تالی بجا کر امام کو اطلاع دینی چاہیے۔ (۳)

أَبَا أُمَامَةَ يَقُولُ:سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:اكْفُلُوا لِي بِستّ أَكْفُلْ لَكُمْ بِالْجَنَّةِ، إِذَا حدَّث أَحَدُكُمْ فَلَا يَكْذِبْ،وَإِذَا اؤْتُمِنَ فَلَا يَخُنْ،وَإِذَا وَعَد فَلَا يُخْلِفْ،وغُضُّوا أَبْصارَكُمْ ، وكُفُّوا أَيْدِيَكُمْ، وَاحْفَظُوا فُرُوجَكُمْ

ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آپ فرما رہے تھے تم مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں، جب بات کرو تو جھوٹ نہ بولو اور امانت میں خیانت نہ کرو اور وعدہ خلافی نہ کرو اور اپنی نظریں نیچی رکھو اور ہاتھوں

(۱) سنن ابوداودکتاب بَابُ مَا جَاءَ فِي خُرُوجِ النِّسَاءِ إِلَى الْمَسْجِدِ۵۶۵،مسنداحمد۱۰۸۳۵

(۲) سنن ابوداودکتاب الادب بَابٌ فِي مَشْيِ النِّسَاءِ مَعَ الرِّجَالِ فِي الطَّرِيقِ ۵۲۷۲

(۳) صحیح بخاری ابواب العمل فی الصلاۃبَابُ التَّصْفِيقِ لِلنِّسَاءِ۱۲۰۳، صحیح مسلم کتاب الصلاۃ بَابُ تَسْبِيحِ الرَّجُلِ وَتَصْفِيقِ الْمَرْأَةِ إِذَا نَابَهُمَا شَيْءٌ فِي الصَّلَاةِ۹۵۴،جامع ترمذی ابواب الصلوٰۃ بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ التَّسْبِيحَ لِلرِّجَالِ، وَالتَّصْفِيقَ لِلنِّسَاءِ۳۶۹،سنن ابوداودکتاب الصلاۃ بَابُ التَّصْفِيقِ فِي الصَّلَاةِ۹۳۹،سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ بَابُ التَّسْبِيحِ لِلرِّجَالِ فِي الصَّلَاةِ وَالتَّصْفِيقِ لِلنِّسَاءِ ۱۰۳۴، مسنداحمد۷۵۵۰

کوظلم سے بچائے رکھو اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو۔[1]

اے مومنو! دور جاہلیت میں تم سب جو لغزشیں اور غلطیاں کرتے رہے ہو اس پر تم سب مل کر اللہ سے توبہ کرو اور جاہلیت کی تمام بدخصلتوں سے باز آجاؤ، اگر تم ایسا کرو گے تو توقع ہے کہ فلاح ونجات پاؤ گے۔

وَ اَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَ الصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَ اِمَآئِكُمْ ؕ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ

تم سے جو مرد وعورت بے نکاح ہوں ان کا نکاح کردو اور اپنے نیک بخت غلام لونڈیوں کا بھی، اگر وہ مفلس بھی ہونگیں

يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۲﴾ (النور ۳۲)

تو اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے غنی بنادے گا، اللہ تعالیٰ کشادگی والا علم والا ہے۔

نکاح کا حکم اور وعدہ غناء: زنا کے نقصانات بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے سرپرستوں کو حکم فرمایا کہ مرد جس کی بیوی نہ ہو یعنی وہ کنوارا ہو یا رنڈوا ہو اور عورت جس کا خاوند نہ ہو یعنی وہ کنواری ہو یا بیوہ یا مطلقہ ہو اور اپنے لونڈی اور غلاموں کا جن کارویہ ٹھیک ہو اور تم ان میں یہ صلاحیت محسوس کرو کہ وہ ازواجی زندگی نباہ لیں گے تو ان کے نکاح کی فکر کرو کیونکہ عفت وعصمت کی حفاظت کا سب سے بڑا ذریعہ اور ان کی جنسی خواہشات کی تسکین کا بہترین حل یہی ہوسکتا ہے، ان کی غربت اور تنگ دستی نکاح میں مانع نہیں ہونی چاہیے، اگر خاوند اور نکاح کرنے والے غریب اور تنگ دست ہوں گے تو اللہ اپنے فضل وکرم سے ان کے رزق میں وسعت اور فراخی پیدا فرمادے گا،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَوْلُهُ: {وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَى مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ} قَالَ: أَمَرَ اللهُ سُبْحَانَهُ بِالنِّكَاحِ، وَرَغَّبَهُمْ فِيهِ، وَأَمَرَهُمْ أَنْ يُزَوِّجُوا أَحْرَارَهُمْ وَعَبِيدَهُمْ، وَوَعَدَهُمْ فِي ذَلِكَ الْغِنَى

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آیت کریمہ ”تم میں سے جو لوگ مجرد ہوں اور تمہارے لونڈی غلاموں میں سے جو صالح ہوں ان کے نکاح کردو۔“ کے بارے میں فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے نکاح کا حکم فرمایا ہے اور شادی کی ترغیب دی ہے، اور آزاد غلام سب لوگوں کو شادی کا حکم دیا ہے اور شادی کرنے کی وجہ سے خوش حالی کا وعدہ فرمایا ہے۔[2]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثَلَاثَةٌ حَقٌّ عَلَى اللهِ عَوْنُهُمْ، الْمُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللهِ وَالمُكَاتَبُ الَّذِي يُرِيدُ الأَدَاءَ وَالنَّاكِحُ الَّذِي يُرِيدُ العَفَافَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص ہیں جن کی اللہ ضرور مدد فرماتا ہے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا مکاتب غلام جو ادائیگی کی نیت رکھتا ہے اور نکاح کرنے والا جو پاک دامنی کی نیت سے نکاح کرے۔[3]

---

[1] المعجم الاوسط ۲۵۳۹

[2] تفسیرطبری ۱۲۶/۱۹، تفسیرابن ابی حاتم ۲۵۸۲/۸

[3] جامع ترمذی ابواب فضائل الجهاد بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُجَاهِدِ وَالنَّاكِحِ وَالمُكَاتَبِ وَعَوْنِ اللهِ إِيَّاهُمْ ۱۶۵۵، سنن ابن ماجه كِتَابُ

عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، قَالَ: بَلَغَنِي أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَطِيعُوا اللهَ فِيمَا أَمَرَكُمْ بِهِ مِنَ النِّكَاحِ، يُنْجِزْ لَكُمْ مَا وَعَدَكُمْ مِنَ الْغِنَى

سعید بن عبد العزیز کہتے ہیں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول ہے تم نکاح کے بارے میں اللہ تعالیٰ حکم مانو اللہ تعالیٰ کا تم سے اپنا غنی کا وعدہ پورا فرمائے گا۔ (۱)

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ: الْتَمِسُوا الْغِنَى فِي النِّكَاحِ ، يَقُولُ اللهُ تَعَالَى :إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللهُ مِنْ فَضْلِهِ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کا قول ہے نکاح کے ساتھ خوش حالی کو تلاش کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اگر وہ غریب ہوں تو اللہ اپنے فضل سے ان کو غنی کر دے گا۔ (۲)

جاءُ رجل الى النبى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يشكوا لفقر فقال عليه الصلاة والسلام تزوج ، فتزوج،ثم جاءُ اليه ثانية يشكوا لفقر،فقال له تزوج،فتزوج ،ثم جاءُ اليه ثالثا يشكو الفقر، فقال له تزوج، فتزوج ، ثم جاءُ اليه رابعا يشكوا لفقر، فقال له تزوج، فتزوج الرابعة، وكانت تحسن الغزل، فعلمت ثلاث النسوة الغزل والنسيج ، فانفرجت ضائقة الرجل وصارمن الاغنياءُ لانه اصبح مدیرمصنع تعمل فيه زوجاته

اس بارے میں ایک روایت ہے ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اپنی تنگ دستی کا ذکر کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شادی کرلو، اس نے شادی کر لی، پھر وہ دوسری مرتبہ حاضر حدمت ہوا اور اپنی تنگ دستی کا شکوہ کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شادی کرلو، اس نے شادی کر لی، پھر وہ تیسری مرتبہ حاضر حدمت ہوا اور اپنی تنگ دستی کا شکوہ کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شادی کرلو، اس نے شادی کر لی، پھر وہ چوتھی مرتبہ حاضر حدمت ہوا اور اپنی تنگ دستی کا شکوہ کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شادی کرلو، اس نے چوتھی شادی کر لی، وہ عورت سلائی کڑھائی کا کام جانتی تھی، اس نے پہلی تین عورتوں کو بھی کام سکھایا اس طرح اس کی تنگ دستی ختم ہوگئی اور وہ غنی ہو گیا۔ (۳)

شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ بہت زیادہ بھلائی اور فضل عظیم کا مالک ہے اور ان سب کو جانتا ہے جو فضل و کرم کے مستحق ہیں۔

وَ لْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ

اور ان لوگوں کو پاک دامن رہنا چاہیے جو اپنا نکاح کرنے کا مقدور نہیں رکھتے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں

الْعِتْقِ بَابُ الْمُكَاتَبِ ۲۵۱۸،السنن الكبرى للنسائی۵۳۰۷ ، مسند احمد ۹۶۳۱

(۱) تفسیرابن ابی حاتم ۱۴۴۴۹، ۸٫۲۵۸۲

(۲) تفسیرابن کثیر۶٫۵۱ ،تفسیرطبری ۱۹٫۱۶۶، تفسیرابن ابی حاتم۳٫۸۶۸

(۳) سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة ۷٫۴۰۹

مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ الَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ

اپنے فضل سے مالدار بنا دے، تمہارے غلاموں میں سے جو کوئی کچھ تمہیں دے کر آزادی کی تحریر کرانی چاہے

اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ۖۗ وَّ اٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْۤ اٰتٰىكُمْ ؕ

تو تم ایسی تحریر انہیں کر دیا کرو اگر تم کو ان میں کوئی بھلائی نظر آتی ہو، اور اللہ نے جو مال تمہیں دے رکھا ہے

وَ لَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ

اس میں سے انہیں بھی دو، تمہاری جو لونڈیاں پاک دامن رہنا چاہتی ہیں انہیں دنیا کی زندگی کے فائدے کی غرض سے

وَ مَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۳۳ (النور ۳۳)

بدکاری پر مجبور نہ کرو اور جو انہیں مجبور کر دے تو اللہ تعالیٰ ان پر جبر کے بعد بخش دینے والا اور مہربانی کرنے والا ہے۔

بحالت مجبوری عفت کی تاکید: کیونکہ نکاح سے عفت وعصمت کی حفاظت ہوتی ہے اور آدمی حرام کاری سے بچ جاتا ہے اس سلسلہ میں فرمایا اور جو نکاح کا موقع نہ پائیں انہیں چاہیے کہ جب تک شادی کی استطاعت حاصل نہ ہو جائے عفت آبی اختیار کریں یہاں تک کہ اللہ اپنے فضل سے ان کو غنی کر دے، جیسے فرمایا

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ؕ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ فَاِذَاۤ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ؕ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۲۵ [1]

ترجمہ: اور جو شخص تم میں سے اتنی طاقت نہ رکھتا ہو کہ خاندانی مسلمان عورتوں (محصنات) سے نکاح کر سکے اسے چاہیے کہ تمہاری ان لونڈیوں میں سے کسی کے ساتھ نکاح کر لے جو تمہارے قبضہ میں ہوں اور مومنہ ہوں، اللہ تمہارے ایمانوں کا حال خوب جانتا ہے، تم سب ایک ہی گروہ کے لوگ ہو لہٰذا ان کے سرپرستوں کی اجازت سے ان کے ساتھ نکاح کر لو اور معروف طریقہ سے ان کے مہر ادا کر دو تا کہ وہ حصار نکاح میں محفوظ (محصنات) ہو کر رہیں آزاد شہوت رانی نہ کرتی پھریں اور نہ چوری چھپے آشنائیاں کریں، پھر جب وہ حصار نکاح میں محفوظ ہو جائیں اور اس کے بعد کسی بدچلنی کی مرتکب ہوں تو ان پر اس سزا کی بنسبت آدھی سزا ہے جو خاندانی عورتوں (محصنات) کے لیے مقرر ہے، یہ سہولت تم میں سے ان لوگوں کے لیے پیدا کی گئی ہے جن کو شادی نہ کرنے سے بند تقویٰ کے ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہو لیکن اگر تم صبر کرو تو یہ تمہارے

[1] النساء ۲۵

لیے بہتر ہے، اور اللہ بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

عَنْ عِكْرِمَةَ، فِي قَوْلِهِ: {وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا} قَالَ: هُوَ الرَّجُلُ يَرَى الْمَرْأَةَ فَكَأَنَّهُ يَشْتَهِي، فَإِنْ كَانَتْ لَهُ امْرَأَةٌ فَلْيَذْهَبْ إِلَيْهَا فَلْيَقْضِ حَاجَتَهُ مِنْهَا، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ امْرَأَةٌ فَلْيَنْظُرْ فِي مَلَكُوتِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ حَتَّى يُغْنِيَهُ اللهُ مِنْ فَضْلِهِ

عکرمہ رحمہ اللہ نے آیت ''اور جو نکاح کا موقع نہ پائیں۔'' کے بارے میں بیان کیا ہے اس سے مراد وہ شخص ہے جو کسی عورت کو دیکھتا ہے تو وہ خواہش کرنے لگتا ہے تو اس کے لیے حکم یہ ہے کہ اگر بیوی ہے تو وہ اس کے پاس جا کر اس سے اپنی حاجت پوری کر لے، اور اگر اس کی بیوی نہ ہو تو وہ آسمانوں اور زمین کی سلطنت دیکھے حتی کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے فضل سے غنی کر دے۔ [1]

اور جنسی خواہش کو قابو کرنے کے لئے روزہ بہترین ذریعہ ہے،

فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ:كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَبَابًا لاَ نَجِدُ شَيْئًا، فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ، مَنِ اسْتَطَاعَ البَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ

عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود فرماتے ہیں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نوجوان تھے اور ہمیں کوئی چیز میسر نہیں تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا نوجوانوں کی جماعت! تم میں جسے بھی نکاح کرنے کے لیے مالی طاقت ہو اسے نکاح کر لینا چاہیے کیونکہ یہ نظر کو نیچی رکھنے والا اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا عمل ہے اور جو کوئی نکاح کی (بوجہ غربت) طاقت نہ رکھتا ہو اسے چاہیے کہ (کثرت سے نفلی) روزے رکھے کیونکہ روزہ اس کی خواہشات نفسانی کو توڑ دے گا۔ [2]

اور ایک حدیث میں نکاح کا مقصد بھی بیان فرمایا کہ اس سے منشا تولد و تناسل اور نسل انسانی کی بقا ہے تا کہ قوم کے افراد کی تعداد زیادہ سے زیادہ ہو،

أَنَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال :تَزَوَّجوا، تَوَالَدُوا، تَنَاسَلُوا، فَإِنِّي مُبَاهٍ بِكُمُ الْأُمَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

ایک روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شادی کرو، نسل کو پروان چڑھاؤ اور بڑھاؤ پس بلاشبہ میں تمہاری وجہ سے روز قیامت امتوں پر فخر کروں گا۔ [3]

---

[1] تفسیر ابن ابی حاتم ۸٫۲۵۸۲

[2] صحیح بخاری کتاب النکاح بَابُ مَنْ لَمْ يَسْتَطِعِ البَاءَةَ فَلْيَصُمْ ۵۰۶۶، صحیح مسلم کتاب النکاح بَابُ اسْتِحْبَابِ النِّكَاحِ لِمَنْ تَاقَتْ نَفْسُهُ إِلَيْهِ، وَوَجَدَ مُؤَنَهُ، وَاشْتِغَالِ مَنْ عَجَزَ عَنِ الْمُؤَنِ بِالصَّوْمِ ۳۳۹۸، سنن ابوداود کتاب النکاح بَابُ التَّحْرِيضِ عَلَى النِّكَاحِ ۲۰۴۶ ، مسند احمد ۴۰۲۳

[3] تفسیر ابن کثیر ۶٫۵۱

ضعیف روایت ہے۔

معاشرتی زندگی کو خوشگوار بنانے کے لئے اسی مضمون کی ایک اور حدیث ہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ بِالْبَاءَةِ، وَيَنْهَى عَنِ التَّبَتُّلِ نَهْيًا شَدِيدًا، وَيَقُولُ: تَزَوَّجُوا الْوَدُودَ الْوَلُودَ، إِنِّي مُكَاثِرٌ الْأَنْبِيَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا نکاح کا حکم دیا کرتے اور تبتل سے سختی سے منع کرتے اور فرمایا ایسی عورتوں سے شادی کرو جو بہت محبت کرنے والی اور بہت بچے جننے والی ہوں بلاشبہ میں تمہاری کثرت سے دیگر امتوں پر فخر کرنے والا ہوں۔ [1]

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثَلَاثٌ مَنْ فَعَلَهُنَّ ثِقَةً بِاللهِ وَاحْتِسَابًا كَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ أَنْ يُعِينَهُ وَأَنْ يُبَارِكَ لَهُ، مَنْ سَعَى فِي فِكَاكِ رَقَبَةٍ ثِقَةً بِاللهِ وَاحْتِسَابًا، كَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ أَنْ يُعِينَهُ، وَأَنْ يُبَارِكَ لَهُ، وَمَنْ تَزَوَّجَ ثِقَةً بِاللهِ وَاحْتِسَابًا، كَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ أَنْ يُعِينَهُ، وَأَنْ يُبَارِكَ لَهُ، وَمَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَيِّتَةً ثِقَةً بِاللهِ وَاحْتِسَابًا، كَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ أَنْ يُعِينَهُ، وَأَنْ يُبَارِكَ لَهُ

جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فرمایا کہ جو شخص تین کام اللہ تعالیٰ پر اعتماد کر کے کرے تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ وہ اس کی مدد و برکت فرمائے گا، جو غلام کو آزاد کرے اور دل میں اس کی خوشنودی کا جذبہ رکھے تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ وہ اس شخص کی مدد کرے اور اس کو برکت عطا کرے، اور جو شخص شادی کرے اور دل میں اللہ کی خوشنودی کا جذبہ رکھے تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ وہ اس شخص کی مدد کرے اور اس کو برکت عطا کرے، اور جو بنجر زمین کو آباد کرے اور دل میں اللہ کی خوشنودی کا جذبہ رکھے تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ وہ اس شخص کی مدد کرے اور اس کو برکت عطا کرے۔ [2]

اسلام کیونکہ غلامی کی حوصلہ شکنی کرتا ہے اس لئے مالکوں کو تاکید فرمائی کہ تمہارے غلاموں میں سے جو اپنی آزادی کا معاوضہ ادا کرنے کی پیشکش کرے اور تمہیں معلوم ہو کہ ان کے اندر مال کمانے کی صلاحیت ہو اور وہ مسلمانوں کے خلاف دشمنی کے تلخ جذبات نہ رکھتا ہو اور دیانت اور راست بازی ہو تو اس کے قول پر اعتماد کر کے معاہدہ کیا جا سکے تو مدت مقرر کر کے ان کی درخواست قبول کرلو۔

يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ﴿فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا﴾ [3]، قَالَ: إِنْ عَلِمْتُمْ مِنْهُمْ حِرْفَةً، وَلَا تُرْسِلُوهُمْ كَلًّا عَلَى النَّاسِ

یحییٰ بن ابی کثیر سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا " ان سے مکاتبت کرلو اگر تمہیں معلوم ہو کہ ان کے اندر بھلائی ہے۔ " فرمایا اگر تمہیں

---

[1] مسند احمد ۱۳۶۱۳، مسند البزار ۶۴۵۶، صحیح ابن حبان ۴۰۲۸، المعجم الاوسط ۵۰۹۹، السنن الصغیر للبیهقی ۲۳۵۱، شعب الایمان ۵۰۹۹

[2] المعجم الصغیر للطبرانی ۷۳۷، مجمع الفوائد ۴۰۹۷

[3] النور: 33

معلوم ہو کہ وہ کمانے کی صلاحیت رکھتا ہے تو مکاتبت کر لو یہ نہ ہو کہ اسے لوگوں سے بھیگ مانگتے پھرنے کے لئے چھوڑ دو۔ [1]

أَنَّ سِيرِينَ، سَأَلَ أَنَسًا، المُكَاتَبَةَ وَكَانَ كَثِيرَ المَالِ فَأَبَى،فَانْطَلَقَ إِلَى عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَقَالَ: كَاتِبْهُ فَأَبَى، فَضَرَبَهُ بِالدِّرَّةِ، وَيَتْلُو عُمَرُ: فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا

روایت ہے محمد بن سیرین کے والد سیرین نے جو مالدار تھے اپنے آقا انس رضی اللہ عنہ سے مکاتبت کی درخواست کی لیکن انس رضی اللہ عنہ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا، اس پر سیرین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس شکایت لے کر گئے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے (انس رضی اللہ عنہ سے) فرمایا کہ کتابت کا معاملہ کر لے، انہوں نے پھر بھی انکار کر دیا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں درے سے مارا اور یہ آیت پڑھی ”ان سے مکاتبت کر لو اگر تمہیں معلوم ہو کہ ان کے اندر بھلائی ہے۔“ چنانچہ انس رضی اللہ عنہ نے کتابت کا معاملہ کر لیا۔ [2]

اور اگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں صاحب حیثیت بنایا ہے تو تم بھی اس کے ساتھ مالی تعاون کر و یا کچھ حصہ معاف کر دو تا کہ وہ اپنے قدموں پر کھڑے ہو سکیں، جیسے فرمایا

إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٦٠﴾ [3]

ترجمہ: یہ صدقات تو دراصل فقیروں اور مسکینوں کے لیے ہیں اور ان لوگوں کے لیے جو صدقات کے کام پر مامور ہوں، اور ان کے لیے جن کی تالیف قلب مطلوب ہو، نیز یہ گردنوں کے چھڑانے اور قرض داروں کی مدد کرنے میں اور اللہ کی راہ میں اور مسافر نوازی میں استعمال کرنے کے لیے ہیں، ایک فریضہ ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ سب کچھ جاننے والا اور دانا و بینا ہے۔

ایک مقام پر فرمایا

فَكُّ رَقَبَةٍ ﴿١٣﴾ [4]

ترجمہ: کسی گردن کو غلامی سے چھڑانا۔

عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ عَلِّمْنِي عَمَلًا يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ، قَالَ: لَئِنْ كُنْتَ أَقْصَرْتَ الْخُطْبَةَ، لَقَدْ أَعْرَضْتَ الْمَسْأَلَةَ، أَعْتِقِ النَّسَمَةَ، وَفُكَّ الرَّقَبَةَ،قَالَ: أَوَلَيْسَا وَاحِدًا؟قَالَ: لَا عِتْقُ النَّسَمَةِ: أَنْ يَنْفَرِدَ بِعِتْقِهَا، وَفُكُّ الرَّقَبَةِ أَنْ يُعِينَ فِي ثَمَنِهَا، وَالْمِنْحَةُ الْوَكُوفُ،قَالَ:وَالْفَيْءُ عَلَى ذِي الرَّحِمِ الظَّالِمِ،فَإِنْ لَمْ تُطِقْ ذَلِكَ، فَأَطْعِمِ الْجَائِعَ، وَاسْقِ الظَّمْآنَ، وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ، وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ،فَإِنْ لَمْ تُطِقْ ذَلِكَ،

[1] المراسيل لابی داود١٨٥،السنن الكبرى للبيهقى٢١٦٠١،معرفة السنن والآثار٢٠٦٦٦

[2] صحیح بخاری كتاب المكاتب بَابُ المُكَاتِبِ، وَنُجُومِهِ فِي كُلِّ سَنَةٍ نَجْمٌ

[3] التوبة ٦٠

[4] البلد١٣

فَكُفَّ لِسَانَكَ إِلَّا مِنْ خَيْرٍ

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک اعرابی نے آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا مجھے وہ عمل بتایئے جو مجھے جنت میں پہنچا دے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے بڑے مختصر الفاظ میں بہت بڑی بات پوچھ ڈالی، غلام آزاد کر اور غلاموں کو آزادی حاصل کرنے میں مدد دے، اس نے کہا کیا ایک نہیں؟ فرمایا غلام کو آزاد کرنا صرف یہی نہیں کہ اسے آزاد کر دیا جائے بلکہ کسی غلام کو آزاد کرنے میں اگر قیمت کی ضرورت پڑے تو بھی دے، کسی کو جانور دے تو خوب دودھ دینے والا دے، اور فرمایا تیرا جو رشتہ دار تیرے ساتھ ظلم سے پیش آئے اس کے ساتھ نیکی کر، اور اگر یہ نہیں کرسکتا تو بھوکے کو کھانا کھلا، پیاسے کو پانی پلا، بھلائی کی تلقین کر اور برائی سے منع کر، اور اگر یہ بھی نہیں کرسکتا تو اپنی زبان کو روک کر رکھ، اگر یہ کھلے تو بھلائی کے لئے کھلے ورنہ بند رہے۔[1]

چنانچہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے مکاتبوں کا کچھ حصہ معاف کر دیا کرتے تھے۔

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: فِي قَوْلِ اللَّهِ: ﴿وَآتُوهُمْ مِنْ مَالِ اللَّهِ الَّذِي آتَاكُمْ﴾[2] قَالَ: رُبُعُ الْمُكَاتَبَةِ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق "اور ان کو اس مال میں سے دو جو اللہ نے تمہیں دیا ہے۔" سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہمیشہ چوتھا حصہ معاف کر دیا کرتے تھے۔[3]

دور جاہلیت میں سب سے بری حالت مجبور اور بے کس لونڈیوں کی تھی، لونڈیوں کے حریص مالک دنیا کا حقیر فائدہ اور ناپاک کمائی حاصل کرنے کے لئے اپنی جوان خوبصورت لونڈیوں کو مجبور کر کے ان پر یومیہ کچھ ٹیکس عائد کر دیتے کہ وہ ہر روز اتنی رقم کما کر اپنے مالک کو دے گی یہ ٹیکس انہیں اپنے مالکوں کو ادا کرنا پڑتا تھا خواہ کسی طریقہ سے وہ کما کر لائیں، کیونکہ وہ کسی اور طریقہ سے اتنی بڑی رقم حاصل نہیں کرسکتی تھی اس لئے اپنے مالک کا مطالبہ پورا کرنے کے لئے کتنی ہی لونڈیاں زنا کا پیشہ اختیار کرتی تھیں، اس لئے ایک کھلا سا کرتا جس کے گریبان پر کوئی بند نہ ہوتا پہن کر، پاؤں میں پازیب پہن کر بازاروں میں اپنے پاؤں زمین پر مارکرتا کہ پازیب کی جھنکار لوگ سنیں اور متوجہ ہوں جسم فروشی کے لئے پھرتی رہتیں۔

ایک صورت یہ تھی کہ لونڈیوں کے رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی جیسے مالک سردار جس نے چھ لونڈیوں پر مشتمل مدینہ میں ایک باقاعدہ چکلہ کھول رکھا تھا اپنی جوان وخوبصورت لونڈیوں (قلیقیات) کو باقاعدہ ایک گھر (مواخیر) میں بٹھا کر ان گھروں پر جھنڈے لگا دیتے تاکہ دور سے ہی حاجت مند کو معلوم ہو جائے کہ وہ اپنی حاجت کہاں پوری کرسکتا ہے، اس طرح لوگ جوان لونڈیوں کے کسب سے دولت بھی حاصل کرتے، اپنے دور دراز سے آئے ہوئے معزز مہمانوں کی خاطر تواضع بھی کرتے، اور ان لونڈیوں سے بچے ہونے کی صورت میں لونڈیوں اور غلاموں کا اضافہ بھی ہو جاتا، تھا ان میں بعض لونڈیاں خدمت نبوی میں حاضر ہوئیں اور اپنی حسرت انگیز کہانی سنائی،

[1] شعب الایمان ۴۰۲۶

[2] النور: 33

[3] تفسیر طبری ۱۹؍۱۷۲

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فِي قَوْلِ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى :وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ،قَالَ: نَزَلَتْ فِي عَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيٍّ، كَانَتْ عِنْدَهُ جَارِيَةٌ، وَكَانَ يُكْرِهُهَا عَلَى الزِّنَا فَأَنْزَلَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى :فَإِنَّ اللهَ مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُورٌ رَحِيمٌ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کے فرمان ''اور جو کوئی ان کو مجبور کرے تو اس جبر کے بعد اللہ ان کے لیے غفور و رحیم ہے۔'' کے بارے میں کہتے ہیں یہ آیت عبد اللہ بن ابی کے بارے میں نازل ہوئی اس کے پاس ایک لونڈی تھی اور وہ اسے زنا کاری پر مجبور کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ''اور جو کوئی ان کو مجبور کرے تو اس جبر کے بعد اللہ ان کے لیے غفور و رحیم ہے۔''[1]

عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَتْ جَارِيَةٌ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيٍّ يُقَالُ لَهَا: مُعَاذَةُ يُكْرِهُهَا عَلَى الزِّنَا،فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ نَزَلَتْ:: {وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ} إِلَى قَوْلِهِ: {فَإِنَّ اللهَ مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُورٌ رَحِيمٌ}

زہری رحمہ اللہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے عبد اللہ بن ابی ابن سلول کی ایک لونڈی تھی جس کا نام معاذہ تھا وہ اسے بدکاری پر مجبور کیا کرتا تھا، جب اسلام آیا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ''اور اپنی لونڈیوں کو اپنے دینوی فائدوں کی خاطر قحبہ گری پر مجبور نہ کرو جبکہ وہ خود پاک دامن رہنا چاہتی ہوں اور جو کوئی ان کو مجبور کرے تو اس جبر کے بعد اللہ ان کے لیے غفور و رحیم ہے۔''[2]

عَنْ جَابِرٍ فِي هَذِهِ الْآيَةِ:وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ، قَالَ: نَزَلَتْ فِي أَمَةٍ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيِّ بْنِ سَلُولٍ يُقَالُ لَهَا: مُسَيْكَةَ، كَانَ يُكْرِهُهَا عَلَى الْفُجُورِ،وَكَانَتْ لَا بَأْسَ بِهَا فَتَأْبَى ، فَأَنْزَلَ اللهُ، عَزَّ وَجَلَّ، هَذِهِ الْآيَةَ إِلَى قَوْلِهِ {وَمَنْ يُكْرِهْهُنَّ فَإِنَّ اللهَ مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُورٌ رَحِيمٌ

اور جابر سے اس آیت ''اور اپنی لونڈیوں کو اپنے دینوی فائدوں کی خاطر قحبہ گری پر مجبور نہ کرو۔'' کے بارے میں روایت ہے یہ آیت کریمہ عبد اللہ بن ابی سلول کی لونڈی کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس کا نام مسیکہ تھا وہ اسے بدکاری پر مجبور کرتا اور وہ اچھی عورت تھی اس لیے وہ بدکاری سے انکار کر دیتی تھی، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت '' اور اپنی لونڈیوں کو اپنے دنیوی فائدوں کی خاطر قحبہ گری پر مجبور نہ کرو جبکہ وہ خود پاکدامن رہنا چاہتی ہوں، اور جو کوئی ان کو مجبور کرے تو اس جبر کے بعد اللہ ان کے لیے غفور و رحیم ہے۔'' نازل فرمائی۔''[3]

فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , فَشَكَتْ ذَلِكَ إِلَيْهِ

اور تفسیر طبری میں یہ اضافہ ہے یہ لونڈی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس بارے میں شکایت کی۔[4]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَوْلُهُ:وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا, يَقُولُ: وَلَا تُكْرِهُوا إِمَاءَكُمْ عَلَى الزِّنَا فَإِنْ فَعَلْتُمْ فَإِنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ لَهُنَّ غَفُورٌ رَحِيمٌ، وَإِثْمُهُنَّ عَلَى مَنْ أَكْرَهَهُنَّ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت '' اور اپنی لونڈیوں کو اپنے دنیوی فائدوں کی خاطر قحبہ گری پر مجبور نہ کرو جبکہ وہ خود پاکدامن رہنا چاہتی

[1] کشف الأستار عن زوائد البزار٦١/٣

[2] کشف الأستار عن زوائد البزار٦١/٣

[3] تفسیرابن ابی حاتم٢٥٨٨/٨،السنن الكبرى للنسائی١١٣٠١

[4] تفسیرطبری ١٧٤/١٩

ہوں۔" کے بارے میں روایت ہے، انہیں زنا پر مجبور نہ کرو اگر تم نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ انہیں بخشنے والا مہربان ہے اور ان کا گناہ اسے ہوگا جو ان کو مجبور کرے گا۔ (۱)

یعنی یہ سب روایات رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی ابن سلول ہی کے بارے میں ہیں۔

چنانچہ اسلام نے اپنے فرزندوں اور اپنی دختروں کو اس پستی سے نکالا اور رقبہ گری کے کاروبار کو بالکل خلاف قانون قرار دینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمان نازل فرمایا اور اپنی لونڈیوں کو اپنے دینوی فائدوں کی خاطر قحبہ گری، بدکاری پر مجبور نہ کرو اگر وہ خود اپنی مرضی سے اس بدکاری کی مرتکب ہوگی تو اپنے جرم کی وہ خود ذمہ دار ہوگی، قانون اس کے جرم پر اس کو پکڑے گا لیکن اگر اس کا مالک ان کی مرضی کے خلاف ان کو مجبور کرے گا تو اس ظلم و جبر کے بعد اللہ تعالیٰ ان لونڈیوں کو تو بخش دے گا مگر ان پر جبر کرنے والے مالکوں پر گرفت کرے گا اور انہیں دردناک عذاب سے دوچار کرے گا،

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ:أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الكَلْبِ، وَمَهْرِ البَغِيِّ، وَحُلْوَانِ الكَاهِنِ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت، بدکار عورت کے مہر اور کاہن کی مٹھائی سے (بھی) منع فرمایا ہے۔ (۲)

أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ:نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَسْبِ الْحَجَّامِ، وَكَسْبِ الْبَغِيِّ، وَثَمَنِ الْكَلْبِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے سینگی لگانے والے کی کمائی، بدکار عورت کی کمائی اور کتے کی قیمت سے منع فرمایا ہے۔ (۳)

حَدَّثَنِي رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ،عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:ثَمَنُ الْكَلْبِ خَبِيثٌ، وَمَهْرُ الْبَغِيِّ خَبِيثٌ، وَكَسْبُ الْحَجَّامِ خَبِيثٌ

اور رافع بن خدیج سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کتے کی قیمت ناپاک ہے اور بدکار عورت کی کمائی ناپاک ہے اور سینگی لگانے والے کی کمائی ناپاک ہے۔ (۴)

عَنْ أَبِي ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ اللهَ قَدْ تَجَاوَزَ عَنْ أُمَّتِي الْخَطَأَ، وَالنِّسْيَانَ، وَمَا اسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ

ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری امت کو بھول چوک اور جس پر زبردستی کی جائے معاف

(۱) تفسیر طبری ۱۷۵/۱۹، تفسیر ابن ابی حاتم ۲۵۹۱/۸

(۲) صحیح بخاری كِتَابُ البُيُوعِ بَابُ ثَمَنِ الكَلْبِ ۲۲۳۷، صحیح مسلم كِتَابُ الْمُسَاقَاةِ بَابُ تَحْرِيمِ ثَمَنِ الْكَلْبِ، وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ، وَمَهْرِ الْبَغِيِّ، وَالنَّهْيِ عَنْ بَيْعِ السِّنَّوْرِ ۴۰۰۹، السنن الکبری للنسائی ۴۷۸۵

(۳) مسند احمد ۷۹۷۶

(۴) صحیح مسلم كِتَابُ الْمُسَاقَاةِ بَابُ تَحْرِيمِ ثَمَنِ الْكَلْبِ، وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ، وَمَهْرِ الْبَغِيِّ، وَالنَّهْيِ عَنْ بَيْعِ السِّنَّوْرِ ۴۰۱۲

کر دیا ہے۔ (١)

وَ لَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكُمْ اٰیٰتٍ مُّبَیِّنٰتٍ وَّ مَثَلًا مِّنَ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ

ہم نے تمہاری طرف کھلی اور روشن آیتیں اتار دی ہیں اور ان لوگوں کی کہاوتیں جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں

وَ مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِیْنَ ﴿۳۴﴾ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ

اور پرہیز گاروں کے لیے نصیحت، اللہ نور ہے آسمانوں کا اور زمین کا، اس کے نور کی مثال مثل ایک طاق کے ہے

فِیْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ

جس پر چراغ ہو اور چراغ شیشہ کی قندیل میں ہو اور شیشہ مثل چمکتے ہوئے روشن ستارے کے ہو، وہ چراغ ایک بابرکت

مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَیْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِیَّةٍ وَّ لَا غَرْبِیَّةٍ ۙ یَّكَادُ زَیْتُهَا یُضِیْٓءُ

درخت زیتون کے تیل سے جلایا جاتا ہو جو درخت نہ مشرقی ہے نہ مغربی، خود وہ تیل قریب ہے کہ آپ ہی روشنی دینے لگے

وَ لَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ؕ یَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ؕ

اگرچہ اسے آگ نہ بھی چھوئے، نور پر نور ہے، اللہ تعالیٰ اپنے نور کی طرف رہنمائی کرتا ہے جسے چاہے، ل

وَ یَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۙ﴿۳۵﴾ (النور ۳۴،۳۵)

وگوں (کے سمجھانے) کو یہ مثالیں اللہ تعالیٰ بیان فرما رہا ہے، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کے حال سے بخوبی واقف ہے۔

اللہ تعالیٰ نے منافقین کو فہمائش کرتے ہوئے فرمایا اے نبی ﷺ! ہم نے صاف صاف ہدایت دینے والی آیات جن میں کوئی اشکال اور شبہ باقی نہیں رہتا تمہارے پاس بھیج دی ہیں، اور جو قومیں تم سے پہلے گزری ہیں ان قوموں کے اعمال بد اور ان کی تباہی و بربادی کی عبرتناک مثالیں بھی ہم تمہارے سامنے پیش کر چکے ہیں چنانچہ جو کوئی ان جیسے افعال کا ارتکاب کرے گا اس کو وہی جزا ملے گی جو ان لوگوں کو دی گئی تھی، جیسے فرمایا

سُنَّةَ اللّٰهِ فِی الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا ﴿۶۲﴾ (٢)

ترجمہ: یہ اللہ کی سنت ہے جو ایسے لوگوں کے معاملے میں پہلے سے چلی آ رہی ہے، اور تم اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے۔

(١) سنن ابن ماجہ کتاب الطلاق بَابُ طَلَاقِ الْمُكْرَهِ وَالنَّاسِي ۲۰۴۴

(٢) الاحزاب ٦٢

...فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ﴿۴۳﴾ ①

ترجمہ: اب کیا یہ لوگ اس کا انتظار کر رہے ہیں کہ پچھلی قوموں کے ساتھ اللہ کا جو طریقہ رہا ہے وہی ان کے ساتھ بھی برتا جائے؟ یہی بات ہے تو تم اللہ کے طریقے میں ہرگز کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے اور تم کبھی نہ دیکھو گے کہ اللہ کی سنت کو اس کے مقرر راستے سے کوئی طاقت پھیر سکتی ہے۔

سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾ ②

ترجمہ: یہ اللہ کی سنت ہے جو پہلے سے چلی آ رہی ہے اور تم اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے۔

اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کے لیے ہم نے وعدہ، وعید اور ترغیب و ترہیب پر مشتمل نصیحتیں بھی کر دی ہیں، اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَوْلُهُ: {اللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ} يَقُولُ اللَّهُ سُبْحَانَهُ هَادِي أَهْلِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت ''اللہ آسمان و زمین کا نور ہے۔'' کا معنی فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ آسمان اور زمین والوں کا ہادی ہے۔ ③

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: اللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يقول: قَالَ: إِنَّ إِلٰهِي يَقُولُ: نُورِي هُدَايَ

انس بن مالک رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ''اللہ آسمان و زمین کا نور ہے۔'' فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے نور اللہ ہدایت ہے۔ ④

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: قَالَ مُجَاهِدٌ ، وَابْنُ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ: {اللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ} يُدَبِّرُ الْأَمْرَ فِيهِمَا: نُجُومَهُمَا وَشَمْسَهُمَا وَقَمَرَهُمَا

اور ابن جریج رحمہ اللہ، مجاہد رحمہ اللہ اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے ''اللہ آسمان و زمین کا نور ہے۔'' کا معنی ہے کہ وہی ان دونوں میں سورج چاند اور ستاروں کی تدبیر فرماتا ہے۔ ⑤

اللّٰهُ نُور السَّمَاوَات وَالْاَرْض، أَيْ مُنَوِّرهمَا بِالشَّمْسِ وَالْقَمَر

تفسیر جلالین میں ہے ''اللہ آسمان و زمین کا نور ہے۔'' اور اسی نے سورج اور چاند کو روشن کیا ہے۔ ⑥

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: إِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ عِنْدَهُ لَيْلٌ وَلَا نَهَارٌ، نُورُ الْعَرْشِ مِنْ نُورِ وَجْهِهِ

اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں تمہارے کے ہاں رات اور دن نہیں، اس کے چہرے کے نور کی وجہ سے اس کے عرش کا نور ہے۔ ⑦

أنه لَوْلَاه لَمَا كَانَ فِي الْكَوْنِ نُور ولاهِدَايَةَ في السَّمَوَاتِ ولا فِي الْأَرْضِ فهو تَعَالَى مُنَوِّرهمَا فكتابه نُور وَرَسُولِهِ نُور

---

① فاطر ۴۳

② الفتح ۲۳

③ تفسیر ابن ابی حاتم ۸،۲۵۹۳، تفسیر القرطبی ۱۲،۲۵۷

④ تفسیر طبری ۱۹،۱۷۷

⑤ تفسیر طبری ۱۹،۱۷۷، تفسیر ابن کثیر ۶،۵۷

⑥ تفسیر الجلالین ۱،۴۶۴

⑦ تفسیر ابن کثیر ۵،۴۹۰

أي يَهْتَدِي بهما في ظُلُماتِ الْحَيَاةَ كَمَايَهْتَدِي بِالنُّورِ الْحِسِّيِّ وَاللهُ ذَاته نُوروَحِجَابُهُ نُور فَكُلُّ نُور حِسِّي أومَعْنوِي اللهُ خَالِقُهُ ومَوْهِبَةٍ وهَادٍ إليه

صاحب ایسر التفاسیر لکھتے ہیں اگر اللہ نہ ہوتا تو نہ آسمان میں نور ہوتا نہ زمین میں، نہ آسمان وزمین میں کسی کو ہدایت ہی نصیب ہوتی پس وہ اللہ تعالیٰ ہی آسمان وزمین کو روشن کرنے والا ہے، اس کی کتاب نور ہے اور اس کا رسول بھی بہ حیثیت صفات کے نور ہے اور ان دونوں کے ذریعے سے زندگی کی تاریکیوں میں رہنمائی اور روشنی حاصل کی جاتی ہے پس اللہ اس کی ذات نور ہے، اس کا حجاب نور ہے اور ہر ظاہری اور معنوی نور کا خالق اس کا عطا کرنے والا اور اس کی طرف ہدایت کرنے والا صرف ایک اللہ ہے۔ [1]

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تہجد کی ایک دعا میں بھی یہ الفاظ ہیں تو آسمان اور زمین کا نور ہے۔

ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتَهَجَّدُ قَالَ: اللَّهُمَّ لَكَ الحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الحَمْدُ لَكَ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الحَمْدُ أَنْتَ مَلِكُ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ، وَلَكَ الحَمْدُ أَنْتَ الحَقُّ وَوَعْدُكَ الحَقُّ، وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ، وَقَوْلُكَ حَقٌّ، وَالجَنَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ، وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقٌّ، وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ، وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ، فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، أَنْتَ المُقَدِّمُ، وَأَنْتَ المُؤَخِّرُ، لاَ إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَوْ: لاَ إِلَهَ غَيْرُكَ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جب رات میں تہجد کے لیے کھڑے ہوتے تو یہ دعا پڑھتے تھے اے میرے اللہ! ہر طرح کی تعریف تیرے ہی لیے زیبا ہے تو آسمان اور زمین اور ان میں رہنے والی تمام مخلوق کا سنبھالنے والا ہے اور حمد تمام کی تمام بس تیرے ہی لیے مناسب ہے آسمان وزمین اور ان کی تمام مخلوقات پر حکومت صرف تیرے ہی لیے ہے اور تعریف تیرے ہی لیے ہے تو آسمان اور زمین کا نور ہے اور تعریف تیرے ہی لیے زیبا ہے تو سچا ہے تیرا وعدہ سچا تیری ملاقات سچی تیرا فرمان سچا جنت سچ ہے دوزخ سچ ہے انبیاء سچے ہیں محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سچے ہیں اور قیامت کا ہونا سچ ہے، اے اللہ! میں تیرا ہی فرماں بردار ہوں اور تجھی پر ایمان رکھتا ہوں تجھی پر بھروسہ ہے تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں تیرے ہی عطا کئے ہوئے دلائل کے ذریعہ بحث کرتا ہوں اور تجھی کو حکم بناتا ہوں پس جو خطائیں مجھ سے پہلے ہوئیں اور جو بعد میں ہوں گی ان سب کی مغفرت فرما خواہ وہ ظاہر ہوئی ہوں یا پوشیدہ آگے کرنے والا اور پیچھے رکھنے والا تو ہی ہے، معبود صرف تو ہی ہے یا (یہ کہا کہ) تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ [2]

جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بنی ثقیف کو ہدایت کرنے کے لئے طائف تشریف لے گئے اور انہوں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ ناروا سلوک

[1] ایسر التفاسیر ۳/۵۷۲

[2] صحیح بخاری کتاب التہجد بَابُ التَّهَجُّدِ بِاللَّيْلِ وَقَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ:وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَكَ۱۱۲۰،صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین بَابُ الدُّعَاءِ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ وَقِيَامِهِ۱۸۰۸،سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوۃبَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ إِذَا قَامَ الرَّجُلُ مِنَ اللَّيْلِ ۱۳۵۵،سنن نسائی کتاب قیام اللیل بَابُ ذِكْرِ مَا يُسْتَفْتَحُ بِهِ الْقِيَامُ ۱۶۲۰

کیا تو آپ ﷺ نے جو دعا فرمائی اس میں بھی یہ الفاظ ہیں میں تیرے اس نور ذات کے ساتھ جس سے تو نے ظلمات کو روشن کیا ہے۔فرمایا

اللهمّ إِلَيْكَ أَشْكُو ضَعْفَ قُوَّتِي، وَقِلَّةَ حِيلَتِي، وَهَوَانِي عَلَى النَّاسِ، يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ، أَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعَفِينَ، وَأَنْتَ رَبِّي، إِلَى مَنْ تَكِلُنِي؟ إِلَى بَعِيدٍ يَتَجَهَّمُنِي ؟ أَمْ إِلَى عَدُوٍّ مَلَّكْتَهُ أَمْرِي؟ إِنْ لَمْ يَكُنْ بِكَ عَلَيَّ غَضَبٌ فَلَا أُبَالِي وَلَكِنَّ عَافِيَتَكَ هِيَ أَوْسَعُ لِي، أَعُوذُ بِنُورِ وَجْهِكَ الَّذِي أَشْرَقَتْ لَهُ الظُّلُمَاتُ ، وَصَلُحَ عَلَيْهِ أَمْرُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ مِنْ أَنْ تُنْزِلَ بِي غَضَبَكَ، أَوْ يَحِلَّ عَلَيَّ سُخْطُكَ، لَكَ الْعُتْبَى حَتَّى تَرْضَى، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ

اے اللہ!میں تیرے ہی حضور اپنی ضعف قوت اور لاچاری اور لوگوں کی ایذا دہی کی شکایت کرتا ہوں،اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے! توہی بے چاروں کا چارہ اور میرا کارساز ہے،مجھے تو کس کے سپرد کرتا ہے کیا ایسے اجنبی کے جو مجھ سے ترش روئی کرے یا ایسے دشمن کے جس کو تو نے مجھ پر مسلط کیا ہے،اگر مجھ پر تیرا غضب نہیں ہے تو پھر مجھے کچھ پرواہ نہیں ہے مگر تیری عافیت بڑی وسیع ہے،میں تیرے اس نور ذات کے ساتھ جس سے تو نے ظلمات کو روشن کیا ہے اور دنیا وآخرت کے امور کو اس پر درست کیا ہے اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تو اپنا غضب وغصہ مجھ پر نازل فرمائے یہاں تک کہ تو راضی ہو جائے،اور تیرے سوا کسی میں نہ کوئی تکلیف دور کرنے کی قوت وطاقت ہے اور نہ نفع حاصل کرنے کی۔[1]

اس عظیم الشان کائنات میں اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق میں چراغ رکھا ہوا ہو،چراغ ایک شیشے کے فانوس میں رکھا ہو اور فانوس اپنی صفائی اور خوبصورتی کی وجہ سے یوں معلوم ہو جیسے وہ موتی کی طرح چمکتا ہوا تارا ہو اور وہ چراغ زیتون کے ایک ایسے مبارک درخت کے تیل سے روشن کیا جاتا ہو جو نہ شرقی ہو نہ غربی،یعنی جو کھلے میدان میں یا اونچی جگہ پر ہو،اور صبح وشام اس پر دھوپ پڑتی ہو،جس کا لطیف تیل آپ ہی آپ بھڑکا پڑتا ہو چاہے آگ اس کو نہ لگے (اس طرح روشنی پر روشنی (بڑھنے کے تمام اسباب جمع ہو گئے ہوں) اس طرح اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ دلائل وبراہین کی حیثیت ہے کہ وہ واضح بھی ہیں اور ایک سے ایک بڑھ کر بھی،اللہ وحدہ لاشریک جن لوگوں کے اندر ایمان کی رغبت اور اس کی طلب دیکھتا ہے انہیں ایمان واسلام کی طرف رہنمائی فرماتا ہے جس سے ان پر دین ودنیا کی سعادتوں کے دروازے ان پر کھل جاتے ہیں،

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو يَقُولُ:إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ خَلَقَ خَلْقَهُ فِي ظُلْمَةٍ، ثُمَّ أَلْقَى عَلَيْهِمْ مِنْ نُورِهِ يَوْمَئِذٍ فَمَنْ أَصَابَهُ مِنْ نُورِهِ يَوْمَئِذٍ، اهْتَدَى، وَمَنْ أَخْطَأَهُ، ضَلَّ، فَلِذَلِكَ أَقُولُ: جَفَّ الْقَلَمُ عَلَى عِلْمِ اللهِ عَزَّ وَجل

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا آپ ﷺ نے فرمایا اللہ بزرگ وبرتر نے مخلوقات کو اندھیرے میں پیدا کیا پھر اس دن ان پر اپنا نور ڈالا،جسے اس دن وہ نور پہنچا اس نے ہدایت پائی،اور جو محروم رہا وہ گمراہ ہو گیا اس لئے میں

---

[1] ابن ہشام ۴۲۰؍۱، تاریخ طبری ۳۴۵؍۲،البدایۃ والنہایۃ۱۶۶؍۳،السیرۃ النبویۃ لابن کثیر۱۵۰؍۲

کہتا ہوں کہ قلم اللہ کے علم کے مطابق چل کر خشک ہو گیا۔ (۱)

وہ لوگوں کو بہترین مثالوں سے حق بات سمجھاتا ہے تا کہ وہ عقل وفہم حاصل کریں، اس پر تدبر اور غور فکر کریں، اور وہ ہر چیز سے خوب واقف ہے، جیسے فرمایا

...وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ﴿١٢٦﴾ (۲)

ترجمہ: ان کے سارے اعمال پر اللہ محیط ہے۔

... وَسِعَ رَبِّيْ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا... ﴿٨٠﴾ (۳)

ترجمہ: میرے رب کا علم ہر چیز پر چھایا ہوا ہے۔

اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿٩٨﴾ (۴)

ترجمہ: لوگو، تمہارا الٰہ تو بس ایک ہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی اور الٰہ نہیں ہے، ہر چیز پر اس کا علم حاوی ہے۔

...وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿١٢﴾ (۵)

ترجمہ: اور یہ کہ اللہ کا علم ہر چیز پر محیط ہے۔

فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَ يُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ

ان گھروں میں جن کے بلند کرنے اور جن میں اپنے نام کی یاد کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے وہاں صبح وشام اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان

فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ ﴿٣٦﴾ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ

کرتے ہیں، ایسے لوگ جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے

وَ اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَ اِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ

اور نماز قائم کرنے اور زکوۃ ادا کرنے سے غافل نہیں کرتی، اس دن سے ڈرتے ہیں جس دن بہت سے دل

(۱) مسند احمد ٢٦٤٤، صحیح ابن حبان ٦١٦٩، مستدرک حاکم ٨٣، السنن الکبری للبیہقی ١٧٧١٠، مسند ابوداود الطیالسی ٢٤٠٥، جامع ترمذی ابواب الایمان باب مَا جَاءَ فِي افْتِرَاقِ هَذِهِ الأُمَّةِ ٢٦٤٢

(۲) النساء ١٣٦

(۳) الانعام ٨٠

(۴) طہ ٩٨

(۵) الطلاق ١٢

وَالْاَبْصَارُ ﴿۳۷﴾ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ

اور بہت سی آنکھیں الٹ پلٹ ہو جائیں گی، اس ارادے سے کہ اللہ انہیں اور ان کے اعمال کا بہترین بدلہ دے

مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ

بلکہ اپنے فضل سے اور کچھ زیادتی عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ جس چاہے بیشمار روزیاں دیتا ہے، اور کافروں کے اعمال مثل اس

كَسَرَابٍۢ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَاۗءً ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَهٗ

چمکتی ہوئی ریت کے ہیں جو چٹیل میدان میں جیسے پیاسا شخص دور سے پانی سمجھتا ہے لیکن جب اس کے پاس پہنچتا ہے

لَمْ يَجِدْهُ شَيْـــًٔا وَّ وَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ۭ

تو اسے کچھ بھی نہیں پاتا، ہاں اللہ کو اپنے پاس پاتا ہے جو اس کا حساب پورا پورا چکا دیتا ہے،

وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۳۹﴾ (النور ۳۶ تا ۳۹)

اللہ بہت جلد حساب کر دینے والا ہے۔

اس کے نور کی طرف ہدایت پانے والے ان فضیلت اور عظمت والے گھروں یعنی مساجد میں پائے جاتے ہیں جنہیں بلند کرنے کا، جنا ستوں سے پاک، لغویات اور غیر مناسب اقوال و افعال سے پاک رکھنے اور جن میں فرض و نفل ہر قسم کی نماز پڑھنے، تلاوت قرآن، تسبیح و تہلیل اور دیگر اذکار و عبادات اور اعتکاف کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے، جیسے فرمایا

وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴿۱۸﴾ (۱)

ترجمہ: اور یہ کہ مسجدیں اللہ کے لیے ہیں لہٰذا ان میں اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔

مسجد بنانا بڑی فضیلت کا کام ہے۔

عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سمعتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ بَنَى مَسْجِدًا يَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ اللهِ، بَنَى اللهُ لَهُ مِثْلَهُ فِي الْجَنَّةِ

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا فرماتے تھے جو شخص خالص اللہ کی رضامندی کے لئے مسجد بنائے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایسا ہی ایک گھر بنائے گا۔ (۲)

---

(۱) الجن ۱۸

(۲) صحیح بخاری کتاب الصلاۃ بَابُ مَنْ بَنَى مَسْجِدًا ۴۵۰، صحیح مسلم کتاب المساجد بَابُ فَضْلِ بِنَاءِ الْمَسَاجِدِ ۱۱۸۹، مسند احمد ۴۳۴

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ بَنَى مَسْجِدًا يُذْكَرُ فِيهِ اسْمُ اللَّهِ، بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ

اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو شخص اللہ تعالیٰ کے ذکر (یعنی نماز اور دوسری عبادات) کے لئے مسجد بنائے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔ (۱)

مگر اس سے فن تعمیر کا شہکار، نقش ونگار سے مزین پتھروں اور دیگر آرائشوں والی بلند وبالا مسجد مراد نہیں ہے بلکہ مسجد کو سادہ اور بے تکلف ہی ہونا چاہیے کیونکہ اس میں مقصود اللہ کی عبادت ہے نہ کہ دنیا کی ظاہری طمطراق۔

عَنْ أَنَسٍ،قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَتَبَاهَى النَّاسُ فِي الْمَسَاجِدِ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ لوگ مساجد میں باہم فخر نہیں کرنے لگیں گے۔ (۲)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا أُمِرْتُ بِتَشْيِيدِ الْمَسَاجِدِ ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَتُزَخْرِفُنَّهَا كَمَا زَخْرَفَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے یہ حکم نہیں دیا گیا کہ مساجد کو بہت زیادہ پختہ کروں ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تم انہیں ضرور مزین کرو گے جیسے کہ یہود و نصاری نے (اپنے عبادت خانے) مزین کیے۔ (۳)

مسجدیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے ہیں خرید وفروخت کے لئے نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا رَأَيْتُمْ مَنْ يَبِيعُ أَوْ يَبْتَاعُ فِي الْمَسْجِدِ، فَقُولُوا: لاَ أَرْبَحَ اللهُ تِجَارَتَكَ، وَإِذَا رَأَيْتُمْ مَنْ يَنْشُدُ فِيهِ ضَالَّةً، فَقُولُوا: لاَ رَدَّ اللهُ عَلَيْكَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی کو مسجد میں خرید وفروخت کرتا دیکھو تو کہو اللہ تعالیٰ تیری اس تجارت میں تجھے نفع نہ دے اور جب تم کسی کو مسجد میں کوئی چیز ڈھونڈتا اور پکارتا ہوا دیکھو تو کہو اللہ تعالیٰ تیری چیز کو تیری طرف نہ پھیر دے۔ (۴)

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ،أَنَّ رَجُلًا نَشَدَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ: مَنْ دَعَا إِلَى الْجَمَلِ الْأَحْمَرِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَا وَجَدْتَ، إِنَّمَا بُنِيَتِ الْمَسَاجِدُ لِمَا بُنِيَتْ لَهُ

---

(۱) سنن ابن ماجه كتاب المساجدبَابُ تَشْيِيدِ الْمَسَاجِدِ۷۳۹

(۲) مسنداحمد۱۲۳۷۹،سنن الدارمی ۱۴۴۸،صحیح ابن خزیمة۱۳۲۳،صحیح ابن حبان ۱۶۱۴، شرح السنة للبغوی ۴۶۴،سنن ابن ماجه كتاب المساجد بَابُ مَنْ بَنَى لِلَّهِ مَسْجِدًا۷۳۵،سنن ابوداود كتاب الصلاة بَابٌ فِي بِنَاءِ الْمَسَاجِدِ ۴۴۹

(۳)سنن ابوداودكتاب الصلاة بَابٌ فِي بِنَاءِ الْمَسَاجِدِ ۴۴۸

(۴)جامع ترمذی ابواب البيوع بَابُ النَّهْيِ عَنِ البَيْعِ فِي الْمَسْجِدِ۱۳۲۱

بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص نے مسجد میں اپنے گم شدہ اونٹ کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ کون ہے جو سرخ اونٹ کے بارے میں بتائے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اللہ کرے) تو نہ پائے، مسجدیں انہی کاموں کے لیے ہیں جن کے لیے انہیں بنایا گیا ہے (یعنی ذکر الٰہی، نماز، علم دین اور ذکر خیر)۔ ①

کیونکہ مسجدوں اللہ کا گھر ہیں اور اللہ کے گھر میں اونچی آواز سے بولنا اور فضول شور وغل کرنا منع ہے۔

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، قَالَ: كُنْتُ قَائِمًا فِي المَسْجِدِ فَحَصَبَنِي رَجُلٌ، فَنَظَرْتُ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ، فَقَالَ: اذْهَبْ فَأْتِنِي بِهَذَيْنِ، فَجِئْتُهُ بِهِمَا، قَالَ: مَنْ أَنْتُمَا أَوْ مِنْ أَيْنَ أَنْتُمَا؟ قَالاَ: مِنْ أَهْلِ الطَّائِفِ، قَالَ:لَوْ كُنْتُمَا مِنْ أَهْلِ البَلَدِ لَأَوْجَعْتُكُمَا تَرْفَعَانِ أَصْوَاتَكُمَا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سائب بن یزید کندی رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں مسجد میں کھڑا تھا کہ کسی نے میری طرف کنکری پھینکی میں نے جو نظر اٹھائی تو دیکھا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب سامنے ہیں، آپ نے فرمایا کہ یہ سامنے جو دو شخص ہیں انہیں میرے پاس بلا کر لاؤ میں بلا لایا، آپ نے پوچھا تمہارا تعلق کس قبیلہ سے ہے یا یہ فرمایا کہ تم کہاں رہتے ہو؟ انہوں نے بتایا ہم طائف کے رہنے والے ہیں، آپ نے فرمایا اگر تم مدینہ منورہ کے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیئے بغیر نہ چھوڑتا (کیونکہ تم لوگ باہر کے رہنے والے ہو اور مسجد کے آداب سے ناواقف ہو اس لئے تمہیں چھوڑ دیتا ہوں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں آواز اونچی کرتے ہو۔ ②

عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ: سَمِعَ عُمَرُ صَوْتَ رَجُلٍ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ: أَتَدْرِي أَيْنَ أَنْتَ؟

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو مسجد میں اونچی آواز سے بات کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا جانتا بھی ہے تو کہاں کھڑا ہے؟۔ ③

مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے کا بہت ثواب ہے۔

أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَلاَةُ الرَّجُلِ فِي الجَمَاعَةِ تُضَعَّفُ عَلَى صَلاَتِهِ فِي بَيْتِهِ، وَفِي سُوقِهِ، خَمْسًا وَعِشْرِينَ ضِعْفًا، وَذَلِكَ أَنَّهُ: إِذَا تَوَضَّأَ، فَأَحْسَنَ الوُضُوءَ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى المَسْجِدِ، لاَ يُخْرِجُهُ إِلَّا الصَّلاَةُ، لَمْ يَخْطُ خَطْوَةً، إِلَّا رُفِعَتْ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ، وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ، فَإِذَا صَلَّى، لَمْ تَزَلِ المَلاَئِكَةُ تُصَلِّي عَلَيْهِ، مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ، اللهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ، اللهُمَّ ارْحَمْهُ ، وَلاَ يَزَالُ أَحَدُكُمْ فِي صَلاَةٍ مَا انْتَظَرَ الصَّلاَةَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کی جماعت کے ساتھ نماز گھر یا بازار میں پڑھنے سے پچیس درجہ زیادہ

---

① صحیح مسلم كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةَ بَابُ النَّهْيِ عَنْ نَشْدِ الضَّالَّةِ فِي الْمَسْجِدِ وَمَا يَقُولُهُ مَنْ سَمِعَ النَّاشِدَ١٢٦٢،سنن ابن ماجه كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَالْجَمَاعَاتِ بَابُ النَّهْيِ عَنْ إِنْشَادِ الضَّوَالِّ فِي الْمَسَاجِدِ٧٦٥

② صحیح بخاری كتاب الصلاة بَابُ رَفْعِ الصَّوْتِ فِي المَسَاجِدِ٤٧٠

③ السنن الكبرى للنسائى ١١٨٤٨

بہتر ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ جب ایک شخص وضو کرتا ہے اور اس کے تمام آداب کو ملحوظ رکھ کر اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر مسجد کی طرف چل پڑتا ہے اور وہ سوائے نماز کے اس کا کوئی اور ارادہ نہیں ہوتا تو ہر قدم پر اس کا درجہ بڑھتا ہے اور ایک گناہ معاف کیا جاتا ہے اور جب نماز سے فارغ ہو جاتا ہے تو فرشتے اس وقت تک اس کے لئے برابر دعائیں کرتے رہتے ہیں جب تک وہ اپنے مصلے پر بیٹھا رہے، فرشتے دعا کرتے ہیں، اے اللہ! اس پر اپنی رحمتیں نازل فرما، اے اللہ! اس پر رحم کر، اور جب تک تم نماز کا انتظار کرتے رہو گویا تم نماز ہی میں مشغول ہو۔ (۱)

اگر عورتیں مسجد میں آ کر نماز پڑھنا چاہیں تو منع نہیں ہے مگر ان پر باجماعت نماز پڑھنا فرض نہیں ہے۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ،عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: خَيْرُ مَسَاجِدِ النِّسَاءِ [قَعْرُ] بُيُوتِهِنَّ

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں کی بہترین مسجد گھر کے اندر کا کونا ہے۔ (۲)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَا تَمْنَعُوا نِسَاءَكُمُ الْمَسَاجِدَ، وَبُيُوتُهُنَّ خَيْرٌ لَهُنَّ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی عورتوں کو مساجد سے مت روکو مگر ان کے گھر ان کے لئے بہتر ہیں۔ (۳)

عَنْ عَمَّتِهِ أُمِّ حُمَيْدٍ امْرَأَةِ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ -أَنَّهَا جَاءَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي أُحِبُّ الصَّلَاةَ مَعَكَ،قَالَ:قَدْ عَلِمْتُ أَنَّكِ تُحِبِّينَ الصَّلَاةَ مَعِي،وَصَلَاتُكِ فِي بَيْتِكِ خَيْرٌ مِنْ صَلَاتِكِ فِي حُجْرَتِكِ، وَصَلَاتُكِ فِي حُجْرَتك خَيْرٌ مِنْ صَلَاتِكِ فِي دَارِكِ،وَصَلَاتُكِ فِي دَارِكِ خَيْرٌ مِنْ صَلَاتِكِ فِي مَسْجِدِ قَوْمِكِ، وَصَلَاتُكِ فِي مَسْجِدِ قَوْمِكِ خَيْرٌ مِنْ صَلَاتِكِ فِي مَسْجِدِي ، قَالَ: فَأَمَرَت فبُني لَهَا مَسْجِدٌ فِي أَقْصَى بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِهَا وَأَظْلَمِهِ،فَكَانَتْ تُصَلِّي فِيهِ حَتَّى لقيت الله عز وجل

عَمَّتِهِ أُمِّ حُمَيْدٍ سے مروی ہے ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں (مسجد میں) آپ کے ساتھ نماز ادا کرنا بہت پسند کرتی ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے معلوم ہے کہ تم میرے ساتھ نماز پڑھنا پسند کرتی ہو مگر تیری اپنے گھر کی نماز صحن کی نماز سے اور حجرے کی نماز گھر کی نماز سے اور گھر کی کوٹھڑی کی نماز حجرے کی نماز سے افضل ہے اور اپنے حجرے میں نماز پڑھنا اپنی قوم کی مسجد میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور محلے کی مسجد سے افضل گھر کی نماز ہے اور محلے کی مسجد کی نماز میری مسجد کی نماز سے افضل ہے، یہ سن کر ان کی بیوی نے اپنے گھر کے بالکل انتہائی حصے میں ایک جگہ کو بطور مسجد کے مقرر کر لیا اور آخری گھڑی تک وہیں نماز پڑھتی رہیں۔ (۴)

اور مسجد کے قریب رہنے والوں کی نماز گھر پر نہیں ہوتی۔

(۱) صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الجَمَاعَةِ ۶۴۷ ،سنن ابوداودکتاب الصلاة بَابُ مَا جَاءَ فِيفَضْلِ الْمَشْيِ إِلَى الصَّلَاةِ ۵۵۹، مسند احمد ۷۴۳۰، صحیح ابن حبان ۲۰۴۳

(۲) مسند احمد ۲۶۵۴۲،صحیح ابن خزیمة ۱۶۸۳

(۳) سنن ابوداودکتاب الصلاة بَابُ مَا جَاءَ فِي خُرُوجِ النِّسَاءِ إِلَى الْمَسْجِدِ ۵۶۷، مسند احمد ۵۴۶۸،صحیح ابن خزیمة ۱۶۸۴

(۴) مسند احمد ۲۷۰۹۰،صحیح ابن خزیمة ۱۶۸۹، صحیح ابن حبان ۲۲۱۷

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ , قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا صَلَاةَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسجد کے پڑوسی کی نماز مسجد کے سوا نہیں ہوتی۔ (۱)

اور صبح وعشاء کی نماز کے لئے مسجد کا رخ کرنے والوں کی فضیلت کے بارے میں فرمایا۔

عَنْ بُرَيْدَةَ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:بَشِّرِ الْمَشَّائِينَ فِي الظُّلَمِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّورِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

بریدہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان لوگوں کو قیامت کے روز نور کامل کی خوشخبری دے دو جو اندھیروں میں مسجدوں کی طرف چل چل کر آتے ہیں۔ (۲)

جیسے قرآن مجید میں اس نور کے بارے میں فرمایا

...نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ⑧ (۳)

ترجمہ: ان کا نور ان کے آگے آگے اور ان کے دائیں جانب دوڑ رہا ہو گا اور وہ کہہ رہے ہوں گے کہ اے ہمارے رب، ہمارا نور ہمارے لیے مکمل کر دے اور ہم سے درگزر فرما، تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں داخل ہونے اور باہر نکلنے کے آداب فرمائے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ قَالَ: أَعُوذُ بِاللهِ الْعَظِيمِ، وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيمِ، وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيمِ، مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ،قَالَ: أَقَطْ؟ قُلْتُ: نَعَمْ،قَالَ: فَإِذَا قَالَ: ذَلِكَ قَالَ الشَّيْطَانُ: حُفِظَ مِنِّي سَائِرَ الْيَوْمِ

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوتے تو کہتے تھے" میں شیطان مردود کے شر سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں جو انتہائی عظمت والا ہے، میں اس کے انتہائی محترم چہرے کی پناہ لیتا ہوں اور اس کے سلطان قدیم کی پناہ لیتا ہوں۔" کہا بس اتنا ہی؟ میں نے کہا ہاں، کہا کہ انسان جب یہ کہہ لیتا ہے تو ابلیس کہتا ہے کہ آج سارے دن کے لئے یہ مجھ سے محفوظ ہو گیا۔ (۴)

عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ، فَلْيَقُلْ: اللهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ، وَإِذَا خَرَجَ، فَلْيَقُلْ اللهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ

ابو اسید انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو کہے "اے اللہ! میرے لیے

---

(۱) سنن الدارقطنی ۱۵۵۳، صحیح ابن خزیمۃ۱۴۹۹

(۲) سنن ابوداودکتاب الصلاۃ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَشْيِ إِلَى الصَّلَاةِ فِي الظَّلَامِ ۵۶۱ ،جامع ترمذی ابواب بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ العِشَاءِ وَالفَجْرِ فِي الجَمَاعَةِ ۲۲۳

(۳) التحریم۸

(۴) سنن ابوداودکتاب بَابٌ فِيمَا يَقُولُهُ الرَّجُلُ عِنْدَ دُخُولِهِ الْمَسْجِدَ ۴۶۶

اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔'' اور جب مسجد سے باہر نکلے تو کہے ''اے اللہ! میں تجھ سے تیرا فضل یعنی رزق اور دنیا کی نعمتیں مانگتا ہوں۔'' (۱)

أَبَا أُسَيْدٍ الْأَنْصَارِيَّ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيُسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ، ثُمَّ لِيَقُلْ: اللهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَإِذَا خَرَجَ، فَلْيَقُلْ: اللهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ

ابو اسید انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی جب مسجد میں آئے تو اللہ کے نبی پر سلام بھیجے، پھر کہے '' اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔'' اور جب مسجد سے باہر نکلے تو کہے '' اے اللہ! میں تجھ سے تیرا فضل یعنی رزق اور دنیا کی نعمتیں مانگتا ہوں۔'' (۲)

ان میں ایسے لوگ ہیں جو خلوص نیت کے ساتھ صبح وشام اللہ تعالیٰ کی رضاو خوشنودی کے لئے باجماعت نماز پڑھتے، قرآن کریم کی تلاوت کرتے اور اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں، یہ وہ پختہ ایمان والے لوگ ہیں جنہیں تجارت اور بازاروں میں مال کی خرید وفروخت کی مشغولیت اور دنیا کی لذتیں اللہ کی یاد سے اور اقامت نماز وادائے زکوٰۃ سے غافل نہیں کر دیتی، جیسے فرمایا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (۳)

ترجمہ: اے لوگو! جو ایمان لائے ہو! تمہارے مال اور تمہاری اولادیں تم کو اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دیں، جو لوگ ایسا کریں وہی خسارے میں رہنے والے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (۴)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب پکارا جائے نماز کے لیے جمعہ کے دن تو اللہ کے ذِکر کی طرف دوڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے اگر تم جانو۔

یہ وہ لوگ ہیں جو قیامت کے دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس کی شدت فزع اور ہولناکی سے کلیجے دہل جائیں گے اور آنکھیں پتھرا جانے کی نوبت آجائے گی، جیسے فرمایا

---

(۱) صحيح مسلم كتاب صلوة المسافرين بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ ۱۶۵۲، سنن ابوداود كتاب الصلاة بَابٌ فِيمَا يَقُولُهُ الرَّجُلُ عِنْدَ دُخُولِهِ الْمَسْجِدَ ۴۶۵، مسنداحمد۲۳۶۰۷،سنن الدارمى ۲۷۳۳، صحيح ابن حبان ۲۰۴۹،السنن الكبرى للنسائى ۸۱۰

(۲) سنن ابوداودكتاب الصلاة بَابٌ فِيمَا يَقُولُهُ الرَّجُلُ عِنْدَ دُخُولِهِ الْمَسْجِدَ۴۶۵،سنن الدارمى ۱۴۳۴

(۳) المنافقون۹

(۴) الجمعة۹

وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ۬ؕ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ؕ﴿۱۸﴾ ①

ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ڈرا دو ان لوگوں کو اس دن سے جو قریب آ لگا ہے جب کلیجے منہ کو آ رہے ہوں گے اور لوگ چپ چاپ غم کے گھونٹ پیے کھڑے ہوں گے، ظالموں کا نہ کوئی مشفق دوست ہو گا اور نہ کوئی شفیع جس کی بات مانی جائے۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ۬ؕ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ۙ﴿۴۲﴾ ②

ترجمہ: اب یہ ظالم لوگ جو کچھ کر رہے ہیں اللہ کو تم اس سے غافل نہ سمجھو اللہ تو انہیں ٹال رہا ہے، اس دن کے لیے جب حال یہ ہو گا کہ آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی ہیں۔

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ﴿۸﴾ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً
وَّلَا شُكُوْرًا ﴿۹﴾ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ﴿۱۰﴾ فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰىهُمْ نَضْرَةً
وَّسُرُوْرًا ۚ﴿۱۱﴾ وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ۙ﴿۱۲﴾ ③

ترجمہ: اور اللہ کی محبت میں مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں (اور ان سے کہتے ہیں کہ) ہم تمہیں صرف اللہ کی خاطر کھلا رہے ہیں، ہم تم سے نہ کوئی بدلہ چاہتے ہیں نہ شکریہ، ہمیں تو اپنے رب سے اس دن کے عذاب کا خوف لاحق ہے جو سخت مصیبت کا انتہائی طویل دن ہو گا پس اللہ تعالیٰ انہیں اس دن کے شر سے بچا لے گا اور انہیں تازگی اور سرور بخشے گا اور ان کے صبر کے بدلے میں انہیں جنت اور ریشمی لباس عطا کرے گا۔

اور وہ یہ سب کچھ اس لیے کرتے ہیں تا کہ اللہ کے اعمال حسنہ اور اعمال صالحہ کی جزا ان کو دے اور مزید اپنے فضل سے نوازے، جیسے فرمایا

لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۳۵﴾ ④

ترجمہ: تا کہ جو بدترین اعمال انہوں نے کیے تھے انہیں اللہ ان کے حساب سے ساقط کر دے اور جو بہترین اعمال وہ کرتے رہے ان کے لحاظ سے ان کو اجر عطا فرمائے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اہل ایمان کو ان کی نیکیوں کا بدلہ اَضْعَافًا مُضَاعَفَةً کئی کئی گنا بڑھا کر دے گا اور بہت سوں کو تو وہ اپنی رحمت خاص سے بغیر حساب ہی جنت میں داخل کر دے گا جیسے فرمایا

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾ ⑤

ترجمہ: اللہ کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا اگر کوئی ایک نیکی کرے تو اللہ اُسے دو چند کرتا ہے اور پھر اپنی طرف سے بڑا اجر عطا فرماتا ہے۔

---

① المومن ۱۸
② ابراہیم ۴۲
③ الدھر ۸تا۱۲
④ الزمر ۳۵
⑤ النساء ۴۰

مَنۡ جَآءَ بِالۡحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيۡرٌ مِّنۡهَا ... ﴿۸۴﴾ [۱]

ترجمہ: جو کوئی بھلائی لے کر آئے گا اس کے لیے اس سے بہتر بھلائی ہے۔

ایک نیکی کا اجر دس گنا تک ہے،

مَنۡ جَآءَ بِالۡحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشۡرُ اَمۡثَالِهَا ... ﴿۱۶۰﴾ [۲]

ترجمہ: جو اللہ کے حضور نیکی لے کر آئے گا اس کے لیے دس گنا اجر ہے۔

ایک مقام پر فرمایا

مَنۡ ذَا الَّذِىۡ يُقۡرِضُ اللّٰهَ قَرۡضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ اَضۡعَافًا كَثِيۡرَةً ‌ؕ وَاللّٰهُ يَقۡبِضُ وَيَبۡصُۜطُ ۖ وَاِلَيۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۲۴۵﴾ [۳]

ترجمہ: تم میں کون ہے جو اللہ کو قرضِ حسن دے تا کہ اللہ اسے کئی گنا بڑھا چڑھا کر واپس کرے؟ گھٹانا بھی اللہ کے اختیار میں ہے اور بڑھانا بھی، اور اسی کی طرف تمہیں پلٹ کر جانا ہے۔

ایک مقام پر ہے اللہ نیکی کا صلہ سات سو گنا تک بڑھا دیتا ہے۔

مَثَلُ الَّذِيۡنَ يُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنۡۢبَتَتۡ سَبۡعَ سَنَابِلَ فِىۡ كُلِّ سُنۡۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ‌ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنۡ يَّشَآءُ ‌ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ ﴿۲۶۱﴾ [۴]

ترجمہ: جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں صرف کرتے ہیں ان کے خرچ کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ بویا جائے اور اس سے سات بالیں نکلیں اور ہر بالی میں سو دانے ہوں اسی طرح اللہ جس کے عمل کو چاہتا ہے، افزونی عطا فرماتا ہے وہ فراخ دست بھی ہے اور علیم بھی۔

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ، قَالَتْ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِذَا جَمَعَ اللهُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخَرِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، جَاءَ مُنَادٍ فَنَادَى بِصَوْتٍ يُسمع الْخَلَائِقَ: سَيَعْلَمُ أهلُ الْجَمْعِ مَنْ أَوْلَى بِالْكَرَمِ ، لِيَقُمِ الَّذِينَ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللهِ، فَيَقُومُونَ وَهُمْ قَلِيلٌ، ثُمَّ يُحَاسَبُ سَائِرُ النَّاسِ

اسماء بنت یزید سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا قیامت کے روز جب کہ میدان محشر میں اول و آخر جمع ہوں گے اللہ تعالیٰ ایک منادی کو حکم فرمائے گا جو با آواز بلند ندا کرے گا جسے تمام اہل محشر سنیں گے کہ آج معلوم ہو جائے گا کہ اللہ کے ہاں سب سے زیادہ مکرم کون ہے، پھر فرمائے گا وہ لوگ کھڑے ہو جائیں جنہیں تجارت اور بازاروں میں خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتا تھا پس وہ لوگ

---

(۱) القصص ۸۴

(۲) الانعام ۱۶۰

(۳) البقرة ۲۴۵

(۴) البقرة ۲۶۱

کھڑے ہو جائیں گے اور وہ بہت کم ہی ہوں گے چنانچہ سب سے پہلے انہیں حساب سے فارغ کر دیا جائے گا۔ (۱)

اللہ تعالیٰ اپنی حکمت و مشیت سے جسے چاہتا ہے بے حد و حساب دیتا ہے، جیسے فرمایا

...وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۷﴾ (۲)

ترجمہ: اور جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

اس کے برعکس مشرکین جو اللہ وحدہ لاشریک کے ساتھ دوسرے شریک ٹھیراتے ہیں اور منافقین جو محض زبان سے اقراری ہوتے ہیں اور کے دلوں میں ایمان نہیں ہوتا اور وہ شہرت، دولت اور اقتدار کے لئے دکھاوے کے لئے اعمال کرتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ ان کو اس دنیا میں یہ سب عطا کر دیتا ہے، ان کی مثال ایسی ہے جیسے دوپہر کے وقت دشت بے آب میں سراب، جب پیاسا اس کو پانی سمجھ کر جان توڑ کوشش کے بعد وہاں پہنچتا ہے لیکن مگر حیرت و حسرت سے اپنا منہ لپیٹ لیتا ہے کہ وہاں تو پانی کا نام و نشان ہی نہیں ہے، یعنی ظاہری و نمائشی اعمال خیر سے آخرت میں فائدے کی امید رکھنا سیراب سے زیادہ نہیں، مشرکین کے بارے تو اللہ تعالیٰ نے صاف فرما دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہرگز نہیں بخشے گا، جیسے فرمایا

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ﴿۴۸﴾ (۳)

ترجمہ: اللہ بس شرک ہی کو معاف نہیں کرتا اس کے ماسوا دوسرے جس قدر گناہ ہیں وہ جس کے لیے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے اللہ کے ساتھ جس نے کسی اور کو شریک ٹھیرایا اس نے تو بہت ہی بڑا جھوٹ تصنیف کیا اور بڑے سخت گناہ کی بات کی۔

اور منافقین کے اعمال کو اللہ تعالیٰ وزن ہی نہیں دے گا۔ جیسے فرمایا

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ﴿۱۰۵﴾ (۴)

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیات کو ماننے سے انکار کیا اور اس کے حضور پیشی کا یقین نہ کیا (ملاقاتِ رب کا انکار کیا) اس لیے ان کے سارے اعمال ضائع ہو گئے، قیامت کے روز ہم انہیں کوئی وزن نہ دیں گے۔

وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴿۲۳﴾ (۵)

ترجمہ: اور جو کچھ بھی ان کا کیا دھرا ہے اسے لے کر ہم غبار کی طرح اڑا دیں گے۔

چنانچہ جب وہ اپنی قبروں سے زندہ ہو کر میدان محشر میں پہنچیں گے تو دیکھیں گے کہ ان کے نامہ اعمال میں تو ایک نیکی بھی نہیں ہے اور ان

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم ۲۶۱۰، ۱۴۲۶۳/۸

(۲) آل عمران ۲۷

(۳) النساء ۴۸

(۴) الکہف ۱۰۵

(۵) الفرقان ۲۳

کا کوئی عمل بھی ثواب کے قابل نہیں ہے، اور میدان محشر میں اللہ تعالیٰ کفر ونفاق اور ان بداعمالیوں کا جو نمائشی نیکی کے طور پر کیے گئے تھے حساب لینے اور ہر عمل کا پورا پورا بدلہ دینے کے لئے موجود ہے تو اس وقت وہ حسرت و یاس کے ساتھ اپنے ہاتھ ملنے اور پچھتانے کے سوا اور کچھ نہیں کرسکیں گے اور پھر انہیں جہنم میں جھونک دیا جائے گا،

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ، قَالَ: قُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ القِيَامَةِ؟قَالَ:هَلْ تُضَارُونَ فِي رُؤْيَةِ الشَّمْسِ وَالقَمَرِ إِذَا كَانَتْ صَحْوًا؟ قُلْنَا: لاَ، قَالَ:فَإِنَّكُمْ لاَ تُضَارُونَ فِي رُؤْيَةِ رَبِّكُمْ يَوْمَئِذٍ، إِلَّا كَمَا تُضَارُونَ فِي رُؤْيَتِهِمَا، ثُمَّ قَالَ: يُنَادِي مُنَادٍ: لِيَذْهَبْ كُلُّ قَوْمٍ إِلَى مَا كَانُوا يَعْبُدُونَ، فَيَذْهَبُ أَصْحَابُ الصَّلِيبِ مَعَ صَلِيبِهِمْ، وَأَصْحَابُ الأَوْثَانِ مَعَ أَوْثَانِهِمْ ،وَأَصْحَابُ كُلِّ آلِهَةٍ مَعَ آلِهَتِهِمْ، حَتَّى يَبْقَى مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللهَ،مِنْ بَرٍّ أَوْ فَاجِرٍ ، وَغُبَّرَاتٌ مِنْ أَهْلِ الكِتَابِ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم کو سورج اور چاند دیکھنے میں کچھ تکلیف ہوتی ہے جبکہ آسمان بھی صاف ہو؟ ہم نے کہا کہ نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا جس طرح سورج اور چاند کو دیکھنے میں تمہیں کوئی دشواری نہیں ہوتی اسی طرح اپنے رب کے دیدار میں کوئی تکلیف پیش نہیں آئے گی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک آواز دینے والا آواز دے گا کہ ہر قوم اس کے ساتھ ہو جائے جس کی وہ پرستش کیا کرتی تھی، چنانچہ صلیب کے پجاری اپنی صلیب کے ساتھ، اور بتوں کے پجاری اپنے جھوٹے معبودوں کے ساتھ چلے جائیں گے (اسی طرح قبروں وغیرہ کے پجاری قبروں وغیرہ کے پیچھے لگ جائیں گے) اسی طرح ہر پجاری اپنے معبود کے ساتھ چلا جائے گا یہاں تک کہ باقی صرف وہ لوگ رہ جائیں گے جو خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے تھے، ان میں نیک و بد دونوں قسم کے مسلمان ہوں گے اور اہل کتاب کے کچھ باقی ماندہ لوگ بھی ہوں گے،

ثُمَّ يُؤْتَى بِجَهَنَّمَ تُعْرَضُ كَأَنَّهَا سَرَابٌ،فَيُقَالُ لِلْيَهُودِ: مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ؟قَالُوا: كُنَّا نَعْبُدُ عُزَيْرَ ابْنَ اللهِ، فَيُقَالُ: كَذَبْتُمْ، لَمْ يَكُنْ لِلَّهِ صَاحِبَةٌ وَلاَ وَلَدٌفَمَا تُرِيدُونَ؟قَالُوا: نُرِيدُ أَنْ تَسْقِيَنَافَيُقَالُ: اشْرَبُوافَيَتَسَاقَطُونَ فِي جَهَنَّمَ، ثُمَّ يُقَالُ لِلنَّصَارَى: مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ؟فَيَقُولُونَ: كُنَّا نَعْبُدُ المَسِيحَ ابْنَ اللهِ،فَيُقَالُ: كَذَبْتُمْ، لَمْ يَكُنْ لِلَّهِ صَاحِبَةٌ، وَلاَ وَلَدٌ،فَمَا تُرِيدُونَ؟فَيَقُولُونَ: نُرِيدُ أَنْ تَسْقِيَنَا ، فَيُقَالُ: اشْرَبُوا،فَيَتَسَاقَطُونَ فِي جَهَنَّمَ

پھر دوزخ ان کے سامنے پیش کی جائے گی اور وہ ایسی نظر آئے گی جیسے سیراب ہوتا ہے (جو دور سے پانی کی مانند نظر آتا ہے) پھر یہودیوں سے پوچھا جائے گا کہ تم کس کی پوجا کیا کرتے تھے؟ وہ کہیں گے ہم عزیر ابن اللہ کی پرستش کیا کرتے تھے، انہیں جواب ملے گا کہ تم جھوٹے ہو اللہ تعالیٰ کی نہ کوئی بیوی ہے اور نہ کوئی لڑکا، اب تم کیا چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے کہ ہمیں پانی سے سیراب کیا جائے، ان سے کہا جائے گا کہ پیو، (وہ اس چمکتی ہوئی ریت کی طرف پانی سمجھ کر چلیں گے) اور پھر وہ جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے، پھر نصاریٰ سے کہا جائے گا تم کس کی پرستش کیا کرتے تھے؟ وہ جواب دیں گے ہم مسیح ابن اللہ کی پوجا کیا کرتے تھے، ان سے کہا جائے گا تم جھوٹے ہو اللہ تعالیٰ کی نہ کوئی بیوی ہے اور نہ کوئی لڑکا، اب تم کیا چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے ہم پانی سے سیراب کئے جائیں، ان سے کہا جائے گا کہ پیو (ان کو بھی اس چمکتی ریت کی طرف چلایا جائے گا

) اور انہیں بھی جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔[1] اور اللہ تعالیٰ نے اس کے اعمال کا پورا پورا حساب چکا دیا اور اللہ کو حساب لیتے دیر نہیں لگتی۔

اَوۡ كَظُلُمٰتٍ فِىۡ بَحۡرٍ لُّـجِّىٍّ يَّغۡشٰٮهُ مَوۡجٌ مِّنۡ فَوۡقِهٖ

یا مثل ان اندھیروں کے ہے جو نہایت گہرے سمندر کی تہ میں ہوں جسے اوپر تلے کی موجوں نے ڈھانپ رکھا ہو

مَوۡجٌ مِّنۡ فَوۡقِهٖ سَحَابٌ‌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ بَعۡضُهَا فَوۡقَ بَعۡضٍ‌ ؕ اِذَاۤ اَخۡرَجَ يَدَهٗ

پھر اوپر سے بادل چھائے ہوئے ہوں، الغرض اندھیریاں ہیں جو اوپر تلے پے در پے ہیں جب اپنا ہاتھ نکالے تو اسے بھی

لَمۡ يَكَدۡ يَرٰٮهَا‌ ؕ وَمَنۡ لَّمۡ يَجۡعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوۡرًا فَمَا لَهٗ مِنۡ نُّوۡرٍ ۝۴۰ (النور ۴۰)

قریب ہے کہ نہ دیکھ سکے، اور (بات یہ ہے کہ) جسے اللہ تعالیٰ ہی نور نہ دے اس کے پاس کوئی روشنی نہیں ہوتی۔

پھر ان کفار، مشرکین اور منافقین کی دوسری تمثیل بیان فرمائی کہ ان کی مثال ایسی ہے جیسے اتھاہ اور بے کراں سمندر جس میں روشنی نہیں گزر سکتی ، پھر اس کے اوپر ایک موج چھائی ہوئی ہو اور اس پر ایک اور بڑی موج چھائی ہو اور ان کے اوپر گہرے سیاہ بادل چھائے ہوں جو سورج کی روشنی کو روک لیں، اس طرح اندھیرے پر اندھیرا مسلط ہو، اور اس گہری تاریکی میں آدمی اپنا ہاتھ نکالے تو اسے بھی نہ دیکھ سکے، یعنی جس طرح بحر بے پایاں کی تاریکی، پھر اس پر ایک دوسری کے اوپر سوار موجوں کی تاریکی پھر بادلوں کا گھٹا ٹوپ اندھیرا اور پھر سیاہ رات کا اندھیرا اور اس کامل تاریکی میں کچھ سجھائی نہیں دیتا اسی طرح مشرکین اور منافقین کے دلوں کا حال ہے، جن پر جہالت کا اندھیرا، کفر وضلالت کا اندھیرا، مشرکانہ عقائد کا اندھیرا اور اعمال بد کا گہرا اندھیرا چھایا ہوا ہے اور یہ اندھیرے اسے راہ ہدایت کی طرف آنے نہیں دیتے، کسی کو ہدایت دینا اور اعمال صالحہ کی توفیق بخش دینا اللہ کے اختیار میں ہے، جیسے فرمایا

اِنَّكَ لَا تَهۡدِىۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ يَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ‌ ۚ وَهُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُهۡتَدِيۡنَ ۝۵۶ [2]

ترجمہ: اے نبی ﷺ! تم جسے چاہو اسے ہدایت نہیں دے سکتے مگر اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو ہدایت قبول کرنے والے ہیں۔

اور جسے اللہ اپنی حکمت ومشیت سے ایمان واسلام کی ہدایت نہ بخشے پھر اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا، جیسے فرمایا

مَنۡ يُّضۡلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ‌ ؕ وَيَذَرُهُمۡ فِىۡ طُغۡيَانِهِمۡ يَعۡمَهُوۡنَ‏ ۝۱۸۶ [3]

ترجمہ: جس کو اللہ رہنمائی سے محروم کر دے اس کے لیے پھر کوئی رہنما نہیں ہے اور اللہ انہیں ان کی سرکشی ہی میں بھٹکتا ہوا چھوڑ دیتا ہے۔

[1] صحیح بخاری کتاب التوحید بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ إِلَى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۷۴۳۹، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ مَعْرِفَةِ طَرِيقِ الرُّؤْيَةِ ۴۵۴

[2] القصص ۵۶

[3] الاعراف ۱۸۶

اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنۡ فِى السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ الطَّيۡرُ صٰٓفّٰتٍ‌ؕ

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آسمانوں اور زمین کی کل مخلوق اور پر پھیلائے اڑنے والے کل پرند اللہ کی تسبیح میں مشغول ہیں،

كُلٌّ قَدۡ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَ تَسۡبِيۡحَهٗ‌ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌۢ بِمَا يَفۡعَلُوۡنَ ۝۴۱

ہر ایک کی نماز اور تسبیح اسے معلوم ہے ،لوگ جو کچھ کریں اس سے اللہ بخوبی واقف ہے،

وَ لِلّٰهِ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ‌ۚ وَاِلَى اللّٰهِ الۡمَصِيۡرُ ۝۴۲ (النور ۴۲،۴۱)

زمین وآسمان کی بادشاہت اللہ ہی کی ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹنا ہے۔

اوپر ذکر فرمایا تھا کہ اس عظیم الشان کائنات کا نور اللہ ہی ہے ،اسی کے دم سے یہ کائنات قائم ہے یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کے چند نمونے بیان فرمائے ،فرمایا کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ سب فرشتے جو آسمانوں میں ہیں اور دوسرے بے شمار حیوانات وجمادات جو زمین اور سمندروں میں ہیں اور وہ چھوٹے بڑے رنگ برنگ کے پرندے جو اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے فضا میں اڑتے ہوئے اللہ رب العالمین کی تسبیح کر رہے ہیں؟ جیسے فرمایا

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبۡعُ وَالۡاَرۡضُ وَمَنۡ فِيۡهِنَّ‌ؕ وَاِنۡ مِّنۡ شَىۡءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمۡدِهٖ وَلٰـكِنۡ لَّا تَفۡقَهُوۡنَ تَسۡبِيۡحَهُمۡ‌ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيۡمًا غَفُوۡرًا ۝۴۴ [1]

ترجمہ:اس کی پاکی تو ساتوں آسمان اور زمین اور وہ ساری چیزیں جو ان میں ہیں سب اس کی تسبیح کرتے ہیں، کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کر رہی ہو مگر تم ان کی تسبیح سمجھتے نہیں ہو حقیقت یہ ہے کہ وہ بڑا ہی بردبار اور درگزر کرنے والا ہے۔

اور وہ پرندے جو پر پھیلائے اڑ رہے ہیں، جیسے فرمایا

اَوَلَمۡ يَرَوۡا اِلَى الطَّيۡرِ فَوۡقَهُمۡ صٰٓفّٰتٍ وَّيَقۡبِضۡنَ‌ؕ مَا يُمۡسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحۡمٰنُ‌ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَىۡءٍۢ بَصِيۡرٌ ۝۱۹ [2]

ترجمہ: کیا یہ لوگ اپنے اُوپر اُڑنے والے پرندوں کو پر پھیلائے اور سکیڑتے نہیں دیکھتے؟ رحمان کے سوا کوئی نہیں جو انہیں تھامے ہوئے ہو، وہی ہر چیز کا نگہبان ہے۔

اللہ تعالیٰ نے شعور اور ارادہ سے بے بہرہ ہر مخلوق کو حسب حال یہ علم الہام کیا ہوا ہے کہ وہ اپنے رب کی عبادت اور تسبیح کس طرح کرے، اور یہ سب نورانی فرشتے، شعور وارادہ سے بہرہ ور مٹی سے تخلیق کئے ہوئے انسان اور آگ کی لپٹ سے تخلیق کیے ہوئے جن اور دوسری مخلوقات جس طرح اللہ کی اطاعت اور اس کی تسبیح کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے تمام افعال کو جانتا ہے اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں اور وہ عنقریب انہیں اس کی جزا دے گا، عظیم الشان ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمین کا خالق، مالک اور رازق اللہ وحدہ لاشریک ہی ہے اور وہ جس طرح چاہتا ہے

---

[1] بنی اسرائیل ۴۴

[2] الملک ۱۹

ان میں تصرف فرماتا ہے، ایک وقت مقررہ پر ہر نفس نے اپنے اعمال کی جوابدہی کے لئے اسی کی بارگاہ میں پیش ہونا ہے، جیسے فرمایا

...لِيَجْزِيَ الَّذِينَ أَسَاءُوا بِمَا عَمِلُوا وَيَجْزِيَ الَّذِينَ أَحْسَنُوا بِالْحُسْنَى ﴿٣١﴾ [۱]

ترجمہ: تا کہ اللہ برائی کرنے والوں کو ان کے عمل کا بدلہ دے اور ان لوگوں کو اچھی جزا سے نوازے جنہوں نے نیک رویہ اختیار کیا ہے۔

اور وہ ہر ایک کے بارے میں عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ فرمائے گا۔

اعمال کی جزا کے بارے میں امرو القیس نے کہا

فَوَلَّى مُدْبِرًا يَهْوَى حَثِيثًا وَأَيْقَنَ أَنَّهُ لَاقَى الْحِسَابَا

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُزْجِي سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهُ ثُمَّ يَجْعَلُهُ

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ بادلوں کو چلاتا ہے پھر انہیں ملاتا ہے پھر انہیں تہ بہ تہ کر دیتا ہے، پھر آپ دیکھتے ہیں

رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلَالِهِ ۚ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ جِبَالٍ

ان کے درمیان مینہ برستا ہے، وہی آسمانوں کی جانب اولوں کے پہاڑ میں سے اولے برساتا ہے،

فِيهَا مِنْ بَرَدٍ فَيُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَصْرِفُهُ عَنْ مَنْ يَشَاءُ ۖ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهِ يَذْهَبُ

پھر جنہیں چاہے ان کے پاس انہیں برسائے اور جن سے چاہے ان سے انہیں ہٹا دے، بادلوں ہی سے نکلنے والی بجلی

بِالْأَبْصَارِ ﴿٤٣﴾ يُقَلِّبُ اللَّهُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۚ

کی چمک ایسی ہوتی ہے کہ گویا اب آنکھوں کی روشنی لے چلی، اللہ تعالیٰ ہی دن اور رات کو ردو بدل کرتا رہتا ہے،

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِأُولِي الْأَبْصَارِ ﴿٤٤﴾ (النور ۴۳،۴۴)

آنکھوں والوں کے لیے تو اس میں یقیناً بڑی بڑی عبرتیں ہیں۔

پانی زندگی کے لئے انتہائی ضروری ہے، زمین پر پانی کا سب سے بڑا ذخیرہ سمندر ہے جو نمکین ہونے کی وجہ سے ناقابل استعمال ہے، جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اپنی قدرت کاملہ سے ہواؤں کو بھیجتا ہے اور وہ سمندروں سے پانی کے چھوٹے چھوٹے ذرات کو لے کر بلند ہوتی ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنی اس قدرت کو متعدد مقامات پر فرمایا

وَاللَّهُ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيَاحَ فَتُثِيرُ سَحَابًا... ﴿٩﴾ [۲]

ترجمہ: وہ اللہ ہی تو ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے پھر وہ بادل اُٹھاتی ہیں۔

[۱] النجم ۳۱
[۲] فاطر ۹

اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا ... ﴿۴۸﴾ [1]

ترجمہ: اللہ ہی ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے اور وہ بادل اٹھاتی ہیں۔

وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۭ حَتّٰٓي اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا ... ﴿۵۷﴾ [2]

ترجمہ: اور وہ اللہ ہی ہے جو ہواؤں کو اپنی رحمت کے آگے آگے خوشخبری لیے ہوئے بھیجتا ہے، پھر جب وہ پانی سے لدے ہوئے بادل اٹھا لیتی ہیں۔

جس سے چھوٹی چھوٹی بدلیاں بنتی ہیں پھر وہ اکٹھی ہو کر بڑا بادل بن جاتی ہیں اور کثیف ہو کر بادل بن کر جہاں اللہ چاہتا ہے اس مردہ زمین پر میٹھے پانی کی بارش برسانے لگتے ہیں جس سے جس سے بڑے بڑے تالاب بھر جاتے ہیں دریا ٹھاٹھیں مارنے لگتے ہیں وادیاں بہہ نکلتی ہیں، جیسے فرمایا

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا ... ﴿۱۷﴾ [3]

ترجمہ: اللہ نے آسمان سے پانی برسایا اور ہر ندی نالہ اپنے ظرف کے مطابق اسے لے کر چل نکلا۔

اور روئے زمین پر جوڑوں جوڑوں کی شکل میں انواع و اقسام کی نباتات اگ آتی ہیں، جیسے فرمایا

... وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ ... [4]

ترجمہ: اسی نے ہر طرح کے پھلوں کے جوڑے پیدا کیے ہیں۔

اور یہی میٹھا پانی زندگی اور زراعت کے لئے انتہائی ضروری ہے، صرف اتنا ہی نہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے بادلوں سے ژالہ باری ہوتی ہے جو پہاڑوں پر برف کی شکل میں جم جاتے ہیں اور جب ضرورت ہوتی ہے یہی برف پگھل کر پانی بن جاتی ہے اور دریاؤں میں پانی بھر جاتا ہے اس طرح میٹھے پانی حصول ممکن ہو جاتا ہے، اپنی اسی قدرت کاملہ کا بیان فرمایا کیا اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت تمہارے روزمرہ کے مشاہدے میں نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے بادلوں کو جس زمین کی طرف چاہتا ہے آہستہ آہستہ چلاتا ہے پھر وہ ان بدلیوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کو باہم جوڑ دیتا ہے اور پھر اسے سمیٹ کر ایک کثیف ابر بنا دیتا ہے پھر تم دیکھتے ہو کہ بادلوں میں سے بارش کے قطرے ٹپکتے چلے آتے ہیں اور کبھی کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ وہ ان پہاڑ جیسے بڑے بڑے بادلوں سے ژالہ باری کرتا ہے،

أَنَّ فِي السَّمَاءِ جبالَ بَرَد يُنَزِّلُ اللهُ مِنْهَا الْبَرْدَ

---

[1] الروم ۴۸

[2] الاعراف ۵۷

[3] الرعد ۱۷

[4] الرعد ۳

ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں آسمان میں اولوں کے پہاڑ ہیں جن سے وہ اولے برساتا ہے۔ (۱)

وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ جِبَالٍ بَرَدٌ فِيهَا

اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش ہی نہیں برساتا بلکہ بلندیوں سے جب چاہتا ہے برف کے بڑے بڑے ٹکڑے بھی نازل فرماتا ہے۔ (۲)

جیسے فرمایا

اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝۴۸ (۳)

ترجمہ: اللہ ہی ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے اور وہ بادل اٹھاتی ہیں، پھر وہ ان بادلوں کو آسمان میں پھیلاتا ہے جس طرح چاہتا ہے اور انہیں ٹکڑیوں میں تقسیم کرتا ہے، پھر تم دیکھتے ہو کہ بادلوں میں سے بارش کے قطرے ٹپکے چلے آتے ہیں، یہ بارش جب وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے برساتا ہے تو یکا یک وہ خوش وخرم ہو جاتے ہیں۔

شاعر نے اللہ تعالیٰ کی اس قدرت کے بارے میں کہا۔

أَثَرْنَ عَجَاجَةً وَخَرَجْنَ مِنْهَا   خُرُوجَ الْوَدْقِ مِنْ خَلَلِ السَّحَابِ

پھر وہ اپنی حکمت ومشیت کے مطابق جن پر اپنی رحمت نہیں بھیجنا چاہتا ہے انہیں اس بارش یا ژالہ باری کے عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے جس سے ان کی فصلیں اور کھیتیاں برباد ہو جاتی ہیں اور وہ نقصان سے دوچار ہو جاتے ہیں اور جن پر اپنی رحمت کرنا چاہتا ہے انہیں بارش اور ژالہ باری کے نقصان سے بچا لیتا ہے، اور اس بارش سے ان کی فصلیں خوب پیداوار دیتی ہیں، اور ان گھرے بادلوں سے کوندنے والی بجلی کی چمک اتنی شد ہوتی ہے کہ وہ نگاہوں کو خیرہ کیے دیتی ہے اور اتنی شدید کڑک ہوتی ہے کہ دل دہل جاتے ہیں، کیا وہ ہستی جس نے ان بادلوں کو اٹھایا اور ان کو اپنے بندوں تک پہنچایا جو اس کے محتاج ہیں اور ان کو اس طرح برسایا کہ اس بارش سے فائدہ حاصل ہو اور نقصان نہ ہو، کیا وہ کامل قدرت، اٹل مشیت اور بے پایاں رحمت کی مالک نہیں؟ اور رات اور دن کا الٹ پھیر بھی اللہ وحدہ لاشریک کی قدرت کاملہ کا ایک نمونہ ہے، جس میں انسان رزق حلال حاصل کرنے کے لئے دن میں محنت ومشقت اور رات کی ٹھنڈک میں آرام وسکون حاصل کرتا ہے، جیسے فرمایا

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ۝۶۷ (۴)

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی کہ اس میں سکون حاصل کرو اور دن کو روشن بنایا اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے

(۱) تفسیر ابن کثیر ۶/۷۲

(۲) فتح القدیر ۴/۴۹

(۳) الروم ۴۸

(۴) یونس ۶۷

لیے جو (کھلے کانوں سے پیغمبر کی دعوت) کو سنتے ہیں۔

وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ... ﴿۱۲﴾ [۱]

ترجمہ: دیکھو ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا ہے رات کی نشانی کو ہم نے بے نور بنایا اور دن کی نشانی کو روشن کر دیا تاکہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کر سکو۔

اور رات اور دن کا الٹ پھیر جس سے کبھی دن بڑے ہو جاتے ہیں اور راتیں چھوٹی ہو جاتی ہیں اور کبھی راتیں بڑی اور دن چھوٹے ہو جاتے ہیں اور ان سے موسم بدلتے ہیں جس سے موسموں کے مطابق طرح طرح کی فصلیں، پھل، سبزیاں اور جانوروں کے چارے پیدا ہوتے ہیں، اس میں صاحب بصیرت کے لیے ایک سبق ہے، اس مضمون کو متعدد مقامات پر فرمایا

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۰﴾ [۲]

ترجمہ: زمین اور آسمانوں کی پیدائش میں اور رات اور دن کے باری باری سے آنے میں ان ہوش مند لوگوں کے لیے بہت نشانیاں ہیں۔

اِنَّ فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ ﴿۶﴾ [۳]

ترجمہ: یقیناً رات اور دن کے اُلٹ پھیر میں اور ہر اس چیز میں جو اللہ نے زمین اور آسمانوں میں پیدا کی ہو، نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو (غلط بینی و غلط روی سے) بچنا چاہتے ہیں۔

وَهُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۸۰﴾ [۴]

ترجمہ: وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے، گردشِ لیل و نہار اُسی کے قبضہ قدرت میں ہے کیا تمہاری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی؟۔

وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاۗءِ مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۵﴾ [۵]

ترجمہ: اور شب و روز کے فرق و اختلاف میں اور اس رزق میں جسے اللہ آسمان سے نازل فرماتا ہے پھر اس کے ذریعہ سے مردہ زمین کو جلا اُٹھاتا ہے، اور ہواؤں کی گردش میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو عقل سے کام لیتے ہیں۔

اگر ہمیشہ رات ہی رات یا دن ہی دن رہتا تو نہ تو کاروبار کا موقعہ ملتا اور نہ ہی آرام و سکون حاصل ہوتا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَاۗءٍ ۭ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ﴿۷۱﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ

---

[۱] بنی اسرائیل ۱۲

[۲] آل عمران ۱۹۰

[۳] یونس ۶

[۴] المومنون ۸۰

[۵] الجاثیة ۵

تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝ (۱)

ترجمہ: اے نبی ﷺ! ان سے کہو کبھی تم لوگوں نے غور کیا کہ اگر اللہ قیامت تک تم پر ہمیشہ کے لیے رات طاری کر دے تو اللہ کے سوا وہ کون سا معبود ہے جو تمہیں روشنی لا دے؟ کیا تم سنتے نہیں ہو؟ ان سے پوچھو کبھی تم نے سوچا کہ اگر اللہ قیامت تک تم پر ہمیشہ کے لیے دن طاری کر دے تو اللہ کے سوا وہ کون سا معبود ہے جو تمہیں رات لا دے تا کہ تم اس میں سکون حاصل کر سکو؟ کیا تم کو سوجھتا نہیں ہے؟۔

وَ اللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ ۚ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ

تمام کے تمام چلنے پھرنے والے جانداروں کو اللہ تعالیٰ ہی نے پانی سے پیدا کیا، ان میں سے بعض تو اپنے

عَلٰى رِجْلَيْنِ ۚ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰۤى اَرْبَعٍ ؕ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ؕ

پیٹ کے بل چلتے ہیں، بعض دو پاؤں پر چلتے ہیں، بعض چار پاؤں پر چلتے ہیں، اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے،

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۴۵ لَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ؕ وَ اللّٰهُ

بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے، بلاشک وشبہ ہم نے روشن اور واضح آیتیں اتار دی ہیں، اللہ تعالیٰ جسے چاہے

يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۴۶ (النور ۴۵،۴۶)

سیدھی راہ دکھا دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی تخلیقی قدرت کا اظہار فرمایا اور اللہ نے روئے زمین کے تمام جانداروں کو ایک طرح کے بدبودار پانی سے تخلیق کیا ہے، جیسے فرمایا

وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ... ۝۳۰ (۲)

ترجمہ: اور پانی سے ہر زندہ چیز پیدا کی۔

مگر یہ اس کی قدرت کاملہ ہے کہ اس سے پیدا ہونے والی مخلوق بہت سے پہلوؤں سے (ایک دوسرے) سے مختلف ہیں، جیسے سانپ اور دیگر حشرات الارض وغیرہ تو پیٹ کے بل رینگ رہے ہیں، انسان اور بہت سے پرندے دو ٹانگوں پر اور چوپائے اور دیگر حیوانات چار ٹانگوں پر چل رہے ہیں اور بہت سے حشرات الارض ایسے بھی ہیں جو چار سے زیادہ پاؤں رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنی حکمت سے جو چاہتا ہے اور جیسی چاہتا ہے اپنی مخلوق پیدا کرتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ ایک ہی پانی سے طرح طرح کے ذائقہ والے پھل پیدا فرماتا ہے، جیسے فرمایا

وَفِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ

(۱) القصص ۷۲،۷۱

(۲) الانبیاء ۳۰

وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ④ ①

ترجمہ: اور دیکھو زمین میں الگ الگ خطے پائے جاتے ہیں جو ایک دوسرے سے متصل واقع ہیں انگور کے باغ ہیں، کھیتیاں ہیں، کھجور کے درخت ہیں جن میں سے کچھ اکہرے ہیں اور کچھ دوہرے، سب کو ایک ہی پانی سیراب کرتا ہے مگر مزے میں ہم کسی کو بہتر بنا دیتے ہیں اور کسی کو کمتر، ان سب چیزوں میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو عقل سے کام لیتے ہیں۔

وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، ہم نے صاف صاف حکمت بھرے احکامات اور روشن مثالیں قرآن کریم میں نازل کر دی، جیسے فرمایا

...مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ... ㊳ ②

ترجمہ: ہم نے کتاب میں کسی چیز کے بیان میں کوتاہی نہیں کی۔

تا کہ جو ہلاک ہو دلیل کے ساتھ ہلاک ہو اور جو زندہ رہے تو دلیل کے ساتھ زندہ رہے، جیسے فرمایا

...لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ... ㊷ ③

ترجمہ: تا کہ جسے ہلاک ہونا ہے وہ دلیل روشن کے ساتھ ہلاک ہو اور جسے زندہ رہنا ہے وہ دلیل روشن کے ساتھ زندہ رہے۔

آگے اللہ ہی اپنی حکمت و مشیت سے جسے چاہتا ہے صراط مستقیم کی طرف ہدایت دیتا ہے، جو اس تک اور اس کے اکرام و تکریم والے گھر تک لے جاتا ہے، جیسے فرمایا

...يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ⑭② ④

ترجمہ: اللہ جسے چاہتا ہے سیدھی راہ دکھاتا ہے۔

ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ... ㊽ ⑤

ترجمہ: یہ اللہ کی ہدایت ہے جس کے ساتھ وہ اپنے بندوں میں سے جس کی چاہتا ہے راہنمائی کرتا ہے۔

...وَّاَنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ ⑯ ⑥

ترجمہ: اور ہدایت اللہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔

وَ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالرَّسُوْلِ وَ اَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ

اور کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ اور رسول پر ایمان لائے اور فرماں بردار ہوئے، پھر ان میں سے ایک فرقہ

① الرعد ۴
② الانعام ۳۸
③ الانفال ۴۲
④ البقرۃ ۱۴۲
⑤ الانعام ۸۸
⑥ الحج ۱۶

مِّنۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ ؕ وَ مَاۤ اُولٰٓئِكَ بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۴۷﴾ وَ اِذَا دُعُوۡۤا اِلَى اللّٰهِ

اس کے بعد بھی پھر جاتا ہے، یہ ایمان والے ہیں (ہی) نہیں، جب یہ اس بات کی طرف بلائے جاتے ہیں کہ اللہ

وَ رَسُوۡلِهٖ لِيَحۡكُمَ بَيۡنَهُمۡ اِذَا فَرِيۡقٌ مِّنۡهُمۡ مُّعۡرِضُوۡنَ ﴿۴۸﴾ وَ اِنۡ يَّكُنۡ لَّهُمُ الۡحَقُّ

اور اس کا رسول ان کے جھگڑے چکادے تو بھی ان کی ایک جماعت منہ موڑنے والی بن جاتی ہے، ہاں اگر انہی کو حق پہنچتا ہو

يَاۡتُوۡۤا اِلَيۡهِ مُذۡعِنِيۡنَ ﴿۴۹﴾ؕ اَفِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ مَّرَضٌ اَمِ ارۡتَابُوۡۤا

تو مطیع وفرماں بردار ہو کر اس کی طرف چلے آتے ہیں، کیا ان کے دلوں میں بیماری ہے؟ یا یہ شک وشبہ میں پڑے ہوئے ہیں؟

اَمۡ يَخَافُوۡنَ اَنۡ يَّحِيۡفَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ وَ رَسُوۡلُهٗ ؕ

یا انھیں اس بات کا ڈر ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ان کی حق تلفی نہ کریں ؟

بَلۡ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ﴿۵۰﴾ (النور ۴۷ تا ۵۰)

بات یہ ہے کہ یہ لوگ خود ہی بڑے ظالم ہیں۔

یہ منافقین زبان سے تو اقرار کرتے ہیں کہ ہم اللہ وحدہ لاشریک اور اس کے پیغمبر آخر الزمان ﷺ پر ایمان لائے اور ہم نے ان کی اطاعت قبول کی مگر اس اقرار کے بعد ان میں سے ایک گروہ اطاعت سے منہ موڑ جاتا ہے، جیسے فرمایا

...وَّهُمۡ مُّعۡرِضُوۡنَ ﴿۲۳﴾ [1]

ترجمہ: تو وہ بے رخی کے ساتھ منہ پھیر جاتے۔

کیونکہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے روگردانی کی اس لئے ایسے لوگ ہرگز مومن نہیں ہیں،

كَانَ الرَّجُلُ إِذَا كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الرَّجُلِ مُنَازَعَةٌ، فَدُعِيَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحِقٌّ أَذْعَنَ، وَعَلِمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيَقْضِي لَهُ بِالْحَقِّ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَظْلِمَ فَدُعِيَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْرَضَ، وَقَالَ: أنطلقُ إِلَى فُلَانٍ، فَأَنْزَلَ اللهُ هَذِهِ الْآيَةَ

روایت ہے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں بہت سے منافقین ایسے تھے کہ جب دو اشخاص میں کوئی مخاصمت ہوتی اور پھر انہیں اپنا مطلب قرآن وسنت میں نکلتا نظر آتا تو نبی کریم ﷺ کی عدالت میں اپنے جھگڑے پیش کرتے، اور جب انہیں دوسری طرف مطلب برداری نظر آتی تو نبی کریم ﷺ کی عدالت میں آنے سے صاف انکار کر جاتے اور کہتے فلاں سے فیصلہ کرا لو، جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ [2]

[1] الانفال ۲۳

[2] تفسیر ابن کثیر ۶/۷۵

کہ جب ان کو اللہ کے فرمان اور رسول اللہ ﷺ کی عدالت میں بلایا جاتا ہے تا کہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ان کے آپس کے مقدمے کا فیصلہ کریں تو ان میں سے ایک فریق جنہیں یہ خوف ہوتا ہے کہ آپ ﷺ ان کی خواہش نفس اور دنیوی مفاد کے مطابق فیصلہ نہیں فرمائیں گے تو اپنا مقدمہ عدالت نبوی میں لے جانے سے اعراض و گریز کرتا ہے، جیسے فرمایا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّھُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ۭ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّھُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَھُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ۝ [1]

ترجمہ: اے لوگو! جو ایمان لائے ہو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحبِ امر ہوں، پھر اگر تمہارے درمیان کسی معاملہ میں نزاع ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو اگر تم واقعی اللہ اور روز آخر پر ایمان رکھتے ہو یہی ایک صحیح طریق کار ہے اور انجام کے اعتبار سے بھی بہتر ہے، اے نبی! تم نے دیکھا نہیں ان لوگوں کو جو دعویٰ تو کرتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں اس کتاب پر جو تمہاری طرف نازل کی گئی ہے اور ان کتابوں پر جو تم سے پہلے نازل کی گئی تھیں مگر چاہتے یہ ہیں کہ اپنے معاملات کا فیصلہ کرانے کے لیے طاغوت کی طرف رجوع کریں حالانکہ انہیں طاغوت سے کفر کرنے کا حکم دیا گیا تھا، شیطان انہیں بھٹکا کر راہِ راست سے بہت دور لے جانا چاہتا ہے، اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس چیز کی طرف جو اللہ نے نازل کی ہے اور آؤ رسول کی طرف تو ان منافقوں کو تم دیکھتے ہو کہ یہ تمہاری طرف آنے سے کتراتے ہیں۔

عَنْ الْحَسَنِ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:من كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَيْءٌ، فدُعِي إِلَى حَكَم مِنْ حُكَّام الْمُسْلِمِينَ فَأَبَى أَنْ يُجِيبَ، فَهُوَ ظَالِمٌ لا حَقَّ لَهُ

حسن بصری رحمہ اللہ نے ایک مرسل حدیث میں روایت کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص مسلمانوں کے حکام عدالت میں سے کسی حاکم کی طرف بلایا جائے اور وہ حاضر نہ ہو تو وہ ظالم ہے اس کا کوئی حق نہیں ہے۔ [2]

البتہ اگر وہ حق پر ہوں تو رسول کے پاس خوشی خوشی بڑے اطاعت گزار بن کر آجاتے ہیں، یعنی اگر ان کا مفاد دین کے اپنانے میں ہے تو دیندار اور اگر دین چھوڑنے میں ہے تو ترقی پسند بن جاتے ہیں، اگر ہم اپنی انفرادی زندگی کا جائزہ لیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ ہم زبان سے ایمان کا دعویٰ کرنے والے ہیں اور ہماری زندگی کے سارے مشاغل حتی کہ ولادت سے موت تک کی تمام رسومات و معاملات اپنی خواہشات کے تابع ہیں جبکہ اہل ایمان کی یہ شان نہیں، اس اعراض و گریز کی وجہ بیان فرمائی کیا ان کے دلوں کو کفر و نفاق کا روگ لگا ہوا ہے؟ یا یہ دین الٰہی کی

[1] النساء ۵۹تا۶۱

[2] احکام القرآن للجصاص ۱۹۰٫ ۵

حقانیت اور اللہ کے رسول ﷺ کے حکم کے بارے میں اضطراب کا شکار ہو گئے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ پر تہمت لگاتے ہیں کہ وہ حق کے مطابق فیصلہ نہیں کرتا؟ یا ان کو یہ خوف ہے کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ ظلم و جور پر مبنی فیصلہ کرے گا؟ حالانکہ ان کی طرف سے ظلم کا کوئی امکان ہی نہیں، اصل بات یہ ہے کہ ظالم تو یہ لوگ خود ہیں۔ رہا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا فیصلہ تو وہ انتہائی عدل وانصاف پر مبنی اور حکمت کے موافق ہے،

...وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿٥٠﴾ [1]

ترجمہ: حالانکہ جو لوگ اللہ پر یقین رکھتے ہیں ان کے نزدیک اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا اور کون ہوسکتا ہے؟۔

وفيه هَذِهِ الْآيَةِ دَلِيلٌ عَلَى وُجُوبِ الْإِجَابَةِ إِلَى الْقَاضِي الْعَالِمِ بِحُكْمِ اللهِ، الْعَادِلِ فِي حُكْمِهِ، لِأَنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ وَالْحُكْمُ مِنْ قُضَاةِ الْإِسْلَامِ الْعَالِمِينَ بِحُكْمِ اللهِ الْعَارِفِينَ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ الْعَادِلِينَ فِي الْقَضَاءِ هُوَ حُكْمٌ بِحُكْمِ اللهِ، وَحُكْمِ رَسُولِهِ، فَالدَّاعِي إِلَى التَّحَاكُمِ إِلَيْهِمْ

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس آیت میں واضح دلیل ہے کہ جب قضاو فیصلے کے لئے ایسے حاکم و قاضی کی طرف بلایا جائے جو عادل اور قرآن وسنت کا عالم ہو تو اس کے پاس جانا ضروری ہے۔ [2]

البتہ وہ قاضی جو کتاب وسنت کا علم اور ان کے دلائل سے بے بہرہ ہو تو اس کے پاس فیصلے کے لیے جانا ضروری نہیں۔

اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ

ایمان والوں کا قول تو یہ ہے کہ جب انہیں اس لیے بلایا جاتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ان میں فیصلہ کر دے

اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿٥١﴾ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ

تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور مان لیا، یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں، جو بھی اللہ تعالیٰ کی،

وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَخْشَ اللّٰهَ وَ يَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿٥٢﴾ (النور ۵۱،۵۲)

اس کے رسول کی فرماں برداری کریں، خوف الٰہی رکھیں اور اس کے عذابوں سے ڈرتے رہیں، وہی نجات پانے والے ہیں۔

کفر ونفاق کے مقابلے میں اہل ایمان کے کردار اور عمل بیان فرمایا کہ حقیقی مومن کی صفت تو یہ ہے کہ جب وہ اللہ اور رسول کی طرف بلائے جائیں تا کہ رسول اللہ ﷺ ان کے مقدمے کا فیصلہ کریں، خواہ یہ فیصلہ ان کی خواہش نفس کے موافق ہو یا مخالف، تو وہ کہیں کہ ہم تمام معاملات میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فیصلے کو خوش دلی سے قبول کرتے اور انہی کی اطاعت کرتے ہیں، یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی منزل آخری کتاب

---

[1] المائدۃ ۵۰

[2] فتح القدیر ۵۲/۴

اور رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی سنت کے آگے سر جھکا دیں،

عَنْ قَتَادَةَ: قَالَ اللهُ جَلَّ وَعَزَّ:{إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ}،(1)، وَقَدْ ذُكِرَ لَنَا أَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ كَانَ عَقَبِيًّا، بَدْرِيًّا أَحَدَ نُقَبَاءِ الْأَنْصَارِ وَأَنَّهُ لَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ دَعَى ابْنَ أُخْتِهِ جُنَادَةَ بْنَ أَبِي أُمَيَّةَ فَقَالَ:أَلَا أُنَبِّئُكَ مَاذَا عَلَيْكَ وَمَاذَا لَكَ؟قَالَ: بَلَى ،قَالَ:فَإِنَّ عَلَيْكَ السَّمْعَ وَالطَّاعَةَ فِي عُسْرِكَ، وَيُسْرِكَ، وَمَنْشَطِكَ، وَمَكْرَهِكَ، وَأَثَرَةٍ عَلَيْكَ، وَعَلَيْكَ أَنْ تُقِيمَ لِسَانَكَ بِالْعَدْلِ،وَأَنْ لَا تُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ إِلَّا أَنْ يَأْمُرُوكَ بِمَعْصِيَةِ اللهِ بَوَاحًا فَمَا أُمِرْتَ بِهِ مِنْ شَيْءٍ يُخَالِفُ كِتَابَ اللهِ فَاتَّبِعْ كِتَابَ اللهِ

قتادہ رحمہ اللہ نے اللہ عزوجل کے فرمان ” ایمان لانے والوں کا کام تو یہ ہے کہ جب وہ اللہ اور رسول کی طرف بلائے جائیں تاکہ رسول ان کے مقدمے کا فیصلہ کرے تو وہ کہیں کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی، ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔“ کے بارے میں بیان کیا ہے ہم سے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے بارے میں بیان کیا گیا ہے جو بدری صحابی اور انصار کے سرداروں میں سے ایک تھے، جب ان کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے اپنے بھانجے جنادہ بن ابو امیہ سے کہا کہ میں تمہیں تمہارے حقوق وفرائض کی بابت نہ بتاؤں؟ انہوں نے عرض کی ضرور فرمائیں، آپ نے فرمایا تمہیں تنگ دستی وخوش حالی، پسند وناپسند کی حالت میں اور اس وقت بھی جب تم پر دوسروں کو ترجیح دی جاری ہو سمع وطاعت کا مظاہرہ کرنا چاہیے اپنی زبان عدل کے ساتھ قائم رکھنی چاہیے، تمہیں حکمرانوں کے ساتھ جھگڑنا نہیں چاہیے سوائے اس صورت کے کہ تمہیں کھلم کھلا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا حکم دیں، یعنی اگر تم کو کسی ایک بات کا حکم دیا جائے جو کتاب اللہ کے خلاف ہو تو تمہیں کتاب اللہ ہی کی پیروی کرنی چاہیے۔(2)

اور دنیا وآخرت میں کامیاب وکامران وہی لوگ ہیں جو اللہ وحدہ لاشریک اور اس کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی فرماں برداری کریں، جیسے فرمایا

...وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿٧١﴾ (3)

ترجمہ: جو شخص اللہ اور اس کے رسول (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) کی اطاعت کرے اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔

وہ جس چیز سے منع کر دیں اس سے رک جائیں اور جس چیز کا حکم کریں بغیر چوں وچرا اس پر عمل کریں، جیسے فرمایا

...وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ... ﴿٧﴾ (4)

ترجمہ: جو کچھ رسول تمہیں دے وہ لے لو اور جس چیز سے وہ تم کو روکے اس سے رک جاؤ۔

---

(1) النور: 51

(2) تفسیر ابن ابی حاتم ٨٫٢٦٢٣

(3) الاحزاب ٧١

(4) الحشر ٧

اور ظاہر ہو یا پوشیدہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے ڈریں اور اس کے احکام اور قائم کردہ حدود کی نافرمانی سے بچیں، ایسے ہی لوگ فلاح ونجات پانے والے ہیں۔

وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ؕ قُلْ

بڑی پختگی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ آپ کا حکم ہوتے ہی نکل کھڑے ہونگے، کہہ دیجئے

لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۳﴾

کہ بس قسمیں نہ کھاؤ (تمہاری) اطاعت (کی حقیقت) معلوم ہے، جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہے،

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ

کہہ دیجئے کہ اللہ کا حکم مانو، رسول اللہ کی اطاعت کرو، پھر بھی اگر تم نے روگردانی کی تو رسول کے ذمے تو صرف وہی ہے

وَ عَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ؕ وَ اِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ؕ

جو اس پر لازم کر دیا گیا ہے، اور تم پر اس کی جوابدہی ہے جو تم پر رکھا گیا ہے، ہدایت تو تمہیں اس وقت ملے گی

وَ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۵۴﴾ (النور ۵۴،۵۳)

جب رسول کی ماتحتی کرو، سنو! رسول کے ذمے تو صرف صاف طور پر پہنچا دینا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان منافقین کا حال بیان فرمایا جو جہاد فی سبیل اللہ سے جان چرا کر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نہیں نکلے اور پیچھے گھروں میں بیٹھے رہے، مگر اب یہ منافق رسول اللہ ﷺ کے سامنے اللہ کے نام سے کڑی کڑی قسمیں کھا کر کہتے ہیں،

مُجْتَهِدِينَ فِي أَيْمَانِهِم

امام شوکانی رحمہ اللہ کہتے ہیں اپنی وسعت بھر قسمیں کھا کر کہتے ہیں۔ [1]

کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر آپ حکم دیں تو ہم ابھی جہاد فی سبیل اللہ کے لئے اپنے گھر بار سے نکل کر میدان جنگ میں جا کھڑے ہوں، اللہ تعالیٰ نے ان کے اس قول کا رد کرتے ہوئے فرمایا اے نبی ﷺ! ان سے کہو اللہ اعلام الغیوب کے نام کی قسمیں کھا کر اللہ کو دھوکا نہ دو اللہ کو تمہاری اطاعت گزاری کا حال خوب معلوم ہے، جیسے فرمایا

يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ... ﴿۹۶﴾ [2]

---

[1] فتح القدیر ۴؍۵۴

[2] التوبۃ۹۶

ترجمہ: یہ تمہارے سامنے قسمیں کھائیں گے تا کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ۔

اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً ... ﴿۲﴾ [۱]

ترجمہ: انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے۔

تم لوگ ظاہراً اور تنہائی میں جو کچھ کرتے ہو اللہ اس سے بے خبر نہیں ہے، وہ تو آنکھوں خیانت اور دلوں کے چھپے ہوئے بھید جانتا ہے اگرچہ تم زبان سے اس کے خلاف اظہار کرو جیسے فرمایا

يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ﴿۱۹﴾ [۲]

ترجمہ: اللہ نگاہوں کی چوری تک سے واقف ہے اور وہ راز تک جانتا ہے جو سینوں نے چھپا رکھے ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۳۸﴾ [۳]

ترجمہ: بے شک اللہ آسمانوں اور زمین کی ہر پوشیدہ چیز سے واقف ہے، وہ تو سینوں کے چھپے ہوئے راز تک جانتا ہے۔

يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۴﴾ [۴]

ترجمہ: زمین اور آسمانوں کی ہر چیز کا اُسے علم ہے، جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو سب اس کو معلوم ہے، اور وہ دلوں کا حال تک جانتا ہے۔

اور وہ تمہیں ان اعمال کی پوری پوری جزا دے گا، جیسے فرمایا

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ... ﴿۴۰﴾ [۵]

ترجمہ: اللہ کسی پر ذرّہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا۔

اے نبی ﷺ! ان سے کہو اگر تم دنیا و آخرت میں فلاح و نجات چاہتے ہو تو اللہ تعالیٰ کا حکم مانو اور رسول کی اطاعت کرو لیکن اگر تم اللہ تعالیٰ کے احکامات کو ماننے اور اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت سے انکار کرتے ہو تو اس بات کو خوب سمجھ لو کہ رسول پر تبلیغ و دعوت کا جو فرض رکھا گیا ہے وہ اس کو پورا کر رہا ہے اور اس سے اس کے بارے میں سوال کیا جائے گا تم سے نہیں، اور تم پر دعوت حق کو قبول کر کے اللہ وحدہ لاشریک اور اس کے رسول پر ایمان لانا اور اطاعت کا جو فرض ڈالا گیا ہے اس کے تم جواب دہ ہو گے رسول اللہ ﷺ نہیں، اللہ کا رسول ﷺ تمہیں صراط مستقیم کی طرف دعوت دے رہا ہے اگر تم اس دعوت کو قبول کر کے اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو گے تو تم

---

[۱] المنافقون ۲

[۲] المومن ۱۹

[۳] فاطر ۳۸

[۴] التغابن ۴

[۵] النساء ۴۰

خود ہی اپنے قول وفعل میں راہ راست پا لو گے اللہ اور اس کے رسول پر احسان نہیں کرو گے، اب اگر کوئی اس کی دعوت کو قبول کرتا ہے یا نہیں یہ رسول کی ذمہ داری نہیں ہے اس کا کام تو اللہ تعالیٰ کے احکامات کو واضح طور پہنچا دینا ہے، جیسے فرمایا

...فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ﴿٤٠﴾ [1]

ترجمہ: بہر حال تمہارا کام صرف پیغام پہنچا دینا ہے (کوئی مانتا ہے یا نہیں) اور حساب لینا ہمارا کام ہے۔

فَذَكِّرْ إِنَّمَآ أَنتَ مُذَكِّرٌ ﴿٢١﴾ لَّسْتَ عَلَيْهِم بِمُصَيْطِرٍ ﴿٢٢﴾ [2]

ترجمہ: اچھا تو (اے نبی ﷺ!) نصیحت کیے جاؤ! تم بس نصیحت ہی کرنے والے ہو کچھ ان پر جبر کرنے والے نہیں ہو (داروغہ نہیں ہیں)۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

تم میں سے ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں اور نیک اعمال کئے ہیں اللہ تعالیٰ وعدہ فرما چکا ہے کہ

لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ

انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسے کہ ان لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا جو ان سے پہلے تھے اور یقیناً ان کے لیے ان کے اس

دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ

دین کو مضبوطی کے ساتھ محکم کر کے جما دے گا جسے ان کے لیے وہ پسند فرما چکا ہے اور ان کے اس خوف وخطر کو

اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ

وہ امن امان سے بدل دے گا، وہ میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرائیں گے، اس کے بعد بھی

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٥٥﴾ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ

جو لوگ ناشکری اور کفر کریں وہ یقیناً فاسق ہیں، نماز کی پابندی کرو زکوۃ ادا کرو اور اللہ تعالیٰ کے رسول کی فرماں برداری میں

لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿٥٦﴾ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ

لگے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے، یہ خیال آپ کبھی بھی نہ کرنا کہ منکر لوگ

فِي الْاَرْضِ ۚ وَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ وَ لَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿٥٧﴾ (النور ۵۵ تا ۵۷)

زمین میں (ادھر ادھر بھاگ کر) ہمیں ہرا دینے والے ہیں، ان کا اصلی ٹھکانا تو جہنم ہے جو یقیناً بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔

[1] الرعد ۴۰

[2] الغاشیة ۲۲،۲۱

دشمنوں نے اہل اسلام کو چاروں طرف سے گھیرا ہوا تھا، جس سے مسلمان انتہائی خائف تھے، خطرے کے پیش نظر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہر وقت ہتھیاروں سے آراستہ رہتے تھے

إِنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِهِ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَبَدَ الدَّهْرِ نَحْنُ خَائِفُونَ هَكَذَا؟ أَمَا يَأْتِي عَلَيْنَا يَوْمٌ نَأْمَنُ فِيهِ وَنَضَعُ عَنَّا [فِيهِ] السِّلَاحَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَنْ تَغْبروا إِلَّا يَسِيرًا حَتَّى يَجْلِسَ الرَّجُلُ مِنْكُمْ فِي الْمَلَأِ الْعَظِيمِ مُحْتَبِيًا لَيْسَتْ فِيهِمْ حَدِيدَةٌ، وَأَنْزَلَ اللهُ هَذِهِ الْآيَةَ

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم اسی طرح خوف زدہ ہی رہیں گے؟ کیا ہتھیار اتار کر بھی ہمیں کبھی آسودگی کا سانس لینا میسر آئے گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پورے سکون سے فرمایا کچھ دن اور صبر کر لو پھر تو اس قدر امن واطمینان ہوگا کہ پوری مجلس میں، بھرے دربار میں، چوکڑی بھر کر آرام سے بیٹھے رہو گے ایک کے پاس کیا کسی کے پاس بھی کوئی ہتھیار نہ ہوگا کیونکہ کامل امن وامان پورا اطمینان ہوگا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (1)

نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ، وَنَحْنُ فِي خَوْفٍ شَدِيدٍ

اور براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی اس وقت ہم انتہائی خوف اور اضطراب کی حالت میں تھے۔ (2)

فرمایا اللہ تعالیٰ صادق الایمان اور اخلاق اور اعمال کے اعتبار سے صالح لوگوں سے تین وعدے فرماتا ہے کہ وہ ان کو اسی طرح زمین کی خلافت عطا فرمائے گا اور زمین کی تمام تدبیر ان کے دست تصرف میں ہوگی جس طرح ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کو خلافت عطا کر چکا ہے، جیسے فرمایا

قَالُوٓا أُوذِينَا مِن قَبۡلِ أَن تَأۡتِيَنَا وَمِنۢ بَعۡدِ مَا جِئۡتَنَاۚ قَالَ عَسَىٰ رَبُّكُمۡ أَن يُهۡلِكَ عَدُوَّكُمۡ وَيَسۡتَخۡلِفَكُمۡ فِي ٱلۡأَرۡضِ فَيَنظُرَ كَيۡفَ تَعۡمَلُونَ ۝١٢٩ (3)

ترجمہ: اس کی قوم کے لوگوں نے کہا تیرے آنے سے پہلے بھی ہم ستائے جاتے تھے اور اب تیرے آنے پر بھی ستائے جا رہے ہیں، اس نے جواب دیا قریب ہے وہ وقت کہ تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے اور تم کو زمین میں خلیفہ بنائے پھر دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔

وَنُرِيدُ أَن نَّمُنَّ عَلَى ٱلَّذِينَ ٱسۡتُضۡعِفُواْ فِي ٱلۡأَرۡضِ وَنَجۡعَلَهُمۡ أَئِمَّةً وَنَجۡعَلَهُمُ ٱلۡوَٰرِثِينَ ۝٥ وَنُمَكِّنَ لَهُمۡ فِي ٱلۡأَرۡضِ وَنُرِيَ فِرۡعَوۡنَ وَهَٰمَٰنَ وَجُنُودَهُمَا مِنۡهُم مَّا كَانُواْ يَحۡذَرُونَ ۝٦ (4)

ترجمہ: اور ہم یہ ارادہ رکھتے تھے کہ مہربانی کریں ان لوگوں پر جو زمین میں ذلیل کر کے رکھے گئے تھے اور انہیں پیشوا بنادیں اور انہی کو وارث بنائیں، اور زمین میں ان کو اقتدار بخشیں اور ان سے فرعون وہامان اور ان کے لشکروں کو وہی کچھ دکھلادیں جس کا انہیں ڈر تھا۔

(1) تفسیرابن ابی حاتم ۸٫۲۶۲۹،تفسیر طبری ۱۹٫۲۰۹، تفسیرابن کثیر۶٫۷۹،مستدرک حاکم ۳۵۱۲

(2) تفسیرابن کثیر ۶٫۷۹

(3) الاعراف ۱۲۹

(4) القصص ۵،۶

ان کے لیے ان کے دین اسلام کو جو تمام ادیان پر فائق ہے کو مضبوط بنیادوں پر قائم کر دے گا جسے اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں پسند کیا ہے، اور ان کی موجودہ حالت خوف و دہشت کو امن سے بدل دے گا، جیسے فرمایا

وَاذْكُرُوٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٢٦﴾ [۱]

ترجمہ: یاد کرو وہ وقت جبکہ تم تھوڑے تھے، زمین میں تم کو بے زور سمجھا جاتا تھا، تم ڈرتے تھے کہ کہیں لوگ تمہیں مٹا نہ دیں پھر اللہ نے تم کو جائے پناہ مہیا کر دی، اپنی مدد سے تمہارے ہاتھ مضبوط کیے اور تمہیں اچھا رزق پہنچایا شاید کہ تم شکر گزار بنو۔

اللہ تعالیٰ نے جو عدہ فرمایا تھا وہ خلافت راشدہ اور عہد خیر القرون میں پورا ہوا اللہ کی مدد سے مسلمانوں کو زمین پر غلبہ نصیب ہوا، مسلمان خوف کی زندگی سے نکل کر امن میں داخل ہو گئے، چنانچہ مکہ مکرمہ، خیبر، بحرین، جزیرہ عرب اور یمن تو خود رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں فتح ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ نے جو پیش گوئیاں فرمائی تھیں وہ بھی پوری ہو گئیں،

عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللهَ زَوَى لِي الْأَرْضَ، فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَإِنَّ أُمَّتِي سَيَبْلُغُ مُلْكُهَا مَا زُوِيَ لِي مِنْهَا

ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو لپیٹ لیا (یعنی سب زمین کو سمیٹ کر میرے سامنے کر دیا) تو میں نے اس کا پورب اور پچھم دیکھا اور میری امت کا دائرہ اقتدار وہاں تک پہنچے گا جہاں تک زمین مجھے دکھلائی گئی ہے۔ [۲]

چنانچہ مسلمان دین اسلام کی اشاعت کے لئے سر بکف ہو کر مدینہ منورہ سے نکلے اور فارس، شام، مصر، افریقہ اور دیگر دور دراز کے ممالک فتح کر لئے جس سے لاکھوں میل تک کفر و شرک کی جگہ توحید و سنت کی حکمرانی ہو گئی اور اسلامی تہذیب و تمدن کا جھنڈا چاروں طرف لہرانے لگا،

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، قَالَ: بَيْنَا أَنَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَتَاهُ رَجُلٌ فَشَكَا إِلَيْهِ الفَاقَةَ، ثُمَّ أَتَاهُ آخَرُ فَشَكَا إِلَيْهِ قَطْعَ السَّبِيلِ، فَقَالَ: يَا عَدِيُّ، هَلْ رَأَيْتَ الحِيرَةَ؟قُلْتُ: لَمْ أَرَهَا، وَقَدْ أُنْبِئْتُ عَنْهَا،قَالَ فَإِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ، لَتَرَيَنَّ الظَّعِينَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الحِيرَةِ، حَتَّى تَطُوفَ بِالكَعْبَةِ لاَ تَخَافُ أَحَدًا إِلَّا اللهَ،قُلْتُ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَ نَفْسِي فَأَيْنَ دُعَّارُ طَيِّئٍ الَّذِينَ قَدْ سَعَّرُوا البِلاَدَ، وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتُفْتَحَنَّ كُنُوزُ كِسْرَى،قُلْتُ: كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ؟قَالَ:كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ، وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ، لَتَرَيَنَّ الرَّجُلَ يُخْرِجُ مِلْءَ كَفِّهِ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ، يَطْلُبُ مَنْ يَقْبَلُهُ مِنْهُ فَلاَ يَجِدُ أَحَدًا يَقْبَلُهُ مِنْهُ

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک صاحب آئے اور رسول اللہ ﷺ سے فقر و فاقہ کی شکایت کی، پھر دوسرے صاحب آئے اور راستوں کی بدامنی کی شکایت کی، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عدی! تم نے مقام حیرہ دیکھا ہے

---

[۱] الانفال ۲۶

[۲] صحيح مسلم كتاب الْفِتَنِ وَأَشْرَاطِ السَّاعَةِ بَابُ هَلَاكِ هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ ۷۲۵۸

(جو کوفہ کے پاس ایک بستی ہے)؟ میں نے عرض کیا میں نے اسے دیکھا تو نہیں البتہ اس کا نام سنا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تمہاری زندگی کچھ اور لمبی ہوئی تو تم دیکھو گے کہ ہودج میں ایک عورت اکیلی حیرہ سے سفر کرے گی اور (مکہ مکرمہ پہنچ کر) کعبہ کا طواف کرے گی اور اللہ کے سوا اسے کسی کا خوف نہ ہوگا، میں نے (حیرت سے) اپنے دل میں کہا پھر قبیلہ طے کے ان ڈاکوؤں کا کیا ہوگا جنہوں نے شہروں کو تباہ کر دیا اور فساد کی آگ سلگا رکھی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم کچھ دنوں تک زندہ رہے تو کسریٰ کے خزانے (تم پر) کھولے جائیں گے، میں (حیرت میں) بول پڑا کسریٰ بن ہرمز (ایران کا بادشاہ) آپ ﷺ نے فرمایا ہاں کسریٰ بن ہرمز! اور اگر تم کچھ دنوں تک اور زندہ رہے تو یہ دیکھو گے کہ ایک شخص اپنے ہاتھ میں سونا چاندی بھر کر نکلے گا اور اسے کسی ایسے آدمی کی تلاش ہوگی (جو اس کی زکوٰۃ) قبول کر لے لیکن اسے کوئی ایسا آدمی نہیں ملے گا جو اسے قبول کر لے

وَلَيَلْقَيَنَّ اللهَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ يَلْقَاهُ، وَلَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ يُتَرْجِمُ لَهُ، فَلَيَقُولَنَّ لَهُ: أَلَمْ أَبْعَثْ إِلَيْكَ رَسُولًا فَيُبَلِّغَكَ؟ فَيَقُولُ: بَلَى، فَيَقُولُ: أَلَمْ أُعْطِكَ مَالًا وَأُفْضِلْ عَلَيْكَ؟فَيَقُولُ: بَلَى،فَيَنْظُرُ عَنْ يَمِينِهِ فَلاَ يَرَى إِلَّا جَهَنَّمَ،وَيَنْظُرُ عَنْ يَسَارِهِ فَلاَ يَرَى إِلَّا جَهَنَّمَ،قَالَ عَدِيٌّ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ:اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقَّةِ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ شِقَّةَ تَمْرَةٍ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ،

اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا جو دن مقرر ہے اس وقت تم میں سے ہر کوئی اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ درمیان میں کوئی ترجمان نہ ہوگا (بلکہ پروردگار اس سے بلاواسطہ باتیں کرے گا) اللہ تعالیٰ اس سے دریافت کرے گا کیا میں نے تمہارے پاس رسول نہیں بھیجے تھے جنہوں نے تم تک میرا پیغام پہنچا دیا ہو؟ وہ عرض کرے گا بے شک تو نے بھیجے تھے، اللہ تعالیٰ دریافت فرمائے گا کیا میں نے تمہیں مال اور اولاد نہیں دی تھی؟ کیا میں نے ان کے ذریعہ تمہیں فضیلت نہیں دی تھی؟ وہ جواب دے گا بے شک تو نے دیا تھا، پھر وہ اپنی داہنی طرف دیکھے گا تو جہنم کے سوا اسے اور کچھ نظر نہ آئے گا، پھر وہ بائیں طرف دیکھے گا تو ادھر بھی جہنم کے سوا اور کچھ نظر نہیں آئے گا، عدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ جہنم سے بچو اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعہ ہو اگر کسی کو کھجور کا ایک ٹکڑا بھی میسر نہ آسکے تو (کسی سے) ایک اچھا کلمہ ہی کہہ دے،

قَالَ عَدِيٌّ : فَرَأَيْتُ الظَّعِينَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الحِيرَةِ حَتَّى تَطُوفَ بِالكَعْبَةِ لاَ تَخَافُ إِلَّا اللهَ،وَكُنْتُ فِيمَنِ افْتَتَحَ كُنُوزَ كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ،وَلَئِنْ طَالَتْ بِكُمْ حَيَاةٌ، لَتَرَوُنَّ مَا قَالَ النَّبِيُّ أَبُو القَاسِمِ: صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے ہودج میں بیٹھی ہوئی ایک اکیلی عورت کو تو خود دیکھ لیا کہ وہ حیرہ سے سفر کے لئے نکلی اور (مکہ مکرمہ پہنچ کر) اس نے کعبہ کا طواف کیا اور اسے اللہ کے سوا اور کسی (ڈاکو وغیرہ) کا (راستے میں) خوف نہیں تھا اور مجاہدین کی اس جماعت میں تو میں خود شریک تھا جس نے کسریٰ بن ہرمز کے خزانے فتح کیے، اور اگر تم لوگ کچھ دنوں اور زندہ رہے تو یہ بھی دیکھ لو گے جو نبی ابو القاسم ﷺ نے فرمایا (کہ ایک شخص اپنے ہاتھ میں (زکوٰۃ کا سونا چاندی) بھر کر نکلے گا لیکن اسے لینے والا کوئی نہیں ملے گا) (عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کے زمانے میں

مال و دولت کی فراوانی کی پیش گوئی بھی پوری ہوئی کہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے بہت دولت مند بنا دیا تھا کہ کوئی زکوۃ لینے والا نہ تھا) ۔ (۱)

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:بَشِّرْ هَذِهِ الْأُمَّةَ بالسَّناء وَالرِّفْعَةِ، وَالدِّينِ وَالنَّصْرِ وَالتَّمْكِينِ فِي الْأَرْضِ، فَمَنْ عَمِلَ مِنْهُمْ عَمَلَ الْآخِرَةِ لِلدُّنْيَا، لَمْ يَكُنْ لَهُ فِي الْآخِرَةِ نَصِيبٌ

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس امت کو ترقی و رفعت اور دین کی مدد اور زمین پر اقتدار کی بشارت دے دو البتہ جو شخص آخرت کا عمل دنیا حاصل کرنے کے لئے کرے وہ جان لے کہ آخرت میں اسے کوئی حصہ نہیں ملے گا۔ (۲)

بس وہ ہر طرف سے منہ موڑ کر صرف میری بندگی کریں اور میری ذات وصفات، افعال اور حقوق میں کسی کو میرے ساتھ شریک نہ کریں،

مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ حَدَّثَهُ قَالَ: بَيْنَا أَنَا رَدِيفُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ إِلَّا آخِرَةَ الرَّحْل قَالَ:يَا مُعَاذُ قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ وسَعْديك،قَالَ: ثُمَّ سَارَ سَاعَةً، ثُمَّ قَالَ:يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ، قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ، ثُمَّ سَارَ سَاعَةً، ثُمَّ قَالَ:يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ،قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں ایک گدھے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا، میرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کجاوہ کی پچھلی لکڑی کے سوا اور کوئی چیز حائل نہیں تھی، اسی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاذ رضی اللہ عنہ! میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری کے لئے حاضر ہوں، تھوڑی سی دیر چلنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا اے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ! میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری کے لئے حاضر ہوں، تھوڑی سی دیر چلنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا اے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ! میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری کے لئے حاضر ہوں،

قَالَ:هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللهِ عَلَى الْعِبَادِ؟قُلْتُ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: [فَإِنَّ] حَقَّ اللهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، قَالَ: ثُمَّ سَارَ سَاعَةً. ثُمَّ قَالَ:يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ، قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ، قَالَ:فَهَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللهِ إِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ:فَإِنَّ حَقَّ الْعِبَادِ عَلَى اللهِ أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جانتے ہو اللہ کا اپنے بندوں پر کیا حق ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ہی کو زیادہ علم ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کا بندوں پر یہ حق ہے کہ وہ اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں، تھوڑی سی دیر چلنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا اے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ! میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری کے لئے حاضر ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندے اللہ کا حق ادا کریں تو اللہ کے ذمہ بندوں کا کیا حق ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ہی کو زیادہ

---

(۱) صحیح بخاری کتاب المناقب بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الإِسْلاَمِ ۳۵۹۵

(۲) مسند احمد ۲۱۲۲۰،مستدرک حاکم۷۸۶۲، شعب الایمان ۶۴۱۴،شرح السنة للبغوی ۴۱۴۵

علم ہے، آپ ﷺ نے فرمایا پھر بندوں کا اللہ پر حق ہے کہ وہ انہیں عذاب نہ دے۔ ①

اور جو اس کامل اقتدار اور تسلط کے بعد بھی کفران نعمت کا ارتکاب کرتا ہے تو ایسے ہی لوگ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے دائرے سے باہر نکلے ہوئے اور بگڑے ہوئے کافر اور فاسق ہیں، اور ان تین نعمتوں (حکومت، دولت اور امن) کی بقاء کے لئے تین احکام فرمائے کہ اپنے خالق ،مالک اور رازق رب کی یاد کے لئے پانچ وقت باجماعت نماز قائم کرو، اللہ کے عطا کردہ پاکیزہ اموال میں سے یتیموں، مسکینوں، بیواؤں اور ضرورت مندوں کو زکوٰۃ دو اور ہر حال میں اللہ کے رسول کی اطاعت کرو، جس چیز سے وہ منع کریں اس سے رک جاؤ اور جس کام کا حکم دیں اسے پورا کرو، جیسے فرمایا

...وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا... ⑦ ②

ترجمہ: جو کچھ رسول تمہیں دے وہ لے لو اور جس چیز سے وہ تم کو روک دے اس سے رُک جاؤ۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ... ⑧⓪ ③

ترجمہ: جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے دراصل اللہ کی اطاعت کی۔

اگر تم ان تمام امور کا خیال رکھو گے تو تم پر رحم کیا جائے گا، جیسے فرمایا

...اُولٰٓىِٕكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ... ⑦① ④

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ کی رحمت نازل ہو کر رہے گی۔

عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:لاَ يَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ، حَتَّى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللهِ وَهُمْ ظَاهِرُونَ

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ غالب رہے گا (اس میں علمی و دینی غلبہ بھی داخل ہے) یہاں تک کہ قیامت آجائے گی اور وہ غالب ہی رہیں گے۔ ⑤

---

① مسند احمد۲۲۰۹۶،صحیح بخاری کتاب اللباس بَابُ إِرْدَافِ الرَّجُلِ خَلْفَ الرَّجُلِ ۵۹۶۷،صحیح مسلم كِتَابُ الْإِيمَانَ بَابُ مَنْ لَقِيَ اللهَ بِالْإِيمَانِ وَهُو غَيْرُ شَاكٍّ فِيهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَحُرِّمَ عَلَى النَّارِ۱۴۳ ،السنن الکبری للنسائی ۹۹۴۳،صحیح ابن حبان ۳۶۲

② الحشر۷

③ النساء۸۰

④ التوبۃ۷۱

⑤ صحیح بخاری کتاب الاعتصام بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لاَ تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى الحَقِّ يُقَاتِلُونَ وَهُمْ أَهْلُ العِلْمِ ۷۳۱۱،وکتاب التوحیدوالردعلی الجهمیة بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى:إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَاهُ أَنْ نَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ۷۴۵۹،صحیح مسلم کتاب الامارة بَابُ قَوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ ۴۹۵۲،۴۹۵۱ ،مسند احمد ۱۸۱۳۵

مُعَاوِيَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ:لاَ يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي أُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِأَمْرِ اللهِ، مَا يَضُرُّهُمْ مَنْ كَذَّبَهُمْ وَلاَ مَنْ خَالَفَهُمْ، حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللهِ وَهُمْ عَلَى ذَلِكَ

اور کاتب وحی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں ہے میں نے نبی کریم صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے سنا آپ نے فرمایا میری امت میں سے ایک گروہ ہمیشہ قرآن وحدیث پر قائم رہے گا اسے جھٹلانے والے اور مخالفین کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے یہاں تک کہ امر اللہ (قیامت) آجائے گی اور وہ اسی حال میں ہوں گے۔ [1]

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ عَلَى مَنْ نَاوَأَهُمْ، حَتَّى يُقَاتِلَ آخِرُهُمُ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ

اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا میری امت کا (عقیدہ توحید وسنت اور اتباع رسول کے پابند لوگوں کا) ایک گروہ ہمیشہ حق کے لیے قتال کرتا رہے گا اور وہ اپنے مقابل آنے والوں پر غالب رہیں گے حتی کہ ان کا آخری گروہ مسیح دجال سے لڑائی کرے گا۔ [2]

جو لوگ اللہ تعالیٰ کی دعوت اسلام اور رسول اللہ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی رسالت کا انکار کر رہے ہیں ان کے متعلق اس غلط فہمی میں نہ رہو کہ وہ زمین میں اللہ کو عاجز کر دیں گے بلکہ اللہ تعالیٰ ہر طرح ان پر گرفت کرنے پر قادر ہے، دنیا میں یہ چند روز عیش وآرام کر لیں بالآخر ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بڑا ہی برا ٹھکانا ہے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَ الَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ

ایمان والو! تم سے تمہاری ملکیت کے غلاموں کو اور انہیں بھی جو تم میں سے بلوغت کو نہ پہنچے ہوں (اپنے آنے کی)

مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ؕ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَ حِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ

تین وقتوں میں اجازت حاصل کرنی ضروری ہے، نماز فجر سے پہلے اور ظہر کے وقت جب کہ تم اپنے کپڑے اتار رکھتے ہو

وَ مِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ؕ۫ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَ لَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ

اور عشا کی نماز کے بعد، یہ تینوں وقت تمہاری (خلوت) اور پردہ کے ہیں، ان وقتوں کے ماسوا نہ تم پر کوئی گناہ ہے

بَعْدَهُنَّ ؕ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ

اور نہ ان پر، تم سب آپس میں ایک دوسرے کے پاس بکثرت آنے جانے والے ہو (ہی)، اللہ اس طرح کھول کھول کر

---

[1] صحیح بخاری کتاب التوحید بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَاهُ أَنْ نَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ٧٤٦٠، صحیح مسلم کتاب الامارة بَابُ قَوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُم٤٩٥٥

[2] سنن ابوداودکتاب الجہادبَابٌ فِي دَوَامِ الْجِهَادِ٢٤٨٤ ، مسند احمد١٩٩٢٠،مستدرک حاکم ٢٣٩٢

لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۵۸ (النور ۵۸)

اپنے احکام سے بیان فرما رہا ہے، اللہ تعالیٰ پورے علم اور کامل حکمت والا ہے۔

خاص اوقات میں سب کے لئے استئذان:

وَقَالَ مُقَاتِلُ بْنُ حَيَّان :أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ وَامْرَأَتُهُ أَسْمَاءُ بِنْتَ مُرْشدة صَنَعَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا، فَجَعَلَ النَّاسُ يَدْخُلُونَ بِغَيْرِ إِذْنٍ، فَقَالَتْ أَسْمَاءُ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا أَقْبَحَ هَذَا! إِنَّهُ لَيَدْخُلُ عَلَى الْمَرْأَةِ وَزَوجِهَا وَهُمَا فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، غُلَامُهُمَا بِغَيْرِ إِذْنٍ! فَأَنْزَلَ اللَّهُ فِي ذَلِكَ: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ﴾ الْآيَةَ.

مقاتل بن حیان سے مروی ہے ایک انصاری نے رسول اللہ ﷺ کے لئے کچھ کھانا تیار کیا اور لوگ بلا اجازت ان کے گھر جانے لگے، اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ تو نہایت بری بات ہے کہ غلام بغیر اجازت گھر میں آجائے ممکن ہے میاں بیوی ایک ہی کپڑے میں ہوں، جس پر یہ آیت ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو لازم ہے کہ تمہارے مملوک اور تمہارے وہ بچے جو ابھی عقل کی حد کو نہیں پہنچے ہیں، تین اوقات میں اجازت لے کر تمہارے پاس آیا کریں، صبح کی نماز سے پہلے اور دوپہر کو جبکہ تم کپڑے اتار کر رکھ دیتے ہو اور عشاء کی نماز کے بعد، یہ تین وقت تمہارے لیے پردے کے وقت ہیں۔'' نازل ہوئی۔ [1]

جس میں پردہ کی حفاظت اور ہر قسم کی احتیاط کے لئے قریبی رشتہ داروں کو حکم فرمایا اے ایمان والو! تمہاری باندیوں اور غلاموں کو اور نابالغ لڑکوں کو جن کے اندر ابھی صنفی شعور بیدار نہیں ہوا تمہاری خلوت کی جگہ پر تین مخصوص وقتوں میں اجازت حاصل کر کے آئیں، نماز فجر سے پہلے کیونکہ سونے والے نے معمول کے لباس کے بجائے شب خوابی کا لباس پہنا ہوتا ہے، اور ظہر کے وقت جب کہ انسان قیلولہ کے لئے عموماً بالائی کپڑے اتار کر سوتا ہے اور عشاء کی نماز کے بعد کہ یہ سونے کا وقت ہوتا ہے، اور یہ تینوں اوقات عموماً بے پردگی کے ہیں اور آدمی کے کھل کر رہنے سہنے کے ہیں، ان مخصوص تین وقتوں کے علاوہ گھر کے مملوک اور نابالغ بچے بغیر اجازت عورتوں اور مردوں کے کمروں میں یا ان کے تخلیے کی جگہ میں بلا اجازت آئیں تو نہ تم پر گناہ ہے اور نہ ان پر کیونکہ خادموں اور مالکوں کو کام کاج کے لئے ہر وقت ایک دوسرے کو ملنے کی ضرورت رہتی ہے، اللہ اس طرح کھول کھول کر اپنے احکام تم سے بیان فرما رہا ہے، اللہ تعالیٰ لوگوں کی ضروریات اور حاجات کو جانتا ہے اور اس کے ہر حکم میں بندوں کے مفادات اور حکمتیں ہیں۔

وَ اِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ

اور تمہارے بچے (بھی) جب بلوغت کو پہنچ جائیں تو جس طرح ان کے اگلے لوگ اجازت مانگتے ہیں انہیں بھی اجازت

---

[1] تفسیر ابن کثیر ۶/۸۳، تفسیر ابن ابی حاتم ۱۴۷۹۵، ۸/۲۶۳۳

مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۹﴾ (النور ۵۹)

مانگ کر آنا چاہیے، اللہ تعالیٰ تم سے اسی طرح اپنی آیتیں بیان فرماتا ہے، اللہ تعالیٰ ہی علم وحکمت والا ہے۔

نابالغ بعد از بلوغ اجازت لیں: اور بچے جب بالغ ہو جائیں تو ان تینوں اوقات میں جس طرح گھر کے بالغ مرد اور لونڈی وغلام اجازت مانگ کر تمہاری خلوت کی جگہ پر آتے ہیں انہیں بھی اجازت طلب کر کے آنا چاہیے، اللہ تعالیٰ اس طرح اپنی آیتیں بیان فرماتا ہے، اللہ تعالیٰ پورے علم اور کامل حکمت والا ہے۔

وَ الْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ

بڑی بوڑھی عورتیں جنہیں نکاح کی امید (اور خواہش ہی) نہ رہی ہو وہ اگر اپنے کپڑے اتار رکھیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں

اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِيْنَةٍ ؕ وَ اَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ؕ

بشرطیکہ وہ اپنا بناؤ سنگار ظاہر کرنے والیاں نہ ہوں، تاہم اگر ان سے بھی احتیاط رکھیں تو ان کے لیے بہت افضل ہے

وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۶۰﴾ (النور ۶۰)

اور اللہ تعالیٰ سنتا اور جانتا ہے۔

سورہ الاحزاب میں اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا تھا

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ... ﴿۵۹﴾ [1]

ترجمہ: اے نبی! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور اہلِ ایمان کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو لٹکا لیا کریں۔

ایک مقام پر فرمایا

...وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ... ﴿۳۱﴾ [2]

ترجمہ: اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل ڈالے رہیں۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے بوڑھی عورتوں کے پردے میں تخفیف فرمائی فرمایا اور وہ بوڑھی عورتیں جو نکاح کی خواہش مند ہوں اور اس کو دیکھ کر مردوں میں بھی کوئی صنفی جذبہ بیدار نہ ہو سکتا ہو تو وہ اپنی زینت چھپانے والی چادریں اتار سکتی ہیں بشرطیکہ وہ اپنی زینت اور بناؤ سنگھار کا اظہار کرنے والی نہ ہوں۔ ثیاب سے مراد اضافی کپڑے ہیں مثلاً جلباب یا نقاب وغیرہ نہ کہ دوپٹہ یا سینے کو ڈھانپنے والی چادر جیسا کہ مفسیرین نے اس کی وضاحت کی ہے،

---

[1] الاحزاب ۵۹

[2] النور ۳۱

{فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ}[1] يَقُولُ: فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ حَرَجٌ وَلَا إِثْمٌ أَنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ، يَعْنِي جَلَابِيبَهُنَّ، وَهِيَ الْقِنَاعُ الَّذِي يَكُونُ فَوْقَ الْخِمَارِ , وَالرِّدَاءُ الَّذِي يَكُونُ فَوْقَ الثِّيَابِ، لَا حَرَجَ عَلَيْهِنَّ أَنْ يَضَعْنَ ذَلِكَ عِنْدَ الْمَحَارِمِ مِنَ الرِّجَالِ وَغَيْرِ الْمَحَارِمِ مِنَ الْغُرَبَاءِ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ.

امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ ''اور جو عورتیں جوانی سے گزری بیٹھی ہوں، نکاح کی امید وار نہ ہوں وہ اگر اپنی چادریں اتار کر رکھ دیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں۔'' کی تفسیر میں لکھتے ہیں ان (بوڑھی عورتوں) پر کوئی گناہ نہیں ہے اگر وہ اپنے کپڑے یعنی جلباب وغیرہ اتار کر رکھ دیں اور جلباب سے مراد وہ نقاب ہے جو کہ دوپٹے کے اوپر لیا جاتا ہے اور وہ چادر ہے جو کہ کپڑوں کے اوپر لی جاتی ہے، ان عورتوں پر کوئی گناہ نہیں ہے اگر وہ یہ نقاب یا چادر اپنے محرم اور غیر محرم افراد کے سامنے اتار رکھیں لیکن زینت ظاہر نہ کریں۔[2]

عَن عَاصِم الْأَحول قَالَ: دخلت على حَفْصَة بنت سِيرِين وَقد أَلْقَت عَلَيْهَا ثِيَابهَا فَقلت أَلَيْسَ يَقُول الله وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ اللاتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ، قَالَ: اقْرَأ مَا بعده وَأَنْ يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَهُنَّ، وَهُوَ ثِيَاب الْجِلْبَاب

عاصم الاحول فرماتے ہیں میں حفصہ بنت سیرین کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے دیکھا کہ وہ اپنے پورے کپڑے پہنے تشریف فرما تھیں میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے کپڑوں کے تعلق سے آپ کی عمر کی عورتوں کو رخصت دے رکھی ہے فرمان ہے ''بڑی بوڑھی عورتیں جنہیں نکاح کی امید (اور خواہش ہی) نہ رہی ہو وہ اگر اپنے کپڑے اتار رکھیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں۔'' انہوں نے فرمایا آگے بھی پڑھو تاہم اگر ان سے بھی احتیاط رکھیں تو ان کے لیے بہت افضل ہے، پھر فرمایا جس کپڑے کو بوڑھی عورت کے لیے قرآن نے اتار رکھنے کی رخصت دی ہے وہ صرف اوپر کی اوڑھنی ہے۔[3]

قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ فِي قَوْلِهِ: فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ قال: الجلباب، أوالرِّدَاءُ: وَكَذَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَابْنِ عُمَرَ، وَمُجَاهِدٍ، وَسَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، وَأَبِي الشَّعْثَاءِ وَإِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ، وَالْحَسَنِ، وَقَتَادَةَ، وَالزُّهْرِيِّ، وَالْأَوْزَاعِيِّ، وَغَيْرِهِمْ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما اللہ کے کے قول ''وہ اگر اپنے کپڑے اتار رکھیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں۔'' کے بارے میں فرماتے ہیں وہ اوپر کی اوڑھنی یا چادر ہے، یہی تفسیر عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، مجاہد رحمہ اللہ، سعید بن جبیر رحمہ اللہ، ابو الشعثاء رحمہ اللہ، ابراہیم نخعی رحمہ اللہ، حسن بصری رحمہ اللہ، قتادہ رحمہ اللہ، زہری رحمہ اللہ اور اوزاعی رحمہ اللہ سے مروی ہے۔[4]

---

[1] ۔ النور: 60

[2] تفسیر طبری ۱۹/۲۱۶

[3] الدر المنثور فی تفسیر بالماثور ۶/۲۲۳

[4] تفسیر ابن کثیر ۶/۸۳

وَقَالَ أَبُو صَالِحٍ: تَضَعُ الْجِلْبَابَ، وَتَقُومُ بَيْنَ يَدَيِ الرَّجُلِ فِي الدِّرْعِ وَالْخِمَارِ

ابوصالح رحمہ اللہ فرماتے ہیں (بوڑھی عورتیں) اجنبی مردوں کے سامنے صرف اوپر کی اوڑھنی اتار سکتی ہیں باقی قمیض اور دوپٹہ پہنے رہے گی۔

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ , قَالَ:هُوَ الرِّدَاءُ

سعید بن جبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں بوڑھی عورتوں کے لیے صرف اوڑھنی کو اتارنے کا جواز ہے۔[1]

فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ، عِنْدَ الرِّجَالِ، يَعْنِي يَضَعْنَ بَعْضَ ثِيَابِهِنَّ، وَهِيَ الْجِلْبَابُ وَالرِّدَاءُ الَّذِي فَوْقَ الثِّيَابِ، وَالْقِنَاعِ، الَّذِي فَوْقَ الْخِمَارِ، فَأَمَّا الْخِمَارُ فَلَا يَجُوزُ وَضْعُهُ.

امام بغوی رحمہ اللہ آیت ''وہ اگر اپنی چادریں اتار کر رکھ دیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں۔'' کی تفسیر میں لکھتے ہیں (کپڑے اتارنے سے) مراد یہ ہے کہ وہ اپنے بعض کپڑے اتار رکھیں اور وہ جلباب اور چادر ہے جو کہ کپڑوں کے اوپر ہوتی ہے یا وہ نقاب جو کہ دوپٹے کے اوپر ہوتا ہے، جہاں تک دوپٹے کا تعلق ہے اس کا اتار ناجائز نہیں۔[2]

والمراد بالثياب: الثياب الظاهرة كالملحفة والجلباب الذي فوق الخمار

علامہ زمخشری رحمہ اللہ ''ثیاب۔'' کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں ثیاب سے مراد وہ کپڑے ہیں جو ظاہری ہوں (یعنی اوپر اوڑھے ہوں) مثلاً اوڑھنی اور جلباب جو دوپٹے کے اوپر ہوتا ہے۔[3]

اور اگر یہ بوڑھی عورتیں بھی پردے میں تخفیف نہ کریں بلکہ بدستور بڑی چادر استعمال کرتی رہیں تو یہ ان کے لئے زیادہ بہتر ہے، اور اللہ تعالیٰ سنتا جانتا ہے۔

لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّ لَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ

اندھے پر، لنگڑے پر، بیمار پر اور خود تم پر (مطلقاً) کوئی حرج نہیں کہ تم اپنے

اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ

گھروں سے کھالو یا اپنے باپوں کے گھروں سے یا اپنی ماؤں کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے

اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ

یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے

اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗٓ اَوْ صَدِيْقِكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ

یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا ان گھروں سے جن کے کنجیوں کے تم مالک ہو یا اپنے دوستوں کے گھروں سے، تم پر اس

[1] تفسیر عبدالرزاق ۴۴۶/۲

[2] تفسیر البغوی ۴۲۹/۳

[3] تفسیرالزمخشری ۲۵۵/۳

جُنَاحٌ اَنۡ تَاۡكُلُوۡا جَمِيۡعًا اَوۡ اَشۡتَاتًا ؕ فَاِذَا دَخَلۡتُمۡ بُيُوۡتًا

میں بھی کوئی گناہ نہیں کہ تم سب ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاؤ یا الگ الگ، پس جب تم گھروں میں جانے لگو تو اپنے گھر والوں کو

فَسَلِّمُوۡا عَلٰٓى اَنۡفُسِكُمۡ تَحِيَّةً مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ؕ كَذٰلِكَ

سلام کرلیا کرو، دعائے خیر ہے جو بابرکت اور پاکیزہ ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ، یوں ہی

يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الۡاٰيٰتِ لَعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۶۱﴾ (النور۶۱)

اللہ تعالیٰ کھول کھول کر تم سے اپنے احکام بیان فرما رہا ہے تا کہ تم سمجھ لو۔

قَوْلُ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، أَنَّهُمْ كَانُوا يَتَحَرَّجُونَ مِنَ الْأَكْلِ مَعَ الْأَعْمَى؛ لِأَنَّهُ لَا يَرَى الطَّعَامَ وَمَا فِيهِ مِنَ الطَّيِّبَاتِ، فَرُبَّمَا سَبَقَهُ غَيْرُهُ إِلَى ذَلِكَ. وَلَا مَعَ الْأَعْرَجِ؛ لِأَنَّهُ لَا يَتَمَكَّنُ مِنَ الْجُلُوسِ، فَيَفْتَاتُ عَلَيْهِ جليسُه، وَالْمَرِيضُ لَا يَسْتَوْفِي مِنَ الطَّعَامِ كَغَيْرِهِ، فَكَرِهُوا أَنْ يُؤَاكِلُوهُمْ لِئَلَّا يَظْلِمُوهُمْ. فَأَنْزَلَ اللهُ هَذِهِ الْآيَةَ رُخْصَةً فِي ذَلِكَ

سعید بن جبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں لوگ اندھوں، لولہوں، لنگڑوں اور بیماروں کے ساتھ کھانا کھانے میں حرج محسوس کرتے تھے کہ ایسا نہ ہو وہ کھانہ سکیں اور ہم زیادہ کھالیں یا اچھا اچھا کھالیں، تو اس آیت میں انہیں اجازت دی گئی کہ اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ [1]

عَنْ مُجَاهِدٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: {لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَى حَرَجٌ} الْآيَةَ قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ يَذْهَبُ بِالْأَعْمَى أَوِ الْأَعْرَجِ أَوِ الْمَرِيضِ إِلَى بَيْتِ أَبِيهِ أَوْ بَيْتِ أَخِيهِ، أَوْ بَيْتِ أُخْتِهِ، أَوْ بَيْتِ عَمَّتِهِ، أَوْ بَيْتِ خَالَتِهِ. فَكَانَ الزَّمنى يَتَحَرَّجُونَ مِنْ ذَلِكَ، يَقُولُونَ: إِنَّمَا يَذْهَبُونَ بِنَا إِلَى بُيُوتِ غَيْرِهِمْ . فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ رُخْصَةً لَهُمْ

مجاہد رحمہ اللہ آیت ''کوئی حرج نہیں اگر کوئی اندھا، یا لنگڑا، یا مریض (کسی کے گھر سے کھالے)۔'' کے بارے میں کہتے ہیں بعض لوگ اندھوں، لنگڑے لولہوں اور مریضوں کو اپنے باپ، بہن وغیرہ قریبی رشتہ داروں کے ہاں پہنچا آتے تھے کہ یہ وہاں کھالیں، یہ لوگ اس سے عار کرتے کہ ہمیں اوروں کے گھر لے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرما کر رخصت عنایت فرمائی۔ [2]

وَقَالَ السُّدِّي: كَانَ الرَّجُلُ يَدْخُلُ بَيْتَ أَبِيهِ أَوْ أُخْتِهِ أَوِ ابْنِهِ فَتُتْحِفُهُ الْمَرْأَةُ بِشَيْءٍ مِنَ الطَّعَامِ فَلَا يَأْكُلُ مِنْ أَجْلِ رَبِّ الْبَيْتِ لَيْسَ ثَمَّ، فَقَالَ اللهُ: {لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَى حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى أَنْفُسِكُمْ أَنْ تَأْكُلُوا مِنْ بُيُوتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ آبَائِكُمْ} إِلَى قَوْلِهِ: {لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَأْكُلُوا جَمِيعًا أَوْ أَشْتَاتًا}.

سدی رحمہ اللہ کہتے ہیں جب کوئی شخص اپنے بہن بھائی وغیرہ کے گھر جاتا وہ گھر میں موجود نہ ہوتے اور گھر کی عورتیں انہیں کھانا پیش کرتیں

[1] تفسیر ابن کثیر ۶/۸۵

[2] تفسیر ابن کثیر ۶/۸۵، تفسیر ابن ابی حاتم ۲۶۵۴۸/۱۴۸۶۹، تفسیر طبری ۱۹/۲۲۰

تو یہ اسے نہیں کھاتے تھے کہ گھر میں مرد تو ہیں نہیں اور نہ ان کی اجازت ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات ''کوئی حرج نہیں اگر کوئی اندھا، یا لنگڑا، یا مریض (کسی کے گھر سے کھالے) اور نہ تمہارے اوپر اس میں کوئی مضائقہ ہے کہ اپنے گھروں سے کھاؤ یا اپنے باپ دادا کے گھروں سے، یا اپنی ماں نانی کے گھروں سے، یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے، یا اپنی بہنوں کے گھروں سے، یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے، یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے، یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے، یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے، یا ان گھروں سے جن کی کنجیاں تمہاری سپردگی میں ہوں، یا اپنے دوستوں کے گھروں سے، اس میں بھی کوئی حرج نہیں کہ تم لوگ مل کر کھاؤ یا الگ الگ۔'' نازل فرمائیں اور انہیں کھانا کھا لینے کی رخصت عطا فرمائی۔ [1]

بہرحال سبب جو بھی صحیح ہو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے کہ اگر کوئی اندھا یا لنگڑا یا مریض کسی کے گھر سے کھالے اور تمہارے اوپر بھی اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ اپنے گھروں سے کھاؤ یا اپنے باپ دادا کے گھروں سے یا اپنی ماں نانی کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا ان گھروں سے جن کی کنجیاں تمہاری سپردگی میں ہوں،

عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ الْمُسْلِمُونَ يَرْغَبُونَ فِي النَّفِيرِ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيَدْفَعُونَ مَفَاتِحَهُمْ إِلَى ضُمَنائِهِم، وَيَقُولُونَ: قَدْ أَحْلَلْنَا لَكُمْ أَنْ تَأْكُلُوا مَا احْتَجْتُمْ إِلَيْهِ. فَكَانُوا يَقُولُونَ: إِنَّهُ لَا يَحِلُّ لَنَا أَنْ نَأْكُلَ؛ إِنَّهُمْ أَذِنُوا لَنَا عَنْ غَيْرِ طِيبِ أَنْفُسِهِمْ، وَإِنَّمَا نَحْنُ أُمَنَاءُ. فَأَنْزَلَ اللهُ: {أَوْ مَا مَلَكْتُم مَّفَاتِحَهُ}

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ پر جاتے تو ہر مسلمان کی یہ چاہت ہوتی تھی کہ وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جائیں، چنانچہ گھر سے رخصت ہوتے ہوئے وہ اپنے گھر کی چابیاں اپنے خاص دوست احباب کو دے جاتے اور ان سے کہہ دیتے کہ ہم تمہیں اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ گھر میں سے جس چیز کے کھانے کی تمہیں ضرورت ہو اسے کھالو لیکن وہ لوگ اپنے تئیں امین سمجھ کر اور اس خیال سے کہ مبادا ان لوگوں نے بادل نخواستہ اس بات کی اجازت دے دی ہو کسی کھانے پینے کی چیز کو نہیں چھوتے تھے اس پر حکم نازل ہوا'' یا ان گھروں سے جن کی کنجیاں تمہاری سپردگی میں ہوں۔''۔ [2]

وأما تَفْسِيرُهَا بالْمَمْلُوكُ،فَلَيْسَ بِوَجِيهٍ، لوَجْهَيْنِ:أَحدِهما: أن الْمَمْلُوكُ لا يُقَالَ فِيهِ مَلَكَتْ مَّفَاتِحَهُ، مَا مَلَكْتُموه،أومَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ، لأنهم مالِكُونَ له جُمْلَةً،لا لمَفَاتِحَهُ فَقَطَّ، والثاني: أن بُيُوتَ الْمَمَالِيكِ، غَيْرخَارِجَةً عن بَيْتِ الْإِنْسَان نَفْسِه، لأن الْمَمْلُوكَ ومامْلُكَهُ لِسَيِّدِهِ، فلا وجه لِنَفْيِ الْحَرَجَ عنه

بعض اس سے غلام مراد لیتے ہیں مگر غلام سے اس کی تفسیر کرنا دو وجوہ سے صحیح نہیں ہے، کیونکہ غلام کے لئے مَلَكَتْ مَّفَاتِحَهُ نہیں کہاجاتا بلکہ مَا مَلَكْتُموه یامَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ کہاجاتا ہے، کیونکہ وہ اس گھر کی صرف کنجیوں کے مالک نہیں ہوتے بلکہ وہ تمام گھر کے

---

[1] تفسیرابن کثیر ۶/۸۵، تفسیرابن ابی حاتم ۲۶۴۶، ۱۴۸۷۲/۸

[2] تفسیرابن کثیر۶/۸۶،تفسیرابن ابی حاتم ۱۴۸۷۵، ۲۶۴۶/۸

مالک ہوتے ہیں، دوسرا یہ کہ غلاموں کے مکان انسان کے خود اپنے گھر سے باہر نہیں ہیں کیونکہ غلام اور اس کی ہر چیز اس کے آقا کی ملکیت ہے پس یہاں نفی حرج کو بیان کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ ①

اور اگر تمہیں علم ہو کہ تمہارے دوست برا نہیں مانیں گے تو ان کے گھروں سے بھی کھا سکتے ہو، اسی طرح بیٹوں کے گھر بھی آدمی کے اپنے ہی گھر ہیں،

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ لِي مَالًا وَوَلَدًا، وَإِنَّ أَبِي يُرِيدُ أَنْ يَجْتَاحَ مَالِي، فَقَالَ: أَنْتَ وَمَالُكَ لِأَبِيكَ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میرا مال ہے اور میری اولاد ہے اور میرا باپ چاہتا ہے کہ میرا مال اڑا دے آپ ﷺ نے فرمایا تو اور تیرا مال دونوں تیرے باپ کے ہیں۔ ②

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّ أَبِي اجْتَاحَ مَالِي ،فَقَالَ:أَنْتَ وَمَالُكَ لِأَبِيكَ،وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :إِنَّ أَوْلَادَكُمْ مِنْ أَطْيَبِ كَسْبِكُمْ، فَكُلُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ

اور عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا میرے باپ نے میرا مال تباہ کر دیا (یعنی کھا گیا) آپ ﷺ نے فرمایا تو اور تیرا مال دونوں تیرے باپ کے ہیں، اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اولاد تو تمہاری بہترین کمائی ہے تو ان کے مال میں سے کھاؤ۔ ③

عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ:وَلَدُ الرَّجُلِ مِنْ كَسْبِهِ مِنْ أَطْيَبِ كَسْبِهِ، فَكُلُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا آدمی کی اولاد اس کی اپنی کمائی ہے بلکہ بہترین کمائی ہے چنانچہ تم ان کے مالوں سے کھا سکتے ہو۔ ④

قدیم زمانے کے اہل عرب میں بعض قبیلوں کی تہذیب یہ تھی کہ ہر ایک الگ الگ کھانے لے کر بیٹھے اور کھائے وہ مل کر ایک ہی جگہ کھانا برا سمجھتے تھے جیسا کہ ہندوؤں کے ہاں آج بھی برا سمجھا جاتا ہے اس کے برعکس بعض قبیلے تنہا کھانے کو برا جانتے تھے حتی کہ اگر کوئی ساتھ کھانے والا نہ ہو تو فاقہ کر جاتے،

عَنْ قَتَادَةَ: وَكَانَ هَذَا الْحَيُّ مِنْ بَنِي كِنَانَةَ، يَرَى أَحَدُهُمْ أَنَّ مَخْزَاةً عَلَيْهِ أَنْ يَأْكُلَ وَحْدَهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، حَتَّى إِنْ كَانَ الرجلُ لَيَسوقُ الذَّودَ الحُفَّل وَهُوَ جَائِعٌ، حَتَّى يَجِدَ مَنْ يُؤَاكِلُهُ وَيُشَارِبُهُ، فَأَنْزَلَ اللهُ: ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ

① تفسیر السعدی ۱/۵۷۵

② سنن ابن ماجه كتاب التجارات بَابُ مَا لِلرَّجُلِ مِنْ مَالِ وَلَدِهِ ۲۲۹۲، مسند احمد ۶۹۰۲

③ سنن ابن ماجه كتاب التجارات بَابُ مَا لِلرَّجُلِ مِنْ مَالِ وَلَدِهِ ۲۲۹۳

④ سنن ابوداودكتاب الاجارة بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَأْكُلُ مِنْ مَالِ وَلَدِهِ ۳۵۲۹، مسنداحمد ۲۵۶۶۸، مستدرک حاکم ۲۲۹۴، السنن الکبری للبیہقی ۱۵۷۴۴

تَأْكُلُوا جَمِيعًا أَوْ أَشْتَاتًا

قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں قبیلہ بنوکنانہ کے لوگ خصوصیت کے ساتھ اس مرض میں مبتلا تھے کہ وہ بھوکے ہوتے مگر جب تک کوئی ساتھ کھانے پینے والا نہ ہوتا کھانا نہ کھاتے تھے چنانچہ وہ سواری پر سوار ہو کر ساتھ کھانے پینے والے کی تلاش میں نکلتے پس اللہ تعالیٰ نے اس آیت ''اس میں بھی کوئی حرج نہیں کہ تم لوگ مل کر کھاؤ یا الگ الگ۔'' میں تنہا کھانے کی رخصت نازل فرما کر جاہلیت کی اس سخت رسم کو مٹا دیا۔[1]

فرمایا ''اس میں بھی کوئی حرج نہیں کہ تم لوگ مل کر کھاؤ یا الگ الگ۔'' لیکن مل کر کھانے میں برکت ہے،

وَحْشِيُّ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ، صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا نَأْكُلُ وَلَا نَشْبَعُ ، قَالَ:فَلَعَلَّكُمْ تَفْتَرِقُونَ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ:فَاجْتَمِعُوا عَلَى طَعَامِكُمْ، وَاذْكُرُوا اسْمَ اللهِ عَلَيْهِ يُبَارَكْ لَكُمْ فِيهِ

وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اصحاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم کھاتے ہیں مگر سیر نہیں ہوتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاید تم لوگ علیحدہ علیحدہ ہو کر کھاتے ہو؟ انہوں نے کہا ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اکٹھے ہو کر کھایا کرو اور اس پر اللہ کا نام لیا کرو اس میں تمہارے لیے برکت پیدا کر دی جائے گی۔[2]

عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:كُلُوا جَمِيعًا، وَلَا تَفَرَّقُوا، فَإِنَّ الْبَرَكَةَ مَعَ الْجَمَاعَةِ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سب مل کر کھاؤ اور جدا جدا مت کھاؤ اس لئے کہ برکت جماعت کے ساتھ ہوتی ہے۔[3]

گھروں میں داخل ہونے کے ادب بیان فرمائے کہ جب گھروں میں داخل ہوا کرو تو اپنے اہل خانہ کو سلام کیا کرو، یہ دعائے خیر ہے جو اللہ نے تمہارے لئے تحیہ وسلام کے طور پر مشروع کیا ہے یعنی جب تم گھروں میں داخل ہو تو یوں کہا کرو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عَنْ مُجَاهِدٍ، فِي هَذِهِ الْآيَةِ {فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ}،[4] قَالَ: إِذَا دَخَلْتَ عَلَى بَيْتٍ لَيْسَ فِيهِ أَحَدٌ فَقُلِ: السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ

اور مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں پس تم گھروں میں جانے لگو تو اپنے گھر والوں کو سلام کیا کرو۔'' فرمایا اور جب کسی ایسے گھر میں جاؤ جہاں کوئی نہ ہو تو یوں کہا کرو ''ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلام ہو۔''[5]

جو ہر قسم کے نقص سے سلامتی، حصول رحمت، برکت، نمو اور اضافے پر مشتمل ہے اور پاکیزہ تحفہ ہے،

---

[1] تفسیر ابن ابی حاتم ۱۴۸۸۸، ۸/۲۶۴۹، تفسیر ابن کثیر ۶/۸۶

[2] سنن ابوداود کتاب الاطعمة بَابٌ فِي الِاجْتِمَاعِ عَلَى الطَّعَامِ ۳۷۶۴،سنن ابن ماجه کتاب الاطعمة بَابُ الِاجْتِمَاعِ عَلَى الطَّعَامِ ۳۲۸۶، مسنداحمد۱۶۰۷۸

[3] سنن ابن ماجه کتاب الاطعمة بَابُ الِاجْتِمَاعِ عَلَى الطَّعَامِ ۳۲۸۷

[4] النور: 61

[5] تفسیر ابن ابی حاتم۸/۲۶۵۰، تفسیر عبدالرزاق ۲/۴۴۹

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أَوْصَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَمْسِ خِصَالٍ، قَالَ: يَا أَنَسُ، أَسْبِغِ الْوُضُوءَ يُزَدْ فِي عُمْرِكَ، وَسَلِّمْ عَلَى مَنْ لَقِيكَ مِنْ أُمَّتِي تَكْثُرْ حَسَنَاتُكَ، وَإِذَا دَخَلْتَ يَعْنِي: بَيْتَكَ فَسَلِّمْ عَلَى أَهْلِ بَيْتِكَ، يَكْثُرْ خَيْرُ بَيْتِكَ، وَصَلِّ صَلَاةَ الضُّحَى فَإِنَّهَا صَلَاةُ الْأَوَّابِينَ قَبْلَكَ، يَا أَنَسُ، ارْحَمِ الصَّغِيرَ ووَقِّرِ الْكَبِيرَ تَكُنْ مِنْ رُفَقَائِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پانچ باتوں کی وصیت کی ہے، فرمایا اے انس رضی اللہ عنہ! کامل وضو کرو تمہاری عمر بڑھے گی، اور میرا جو امتی ملے اسے سلام کرو اس سے نیکیاں بڑھیں گی، اور جب گھر میں سلام کر کے داخل ہوا کرو تو اہل خانہ کو سلام کیا کرو اس سے گھر کی خیریت بڑھے گی، اور ضحیٰ کی نماز پڑھتے رہو تم سے اگلے لوگ جو اللہ والے بن گئے ان کا یہی طریقہ تھا، اے انس رضی اللہ عنہ! چھوٹوں پر رحم کرو اور بڑوں کی عزت و توقیر کر تو قیامت کے روز میرا ساتھی ہو گا۔[1]

اس طرح اللہ تعالیٰ تمہارے سامنے اپنے احکام شرعیہ واضح طور پر بیان کرتا ہے، تا کہ تم ان پر غور و تدبر کرو اور عقل وفہم رکھنے والوں میں شامل ہو جاؤ۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ

باایمان لوگ تو وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر یقین رکھتے ہیں اور جب ایسے معاملہ میں جس میں لوگوں کے جمع

لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ

ہونے کی ضرورت ہوتی ہے نبی کے ساتھ ہوتے ہیں تو جب تک آپ سے اجازت نہ لیں نہیں جاتے، جو لوگ ایسے

يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ۚ

موقع پر آپ سے اجازت لے لیتے ہیں حقیقت میں یہی ہیں جو اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان لا چکے ہیں،

فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ

پس جب ایسے لوگ آپ سے اپنے کسی کام کے لیے اجازت طلب کریں تو آپ ان میں سے جسے چاہیں اجازت دے دیں

وَ اسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۲﴾ (النور ٦٢)

اور ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے بخشش کی دعا مانگیں، بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

مسلمانوں کی جماعت کو نظم وضبط میں کس دینے کے لئے آخری ہدایات فرمائیں فرمایا مومن تو اصل میں وہی ہیں جو اللہ وحدہ لاشریک کی ذات، صفات اور افعال اور اس کے پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم پر دل کی انتہائی گہرائیوں سے ایمان لائیں اور جب کسی اجتماعی مقاصد کے لئے انہیں جمع

[1] تفسیر ابن کثیر ٦/٨٧

کیا جائے یا کسی داخلی یا خارجی، حالت امن یا جنگ کے موقع پر اجلاس بلایا جائے تو رسول اللہ ﷺ کی اجازت کے بغیر لوٹ کر نہ جائیں ،اے نبی ﷺ! جو لوگ کسی حقیقی ضرورت کی وجہ سے آپ سے اجازت مانگتے ہیں وہی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول رحمۃ للعالمین کے ماننے والے ہیں، چنانچہ جب وہ اجازت مانگیں تو اگر اس شخص کی انفرادی ضرورت اجتمائی ضرورت سے اہم ہو تو جسے آپ چاہیں اجازت دے دیا کریں اور جیسے چاہیں اجازت نہ دیں اور ایسے لوگوں کے حق میں اللہ سے دعائے مغفرت کیا کریں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس کی اجازت طلبی تقصیر پر مبنی ہو، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا انْتَهَى أَحَدُكُمْ إِلَى الْمَجْلِسِ، فَلْيُسَلِّمْ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَقُومَ، فَلْيُسَلِّمْ فَلَيْسَتِ الْأُولَى بِأَحَقَّ مِنَ الْآخِرَةِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی کسی مجلس میں پہنچے تو چاہیے کہ سلام کہے اور جب وہاں سے اٹھنا چاہیئے تو بھی سلام کہے پہلی دفعہ سلام کہنا دوسری دفعہ کے مقابلے میں کوئی زیادہ اہم نہیں ہے (یعنی مجلس میں پہنچنے اور واپس جانے پر دونوں بار سلام کہنا واجب ہے یہ نہیں کہ پہلی بار تو واجب ہوا اور واپسی کے وقت لازم نہ ہو)۔[1]

اللہ یقیناً غفور ورحیم ہے۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ

تم اللہ تعالیٰ کے نبی کے بلانے کو ایسا بلاوا نہ کرلو جیسا کہ آپس میں ایک دوسرے سے ہوتا ہے،

قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ

تم میں سے انہیں اللہ خوب جانتا ہے جو نظر بچا کر چپکے سے سرک جاتے ہیں، سنو! جو لوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں

اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾ اَلَاۤ

انہیں ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آ پڑے یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچے، آگاہ ہو جاؤ کہ

اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ قَدْ يَعْلَمُ مَاۤ اَنْتُمْ عَلَيْهِ ؕ وَ يَوْمَ

آسمان و زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ تعالیٰ ہی کا ہے، جس روش پر تم ہو وہ اسے بخوبی جانتا ہے، اور جس دن

يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۶۴﴾ (النور ۶۴،۶۳)

یہ سب اس کی طرف لوٹائے جائیں گے اس دن ان کو ان کے کئے سے وہ خبردار کر دے گا، اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا ہے۔

---

[1] سنن ابوداودکتاب الادب بَابٌ فِي السَّلَامِ إِذَا قَامَ مِنَ الْمَجْلِسِ۵۲۰۸،جامع ترمذی ابواب الاستئذان بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْلِيمِ عِنْدَ القِيَامِ وَعِنْدَ القُعُودِ۲۷۰۶ ،الادب المفرد ۱۰۰۸

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فِي قَوْلِهِ: ﴿لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا﴾ [النور:63] قَالَ: وَكَانُوا يَقُولُونَ: يَا مُحَمَّدُ يَا أَبَا الْقَاسِمِ، فَنَهَاهُمُ اللَّهُ عَنْ ذَلِكَ إِعْظَامًا لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَقَالُوا: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، يَا رَسُولَ اللَّهِ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آیت کریمہ ''مسلمانو، اپنے درمیان رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بلانے کو آپس میں ایک دوسرے کا سا بلانا نہ سمجھ بیٹھو۔'' کے بارے میں کہتے ہیں لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عام لوگوں کی طرح آپ کے نام یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا یا کنیت یا ابو قاسم کہہ کر پکار لیا کرتے تھے، اللہ عزوجل نے اس گستاخی اور بے ادبی سے منع فرمایا اور فرمایا کہ اس طرح پکارنے کے بجائے اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہہ کر پکارا کرو۔ (۱)

فرمایا اے مسلمانو! اپنے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے کو آپس میں ایک دوسرے کا سا بلانا نہ سمجھ بیٹھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! یا ان کی کنیت اے ابو القاسم! یا اے محمد بن عبد اللہ! کہہ کر نہ پکارو بلکہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ کہو تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بزرگی اور عزت وادب کا پاس رہے، جیسے ایک مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آواز بلند کرنے کو منع فرمایا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝۲ (۲)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنی آواز نبی کی آواز سے بلند نہ کرو اور نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اونچی آواز سے بات کرو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارا کیا کرایا سب غارت ہو اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔

لَا تَعْتَقِدُوا أَنَّ دُعَاءَهُ عَلَى غَيْرِهِ كَدُعَاءِ غَيْرِهِ، فَإِنَّ دُعَاءَهُ مُسْتَجَابٌ، فَاحْذَرُوا أَنْ يَدْعُوَ عَلَيْكُمْ فَتَهْلَكُوا

دوسرا قول یہ ہے یہ عقیدہ نہ رکھو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا دوسرے انسانوں کی دعا کی طرح ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا تو بارگاہ الٰہی میں فوراً قبول ہو جاتی ہے، لہٰذا ڈرو کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے بارے میں بد دعا کر دیں اور تم ہلاک ہو جاؤ۔ (۳)

عَنْ مُقَاتِلِ بْنِ حَيَّانَ قَوْلُهُ: هُمُ الْمُنَافِقُونَ، كَانَ يَثْقُلُ عَلَيْهِمُ الْحَدِيثُ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَيَعْنِي بِالْحَدِيثِ الْخُطْبَةَ فَيَلُوذُونَ بِبَعْضِ الصَّحَابَةِ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى يَخْرُجُوا مِنَ الْمَسْجِدِ،وَكَانَ لَا يَصْلُحُ لِلرَّجُلِ أَنْ يَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ إِلَّا بِإِذْنٍ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ، بَعْدَمَا يَأْخُذُ فِي الْخُطْبَةِ ،وَكَانَ إِذَا أَرَادَ

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم ۸/۲۶۵۴

(۲) الحجرات ۲

(۳) تفسیر ابن کثیر ۶/۸۹

أَحَدُهُمُ الْخُرُوجَ أَشَارَ بِأُصْبُعِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَأْذَنُ لَهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَتَكَلَّمَ الرَّجُلُ؛ لِأَنَّ الرَّجُلَ كَانَ إِذَا تَكَلَّمَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ بَطَلَتْ جُمُعَتُهُ

مقاتل بن حیان رحمہ اللہ کہتے ہیں منافقین کو جمعہ کے خطبے کے لئے مسجد میں بیٹھے رہنا بہت بھاری پڑتا تھا اور مسجد میں آجانے اور خطبہ شروع ہوجانے کے بعد کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر مسجد سے باہر نہیں جاسکتا تھا، جب کسی کو کوئی خاص ضرورت ہوتی تو وہ اشارے سے آپ سے اجازت طلب کرتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت دے دیا کرتے تھے اس لئے کہ خطبے کی حالت میں بولنے سے جمعہ باطل ہوجاتا ہے تو یہ منافقین ایک دوسرے کی آڑ ہی آڑ میں نظریں بچا کر نکل جاتے تھے۔[1]

اللہ تعالیٰ نے انہیں تنبیہ فرمائی کہ اللہ تم میں سے ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو اجتماعی موقعہ پر ایک دوسرے کی آڑ لیتے ہوئے چپکے سے سٹک جاتے ہیں، رسول کے حکم کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ڈرنا چاہیے کہ وہ کسی فتنے میں گرفتار نہ ہوجائیں یا ان پر زمین یا آسمان سے اچانک دردناک عذاب نہ آجائے، خبردار رہو آسمان وزمین اور ان کے درمیان میں جو کچھ ہے سب اللہ کی ملکیت اور اس کے بندے ہیں اور وہ جس طرح چاہتا ہے ان میں تصرف فرماتا ہے، جن لوگوں نے منافقت کی روش کو اپنا رکھا ہے اللہ علام الغیوب ان کے عقائد واعمال کو خوب جانتا ہے، قیامت کے روز جب لوگ اپنی قبروں سے نکل کر میدان محشر میں اس کی بارگاہ میں اعمال کی جوابدہی کے لئے پیش ہوں گے اس وقت وہ انہیں ان کی ہر چھوٹی سے چھوٹی نیکی اور برائی پیش کر دے گا، جیسے فرمایا:

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ۭ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ۭ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ﴿٤٧﴾[2]

ترجمہ: قیامت کے روز ہم ٹھیک ٹھیک تولنے والے ترازو رکھ دیں گے، پھر کسی شخص پر ذرا برابر ظلم نہ ہوگا جس کا رائی کے دانے برابر بھی کچھ کیا دھرا ہوگا وہ ہم سامنے لے آئیں گے اور حساب لگانے کے لیے ہم کافی ہیں۔

يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿١٦﴾[3]

ترجمہ: (اور لقمان نے کہا تھا کہ) بیٹا! کوئی چیز رائی کے دانہ برابر بھی ہو اور کسی چٹان میں یا آسمانوں یا زمین میں کہیں چھپی ہوئی ہو اللہ اسے نکال لائے گا وہ باریک بیں اور باخبر ہے۔

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ﴿٧﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ﴿٨﴾[4]

---

[1] تفسیر الدرالمنثور ۶/۲۳۱، تفسیرابن کثیر ۶/۸۹، تفسیرابن ابی حاتم ۲۶۵۶/۸، ۱۴۹۳۴

[2] الانبیاء۴۷

[3] لقمان۱۶

[4] الزلزال۷تا۸

ترجمہ: پھر جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا، اور جس نے ذرہ برابر بدی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا۔

يُنَبَّؤُا الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍۭ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ ﴿۱۳﴾ (۱)

ترجمہ: اس روز انسان کو اس کا سب اگلا پچھلا کیا کرایا بتا دیا جائے گا۔

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۭ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿۴۹﴾ (۲)

ترجمہ: اور نامہ اعمال سامنے رکھ دیا جائے گا اس وقت تم دیکھو گے کہ مجرم لوگ اپنی کتاب زندگی کے اندراجات سے ڈر رہے ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے کہ ہائے ہماری کم بختی! یہ کیسی کتاب ہے کہ ہماری کوئی چھوٹی بڑی حرکت ایسی نہیں رہی جو اس میں درج نہ کی گئی ہو، جو جو کچھ انہوں نے کیا تھا وہ سب اپنے سامنے حاضر پائیں گے اور تیرا رب کسی پر ذرا ظلم نہ کرے گا۔

اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔

برہ (ام المومنین جویریہ رضی اللہ عنہا) بنت حارث سے نکاح

عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: وَقَعَتْ جُوَيْرِيَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ بْنِ الْمُصْطَلِقِ فِي سَهْمِ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ، أَوِ ابْنِ عَمٍّ لَهُ، فَكَاتَبَتْ عَلَى نَفْسِهَا وَكَانَتِ امْرَأَةً مَلَّاحَةً تَأْخُذُهَا الْعَيْنُ، قَالَتْ: عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَجَاءَتْ تَسْأَلُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي كِتَابَتِهَا، فَلَمَّا قَامَتْ عَلَى الْبَابِ فَرَأَيْتُهَا كَرِهْتُ مَكَانَهَا وَعَرَفْتُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيَرَى مِنْهَا مِثْلَ الَّذِي رَأَيْتُ،

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو مصطلق کے قیدیوں کو تقسیم فرمایا تو برہ بنت حارث، ثابت بن قیس بن شماس انصاری رضی اللہ عنہ یا ان کے چچا زاد بھائی کے حصہ میں آئیں، چنانچہ جویریہ نے ان سے اپنی آزادی کے لئے مکاتبت کا معاوضہ طے کر لیا، یہ بہت حسین وجمیل اور صبیح و ملیح خاتون تھیں جو انہیں دیکھتا دل تھام کر رہ جاتا، عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں یہ اپنی کتابت کی رقم کی ادائیگی میں مدد لینے کی غرض سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب یہ دروازے پر کھڑی ہوئی اور میں نے اس کو دیکھا تو مجھے اس کا کھڑا ہونا پسند نہ آیا اور میں نے دل میں کہا کہ ان کا حسن وجمال میں نے دیکھا ہے اب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی دیکھیں گے،

فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ: أَنَا جُوَيْرِيَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ وَإِنَّمَا كَانَ مِنْ أَمْرِي مَا لَا يَخْفَى عَلَيْكَ وَإِنِّي وَقَعْتُ فِي سَهْمِ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ وَإِنِّي كَاتَبْتُ عَلَى نَفْسِي فَجِئْتُكَ أَسْأَلُكَ فِي كِتَابَتِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَهَلْ لَكِ

(۱) القیامۃ ۱۳

(۲) الکہف ۴۹

إِلَى مَا هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ؟قَالَتْ: وَمَا هُوَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ:أُؤَدِّي عَنْكِ كِتَابَتَكِ وَأَتَزَوَّجُكِ، قَالَتْ: قَدْ فَعَلْتُ

جب یہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ میں اپنی قوم کے سردار حارث کی بیٹی برہ ہوں، مجھ پر جو مصیبت آ پڑی ہے وہ آپ سے مخفی نہیں (کہ جنگی قیدی ہوں اور لونڈی بنائی گئی ہوں) میں ثابت بن قیس بن شماس کے حصے میں آئی ہوں میں نے اپنے آقا سے اپنی آزادی کے لئے کتابت کا معاملہ طے کر لیا ہے پس میری عرض ہے کہ آپ کتابت کی رقم ادا کرنے میں میری مالی مدد فرمائیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم اس سے بہتر معاملہ پسند نہیں کرتی ہو؟ اس نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ یہ کہ میں تمہاری طرف سے کتابت کی پوری رقم ادا کر دیتا ہوں اور تم سے شادی کر لیتا ہوں، اس نے کہا میں رضامند ہوں چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس پر عمل کیا اور یہ ام المومنین جویریہ رضی اللہ عنہا ہو گئیں۔

وَكَانَ اسْمُهَا: بُرَّةَ، فَحَوَّلَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَمَّاهَا: جُوَيْرِيَةَ ،وَكَانَتْ قَبْلَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ مُسَافِعِ بْنِ صوفان الْمُصْطَلِقِيِّ

ان کا نام برہ تھا رسول اللہ ﷺ نے بدل کر جویریہ رکھ دیا اور اس سے پہلے یہ مسافع بن صوفان المصطلقی کی بیوی تھیں۔ [۱]

عقد کے وقت ام المومنین جویریہ رضی اللہ عنہا کی عمر بیس سال کی تھیں۔

قَالَتْ: فَتَسَامَعَ تَعْنِي النَّاسَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ تَزَوَّجَ جُوَيْرِيَةَ، فَأَرْسَلُوا مَا فِي أَيْدِيهِمْ مِنَ السَّبْيِ، فَأَعْتَقُوهُمْ، وَقَالُوا: أَصْهَارُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَمَا رَأَيْنَا امْرَأَةً كَانَتْ أَعْظَمَ بَرَكَةً عَلَى قَوْمِهَا مِنْهَا، أُعْتِقَ فِي سَبَبِهَا مِائَةُ أَهْلِ بَيْتٍ مِنْ بَنِي الْمُصْطَلِقِ

عائشہ رضی اللہ عنہا صدیقہ فرماتی ہیں لوگوں میں یہ خبر پھیل گئی کہ آپ نے جویریہ رضی اللہ عنہا سے عقد فرما لیا ہے چنانچہ ان سب نے جو قیدی ان کے قبضے میں تھے سب چھوڑ دیے اور ان کو آزاد کر دیا اور کہنے لگے اب بنو مصطلق رسول اللہ ﷺ کے سسرال ہو گئے انہیں غلام بنانا ہمیں زیب نہیں دیتا، ہم نے نہیں دیکھا کہ اس سے بڑھ کر کوئی اور عورت اپنے خاندان کے لیے زیادہ برکت والی ثابت ہوئی ہو، اس کی وجہ سے قبیلہ بنو مصطلق کے ایک سو خاندان آزاد کیے گئے تھے۔ [۲]

رسول اللہ ﷺ نے ان سے عقد کے بعد انہیں پردہ کرا دیا اور ان کی باری مقرر فرما دی۔

لَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ، وَمَعَهُ جُوَيْرِيَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ، فَكَانَ بِذَاتِ الْجَيْشِ، دَفَعَ جُوَيْرِيَةَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ الْأَنْصَارِ وَدِيعَةً، وَأَمَرَهُ بِالِاحْتِفَاظِ بِهَا، وَقَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ، فَأَقْبَلَ أَبُوهَا الْحَارِثُ بْنُ أَبِي ضِرَارٍ بِفِدَاءِ ابْنَتِهِ، فَلَمَّا كَانَ بِالْعَقِيقِ نَظَرَ إِلَى الْإِبِلِ الَّتِي جَاءَ بِهَا لِلْفِدَاءِ، فَرَغِبَ فِي بَعِيرَيْنِ مِنْهَا، فَغَيَّبَهُمَا فِي شِعْبٍ مِنْ شِعَابِ الْعَقِيقِ،ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ،

---

[۱] عیون الاثر ۲،۳۴۷

[۲] سنن ابوداودکتاب العتق بَابٌ فِي بَيْعِ الْمُكَاتَبِ إِذَا فُسِخَتِ الْكِتَابَةُ۳۹۳۱،مسند احمد۲۶۳۶۵،ابن ہشام ۲،۲۹۴،الروض الانف ۷،۲۵

أَصَبْتُمْ ابْنَتِي، وَهَذَا فِدَاؤُهَا

جب رسول اللہ ﷺ غزوہ بنی مصطلق سے واپس تشریف لا رہے تھے اور ساتھ میں جویریہ بنت حارث بھی تھیں آپ لشکر کے انتظام میں مصروف تھے تو آپ نے جویریہ رضی اللہ عنہا کو بطور ودیعت ایک انصاری کے ہاں رہنے دیا اور انہیں حفاظت سے رکھنے کا حکم دیا، پھر جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو حارث بن ابوضرار اپنی بیٹی کا فدیہ لے کر آیا جب وہ عقیق کے مقام پر پہنچا تو اس نے اپنے ان اونٹوں پر ایک نظر ڈالی جو فدیے کے لئے لایا تھا ان میں سے دو اونٹوں کا اسے لالچ آیا اور اس نے انہیں عقیق کی ایک گھاٹی میں چھپا دیا، پھر نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا اے محمد (ﷺ) تم میری بیٹی کو لے آئے ہو یہ اس کا فدیہ ہے

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَأَيْنَ الْبَعِيرَانِ اللَّذَانِ غَيَّبْتُ بِالْعَقِيقِ فِي شِعْبِ كَذَا وَكَذَا؟ فَقَالَ الْحَارِثُ: أَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنَّكَ رَسُولُ اللهِ، صَلَّى الله عَلَيْك،فو اللهُ مَا اطَّلَعَ عَلَى ذَلِكَ إِلَّا اللهُ تَعَالَى،فَأَسْلَمَ الْحَارِثُ، وَأَسْلَمَ مَعَهُ ابْنَانِ لَهُ وَنَاسٌ مِنْ قَوْمِهِ،وَأَرْسَلَ إِلَى الْبَعِيرَيْنِ، فَجَاءَ بِهِمَا، فَدَفَعَ الْإِبِلَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ دو اونٹ کہاں ہیں جنہیں تم نے عقیق کی فلاں گھاٹی میں چھپا دیئے ہیں؟ حارث یہ سن کر بولا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ آپ محمد اللہ کے رسول ہیں، اللہ کی قسم! اس معاملے سے اللہ کے سوا کوئی مطلع نہیں ہو سکتا تھا، چنانچہ حارث اس کے دو بیٹوں اور اس کی قوم کے چند افراد نے اسلام قبول کر لیا اور وہ دونوں اونٹ آدمی بھیج کر منگوائے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ [1]

ایک انصاری رضی اللہ عنہ کا قتل:

وَقَدِمَ مِقْيَسُ بْنُ صُبَابَةَ مِنْ مَكَّةَ مُسْلِمًا، فِيمَا يَظْهَرُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، جِئْتُكَ مُسْلِمًا، وَجِئْتُكَ أَطْلُبُ دِيَةَ أَخِي، قُتِلَ خَطَأًفَأَمَرَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِدِيَةِ أَخِيهِ هِشَامِ بْنِ صُبَابَةَ،فَأَقَامَ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَ كَثِيرٍ، ثُمَّ عَدَا عَلَى قَاتِلِ أَخِيهِ فَقَتَلَهُ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ مُرْتَدًّافقَالَ فِي شِعْرٍ

مقیس بن صبابہ مکہ مکرمہ سے آیا اور خود کو مسلمان ظاہر کیا، اور رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ آپ کی خدمت میں مسلمان ہو کر حاضر ہوا ہوں اور آپ سے اپنے مقتول بھائی ہشام بن صبابہ رضی اللہ عنہ جو غلطی سے مارے گئے تھے ان کا خون بہا لینے آیا ہوں، اس پر رسول اللہ ﷺ نے اس کے بھائی ہشام بن صبابہ کا خون بہا ادا کرنے کا حکم فرمایا، یہ تھوڑی دیر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ٹھیرا رہا پھر جا کر اپنے بھائی کے قاتل انصاری پر حملہ کر کے انہیں شہید کر دیا اور پھر مرتد ہو کر مکہ واپس چلا گیا اور کچھ شعر بھی کہے۔ [2]

---

[1] ابن ہشام ۲/۲۹۵، الروض الانف ۷/۵۶۴، عیون الآثر ۲/۳۷

[2] ابن ہشام ۲/۲۹۳، الروض الانف ۷/۲۴، عیون الآثر ۲/۱۳۲، تاریخ طبری ۲/۶۰۹، السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ۳/۲۹۸

سریہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ (دومتہ الجندل کی طرف)

شعبان چھ ہجری

فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ:كُنْتُ عَاشِرَ عَشَرَةِ رَهْطٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَسْجِدِهِ:أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ، وَعَلِيٌّ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ، وَابْنُ مَسْعُودٍ، وَمُعَاذُ ابْن جَبَلٍ، وَحُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ، وَأَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ، وَأَنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،إِذْ أَقْبَلَ فَتًى مِنْ الْأَنْصَارِ، فَسَلَّمَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ جَلَسَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ، أَيُّ الْمُؤْمِنِينَ أَفْضَلُ؟فَقَالَ:أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا،قَالَ: فَأَيُّ الْمُؤْمِنِينَ أَكْيَسُ؟ قَالَ: أَكْثَرُهُمْ ذِكْرًا لِلْمَوْتِ، وَأَحْسَنُهُمْ اسْتِعْدَادًا لَهُ قَبْلَ أَنْ يَنْزِلَ بِهِ، أُولَئِكَ الْأَكْيَاسُ،ثُمَّ سَكَتَ الْفَتَى

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ، سیدنا علی رضی اللہ عنہ، عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھے، ایک انصاری نوجوان بھی حاضر خدمت ہوا اور سلام کر کے بیٹھ گیا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! سب سے بہترین مسلمان کون ہے؟ آپ نے فرمایا جس کے اخلاق سب سے عمدہ ہوں، اس انصاری نوجوان نے پھر سوال کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ ہوشیار اور سمجھدار مسلمان کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو سب سے زیادہ موت کو یاد کرنے والا اور موت سے پہلے اس کی تیاری کرنے والا ہی ہوشیار اور سمجھدار ہے، یہ جواب سن کر وہ نوجوان خاموش ہو گیا۔

وَأَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ، خَمْسُ خِصَالٍ إِذَا نَزَلْنَ بِكُمْ وَأَعُوذُ بالله أَنْ تُدْرِكُوهُنَّ

پھر آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے گروہ مہاجرین پانچ نہایت خطرناک خصلتیں ہیں اللہ تعالیٰ تمہیں ان سے پناہ دے۔

إِنَّهُ لَمْ تَظْهَرْ الْفَاحِشَةُ فِي قَوْمٍ قَطّ حَتّى يُعْلِنُوا بِهَا إِلّا ظَهَرَ فِيهِمْ الطّاعُونُ وَالْأَوْجَاعُ الّتِي لَمْ تَكُنْ فِي أَسْلَافِهِمْ الّذِينَ مَضَوْا

- جس قوم میں کھلم کھلا بے حیائی پھیل جائے، اس قوم میں طاعون اور وہ مہلک بیماریاں پھیلتی ہیں جو اس سے پہلے ظاہر نہ ہوئی تھیں۔

وَلَمْ يَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ إِلّا أُخِذُوا بِالسّنِينَ وَشِدّةِ الْمُؤْنَةِ وَجَوْرِ السّلْطَانِ

- جو قوم ناپ تول میں کمی بیشی کرتی ہے، وہ قوم قحط سالی اور دوسری تکالیف میں مبتلا ہو جاتی ہے، اور ان پر ظالم و جابر حکمران مسلط کر دیا جاتا ہے۔

وَلَمْ يَمْنَعُوا الزّكَاةَ مِنْ أَمْوَالِهِمْ إِلّا مُنِعُوا الْقَطْرَ مِنْ السّمَاءِ فَلَوْلَا الْبَهَائِمُ مَا مُطِرُوا

○ جو قوم اپنے مالوں سے زکوٰۃ نہیں نکالتی، اللہ ان پر بارش کو روک دیتا ہے، مگر جانوروں کی وجہ سے کچھ بارش ہو جاتی ہے۔

وَمَا نَقَضُوا عَهْدَ اللهِ وَعَهْدَ رَسُولِهِ إِلّا سُلّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوّ مِنْ غَيْرِهِمْ فَأَخَذَ بَعْضَ مَا كَانَ فِي أَيْدِيهِمْ

○ جو قوم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا عہد توڑتی ہے، اللہ تعالیٰ غیر قوموں کو ان پر مسلط فرما دیتا ہے، اور وہ ان کا سب کچھ ہتھیا لیتے ہیں۔

وَمَا لَمْ يَحْكُمْ أَئِمّتُهُمْ بِكِتَابِ اللهِ وَتَجَبّرُوا فِيمَا أَنْزَلَ اللهُ إِلّا جَعَلَ اللهُ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ

○ جب علماء اور قاضی متکبر اور سرکش ہو کر اللہ کی کتاب کے خلاف فیصلہ کرنے لگیں تو اللہ ان کے درمیان پھوٹ ڈال دیتا ہے۔[1]

ثُمَّ أَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ أَنْ يَتَجَهَّزَ لِسَرِيَّةٍ بَعَثَهُ عَلَيْهَافَأَصْبَحَ وَقَدْ اعْتَمّ بِعِمَامَةٍ مِنْ كَرَابِيسَ سَوْدَاءَ فَأَدْنَاهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ ثُمّ نَقَضَهَا، ثُمّ عَمّمَهُ بِهَا،وَأَرْسَلَ مَنْ خَلْفَهُ أَرْبَعَ أَصَابِعَ أَوْ نَحْوًا مِنْ ذَلِكَ ثُمّ قَالَ هَكَذَا يَا ابْنَ عَوْفٍ فَاعْتَمّ، فَإِنّهُ أَحْسَنُ وَأَعْرَفُ،ثُمّ أَمَرَ بِلَالًا أَنْ يَدْفَعَ إلَيْهِ اللّوَاءَ،فَدَفَعَهُ إلَيْهِ

پھر آپ ﷺ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ میں آج یا کل تمہیں ایک مہم پر روانہ کرنے والا ہوں، دوسرے روز صبح کو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ایک سیاہ عمامہ باندھ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے آپ ﷺ نے ان کے عمامہ کو کھول کر پھر عمامہ باندھا اور اس کا شملہ چار انگشت یا اسی کے قریب قریب پشت پر چھوڑا اور فرمایا اے عبدالرحمٰن اس طرح عمامہ باندھا کرو بہت اچھا ہے، پھر بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ جھنڈا لاکر انہیں دیں،

فَحَمِدَ اللهَ تَعَالَى، وَصَلّى عَلَى نَفْسِهِ ثُمّ قَالَ خُذْهُ يَا ابْنَ عَوْفٍ اُغْزُوَا جَمِيعًا فِي سَبِيلِ اللهِ فَقَاتِلُوا مَنْ كَفَرَ بِاَللهِ لَا تَغُلّوا وَلَا تَغْدِرُواوَلَا تَغْدِرُوا وَلَا تُمَثّلُوا وَلَا تَقْتُلُوا وَلِيدًا، فَهَذَا عَهْدُ اللهِ وَسِيرَةُ نَبِيّهِ فِيكُمْ،وبعثه إِلَى كَلْبٍ بدَوْمَةِ الْجَنْدَلِ و قال: إنْ اسْتَجَابُوا لَكَ فَتَزَوّجْ ابْنَةَ مَلِكِهِمْ،وَكَانُوا سَبْعَمِائَةِ رَجُلٍ

پھر آپ ﷺ نے اللہ عزوجل کی حمد وثنا کی اپنے اوپر درود پڑھا اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا اے ابن عوف! دومتہ الجندل میں بنو کلب کی طرف جہاد فی سبیل اللہ کے لئے نکل جاؤ اور کفار سے قتال کرو، دیکھو غلو نہ کرنا اور حد سے تجاوز نہ کرنا اور عہد شکنی اور خیانت نہ کرنا اور کسی کا مثلہ نہ کرنا اور کسی معصوم بچے کو قتل نہ کرنا، یہ اللہ کا عہد اور اس کے نبی کی سنت ہے، آپ ﷺ نے انہیں دومتہ الجندل (وادی سرحان کے جنوبی سرے پر ایک نخلستان ہے، جو مدینے اور دمشق کے درمیان سیدھے راست پر واقع ہے) میں قبیلہ کلب کے پاس بھیجا، اور وہ سات سو مجاہدین تھے، فرمایا اگر وہ تمہاری دعوت اسلام کو قبول کر لیں تو وہاں کے سردار کی بیٹی سے نکاح کر لینا

فَسَارَ عَبْد الرَّحْمَن حَتّى قَدِمَ دَوْمَةَ الْجَنْدَلِ فَمَكَثَ ثَلَاثَةَ أَيّامٍ يَدْعُوهُمْ إلَى الْإِسْلَامِ،وَقَدْ كَانُوا أَبَوْا أَوّلَ مَا قَدِمَ يُعْطُونَهُ إلّا السّيْفَ، فَلَمّا كَانَ الْيَوْمُ الثّالِثُ أَسْلَمَ الْأَصْبَغُ بْنُ عَمْرٍو الْكَلْبِيّ، وَكَانَ نَصْرَانِيّا وَكَانَ رَأْسَهُمْ، وَأَسْلَمَ معه نَاسٍ كَثِيرٍ مِنْ قَوْمُهُ وأقام مِن أقام عَلَى إعْطَاءِ الْجِزْيَةِ،وتزوج عَبْد الرَّحْمَن تُماضِرَ بِنْتَ الْأَصْبَغِ وقدم بِهَا إِلَى الْمَدِينَةِ ،

[1] ابن هشام ۶۳۱/۲،الروض الانف ۵۴۴/۷، البداية والنهاية۲۳۹/۵

وَهِيَ أُمُّ أَبِي سَلَمَةَ بْن عَبْد الرَّحْمَنِ

چنانچہ عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ مجاہدین کے لشکر کے ساتھ دومتہ الجندل پہنچ گئے اور تین روز تک لوگوں کو دعوت اسلام دیتے رہے، پہلے پہلے تو ان لوگوں نے اس دعوت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور لڑنے پر تیار ہو گئے لیکن تیسرے دن وہاں کے عیسائی سردار اصبغ بن عمرو کلبی نے اسلام قبول کرلیا، اپنے سردار کے دیکھا دیکھی دوسرے کئی لوگوں نے بھی اسلام قبول کرلیا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے غیر مسلموں پر خراج لگا دیا، اور اصبغ بن عمر کی صاحبزادی تماضر سے نکاح کرلیا اور انہیں مدینہ لے آئے، انہی کے بطن سے جلیل القدر حافظ اور تابعی ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن رحمہ اللہ پیدا ہوئے۔ (۱)

فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الثَّالِثُ أَسْلَمَ الْأَصْبَغُ بْنُ عَمْرٍو الْكَلْبِيّ، وَكَانَ نَصْرَانِيًا وَكَانَ رَأْسَهُمْ.فَكَتَبَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ إِلَى النَّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْبِرُهُ بِذَلِكَ، وَبَعَثَ رَجُلًا مِنْ جُهَيْنَةَ يُقَال [لَه] رَافِعُ بْنُ مَكِيثٍ، وَكَتَبَ يُخْبِرُ النَّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَدْ أَرَادَ أَنْ يَتَزَوّجَ فِيهِمْ،فَكَتَبَ إِلَيْهِ النَّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَتَزَوّجَ بِنْتَ الْأَصْبَغِ تُمَاضِرَ. فَتَزَوّجَهَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ وَبَنَى بِهَا، ثُمّ أَقْبَلَ بِهَا، وَهِيَ أُمّ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ

ایک روایت میں ہے تیسرے روز انہوں نے پھر ان کو حق کی طرف بلایا اس مرتبہ ان کے نصرانی سردار اصبغ بن عمرو کلبی پر عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ کی دعوت کا خاص اثر ہوا اور وہ نصرانیت کا قلاوہ گردن سے اتار کر مشرف بہ اسلام ہو گئے، ان کے ساتھ بنو کلب ے اور بہت سے لوگ بھی حلقہ بگوش اسلام ہو گئے، عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو رافع بن مکیث کے ہاتھ ایک خط بھیجا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اصبغ کے اسلام لانے کی اطلاع دی اور بنو کلب سے تعلقات قائم رکھنے کے بارے میں بھی دریافت کیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (جواباً) تحریر فرمایا کہ تم اصبغ کی بیٹی سے شادی کرلو، عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل میں اصبغ کی بیٹی تماضر رضی اللہ عنہا سے شادی کرلی اور ان کو رخصت کرا کر مدینہ منورہ ساتھ لائے، انہی کے بطن سے ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن رحمہ اللہ بن عوف پیدا ہوئے۔ (۲)

اور یہی روایت قرین قیاس ہے، بعض اہل سیر نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ کو اصبغ کی بیٹی سے شادی کا مشورہ اس لیے دیا تھا کہ اس طرح بنو کلب سے مسلمانوں کے تعلقات استوار ہو جائیں گے۔

سریہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن طالب (فدک کی طرف)

شعبان چھ ہجری

وَبَلَغَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنّ لَهُمْ جَمْعًا يُرِيدُونَ أَنْ يَمُدّوا يَهُودَ خَيْبَرَفَبَعَثَ إِلَيْهِمْ عَلِيًّا فِي مِائَةِ رَجُلٍ،فَسَارَ اللّيْلَ، وَكَمُنَ النَّهَارَ،، حَتَّى انْتَهَى إِلَى الغمجِ،وَهُوَ مَاءٌ بَيْنَ خَيْبَرَ، وَفَدَكٍ وَبَيْنَ فَدَكٍ وَالْمَدِينَةِ سِتُّ لَيَالٍ،فَوَجَدُوا

(۱) ابن سعد۲/۶۸،ابن ہشام۲/۶۳۱، الروض الانف۷/۵۴۴،البداية والنهاية۵/۲۳۹،مغازی واقدی ۲/۵۶۱،السيرة النبوية لابن كثير۴/۴۳۶

(۲) مغازی واقدی۲/۵۶۱

بِهِ رَجُلا، فَسَأَلُوهُ عَنِ الْقَوْمِ؟ فَقَالَ: أُخْبِرُكُمْ عَلَى أَنَّكُمْ تُؤَمِّنُونِي،فَأَمَّنُوهُ، فَأَقَرَّ لَهُمْ أَنَّهُ بَعَثَ إِلَى خَيْبَرَ يَعْرِضُ عَلَيْهِمْ نَصْرَهُمْ عَلَى أَنْ يَجْعَلُوا لَهُمْ ثَمَرَ خَيْبَرَ فَدَلَّهُمْ، فَأَغَارُوا عليهم، وَهَرَبَتْ بَنُو سَعْدٍ بِالظَّعنِ، وأخذوا خمسمائة بَعِيرٍ، وَأَلْفَيْ شَاةٍ،وَقَدِمَ الْمَدِينَةَ وَلَمْ يَلْقَ كَيْدًا

رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو خبر ملی کہ (ہوزان کی ایک شاخ) بنوسعد بن بکر کے سردار وبرین بن علیم کی سربراہی میں لوگ یہود خیبر کی مدد کے لئے جمع ہورہے ہیں، چنانچہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے سیدنا علی رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بن ابی طالب کو سومجاہدین کا ایک دستہ دے کر فدک میں بنوسعد بن بکر کی طرف بھیجا، اچانک چھاپہ مارنے کی غرض سے یہ دستہ دن میں چھپا رہتا اور رات میں سفر کرتا رہا اسی طرح مسافت طے کرتے ہوئے سیدنا علی رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مجاہدین کے ساتھ خیبر اور فدک کے درمیان ایک چشمے الغمج پر پہنچ گئے، جو خیبر اور فدک کے درمیان ایک پانی کا چشمہ ہے اور مدینہ اور فدک کے درمیان چھ راتوں کا راستہ ہے، وہاں انہیں ایک آدمی ملا جب اس سے اس سے قوم کے متعلق پوچھا کہ انہوں نے کہاں جتھ بندی کی ہے تو اس نے کہا اگر تم مجھے امان دے دو تو میں ان کی جتھ بندی کی جگہ بتاتا ہوں، چنانچہ سیدنا علی رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نے اسے امان دے دی، جب اس سے تفتیش کی گئی تو اس نے اقرار کیا کہ بنوسعد نے خیبر کی کھجوروں کے بدلے یہود کو مدد فراہم کرنے کا وعدہ کیا ہے، تو اس نے قوم کی طرف راہنمائی کی چنانچہ سیدنا علی رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نے ان پر شب خون مارا تو بنوسعد مقابلہ کرنے کے بجائے اپنی عورتوں اور بچوں سمیت فرار ہو گئے، سیدنا علی رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نے ان کے پانچ سو اونٹ اور دو ہزار بکریوں پر قبضہ کر لیا اور بغیر کسی لڑائی کے مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔ [1]

سریہ سیدنا ابوبکر صدیق رَضِيَ اللهُ عَنْهُ (نجد کی طرف)

رمضان چھ ہجری

بنوفزارہ کی ایک شاخ بنوبدر کی سردار ربیعہ بن بدر فزاری کی شیطان صفت بیٹی فاطمہ بنت ربیعہ تھی، یہ بہت بڑھی تھی اور اپنی قوم میں معزز مانی جاتی تھی، وہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے قتل کی تدبیریں کیا کرتی تھی اور اس مقصد کے لئے اس نے اپنے بیٹوں اور پوتوں میں سے تیس شہسوار بھی تیار کیے تھے اور کہا تھا کہ مدینہ پر چڑھائی کر کے محمد (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم) کو قتل کر آؤ

سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِلَى فَزَارَةَ،فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنَ الْمَاءِ أَمَرَنَاأَبُو بَكْرٍ فَعَرَّسْنَا فَلَمَّا صَلَّيْنَا الصُّبْحَ، أَمَرَنَا أَبُو بَكْرٍ فَشَنَنَّا الْغَارَةَ عَلَيْهِمِ، قَالَ: فَوَرَدْنَا الْمَاءَ فَقَتَلْنَا بِهِ مَنْ قَتَلْنَا، قَالَ سَلَمَةُ: فَأَبْصَرْتُ عُنُقًا مِنَ النَّاسِ، وَفِيهِمُ النِّسَاءُ وَالذَّرَارِيُّ فَخَشِيتُ أَنْ يَسْبِقُونِي إِلَى الْجَبَلِ فَأَدْرَكْتُهُمْ فَرَمَيْتُ بِسَهْمٍ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْجَبَلِ فَلَمَّا رَأَوُا السَّهْمَ قَامُوا

سلمہ بن اکوع رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فرماتے ہیں ان کی سرکوبی کے لئے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے سیدنا ابوبکر صدیق رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کی زیر قیادت ایک دستہ فزارہ (نجد) کی طرف روانہ کیا گیا اس دستہ میں سلمہ بن اکوع رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بھی مجاہدین کے ساتھ تھے، وہ فرماتے ہیں پانی کے چشمے کے قریب پہنچ کر

---

[1] ابن سعد۶۹؍۲ ،عیون الآثر۱۵۰؍۲

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہمیں رات بسر کرنے کا حکم دیا ہم نے رات بسر کی، صبح کی نماز کے بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہمیں حملہ کا حکم دیا ہم نے ان پر غارت گری کی، ہم پانی پر آئے اور ہم نے بہت سے آدمیوں قتل کر دیا، اور دوسرے مجاہدین کے ہاتھوں اس کے تیار کردہ تیسوں شہسوار بھی خاک میں مل گئے، سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عورتوں اور بچوں کا ایک گروہ دیکھا جو پہاڑ پر چڑھنے کی کوشش کر رہا تھا، مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ گروہ میرے پہنچنے سے پہلے ہی پہاڑ پر نہ چڑھ جائے، میں نے انہیں روکنے کے لئے ان کے اور پہاڑ کے درمیان تیر چلایا جس پر وہ اپنی جگہ ٹھٹک گئے،

إِذَا امْرَأَةٌ مِنْ فَزَارَةَ فِيهِمْ عَلَيْهَا قَشْعٌ مِنْ أَدَمٍ. مَعَهَا ابْنَتُهَا مِنْ أَحْسَنِ الْعَرَبِ، فَجِئْتُ أَسُوقُهُمْ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَنَفَّلَنِي أَبُو بَكْرٍ ابْنَتَهَا فَلَمْ أَكْشِفْ لَهَا ثَوْبًا حَتَّى قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ،ثُمَّ بَاتَتْ عِنْدِي فَلَمْ أَكْشِفْ لَهَا ثَوْبًا حَتَّى لَقِيَنِي رَسُولُ الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السُّوقِ فَقَالَ: يَا سَلَمَةُ هَبْ لِي الْمَرْأَةَ!فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ! وَاللهِ لَقَدْ أَعْجَبَتْنِي وَمَا كَشَفْتُ لَهَا ثَوْبًا! فَسَكَتَ حَتَّى إِذَا كَانَ مِنَ الْغَدِ لَقِيَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السُّوقِ وَلَمْ أَكْشِفْ لَهَا ثَوْبًا فَقَالَ: يَا سَلَمَةُ هَبْ لِيَ الْمَرْأَةَ،قَالَ: فَقُلْتُ: هِيَ لَكَ يَا رَسُولَ اللهِ!قَالَ: فَبَعَثَ بِهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلم إِلى أَهْلِ مَكَّةَ فَفَدَى بِهَا أَسْرَى مِنَ الْمُسْلِمِينَ كانوا في أيدي المشركين

ان میں ام قرفہ نامی عورت بھی تھی جس نے ایک پرانی پوستین پہن رکھی تھی، اس کے ساتھ اس کی بیٹی بھی تھی جو عرب کی خوبصورت ترین عورتوں میں سے تھی، میں اس گروہ کو لے کر امیر دستہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس لے آیا انہوں نے اس خوبصورت لڑکی کو مجھے عطا کر دیا لیکن میں نے اس کا کپڑا نہ کھولا، میں نے اس کا لباس نہیں کھولا تھا حتی کہ ہم مدینہ منورہ آ گئے، رات وہ میرے پاس رہی مگر میں نے اس کا لباس نہ کھولا، صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بازار میں ملے اور فرمایا سلمہ! وہ عورت مجھے ہبہ کر دو! میں نے کہا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! وہ مجھے بہت اچھی لگی ہے اور میں نے ابھی تک اس کا لباس نہیں اتارا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے، اس سے دوسرے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر مجھے بازار میں ملے جبکہ میں نے اس عورت کا لباس نہیں کھولا تھا فرمانے لگے اے سلمہ! وہ عورت مجھے ہبہ کر دے، میں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! وہ آپ کی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لڑکی کو مکہ مکرمہ بھیج دیا اور اس کے عوض وہاں کے متعدد مسلمان قیدیوں کو رہا کرا لیا۔[1]

کفار نے مدینہ منورہ کی مختصر سی اسلامی ریاست کو ہر طرف سے نرغے میں لے رکھا تھا اور مسلمانوں کی مٹھی بھر جماعت سخت بے سروسامانی میں پورے عرب کا مقابلہ کر رہی تھی، ان حالات میں جانی قربانی کے ساتھ مالی قربانی بھی درکار تھی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی اور مالی قربانی پر زور دیا۔

مضامین سورۃ الحدید:

اس سورۃ میں بنیادی طور پر تین مضامین مذکور ہیں۔

[1] صحیح مسلم کتاب الجهادباب التَّنْفِيلِ، وَفِدَاءِ الْمُسْلِمِينَ بِالْأَسَارَى ۴۵۷۳،سنن ابوداودکتاب الجهاد بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الْمُدْرِكِينَ يُفَرَّقُ بَيْنَهُمْ ۲۶۹۷،سنن ابن ماجه کتاب الجهاد بَابُ فِدَاءِ الْأُسَارَى ۲۸۴۷،مسنداحمد ۱۶۵۰۲،ابن سعد۹۰؍۲، السنن الکبری للبیهقی ۱۸۳۳۰،عیون الآثر۱۸۹؍۲،تاریخ طبری ۶۴۴؍۲،السیرة النبویة لابن کثیر۴۱۷؍۳

پہلا یہ کہ رنگ وبو سے بھری اس عظیم الشان کائنات میں جو کچھ بھی ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کا ہے، وہی ہر چیز کا خالق اور مالک ہے، کائنات کی ہر چیز اس کی حمد وتسبیح بیان کرتی ہے، انسان، جن، فرشتے، حیوان، شجر وحجر، جمادات ونباتات سب کے سب زبان حال سے اور زبان قال سے اس کی عظمت وکبریائی کا اقرار کرتے ہیں، جب کچھ نہیں تھا اس وقت بھی وہی تھا اور جب کچھ نہیں رہے گا وہ تب بھی ہوگا، وہ ہر چیز پر غالب ہے، اس پر کوئی غالب نہیں آسکتا، وہ اتنا ظاہر ہے کہ ہر چیز میں اس کی شان ہویدا ہے اور باطن اور ایسا مخفی ہے کہ کوئی عقل اس کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتی اور حواس اس کا ادراک نہیں کر سکتے۔

دوسرا مضمون اللہ کی راہ میں جان ومال کی قربانی کا ہے، تاریخ اسلام کے اس نازک ترین دور میں مسلمانوں کے لیے بے شمار خطرات تھے، کفر کی پوری طاقت اپنے آخری حربوں کے ساتھ مسلمانوں کو زیر کرنے بلکہ مٹانے کے لیے ہاتھ پاؤں مار رہی تھی، غزوہ بدر اور اس کے بعد کے غزوات نے کفار کو یہ باور کرا دیا تھا کہ اب مسلمانوں کا مقابلہ بھرپور اور یکبارگی کرنا ہوگا ورنہ مسلمان پھیلتے ہی چلے جائیں گے، ظاہر ہے کہ ایسے حالات میں مسلمانوں کو بھی اپنی ساری توانائیاں مجتمع کر کے پورے زور کے ساتھ کفر کا مقابلہ کرنا تھا اور اس مقصد کے لیے مالی وجانی اور ہر طرح کی قربانیاں ضروری تھیں، اس لیے اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتقدیس اور صفات بیان کرنے کے بعد اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے فضائل اور اس کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے، مگر کوئی بھی جانی ومالی قربانی موقع کی نزاکت کے اعتبار سے کسی بھی وقت زیادہ اہم ہو جاتی تھی اس لیے واضح کیا گیا کہ فتح وکامرانی کے بعد کے دور کی قربانی اور ضعف وکمزوری کے دور کی قربانی میں فرق بڑا فرق ہے، جو لوگ مصائب ومشکلات کی ان گھڑیوں میں جانی ومالی قربانی دیں گے ان کا اجر وثواب کہیں زیادہ ہوگا اور بعد کے دور میں قربانیاں دینے والے کبھی ان کے درجات تک نہیں پہنچ سکیں گے۔

- مزید فرمایا کہ مال و دولت دراصل اللہ ہی کا ہے، انسان کو دور نیابت میں صرف تصرف کا اختیار دیا گیا ہے، یہ مال تم سے پہلے کسی اور کے پاس تھا اور تمہارے بعد دوسرے لوگوں کے تصرف میں چلا جائے گا اس لیے انسان کے لیے وہ مال سودمند ہوگا جو اپنے دور نیابت میں اللہ کی راہ میں خرچ کرے گا۔

- اجر وثواب کے ذیل میں فرمایا کہ جو مال اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے گا وہ اللہ کے ذمہ قرض ہے اور روز محشر اس بندے کو اس کا پورا بلکہ کئی گنا زیادہ اجر وثواب ملے گا، ایسے مرد وعورتوں کو آخرت میں امتیازی نشان کے طور پر ایک مخصوص قسم کا نور ادیا جائے گا جو ان کی رہنمائی کرے گا لیکن کافر اور منافقین مرد وعورتیں اس نور سے محروم ہوں گے، وہ پرانے تعلقات کا واسطہ دے کر مومنوں سے روشنی کی درخواست کریں گے لیکن بے کار، کیونکہ یہ لوگ دنیا کی آرزوؤں میں کھو کر حق سے دور ہو گئے تھے اس لیے کافر ومنافق مردوں وعورتوں کا حشر بھی ساتھ ہوگا۔

- اہل ایمان کو جھنجھوڑنے والے انداز میں متنبہ کیا گیا ہے کہ منافقوں اور یہود ونصاریٰ کی طرح دنیا کی زندگی اور اس کی ظاہری کشش سے دھوکا نہ کھائیں، جن کی ساری عمر دنیا کے مال و دولت اور اقتدار کے حصول اور اس کی پرستش میں گزر گئی اور وہ کبھی اللہ کی بارگاہ میں نہ جھک

سکے، یہ دنیا چند روز کے نفع اٹھانے کی چیز ہے یہاں کا مال و دولت، اولاد، جتھے داریاں، جاہ و حشم اور طاقت و اقتدار موت کے ساتھ ہی منقطع ہو جائیں گے۔

○ فرمایا کہ شہید و صدیق کا عقیدہ تو یہ ہے کہ راحت و مصیبت اللہ ہی کی جانب سے ہے اس لیے وہ اپنا مال کسی جذبہ ریا کے بغیر اخلاص و صداقت کے ساتھ اللہ کی راہ میں سب کچھ لٹا دیتے ہیں، اگر مومن کو کوئی نعمت ملتی ہے تو وہ اس پر اتراتا نہیں بلکہ ان پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہے جبکہ کفر و منافق اس نعمت کو اپنا حق سمجھتا ہے اور ان کے ملنے پر پھول جاتے ہیں، فخر جتاتے ہیں، اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے بجائے تنگ دلی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور جب مصیبت آتی ہے تو دل گرفتہ ہو جاتے ہیں۔

○ اس دنیا کی رنگینیاں یہاں مختلف اقسام کی لذات، یہاں کی آرائش و زیبائش، یہاں کا مال و دولت جس کی خاطر لوگ جائز و ناجائز طور پر ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں سب فانی اور ناپائیدار ہیں، پائیدار زندگی تو دراصل آخرت کی زندگی ہے اس لیے عقل مندی کا تقاضا یہ ہے کہ پائیدار زندگی کی نعمتوں اور عیش و آرام کے لیے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

○ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی ہدایت و رہنمائی اور کائنات میں عدل قائم رکھنے کے لیے کتابیں اور میزان اتارا ہے، اور اگر کوئی طبقہ بغاوت و سرکشی پر اتر آئے تو اس کا سر نیچا کرنے اور باطل کو مٹانے کے لیے لوہا بنایا گیا ہے، اب اہل ایمان کا فرض ہے کہ قیام عدل کی خاطر بغاوت و سرکشی کو کچلنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوں اللہ تعالیٰ ان کی تائید و نصرت فرمائے گا اور اگر آج اہل ایمان میدان میں نہ اترے تو اللہ تعالیٰ اپنے دین کے قیام کے لیے کوئی اور مخلوق بھیج دے گا۔

○ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور ربوبیت کی طرف دعوت دینے کے لیے انبیاء و رسل کو مبعوث کیا گیا تھا اور ہر نبی نے اس دعوت کو اپنی اپنی قوموں میں بااحسن و خوبی پہنچایا تھا، عیسیٰ علیہ السلام یا کسی اور نبی نے ترک دنیا (رہبانیت) کی تعلیم نہیں دی، رہبانیت کا سبق ان لوگوں کا خود ساختہ ہے تاکہ سادہ لوح لوگوں کے سامنے اپنے آپ کو دین کا علمبردار بلکہ ٹھیکے دار ثابت کر سکیں حالانکہ دین اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اس فضل سے اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے نواز دیتا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ۚ وَ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ①

آسمانوں اور زمین میں جو ہے (سب) اللہ کی تسبیح کر رہے ہیں، وہ زبردست با حکمت ہے،

لَہٗ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ۚ یُحۡیٖ وَ یُمِیۡتُ ۚ وَ ہُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ② ہُوَ الۡاَوَّلُ

آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اسی کی ہے، وہی زندگی دیتا ہے اور موت بھی وہ ہر چیز پر قادر ہے، وہی پہلے ہے

وَ الْاٰخِرُ وَ الظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ ۚ وَ هُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝۳ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

اور وہی پیچھے، وہی ظاہر ہے اور وہی مخفی،اور وہ ہر چیز کو بخوبی جاننے والا ہے ،وہی ہے جس نے آسمانوں

وَ الْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ ؕ یَعْلَمُ مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ

اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر مستوی ہوگیا، وہ(خوب) جانتا ہے اس چیز کو جو زمین میں جائے

وَ مَا یَخْرُجُ مِنْهَا وَ مَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَ مَا یَعْرُجُ فِیْهَا ؕ وَ هُوَ مَعَكُمْ

اور جو اس سے نکلے اور جو آسمان سے نیچے آئے اور جو کچھ چڑھ کر اس میں جائے،اور جہاں کہیں تم ہو وہ تمہارے ساتھ ہے

اَیْنَ مَا كُنْتُمْ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۝۴ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ

اور جو تم کر رہے ہو وہ اللہ دیکھ رہا ہے، آسمانوں کی اور زمین کی بادشاہی اسی کی ہے،

وَ اِلَی اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝۵ یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَ یُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ ؕ

اور تمام کام اس کی طرف لوٹائے جاتے ہیں،وہی رات کو دن میں لے جاتا ہے اور وہی دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے

وَ هُوَ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۶ (الحدید ۱تا۶)

اور سینوں کے بھید کا پورا عالم ہے۔

اس سورۂ کا آغاز اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتقدیس اور صفات سے ہوا ہے تا کہ اس کے مخاطب لوگ اپنے خالق کی طاقت وعظمت اور اس کی رحمت ولامحدود قدرت کے یقین کے ساتھ اس کے کلام کو سنیں اور عمل کرنے کے لئے کمر بستہ ہوجائیں،فرمایا آسمان وزمین کی تمام موجودات،حیوانات وجمادات،اس عظیم الشان کائنات کا زرہ زرہ اپنے رب کی تسبیح بیان کر رہا ہے اور ہمیشہ کرتا رہے گا کہ اس کا خالق وپروردگار ہر عیب اور نقص اور کمزوری اور خطا اور برائی سے پاک ہے، مگر تم اس کی تسبیح سمجھ نہیں سکتے،جیسے فرمایا

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِیْهِنَّ ؕ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا ۝۴۴ [1]

ترجمہ:اس کی پاکی تو ساتوں آسمان اور زمین اور وہ ساری چیزیں جو ان میں ہیں سب اس کی تسبیح کرتے ہیں، کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کر رہی ہو مگر تم ان کی تسبیح سمجھتے نہیں ہو،حقیقت یہ ہے کہ وہ بڑا ہی بردبار اور درگزر کرنے والا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّیْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِیْحَهٗ ؕ وَاللّٰهُ

[1] بنی اسرائیل ۴۴

عَلِيمٌۢ بِمَا يَفْعَلُونَ ﴿٤١﴾ (١)

ترجمہ: کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ کی تسبیح کر رہے ہیں وہ سب جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور وہ پرندے جو پر پھیلائے اڑ رہے ہیں؟ ہر ایک اپنی نماز اور تسبیح کا طریقہ جانتا ہے، اور یہ سب جو کچھ کرتے ہیں اللہ اس سے باخبر رہتا ہے۔

هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٢٤﴾ (٢)

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جو تخلیق کا منصوبہ بنانے والا اور اس کو نافذ کرنے والا اور اس کے مطابق صورت گری کرنے والا ہے، اس کے لیے بہترین نام ہیں، ہر چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے اس کی تسبیح کر رہی ہے، اور وہ زبردست اور حکیم ہے۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿١﴾ (٣)

ترجمہ: اللہ کی تسبیح کر رہی ہے ہر وہ چیز جو آسمانوں میں ہے اور ہر وہ چیز جو زمین میں ہے، بادشاہ ہے، قدوس ہے، زبردست اور حکیم ہے۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١﴾ (٤)

ترجمہ: اللہ کی تسبیح کر رہی ہے ہر وہ چیز جو آسمانوں میں ہے اور ہر وہ چیز جو زمین میں ہے، اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کے لیے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

ایک مقام پر داود علیہ السلام کے بارے میں فرمایا کہ پہاڑ اور پرندے ان کے ساتھ تسبیح کرتے تھے،

...وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ۚ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿٧٩﴾ (٥)

ترجمہ: داؤد کے ساتھ ہم نے پہاڑوں اور پرندوں کو مسخر کر دیا تھا جو تسبیح کرتے تھے، اس فعل کے کرنے والے ہم ہی تھے۔

وہ ایسا زبردست اور قادر ہے جس کے فیصلے کو نافذ ہونے سے دنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی اور وہ جو کچھ بھی کرتا ہے، جو بھی فیصلہ فرماتا ہے حکمت و دانائی کے ساتھ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے لامحدود اقتدار کے بارے میں آگاہ کرتے ہوئے فرمایا کائنات کی سلطنت کا مالک وہی ہے، اس لئے وہ ان میں جس طرح چاہتا ہے تصرف فرماتا ہے، اس کے سوا ان میں کسی کا حکم اور تصرف نہیں چلتا، وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، کائنات اور تمام مخلوقات کی تخلیق سے پہلے جب کچھ نہ تھا تب بھی وہی تھا اور جب وہ ایک وقت مقررہ پر کائنات کی تمام مخلوق کو فنا کر دے گا تب بھی وہی رہے گا، جیسے فرمایا

---

(١) النور ٤١

(٢) الحشر ٢٤

(٣) الجمعة ١

(٤) التغابن ١

(٥) الانبیاء ٧٩

...كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ...﴿۸۸﴾ [۱]

ترجمہ: ہر چیز فانی ہے اللہ کی ذات کے سوا۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿۲۶﴾ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿۲۷﴾ [۲]

ترجمہ: ہر چیز جو اس زمین پر ہے فنا ہو جانے والی ہے اور صرف تیرے رب کی جلیل و کریم ذات ہی باقی رہنے والی ہے۔

وہ سب پر غالب ہے اس پر کوئی غالب نہیں اور وہ مخفی ہے،

الْمَعْنَى الْمُحْتَجِبُ عَنِ الْأَبْصَارِ وَالْعُقُوْلِ

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس کا معنی ہے کہ وہ لوگوں کی نظروں اور عقلوں سے مخفی ہے۔ [۳]

کیونکہ حواس سے اس کی ذات کو محسوس کرنا تو در کنار، عقل و فکر و خیال تک اس کی کنہ و حقیقت کو نہیں پا سکتے اور وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں۔

أَنْتَ الْأَوَّلُ الَّذِي لَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ ۔۔۔ وَالْآخِرُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ

تو ہی پہلا ہے کوئی تجھ سے پہلے نہیں ۔۔۔ تو ہی آخر ہے کوئی تیرے بعد نہیں

وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ ۔۔۔ وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ

تو ہی ظاہر ہے کوئی تجھ سے اوپر نہیں ۔۔۔ تو ہی باطن ہے کوئی تجھ سے مخفی تر نہیں۔ [۴]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: أَتَتْ فَاطِمَةُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْأَلُهُ خَادِمًا،فَقَالَ لَهَا :مَا عِنْدِي مَا أُعْطِيكِ،فَرَجَعَتْ، فَأَتَاهَا بَعْدَ ذَلِكَ فَقَالَ: الَّذِي سَأَلْتِ أَحَبُّ إِلَيْكِ، أَوْ مَا هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ؟فَقَالَ لَهَا عَلِيٌّ: قُولِي لَا، بَلْ مَا هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ،فَقَالَتْ،فَقَالَ:قُولِي :اللَّهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْأَرَضِينَ، وَرَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ، فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوَى، مُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ ذِي شَرٍّ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ، أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ، اقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ وَأَغْنِنِي مِنَ الْفَقْرِ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک خدمت گار مانگنے کے لئے آئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس تو خادم نہیں ہے جو میں تمہیں دوں، یہ سن کر وہ لوٹ آئیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آئے اور فرمایا جو تم نے مانگا تھا (یعنی خادم) وہ تم

---

[۱] القصص ۸۸

[۲] الرحمن ۲۷،۲۶

[۳] فتح القدیر ۵/۱۹۹

[۴] مسندابی یعلی ۴۷۷۴

کو زیادہ پسند ہے یا جو اس سے بہتر ہے؟ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا یوں کہو نہیں مجھے وہ زیادہ پسند ہے جو خادم سے بہتر ہو، انہوں نے ایسا ہی کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دعا پڑھا کرو اے اللہ، اے آسمانوں اور زمینوں کے پروردگار! اے ہمارے رب، اے ہر چیز کے رب! اے دانوں اور گٹھلیوں کو اگانے والے! اور اے تورات، انجیل اور قرآن نازل کرنے والے، میں ہر چیز کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں جس کی پیشانی تیرے قبضے میں ہے، توسب سے پہلے ہے تجھ سے پہلے کوئی چیز نہ تھی اور تو ہی آخر ہے تیرے بعد کوئی چیز نہیں، اور توسب پر ظاہر ہے تجھ سے اوپر کوئی چیز نہیں، اور توسب سے پوشیدہ ہے تجھ سے زیادہ مخفی کوئی چیز نہیں، (اے اللہ) تو ہمارے قرض ادا فرما دے اور ہمیں فقیری سے بچا کر غنی کر دے (یہ دعا ادائیگی قرض کے لئے مسنون ہے)۔ (۱)

اسی رب نے چھ دنوں میں اس عظیم کائنات کی تخلیق فرمائی، پہلا دن اتوار تھا اور آخری دن جمعہ تھا اور پھر فرمانروائی کے لئے اپنے عرش پر مستوی ہوا جو اس کے جلال کے لائق ہے، جیسے فرمایا

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ... ﴿۵۴﴾ (۲)

ترجمہ: درحقیقت تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا ہے پھر اپنے تخت سلطنت پر جلوہ فرما ہوا۔

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ... ﴿۳﴾ (۳)

ترجمہ: درحقیقت تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا ہے، پھر اپنے تخت سلطنت پر جلوہ فرما ہو کر کائنات کا انتظام چلا رہا ہے۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ... ﴿۴﴾ (۴)

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو اور ان ساری چیزوں کو جو ان کے درمیان ہیں، چھ دنوں میں پیدا کیا اور اس کے بعد عرش پر جلوہ فرما ہوا۔

جو غلہ جات و میوہ جات کے بیج یا گٹھلیاں زمین کی تہوں میں جاتی ہیں انکی کمیت و کیفیت کو وہ جانتا ہے اور ان بیجوں اور گٹھلیوں سے جو نباتات درخت وغیرہ نکلتے ہیں سب اللہ کے علم میں ہیں اور وہ انتہائی حکیمانہ طریقہ سے ہر چیز کی علیحدہ علیحدہ تدبیر فرماتا ہے، جیسے فرمایا

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۭ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا

(۱) صحيح مسلم كتاب الذكروالدعاء بَابُ مَا يَقُولُ عِنْدَ النَّوْمِ وَأَخْذِ الْمَضْجَعِ۶۸۹۱، جامع ترمذى ابواب الدعوات بَابُ جَامِعِ الدَّعَوَاتِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۳۴۸۱،سنن ابن ماجه كتاب الدعائ بَابُ دُعَاءِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۳۸۳۱،السنن الكبرى للنسائى ۷۶۲۱، مسنداحمد۱۰۹۲۴ ،مصنف ابن ابى شيبة۲۹۳۱۳

(۲) الاعراف ۵۴

(۳) يونس ۳

(۴) السجدة ۴

حَبَّةٍ فِي ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۵۹﴾ [1]

ترجمہ:اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جنھیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا، بحروبر میں جو کچھ ہے سب سے وہ واقف ہے، درخت سے گرنے والا کوئی پتہ ایسا نہیں جس کا اسے علم نہ ہو، زمین کے تاریک پردوں میں کوئی دانہ ایسا نہیں جس سے وہ باخبر نہ ہو، خشک و تر سب کچھ ایک کھلی کتاب میں لکھا ہوا ہے۔

اور آسمان سے اولے، برف، تقدیر اور وہ احکام جو فرشتے لے کر اترتے ہیں،

أَنَّهُ مَا يَنْزِلُ مِنْ قَطْرَةٍ مِنَ السَّمَاءِ إِلَّا وَمَعَهَا مَلَكٌ يُقرّرها فِي الْمَكَانِ الَّذِي يَأْمُرُ اللهُ بِهِ حَيْثُ يَشَاءُ تَعَالَى

اور اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ فرشتے بارش کے ایک ایک قطرے کو اللہ تعالیٰ کی بتلائی ہوئی جگہ پر پہنچا دیتے ہیں۔ [2]

اور فرشتے ارواح، دعائیں اور انسانوں کے جو اعمال لے کر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں سب اللہ تعالیٰ کے احاطہ علم میں ہے، یعنی وہ محض کلیات ہی کا عالم نہیں ہے بلکہ جزئیات کا علم بھی رکھتا ہے،

عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ ، فَقَالَ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَنَامُ، وَلَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَنَامَ، يَخْفِضُ الْقِسْطَ وَيَرْفَعُهُ، يُرْفَعُ إِلَيْهِ عَمَلُ اللَّيْلِ قَبْلَ عَمَلِ النَّهَارِ، وَعَمَلُ النَّهَارِ قَبْلَ عَمَلِ اللَّيْلِ، حِجَابُهُ النُّورُ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ: النَّارُ لَوْ كَشَفَهُ لَأَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهِ مَا انْتَهَى إِلَيْهِ بَصَرُهُ مِنْ خَلْقِهِ

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر ہمیں پانچ باتیں فرمائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل سوتا نہیں اور سونا اس کے لائق نہیں (کیونکہ سونا غفلت ہے اور مثل موت کے ہے) وہ ترازو کو جھکاتا ہے اور بلند کرتا ہے، رات کا عمل دن کے عمل سے پہلے اور دن کا عمل رات کے عمل سے پہلے اس کی طرف چڑھتے ہیں، اس کا پردہ نور ہے، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ پردہ وہ اس کا آگ ہے اگر وہ اس پردے کو کھول دے تو اس کے منہ کی شعاعیں جہاں تک اس کی نگاہ پہنچتی ہو مخلوق کو جلا دیں۔ [3]

تم خشکی میں ہو یا تری میں، رات کا گھپ اندھیرا ہو یا دن کا اجالا، گھروں میں ہو یا صحراؤں میں ہر جگہ ہر وقت وہ اپنے علم و بصر کے لحاظ سے تمہارے ساتھ ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو وہ اسے بھی دیکھ رہا ہے، جیسے فرمایا

اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ۭ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ ۙ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ وَمَا مِنْ دَاۗبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَي اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا

---

[1] الانعام ۵۹

[2] تفسیرابن کثیر ۹/۸

[3] صحیح مسلم کتاب الایمان بَابٌ فِي قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنَّ اللهَ لَا يَنَامُ، وَفِي قَوْلِهِ: حِجَابُهُ النُّورُ لَوْ كَشَفَهُ لَأَحْرَقَ سُبُحَاتُ وَجْهِهِ مَا انْتَهَى إِلَيْهِ بَصَرُهُ مِنْ خَلْقِهِ ۴۴۵،سنن ابن ماجہ کتاب السنة بَابٌ فِيمَا أَنْكَرَتِ الْجَهْمِيَّةُ ۱۹۶،۱۹۵، مسنداحمد ۱۹۶۳۲،صحیح ابن حبان ۲۶۶،شرح السنة للبغوی ۹۱

وَمُسْتَوْدَعَهَا ۭ كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ [1]

ترجمہ: دیکھو یہ لوگ اپنے سینوں کو موڑتے ہیں تا کہ اس سے چھپ جائیں، خبر دار جب یہ کپڑوں سے اپنے آپ کو ڈھانپتے ہیں اللہ ان کے چھپے کو بھی جانتا ہے اور کھلے کو بھی، وہ تو ان بھیدوں سے بھی واقف ہے جو سینوں میں ہیں، زمین پر چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں ہے جس کا رزق اللہ کے ذمے نہ ہو اور جس کے متعلق وہ نہ جانتا ہو کہ کہاں وہ رہتا ہے اور کہاں وہ سونپا جاتا ہے سب کچھ ایک صاف دفتر میں درج ہے۔

ایک مقام پر فرمایا

سَوَاۗءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۢ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ۝ [2]

ترجمہ: تم میں سے کوئی شخص خواہ زور سے بات کرے یا آہستہ اور کوئی رات کی تاریکی میں چھپا ہوا ہو یا دن کی روشنی میں چل رہا ہو اس کے لئے سب یکساں ہیں۔

ایک مقام پر فرمایا

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ... ۝ [3]

ترجمہ: کیا تم کو خبر نہیں ہے کہ زمین اور آسمانوں کی ہر چیز کا اللہ کو علم ہے؟ کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ تین آدمیوں میں کوئی سرگوشی ہو اور ان کے درمیان چوتھا اللہ نہ ہو، یا پانچ آدمیوں میں سرگوشی ہو اور ان کے درمیان چھٹا اللہ نہ ہو، خفیہ بات کرنے والے خواہ اس سے کم ہوں یا زیادہ جہاں کہیں بھی وہ ہوں اللہ ان کے ساتھ ہوتا ہے۔

أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ مُعَاوِيَةَ الْغَاضِرِيَّ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ثَلَاثٌ مَنْ فَعَلَهُنَّ فَقَدْ طَعِمَ طَعْمَ الْإِيمَانِ: مَنْ عَبَدَ اللهَ وَحْدَهُ فَإِنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ , وَأَعْطَى زَكَاةَ مَالِهِ طَيِّبَةً بِهَا نَفْسُهُ رَافِدَةً عَلَيْهِ فِي كُلِّ عَامٍ , وَلَمْ يُعْطِ الْهَرِمَةَ وَلَا الدَّرِنَةَ وَلَا الشَّرَطَ اللَّائِمَةَ وَلَا الْمَرِيضَةَ وَلَكِنْ مِنَ أَوْسَطِ أَمْوَالِكُمْ , فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يَسْأَلْكُمْ خَيْرَهُ , وَلَمْ يَأْمُرْكُمْ بِشَرِّهِ , وَزَكَّى عَبْدٌ نَفْسَهُ " فَقَالَ رَجُلٌ: مَا تَزْكِيَةُ الْمَرْءِ نَفْسَهُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: يَعْلَمُ أَنَّ اللهَ مَعَهُ حَيْثُ مَا كَانَ

عبد اللہ بن معاویہ غامری سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے تین کام کر لئے اس نے ایمان کی حلاوت کا مزہ چکھ لیا، جو اللہ وحدہ کی عبادت کرے اور یقین رکھے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اور اپنے مال کی زکوۃ خوش دلی سے ادا کی اگر اس نے جانور زکوۃ میں دیئے ہیں تو بیکار، بوڑھے، کمزور نہ دیئے ہوں بلکہ درمیانہ درجہ کے اللہ کی راہ میں دیئے ہوں، اللہ عزوجل تم سے بہت اچھی چیز طلب نہیں کرتا اور نہ

---

[1] ھود ۵،۶

[2] الرعد ۱۰

[3] المجادلۃ ۷

کمتر چیز کا حکم دیتا ہے، اور اپنے نفس کو پاک کیا، اس پر ایک شخص نے سوال کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! نفس کو پاک کرنے کا کیا مطلب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تو اس بات کو دل میں محسوس کرے اور یقین وعقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ ہر وقت تمہارے ساتھ ہے۔ (1)

اللہ کے علاوہ کسی اور ذات کا ہر وقت اور ہر جگہ موجود ہونا ممکن نہیں گو دور حاضر کے بعض غالی لوگوں نے ایسے عقائد گھڑنے کی کوشش شروع کر رکھی ہے تا کہ امت مسلمہ کو اس قسم کے عقائد و نظریات کے ساتھ بہکا سکیں۔

وہی قدرتوں اور مکمل اختیارات رکھنے والا رب اس عظیم الشان کائنات کا فرمانروا ہے، آسمان وزمین کی ساری مخلوق اس کی غلام اور اس کے سامنے پست ہے جیسے فرمایا

وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى ﴿۱۳﴾ (2)

ترجمہ: اور درحقیقت آخرت اور دنیا دونوں کے ہم ہی مالک ہیں۔

وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ ۡ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۷۰﴾ (3)

ترجمہ: وہی ایک اللہ ہے جس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں، اسی کے لیے حمد ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، فرماں روائی اسی کی ہے اور اسی کی طرف تم سب پلٹائے جانے والے ہو۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿۱﴾ (4)

ترجمہ: حمد اس اللہ کے لیے ہے جو آسمانوں اور زمین کی ہر چیز کا مالک ہے اور آخرت میں بھی اسی کے لیے حمد ہے، وہ دانا اور باخبر ہے۔

اور تمام معاملات فیصلے کے لئے اس کی طرف رجوع کیے جاتے ہیں، یہ بھی اس کی قدرت ہے کہ وہ رات کی تاریکیوں سے روشن دن کو نکال لاتا ہے اور وہی تمہارے سارے دن کی تکان کو آرام وسکون مہیا کرنے کے لئے رات کو لے آتا ہے، وہ ایسا باریک بین ہے کہ دلوں میں چھپے خفیہ بھید اور آنکھوں کی خیانت بھی جانتا ہے، جیسے فرمایا

يَعْلَمُ خَاۗىِٕنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ﴿۱۹﴾ (5)

ترجمہ: اللہ نگاہوں کی چوری تک سے واقف ہے اور راز تک جانتا ہے جو سینوں نے چھپا رکھے ہیں۔

اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ۭ

اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ اور اس مال میں سے خرچ کرو جس میں اللہ نے تمہیں (دوسروں کا) جانشین بنایا ہے،

---

(1) السنن الکبری للبیہقی ۷۵؍۴

(2) اللیل ۱۳

(3) القصص ۷۰

(4) سبا ۱

(5) المومن ۱۹

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ اَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝٧ وَ مَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ

پس تم میں سے جو ایمان لائیں اور خیرات کریں انہیں بہت بڑا ثواب ملے گا، تم اللہ پر ایمان کیوں نہیں لاتے؟

وَ الرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَ قَدْ اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝٨

حالانکہ خود رسول تمہیں اپنے رب پر ایمان لانے کی دعوت دے رہا ہے اور اگر تم مومن ہو تو وہ تم سے مضبوط عہد و پیمان بھی

هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖۤ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ

لے چکا ہے، وہ (اللہ) ہی ہے جو اپنے بندے پر واضح آیتیں اتارتا ہے تا کہ وہ تمہیں اندھیروں سے نور کی طرف لے جائے

وَ اِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝٩ وَ مَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر نرمی کرنے والا رحم کرنے والا ہے، تمہیں کیا ہو گیا ہے جو تم اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ؟

وَ لِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ

دراصل آسمانوں اور زمینوں کی میراث کا مالک (تنہا) اللہ ہی ہے، تم میں سے جن لوگوں نے فتح سے پہلے فی سبیل اللہ دیا ہے

وَ قٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ

اور قتال کیا ہے وہ (دوسروں کے) برابر نہیں، بلکہ ان کے بہت بڑے درجے ہیں جنہوں نے فتح کے بعد خیراتیں دیں

وَ قٰتَلُوْا ؕ وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝١٠ (الحدید ٧ تا ١٠)

اور جہاد کیے، ہاں بھلائی کا وعدہ تو اللہ تعالیٰ کا ان سب سے ہے، جو کچھ تم کر رہے ہو اس سے اللہ خبردار ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی قیادت میں اس وقت کفر و اسلام کی کشمکش جاری تھی، مسلمان تعداد اور جنگی قوت کے لحاظ سے کم تر تھے، اسلامی حکومت کو جہاد فی سبیل اللہ کے مصارف اور عرب کے ہر علاقہ سے ہجرت کر کے آئے ہوئے مظلوم مہاجرین کی مالی امداد کی سخت ضرورت تھی جو کفار کے ظلم وستم سے تنگ آ کر عرب کے ہر حصے سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تھے اور آ رہے تھے، مخلص مسلمان ان مصارف کو اپنی طاقت اور وسعت سے بڑھ کر برداشت کر رہے تھے مگر مسلمانوں میں بکثرت صاحب حیثیت لوگ موجود تھے جو کفر و اسلام کی اس کشمکش کو محض تماشائی بن کر دیکھ رہے تھے انہی لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا اے وہ لوگو جو ایمان کا دعویٰ کر کے مسلمانوں کے گروہ میں شامل ہو گئے ہو اللہ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ اور اس کے رسول کو سچے دل سے مانو اور اللہ نے جو پاکیزہ مال تمہیں بخشا ہوا ہے اسے اس کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے خرچ کرو تا کہ آخرت میں اس کا مستقل اور دائمی اجر تمہیں حاصل ہو،

عَنْ عَائِشَةَ،أَنَّهُمْ ذَبَحُوا شَاةً، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا بَقِيَ مِنْهَا؟قَالَتْ: مَا بَقِيَ مِنْهَا إِلاَّ كَتِفُهَا،قَالَ: بَقِيَ كُلُّهَا غَيْرَ كَتِفِهَا

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ایک بکری ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے تو پوچھا بکری میں سے کیا باقی رہا؟ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا ایک شانے کے سوا کچھ نہیں بچا، فرمایا ایک شانہ کے سوا ساری بکری بچ گئی، یعنی جو کچھ اللہ کی راہ میں صرف ہوا وہی دراصل باقی رہ گیا ہے۔ (۱)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَيُّ الصَّدَقَةِ أَعْظَمُ أَجْرًا؟ قَالَ: أَمَا وَأَبِيكَ لَتُنَبَّأَنَّهُ: أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيحٌ شَحِيحٌ، تَخْشَى الْفَقْرَ، وَتَأْمُلُ الْبَقَاءَ، وَلَا تَمَهَّلْ حَتَّى إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُومَ قُلْتَ: لِفُلَانٍ كَذَا، وَلِفُلَانٍ كَذَاوَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کس صدقے کا اجر سب سے زیادہ ہے؟فرمایا اس صدقہ میں جسے تو صحیح وتندرست کے ساتھ بخل کے باوجود کرو، دوسری طرف اسے کسی کام میں لگا کر زیادہ کما لینے کی امید رکھتا ہو، اس وقت کا انتظار نہ کر کہ جب جان نکلنے لگے تو تو کہے کہ یہ فلاں کو دیا جائے اور یہ فلاں کو، اس وقت تو یہ مال فلاں کو جانا ہی ہے۔ (۲)

عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: انْتَهَيْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عليه وسلم وَهُوَ يَقُولُ:أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ يَقُولُ ابْنُ آدَمَ: مَالِي مَالِي! وَهَلْ لَكَ مِنْ مَالِكَ، إِلَّا مَا أَكَلْتَ فَأَفْنَيْتَ،أَوْ لَبِستَ فَأَبْلَيْتَ،أَوْ تَصَدَّقْتَ فَأَمْضَيْتَ

مطرف بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ سورہ التکاثر پڑھ رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کہتا ہے میرا مال، میرا مال، اور اے آدمی! تیرا مال کیا؟ تیرا مال اس کے سوا اور کیا ہے جو تو نے کھا کر ختم کر دیا یا پہن کر بوسیدہ کر دیا یا صدقہ کر کے آگے بھیج دیا؟۔ (۳)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ وَمَا سِوَى ذَلِكَ فَهُوَ ذَاهِبٌ، وَتَارِكُهُ لِلنَّاسِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے سوا جو کچھ ہے وہ تیرے ہاتھ سے جانے والا ہے اور تو اسے دوسروں کے لئے چھوڑ کر جانے والا ہے۔ (۴)

(۱) جامع ترمذی ابواب القیامۃ بَابٌ ۲۴۷۰

(۲) مسنداحمد۷۱۵۹،صحیح بخاری کتاب الزکاۃ بَابُ فَضْلِ صَدَقَةِ الشَّحِيحِ الصَّحِيحِ۱۴۱۹،صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ بَابُ بَيَانِ أَنَّ أَفْضَلَ الصَّدَقَةِ صَدَقَةُ الصَّحِيحِ الشَّحِيحِ۲۳۸۲

(۳) صحیح مسلم كِتَابُ الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ باب الدنیاسجن للمومن وجنۃ للکافر۷۴۲۰،مسنداحمد۱۶۳۰۶،السنن الکبری للنسائی ۶۴۰۷،صحیح ابن حبان ۷۰۱،مستدرک حاکم۳۹۶۹،السنن الکبری للبیہقی ۱۰۱۷،شعب الایمان۳۰۶۱،شرح السنۃ للبغوی۴۰۵۵

(۴) صحیح مسلم كِتَابُ الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ باب الدنیاسجن للمومن وجنۃ للکافر۷۴۲۲، مسنداحمد۸۸۱۳، صحیح ابن حبان۳۲۴۴،

تم میں سے جولوگ ایمان لائیں گے اور اللہ کی راہ میں اس کی رضاو خوشنودی حاصل کرنے کے لئے مال خرچ کریں گے ان کے لئے اجر عظیم ہے، اے لوگو! تم یہ غیر ایمانی روش کیوں اختیار کر رہے ہو اللہ کا رسول جو سب سے افضل رسول اور سب سے اچھے داعی ہیں خود تمہارے درمیان موجود ہیں اور تمہیں دعوت حق دے رہے ہیں، حق کی دلیلیں دے رہے ہیں اور یہ چیز اس بات کی موجب ہے کہ حق کی آواز پر لبیک کہنے کے لئے جلدی سے آگے بڑھا جائے مگر تم اللہ پر ایمان نہیں لاتے،

قَالَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمًا لِأَصْحَابِهِ: أَيُّ الْمُؤْمِنِينَ أَعْجَبُ إِلَيْكُمْ إِيمَانًا؟ قَالُوا: الْمَلَائِكَةُ، قَالَ:وَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ وَهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ؟ قَالُوا: فَالْأَنْبِيَاءُ، قَالَ:وَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ وَالْوَحْيُ يَنْزِلُ عَلَيْهِمْ؟قَالُوا: فَنَحْنُ؟قَالَ:وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُونَ وَأَنَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ؟وَلَكِنْ أَعْجَبُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا قَوْمٌ يجيؤون بَعْدَكُمْ يَجِدُونَ صُحُفًا يُؤْمِنُونَ بِمَا فِيهَا

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا سب سے زیادہ اچھے ایمان والے تمہارے نزدیک کون ہیں؟ کہا فرشتے، فرمایا وہ ایمان کیوں نہ لاتے وہ تو اللہ کے پاس ہی ہیں؟ کہا پھر انبیاء، فرمایا وہ کیسے ایمان نہ لاتے ان پر تو وحی اور اللہ کا کلام نازل ہوتا ہے؟ کہا پھر ہم، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ایمان لانے سے کیسے رک سکتے تھے میں تم میں زندہ موجود ہوں، سنو، بہترین اور عجیب تر ایماندار وہ لوگ ہیں جو تمہارے بعد آئیں گے، صحیفوں میں لکھا ہوا دیکھیں گے اور ایمان قبول کریں گے۔[1]

جیسے فرمایا

الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ ۔۔ ﴿٣﴾ [2]

ترجمہ:ان پرہیز گار لوگوں کے لئے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔

حالانکہ دعوت اسلام قبول کر کے بیعت کے وقت تم نے شعوری اطاعت کا عہد کر چکے ہو اگر تم واقعی ماننے والے ہو، جیسے فرمایا

وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ ۙ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿٧﴾ [3]

ترجمہ:یاد رکھو اس نعمت کو جو اللہ نے تم کو عطا کی ہے اور اس عہد و پیمان (عہد الست) کو جو اللہ نے تم سے لیا ہے جبکہ تم نے کہا ہم نے سنا اور اطاعت کی، اور اللہ سے ڈرو اللہ دلوں کا حال جانتا ہے۔

فَقَالَ: عُبَادَةُ لِأَبِي هُرَيْرَةَ: بَايَعْنَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا بَايَعْنَاهُ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي النَّشَاطِ وَالْكَسَلِ،

السنن الکبری للبیہقی ۶۵۱۰

[1] تفسیرابن کثیر۸۶؍۲،مسند البزار ۲۹۴ء

[2] البقرۃ۳

[3] المائدۃ ۷

وَعَلَى النَّفَقَةِ فِي الْيُسْرِ وَالْعُسْرِ، وَعَلَى الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَعَلَى أَنْ نَقُولَ فِي اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَلَا نَخَافَ لَوْمَةَ لَائِمٍ فِيهِ

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات پر بیعت لی تھی کہ ہم چستی اور سستی، ہر حال میں سمع وطاعت پر قائم رہیں گے، خوشحالی اور تنگ حالی دونوں حالتوں میں اللہ کی راہ میں خرچ کریں گے، نیکی کا حکم دیں گے اور بدی سے منع کریں گے، اللہ کی خاطر حق بات کہیں گے اور اس معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے۔ (۱)

وہ اللہ ہی تو ہے جو اپنے رحم وکرم سے بندوں کو جہالت کی گمراہیوں اور کفر کی تاریکیوں سے نکال کر صراط المستقیم پر لانے کے لئے اپنے بندے پر روشن اور واضح آیتیں نازل فرما رہا ہے، جیسے فرمایا

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ... ﴿۲۵۷﴾ (۲)

ترجمہ: جو لوگ ایمان لاتے ہیں ان کا حامی ومددگار اللہ ہے اور وہ ان کو تاریکیوں سے روشنی میں نکال لاتا ہے۔

يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۶﴾ (۳)

ترجمہ: جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو اس کی رضا کے طالب ہیں سلامتی کے طریقے بتاتا ہے اور اپنے اذن سے ان کو اندھیروں سے نکال کر اجالے کی طرف لاتا ہے اور راہ راست کی طرف ان کی رہنمائی کرتا ہے۔

هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ﴿۴۳﴾ (۴)

ترجمہ: وہی ہے جو تم پر رحمت فرماتا ہے اور اس کے ملائکہ تمہارے لیے دعائے رحمت کرتے ہیں تاکہ وہ تمہیں تاریکیوں سے روشنی میں نکال لائے، وہ مومنوں پر بہت مہربان ہے۔

رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ... ﴿۱۱﴾ (۵)

ترجمہ: ایک ایسا رسول جو تم کو اللہ کی صاف صاف ہدایت دینے والی آیات سناتا ہے تاکہ ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لے آئے۔

اور حقیقت یہی ہے کہ وہ اپنے بندوں پر نہایت شفیق اور مہربان ہے، پھر صدقات کی رغبت دلائی کہ آخر اللہ کی راہ میں تم اپنا مال ودولت خرچ

(۱) مسند احمد۲۲۷۶۹، مصنف ابن ابی شیبۃ ۳۷۲۵۷، مسند البزار ۲۷۳۱

(۲) البقرۃ۲۵۷

(۳) المائدۃ۱۶

(۴) الاحزاب۴۳

(۵) الطلاق۱۱

کیوں نہیں کرتے؟ وہ کون سی چیز ہے جس نے تمہیں انفاق فی سبیل اللہ سے روکا ہے؟ حالانکہ کوئی چیز تمہاری ملکیت میں نہیں، یہ مال و دولت دراصل اللہ ہی کا ہے، اور انسان کو دور نیابت میں صرف تصرف کا اختیار دیا گیا ہے، اور ایک دن تمہیں لازماً اسے چھوڑ کر ہی جانا ہے، پھر یہ ملکیت اس کے حقیقی مالک اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف لوٹ جائے گی، اس لئے فقر و تنگ دستی کا خیال کیے بغیر اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور فائدہ اٹھاؤ، اللہ وحدہ لاشریک ہی زمین و آسمان کے سارے خزانوں کا تنہا مالک ہے، تم جو کچھ اس کی راہ میں خرچ کرو گے وہ تمہیں اس سے زیادہ بڑھا چڑھا کر عطا فرما دے گا، جیسے فرمایا

قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ۭ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝۳۹ [1]

ترجمہ: اے نبی ﷺ! ان سے کہو کہ میرا رب اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے اور جو کچھ تم خرچ کرتے ہو اس کی جگہ وہی مزید رزق تمہیں دیتا ہے اور وہ بہترین رزاق ہے۔

ایک مقام پر فرمایا

مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ۭ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۹۶ [2]

ترجمہ: جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ خرچ ہو جانے والا ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہی باقی رہنے والا ہے، اور ہم ضرور صبر سے کام لینے والوں کو ان کے اجر ان کے بہترین اعمال کے مطابق دیں گے۔

کفر کی طاقت اپنے آخری حربوں کے ساتھ مسلمانوں کو زیر کرنے بلکہ مٹانے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہی تھی، غزوہ بدر اور اس کے بعد کے غزوات نے مشرکین کو یہ باور کرا دیا تھا کہ اب مسلمانوں کا مقابلہ بھرپور اور یکبارگی کرنا ہوگا ورنہ مسلمان پھیلتے چلے جائیں گے، ظاہر ہے کہ ایسے حالات میں مسلمانوں کو بھی اپنی ساری توانائیاں مجتمع کر کے پورے زور کے ساتھ مقابلہ کرنا تھا اور اس مقصد کے لئے مالی و جانی اور ہر طرح کی قربانیاں ضروری تھیں، مگر کوئی بھی قربانی موقع کی نزاکت کے اعتبار سے کسی بھی وقت زیادہ اہم ہو جاتی ہے، اس لئے واضح کیا گیا کہ فتح و کامرانی کے بعد کے دور کی قربانی اور ضعف و کمزوری کے دور کی قربانی میں بڑا فرق ہے، جو لوگ اس مشکلات کے دور میں قربانیاں دیں گے ان کا اجر و ثواب کہیں زیادہ ہوگا اور بعد کے دور میں قربانیاں دینے والے کبھی ان کے درجات تک نہیں پہنچ سکیں گے اگرچہ اللہ نے دونوں سے اچھے وعدے فرمائے ہیں، جیسے فرمایا

لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۭ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَي الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ۭ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰي ۭ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ

---

[1] سبا ۳۹

[2] النحل ۹۶

عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۹۵﴾ [١]

ترجمہ: مسلمانوں میں سے وہ لوگ جو کسی معذوری جیسے بغیر گھر بیٹھے رہتے ہیں اور وہ جو اللہ کی راہ میں جان ومال سے جہاد کرتے ہیں، دونوں کی حیثیت یکساں نہیں ہے، اللہ نے بیٹھنے والوں کی بہ نسبت جان ومال سے جہاد کرنے والوں کا درجہ بڑا رکھا ہے اگرچہ ہر ایک کے لیے اللہ نے بھلائی ہی کا وعدہ فرمایا ہے، مگر اس کے ہاں مجاہدوں کی خدمات کا معاوضہ بیٹھنے والوں سے بہت زیادہ ہے۔

مگر تفاوت درجات کا یہ مطلب نہیں کہ بعد میں مسلمان ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایمان واخلاق کے اعتبار سے بالکل ہی گئے گزرے تھے ،جیسا کہ بعض حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سالے اور کاتب وحی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے والد ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور دیگر بعض ایسے جلیل القدر صحابہ کے بارے میں ہرزہ سرائی یا انہیں طلقاء کہہ کر انکی تنقیص واہانت کرتے ہیں،

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ بَيْنَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ وَبَيْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ كَلَامٌ، فَقَالَ خَالِدٌ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ: تَسْتَطِيلُونَ عَلَيْنَا بِأَيَّامٍ سَبَقْتُمُونَا بِهَا؟ فَبَلَغَنَا أَنَّ ذَلِكَ ذُكر لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: دَعُوا لِي أَصْحَابِي فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْ أَنْفَقْتُمْ مِثْلَ أُحُدٍ-أَوْ مِثْلَ الْجِبَالِ-ذَهَبًا، مَا بَلَغْتُمْ أَعْمَالَهُمْ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے خالد رضی اللہ عنہ بن ولید اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ میں (بنو جذیمہ کے بارے) اختلاف ہوگیا خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم اسی بات پر اکڑ رہے ہو کہ ہم سے کچھ دن پہلے ایمان لائے، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا علم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ کو میرے لئے چھوڑ دو اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم احد کے یا کسی اور پہاڑ کے برابر سونا خرچ کر ڈالو تب بھی ان کے اعمال کو نہیں پہنچ سکتے۔ [٢]

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي،فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْ أَنْفَقَ أَحَدُكُمْ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا، مَا بَلَغَ مُدّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفه

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں فرمایا ہے کہ میرے صحابہ پر سب وشتم نہ کرو، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر تم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ جتنا سونا بھی اللہ کی راہ میں خرچ کر دے تو وہ میرے صحابی کے خرچ کیے ہوئے ایک مد بلکہ نصف مد کے برابر بھی نہیں۔ [٣]

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عُمَيْرَةَ،وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[١] النساء۹۵

[٢] مسند احمد ۱۳۸۱۲

[٣] صحیح بخاری کتاب فضائل الصحابه النبی ﷺ باب قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا ۳۶۷۳، صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابه بَابُ تَحْرِيمِ سَبِّ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ ۶۴۸۸،سنن ابوداودکتاب السنة بَابٌ فِي النَّهْيِ عَنْ سَبِّ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۴۶۵۸،مصنف ابن ابی شیبة ۳۲۴۰۴، مسند احمد ۱۱۰۷۹،مسند ابی یعلی ۱۰۸۷،صحیح ابن حبان ۷۲۵۳، شرح السنة للبغوی ۳۸۵۹،معجم ابن عساکر ۳۶۷

أَنَّهُ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ: اللهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا وَاهْدِ بِهِ

عبد الرحمن بن ابی عمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاویہ رضی اللہ عنہ کیلئے دعا کی کہ اے اللہ اسے ہدایت والا اور ہدایت یافتہ بنا اور اس کے ذریعے لوگوں کو ہدایت دے۔ [۱]

أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ فِي الرِّوَايَةِ، لِأَنَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ عُدُولٌ ثِقَاتٌ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کرام عادل تھے۔ [۲]

جن حالات، جس جذبے اور نیت سے تم عمل کرتے ہو اللہ اس سے خوب باخبر ہے اور اسی کے مطابق تمہیں جزا دی جائے گی۔

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَ لَهٗۤ

کون ہے جو اللہ تعالیٰ کو اچھی طرح قرض دے پھر اللہ تعالیٰ اسے اس کے لیے بڑھاتا چلا جائے اور اس کے لیے

اَجْرٌ كَرِیْمٌ ﴿۱۱﴾ یَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ یَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَیْنَ

پسندیدہ اجر ثابت ہو جائے (قیامت کے) دن تو دیکھے گا کہ مومن مردوں اور عورتوں کا نور ان کے آگے آگے اور ان کے

اَیْدِیْهِمْ وَ بِاَیْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْیَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ

دائیں دوڑ رہا ہوگا، آج تمہیں ان جنتوں کی خوشخبری ہے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں جن میں ہمیشہ کی رہائش ہے،

ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۱۲﴾ (الحدید ۱۲،۱۱)

یہ ہے بڑی کامیابی۔

لوگو! یہ مال و دولت اللہ ہی نے تمہیں اپنے فضل و احسان سے عطا کیا ہوا ہے لیکن اگر اسے گن گن کر رکھنے کے بجائے اللہ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے جہاد فی سبیل اللہ اور صدقہ خیرات وغیرہ میں خرچ کرو گے تو میں اسے اپنے ذمہ قرض حسنہ قرار دوں گا اور اس کے عیوض تمہارے گناہ بخش دوں گا اور روز حشر جس روز اس کی رحمت کے علاوہ کوئی چیز کارگر نہ ہو سکے گی اسے کئی گنا بڑھا کر واپس کروں گا اور اس کے علاوہ اپنی طرف سے مزید اجر بھی عطا فرماؤں گا یعنی جنتوں میں داخل فرماؤں گا اور درجات بلند کر دوں گا، جیسے فرمایا

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ اَضْعَافًا كَثِیْرَةً ؕ وَاللّٰهُ یَقْبِضُ وَیَبْصُۜطُ ۪ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۴۵﴾ [۳]

---

[۱] جامع ترمذی أَبْوَابُ الْمَنَاقِبِ بَابُ مَنَاقِبِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ۳۸۴۲

[۲] صحیح ابن حبان ۷۳۳۲

[۳] البقرة ۲۴۵

ترجمہ: تم میں کون ہے جو اللہ کو قرضِ حسن دے تا کہ اللہ اسے کئی گنا بڑھا چڑھا کر واپس کرے؟ گھٹانا بھی اللہ کے اختیار میں ہے اور بڑھانا بھی، اور اسی کی طرف تمہیں پلٹ کر جانا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تو اپنی زندگیاں ہی اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی اور جنت کے حصول کے لئے وقف کر رکھی تھیں جب یہ عظیم خوشخبری سنی کہ دنیا کا تھوڑا سا فانی مال خرچ کر کے اللہ تعالیٰ گناہوں کی بخشش اور جنتوں کا وعدہ فرما رہا ہے تو وہ بڑھ چڑھ کر اس کام میں حصہ لینے لگے،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ:مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ قَالَ أَبُو الدَّحْدَاحِ الْأَنْصَارِيُّ:يَا رَسُولَ اللهِ، وَإِنَّ اللهَ لَيُرِيدُ مِنَّا الْقَرْضَ؟ قَالَ:نَعَمْ، يَا أَبَا الدَّحْدَاحِ ، قَالَ أَرِنِي يَدَكَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: فَنَاوَلَهُ يَدَهُ، قَالَ:فَإِنِّي قَدْ أَقْرَضْتُ رَبِّي حَائِطِي-وَلَهُ حَائِطٌ فِيهِ سِتُّمِائَةِ نَخْلَةٍ، وَأُمُّ الدَّحْدَاحِ فِيهِ وَعِيَالُهَاقال: فجاء أبو الدَّحْدَاح فناداها :يَا أُمَّ الدَّحْدَاحِ.قَالَتْ: لَبَّيْكَ. فَقَالَ: اخْرُجِي، فَقَدْ أَقْرَضْتُهُ رَبِّي، عَزَّ وَجَلَّ، أَنَّهَا قَالَتْ لَهُ: رَبِحَ بَيْعُكَ يَا أَبَا الدَّحْدَاحِ،وَنَقَلَتْ مِنْهُ مَتَاعَهَا وَصِبْيَانَهَاوَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:كَمْ مِنْ عَذْق رَدَاحٍ فِي الْجَنَّةِ لِأَبِي الدَّحْدَاحِ. وَفِي لَفْظٍ:رُبَّ نَخْلَةٍ مُدَلَّاةٍ عُرُوقُهَا دُرٌّ وياقوت لأبي الدحداح في الجنة

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جب یہ آیت ”کون ہے جو اللہ کو قرض دے؟۔“ نازل ہوئی اور لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے اس کو سنا تو ابو الدحداح انصاری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمارا رب ہم سے قرض چاہتا ہے، فرمایا ہاں اے ابو الدحداح رضی اللہ عنہ! انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ ذرا اپنا ہاتھ مجھے دکھائیں، آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک ان کی طرف بڑھا دیا، ابو الدحداح رضی اللہ عنہ نے آپ کا دست مبارک اپنے ہاتھ میں تھام کر کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے اپنے رب کو اپنا باغ جس میں کھجور کے چھ سو درخت ہیں وہ میں نے اپنے رب کو قرض میں دے دیا، اسی باغ میں ان کا گھر تھا اور وہیں ان کے اہل و عیال رہتے تھے، رسول اللہ ﷺ سے یہ بات کر کے وہ سیدھے گھر پہنچے اور دروازہ پر کھڑے ہو کر اپنی بیوی کو پکار کر کہا دحداح کی ماں! باہر نکل آؤ میں نے یہ باغ اپنے رب عزوجل کو قرض دے دیا ہے، (ان کی اہلیہ نے واویلا نہیں مچایا بلکہ) وہ خوش ہو کر بولیں تم نے نفع کا سودا کیا دحداح کے باپ! اور اسی وقت اپنا سامان اور اپنے بچے لیکر باغ سے نکل گئیں، رسول اللہ ﷺ فرمانے لگے جنتی درخت وہاں کے باغات جو میووں سے لدے ہوئے اور جن کی شاخیں یاقوت اور موتی کی ہیں اللہ تعالیٰ نے ابو وحداح کو دے دیں۔[1]

میدان محشر میں حساب کتاب کے بعد جنت میں جانے کے لئے جہنم کے اوپر نصب پل صراط پر سے گزرنا ہو گا جو بال سے زیادہ باریک اور دھار سے زیادہ تیز ہو گا اور وہاں گھور اندھیرا ہو گا، ہاتھ کو ہاتھ سجائی نے دے گا اس لئے اللہ تعالیٰ مومن مردوں اور عورتوں کو پل صراط پر جانے سے پہلے امتیازی نشان کے طور پر ان کے صالح عقیدے اور عمل صالح کے صلہ میں ان کے مراتب کے لحاظ سے نور عطا فرمائے گا، جس شخص کا عمل جتنا تابندہ ہو گا اس کے وجود کی روشنی اتنی ہی زیادہ تیز ہو گی جو ان کے آگے اور دائیں جانب دوڑ رہا ہو گا جس کی روشنی میں جنتی وہ خطرناک پل با آسانی عبور کر لیں گے،

[1] تفسیر ابن ابی حاتم ۱۰/۳۳۳۸ ، تفسیر طبری ۴/۴۳۰، تفسیر القرطبی ۳/۲۳۷، تفسیر ابن کثیر ۸/۱۴

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ فِي قَوْلِهِ: يَسْعَىٰ نُورُهُم بَيْنَ أَيْدِيهِمْ، قَالَ: يُؤْتَوْنَ نُورَهُمْ عَلَى قَدْرِ أَعْمَالِهِمْ. يَمُرُّونَ عَلَى الصِّرَاطِ، مِنْهُمْ مَنْ نُورُهُ مِثْلُ الْجَبَلِ، وَمِنْهُمْ مَنْ نُورُهُ مِثْلُ النَّخْلَةِ، وَمِنْهُمْ مَنْ نُورُهُ مِثْلُ الرَّجُلِ الْقَائِمِ، وَأَدْنَاهُمْ نُورًا مَنْ نُورُهُ فِي إِبْهَامِهِ يتّقد مَرَّةً وَيُطْفَأُ مَرَّةً

عبداللہ بن مسعود آیت کریمہ " ان کانور ان کے آگے آگے اور ان کے دائیں جانب دوڑ رہا ہوگا " کی تفسیر میں فرمایا ہے وہ اپنے اعمال کے مطابق پل صراط سے گزریں گے، لوگوں میں بعض کا نور پہاڑوں کے برابر ہوگا اور بعض کا کھجوروں کے درختوں کے برابر، اور بعض کا کھڑے انسان کے قد کے برابر، سب سے کم نور جس گنہگار مومن کا ہوگا اس کے پیر کے انگوٹھے پر نور ہوگا جو کبھی روشن ہوتا ہوگا اور کبھی بجھ جاتا ہوگا۔ (١)

وَقَالَ قَتَادَةُ: ذُكِرَ لَنَا أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ مَنْ يضئ نُورُهُ كَمَا بَيْنَ الْمَدِينَةِ وَعَدَنٍ، أَوْ مَا بَيْنَ الْمَدِينَةِ وَصَنْعَاءَ، وَدُونَ ذَلِكَ حَتَّى يَكُونَ منهم من لا يضئ نُورُهُ إِلَّا مَوْضِعَ قَدَمَيْهِ

قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں ہم سے ذکر کیا گیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی مومنین کے نور کی روشنی اتنی تیز ہوگی کہ اس کی روشنی مدینہ منورہ سے عدن تک کے مسافت کے برابر فاصلے تک پہنچ رہی ہوگی، اور کسی کا نور مدینہ منورہ سے صنعا تک پہنچ رہا ہوگا اور بعض اس سے کم بعض اس سے کم یہاں تک کہ بعض وہ بھی ہوں گے جن کے نور سے صرف ان کے دونوں قدموں کے پاس ہی روشنی ہوگی۔ (٢)

جب وہ دوسرے کنارے پر پہنچیں گے تو ان استقبال اور پیشوائی کے لئے آنے والے فرشتے کہیں گے آج تمہارے لئے خوشخبریاں ہیں، تمہیں جنتوں میں داخل کیا جائے جن کی انواع واقسام کی لازوال نعمتوں کو کسی نے دیکھا، نہ کسی نے چھوا اور نہ ہی ان کا تصور کیا جا سکتا ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: أَعْدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ، مَا لاَ عَيْنٌ رَأَتْ، وَلاَ أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلاَ خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: اقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ، فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے " میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے ایسی ایسی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ ہی کسی انسان کے دل میں کبھی ان کا تصور ہی آیا ہے۔" ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تم چاہو تو اس آیت کو پڑھو " پس کوئی شخص نہیں جانتا کہ اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے کیا کیا چیزیں چھپا کر رکھی گئی ہیں۔" (٣)

أَيْ مِنْ تَحْتِهِمْ أَنْهَارُ اللبَنِ وَالْمَاءِ وَالْخَمْرِ وَالْعَسَلِ مِنْ تَحْتِ مَسَاكِنِهَا

(١) تفسیر ابن ابی حاتم ٣٣٣٦، ١٨٨١٧/١٠، تفسیر طبری ١٧٨/٢٣

(٢) تفسیر القرطبی ٢٤٤/١٧، تفسیر طبری ١٧٨/٢٣

(٣) صحیح بخاری كِتَابُ بَدْءِ الخَلْقِ بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الجَنَّةِ وَأَنَّهَا مَخْلُوقَةٌ ٣٢٤٤، وكِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ بَابُ قَوْلِهِ فَلاَ تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ ٤٧٧٩، صحیح مسلم كتاب الْجَنَّةِ وَصِفَةِ نَعِيمِهَا وَأَهْلِهَا باب صفة الجنة ٧١٣٢، جامع ترمذی أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ السَّجْدَةِ ٣١٩٧، مسند احمد ٩٦٤٩

ان کے گھروں کے نیچے دودھ، صاف نتھرے ہوئے پانی، انواع اقسام کی شرابوں اور شہد کی نہریں بہہ رہی ہوں گی اور تم اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہو گے، اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

یَوۡمَ یَقُوۡلُ الۡمُنٰفِقُوۡنَ وَ الۡمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوا انۡظُرُوۡنَا نَقۡتَبِسۡ مِنۡ نُّوۡرِکُمۡ ۚ

اس دن منافق مرد و عورت ایمان والوں سے کہیں گے کہ ہمارا انتظار تو کرو کہ ہم بھی تمہارے نور سے کچھ روشنی حاصل کر لیں،

قِیۡلَ ارۡجِعُوۡا وَرَآءَکُمۡ فَالۡتَمِسُوۡا نُوۡرًا ؕ فَضُرِبَ بَیۡنَہُمۡ

جواب دیا جائے گا کہ تم اپنے پیچھے لوٹ جاؤ اور روشنی تلاش کرو، پھر ان کے اور ان کے درمیان ایک دیوار حائل کر دی

بِسُوۡرٍ لَّہٗ بَابٌ ؕ بَاطِنُہٗ فِیۡہِ الرَّحۡمَۃُ وَ ظَاہِرُہٗ مِنۡ قِبَلِہِ الۡعَذَابُ ﴿ؕ۱۳﴾

جائے گی جس میں دروازہ بھی ہوگا، اس کے اندرونی حصہ میں تو رحمت ہوگی اور باہر کی طرف عذاب ہوگا،

یُنَادُوۡنَہُمۡ اَلَمۡ نَکُنۡ مَّعَکُمۡ ؕ قَالُوۡا بَلٰی وَ لٰکِنَّکُمۡ فَتَنۡتُمۡ

یہ چلا چلا کر ان سے کہیں گے کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے، وہ کہیں گے ہاں تھے تو سہی لیکن تم نے اپنے آپ کو فتنہ میں

اَنۡفُسَکُمۡ وَ تَرَبَّصۡتُمۡ وَ ارۡتَبۡتُمۡ وَ غَرَّتۡکُمُ الۡاَمَانِیُّ

پھنسا رکھا تھا اور وہ انتظار میں ہی رہے اور شک و شبہ کرتے رہے اور تمہیں تمہاری فضول تمناؤں نے دھوکے میں ہی رکھا

حَتّٰی جَآءَ اَمۡرُ اللّٰہِ وَ غَرَّکُمۡ بِاللّٰہِ الۡغَرُوۡرُ ﴿۱۴﴾ فَالۡیَوۡمَ لَا یُؤۡخَذُ مِنۡکُمۡ

یہاں تک کہ اللہ کا حکم آ پہنچا اور تمہیں اللہ کے بارے میں دھوکے دینے والے نے دھوکے میں رکھا، الغرض آج تم سے

فِدۡیَۃٌ وَّ لَا مِنَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا ؕ مَاۡوٰىکُمُ النَّارُ ؕ ہِیَ مَوۡلٰىکُمۡ ؕ

فدیہ (اور نہ بدلہ) قبول کیا جائے گا اور نہ کافروں سے، تم (سب) کا ٹھکانا دوزخ ہے وہی تمہاری رفیق ہے

وَ بِئۡسَ الۡمَصِیۡرُ ﴿۱۵﴾ (الحدید ۱۳ تا ۱۵)

اور وہ برا ٹھکانا ہے۔

مومنین تو برق رفتاری سے یا ہوا کی طرح آگے آگے تیزی سے پل عبور کر آگے نکل جائیں گے مگر منافقین کچھ فاصلے تک اہل ایمان کے ساتھ ان کی روشنی میں فاصلہ طے کر لیں گے مگر پھر اللہ تعالیٰ منافقین پر اندھیرا مسلط فرما دے گا اور وہ اس گھپ اندھیرے میں ٹھوکریں کھانے

لگیں گے، اس وقت وہ مومنین کو پکار کر کہیں گے ذرا ہماری طرف بھی پلٹ کر دیکھو تا کہ ہم بھی تمہاری روشنی سے کچھ روشنی لے کر اس کے اندر چل سکیں اور اللہ کے عذاب سے بچ جائیں مگر مومنین استہزا کے طور پر کہیں گے، پیچھے ہٹ جاؤ، پیچھے جہاں سے ہم یہ نور لائے تھے وہیں جا کر تم بھی تلاش کرو کہ شاید تمہیں بھی مل جائے (حالانکہ یہ بالکل محال ہوگا) پھر مومنین اور منافقین کے درمیان ناقابل عبور ایک دیوار حائل کر دی جائے گی، جیسے فرمایا

وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ... ﴿٤٦﴾ [1]

ترجمہ: ان دونوں گروہوں کے درمیان ایک اوٹ حائل ہوگی۔

جس میں ایک دروازہ ہوگا جس میں سے گزر کر مومنین جنت کی لازوال نعمتوں میں داخل ہو جائیں گے اور دروازہ بند کر دیا جائے گا جبکہ منافقین دیوار کے باہر دوزخ کے عذاب میں مبتلا ہو جائیں گے، وہ چلا چلا کر رحم کی درخواست کرتے ہوئے نہایت عاجزی سے مومنین سے کہیں گے کیا دنیا میں لَا إِلٰهَ إِلَّا اللہ کہنے میں ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟ کیا ہم تمہارے ساتھ نماز پڑھتے، روزہ رکھتے، زکوٰۃ ادا کرتے صدقہ خیرات کرتے، حج ادا کرتے اور جہاد وغیرہ میں حصہ نہیں لیتے تھے؟ کیا تمہارے ساتھ ہمارے شادی بیاہ اور رشتہ داری کی تعلقات نہ تھے؟ مومنین جواب دیں گے کیوں نہیں دنیا میں تم ہمارے ساتھی تھے اور ظاہر میں ہمارے جیسے اعمال بھی بجالاتے تھے مگر تم نے خلوص نیت سے قبول کرنے کے بجائے دکھاوے کے طور پر اسلام قبول کیا اور دکھاوے کے لئے یہ اعمال کیے تھے، تم ایمان و کفر کے درمیان لٹکتے رہے تاکہ جس طرف فائدہ دیکھو اسی طرف جھک جاؤ، اس لئے تم اللہ کی ذات وصفات، رسول کی رسالت، اللہ کے کلام، حیات بعد الموت، اعمال کی جوابدہی اور جزا وسزا کے بارے میں شکوک وشبہات میں مبتلا رہے، تم اپنے خالق ومالک ورازق اللہ علام الغیوب کو جو سینوں کے پوشیدہ بھید اور آنکھوں کی خیانت بھی جانتا ہے دھوکا دینے کی کوشش کرتے رہے، تمہارا خیال تھا کہ حق مغلوب ہو جائے اور باطل سر بلند رہے گا مگر کفر کے مقابلہ حق کو سر بلند دیکھنے اور اللہ کی تنبیہات کے باوجود تم نے اپنی آنکھیں بند رکھیں یہاں تک کہ اسی مذموم حالت میں تمہاری سانس کی گھڑیاں ختم ہو گئیں، شیطان مردود جو تمہارا کھلا دشمن تھا آخر وقت تک تمہیں تمہارے اعمالوں کو مزین کر کے دکھلاتا رہا اور تم خوش ہو کر اس کے جھوٹے وعدوں پر اعتبار کرتے رہے لہٰذا آج تم بے یار ومددگار ہو،

عَنْ قَتَادَةَ، قَوْلَهُ: {وَغَرَّتْكُمُ الْأَمَانِيُّ حَتَّىٰ جَاءَ أَمْرُ اللهِ}كَانُوا عَلَى خُدْعَةٍ مِنَ الشَّيْطَانِ، وَاللهِ مَا زَالُوا عَلَيْهَا حَتَّى قَذَفَهُمُ اللهُ فِي النَّارِ

قتادہ رحمہ اللہ آیت کریمہ ” اور جھوٹی توقعات تمہیں فریب دیتی رہیں یہاں تک کہ اللہ کا فیصلہ آ گیا۔“ کے بارے میں کہتے ہیں وہ شیطان کی طرف سے دھوکے میں مبتلا تھے اور وہ اسی حال میں رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں جہنم رسید کر دیا [2]

آج جبکہ اللہ اور رسولوں کی بات سچ ثابت ہو گئی ہے، تمام حقائق تمہاری نظروں کے سامنے واضح ہو گئے ہیں تو اب تم جیسے آستین کے سانپوں

[1] الاعراف ۴۶

[2] تفسیر طبری ۱۸۵/ ۲۳

اور کفار جہنم کے ہولناک عذاب سے نجات کے لئے زمین بھر سونا، نیز اتنا ہی مزید اپنے فدیے میں ادا کرو تو تم سے قبول نہیں کیا جائے گا، جیسے فرمایا

...وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا... ﴿۷۰﴾ [۱]

ترجمہ: اور اگر وہ ہر ممکن چیز فدیہ میں دے کر چھوٹنا چاہے تو وہ بھی اس سے قبول نہ کی جائے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۹۱﴾ [۲]

ترجمہ: یقین رکھو جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور کفر ہی کی حالت میں جان دی ان میں سے کوئی اگر اپنے آپ کو سزا سے بچانے کے لیے روئے زمین بھر کر بھی سونا فدیہ میں دے تو اسے قبول نہ کیا جائے گا ایسے لوگوں کے لیے دردناک سزا تیار ہے اور وہ اپنا کوئی مددگار نہ پائیں گے۔

تمہارا ابدی ٹھکانا جہنم ہی ہے، جیسے فرمایا

وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ﴿۸﴾ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ﴿۹﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ﴿۱۰﴾ نَارٌ حَامِيَةٌ ﴿۱۱﴾ [۳]

ترجمہ: اور جس کے پلڑے ہلکے ہوں گے ان کی جائے قرار گہری کھائی ہوگی اور تمہیں کیا خبر کہ وہ کیا چیز ہے؟ بھڑکتی ہوئی آگ۔

اب وہی ہمیشہ تمہاری ساتھی اور رفیق ہوگی، اور اعمال کے صلہ میں یہ تمہارا بدترین انجام ہے۔

اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَ مَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ

کیا اب تک ایمان والوں کے لیے وقت نہیں آیا کہ ان کے دل ذکر الٰہی سے اور جو حق اتر چکا ہے اس سے نرم ہو جائیں

وَ لَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ۭ

، اور ان کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں ان سے پہلے کتاب دی گئی تھی پھر جب زمانہ دراز گزر گیا تو ان کے دل سخت ہو گئے

وَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ

اور ان میں بہت سے فاسق ہیں، یقین مانو کہ اللہ ہی زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کر دیتا ہے،

قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷﴾ (الحدید ۱۷،۱۶)

ہم نے تو تمہارے لیے اپنی آیتیں بیان کر دیں تا کہ تم سمجھو۔

---

[۱] الانعام ۷۰

[۲] آل عمران ۹۱

[۳] القارعة ۸تا۱۱

مسلمانوں کے اس گروہ کو جنہیں پہلے پکارا گیا تھا دوبارہ ان لوگوں کی شرم دلائی کہ تم کیسے مسلمان ہو حالات نزاکت کی حد تک پہنچ گئے ہیں، کیا اب بھی وہ وقت نہیں آیا کہ اللہ کا ذکر سن کر تمہارے دل پگھلیں اور اللہ کے دین کے لئے تمہارے دلوں میں ایثار و قربانی اور سرفروشی کا جذبہ پیدا ہو، مومنوں کو خبردار کیا کہ تم یہود و نصاریٰ کی مانند نہ ہو جاؤ جنہیں تم سے پہلے ہدایت و رہنمائی کے لئے کتاب دی گئی تھی مگر ایک لمبی مدت گزرنے پر انہوں نے اللہ کی کتاب میں تحریف اور تبدیلی کر دی، اس کے عوض دنیا کا مختصر فائدہ حاصل کرنے کو انہوں نے شعار بنا لیا، ان کی عمریں دنیا کے حصول اور اس کی پرستش میں گزر گئی، کتاب اللہ کے احکام کو انہوں نے پس پشت ڈال دیا، اللہ کے خالص دین کو چھوڑ کر لوگوں کی تقلید اختیار کر لی اور ان کو اپنا رب بنا لیا، چنانچہ اس کے نتیجہ میں ان کے دل فاسد اور اعمال باطل ہیں، جیسے فرمایا

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ... ⑬ [1]

ترجمہ: پھر یہ ان کا اپنے عہد کو توڑ ڈالنا تھا جس کی وجہ سے ہم نے ان کو اپنی رحمت سے دور پھینک دیا اور ان کے دل سخت کر دیے، اب ان کا حال یہ ہے کہ الفاظ کا الٹ پھیر کر کے بات کو کہیں سے کہیں لے جاتے ہیں، جو تعلیم انہیں دی گئی تھی اس کا بڑا حصہ بھول چکے ہیں اور آئے دن تمہیں ان کی کسی نہ کسی خیانت کا پتہ چلتا رہتا ہے، ان میں سے بہت کم لوگ اس عیب سے بچے ہوئے ہیں۔

أَنَّ شَدَّادَ بْنَ أَوْسٍ كَانَ يَرْوِي عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: إِنَّ أَوَّلَ مَا يُرْفَعُ مِنَ النَّاسِ الْخُشُوعُ، أَنْ يَتَشَبَّهُوا بِالَّذِينِ حَمَلُوا الْكِتَابَ قَبْلَهُمْ مِنَ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى، لَمَّا تَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ بَدَّلُوا كِتَابَ اللهِ الَّذِي بِأَيْدِيهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا، وَنَبَذُوهُ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ وَأَقْبَلُوا عَلَى الْآرَاءِ الْمُخْتَلِفَةِ وَالْأَقْوَالِ الْمُؤْتَفِكَةِ، وَقَلَّدُوا الرِّجَالَ فِي دِينِ اللهِ، وَاتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللهِ فَعِنْدَ ذَلِكَ قَسَتْ قُلُوبُهُمْ، فَلَا يَقْبَلُونَ مَوْعِظَةً وَلَا تَلِينُ قُلُوبُهُمْ بِوَعْدٍ وَلَا وَعِيدٍ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُونَ. أَيْ: فِي الْأَعْمَالِ، فَقُلُوبُهُمْ فَاسِدَةٌ، وَأَعْمَالُهُمْ بَاطِلَةٌ

شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلی خیر جو میری امت سے اٹھ جائے گی وہ خشوع ہو گا، فرمایا تم یہود و نصاریٰ کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے مدت گزرنے کے بعد اللہ کی کتاب کو بدل دیا تھوڑے تھوڑے دام پر اسے فروخت کیا اور اللہ کی کتاب کو پس پشت ڈال کر رائے اور قیاس کے پیچھے پڑ گئے اور اپنے ایجاد کردہ اقوال کو ماننے لگ گئے اور اور اللہ کے دین میں دوسروں کی تقلید کرنے لگے اور اپنے علماء اور درویشوں کی بے سند باتوں کو دین میں داخل کر لیا چنانچہ ان بد اعمالیوں کی سزا میں اللہ نے ان کے دل سخت کر دیئے، کوئی وعظ و نصیحت ان پر اثر نہیں کرتا، کوئی وعدہ وعید ان کے دل اللہ کی طرف نہیں موڑ سکتا بلکہ ان میں اکثر و بیشتر فاسق اور کھلے بدکار بن گئے، دل کے کھوٹے اور اعمال کے بھی کچے۔ [2]

---

[1] المائدۃ ۱۳

[2] تفسیر ابن کثیر ۸/۲۰

مگر تمہیں تو ایمان لائے زیادہ عرصہ نہیں گزرا ابھی تو رسول تم میں موجود ہے، اللہ کا کلام تمہارے سامنے نازل ہو رہا ہے مگر تمہاری حالت تو ابھی سے یہود و نصاریٰ جیسی ہو رہی ہے، خوب جان لو کہ مردہ زمین کو اللہ اپنے باران رحمت سے کس طرح زندگی بخشتا ہے، اسی طرح کتاب اللہ مردہ دلوں کو زندہ کر دیتی ہے، اس کی نشانیاں تم کو صاف صاف دکھادی گئی ہیں اب تم خود اپنی حالت پر غور و فکر کرو کہ کیا تم اس نعمت سے کچھ فائدہ اٹھا رہے ہو۔

اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا

بیشک صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور جو اللہ کو خلوص کے ساتھ قرض دے رہے ہیں

يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَ لَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ﴿۱۸﴾ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖۤ

ان کے لیے یہ بڑھایا جائے گا اور ان کے لیے پسندیدہ اجر وثواب ہے، اللہ اور اس کے رسول پر جو ایمان رکھتے ہیں

اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۖۗ وَ الشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَ نُوْرُهُمْ ؕ

وہی لوگ اپنے رب کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں، ان کے لیے ان کا اجر اور ان کا نور ہے،

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۱۹﴾ (الحدید ۱۹،۱۸)

اور جو لوگ کفر کرتے ہیں اور ہماری آیتوں کو جھٹلاتے ہیں وہ جہنمی ہیں۔

مردوں اور عورتوں میں سے جن کا عقیدہ یہ ہے کہ راحت و مصیبت اللہ ہی کی جانب سے ہے، اور وہ صداقت اور اخلاص کے ساتھ محض اللہ کی رضا و خوشنودی کے لئے فقیروں، مسکینوں، محتاجوں اور حاجت مندوں پر کثرت سے اپنے حلال مالوں سے خرچ کرتے ہیں، اور جنہوں نے اللہ کو قرض حسنہ دیا ہے، اللہ تعالیٰ ان کے اس عطیے کو روز محشر کم از کم دس گنا اور اس سے زیادہ سات سو گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ بڑھا کر دے گا اور ان لوگوں کے لئے اللہ کی بے شمار لازوال نعمتیں بھری جنتیں ہیں، اور جو لوگ صادق الایمان ہیں، جو اعمال صالح اختیار کرتے ہیں اور مشکل کی اس گھڑی میں خود تنگ دست رہ کر ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر مالی و جانی قربانیاں دے رہے ہیں وہی اپنے رب کے نزدیک صدیق (نہایت سچے) ہیں،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ، وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتَّى يَكُونَ صِدِّيقًا وَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ، وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ كَذَّابًا

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا بلاشبہ سچ آدمی کو نیکی کی طرف بلاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور ایک شخص ہمیشہ سچ بولتا رہتا ہے حتی کہ اللہ کے ہاں اسے صدیق لکھ دیا جاتا ہے اور بلاشبہ جھوٹ برائی کی طرف لے جاتا ہے اور برائی جہنم

کی طرف لے جاتی ہے اور ایک شخص جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے ہاں بہت جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔ [۱]

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ، قَالَ:فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ العَبْدَ لَيَعْمَلُ، فِيمَا يَرَى النَّاسُ، عَمَلَ أَهْلِ الجَنَّةِ وَإِنَّهُ لَمِنْ أَهْلِ النَّارِ، وَيَعْمَلُ فِيمَا يَرَى النَّاسُ، عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الجَنَّةِ، وَإِنَّمَا الأَعْمَالُ بِخَوَاتِيمِهَا

سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ لوگوں کی نظر میں اہل جنت کے کام کرتا رہتا ہے حالانکہ وہ اہل جہنم میں سے ہوتا ہے ایک دوسرا بندہ لوگوں کی نظر میں اہل جہنم کے کام کرتا رہتا ہے حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے اور عملوں کا اعتبار خاتمہ پر موقوف ہے۔ [۲]

ایک روایت میں صدیقین کا مقام بیان کیا گیا ہے جو جنت میں انہیں حاصل ہو گا،

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:إِنَّ أَهْلَ الجَنَّةِ يَتَرَاءَوْنَ أَهْلَ الغُرَفِ مِنْ فَوْقِهِمْ، كَمَا يَتَرَاءَوْنَ الكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ الغَابِرَ فِي الأُفُقِ، مِنَ المَشْرِقِ أَوِ المَغْرِبِ، لِتَفَاضُلِ مَا بَيْنَهُمْ،قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ تِلْكَ مَنَازِلُ الأَنْبِيَاءِ لاَ يَبْلُغُهَا غَيْرُهُمْ، قَالَ:بَلَى وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، رِجَالٌ آمَنُوا بِاللهِ وَصَدَّقُوا المُرْسَلِينَ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنتی اپنے سے اوپر کے بالاخانے والوں کو اس طرح دیکھیں گے جیسے چمکتے ہوئے مشرقی یا مغربی ستارے کو تم آسمان کے کنارے پر دیکھتے ہو یعنی ان کے درمیان درجات کا اتنا فرق ہو گا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ تو انبیاء کے محل ہوں گے جن کو دوسرے حاصل نہیں کر سکیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یہ ان لوگوں کے لئے ہوں گے جو اللہ پر ایمان لائے اور پیغمبروں کی تصدیق کی (**اللهم أجعلنا منهم**)۔ [۳]

وَتَصْدِيقُهُ قَوْلًا وَعَمَلًا

یعنی ایمان اور تصدیق کا حق ادا کیا۔ [۴]

اور شہید (حق کی گواہی دینے والے) ہیں، جیسے فرمایا

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ... ﴿۱۴۳﴾ [۵]

ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے تم کو ایک متوسط امت بنایا ہے تا کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہو۔

---

[۱] صحیح بخاری کتاب الادب بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ۶۰۹۴،صحیح مسلم کتاب البروالصلة والادب بَابُ قُبْحِ الْكَذِبِ وَحُسْنِ الصِّدْقِ وَفَضْلِهِ ۶۶۳۷،مشکوٰۃ المصابیح کتاب الآداب باب حفظ اللسان ۴۸۲۵

[۲] صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابٌ: الأَعْمَالُ بِالخَوَاتِيمِ، وَمَا يُخَافُ مِنْهَا ۶۴۹۳

[۳] صحیح بخاری کتاب بدء الخلق بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الجَنَّةِ وَأَنَّهَا مَخْلُوقَةٌ ۳۲۵۶،صحیح مسلم کتاب الجنة بَابُ تَرَائِي أَهْلِ الْجَنَّةِ أَهْلَ الْغُرَفِ، كَمَا يُرَى الْكَوْكَبُ فِي السَّمَاءِ ۷۱۴۴، شرح السنة للبغوی ۴۳۷۸

[۴] فتح الباری ۱٫۵۴

[۵] البقرة ۱۴۳

...سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۬ۙ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ...ۖۚ ﴿۷۸﴾ ⁽¹⁾

ترجمہ: اللہ نے پہلے بھی تمہارا نام مسلم رکھا تھا اور اس قرآن میں بھی (تمہارا نام یہی ہے) تا کہ رسول تم پر گواہ ہو اور تم لوگوں پر گواہ۔

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ يَقُولُ: مُؤْمِنُو أُمَّتِي شُهَدَاءُ قَالَ: ثُمَّ تَلَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذِهِ الْآيَةَ {وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصِّدِّيقُونَ وَالشُّهَدَاءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ}، ⁽²⁾

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آپ فرما رہے تھے میری امت کے مومن شہید ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی آیت تلاوت فرمائی" اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں وہی اپنے رب کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں۔" ⁽³⁾

ان کے لئے ان کے مراتب کے لحاظ سے لازوال نعمتیں بھری جنتیں اور پل صراط پر ان کا نور ہے، اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہیں لائے، ہدایت و رہنمائی کے لئے اللہ کے نازل کلام کو تسلیم کرنے سے انکار کیا وہ جہنمی ہیں۔

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ وَّ زِيْنَةٌ وَّ تَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَ تَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ

خوب جان رکھو کہ دنیا کی زندگی صرف کھیل تماشہ زینت اور آپس میں فخر (وغرور)، اور مال اولاد میں ایک دوسرے سے

وَ الْاَوْلَادِ ؕ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا

اپنے آپ کو زیادہ بتلانا ہے، جیسے بارش اور اس کی پیداوار کسانوں کو اچھی معلوم ہوتی ہے پھر جب وہ خشک

ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا ؕ وَ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ

ہوجاتی ہے تو زرد رنگ میں اس کو تم دیکھتے ہو پھر وہ بالکل چورا چورا ہوجاتی ہے اور آخرت میں سخت عذاب،

وَّ مَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانٌ ؕ وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۲۰﴾ (الحدید ۲۰)

اور اللہ کی مغفرت اور رضامندی ہے اور دنیا کی زندگی بجز دھوکے کے سامان کے اور کچھ بھی نہیں۔

دنیا کی زندگی صرف کھیل تماشہ ہے: لوگو خوب جان لو کہ دنیا کی زندگی صرف لہو و لعب، زینت اور آپس میں فخر و غرور اور مال و اولاد میں ایک کا دوسرے سے آپنے آپ کو زیادہ بتلانا ہے، جیسے فرمایا

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ

⁽¹⁾ الحج ۷۸

⁽²⁾ الحدید: 19

⁽³⁾ تفسیر طبری ۱۹۲؍۲۳

الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴿۱۴﴾ [۱]

ترجمہ:لوگوں کے لئے مرغوبات نفس،عورتیں،اولاد، سونے چاندی کے ڈھیر،چیدہ گھوڑے،مویشی اور زرعی زمینیں بڑی خوش آیند بنادی گئی ہیں، مگر یہ سب دنیا کی چند روزہ زندگی کے سامان ہیں،حقیقت میں جو بہتر ٹھکانا ہے وہ تو اللہ کے پاس ہے۔

دنیافانی کی مثال ایسی ہے جیسے بارش ہوگئی تو اس سے پیدا ہونے والی نباتات کو لہلہاتا دیکھ کر کاشت کار بڑے خوش ہوتے ہیں،جیسے فرمایا

وَهُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ ؕ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۸﴾ [۲]

ترجمہ:وہی ہے جولوگوں کے مایوس ہو جانے کے بعد مینہ برساتا ہے اور اپنی رحمت پھیلادیتا ہے اور وہی قابلِ تعریف ولی ہے۔

اسی طرح اہل دنیا یعنی کافر ومنافق اسباب دنیاوی پر پھولتے ہیں اور اس نعمت کو اپنا حق سمجھتے ہیں مگر مومن نعمت پر اتراتا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم پر اس کاشکر ادا کرتا ہے،لیکن بہت ہی جلد وہی ہری بھری کھیتی پک جاتی ہے اور خشک اور زرد ہو کر چورا چورا ہوجاتی ہے گویا کہ وہاں کبھی ہریالی اگی ہی نہ تھی،یہی حال اس فانی دنیا کا ہے،یہ اپنے چاہنے والے کو زیب وزینت،مال واولاد اور دیگر رنگینیوں سے لبھاتی ہیں لیکن ایک وقت مقررہ پر سب کچھ خاک میں مل جانے والا ہے،جیسے فرمایا

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ﴿۴۵﴾ [۳]

ترجمہ:اور اے نبی ﷺ! انہیں حیاتِ دنیا کی حقیقت اس مثال سے سمجھاؤ کہ آج ہم نے آسمان سے پانی برسادیا تو زمین کی پود خوب گھنی ہوگئی، اور کل وہی نباتات بھُس بن کر رہ گئی،جسے ہوائیں اڑائے لیے پھرتی ہیں،اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

اس کے برعکس آخرت وہ عظیم اور ابدی زندگی ہے جہاں اہل کفر کو جو دنیا کے کھیل کود میں ہی مصروف رہے اور اسی کو انہوں نے حاصل زندگی سمجھا سخت ترین عذاب،جہنم کی بیڑیاں،زنجیریں اور اس کی ہولناکیاں ہیں،اور اہل ایمان وطاعت کے لئے جنہوں نے دنیا ہی کو سب کچھ نہیں سمجھا بلکہ اسے عارضی،فانی اور دار الامتحان سمجھتے ہوئے اللہ کی ہدایات کے مطابق اس میں زندگی گزاری، گناہوں،خطاؤں اور لغزشوں سے مغفرت اور دار رضوان میں اللہ کی رضاوخوشنودی ہے،اور دنیا کی زندگی بجز دھوکے کے سامان کے اور کچھ نہیں،یعنی یہ صرف ایسی متاع ہے جس سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے،اس کی وجہ سے فریب میں صرف وہ لوگ مبتلا ہوتے ہیں اور اس پر مطمئن رہتے ہیں جوضعیف العقل اور جن کو اللہ تعالیٰ کے بارے میں شیطان نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔

عَنْ سَهلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْضع سَوْطٍ فِي الْجَنَّةِ خيرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فيها. اقرؤوا :وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلا مَتَاعُ الْغُرُورِ

---

[۱] آل عمران ۱۴

[۲] الشوریٰ ۲۸

[۳] الکہف ۴۵

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک کوڑے کی جگہ دنیا سے اور جو کچھ دنیا میں ہے سب سے بہتر ہے، پڑھو قرآن فرماتا ہے دنیا کی زندگی ایک دھوکے کے سوا کچھ نہیں۔ (۱)

سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ

(آؤ) دوڑو اپنے رب کی مغفرت کی طرف اور اس کی جنت کی طرف جس کی وسعت آسمان وزمین کی وسعت کے برابر ہے،

اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ

یہ ان کے لیے بنائی گئی ہے جو اللہ پر اور اس کے رسولوں ایمان رکھتے ہیں، یہ اللہ کا فضل ہے جس چاہے دے

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۱﴾ (الحدید ۲۱)

اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

اے لوگو، دنیا کی دولت اور لذتیں اور فائدے سمیٹنے میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی جو کوششیں کر رہے ہو وہ لاحاصل ہے، اس لئے لاحاصل چیز کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ سے خلوص نیت سے اپنے گناہوں پر استغفار کرو اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت میں اعمال صالحہ اختیار کرو، اگر یہ راستہ اختیار کرو گے تو اس میں رب کی مغفرت اور لازوال نعمتوں بھری آسمان وزمین جیسی وسعت والی جنتیں ہیں، ایک مقام پر جنت کی وسعت یوں بیان فرمائی

وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ (۲)

ترجمہ: دوڑو اپنے رب کی مغفرت اور اس جنت کی طرف جس کی وسعت ساری کائنات ہے جو مہیا کی گئی ہے متقی لوگوں کے لئے۔

ان وسیع وعریض جنتوں میں ان لوگوں کو داخل کیا جائے گا جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہوں گے، اور ان کی اطاعت میں عمل صالحہ اختیار کیے ہوں گے،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَلْجنة أَقْرَبُ إِلَى أَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاك نَعْلِهِ، وَالنَّارُ مِثْلُ ذَلِكَ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جنت تمہارے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ تم سے قریب ہے جتنا تمہاری جوتی کا تسمہ اور اسی طرح دوزخ بھی۔ (۳)

جو کفر ومعصیت سے توبہ کر کے ایمان وعمل صالحہ کی زندگی اختیار کر لیتا ہے تو اللہ ایسے لوگوں کو ایمان اور اعمال صالحہ کی توفیق فرما دیتا ہے اور اللہ

(۱) صحیح بخاری کتاب بدائ الخلق بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الجَنَّةِ وَأَنَّهَا مَخْلُوقَةٌ۳۲۵۰، مسند احمد ۱۵۵۶۴، تفسیر ابن کثیر ۸٫۲۵، تفسیر طبری ۷٫۴۵۴، عن ابی ہریرہ

(۲) آل عمران ۱۳۳

(۳) مسند احمد ۳۶۶۷، صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابٌ الجَنَّةُ أَقْرَبُ إِلَى أَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ، وَالنَّارُ مِثْلُ ذَلِكَ ۶۴۸۸

بڑے فضل والا ہے جس کی ثنا کوئی شمار نہیں کرسکتا،

لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ

وہ جس کو کچھ دے دے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جس سے روک لے اسے کوئی دے نہیں سکتا تمام خیر اسی کے ہاتھ میں ہے۔ [۱]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: جَاءَ الفُقَرَاءُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُورِ مِنَ الأَمْوَالِ بِالدَّرَجَاتِ العُلاَ، وَالنَّعِيمِ المُقِيمِ يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي، وَيَصُومُونَ كَمَا نَصُومُ، وَلَهُمْ فَضْلٌ مِنْ أَمْوَالٍ يَحُجُّونَ بِهَا، وَيَعْتَمِرُونَ، وَيُجَاهِدُونَ، وَيَتَصَدَّقُونَ(ويُعتقون وَلَا نُعْتِق)قَالَ: أَلاَ أُحَدِّثُكُمْ إِنْ أَخَذْتُمْ أَدْرَكْتُمْ مَنْ سَبَقَكُمْ وَلَمْ يُدْرِكْكُمْ أَحَدٌ بَعْدَكُمْ، وَكُنْتُمْ خَيْرَ مَنْ أَنْتُمْ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِ إِلَّا مَنْ عَمِلَ مِثْلَهُ،تُسَبِّحُونَ وَتَحْمَدُونَ وَتُكَبِّرُونَ خَلْفَ كُلِّ صَلاَةٍ ثَلاَثًا وَثَلاَثِينَ(فَرَجَعَ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: سَمِعَ إِخْوَانُنَا أَهْلُ الْأَمْوَالِ بِمَا فَعَلْنَا، فَفَعَلُوا مِثْلَهُ، فَقَالَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:ذَلِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے مہاجرین کے فقراء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مال دار لوگ تو جنت کے بلند درجوں کو اور لازوال نعمتوں کو حاصل کر گئے حالانکہ جس طرح ہم نماز پڑھتے ہیں وہ بھی پڑھتے ہیں، اور جیسے ہم روزے رکھتے ہیں وہ بھی رکھتے ہیں لیکن مال و دولت کی وجہ سے انہیں ہم پر فوقیت حاصل ہے کہ اس کی وجہ سے وہ حج کرتے ہیں، عمرہ کرتے ہیں جہاد کرتے ہیں اور صدقے دیتے ہیں، وہ غلام آزاد کرتے ہیں جو (مفلسی کی وجہ سے) ہم نہیں کرسکتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آؤ میں تمہیں ایک ایسا عمل بتلاتا ہوں کہ اگر تم اس کی پابندی کرو گے تو جو لوگ تم سے آگے بڑھ چکے ہیں انہیں تم پا لو گے اور تمہارے مرتبہ تک پھر کوئی نہیں پہنچ سکتا اور تم سب سے اچھے ہو جاؤ گے سوا ان کے جو تمہاری طرح اس عمل کو کرنے لگیں، تم ہر فرض نماز کے بعد تینتیس تینتیس مرتبہ تسبیح (سبحان اللہ) تحمید (الحمد للہ) تکبیر (اللہ اکبر) پڑھا کرو کچھ دنوں بعد فقراء مہاجرین پھر حاضر میں خدمت ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے مالدار بھائیوں کو بھی اس دعا کی خبر مل گئی اور انہوں نے بھی اسے پڑھنا شروع کر دیا، آپ نے فرمایا یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے [۲]

خط کشیدہ الفاظ صحیح مسلم میں ہیں۔

مَآ اَصَابَ مِنۡ مُّصِیۡبَۃٍ فِی الۡاَرۡضِ وَ لَا فِیۡۤ اَنۡفُسِکُمۡ اِلَّا فِیۡ کِتٰبٍ مِّنۡ قَبۡلِ

نہ کوئی مصیبت دنیا میں آتی ہے نہ (خاص) تمہاری جانوں میں، مگر اس سے پہلے کہ ہم پیدا کریں وہ ایک خاص کتاب میں

[۱] صحیح بخاری کِتَابُ الأَذَانِ بَابُ الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلاَةِ ۸۴۴

[۲] صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلاَةِ ۸۴۳،وکتاب الدعوات بَابُ الدُّعَاءِ بَعْدَ الصَّلاَةِ ۶۳۲۹، صحیح مسلم کتاب المساجد بَابُ اسْتِحْبَابِ الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ وَبَيَانِ صِفَتِهِ ۱۳۴۷

اَنْ نَّبْرَاَهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝۲۲ۚۖ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰي مَا فَاتَكُمْ

لکھی ہوئی ہے، یہ(کام) اللہ تعالیٰ پر (بالکل) آسان ہے، تا کہ تم اپنے فوت شدہ کسی چیز پر رنجیدہ نہ ہوجایا کرو

وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِۨ ۝۲۳ۙ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ

اور نہ عطا کردہ چیز پر اترا جاؤ، اور اترانے والے شیخی خوروں کو اللہ پسند نہیں فرماتا، جو (خود بھی) بخل کریں

وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝۲۴ (الحدید ۲۲تا۲۴)

اور دوسروں کو(بھی) بخل کی تعلیم دیں، سنو ! جو بھی منہ پھیرے اللہ بے نیاز اور سزاوار حمد و ثنا ہے۔

تقدیریں لوح محفوظ میں لکھ دی گئی ہیں: اللہ تبارک وتعالیٰ نے قضاو قدر کے بارے میں فرمایا دنیا میں کوئی بھی مصیبت مثلاً قحط، سیلاب اور دیگر آفات ارضی وسماوی وغیرہ نازل ہوتی رہتی ہیں، اور تمہاری جانوں میں بھی دکھ درد، بیماریاں اور تنگ دستی وغیرہ لاحق رہتی ہیں، اللہ ان سے بے خبر نہیں، بلکہ اللہ نے اپنے علم کے مطابق تمام مخلوقات کی پیدائش سے پہلے ہی سب باتیں نوشتہ تقدیر میں لکھ دیں ہیں، مخلوقات کی پیدائش سے پہلے تقدیریں لکھ دینا اس کے لئے کوئی مشکل کام نہیں ہے،

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: كَتَبَ اللهُ مَقَادِيرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِخَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ، قَالَ: وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آپ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کی تخلیق سے پچاس ہزار سال قبل ہی مخلوقات کی تقدیریں لکھ دی تھیں، اس وقت پروردگار کا عرش پانی پر تھا۔ [1]

قَالَ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ لِابْنِهِ: يَا بُنَيَّ، إِنَّكَ لَنْ تَجِدَ طَعْمَ حَقِيقَةِ الْإِيمَانِ حَتَّى تَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ، وَمَا أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَكَ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، يَقُولُ: إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللهُ الْقَلَمَ، فَقَالَ لَهُ: اكْتُبْ، قَالَ: رَبِّ وَمَاذَا أَكْتُبُ؟ قَالَ: اكْتُبْ مَقَادِيرَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ، يَا بُنَيَّ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ مَاتَ عَلَى غَيْرِ هَذَا فَلَيْسَ مِنِّي

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے کہا میرے بیٹے! تو اس وقت تک ایمان کی حقیقت نہیں پا سکتا جب تک یہ یقین نہ کر لے کہ جو کچھ تمہیں حاصل ہو چکا ہے یہ تم سے رہ نہیں سکتا تھا اور جو حاصل نہیں ہوا ہے وہ مل نہیں سکتا تھا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے سب سے پہلی چیز جو اللہ نے پیدا فرمائی وہ قلم تھی، پھر اس سے فرمایا کہ لکھو، اس نے کہا اے میرے رب! کیا لکھوں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قیامت قائم ہونے تک ہر ہر چیز کی تقدیر لکھ، اے میرے بیٹے! بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے

[1] صحیح مسلم کتاب القدر بَابُ حِجَاجِ آدَمَ وَمُوسَى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ ۶۷۴۸، جامع ترمذی ابواب القدر بَابٌ ۲۱۵۶

آپ فرماتے تھے جو شخص اس کے سوا (کسی اور عقیدے) پر مر گیا وہ مجھ سے نہیں۔ (۱)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِنَّ أَوَّلَ شَيْءٍ خَلَقَهُ اللهُ الْقَلَمَ وَأَمَرَهُ فَكَتَبَ كُلَّ شَيْءٍ

اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور اسے حکم فرمایا کہ ہر چیز کی تقدیر لکھ دو۔ (۲)

چنانچہ اگر اللہ تعالیٰ کی حکمت ومشیت سے تمہیں کسی ارضی وسماوی آفات سے نقصان یا جسمانی تکلیف یا غم پہنچے تو اس پر مایوس اور غمگین ہو کر جزع وفزع کرنے کے بجائے صبر وشکر کیا کرو کیونکہ تمہاری جزع وفزع کرنے سے نوشتہ تقدیر میں کوئی تبدیلی نہیں آسکتی، اور اگر اللہ اپنے فضل وکرم سے کچھ مال ودولت، غلبہ عنایت فرمادے تو اللہ کی عنایت پر آپے سے باہر نہ ہو جایا کرو کیونکہ مومن راحت پر اتراتا نہیں بلکہ اللہ کا شکر ادا کرتا ہے کہ یہ صرف اس کی اپنی سعی کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ اللہ کا فضل وکرم اور اس کا احسان ہے، اللہ تعالیٰ درشت خو، خود پسند اور متکبر کو پسند نہیں فرماتا، جو فخر کرتا اور اللہ کی نعمتوں کو خود اپنی طرف منسوب کرتا ہے، جیسے فرمایا

...ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا ۙ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰي عِلْمٍ... ۝۴۹ (۳)

ترجمہ: اور جب ہم اسے اپنی طرف سے نعمت دے کر ابھار دیتے ہیں تو کہتا ہے کہ یہ تو مجھے علم کی بنا پر دیا گیا ہے۔

قارون نے بھی یہی کہا تھا

قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰي عِلْمٍ عِنْدِيْ... ۝۷۸ (۴)

ترجمہ: تو اس نے کہا یہ سب کچھ تو مجھے اس علم کی بنا پر دیا گیا ہے جو مجھ کو حاصل ہے۔

جو خود بھی بخل کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی بخل پر اکساتے ہیں، اس نصیحت کے باوجود کوئی شخص اللہ اور اس کے دین کے لئے خلوص، فرمانبرداری اور ایثار وقربانی کا طریقہ اختیار نہیں کرتا تو اللہ کو اس کی کچھ پرواہ نہیں ہے وہ تو بے نیاز اور سزاوار حمد وثنا ہے۔ جیسے فرمایا

وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنْ تَكْفُرُوْٓا اَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝۸ (۵)

ترجمہ: اور موسیٰ نے کہا کہ اگر تم کفر کرو اور زمین کے سارے رہنے والے بھی کافر ہو جائیں تو اللہ بے نیاز اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے۔

(۱) سنن ابوداودکتاب السنة بَابٌ فِي الْقَدَرِ۴۷۰۰،السنن الكبرى للبيهقى ۲۰۸۷۵

(۲) مسندابى يعلى۲۳۲۹

(۳) الزمر۴۹

(۴) القصص۷۸

(۵) ابراہیم۸

لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا رُسُلَنَا بِالۡبَیِّنٰتِ وَ اَنۡزَلۡنَا مَعَہُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡمِیۡزَانَ

یقیناً ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلی دلیلیں دے کر بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان (ترازو) نازل فرمایا

لِیَقُوۡمَ النَّاسُ بِالۡقِسۡطِ ۚ وَ اَنۡزَلۡنَا الۡحَدِیۡدَ فِیۡہِ بَاۡسٌ شَدِیۡدٌ

تا کہ لوگ عدل پر قائم رہیں، اور ہم نے لوہے کو اتارا جس میں سخت ہیبت اور قوت ہے،

وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَ لِیَعۡلَمَ اللّٰہُ مَنۡ یَّنۡصُرُہٗ وَ رُسُلَہٗ

اور لوگوں کے لیے اور بھی (بہت سے) فائدے ہیں، اور اس لیے بھی کہ اللہ جان لے کہ اس کی اور اس کے رسولوں کی مدد

بِالۡغَیۡبِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ قَوِیٌّ عَزِیۡزٌ ﴿۲۵﴾ (الحدید ۲۵)

بے دیکھے کون کرتا ہے، بیشک اللہ قوت والا زبردست ہے۔

اللہ نے اصلاح آخرت کے لئے دنیا میں جتنے بھی رسول مبعوث فرمائے انہیں رسالت کے کھلے کھلے شواہد اور علامات، حق و باطل کو واضح کر دینے والے روشن ترین دلائل اور عقائد، اخلاق، عبادات اور معاملات میں واضح ہدایت دے کر مبعوث کیا، پھر لوگوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے کتابیں اور صحیفے نازل کیے تا کہ اس کتاب و سنت کے سہارے لوگ انفرادی اور اجتماعی طور پر افکار، اخلاق اور معاملات میں انصاف کریں، اور لوگ حقوق اللہ اور حقوق العباد میں اعتدال پر قائم رہیں، اگر کوئی طبقہ بغاوت و سرکشی پر اتر آئے تو اس کا سر نیچا کرنے اور باطل کو مٹانے کے لئے اللہ نے لوہے کو زمین میں پیدا کیا جس میں بڑی طاقت ہے اور اس سے دشمن پر وار اور اپنے دفاع کے لئے آلات حرب اور لوگوں کے لئے گھریلو استعمال کی چیزیں بنتی ہیں،

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:بُعِثْتُ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ بِالسَّيْفِ حَتَّى يُعْبَدَ اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ، وَجُعِلَ رِزْقِي تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِي، وَجُعِلَ الذِّلَّةُ وَالصَّغَارُ عَلَى مَنْ خَالَفَ أَمْرِي، وَمَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے قیامت سے پہلے تلوار کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے حتی کہ اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت کی جائے، میرا رزق میرے نیزے کے سائے تلے رکھا گیا ہے اور ذلت و رسوائی اس کے مقدر میں لکھ دی گئی ہے جو میرے حکم کی مخالفت کرے اور جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے وہ انہی میں سے ہے۔[1]

اللہ تعالیٰ نے کتاب اور لوہا اس لئے نازل فرمایا کہ وہ اس کے ذریعے سے آزمائش کا بازار گرم کرے تا کہ واضح ہو جائے کہ کون ان دیکھے الہ کی خاطر دنیا میں اس حق کو غالب کرنے کے لئے جان و مال کی بازی لگا دیتے ہیں، اس امتحان سے جو لوگ کامیاب ہو کر نکلیں گے وہی کامیاب ہوں گے، یقیناً اللہ ہی کائنات کا فرمانروا ہے اور اسی کو تمام قدرتیں اور اختیارات حاصل ہیں وہ جو چاہے اپنے ایک اشارے سے سب کچھ کر سکتا ہے

[1] مسند احمد ۵۱۱۵، مصنف ابن ابی شیبہ ۱۹۴۰۱

مگر اس نے یہ طریقہ انسانوں کی آزمائش کے لئے اختیار کیا ہے، جیسے پر فرمایا

الَّذِیۡ خَلَقَ الۡمَوۡتَ وَالۡحَیٰوۃَ لِیَبۡلُوَکُمۡ اَیُّکُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا ؕ وَھُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡغَفُوۡرُ ۙ﴿۲﴾ [1]

ترجمہ: جس نے موت اور زندگی کو اِیجاد کیا تا کہ تم لوگوں کو آزما کر دیکھے تم میں سے کون بہتر عمل کرنے والا ہے، اور وہ زبر دست بھی ہے اور درگزر فرمانے والا بھی۔

وَ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا وَّ اِبۡرٰہِیۡمَ وَ جَعَلۡنَا فِیۡ ذُرِّیَّتِہِمَا النُّبُوَّۃَ

بیشک ہم نے نوح اور ابراہیم (علیہما السلام) کو (پیغمبر بنا کر) بھیجا اور ہم نے دونوں کو اولاد میں پیغمبری

وَ الۡکِتٰبَ فَمِنۡہُمۡ مُّہۡتَدٍ ۚ وَ کَثِیۡرٌ مِّنۡہُمۡ فٰسِقُوۡنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ قَفَّیۡنَا عَلٰۤی اٰثَارِہِمۡ

اور کتاب جاری رکھی تو ان میں کچھ تو راہ یافتہ ہوئے اور ان میں سے اکثر نافرمان رہے، ان کے بعد پھر بھی ہم

بِرُسُلِنَا وَ قَفَّیۡنَا بِعِیۡسَی ابۡنِ مَرۡیَمَ وَ اٰتَیۡنٰہُ الۡاِنۡجِیۡلَ ۬ۙ

اپنے رسولوں کو پے در پے بھیجتے رہے اور ان کے بعد عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) کو بھیجا اور انہیں انجیل عطا فرمائی،

وَ جَعَلۡنَا فِیۡ قُلُوۡبِ الَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡہُ رَاۡفَۃً وَّ رَحۡمَۃً ؕ وَ رَہۡبَانِیَّۃَۨ ابۡتَدَعُوۡہَا

اور ان کے ماننے والوں کے دلوں میں شفقت اور رحم پیدا کر دیا، ہاں رہبانیت (ترک دنیا) تو ان لوگوں نے از خود ایجاد

مَا کَتَبۡنٰہَا عَلَیۡہِمۡ اِلَّا ابۡتِغَآءَ رِضۡوَانِ اللّٰہِ فَمَا رَعَوۡہَا حَقَّ رِعَایَتِہَا ۚ

کر لی تھی ہم نے ان پر اسے واجب نہ کیا تھا سوائے اللہ کی رضا جوئی کے، سو انہوں نے اس کی پوری رعایت نہ کی،

فَاٰتَیۡنَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡہُمۡ اَجۡرَہُمۡ ۚ وَ کَثِیۡرٌ مِّنۡہُمۡ فٰسِقُوۡنَ ﴿۲۷﴾ (الحدید ۲۶،۲۷)

پھر بھی ہم نے ان میں سے جو ایمان لائے انہیں اس کا اجر دیا اور ان میں زیادہ تر لوگ نافرمان ہیں۔

ہم نے نوح علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کو مبعوث کیا اور ان دونوں کی اولاد میں نبوت اور کتاب رکھ دی، یعنی تمام انبیائے متقدمین و متاخرین نوح علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں جیسے ایک مقام پر ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا

...وَجَعَلۡنَا فِیۡ ذُرِّیَّتِہِ النُّبُوَّۃَ وَالۡکِتٰبَ... ﴿۲۷﴾ [2]

ترجمہ: اور ہم نے اس کی نسل میں نبوت اور کتاب رکھ دی۔

---

[1] الملک ۲

[2] العنکبوت ۲۷

پھر ان کی اولاد میں سے کسی نے ہدایت اختیار کی اور بہت سے اللہ کے دائرہ اطاعت سے نکل گئے، جیسے فرمایا

وَمَآ اَكۡثَرُ النَّاسِ وَلَوۡ حَرَصۡتَ بِمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۰۳﴾ (۱)

ترجمہ: تم خواہ کتنا ہی چاہو ان میں سے اکثر مان کر دینے والے نہیں ہیں۔

اس کے بعد ہم نے ہر بستی میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی طرف دعوت دینے کے لئے پے در پے انبیاء اور رسول بھیجے اور ان سب کے بعد عیسیٰ ابن مریم کو مبعوث کیا اور لوگوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے اس پر فضیلت والی کتابوں میں سے ایک کتاب انجیل نازل فرمائی، عیسیٰ علیہ السلام نہایت رقیق القلب، لوگوں کے لئے رحیم و شفیق اور عدم تشدد کا درس دیتے تھے اس لئے ان کی سیرت کا ان کے حواریوں پر یہ اثر پڑا کہ وہ بھی اللہ کے بندوں پر ترس کھاتے اور ہمدردی کرتے تھے، جیسے فرمایا

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيۡنَ اٰمَنُوا الۡيَهُوۡدَ وَالَّذِيۡنَ اَشۡرَكُوۡا‌ ۚ وَلَتَجِدَنَّ اَقۡرَبَهُمۡ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيۡنَ اٰمَنُوا الَّذِيۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّا نَصٰرٰى‌ ؕ ذٰ لِكَ بِاَنَّ مِنۡهُمۡ قِسِّيۡسِيۡنَ وَرُهۡبَانًا وَّاَنَّهُمۡ لَا يَسۡتَكۡبِرُوۡنَ ﴿۸۲﴾ (۲)

ترجمہ: تم اہل ایمان کی عداوت میں سب سے زیادہ سخت یہود اور مشرکین کو پاؤ گے اور ایمان لانے والوں کے لئے دوستی میں قریب تر ان لوگوں کو پاؤ گے جنہوں نے کہا تھا کہ ہم نصاریٰ ہیں، یہ اس وجہ سے کہ ان میں عبادت گزار عالم اور تارک الدنیا فقیر پائے جاتے ہیں اور ان میں غرور نفس نہیں ہے۔

مگر عیسیٰ علیہ السلام یا کسی اور نبی نے انہیں ترک دنیا اور علائق دنیا سے منقطع ہو کر کسی جنگل، صحرا، گرجا، خانقاہوں یا معبدوں میں جا کر اللہ کی عبادت کرنے کی تعلیم نہیں دی تھی، اور نہ ہی اللہ نے انہیں ایسا کرنے کا حکم دیا تھا مگر روحانی ترقی اور اللہ کی خوشنودی کی طلب میں انہوں نے اسے اپنے اوپر فرض کر کے خود کو گرجاؤں اور معبدوں میں محبوس کر لیا تھا، کیونکہ رہبانیت کبھی دین حق میں شامل نہیں رہی ہے،

أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُونٍ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي الإِسْلَامِ

عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام میں کوئی رہبانیت نہیں۔ (۳)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری رات عبادت اور دن کو روزے میں دیکھتے تو ان میں بھی عبادت کا جذبہ پیدا ہوتا تھا اور وہ ترک دنیا کر کے عبادت میں مشغول ہو جانا چاہتے تھے،

أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَقُولُ: جَاءَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ إِلَى بُيُوتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَسْأَلُونَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا أُخْبِرُوا كَأَنَّهُمْ تَقَالُّوهَافَقَالُوا: وَأَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ، قَالَ أَحَدُهُمْ: أَمَّا أَنَا فَإِنِّي أُصَلِّي اللَّيْلَ أَبَدًا وَقَالَ آخَرُ: أَنَا أَصُومُ الدَّهْرَ وَلاَ

(۱) یوسف ۱۰۳

(۲) المائدة ۸۲

(۳) شرح السنة للبغوی ۳۸۴

أُفْطِرُوَقَالَ آخرُ: أَنَا أَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلاَ أَتَزَوَّجُ أَبَدًا(وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا آكُلُ اللحمَ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا أَنَامُ عَلَى فِرَاشٍ) فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ، فَقَالَ:أَنْتُمُ الَّذِينَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا أَمَا وَاللهِ إِنِّي لَأَخْشَاكُمْ لِلَّهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ، لَكِنِّي أَصُومُ وَأُفْطِرُ وَأُصَلِّي وَأَرْقُدُوَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي

چنانچہ انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے تین اصحاب (سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب،عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمرو بن عاص،اور عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے گھروں کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے متعلق پوچھنے آئے جب انہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل بتایا گیا تو انہوں نے اسے کم سمجھا،اور کہا کہ ہمارا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا مقابلہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو تمام اگلی پچھلی لغزشیں معاف کر دی گئی ہیں،ان میں سے ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا آج سے میں ہمیشہ رات بھر نماز پڑھا کروں گا اور دوسرے نے کہا میں ہمیشہ روزے رکھوں گا اور کبھی ناغہ نہیں کروں گا اور تیسرے نے کہا میں عورتوں سے جدائی اختیار کرلوں گا اور کبھی بھی نکاح نہ کروں گا(بعض روایات میں ہے بعض نے کہا ہم گوشت نہیں کھائیں گے اور بعض نے کہا ہم فرش پر نہیں سوئیں گے) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ان سے پوچھا کیا تم نے ہی یہ باتیں کہیں ہیں؟فرمایا سن لو اللہ کی قسم! میں تم سے زیادہ اللہ رب العالمین سے ڈرنے والا ہوں اور تم سب سے زیادہ پرہیز گار ہوں، مگر میرا طریقہ یہ ہے کہ اگر میں روزہ رکھتا ہوں تو افطار بھی کرتا ہوں اور راتوں کو نماز بھی پڑھتا ہوں اور آرام بھی کرتا ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں، جس کو میرا طریقہ پسند نہ ہو اس کا مجھ سے کوئی واسطہ نہیں۔[1]

إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ:لَا تُشَدِّدُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ فَيُشَدَّدَ عَلَيْكُمْ، فَإِنَّ قَوْمًا شَدَّدُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ فَشَدَّدَ اللهُ عَلَيْهِمْ،فَتِلْكَ بَقَايَاهُمْ فِي الصَّوَامِعِ وَالدِّيَارِ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے اپنے اوپر سختی نہ کرو کہ اللہ تم پر سختی کرے،ایک گروہ نے یہی تشدد اختیار کیا تھا تو اللہ نے بھی پھر اسے سخت پکڑا دیکھ لو وہ اور ان کے بقایا راہب خانوں اور کنیسوں میں موجود ہیں۔[2]

مگر وہ دو اعتبار سے قصور کے مرتکب ہوئے ایک تو انہوں نے خود اپنے آپ پر پابندیاں لگائیں اور دوسرا یہ کہ جو پابندیاں انہوں نے خود پر لگائیں تھیں اس پر قائم نہ رہ سکے اور نہ اس کا حق ہی ادا اس کر سکے بلکہ وہ حرکتیں سرانجام دیں جس سے اللہ کے غضب کے مستحق بن گئے،ان میں جو چند لوگ خلوص نیت دین عیسیٰ علیہ السلام پر قائم رہے ان کو ہم نے بہترین اجر عطا کیا مگر ان میں اکثر فاسق ہی تھے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ

اے لوگوں جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرتے رہا کرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ،اللہ تمہیں اپنی رحمت کا دوہرا حصہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب النکاح باب قَوْلِهِ تَعَالَى :فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ۵۰۶۳،صحیح مسلم کتاب النکاح بَابُ اسْتِحْبَابِ النِّكَاحِ لِمَنْ تَاقَتْ نَفْسُهُ إِلَيْهِ، وَوَجَدَ مُؤَنَهُ، وَاشْتِغَالِ مَنْ عَجَزَ عَنِ الْمُؤَنِ بِالصَّوْمِ۳۴۰۴

[2] سنن ابوداودکتاب الادب بَابٌ فِي الْحَسَدِ۴۹۰۴

وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۚ﴿٢٨﴾

دے گا اور تمہیں نور دے گا جس کی روشنی میں تم چلو پھرو گے اور تمہارے گناہ بھی معاف فرما دے گا، اللہ بخشنے والا مہربان ہے،

لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ

یہ اس لیے کہ اہل کتاب جان لیں کہ اللہ کے فضل کے حصے پر بھی انہیں اختیار نہیں اور یہ کہ (سارا) فضل اللہ ہی کے ہاتھ

وَ اَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿٢٩﴾ (الحدید ۲۸،۲۹)

ہے وہ جسے چاہے دے، اور اللہ ہے ہی بڑے فضل والا۔

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! محض زبان سے نبوت کا اقرار کر کے نہ رہ جاؤ، بلکہ صدق دل سے اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور پھر اس پر ثابت قدم رہو، اللہ تمہیں اپنی رحمت کا دوہرا اجر عطا فرمائے گا جس کی مقدار اور وصف اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا، جیسے فرمایا

... مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ﴿٣٧﴾ [1]

ترجمہ: جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے یہی لوگ ہیں جن کے لیے ان کے عمل کی دُہری جزا ہے، اور وہ بلند و بالا عمارتوں میں اطمینان سے رہیں گے۔

اور دنیا میں تمہیں علم و بصیرت کا وہ نور عطا فرمائے گا جس کی روشنی میں تم جہالت کی تاریکیوں سے بچ کر صراط مستقیم پر بے خوف و خطر گامزن رہو گے اور روز محشر میں بھی نور عطا فرمائے گا جس کی روشنی میں تم اندھیروں میں ڈوبا ہوا پل صراط عبور کرو گے اور بشری کمزوریوں کی بنا پر تم سے نادانستگی میں جو گناہ اور لغزشیں سرزد ہوں گی وہ معاف فرما دے گا، جیسے فرمایا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿٢٩﴾ [2]

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اگر اللہ کا تقویٰ اختیار کرو گے تو اللہ تمہارے لئے کسوٹی بہم پہنچا دے گا اور تمہاری برائیوں کو تم سے دور کرے گا اور تمہارے قصور معاف کرے گا، اللہ بڑا فضل فرمانے والا ہے۔

بیشک اللہ بندوں کے گناہ معاف کرنے والا اور مہربان ہے، لوگو یہود و نصاریٰ خود کو اللہ کا محبوب قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے سوا کوئی جنت میں داخل نہ ہو گا، جیسے فرمایا

وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ... ﴿١١١﴾ [3]

---

[1] سبا ۳۷

[2] الانفال ۲۹

[3] البقرة ۱۱۱

ترجمہ: ان کا کہنا ہے کہ کوئی شخص جنت میں نہ جائے گا جب تک کہ وہ یہودی نہ ہو یا (عیسائیوں کے خیال کے مطابق) عیسائی نہ ہو۔ اس لئے تمہیں یہی روش اختیار کرنی چاہیے تا کہ یہود و نصاریٰ کو معلوم ہو جائے کہ فضل و کرم کا مالک صرف وہی پروردگار ہے جس کے فضل و کرم کا کوئی اندازہ اور حساب نہیں لگایا جا سکتا اور یہ کہ اللہ اپنا فضل و کرم جسے چاہتا ہے عطا فرما دیتا ہے اور وہ فضل عظیم کا مالک ہے۔

سریہ کرز بن جابر فہری رضی اللہ عنہ (عرینہ کی طرف)

شوال چھ ہجری

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: أَصَابَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ مُحَارِبٍ وَبَنِيَّ ثَعْلَبَةَ عَبْدًا يُقَالُ لَهُ يَسَارٌ، فَجَعَلَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي لِقَاحٍ لَهُ كَانَتْ تَرْعَى فِي نَاحِيَةِ الْجَمَّاءِ، قَالَ: قَدِمَ نَفَرٌ مِنْ عُرَيْنَةَ ثَمَانِيَةٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْلَمُوا فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا أُنَاسٌ أَهْلُ ضَرْعٍ، وَلَمْ نَكُنْ أَهْلَ رِيفٍ فَاسْتَوْخَمْنَا الْمَدِينَةَ، فَأَمَرَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَوْدٍ وَرَاعٍ، وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَخْرُجُوا فِيهِ فَيَشْرَبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا فَخَرَجُوا إِلَيْهَا، فَلَمَّا صَحُّوا وَانْطَوَتْ بُطُونُهُمْ

عثمان بن عبد الرحمٰن سے مروی ہے غزوہ بنی ثعلبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ ایک غلام یسار نامی آیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے اونٹوں کے چرانے کے لئے چراگاہ میں بھیج دیا اور وہیں اونٹوں کے گلے میں یہ غلام رہا کرتا تھا، (قضاعہ کی ایک شاخ) عکل اور (بجلیہ کی ایک شاخ) عرینہ کے آٹھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کلمہ شہادت پڑھ کر اسلام قبول کر لیا، آپ نے انہیں اصحاب صفہ میں رہنے کے لئے بھیج دیا، کچھ دنوں بعد انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم لوگ جنگل میں جانور پالنے اور دودھ پینے کے عادی ہیں اور غلہ کے عادی نہیں اس لئے ہمیں مدینہ منورہ کی آب و ہوا راس نہیں آئی جس کی وجہ سے ہم بیمار پڑ گئے ہیں، اگر آپ اجازت عطا فرمائیں تو ہم شہر سے باہر صدقات کے اونٹوں میں رہنے اور دودھ پینے کے لئے چلے جائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست منظور فرمائی اور انہیں چند اونٹ دینے کا حکم فرمایا اور ایک چرواہے کو ان کے ساتھ کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پیو (تمہیں صحت حاصل ہو جائے گی) چنانچہ یہ لوگ اونٹوں کو لے کر گلے میں چلے گئے اور دودھ وغیرہ پی کر تندرست ہو گئے،

عَدَوْا عَلَى رَاعِي رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسَارٍ، فَذَبَحُوهُ وَغَرَزُوا الشَّوْكَ فِي عَيْنَيْهِ، فَخَرَجُوا نَحْوَ يَسَارٍ حَتَّى جَاءُوا بِهِ إِلَى قُبَاءَ مَيِّتًا وَاسْتَاقُوا اللِّقَاحَ وَكَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ، وَبَلَغَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَبَرَ فَبَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَثَرِهِمْ عِشْرِينَ فَارِسًا، وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ كُرْزَ بْنَ جَابِرٍ الْفِهْرِيَّ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَ فِي آثَارِهِمْ قَالَ: اللهُمَّ عَمِّ عَلَيْهِمُ الطَّرِيقَ، وَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ أَضْيَقَ مِنْ مَسْكِ جَمَلٍ، فَعَمَّى اللهُ عَلَيْهِمِ السَّبِيلَ، فأدركوا فَأتى بهم، ا فَأَمَرَ بِهِمْ فَسَمَرُوا أَعْيُنَهُمْ، وَقَطَعُوا أَيْدِيَهُمْ، وَتُرِكُوا فِي نَاحِيَةِ الْحَرَّةِ حَتَّى

مَاتُوا عَلَى حَالِهِمْ

تب ایک روز آپ ﷺ کے بے قصور چرواہے یسار کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیریں اور ہاتھ پیر کاٹ کر اسے شہید کر دیا، پھر یسار کو لے جا کر قبا میں دفن کر دیا اور سب اونٹ ہانک کر لے گئے اور اسلام سے مرتد ہو گئے، اس طرح ان سنگدل بدوؤں نے اللہ کے رسول کے احسان کا بدلہ دیا، جب رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو رسول اللہ ﷺ نے کرز بن جابر فہری رضی اللہ عنہ کی سر کردگی میں بیس مجاہدین کا گھڑ سوار دستہ ان کے تعاقب میں روانہ فرمایا، ابوزبیر، جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، جب رسول اللہ ﷺ نے ان کے تعاقب میں کرز بن جابر رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا فرمایا الٰہی! ان پر راستہ مخفی کر دے اور کنگن سے بھی زیادہ تنگ بنا دے، لہذا اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور ان مرتدوں، قاتلوں پر راستہ مخفی فرما دیا، چنانچہ تعاقب کرنے والا دستہ راستے میں ہی ان پر جا پڑا اور گرفتار کر کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آیا، چنانچہ اس فتنہ کو جڑ سے ہی اکھاڑ پھینکنے کے لئے تا کہ یہ دوسروں کے لئے عبرت ہو اور آئندہ اس قسم کے قاتل، خائن اور چوروں کو اسلام اور مسلمانوں سے کھیلنے کی جرات ہی نہ ہو آپ ﷺ نے ان سے قصاص اور بدلہ لینے کا حکم فرمایا چنانچہ ان لوگوں نے جس طرح چرواہے کو قتل کیا تھا اسی طرح ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیر دی گئیں اور ان کے ہاتھ کاٹ کر میدان حرہ میں ایک طرف پھینک دیا جہاں انہوں نے جانیں دے دیں۔ [1]

صدی رضی اللہ عنہ بن عجلان (ابو امامہ رضی اللہ عنہ) کا قبول اسلام

چھ ہجری

صلح حدیبیہ سے پہلے قبیلہ بنی باہلہ کے ایک سلیم الفطرت شخص صدی بن عجلان جن کی کنیت ابو امامہ تھی اپنی قوم کے قاصد بن کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا،

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ إِلَى قَوْمِي أَدْعُوهُمْ إِلَى اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى، وَأَعْرِضُ عَلَيْهِمْ شَرَائِعَ الْإِسْلَامِ ، فَأَتَيْتُهُمْ وَقَدْ سَقُوا إِبِلَهُمْ، وَأَحْلَبُوهَا، وَشَرِبُوا فَلَمَّا رَأَوْنِي، قَالُوا: مَرْحَبًا بِالصُّدَيِّ بْنِ عَجْلَانَ ،ثُمَّ قَالُوا: بَلَغَنَا أَنَّكَ صَبَوْتَ إِلَى هَذَا الرَّجُلِ،قُلْتُ:لَا وَلَكِنْ آمَنْتُ بِاللهِ وَبِرَسُولِهِ،وَبَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْكُمْ أَعْرِضُ عَلَيْكُمُ الْإِسْلَامَ وَشَرَائِعَهُ،فَبَيْنَا نَحْنُ كَذَلِكَ إِذْ جَاؤُوا بِقَصْعَةٍ مِنْ دَمٍ، فَاجْتَمَعُوا عَلَيْهَا يَأْكُلُونَهَا قَالُوا: هَلُمَّ يَا صُدَيّ، فَكُلْ. قَالَ: قُلْتُ: وَيْحَكُمْ! إِنَّمَا أَتَيْتُكُمْ مِنْ عِنْدِ مُحَرِّمِ هَذَا عَلَيْكُمْ، وَأَنْزَلَ اللهُ عَلَيْهِ

سدی بن عجلان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے اپنی قوم کی طرف بھیجا کہ میں انہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف دعوت دوں اور اسلام کے احکام ان کے سامنے پیش کروں، جب میں اپنے قبیلہ میں پہنچا اس وقت وہ لوگ اپنی اونٹنیوں کو پانی پلانے کے بعد ان کا دودھ دوہ کر پی رہے تھے، جب انہوں نے مجھے دیکھا تو میرا پرتپاک خیر مقدم کیا اور مجھ سے پوچھا اے صدی! ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تم اپنے

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ قِصَّةِ عُكْلٍ وَعُرَيْنَةَ ۴۱۹۲، زادالمعاد ۲۵۴،۲۵۵/۳، الروض الانف ۵۵۴/۷، ابن ہشام ۶۴۰/۲،ابن سعد ۱۷/۲،البدایۃ والنہایۃ ۲۰۴/۴،مغازی واقدی ۵۶۹/۲

آباؤاجداد کا مذہب چھوڑ کر بے دین ہو گئے ہو اور محمد (ﷺ) کی پیروی اختیار کر لی ہے، میں نے جواب دیا میں بے دین نہیں ہوا بلکہ اللہ اور اللہ کے رسول پر ایمان لے آیا ہوں، مجھے رسول اللہ ﷺ نے تمہارے پاس بھیجا ہے تا کہ میں تمہیں دعوت اسلام پیش کروں اور شرائع اسلام بیان کروں، ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ وہ ایک خون کا پیالہ بھر کر لائے اور میرے سامنے حلقہ باندھ کر اسے کھانے کے ارادے سے بیٹھے، اور مجھ سے کہنے لگے آؤ اے صدی تم بھی کھالو، میں نے کہا تم پر افسوس ہے! میں اس ہستی کی طرف سے آیا ہوں جس نے اللہ کے حکم سے اس چیز کو حرام قرار دیا ہے،

قَالُوا: وَمَا ذَاكَ؟ قَالَ: فَتَلَوْتُ عَلَيْهِمْ هَذِهِ الْآيَةَ:حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ ، الْآيَةَ، قَالَ: فَجَعَلْتُ أَدْعُوهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ ،وَيَأْبَوْنَ عَلَيَّ، فَقُلْتُ لَهُمْ: وَيْحَكُمُ، اسْقُونِي شَرْبَةً مِنْ مَاءٍ، فَإِنِّي شَدِيدُ الْعَطَشِ قَالَ: وَعَلَيَّ عَبَاءَتِي-فَقَالُوا: لَا وَلَكِنْ نَدَعُكَ حَتَّى تَمُوتَ عَطَشًاقَالَ: فَاغْتَمَمْتُ وَضَرَبْتُ بِرَأْسِي فِي الْعَبَاءِ، وَنِمْتُ عَلَى الرَّمْضَاءِ فِي حَرٍّ شَدِيدٍ

تب وہ سب میری طرف متوجہ ہو گئے اور کہا پوری بات کہو؟ تو میں نے یہی آیت ''تم پر حرام کیا گیا مردار، خون، سور کا گوشت، وہ جانور جو خدا کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو، وہ جو گلا گھٹ کر، یا چوٹ کھا کر، یا بلندی سے گر کر، یا ٹکر کھا کر مرا ہو، یا جسے کسی درندے نے پھاڑا ہو سوائے اس کے جسے تم نے زندہ پا کر ذبح کر لیا وہ جو کسی آستانے پر ذبح کیا گیا ہو نیز یہ بھی تمہارے لیے ناجائز ہے کہ پانسوں کے ذریعہ سے اپنی قسمت معلوم کرو یہ سب افعال فسق ہیں۔'' پڑھ کر سنا دی، اس کے بعد میں وہاں بہت دنوں تک رہا اور انہیں اسلام کی دعوت پہنچاتا رہا لیکن وہ اس دعوت پر ایمان نہ لائے، ایک دن جبکہ میں سخت پیاسا ہوا اور پانی بالکل نہ ملا تو میں نے ان سے پانی مانگا اور کہا پیاس کے مارے میرا برا حال ہے مجھے تھوڑا سا پانی دو لیکن کسی نے مجھے پانی نہ دیا بلکہ کہا ہم تو تجھے یونہی پیاسا ہی تڑپا تڑپا کر مار ڈالیں گے، میں غمناک ہو کر دھوپ میں تپتے ہوئے انگاروں جیسے سنگریزوں پر اپنا کھردرا کمبل منہ پر ڈال کر اسی سخت گرمی میں میدان میں پڑا رہا

قَالَ: فَأَتَانِي آتٍ فِي مَنَامِي بقَدَح مِنْ زُجَاجٍ لَمْ يَرَ النَّاسُ أَحْسَنَ مِنْهُ، وَفِيهِ شَرَابٌ لَمْ يَرَ النَّاسُ [شَرَابًا] أَلَذَّ مِنْهُ ، فَأَمْكَنَنِي مِنْهَا فَشَرِبْتُهَا، فَحَيْثُ فَرَغْتُ مِنْ شَرَابِي اسْتَيْقَظْتُ،فَلَا وَاللهِ مَا عَطِشْتُ وَلَا عَرِيتُ بعد تلك الشربة، فَسَمِعْتُهُمْ يَقُولُونَ: أَتَاكُمْ رَجُلٌ مِنْ سَرَاةِ قَوْمِكُمْ، فَلَمْ تَمْجعوه بِمَذْقَةٍ، فَأْتُونِي بِمَذْقَةٍ،فَقُلْتُ:لَا حَاجَةَ لِي فِيهَا إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَطْعَمَنِي وَسَقَانِي، وَأَرَيْتُهُمْ بَطْنِي فَأَسْلَمُوا عَنْ آخِرِهِمْ

اتفاقاً میری آنکھ لگ گئی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص بہترین جام لئے ہوئے اور اس میں بہترین خوش ذائقہ مزیدار پینے کی چیز لئے ہوئے میرے پاس آیا اور وہ جام میرے ہاتھ میں دے دیا میں نے خوب پیٹ بھر کر اس میں سے پیا وہیں میری آنکھ کھل گئی، تو اللہ کی قسم! مجھے مطلق پیاس نہ تھی بلکہ اس کے بعد سے آج تک مجھے کبھی پیاس کی تکلیف ہی نہیں ہوئی بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ پیاس ہی نہیں لگی، یہ لوگ میرے جاگنے کے بعد آپس میں کہنے لگے کہ آخر تو یہ تمہاری قوم کا سردار ہے تمہارا مہمان بن کر آیا ہے اتنی بے رخی بھی ٹھیک نہیں کہ ایک گھونٹ پانی

بھی ہم اسے نہ دیں، چنانچہ اب یہ لوگ میرے پاس کچھ لے آئے، میں نے کہا اب تو مجھے کوئی حاجت نہیں ہے مالک الارض وسماوات نے مجھے کھلا پلا دیا ہے، یہ کہہ کر میں نے انہیں اپنا بھرا ہوا پیٹ دکھا دیا اس کو دیکھ کر وہ سب کے سب مسلمان ہو گئے۔ [1]

فَأَسْلَمُوا عَنْ آخِرِهِمْ

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں آخر ان کی مخلصانہ تبلیغی کوششوں سے ان کا قبیلہ مشرف با اسلام ہو گیا۔ [2]

وَقَدِمَ عَلَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُطَرِّفِ بْنِ الْكَاهِنِ الْبَاهِلِيِّ بعد الْفَتْحِ وافدًا لِقَوْمِهِ فَأَسْلَمَ وأخذ لِقَوْمِهِ أمانًا وَكَتَبَ له رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِتَابا فيه فَرَائِضَ الصَّدَقَات

ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے بعد فتح مکہ کے بعد اسی قبیلے کے مطرب رضی اللہ عنہ بن الکاہن باہلی اپنے قبیلے کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نعمت اسلام سے بہرہ ور ہو کر اپنے قبیلے کے لئے امان حاصل کی، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک دستاویز عنایت فرمائی جس میں صدقات کے فرائض تھے۔

بِاسْمِكَ اللهُمَّ

هَذَا كِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ لِمُطَرِّفِ بْنِ الْكَاهِنِ وَلِمَنْ سَكَنَ بَيْشَةَ مِنْ بَاهِلَةَ أَنَّ مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَوَاتًا بَيْضَاءَ فِيهَا مُنَاخُ الأَنْعَامِ وَمُرَاحٌ فَهِيَ لَهُ. وَعَلَيْهِمْ فِي كُلِّ ثَلَاثِينَ مِنَ الْبَقَرِ فَارِضٌ وَفِي كُلِّ أَرْبَعِينَ مِنَ الْغَنَمِ عَتُودٌ وَفِي كُلِّ خَمْسِينَ مِنَ الإِبِلِ ثَاغِيَةٌ مُسِنَّةٌ وَلَيْسَ لِلْمُصَدِّقِ أَنْ يُصَدِّقَهَا إِلا فِي مَرَاعِيهَا وَهُمْ آمِنُونَ بِأَمَانِ اللهِ

یہ فرمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مطرف بن الکاہن اور باہلہ کے لئے کہ جہاں ان کے بیشہ اونٹوں کے گلے بٹھائے جاتے ہیں تو وہ اسی کی ہو جائے گی، ان لوگوں کے ذمے ہر تیس گائے پر ایک پوری عمر کی گائے، ہر چالیس بھیڑ پر ایک سال بھر کی بھیڑ، ہر پچاس اونٹوں پر ایک چھ سالہ اونٹ واجب ہے، زکوٰۃ وصول کرنے والے کو یہ حق نہیں کہ وہ ان کی چراگاہ کے علاوہ کہیں اور زکوٰۃ وصول کرے، یہ سب امان الٰہی میں محفوظ ہیں۔

پھر اسی قبیلے کی طرف سے نہشل رضی اللہ عنہ بن مالک وائلی بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی ایک تحریر عنایت فرمائی جو نہشل رضی اللہ عنہ بن مالک اور ان کی قوم میں سے مسلمان ہونے والوں کے لئے تھی۔

بِاسْمِكَ اللهُمَّ

هَذَا كِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ لِنَهْشَلِ بْنِ مَالِكٍ وَمَنْ مَعَهُ مِنْ بَنِي وَائِلٍ لِمَنْ أَسْلَمَ وَأَقَامَ الصَّلاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَأَطَاعَ اللهَ وَرَسُولَهُ وَأَعْطَى مِنَ الْمَغْنَمِ خُمُسَ اللهِ وَسَهْمَ النَّبِيِّ وَأَشْهَدَ عَلَى إِسْلامِهِ وَفَارَقَ الْمُشْرِكِينَ فَإِنَّهُ آمِنٌ بأمان الله

[1] مستدرک حاکم ۶۷۰۵، المعجم الکبیر للطبرانی ۸۰۷۴

[2] الاصابة فی تمییز الصحابة ۳٫۳۴۰

وبرئ إِلَيْهِ مُحَمَّدٌ مِنَ الظُّلْمِ كُلِّهِ وَأَنَّ لَهُمْ أَنْ لا يُحْشَرُوا وَلا يُعْشَرُوا وَعَامِلُهُمْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ.

وَكَتَبَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ

یہ فرمان محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے نہشل بن مالک اور بنی وائل کے ان ہمراہیوں کے لئے ہے جو اسلام لائے، نماز قائم کرے، زکوۃ ادا کرے، اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے، مال غنیمت میں سے اللہ کا خمس اور نبی کا حصہ ادا کرے اپنے اسلام پر گواہی دے، مشرکین کو چھوڑ دے تو وہ اللہ کی امان میں ہے، محمد ﷺ اسے ہر قسم کے ظلم سے بچائیں گے، ان لوگوں کا یہ حق ہے کہ نہ ان کو جلاوطن کیا جائے اور نہ اس سے عشر (پیداوار کا دسواں حصہ) لیا جائے، اور عامل انہیں میں سے ہو گا۔

یہ دستاویز سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان نے لکھی۔ (۱)

بنو خشین سے ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام

بايع رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بيعة الرضوان، وضرب لَهُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بسهم يوم خيبر

انہی دنوں بنو خشین میں سے ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور دولت اسلام سے بہرہ مند ہوئے اور یہ ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے بیعت رضوان کی سعادت حاصل کی اور پھر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ خیبر میں حصہ لیا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کو مال غنیمت میں سے حصہ دیا۔ (۲)

وأرسله رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إلى قومه فأسلموا ثُمَّ قَدِمَ بَعْدَ ذَلِكَ سَبْعَةُ نَفَرٍ مِنْ خُشَيْنٍ فَنَزَلُوا عَلَى أَبِي ثَعْلَبَةَ فَأَسْلَمُوا وَبَايَعُوا وَرَجَعُوا إِلَى قَوْمِهِمْ

رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنی قوم کی طرف بھیجا اور وہ ایمان لے آئے، ان کے بعد باختلاف روایت بنو خشین کا سات یا نو آدمیوں پر مشتمل ایک وفد مدینہ منورہ آیا اور ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ کے ہاں قیام کیا پھر انہوں نے بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کر شرف اسلام و بیعت حاصل کیا اور اپنی قوم کی طرف واپس چلے گئے۔ (۳)

غزوہ حدیبیہ اور بیعت رضوان

ذوالقعد چھ ہجری (فروری ۶۲۸ء)

رسول اللہ ﷺ کی شام کی سرحدی پٹی اور خیبر کی طرف مختلف قبائل کے خلاف ان تادیبی کاروائیوں سے جزیرہ نمائے عرب میں مسلمانوں کا رعب و دبدبہ قائم ہو گیا، اب مدینہ منورہ کی اسلامی ریاست میں مسلمانوں کو ہر وقت یہ دھڑکا نہیں لگا رہتا تھا کہ کوئی دشمن اچانک ان پر حملہ

(۱) ابن سعد ۱/۲۱۷

(۲) الاصابة فی تمیز الصحابة ۷/۵۱، اسد الغابة ۵۷۵۱، ۶/۴۳

(۳) ابن سعد ۱/۲۴۹

آور ہو جائے گا،اس کے علاوہ مختلف غزوات اور سرایہ سے ان کے پاس کافی مال غنیمت حاصل ہو گیا تھا جس سے وہ معاشی طور پر فارغ البال ہو گئے تھے، مدینے پر اتحادی قبائل کے حملے تک مدینہ کی اسلامی ریاست کو وہ سیاسی قوت اور تفوق حاصل نہیں ہو سکا تھا جو مسائل کے پرامن حل کی شرط اول پوا کرتا ہے، اس لئے مدینے کے مسلمانوں کو حج اور عمرے کا فرض ادا کرنے کی اجازت نہیں دی گئی، مسلمانوں پر چھ سال سے بیت اللہ کا حج و عمرہ بند تھا، عام مسلمانوں کو مکہ مکرمہ میں جانے اور کعبہ کا طواف کرنے کی بڑی آرزو تھی لیکن فریق مخالف کا سیاسی دباؤ ہر دم آڑے آیا اور یہ آرزو پوری نہ ہو سکی، چنانچہ اس امن وسکون کے وقت رسول اللہ ﷺ نے مکہ معظّمہ کا ارادہ فرمانے کے لئے حالات کو ساز گار سمجھا اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو خواب دکھلایا کہ آپ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسجد حرام میں بحالت امن داخل ہو رہے ہیں، آپ نے خانہ کعبہ کی چابیاں لے لی ہیں اور سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیت اللہ کا طواف کیا ہے، عمرہ سے فارغ ہو کر پھر بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے سر کے بال منڈائے اور بعض نے کترایا ہے، رسول اللہ ﷺ کا خواب محض خواب وخیال نہیں بلکہ ایک الٰہی اشارہ تھا جس کی پیروی کرنا آپ ﷺ کے لئے ضروری تھا مگر آپ کو اندیشہ لاحق تھا کہ جب چھ سال سے قریش نے کسی مسلمان کو حج و عمرہ کے لئے حدود حرم کے قریب تک نہ پھٹکنے دیا اب بھی ان سے یہ توقع نہیں کی جاسکتی تھی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی جمعیت کے ساتھ مکہ مکرمہ میں داخل ہونے دیں گے، غزوہ خندق کے بعد کشیدگی شدید نوعیت اختیار کر چکی تھی، چنانچہ اب اگر عمرہ کا احرام باندھ کر حفاظتی نقطہ نگاہ سے مسلح ہو کر چلتے ہیں تو گویا خود لڑائی کو دعوت دینا تھا اور ہتھیار ساتھ نہ لے جانے کا مطلب اپنی اور اپنے ساتھیوں کی جان خطرے میں ڈالنے کی تھی مگر آپ نے اشارہ الٰہی پر بے کھٹکے عمل کرنا تھا، اس لئے آپ ﷺ نے بلا تامل اس پر عمل کا قطعی ارادہ فرمالیا، صبح آپ نے اس خواب کی اطلاع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دل میں بھی یہی خیال انگڑائیاں لے رہا تھا چنانچہ آپ ﷺ کا خواب سن کر صحابہ رضی اللہ عنہم یہی سمجھے کہ اسی سال وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عمرہ ادا کریں گے جس سے ان کے دلوں میں شوق کی دبی چنگاری بھڑک اٹھی، بیت اللہ کی زیارت اور اس کے طواف کرنے کو بے تاب کر دیا، اس لئے آپ ﷺ نے مدینہ منورہ اور ارد گرد کے قبائل کو ساتھ چلنے کی دعوت کے لئے اعلان فرمادیا کہ آپ اسی سال عمرہ ادا فرمائیں گے جو لوگ جانے کا ارادہ رکھتے ہوں وہ ساتھ چلے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی محسوس کرتے تھے کہ قریش انہیں زیارت بیت اللہ سے روکنے کے لئے جنگ شروع کر سکتے ہیں مگر انہوں نے انجام کی پرواہ کیے بغیر اس خطرناک سفر کے لئے زور شور سے تیاریاں شروع کر دیں

وَهُوَ يَخْشَى مِنْ قُرَيْشٍ الَّذِي صَنَعُوا بِهِ أَنْ يَعْرِضُوا لَهُ بِحَرْبٍ، أَوْ يَصُدُّوهُ عَنِ الْبَيْتِ، فَأَبْطَأَ عَلَيْهِ كَثِيرٌ مِنَ الأَعْرَابِ

مگر آپ ﷺ کے سابقہ تجربوں کی بنا پر قریش کی جانب سے اس بات کا اندیشہ تھا کہ وہ آپ ﷺ سے جنگ کریں گے یا آپ کو بیت اللہ تک جانے نہ دیں گے اس لئے اکثر قبائل عرب (جن میں قبیلہ اسلم، مزینہ، جہینہ، غفار، اشجع اور وئل وغیرہ شامل تھے) نے آپ ﷺ کی دعوت کو قبول نہیں کیا اور وہ آپ کے پاس نہ آئے۔

مکہ مکرمہ کی طرف روانگی:

خَرَجَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ لِهِلَالِ ذِي الْقَعْدَةِ سَنَةَ سِتّ مِنْ الْهِجْرَةِ لِلْعُمْرَةِوأخرج معه زَوْجَتُهُ أُمّ سَلَمَةَ

یکم ذی القعدہ بروز دوشنبہ چھ ہجری کو کو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم عمرہ کے لئے روانہ ہوئے اور اس سفر میں ام المومنین ام سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا آپ کے ہمراہ تھیں۔[1]

وَاسْتَخْلَفَ عَلَى الْمَدِينَةِ عَبْدَ الله ابْنَ أُمّ مَكْتُومٍ،وَرَكِبَ رَاحِلَتَهُ الْقَصْوَاءَ،عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى، يَقُولُ: كُنَّا يَوْمَ الشَّجَرَةِ أَلْفًا وثلاثمائة

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مدینہ منورہ پر ابن ام مکتوم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا کو نمازوں کے اہتمام کے لئے اور ابو رہم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو مدینہ منورہ کے انتظامی امور کا اپنا نائب مقرر فرمایا، اور اپنی قصواء نامی اونٹنی پر سوار ہو کر روانہ ہوئے، عبداللہ بن ابی اوفی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کہتے ہیں جس روز درخت کے نیچے بیعت لی گئی ہماری تعداد ایک ہزار تین سو تھی۔

جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الأَنْصَارِيِّ، قَالَ: كُنَّا أَصْحَابُ الْحُدَيْبِيَةِ أَرْبَعَةَ عَشَرَ وَمِائَةَ

براء بن عازب رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اور جابر بن عبداللہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے ہم حدیبیہ میں شریک ہونے والے سوار اور پیدل چودہ سو تھے۔

اور سعید بن مسیب رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے مطابق پندرہ سو تھے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ أَهْلُ الْبَيْعَةِ تَحْتَ الشّجَرَةِ ألفا وخمسمائة وَخَمْسَةً وَعِشْرِينَ

عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا فرماتے ہیں جن لوگوں نے درخت کے نیچے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی وہ ایک ہزار پانچ سو پچیس تھے۔[2]

وخَرَجَ معه مِنْ الْمُسْلِمِينَ أَلْفٍ وَسِتّمِائَةِ

موسیٰ بن عقبہ رَحِمَہُ اللّٰہُ کہتے ہیں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ہمراہ سولہ سو مسلمان تھے۔[3]

وهي سَبْعُونَ بَدَنَةً فِيهَا جَمَلُ أَبِي جَهْلٍ الّذِي غَنِمَهُ يَوْمَ بَدْرٍ لَا يُرِيدُ حَرْبًا

اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ قربانی کے لئے ستر اونٹ تھے جس میں ابوجہل کا وہ اونٹ بھی تھا جو کہ بدر کی جنگ میں بطور مال غنیمت ہاتھ لگا، مہاجرین وانصار صحابہ کرام کی معیت میں لبیک لبیک کی صدائیں بلند کرتے ہوئے مکہ کی طرف روانہ ہو گئے، چونکہ عمرہ کے لئے روانہ ہو رہے تھے اور جنگ کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔[4]

---

[1] شرح الزرقانی علی المواهب ۱۷۲/۳

[2] تاریخ طبری ۶۲۲/۲

[3] شرح الزرقانی علی المواهب ۱۷۲/۳

[4] ابن ہشام ۳۰۸/۲، الروض الانف ۱۵۱/۷،عیون الآثر ۱۵۴/۲،تاریخ طبری ۶۲۰/۲،البدایۃ والنہایۃ ۱۸۸/۴

فَخَرَجُوا بِغَيْرِ سِلَاحٍ إِلّا السّيُوفَ فِي الْقُرُبِ

اس لئے کسی مسلمان کے پاس میان میں بند تلواروں کے سوا کسی قسم کا سامان حرب نہیں تھا۔ [۱]

جس کی زائرین کو عرب کے معروف قاعدے کے مطابق اجازت تھی۔

فَصَلّى الظّهْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ ثُمّ دَعَا بِالْبُدْنِ الّتِي ساق فَجُلّلَتْ ثُمّ أَشْعَرَهَا فِي الشّقّ الْأَيْمَن وقَلّدَهَا وأَشْعَرَ أصحابه أيضا وَهُنّ مُوَجّهَاتٌ إلى الْقِبْلَةَ، وَهِيَ سَبْعُونَ بَدَنَةً فِيهَا جَمَلُ أَبِي جَهْلٍ الّذِي غَنِمَهُ يوم بَدْرٍ

آپ مقام ذوالحلیفہ پر پہنچے تو نماز ظہر ادا فرمائی پھر لوگوں کو طمینان دلانے کے لئے کہ آپ کسی غزوے پر نہیں بلکہ عمرہ کا ارادہ رکھتے ہیں قربانی کے اونٹوں کو منگوایا جو ہمراہ لئے ہوئے تھے، آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے اور آپ کے اصحاب نے علامت کے طور پر انہیں قلاوے پہنائے اور اونٹوں کے کوہان چیر کر نشان بنائے، وہ سب روقبلہ تھے اور اونٹوں کی کل تعداد ستر تھی جن میں ابوجہل کا اونٹ بھی تھا جو غزوہ بدر میں آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو غنیمت میں ملا تھا۔ [۲]

فَكَانَتْ كُلّ بَدَنَةٍ عَنْ عَشَرَةِ نَفَرٍ

ہر اونٹ دس آدمیوں کی طرف سے تھا۔ [۳]

وأحرم ولبى

یہیں پر دو رکعتیں ادا فرمانے کے بعد عمرہ کے لئے احرام باندھا۔

اس احتیاط کا مقصد فریق مخالف پر یہ ثابت کرنا تھا کہ یہ چودہ سو افراد جنگ کا ارادہ نہیں رکھتے بلکہ پرامن طور سے اپنا وہ حق استعمال کرنا چاہتے ہیں جس سے انکار کرنے کا کوئی جواز فریق مخالف کے پاس نہیں ہے، اور قریش کا درعمل اور ان کی نقل وحرکت جاننے کے لئے قبیلہ بنی کعب کے کا ایک جاسوس بشر بن سفیان کعبی کو بیس مسلمان سواروں کے ہمراہ بطور آگے روانہ کیا جن میں مہاجرین وانصار دونوں شامل تھے، جب سرداران قریش کو رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی مکہ مکرمہ کی طرف روانگی کی خبر ہوئی تو وہ سخت پریشانی ہوئے کیونکہ ذی القعدہ کا مہینہ ان چار حرام مہینوں میں سے ایک تھا جو صدیوں سے عرب میں حج وزیارت کے لئے محترم سمجھے جاتے تھے، اس ماہ میں جو قافلہ احرام باندھ کر حج یا عمرہ کے لئے جارہا ہو اسے کوئی نہیں روک سکتا تھا یہاںتک کہ کسی قبیلے سے اس کی دشمنی بھی ہو تو عرب کے مسلمہ قوانین کی رو سے وہ اپنے علاقہ سے اس کے گزرنے میں مانع نہ ہوسکتا تھا، اس لئے قریش الجھن میں مبتلا ہو گئے کہ اگر ہم آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے اس قافلہ پر حملہ کر کے مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے روکتے ہیں تو پورے عرب میں قریش کے خلاف شور مچ جائے گا، عرب کا ہر شخص، ہر قبیلہ پکار اٹھے گا کہ اس ماہ میں زائرین کو روکنا سراسر زیادتی ہے، اور اہل عرب یہ سمجھیں گے کہ قریش بیت اللہ کے مالک بن بیٹھے ہیں اور کسی قبیلہ کو زیارت بیت اللہ کی اجازت

[۱] ابن سعد ۷۲/۲،شرح الزرقانی علی المواهب ۱۷۲/۳،مغازی واقدی ۵۷۲/۲

[۲] ابن سعد ۷۳/۲،شرح الزرقانی علی المواهب ۲۲۶/۳،فتح الباری ۳۴۷/۵

[۳] ابن ہشام ۳۰۸/۲

دینایانہ دینا قریش کی مرضی پر موقوف ہے، جس سے سارا عرب قریش سے منحرف ہو جائے گا لیکن اگر رسول اللہ ﷺ کو اتنے بڑے قافلہ کے ساتھ مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کی اجازت دے دیتے ہیں تو اہل عرب کہیں گے کہ قریش محمد (ﷺ) سے مرعوب ہو گئے جس سے قریش کی ہوا اکھڑ جائے گی، آخر بڑی شش و پنج کے بعد ان کی جاہلانہ حمیت ہی ان پر غالب ہو گئی،

رَأْيِهِمْ عَلَى صده عَنْ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ،وَعَسْكَرُوا بِبَلْدَحٍ وَقَدَّمُوا مِائَتَيْ فَارِسٍ إِلَى كُرَاعِ الْغَمِيمِ. وعَلَيْهِمْ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ.وَيُقَالُ: عِكْرَمَةُ بْنُ أَبِي جَهْلٍ، فخرج رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتَّى إِذَا كَانَ بِعُسْفَانَ لَقِيَهُ بِشْرُ بْنُ سُفْيَانَ الْكَعْبِيُّ، فَقَالَ لَهُ: يَا رَسُولَ اللهِ، هذه قُرَيْشٌ قَدْ سَمِعُوا بِمَسِيرِكَ، فَخَرَجُوا مَعَهُمُ الْعُوذُ الْمَطَافِيلُ، قَدْ لَبِسُوا جُلُودَ النُّمُورِ، وَقَدْ نَزَلُوا بِذِي طُوًى، يَحْلِفُونَ بِاللهِ لا تَدْخُلُهَا عَلَيْهِمْ أَبَدًا، وَهَذَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فِي خَيْلِهِمْ، قَدْ قَدَّمُوهَا إِلَى كِرَاعِ الْغَمِيمِ

اور انہوں نے اپنی ناک اونچی رکھنے کی خاطر یہ فیصلہ کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو مکہ مکرمہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے، اور اس پر قسمیں بھی کھائیں اور قبائل عرب کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے جلدی لشکر جمع کیا اور خالد بن ولید یا عکرمہ بن ابی جہل کو دو سو شہسواروں کا امیر بنا کر مقام کُرَاعِ الْغَمِيمِ کی طرف بھیجا تا کہ وہ اسلامی قافلہ کا راستہ روکے تا کہ مسلمان اشتعال میں آجائیں اور اگر لڑائی ہو جائے تو یہ مشہور کر دیا جائے کہ دراصل یہ لوگ احرام باندھ کر زیارت بیت اللہ کے ارادہ سے نہیں بلکہ لڑنے کے لئے آئے تھے، رسول اللہ ﷺ جب مدینہ منورہ سے چل کر عسفان (مکہ مکرمہ سے اسی کلومیٹر کے فاصلے پر ایک بستی) پر پہنچے تو بسر بن سفیان الخزاعی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ سے آکر ملا اور اس نے بیان کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! قریش کو آپ کی روانگی کی اطلاع ہو چکی ہے وہ مقابلہ پر نکلے ہوئے ہیں اور ان کے ہمراہ ارادل کا جم غفیر ہے جنہوں نے چیتے کی پوستین پہن رکھی ہے اور اب وہ ذو طویٰ میں مقیم ہیں اور اللہ کی قسمیں کھا کر کہہ رہے ہیں کہ ان کی موجودگی میں آپ کعبہ میں داخل نہیں ہو سکتے اور ہراول دستہ کے طور پر خالد بن ولید کو آگے بھیج دیا ہے اور وہ کِرَاعِ الْغَمِيمِ تک پہنچ گیا ہے، اس خبر پر آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشاورت طلب فرمائی

فَقَالَ:أَشِيرُوا أَيُّهَا النَّاس عليّ، أترون أن نميل عل عِيَالِهِمْ، وَذَرَارِي هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يُرِيدُونَ أَنْ صَدُّونَا عَنِ الْبَيْتِ؟ وَفِي لَفْظٍ:أَتَرَوْنَ أَنْ نَمِيلَ عَلَى ذَرَارِي هَؤُلَاءِ الَّذِينَ أَعَانُوهُمْ. فَإِنْ يَأْتُونَا كَانَ اللهُ قَدْ قَطَعَ عُنُقا مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَإِلَّا تَرَكْنَاهُمْ مَحْزُونِينَ، وَفِي لَفْظٍ: فَإِنْ قَعَدُوا قَعَدُوا مَوْتُورِينَ مَجْهُودِينَ محرُوبين وَإِنْ نَجَوْا يَكُنْ عُنُقًا قَطَعَهَا اللهُ، أَمْ تَرَوْنَ أَنْ نَؤُمَّ الْبَيْتَ فَمَنْ صَدَّنَا عَنْهُ قَاتَلْنَاهُ؟

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر آپ لوگ مناسب خیال کریں تو میں چکر کاٹ کر ان لوگوں کے بال بچوں پر حملہ کر دیں اگر وہ ہمارے پاس آئیں گے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی گردن کاٹ دی ہوگی ورنہ ہم انہیں رنج و ملال میں چھوڑ جائیں گے اور اگر وہ بیٹھ رہیں گے تو اسی رنج و غم میں مبتلا رہیں گے اور اگر انہوں نے نجات پالی تو یہ گردنیں ہوں گی جو اللہ عزوجل نے کاٹ دی ہوں گی، بھلا دیکھو تو کتنا ظلم ہے کہ ہم نہ کسی سے لڑنے آئے ہیں اور نہ ہمارا کچھ اور ارادہ ہے، ہم صرف اللہ کے گھر کی زیارت کے لئے جا رہے ہیں اور وہ ہمیں اس سے روک رہے

ہیں بتلاؤ ان سے ہم کیوں نہ لڑیں؟

فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ : يَا رَسُولَ اللهِ خَرَجْتَ عَامِدًا لِهَذَا الْبَيْتِ، لَا نُرِيدُ قَتْلَ أَحَدٍ وَلَا حَرْبًا، فَتَوَجَّهْ لَهُ، فَمَنْ صَدَّنَا عَنْهُ قَاتَلْنَاه ،فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَامْضُوا عَلَى اسْمِ اللهِ،ثُمَّ قَالَ: مَنْ رَجُلٌ يَخْرُجُ بِنَا عَلَى طَرِيقٍ غَيْرِ طَرِيقِهِمْ الَّتِي هُمْ بِهَا؟ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ قَالَ: أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ،قَالَ: فَسَلَكَ بِهِمْ طَرِيقًا وَعْرًا أَجْرَلَ بَيْنَ شِعَابٍ، فَلَمَّا خَرَجُوا مِنْهُ، وَقَدْ شَقَّ ذَلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ وَأَفْضَوْا إِلَى أَرْضٍ سَهْلَةٍ عِنْدَ مُنْقَطِعِ الْوَادِي، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلنَّاسِ: قُولُوا نَسْتَغْفِرُ اللهَ وَنَتُوبُ إِلَيْهِ، قَالُوا ذَلِكَ، فَقَالَ: وَاللَّهِ إِنَّهَا لَلْحِطَّةُ الَّتِي عُرِضَتْ عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ،فَلَمْ يَقُولُوهَا

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مدینہ سے بیت اللہ کے ارادہ سے نکلے ہیں کسی سے لڑنے اور قتل کرنے کے لئے نہیں اس لئے جس کام کے لئے نکلے ہیں وہی کریں اگر کسی نے ہمیں روکا تو ہم اس سے لڑیں گے، نبی کریم نے فرمایا تو پھر اللہ کا نام لے کر چلو، پھر فرمایا کوئی ہے جو ہمیں اس راستے کے علاوہ جس پر کفار ہیں دوسری راہ سے لے چلے، قبیلہ اسلم کے ایک شخص حمزہ بن عمرو اسلمی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں لے چلتا ہوں، چنانچہ وہ شخص سارے قافلہ کو پہاڑیوں کی گھاٹیوں میں سے گزارتا ہوا وادی کے اختتام پر ایک ہموار راستے پر لے آیا آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا پڑھو ''ہم اللہ سے مغفرت کے طالب ہیں اور اس سے توبہ کرتے ہیں۔'' چنانچہ سب نے یہ کلمہ پڑھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قسم! یہ وہی کلمات حطہ ہیں جو بنی اسرائیل پر پیش کئے گئے تھے مگر انہوں نے یہ کلمات ادا نہیں کیے تھے قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ خَالِدَ بْنَ الوَلِيدِ بِالْغَمِيمِ فِي خَيْلٍ لِقُرَيْشٍ طَلِيعَةٌ،فَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ فَقَالَ: اُسْلُكُوا ذَاتَ الْيَمِينِ بَيْنَ ظَهْرَيْ الْحَمْشِ، فِي طَرِيقٍ (تُخْرِجُهُ) عَلَى ثَنِيَّةِ الْمُرَارِ مَهْبِطِ الْحُدَيْبِيَةِ مِنْ أَسْفَلِ مَكَّةَ، فَسَلَكَ الْجَيْشُ ذَلِكَ الطَّرِيقَ

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ فاصلہ طے کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خالد بن ولید قریش کے سواروں کے ساتھ ہماری نقل وحرکت کا اندازہ لگانے کے لئے مقام كُرَاعِ الْغَمِيمِ میں ٹھہرا ہوا ہے،اس سے بچنے کے لئے حکم فرمایا تم لوگ سیدھا راستہ ترک کر کے مکہ مکرمہ کے نچلے حصہ میں حدیبیہ کے ڈھلوان پر وادی ثَنِيَّةِ الْمُرَارِ کو جانے والے راستہ پر مقام حمص کے سامنے کی طرف دائیں طرف چلو چنانچہ لشکر اسلامی اسی راستہ پر چل پڑا

فَوَاللهِ مَا شَعَرَ بِهِمْ خَالِدٌ حَتَّى إِذَا هُمْ بِقَتَرَةِ الجَيْشِ، فَانْطَلَقَ يَرْكُضُ نَذِيرًا لِقُرَيْشٍ،وَسَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا كَانَ بِالثَّنِيَّةِ الَّتِي يُهْبَطُ عَلَيْهِمْ مِنْهَا بَرَكَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ،فَقَالَ النَّاسُ: حَلْ حَلْ فَأَلَحَّتْ، فَقَالُوا: خَلَأَتْ الْقَصْوَاءُ، خَلَأَتْ الْقَصْوَاءُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا خَلَأَتْ الْقَصْوَاءُ، وَمَا ذَاكَ لَهَا بِخُلُقٍ، وَلَكِنْ حَبَسَهَا حَابِسُ الفِيلِ،ثُمَّ قَالَ:وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لاَ يَسْأَلُونِي خُطَّةً يُعَظِّمُونَ فِيهَا حُرُمَاتِ اللهِ إِلَّا أَعْطَيْتُهُمْ إِيَّاهَا ثُمَّ زَجَرَهَا

فَوَثَبَتْ

اور اللہ کی قسم! خالد بن ولید کو آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا پتہ نہ چلا اور جب انہوں نے اس لشکر کا گرد وغبار اٹھتا ہوا دیکھا تو فوراً قریش کو اطلاع دینے لگے، اور نبی کریم ﷺ بدستور چلتے رہے حتی کہ مقام ثَنِيَّةِ الْمُرَارِ پر پہنچے جس سے اتر کر مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے ہیں تو ناگہانی طور پر آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے حل حل کہہ کر اٹھانے کی کوشش کی مگر وہ اپنی جگہ سے نہ اٹھی، صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا قصواء اڑ گئی، قصواء اڑ گئی، ان کی بات سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا قصواء اڑی نہیں اور نہ ہی یہ اس کی عادت ہے بلکہ اس کو اس نے روک دیا ہے جس نے اصحاب فیل کو (مکہ میں) داخل ہونے سے روکا تھا، پھر آپ نے فرمایا میں اس کی قسم کھا کر عہد کرتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر قریش اس قطعہ زمین پر مجھ سے جو مانگیں گے دوں گا بشرطیکہ اس میں اللہ کی حرمتوں کی پامالی نہ ہو، اس کے بعد آپ نے اونٹنی کو ڈانٹا تو وہ کود کر کھڑی ہو گئی۔ [1]

ایک معجزہ:

فَعَدَلَ عَنْهُمْ حَتَّى نَزَلَ بِأَقْصَى الحُدَيْبِيَةِ عَلَى ثَمَدٍ قَلِيلِ المَاءِ، يَتَبَرَّضُهُ النَّاسُ تَبَرُّضًا، فَلَمْ يُلَبِّثْهُ النَّاسُ حَتَّى نَزَحُوهُ،وَشُكِيَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ العَطَشُ، فَانْتَزَعَ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِهِ، ثُمَّ أَمَرَهُمْ أَنْ يَجْعَلُوهُ فِيهِ،فَوَاللهِ مَا زَالَ يَجِيشُ لَهُمْ بِالرِّيِّ حَتَّى صَدَرُوا عَنْهُ

پھر نبی کریم ﷺ صحابہ سے آگے نکل گئے اور حدیبیہ (جو مکہ مکرمہ سے دس میل کے فاصلہ پر ہے) کے آخری کنارے ثَمدِ (ایک چشمہ یا گڑھا) پر جہاں پانی کم تھا ڈیرہ ڈال دیا، گرمی کا موسم تھا پیاس کی شدت اور پانی کی قلت تھی، لوگ تھوڑا تھوڑا پانی استعمال کرنے لگے انہوں نے پانی کو ٹھیرنے ہی نہیں دیا اور جلدی ہی پانی نکال کر اس کو خشک کر دیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس پیاس کی شکایت کی، آپ ﷺ نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکال کر ان کو حکم فرمایا کہ اس کو کنوئیں میں گاڑ دیں،

وَهُوَ سَائِقُ بُدْنِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ایک صحابی ناجیہ بن جندب رضی اللہ عنہ یہ رسول اللہ ﷺ کے اونٹ ہنکایا کرتے تھے۔

یا براء بن عازب رضی اللہ عنہ یا عبادہ بن خالد رضی اللہ عنہ نے کنوئیں کے وسط میں اس کو گاڑ دیا۔

فَوَاللَّهِ مَا زَالَ يَجِيشُ لَهُمْ بِالرِّيِّ حَتَّى صَدَرُوا عَنْهُ

اللہ کی قسم! جس کے ساتھ ہی وہاں سے پانی کا چشمہ ابل پڑا، پھر وہ کنواں واپس جانے تک ان کے لئے وافر پانی مہیا کرتا رہا اور کسی وقت پانی کی

---

[1] صحیح بخاری کتاب الشروط بَابُ الشُّرُوطِ فِي الجِهَادِ وَالمُصَالَحَةِ مَعَ أَهْلِ الحَرْبِ وَكِتَابَةِ الشُّرُوطِ ۲۷۳۲،۲۷۳۱ ،ابن ہشام۲؍۳۱۰ ، زادالمعاد۳؍۲۵۸،مغازی واقدی ۲؍۵۸۷، الروض الانف ۷؍۵۶،عیون الآثر۲؍۱۵۶،شرح الزرقانی علی المواهب۳؍۱۷۹، تاریخ طبری ۲؍۶۲۴،البدایة والنهایة۴؍۱۸۹

کمی کی شکایت پیدا نہ ہوئی۔ (۱)

أَنَّ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ كَانَ يَقُولُ:أَنَا الَّذِي نَزَلْتُ بِسَهْمِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تیر لے کر اترا تھا۔ (۲)

عَنِ البَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: فَنَزَحْنَاهَا فَلَمْ نَتْرُكْ فِيهَا قَطْرَةً،فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَاهَا، فَجَلَسَ عَلَى شَفِيرِهَا ثُمَّ دَعَا بِإِنَاءٍ مِنْ مَاءٍ فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ مَضْمَضَ وَدَعَا ثُمَّ صَبَّهُ فِيهَا، فَتَرَكْنَاهَا غَيْرَ بَعِيدٍ، ثُمَّ إِنَّهَا أَصْدَرَتْنَا مَا شِئْنَا نَحْنُ وَرِكَابَنَ

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں ہے ہم نے اس میں سے اتنا پانی کھینچا کہ اس کے اندر ایک قطرہ پانی کے نام پر نہ رہا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ خبر ہوئی (کہ پانی ختم ہو گیا ہے) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کنوئیں پر تشریف لائے اور اس کے کنارے بیٹھ کر کسی ایک برتن میں پانی طلب فرمایا، اس سے آپ نے وضو فرمایا اور مضمضہ (کلی) کی اور دعا فرمائی پھر سارا پانی اس کنوئیں میں ڈال دیا تھوڑی دیر کے لئے ہم نے کنوئیں کو یوں ہی رہنے دیا اور اس کے بعد جتنا ہم نے چاہا اس میں سے پانی پیا اور اپنی سواریوں کو پلایا۔ (۳)

اور مغازی واقدی میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کام کیے کنوئیں میں کلی بھی کی اور تیر بھی گاڑا۔

فَأَخْرَجَ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِهِ وَدَفَعَهُ إِلَيّ وَدَعَانِي بِدَلْوٍ مِنْ مَاءِ الْبِئْرِ، فَجِئْته بِهِ فَتَوَضّأَ، فَقَالَ: مَضْمَضَ فَاهُ، ثُمّ مَجّ فِي الدّلْوِ، وَالنّاسُ فِي حَرّ شَدِيدٍ وَإِنّمَا هِيَ بِئْرٌ وَاحِدَةٌ، وَقَدْ سَبَقَ الْمُشْرِكُونَ إلَى بَلْدَحٍ فَغَلَبُوا عَلَى مِيَاهِهِ، فَقَالَ: انْزِلْ بِالْمَاءِ فَصُبّهُ فِي الْبِئْرِ وَأَثِرْ مَاءَهَا بِالسّهْمِ. ففعلت، فو الذي بَعَثَهُ بِالْحَقّ مَا كُنْت أَخْرُجُ حَتّى كَادَ يَغْمُرُنِي، وَفَارَتْ كَمَا تَفُورُ الْقِدْرُ حَتّى طَمّتْ، واستوت بشفيرها يَغْتَرِفُونَ مَاءَ جَانِبِهَا حَتّى نَهِلُوا مِنْ آخِرِهِمْ

لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پانی کی قلت کے بارے میں بتایا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈول میں کلی کی اور پھر وہ ڈول کنوئیں میں انڈیل دیا اور اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا اور اسے کنوئیں میں گاڑ دیا پھر دعا فرمائی تو کنوئیں سے پانی اچھلنے لگا۔ (۴)

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الحُدَيْبِيَةِ، فَأَصَابَنَا مَطَرٌ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَصَلَّى لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا فَقَالَ:أَتَدْرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟قُلْنَا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ،فَقَالَ: قَالَ اللهُ: أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ بِي، فَأَمَّا مَنْ قَالَ: مُطِرْنَا بِرَحْمَةِ اللهِ وَبِرِزْقِ اللهِ وَبِفَضْلِ اللهِ، فَهُوَ مُؤْمِنٌ بِي، كَافِرٌ بِالكَوْكَبِ،وَأَمَّا مَنْ قَالَ: مُطِرْنَا بِنَجْمِ كَذَا، فَهُوَ مُؤْمِنٌ بِالكَوْكَبِ كَافِرٌ بِي

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الشروط بَابُ الشُّرُوطِ فِي الجِهَادِ وَالمُصَالَحَةِ مَعَ أَهْلِ الحَرْبِ وَكِتَابَةِ الشُّرُوطِ ۲۷۳۱، ۲۷۳۲

(۲) ابن ہشام ۲،۳۱۱

(۳) صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ الحُدَيْبِيَةِ ۴۱۵۰

(۴) مغازی واقدی ۲،۵۸۸

زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حدیبیہ کے سال ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے، حدیبیہ میں قیام کے دوران ایک رات بارش ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھانے کے بعد ہم سے خطاب کیا اور دریافت کیا جانتے ہو آج رات تمہارے رب نے کیا فرمایا ہے؟ ہم نے عرض کہا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے فرمایا ہے صبح ہوئی تو میرے کچھ بندے مجھ پر ایمان لائے ہیں اور کچھ بندوں نے میرے ساتھ کفر کیا ہے، جنہوں نے کہا کہ اللہ کے فضل وکرم اور اس کی رحمت سے ہم پر بارش ہوئی وہ مجھ پر ایمان لائے ہیں اور ستاروں کا انکار کرنے والے ہیں، اور جس شخص نے کہا یہ بارش فلاں ستارے نے برسائی ہے تو وہ ستاروں پا ایمان لانے والا اور میرے ساتھ کفر کرنے والا ہے۔[1]

بدیل بن ورقاء خزاعی کی آمد:

قریش نے باہم مشاورت سے طے کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ واپسی کے لئے آمادہ کیا جائے

فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ جَاءَ بُدَيْلُ بْنُ وَرْقَاءَ الخُزَاعِيُّ فِي نَفَرٍ مِنْ قَوْمِهِ مِنْ خُزَاعَةَ، وَكَانُوا عَيْبَةَ نُصْحِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَهْلِ تِهَامَةَ، فَقَالَ: إِنِّي تَرَكْتُ كَعْبَ بْنَ لُؤَيٍّ، وَعَامِرَ بْنَ لُؤَيٍّ نَزَلُوا أَعْدَادَ مِيَاهِ الحُدَيْبِيَةِ، وَمَعَهُمُ العُوذُ المَطَافِيلُ، وَهُمْ مُقَاتِلُوكَ وَصَادُّوكَ عَنِ البَيْتِ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّا لَمْ نَجِئْ لِقِتَالِ أَحَدٍ، وَلَكِنَّا جِئْنَا مُعْتَمِرِينَ،وَإِنَّ قُرَيْشًا قَدْ نَهِكَتْهُمُ الحَرْبُ، وَأَضَرَّتْ بِهِمْ، فَإِنْ شَاءُوا مَادَدْتُهُمْ مُدَّةً، وَيُخَلُّوا بَيْنِي وَبَيْنَ النَّاسِ، فَإِنْ أَظْهَرْ: فَإِنْ شَاءُوا أَنْ يَدْخُلُوا فِيمَا دَخَلَ فِيهِ النَّاسُ فَعَلُوا، وَإِلَّا فَقَدْ جَمُّوا، وَإِنْ هُمْ أَبَوْافَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأُقَاتِلَنَّهُمْ عَلَى أَمْرِي هَذَا حَتَّى تَنْفَرِدَ سَالِفَتِي، وَلَيُنْفِذَنَّ اللهُ أَمْرَهُ،فَرَجَعُوا إِلَى قُرَيْشٍ فَقَالُوا: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، إِنَّكُمْ تَعْجَلُونَ عَلَى مُحَمَّدٍ، إِنَّ مُحَمَّدًا لَمْ يَأْتِ لِقِتَالٍ، وَإِنَّمَا جَاءَ زَائِرًا هَذَا الْبَيْتَ، فَقَالَ سُفَهَاؤُهُمْ: لاَ حَاجَةَ لَنَا أَنْ تُخْبِرَنَا عَنْهُ بِشَيْءٍ

لوگ اسی حال میں تھے کہ اسی مقصد کے لئے بدیل بن ورقاء خزاعی قبیلہ خزاعہ کے چند لوگوں کے ہمراہ حاضر ہوا یہ لوگ تہامہ کے رہنے والے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محرم راز اور بڑے خیر خواہ تھے، انہوں نے قریش کی جنگی تیاریوں کی اطلاع دیتے ہوئے کہا میں بنو کعب بن لوئی اور عامر بن لوئی کو پیچھے اس حال میں چھوڑ کر آ رہا ہوں کہ انہوں نے حدیبیہ کے چشموں پر اپنا پڑاؤ ڈال دیا ہے اور ان کے ہمراہ ایک کثیر جماعت آوارہ بدمعاشوں کی ہے، وہ آپ کو بیت اللہ میں جانے سے روکنے کے لئے لڑیں گے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم کسی سے لڑنے کے لئے نہیں بلکہ صرف عمرہ کے ارادے سے آئے ہیں، اور واقعہ تو یہ ہے کہ (مسلسل) لڑائیوں نے قریش کو بھی کمزور کر دیا ہے اور انہیں بڑا نقصان اٹھانا پڑا ہے اب اگر وہ چاہیں تو میں ایک معین مدت کے لئے ان کے ساتھ صلح کا معاہدہ کرلوں گا اس عرصہ میں وہ میرے اور دوسرے لوگوں کے درمیان سے ہٹ جائیں، پھر اگر میں کامیاب ہو جاؤں تو پھر اگر وہ چاہیں تو اس دین میں داخل ہو جائیں (جس میں لوگ داخل ہو چکے ہوں گے) لیکن اگر مجھے کامیابی نہیں ہوئی تو انہیں بھی آرام مل جائے گا اور اگر انہیں جنگ کے سوا کچھ منظور

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ الحُدَيْبِيَةِ ۴۱۴۷

نہیں، توقسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں اپنے اس دین پر ان سے ضرور لڑوں گا یہاں تک کہ میری گردن تن سے جدا ہو جائے یا اللہ تعالیٰ اپنے دین کو نافذ کر دے، بدیل رضی اللہ عنہ نے کہا میں آپ کی یہ بات قریش تک پہنچا دوں گا، بدیل رضی اللہ عنہ یہ پیغام لے کر قریش کے پاس پہنچا اور ان سے کہا اے گروہ قریش! تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق جلد بازی سے کام لیتے ہو وہ جنگ کے لئے نہیں بلکہ بیعت اللہ کی زیارت کے لئے آئے ہیں، بدیل کی بات سن کر قریش کے صاحب اثر اور صاحب الرائے لوگوں میں دو گروہ پیدا ہو گئے، ایک احمق و نادان گروہ اور دوسرا دور اندیش، صاحب الرائے اور صلح پسند گروہ، ایک احمق و نادان گروہ جس میں عکرمہ بن ابی جہل اور حکم بن ابی عاص شامل تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام سننے اور اس کی شرائط پر غور کرنے کو تیار نہ تھے اس لئے انہوں نے کہا ہمیں اس کی ضرورت نہیں کہ تم اس شخص کی کوئی بات ہمیں سناؤ۔ [1]

دوسرا گروہ وہ تھا جو اس جلد بازی کے خلاف تھا، پہلی جنگوں میں اور خاص طور پر غزوہ بدر کے موقعہ پر بھی یہی صورت تھی لیکن اس اختلاف میں اور موجودہ اختلاف میں ایک بہت بڑا فرق تھا جسے بطور خاص نوٹ کر لینا چاہیے، اس وقت قریش اپنی طاقت کے زعم میں سرشار تھے اور ابوجہل کی تیز زبان صلح پسندوں کو بلیک میل کر لینے میں کامیاب ہو گئی تھی، اب قریش کی متعدد شکستوں اور مسلمانوں کی سیاسی اور حربی برتری کے متعدد واقعات بطور پس منظر موجود تھے، چنانچہ جنگ پسندوں کی رائے پر صلح پسندوں کی رائے کو ترجیح دی گئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش کردہ شرائط کو توجہ کے ساتھ سنا گیا

فَقَامَ عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ فَقَالَ: أَيْ قَوْمِ، أَلَسْتُمْ بِالوَالِدِ؟ قَالُوا: بَلَى،قَالَ: أَوَلَسْتُ بِالوَلَدِ؟قَالَ: فَهَلْ تَتَّهِمُونِي؟قَالُوا: لاَ،قَالَ: أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنِّي اسْتَنْفَرْتُ أَهْلَ عُكَاظَ، فَلَمَّا بَلَّحُوا عَلَيَّ جِئْتُكُمْ بِأَهْلِي وَوَلَدِي وَمَنْ أَطَاعَنِي؟قَالُوا: بَلَى،قَالَ: فَإِنَّ هَذَا قَدْ عَرَضَ لَكُمْ خُطَّةَ رُشْدٍ، اقْبَلُوهَا وَدَعُونِي آتِيهِ،قَالُوا: ائْتِهِ

عروہ بن مسعود ثقفی (جو عمر اور تجربے کے اعتبار سے بزرگ سمجھے جاتے تھے اور اس وقت تک کفار کے ساتھ تھے) کھڑے ہوئے اور کہا اے قوم کے لوگو! کیا تم مجھ پر باپ کی طرح شفقت نہیں رکھتے، سب نے کہا کیوں نہیں ضرور رکھتے ہیں، عروہ نے پھر کہا کیا میں بیٹے کی طرح تمہارا خیر خواہ نہیں ہوں قَالُوا: بَلَى انہوں نے کہا کیوں نہیں (قریش عروہ کے ننھال ہیں) عروہ نے پھر کہا تم لوگ مجھ پر کسی قسم کی تہمت لگا سکتے ہو؟ انہوں نے کہا نہیں، انہوں نے پوچھا کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ میں نے عکاظ والوں کو تمہاری مدد کے لئے کہا تھا اور جب انہوں نے انکار کیا تو میں نے اپنے گھرانے، اولاد اور ان تمام لوگوں کو تمہارے پاس لا کھڑا کر دیا تھا جنہوں نے میرا کہا مانا تھا؟ قریش نے کہا کیوں نہیں (آپ کی باتیں درست ہیں) اس کے بعد انہوں نے کہا دیکھو اب اس شخص (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) نے تمہارے سامنے ایک اچھی تجویز رکھی ہے تم اسے قبول کر لو اور مجھے اس کے پاس (گفتگو) کے لئے جانے دو، چنانچہ عمروہ بن مسعود ہی کو قریش کی سفارت سپرد کی گئی کہ وہ جائیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مذاکرات کریں اور صحیح بات معلوم کر کے آئیں۔

عروہ بن مسعود ثقفی کی آمد:

[1] البداية والنهاية ۱۹۹؍۴

قَالُوا: ائْتِهِ، فَأَتَاهُ، فَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوًا مِنْ قَوْلِهِ لِبُدَيْلٍ،فَقَالَ عُرْوَةُ عِنْدَ ذَلِكَ: أَيْ مُحَمَّدُ أَرَأَيْتَ إِنِ اسْتَأْصَلْتَ أَمْرَ قَوْمِكَ، هَلْ سَمِعْتَ بِأَحَدٍ مِنَ العَرَبِ اجْتَاحَ أَهْلَهُ قَبْلَكَ، وَإِنْ تَكُنِ الأُخْرَى، فَإِنِّي وَاللهِ لَأَرَى وُجُوهًا، وَإِنِّي لَأَرَى أَوْشَابًا مِنَ النَّاسِ خَلِيقًا أَنْ يَفِرُّوا وَيَدَعُوكَ، إِنَّهَا قُرَيْشٌ قَدْ خَرَجَتْ مَعَهَا الْعُوذُ الْمَطَافِيلُ. قَدْ لَبِسُوا جُلُودَ النُّمُورِ، يُعَاهِدُونَ اللهَ لَا تَدْخُلُهَا عَلَيْهِمْ عَنْوَةً أَبَدًا

چنانچہ عروہ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور آپ سے گفتگو شروع کی، نبی کریم ﷺ نے ان سے بھی وہی باتیں کہیں جو آپ بدیل سے کہہ چکے تھے، عروہ نے اس وقت کہا اے محمد (ﷺ)! کیا آپ مختلف قبائل کے لوگوں کو جمع کر کے اپنے قبیلہ والوں کی جڑ کاٹیں گے؟ کیا آپ نے کسی عرب کے بارے میں سنا ہے کہ اس نے تم سے پہلے اپنی قوم کو نیست و نابود کیا ہو؟ اگر کوئی دوسری بات واقع ہوئی (یعنی ہم آپ پر غالب ہوئے) تو میں اللہ کی قسم! تمہارے ساتھیوں کا منہ دیکھتا ہوں یہ مختلف جنسوں کے لوگ (یعنی رومی، حبشی، فارسی) یہی کریں گے، اس وقت یہ سب آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے اور آپ کو تنہا چھوڑ دیں گے، اور قریش اس شان سے نکلے ہیں کہ انہوں نے بڑی بڑی تیاریاں کی ہیں اور انہوں نے درندوں کی کھالیں اوڑھ رکھی ہیں اور عہد کیا ہے کہ آپ کو مکہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ [1]

فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ: امْصُصْ بِبَظْرِ اللاتِ، أَنَحْنُ نَفِرُّ عَنْهُ وَنَدَعُهُ؟ فَقَالَ: مَنْ ذَا؟قَالُوا: أَبُو بَكْرٍقَالَ: أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْلاَ يَدٌ كَانَتْ لَكَ عِنْدِي لَمْ أَجْزِكَ بِهَا لَأَجَبْتُكَ،قَالَ: وَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فَكُلَّمَا تَكَلَّمَ أَخَذَ بِلِحْيَتِهِ، وَالمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ قَائِمٌ عَلَى رَأْسِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَعَهُ السَّيْفُ وَعَلَيْهِ المِغْفَرُ فَكُلَّمَا أَهْوَى عُرْوَةُ بِيَدِهِ إِلَى لِحْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَرَبَ يَدَهُ بِنَعْلِ السَّيْفِ، وَقَالَ لَهُ: أَخِّرْ يَدَكَ عَنْ لِحْيَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جو آپ ﷺ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے اس جملہ پر مشتعل ہو کر اسے برا بھلا کہہ کر کہا اپنی دیوی لات کی شرمگاہ چوس، کیا ہم رسول اللہ ﷺ کو تنہا چھوڑ کر بھاگ جائیں گے اور آپ ﷺ کو تنہا چھوڑ دیں گے، عروہ نے یہ اہانت آمیز جملہ سن کر کہا اے محمد (ﷺ)! یہ کون ہیں؟ فرمایا یہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ (بن ابی قحافہ) ہیں، اس پر وہ بولا اللہ کی قسم! اگر تمہارا مجھ پر ایک احسان نہ ہوتا جس کا اب تک میں بدلہ نہیں دے سکا ہوں تو تمہیں ضرور اس کا جواب دیتا (سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ایک خوں بہا کے سلسلہ میں اس کی مالی مدد کی تھی)، بیان کیا کہ وہ پھر نبی کریم ﷺ سے گفتگو کرنے لگا، عرب کی عادت تھی کہ وہ اثناء گفتگو ہمرتبہ لوگوں میں خیر سگالی اور تقرب کے اظہار کے لئے اپنے مخاطب کی داڑھی پر ہاتھ پھرتے جاتے تھے، اسی عادت کے مطابق عروہ باتیں کرتے ہوئے آپ کی ریش مبارک کو چھوتا (لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس کی دلجوئی کی خاطر اسے اس فعل سے نہیں روکا) مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نبی کریم کے پاس تلوار لٹکائے اور سر پر خود پہنے کھڑے تھے، عروہ جیسے ہی وہ اپنا ہاتھ ریش مبارک کی طرف بڑھاتا تو وہ تلوار کی نوک اس کے ہاتھ پر مار کر کہتے اس سے قبل کہ میری تلوار تجھ پر ٹوٹ پڑے رسول اللہ ﷺ کی ریش مبارک سے اپنا ہاتھ دور رکھ، ایک مشرک کے لئے کسی طرح زیبا نہیں کہ

[1] ابن ہشام ۲/۳۱۳

وہ رسول اللہ ﷺ کو مس کر سکے

فَرَفَعَ عُرْوَةُ رَأْسَهُ، فَقَالَ: مَنْ هَذَا؟قَالُوا: المُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ، فَقَالَ: أَيْ غُدَرُ، أَلَسْتُ أَسْعَى فِي غَدْرَتِكَ؟ وَكَانَ المُغِيرَةُ صَحِبَ قَوْمًا فِي الجَاهِلِيَّةِ فَقَتَلَهُمْ، وَأَخَذَ أَمْوَالَهُمْ، ثُمَّ جَاءَ فَأَسْلَمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَمَّا الإِسْلاَمَ فَأَقْبَلُ، وَأَمَّا المَالَ فَلَسْتُ مِنْهُ فِي شَيْءٍ،ثُمَّ إِنَّ عُرْوَةَ جَعَلَ يَرْمُقُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَيْنَيْهِ، فَرَجَعَ عُرْوَةُ إِلَى أَصْحَابِهِ، فَقَالَ: أَيْ قَوْمِ، وَاللهِ لَقَدْ وَفَدْتُ عَلَى المُلُوكِ، وَوَفَدْتُ عَلَى قَيْصَرَ، وَكِسْرَى، وَالنَّجَاشِيِّ، وَاللهِ إِنْ رَأَيْتُ مَلِكًا قَطُّ يُعَظِّمُهُ أَصْحَابُهُ مَا يُعَظِّمُ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحَمَّدًا وَاللهِ إِنْ تَنَخَّمَ نُخَامَةً إِلَّا وَقَعَتْ فِي كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ، فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ، وَإِذَا أَمَرَهُمْ ابْتَدَرُوا أَمْرَهُ، وَإِذَا تَوَضَّأَ كَادُوا يَقْتَتِلُونَ عَلَى وَضُوئِهِ، وَإِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ، وَمَا يُحِدُّونَ إِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيمًا لَهُ، وَإِنَّهُ قَدْ عَرَضَ عَلَيْكُمْ خُطَّةَ رُشْدٍ فَاقْبَلُوهَا

عروہ نے اپنا سر اٹھایا اور پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟لوگوں نے بتایا یہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ ہیں،عروہ نے انہیں مخاطب کر کے کہا اے دغاباز! کیا میں نے تیری دغابازی کی سزا سے تجھ کو نہیں بچایا؟دراصل واقعہ یہ ہے کہ اسلام قبول کرنے سے قبل مغیرہ بن شعبہ قبیلہ ثقیف کی شاخ بنو مالک کے ساتھ تجارت کرنے مقوقس شاہ مصر کے پاس گے،بادشاہ نے مغیرہ کو کم اور اس کے دوسرے رفقا کو زیادہ انعامات دیے جس سے مغیرہ کو بہت رنج ہوا،جب وہ راستہ میں ایک مقام پر ٹھیرے اور شراب پی کر خواب غفلت کی نیند سو گئے تو ان کے تیرہ آدمی قتل کر کے اور ان کا مال واسباب لوٹ کر مدینہ پہنچے اور اسلام قبول کر لیا(تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ان کا مال بھی رکھ دیا کہ جو چاہیں اس کے متعلق حکم فرمائیں) نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں تیرا اسلام تو قبول کرتا ہوں لیکن اس مال سے مجھے کوئی سروکار نہیں (کیونکہ وہ دغابازی سے ہاتھ آیا ہے جسے میں نہیں لے سکتا) بہرحال اس واقعہ پر ثقیف کے دونوں قبیلے مشتعل ہو کر آمادہ پیکار ہو گئے تھے ،بنو مالک مقتولین کے قبیلہ سے تھے اور حلیف مغیرہ بن شعبہ کے قبیلے کے تھے،اس موقعہ پر عروہ نے بیچ بچاؤ کر کے ان مقتولین کی دیت دے کر معاملہ رفع دفع کر دیا ،عروہ کی گفتگو کے بعد آپ ﷺ نے اسے بھی وہی جواب دیا جو پہلے لوگوں کا دیا جا چکا تھا کہ آپ جنگ کے ارادہ سے نہیں فقط بیت اللہ کی زیارت کے لئے آئے ہیں،اس دوران وہ صحابہ کرام کے طرز عمل کا جائزہ لیتا رہا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آپ کے حسن عقیدت ،صدق واخلاص،اور محبت وعظمت کا ایسا عجیب وغریب منظر دیکھا جو اس سے پیشتر کبھی نہیں دیکھا تھا،چنانچہ یہاں سے اٹھ کر عروہ اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا اور کہا اے قوم!واللہ میں بادشاہوں کے دربار میں وفد لے کر گیا ہوں،میں قیصر ، کسریٰ اور نجاشی کے درباروں میں پیش ہوا ہوں،اللہ کی قسم! میں نے آج تک کسی بادشاہ کو ایسا نہیں دیکھا کہ اس کے مقربین، مصاحبین اس کی اتنی تعظیم کرتے ہوں جتنی محمد (ﷺ) کے اصحاب ان کی کرتے ہیں، اللہ کی قسم! آپ تھوکتے ہیں تو آپ کا تھوک اٹھانے میں ایک دوسرے پر مسابقت کرتے ہیں اور جسے یہ ہاتھ لگ جائے وہ اسے اپنے جسم پر مل لیتا ہے،جب آپ کوئی ارشاد فرماتے ہیں تو تعمیل حکم میں صحابہ ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کو دوڑتے ہیں،جب آپ وضو فرماتے ہیں تو صحابہ رضی اللہ عنہم وضو کے پانی کو لینے کے لئے ایسے جھپٹتے ہیں گویا باہم جھگڑ پڑیں گے،جب آپ گفتگو فرماتے

ہیں آپ کے رعب وعظمت کی وجہ سے سب خاموش ہو جاتے ہیں اور انتہائی تعظیم کی بنا پر آپ کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتے، محمد (ﷺ) نے تمہارے سامنے ایک بہتر بات رکھی ہے بہتر یہی ہے کہ تم اسے منظور کر لو، میں نے ایک ایسی قوم کو دیکھا ہے کہ وہ کبھی بھی کسی چیز کے بدلے اپنے نبی کو تمہارے سپرد نہ کرے گی بہتر یہی ہے کہ تم اپنے ارادہ سے باز آ جاؤ مجھے اندیشہ ہے کہ تم ان پر غلبہ نہ پا سکو گے، مگر قریش نے ان کی بات بھی نہ مانی اور اس کی صلح جوئی کو ٹھکرا دیا جس سے دل برداشتہ ہو کر عمروہ بن مسعود اپنے ساتھیوں سمیت طائف واپس چلا گیا بعد ازاں جب رسول اللہ ﷺ ثقیف سے واپس ہو رہے تھے تو عروہ نے اسلام قبول کر لیا اور اپنی قوم کو دعوت اسلام دیتے ہوئے ان کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔

حلیس بن علقمہ کی آمد:

عروہ بن مسعود کا مصالحتی مشن چند وجوہ کی بنا پر کامیاب نہ ہو سکا لیکن اس سفارت کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کو صلح کے مذاکرات کو بڑھانے اور جاری رکھنے کا موقعہ مل گیا

فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي كِنَانَةَ: دَعُونِي آتِيهِ ، فَقَالُوا: ائْتِهِ،فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَذَا فُلَانٌ، وَهُوَ مِنْ قَوْمٍ يُعَظِّمُونَ الْبُدْنَ. فَابْعَثُوهَا لَهُ فَبُعِثَتْ لَهُ، وَاسْتَقْبَلَهُ النَّاسُ يُلَبُّونَ،فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ قَالَ: سُبْحَانَ اللهِ، مَا يَنْبَغِي لِهَؤُلَاءِ أَنْ يُصَدُّوا عَنِ الْبَيْتِ

اس پر بنو کنانہ کے ایک شخص (حلیس بن علقمہ) بولا کہ اچھا مجھے بھی ان کے یہاں جانے دو، لوگوں نے کہا تم بھی جا سکتے ہو، جب یہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے قریب پہنچے تو اسے دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ شخص اس قوم میں سے ہے جو قربانی کے جانوروں کی بہت تعظیم کرتی ہے اس لئے قربانی کے جانوروں کو اٹھا دو تا کہ وہ بچشم خود دیکھ لے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قربانی کے جانور اس کے سامنے کر دیئے اور تلبیہ کہتے ہوئے اس کا استقبال کیا، جب اس نے وادی میں قربانی کے جانوروں کو دیکھا جن کی گردنوں میں قلاوے اور اونٹوں کے کوہان چیرے ہوئے تھے تو وہ بولا سبحان اللہ! ان لوگوں کو تو بیت اللہ سے روکنا مناسب نہیں ہے۔[1]

فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، انی قد رایت ما لا یحل صده: الْهَدْيَ فِي قَلَائِدِهِ، قَدْ أُكِلَ أَوْبَارُهُ مِنْ طُولِ الْحَبْسِ عَنْ مَحِلِّهِ ، قَالُوا لَهُ: اجْلِسْ، فَإِنَّمَا أَنْتَ رَجُلٌ أَعْرَابِيٌّ لا عِلْمَ لَكَ، أَنَّ الْحُلَيْسَ غَضِبَ عِنْدَ ذَلِكَ، وَقَالَ:يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، وَاللهِ مَا عَلَى هَذَا حَالَفْنَاكُمْ، وَلا عَلَى هَذَا عَاقَدْنَاكُمْ، أَنْ تَصُدُّوا عَنْ بَيْتِ اللهِ مَنْ جَاءَهُ مُعَظِّمًا لَهُ، وَالَّذِي نَفْسُ الْحُلَيْسِ بِيَدِهِ لَتُخَلُّنَّ بَيْنَ مُحَمَّدٍ وَبَيْنَ مَا جَاءَ لَهُ، أَوْ لأَنْفِرَنَّ بِالأَحَابِيشِ نَفْرَةَ رَجُلٍ وَاحِدٍ!فَقَالُوا لَهُ: مَهْ! كُفَّ عَنَّا يَا حُلَيْسُ حَتَّى نَأْخُذَ لأَنْفُسِنَا مَا نَرْضَى بِهِ

پھر قریش کی طرف پلٹ گیا اور کہنے لگا اے قریش! میں نے خود اپنی آنکھوں سے قربانی کے جانوروں کو دیکھا ہے جن کی گردنوں میں قلاوے ڈالے ہوئے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت دیر سے پڑے ہوئے ہیں کیونکہ قلاوے کی جگہ کے بال جھڑ گئے ہیں، میری رائے میں ان کو بیت اللہ سے روک دینا مناسب نہیں، قریش نے اس کی بات سن کر کہا بیٹھ جاؤ تم ایک دہقانی آدمی ہو تمہیں کچھ معلوم نہیں یعنی محمد ﷺ نے

[1] صحیح بخاری کتاب الشروط بَابُ الشُّرُوطِ فِي الجِهَادِ وَالمُصَالَحَةِ مَعَ أَهْلِ الحَرْبِ وَكِتَابَةِ الشُّرُوطِ۲۷۳۱، ۲۷۳۲

تمہیں دھوکا دیا ہے مگر تم سمجھ نہیں سکے، اس پر حلیس بن علقمہ کو غصہ آ گیا اور کہنے لگا اے گروہ قریش! اللہ کی قسم! ہم نے تم سے اس بات پر معاہدہ کیا تھا نہ حلف اٹھایا تھا، کیا جو شخص بیت اللہ کی عظمت و احترام کی وجہ سے اس کی زیارت کو آیا ہو اسے اس سے روکا جا سکتا ہے، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں حلیس کی جان ہے تمہیں محمد (ﷺ) اور اس کے ارادہ کے درمیان آزادی دینی ہو گی ورنہ میں حبوش کے سب لشکر کو ایک قبیلہ کے آدمیوں کی طرح تم سے علیحدہ کر لوں گا، قریش نے مصلحت وقت کا خیال کر کے کہا اے حلیس! ذرا ہمیں مہلت دو تا کہ ہم اپنی مرضی کی شرائط ان سے منوالیں۔ [1]

مکرز بن حفص کی آمد:

فَقَامَ رَجُلٌ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ مُكْرِزُ بْنُ حَفْصٍ، فَقَالَ لَهُمْ: دَعُونِي آتِهِ، قَالُوا: ائْتِهِ،فَلَمَّا اشرف عليهم قال النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَذَا مُكْرِزُ بْنُ حَفْصٍ، وَهُوَ رَجُلٌ فَاجِرٌ

پھر بنو عامر کا بھائی مکرز بن حفص کھڑا ہوا اور اس نے کہا مجھے اجازت دو کہ میں محمد (ﷺ) کے پاس جاؤں، قریش نے مکرز بن حفص سے کہا تم بھی ہو آؤ (یہ ان چھاپہ مار دستہ میں شامل تھا جنہوں نے لشکر اسلامی پر شب خوں مارا تھا مگر اس کے علاوہ سب گرفتار ہو گئے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے سب کو معاف فرما کر آزاد کر دیا تھا) اسے اپنی طرف آتا دیکھ کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ مکرز بن حفص آ رہا ہے جو ایک فاسق و فاجر شخص ہے۔ [2]

فَلَمَّا انْتَهَى إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَلَّمَهُ، قَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوًا مِمَّا قَالَ لِبُدَيْلٍ وَأَصْحَابِهِ، فَرَجَعَ إِلَى قُرَيْشٍ فَأَخْبَرَهُمْ بِمَا قَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جب یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا اور گفتگو کی تو آپ نے اس سے بھی وہی بات کہی جو بدیل بن ورقا اور اس کے رفقا سے کہی تھی، اس شخص نے بھی واپس جا کر رسول اللہ ﷺ کی وہی بات دہرا دی۔ [3]

جنگ کی آگ بھڑکانے کی کوشش:

جب فریقین میں گفت و شنید کا سلسلہ جاری تھا۔

عَنْ عِكْرِمَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ قُرَيْشًا بَعَثُوا أَرْبَعِينَ رَجُلا مِنْهُمْ- أَوْ خَمْسِينَ رَجُلا وَأَمَرُوهُمْ أَنْ يُطِيفُوا بِعَسْكَرِ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصِيبُوا لَهُمْ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَأُخِذُوا أَخْذًا، فَأُتِيَ بهم رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَعَفَا عَنْهُمْ، وَخَلَّى سَبِيلَهُمْ وَقَدْ كَانُوا رَمَوْا في عسكر رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بالحجارة والنبل

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے مولیٰ عکرمہ کہتے ہیں قریش نے مسلمانوں کو اشتعال دلانے کے لئے چالیس پچاس پر جوش نوجوانوں کو آپ کے

[1] تاریخ طبری ۲،۶۲۸

[2] تاریخ طبری ۲،۶۲۸

[3] ابن ہشام ۲،۳۱۲

لشکر پر چھاپہ مارنے کے بھیجا تا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مشتعل ہو کر کوئی ایسا قدم اٹھالیں جس سے لڑائی کا بہانہ ہاتھ میں آجائے، انہوں نے رات میں مسلمانوں کے کیمپ پر چھاپہ مارا اور اسلامی لشکر کے پڑاؤ پر پتھر اور تیر برسانے لگے لیکن لشکر کے پہرے پر امیر محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ چوکنا تھے، انہوں نے ان سب کو گرفتار کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے اس اقدام پر صبر وضبط سے کام لیا اور حکمت وفراست سے ان حملہ آوروں کو معاف فرما کر چھوڑ دیا۔[1]

عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ:ذُكِرَ لَنَا أَنَّ رَجُلا من اصحاب النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهُ زُنَيْمٌ، اطَّلَعَ الثَّنِيَّةَ مِنَ الْحُدَيْبِيَةِ، فَرَمَاهُ الْمُشْرِكُونَ فَقَتَلُوهُ،فَبَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْلا، فَأَتَوْهُ بِاثْنَيْ عَشَرَ رَجُلا فَارِسًا مِنَ الْكُفَّارِ فَقَالَ لَهُمْ نَبِيّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلْ لَكُمْ عَلَيَّ عَهْدٌ؟ هَلْ لَكُمْ عَلَيَّ ذِمَّةٌ؟قَالُوا: لا،قَالَ: فَأَرْسَلَهُمْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قتادہ رحمہ اللہ سے مروی ہے اسی اثنامیں اطلاع ملی کہ ایک صحابی زنیم رضی اللہ عنہ کو جو وادی حدیبیہ سے بلند ٹیلے پر چڑھ کر کفار کے سامنے نمودار ہوئے تھے کفار نے تیر کا نشانہ بنا کر ہلاک کر ڈالا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رسالہ بھیجا اور وہ بارہ مشرکین شہسواروں کو گرفتار کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں نے تم سے کوئی عہد کیا ہے جس کا ایفاء لازم ہو؟ انہوں نے کہا نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چھوڑ دیا۔[2]

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ ثَمَانِينَ هَبَطُوا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ مِنْ جَبَلِ التَّنْعِيمِ عِنْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ، وَهُمْ يُرِيدُونَ أَنْ يَقْتُلُوهُ، فَأُخِذُوا أَخْذًا،فَأَعْتَقَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے مروی ہے قریش نے اسی ہتھیار بند لوگوں کا ایک دستہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف کوئی کاروائی کرنے کے لئے روانہ کیا، اس مسلح جتھہ نے جَبَلِ التَّنْعِيمِ کی طرف سے عین نماز فجر کے وقت اچانک چھاپہ مارا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہمت کر کے تمام آدمیوں کو گرفتار کر کے انہیں بارگاہ رسالت میں پیش کر دیا، یہ انتہائی جارحانہ اور اشتعال انگیز کاروائیاں تھیں اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ پر آمادہ ہو جاتے تو غلط نہ ہوتا، لیکن اس میں خطرہ تھا کہ جنگ ناگزیر ہو جاتی جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں چاہتے تھے کہ قریش کے جنگ پسند عناصر امن عامہ کو تباہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں اور وہ عناصر جو صلح وامن کی طرف مائل ہیں نا کام رہیں اور اسی میں مسلمانوں کا مفاد بھی تھا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی معاف فرما کر آزاد کر دیا۔[3]

---

[1] تاریخ طبری ۲؍۶۳۱

[2] تاریخ طبری ۲؍۶۳۰

[3] صحیح مسلم كِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِبَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۴۶۷۹،جامع ترمذی ابواب بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ الْفَتْحِ ۳۲۶۴

خراش بن امیہ خزاعی کو بھیجنا:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا خِرَاشَ بْنَ أُمَيَّةَ الْخُزَاعِيَّ، فَبَعَثَهُ إِلَى قُرَيْشٍ بِمَكَّةَ، وَحَمَلَهُ عَلَى جَمَلٍ لَهُ يُقَالُ لَهُ الثَّعْلَبُ، لِيُبَلِّغَ أَشْرَافَهُمْ عَنْهُ مَا جَاءَ لَهُ، فَعَقَرُوا بِهِ جَمَلَ رَسُولِ اللهِ وَأَرَادُوا قَتْلَهُ، فَمَنَعَتْهُ الأَحَابِيشُ، فَخَلوا سَبِيلَهُ، حَتَّى أَتَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بہر حال اس مسئلہ کا پر امن حل نکالنے کے لئے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے خراش بن امیہ خزاعی رضی اللہ عنہ کو اپنے خاص اونٹ ثعلب پر سوار کرا کر قریش مکہ کو خبر کرنے کے لئے بھیجا کہ ہم جنگ کرنے کے لئے نہیں بلکہ خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے آئے ہیں مگر قریش بپھرے ہوئے تھے انہوں سفیر کی بات کیا سننی تھی ان کے اونٹ کو پکڑ کر اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں اور ان کی جان کے بھی در پے ہو گئے، مگر حبوش نے دور اندیشی کا مظارہ کرتے ہوئے کہ ایک مسلمان سفیر کے قتل کا انجام کیا ہو گا انہیں اس عمل سے روکا، خراش رضی اللہ عنہ اپنی جان بچا کر نا کام واپس آ گئے اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو سارا ماجرا گوش گزار کر دیا۔[1]

ثُمَّ دَعَاالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ لِيَبْعَثَهُ إِلَى مَكَّةَ، فَيُبَلِّغَ عَنْهُ أَشْرَافَ قُرَيْشٍ مَا جَاءَ لَهُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي أَخَافُ قُرَيْشًا عَلَى نَفْسِي، وَلَيْسَ بِمَكَّةَ مِنْ بَنِي عَدِيِّ بْنِ كَعْبٍ أَحَدٌ يَمْنَعُنِي، وَقَدْ عَرَفَتْ قُرَيْشٌ عَدَاوَتِي إِيَّاهَا، وَغِلْظَتِي عَلَيْهَا، وَلَكِنِّي أَدُلُّكَ عَلَى رَجُلٍ هُوَ أَعَزُّ بِهَا مِنِّي، عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ!

پھر نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دوسری سفارت روانہ کرنے کے لئے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو سفیر بنانے کا ارادہ فرمایا تا کہ وہ معززین قریش کو اپنے آنے کی غرض وغایت بیان کر دیں لیکن انہوں نے معذرت کرتے ہوئے عرض کیا اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! قریش کو میری ان سے عداوت اور تشدد کا حال معلوم ہی ہے اور مکہ مکرمہ میں میرے قبیلے بنو عدی بن کعب کا کوئی بھی شخص موجود نہیں جو میرا دفاع کر سکے، سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ قریش کے ہاں مجھ سے زیادہ معزز ہیں اور ان کی وہاں قرابتیں بھی ہیں اگر آپ انہیں قریش کی طرف بھیجیں تو زیادہ بہتر ہو گا، آپ نے اس رائے کو پسند فرمایا۔

عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کی سفارت:

فَدَعَارَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُثْمَانَ، فَبَعَثَهُ إِلَى أَبِي سُفْيَانَ وَأَشْرَافِ قُرَيْشٍ يُخْبِرُهُمْ أَنَّهُ لَمْ يَأْتِ لِحَرْبٍ، وَإِنَّمَا جَاءَ زَائِرًا لِهَذَا الْبَيْتِ، مُعَظِّمًا لِحُرْمَتِهِ،وَأَمَرَهُ أَنْ يَأْتِيَ رِجَالًا بِمَكَّةَ مُؤْمِنِينَ وَنِسَاءً مُؤْمِنَاتٍ فَيَدْخُلَ عَلَيْهِمْ، وَيُبَشِّرَهُمْ بِالْفَتْحِ، وَيُخْبِرَهُمْ أَنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ مُظْهِرٌ دِينَهُ بِمَكَّةَ، حَتَّى لَا يُسْتَخْفَى فِيهَا بِالْإِيمَانِ

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے عثمان رضی اللہ عنہ ذوالنورین کو بلا کر حکم فرمایا کہ وہ جا کر سردار قریش ابوسفیان اور دوسرے روساء کو دعوت اسلام دیں اور انہیں یہ پیغام پہنچا دیں کہ رسول اللہ ان سے جنگ کرنے نہیں بلکہ بیت اللہ کی تعظیم اور زیارت کی نیت سے آئے ہیں، اور فرمایا کہ مکہ مکرمہ

---

[1] ابن ہشام ۳۱۴/۲،الروض الانف ۶۲/۷،عیون الآثر۱۵۹/۲،تاریخ طبری۶۳۱/۲،البدایۃ والنھایۃ۱۹۱/۴

میں جو مومن مرد اور عورتیں ہیں ان کی فتح کے خوشخبری دے دو اور انہیں بتائیں کہ اللہ تعالیٰ عنقریب مکہ مکرمہ میں اپنے دین کو غالب کرے گا حتی کہ یہاں ایمان کو چھپایا نہیں جائے گا۔ [1]

فَانْطَلَقَ عثمان فَمَرَّ عَلَى قُرَيْشٍ بِبَلْدَحَ فَقَالُوا: أَيْنَ تُرِيدُ؟ فَقَالَ:بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَدْعُوكُمْ إِلَى اللهِ وَإِلَى الْإِسْلَامِ، وَأُخْبِرُكُمْ أَنَّا لِمَ نَأْتِ لِقِتَالٍ، وَإِنَّمَا جِئْنَا عُمَّارًا، فَقَالُوا: قَدْ سَمِعْنَا مَا تَقُولُ، فَانْفُذْ لِحَاجَتِكَ،وَقَامَ إِلَيْهِ أَبَانُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ فَرَحَّبَ بِهِ وَأَسْرَجَ فَرَسَهُ، فَحَمَلَ عثمان عَلَى الْفَرَسِ، وَأَجَارَهُ، وَأَرْدَفَهُ أَبَانٌ حَتَّى جَاءَ مَكَّةَ،فَانْطَلَقَ عُثْمَانُ حَتَّى أَتَى أَبَا سُفْيَانَ وَعُظَمَاءِ قريش، فبلغهم عن رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَرْسَلَهُ بِهِ، فَقَالُوا لِعُثْمَانَ حِينَ فَرَغَ من رساله رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ: إِنْ شِئْتَ أَنْ تَطُوفَ بِالْبَيْتِ فَطُفْ بِهِ،قَالَ: مَا كُنْتُ لأَفْعَلَ حَتَّى يَطُوفَ به رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فَاحْتَبَسَتْهُ قُرَيْشٌ عِنْدَهَا

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے جب مقام بَلْدَح پر ان کا گزر قریش کے پاس سے ہوا تو قریش نے پوچھا عثمان رضی اللہ عنہ! کہاں کا ارادہ ہے؟ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے کہ تمہیں اللہ اور اسلام کی دعوت دوں اور ہم تمہیں آگاہ کرتے ہیں کہ ہم لڑنے کے لئے نہیں آئے بلکہ عمرہ کرنے کے لئے آئے ہیں، انہوں نے کہا تم نے جو کچھ کہا ہم نے سن لیا اب جاؤ اور اپنا کام کرو، عثمان رضی اللہ عنہ کا چچازاد بھائی ابان بن سعید اٹھا اس نے اپنے بھائی کو مرحبا کہا اپنے گھوڑے پر زین رکھی اور عثمان رضی اللہ عنہ کو پناہ دے کر گھوڑے پر سوار کر کے مکہ مکرمہ میں لے آیا، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ابوسفیان اور قریش کے عمائد کے پاس آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام ان کو پہنچایا جب وہ پیغام سنا چکے تو روساء مکہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو بالاتفاق جواب دیا کہ ہم نے قسمیں اٹھالی ہیں کہ اپنے جیتے جی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سال مکہ میں داخل نہیں ہوسکیں گے ہاں اگر آپ اکیلے طواف کرنا چاہیں تو آپ کو اجازت ہے، مگر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر کبھی طواف نہیں کروں گا،ان کا یہ کورا جواب سن کر قریش خاموش ہو گئے ۔ اور دوسری اشتعال انگیز کاروائی کی اور عثمان رضی اللہ عنہ کو حرم میں نظر بند کرلیا گیا،

وَقَالَ الْمُسْلِمُونَ قَبْلَ أَنْ يَرْجِعَ عثمان: خَلَصَ عثمان قَبْلَنَا إِلَى الْبَيْتِ وَطَافَ بِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا أَظُنُّهُ طَافَ بِالْبَيْتِ وَنَحْنُ مَحْصُورُونَ، فَقَالُوا: وَمَا يَمْنَعُهُ يَا رَسُولَ اللهِ وَقَدْ خَلَصَ؟ قَالَ ذَاكَ ظَنِّي بِهِ أَلَّا يَطُوفَ بِالْكَعْبَةِ حَتَى نَطُوفَ مَعَهُ،فبلغ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمِينَ أَنَّ عُثْمَانَ قَدْ قُتِلَ،قَالَ: لا نَبْرَحُ حَتَّى نُنَاجِزَ الْقَوْمَ

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے واپس لوٹنے سے پہلے مسلمانوں نے کہا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ہم سے پہلے بیت اللہ پہنچ کر طواف کریں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا خیال ہے وہ اس حالت میں کہ ہم یہاں محصور رہیں بیت اللہ کا طواف نہیں کریں گے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض

[1] زادالمعاد ۳٫۲۵۸

کیااے اللہ کے رسول ﷺ! وہ بیت اللہ پہنچ گئے ہیں انہیں کون سی چیز بیت اللہ کے طواف سے روک سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا سیدنا عثمان کے بارے میں میرا یہ گمان ہے کہ وہ کعبہ کا طواف اس وقت تک نہیں کریں گے جب تک کہ ان کے ساتھ ہم نہ کریں، جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی نظر بندی کو تین دن ہو گئے تو کسی طرح رسول اللہ ﷺ کو اور مسلمانوں کو یہ خبر پہنچی کہ عثمان کو قتل کر دیا گیا ہے، رسول اللہ ﷺ کو اس افواہ سے بہت صدمہ پہنچا، سفیر کے قتل کے بعد اب مزید تحمل کا موقعہ نہ تھا اور اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ تھا کہ مسلمان جنگ کے لئے تیار ہو جائیں، اس لئے آپ نے فرمایا کہ جب تک میں ان سے بدلہ نہ لے لوں گا یہاں سے حرکت نہ کروں گا۔ (۱)

عَن نَاجِيَةَ بْنِ جُنْدُبٍ الْأَسْلَمِيِّ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ صُدَّ الْهَدْيُ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، ابْعَثْ مَعِي الْهَدْيَ فَلْأَنْحَرْهُ فِي الْحَرَمِ، قَالَ:وَكَيْفَ تَصْنَعُ بِهِ؟ قَالَ: قُلْتُ أُجْرِيهِ فِي أَوْدِيَةٍ لَا يَقْدِرُونَ عَلَيْهَا؟ قَالَ: فَانْطَلَقْتُ بِهِ حَتَّى نَحَرْتُهُ فِي الْحَرَمِ

قیام حدیبیہ ہی کے دوران ذکوان رضی اللہ عنہ بن جندب رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر آپ اجازت مرحمت فرمائیں تو میں قربانی کے جانوروں کو حرم میں جا کر ذبح کر دوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مشرکین قریش تو مسلمانوں کو مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے روکنے کے لیے لڑنے مرنے پر تلے بیٹھے ہیں اس صورت میں تم کس طرح جانور حرم میں لے جا کر ذبح کر سکتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان، میں جانوروں کو ایسے راستے سے حرم تک لے جاؤں گا کہ قریش کو اس کا پتہ تک نہ چلے گا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا تو جانور لے جاؤ، ذکوان رضی اللہ عنہ کمال ہوشیاری اور راز داری سے جانوروں کو حرم میں لے گئے اور وہاں انہیں ذبح کر کے واپس آئے۔ (۲)

بیعت الرضوان:

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے تمام صحابہ کو جمع ہونے کو کہا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمع ہو گئے تو آپ ﷺ ببول کے ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے،

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ:فَبَايَعْنَاهُ وَعُمَرُ آخِذٌ بِيَدِهِ تَحْتَ الشَّجَرَةِ، وَهِيَ سَمُرَةٌ،

جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے درخت کے نیچے آپ ﷺ کا دست مبارک تھاما ہوا تھا اور وہ ببول کا درخت تھا۔ (۳)

عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ، قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي يَوْمَ الشَّجَرَةِ، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَايِعُ النَّاسَ، وَأَنَا رَافِعٌ غُصْنًا مِنْ أَغْصَانِهَا عَنْ رَأْسِهِ

(۱) ابن ہشام۲،۳۱۵،الروض الانف۷،۶۳،عیون الآثر۲،۱۵۹،تاریخ طبری ۲،۶۳۱، البداية والنهاية۴،۱۹۱، زادالمعاد ۳،۲۵۸

(۲) الإصابة في تمييز الصحابة۶،۳۱۶،معرفة الصحابة لابی نعیم ۲،۵۸۴

(۳) صحیح مسلم کتاب الامارة بَابُ اسْتِحْبَابِ مُبَايَعَةِ الْإِمَامِ الْجَيْشَ عِنْدَ إِرَادَةِ الْقِتَالِ، وَبَيَانِ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ تَحْتَ الشَّجَرَةِ ۴۸۰۷

اور معقل بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنے آپ کو دیکھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے بیعت لے رہے تھے اور میں ببول کی جھکی ہوئی شاخوں کو اٹھا کر کھڑا ہوا تھا۔ (۱)

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کے لئے اپنا دست مبارک آگے بڑھایا،

أَنَّ أَوَّلَ مَنْ بَايَعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْعَةَ الرِّضْوَانِ أَبُو سِنَانٍ الْأَسَدِيُّ

شعبی رحمہ اللہ کہتے ہیں سب سے پہلے ابوسنان اسدی رضی اللہ عنہ (جن کا نام وہب بن محصن تھا اور یہ عکاشہ رضی اللہ عنہ بن محصن کے بھائی تھے) نے اس سعادت کو حاصل کیا۔ (۲)

فَقَالَ: هَذَا وَهْلٌ.أَبُو سِنَانٍ الأَسَدِيُّ قُتِلَ فِي حِصَارِ بَنِي قُرَيْظَةَ قَبْلَ الْحُدَيْبِيَةِ. وَالَّذِي بَايَعَهُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ سِنَانُ بْنُ سِنَانٍ الأَسَدِيُّ

ابن سعد کہتے ہیں میں نے اس حدیث کو محمد بن عمر سے بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ یہ نسیان ہے،ابوسنان الاسدی حدیبیہ سے قبل غزوہ بنی قریظہ کے حصار کے موقع پرشہید ہو گئے تھے جنہوں نے حدیبیہ کے دن بیعت کی وہ سنان رضی اللہ عنہ بن سنان الاسدی تھے۔ (۳)

أَنَّ أَوَّلَ مَنْ بَايَعَ بَيْعَةَ الرِّضْوَانِ سِنَانُ بْنُ أَبِي سِنَانٍ الْأَسَدِيّ

واقدی کہتے ہیں بیعت رضوان میں سب سے پہلے سنان بن سنان الاسدی نے بیعت کی۔ (۴)

عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي قَالَ: أَوَّلُ مَنْ بَايَعَ لِعُثْمَانَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ ثُمَّ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ

اور عبدالرحمٰن اپنے والد سے روایت کرتے ہیں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے سب سے پہلے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے اور پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے بیعت کی۔ (۵)

عَنْ عَامِرٍ، قَالَ: أَوَّلُ مَنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ أَبُو سِنَانِ بْنِ وَهْبٍ الْأَسَدِيّ

عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ببول کے درخت کے نیچے سب سے پہلے ابوسنان بن وھب اسدی رضی اللہ عنہ نے بیعت کی۔ (۶)

قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُبْسُطْ يَدَكَ أُبَايِعْكَ،قَالَ عَلَامَ تُبَايِعُنِي؟قَالَ: أُبَايِعُ عَلَى ما في نفسك، قَالَ: وما فِي نفسي؟قافتح أو شهادة،قَالَ نَعَمْ فَبَايَعَهُ،

---

(۱) صحيح مسلم كتاب الامارة بَابُ اسْتِحْبَابِ مُبَايَعَةِ الْإِمَامِ الْجَيْشَ عِنْدَ إِرَادَةِ الْقِتَالِ، وَبَيَانِ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ تَحْتَ الشَّجَرَةِ ۴۸۱۷

(۲) ابن ہشام ۳۱۶/۲، الروض الانف ۶۴/۷، عيون الآثر ۱۶۰/۲،البداية والنهاية ۱۹۱/۴

(۳) ابن سعد ۷۶/۲

(۴) الروض الانف ۸۲/۷

(۵) ابن سعد ۴۵/۳

(۶) مصنف ابن ابی شيبة ۳۵۸۰۸

اور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ! بیعت کے لئے ہاتھ بڑھائیں، آپ نے فرمایا کس چیز پر بیعت کرتے ہو؟ ابوسنان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اس چیز پر جو میرے دل میں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا تیرے دل میں کیا ہے؟ ابوسنان رضی اللہ عنہ بن وہب نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میرے دل میں یہ ہے کہ میں اس وقت تک تلوار چلاتا رہوں جب تک اللہ عزوجل آپ ﷺ کو غلبہ نصیب فرمائے یا اس راہ میں مارا جاؤں، آپ نے اسی پر ان سے بیعت لی۔ (۱)

فَبَايَعَهُ النَّاسُ بَعْدُ

اور پھر اسی پر سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیعت کی۔ (۲)

بیعت کرنے والوں میں ابوثعلبہ بن جرہم رضی اللہ عنہ ، ابوزمعہ رضی اللہ عنہ ، ابوالضبین الجہنی رضی اللہ عنہ ، ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ، سلمہ بن عمرو بن الاکوع رضی اللہ عنہ، عائذ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن ابی حدرد اسلمی رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن مغفل المزنی رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ، علقمہ بن خالد ابوعبداللہ، عمرو بن الاخطب انصاری رضی اللہ عنہ، فضالہ بن عبید انصاری رضی اللہ عنہ، مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ، زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ، عائذ بن عمرو المزنی رضی اللہ عنہ جن کی کنیت ابوہبیرہ تھی، عبداللہ بن یزید الادسی، سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن صیفی رضی اللہ عنہ، تمیم بن ربیعہ رضی اللہ عنہ، رافع بن مکیث رضی اللہ عنہ، بشیر الاسلمی، ہانی بن اوس رضی اللہ عنہ، زاہر بن الاسود رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ وغیرہ شامل تھے، سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیعت کر چکے تھے، جب نصف کے قریب لوگوں نے بیعت کر لی

فَقَالَ لِي: يَا سَلَمَةُ أَلاَ تُبَايِعُ؟ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، قَدْ بَايَعْتُ فِي الأَوَّلِ، قَالَ: وَفِي الثَّانِي

تو آپ ﷺ نے مجھے فرمایا اے سلمہ رضی اللہ عنہ تم بیعت نہیں کرتے؟ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ! میں تو پہلے بیعت کر چکا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا پھر سہی چنانچہ انہوں نے دوبارہ بیعت کی۔ (۳)

ورآنى النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْزَلَ، فَأَعْطَانِي حَجَفَةً أَوْ دَرَقَةً، قَالَ: ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللهِ بَايَعَ النَّاسَ، حَتَّى إِذَا كَانَ فِي آخِرِهِمْ، قَالَ: أَلا تُبَايِعُ يَا سَلَمَةُ! قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، قَدْ بَايَعْتُكَ فِي أَوَّلِ النَّاسِ وَأَوْسَطِهِمْ! قَالَ: وَأَيْضًا قَالَ: فَبَايَعْتُهُ الثالثة، فقال رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَأَيْنَ الدَّرَقَةُ، وَالْحَجَفَةُ الَّتِي أَعْطَيْتُكَ؟ قُلْتُ: لَقِيَنِي عَمِّي عَامِرٌ أَعْزَلَ فَأَعْطَيْتُهُ إِيَّاهَا فَضَحِكَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: إِنَّكَ كَالَّذِي قَالَ الأَوَّلُ: اللهُمَّ ابْغِنِي حَبِيبًا هُوَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي

نبی کریم ﷺ نے دیکھا کہ میرے پاس نہ تو ہتھیار ہے اور نہ ڈھال ہے تو آپ ﷺ نے مجھے چمڑے کی ایک ڈھال عطا فرمائی، اور پھر آپ لوگوں سے بیعت لینے میں مصروف ہو گئے، پھر آخری ریلے میں آپ ﷺ نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے فرمایا سلمہ تم بیعت نہیں کرتے؟

(۱) اسدالغابة ۴۲۸،۵، سیر أعلام النبلاء ۳۴،۲، الإصابة في تمييز الصحابة ۱۶۲،۷، الاستيعاب في معرفة الأصحاب ۱۶۹۵،۴

(۲) مصنف ابن ابی شیبة ۳۵۸۰۸

(۳) صحیح بخاری کتاب الاحکام بَابُ مَنْ بَايَعَ مَرَّتَيْنِ ۷۲۰۸، تاریخ طبری ۶۳۲،۲

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں تو دو مرتبہ بیعت کر چکا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا تیسری مرتبہ سہی چنانچہ میں نے آگے بڑھ کر تیسری مرتبہ بیعت کر لی، آپ ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ! وہ ڈھال جو میں نے تمہیں دی تھی کیا ہوگئی؟ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ! میں نے اپنے چچا عامر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان کے پاس نہ ہتھیار ہے اور نہ ڈھال تو میں نے انہیں دے دی، رسول اللہ ﷺ مسکرائے اور فرمایا تمہاری مثال اس شخص کی سی ہے جس کے لیے کسی سلف نے یہ تمنا کی تھی الٰہی! مجھے ایک ایسا دوست عطا فرما جو میری جان سے زیادہ مجھے عزیز ہو۔[1]

یہ تھا صحابہ کرام کا جذبہ ایثار و قربانی اپنے پاس کوئی ہتھیار نہیں دوسری جانب رسول اللہ ﷺ کی عطا فرمائی ہوئی ڈھال ہے جو بہت ہی متبرک ہے مگر انہوں نے اسے اپنی ذات کے لئے مقرر کرنے کے بجائے اپنے دوسرے مسلمان بھائی کو فوقیت دی۔

قَالَ: ابْنُ عُمَرَ:فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ الْيُمْنَى:هَذِهِ يَدُ عُثْمَانَ . فَضَرَبَ بِهَا عَلَى يَدِهِ، فَقَالَ:هَذِهِ لِعُثْمَانَ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ جب بیعت سے فارغ ہوئے تو اپنے بائیں ہاتھ کو اٹھا کر فرمایا یہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہے اور پھر اسے اپنے دوسرے ہاتھ پر رکھ کر فرمایا یہ بیعت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی جانب سے ہے۔[2]

فَقَالَ: هَذِهِ لِعُثْمَانَ أي عنه وَلَا رَيْبَ إِنَّ يَدَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُثْمَانَ خير مِنْ يَدِهِ لِنَفْسِهِ

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اس واقعہ کا ذکر کر کے فرمایا کرتے تھے اس میں کوئی شک نہیں کہ میری جانب سے رسول اللہ ﷺ کا بایاں ہاتھ میرے دائیں ہاتھ سے کہیں بہتر تھا۔[3]

فَبَايَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ، وَلَمْ يَتَخَلَّفْ عَنْهُ أَحَدٌ مِنْ الْمُسْلِمِينَ حَضَرَهَا، إلَّا الْجَدَّ بْنَ قَيْسٍ، أَخُو بَنِي سَلِمَةَ، فَكَانَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: وَاَللَّهِ لَكَأَنِّي أَنْظُرُ إلَيْهِ لَاصِقًا بِإِبْطِ نَاقَتِهِ

اس موقعہ پر سب مسلمانوں نے بیعت کی سوائے جد بن قیس کے، جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے اس کو دیکھا کہ وہ اپنے اونٹ کے پیٹ سے لگ کر چھپ گیا تھا۔[4]

جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ:فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتُمْ خَيْرُ أَهْلِ الْأَرْضِ الْيَوْمَ

---

[1] تاریخ طبری ۲/۶۳۳

[2] صحیح بخاری کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ بَابُ مَنَاقِبِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَبِي عَمْرٍو القُرَشِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ۳۶۹۸ ، جامع ترمذی ابواب المناقب بَابٌ فِي مَنَاقِبِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَلَهُ كُنْيَتَانِ، يُقَالُ: أَبُو عَمْرٍو، وَأَبُو عَبْدِ اللهِ ۳۷۰۶

[3] شرح الزرقانی علی المواھب ۳/۲۲۵،تاریخ الخمیس فی أحوال أنفس النفیس۲/۲۰

[4] ابن ہشام ۲/۳۱۵، الروض الانف ۷/۶۴،عیون الآثر۲/۱۶۰،تاریخ طبری ۲/۶۳۳،البدایۃ والنہایۃ۴/۱۹۱،السیرۃ النبویۃ لابن کثیر۳/۳۱۹

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج کے دن روئے زمین پر جتنے لوگ ہیں ان سب سے بہتر تم ہو۔

عَنْ جَابِرٍ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: لَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ مِمَّنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ

اور جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج اس درخت تلے بیعت کرنے والوں میں سے ایک بھی جہنم میں نہیں جائے گا۔ (۱)

أُمُّ مُبَشِّرٍ، أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ عِنْدَ حَفْصَةَ: لَا يَدْخُلُ النَّارَ، إِنْ شَاءَ اللهُ، مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ أَحَدٌ، الَّذِينَ بَايَعُوا تَحْتَهَا قَالَتْ: بَلَى، يَا رَسُولَ اللهِ فَانْتَهَرَهَا، فَقَالَتْ حَفْصَةُ: وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَدْ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا

ام مبشر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس فرمارہے تھے اگر اللہ چاہے تو اصحاب شجرہ (یعنی جن لوگوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی) میں سے کوئی جہنم میں نہ جائے گا، انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیوں نہ جائیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جھڑکا، ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم میں سے کوئی نہیں ہے جو جہنم پر نہ جائے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے بعد یہ ہے پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو ان کے گھٹنوں کے بل چھوڑ دیں گے۔ (۲)

امْرَأَةِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِ حَفْصَةَ، فَقَالَ: لَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَةَ . قَالَتْ حَفْصَةُ: أَلَيْسَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: ﴿وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا﴾ (۳) قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَمَهْ، ﴿ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا﴾، (۴)

زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ کی اہلیہ کہتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر پر تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غزوہ بدر اور غزوہ حدیبیہ میں شریک کوئی بھی شخص جہنم میں داخل نہیں ہوگا، ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیا اللہ عزوجل نے یہ نہیں فرمایا " تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو جہنم پر وارد نہ ہو، یہ تو ایک طے شدہ بات ہے جسے پورا کرنا تیرے رب کا ذمہ ہے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس میں یہ بھی ہے " پھر ہم ان لوگوں کو بچالیں گے جو (دنیا میں) متقی تھے اور ظالموں کو اسی میں گرا ہوا چھوڑ دیں گے۔" (۵)

عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ عَبْدًا لِحَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ جَاءَ يَشْكُو حَاطِبًا، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، لَيَدْخُلَنَّ حَاطِبٌ النَّارَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَذَبْتَ، لَا يَدْخُلُهَا؛ فَإِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَةَ

(۱) مسند احمد ۱۴۷۷۸، سنن ابوداود کتاب السنة بَابٌ فِي الْخُلَفَاءِ ۴۶۵۳، جامع ترمذی ابواب المناقب بَابٌ فِي فَضْلِ مَنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ ۳۸۶۰

(۲) صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابة بَابُ مِنْ فَضَائِلِ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ أَهْلِ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ ۶۴۰۴

(۳) مریم: 71

(۴) مریم: 72

(۵) مسند احمد ۲۷۰۴۲

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حاطب بن ابو بلتعہ رضی اللہ عنہ کے غلام حاطب کی شکایت لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور کہنے لگا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم حاطب ضرور جہنم میں جائیں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو جھوٹا ہے وہ جہنمی نہیں، وہ غزوہ بدر میں اور حدیبیہ میں موجود رہا تھا۔ (۱)

عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، قَالَ: قُلْتُ لِسَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ: عَلَى أَيِّ شَيْءٍ بَايَعْتُمْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الحُدَيْبِيَةِ؟قَالَ: عَلَى المَوْتِ

یزید بن ابی عبید نے بیان کیا میں نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا صلح حدیبیہ کے موقع پر آپ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کس چیز پر بیعت کی تھی؟ انہوں نے بتلایا موت پر۔ (۲)

حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ،فَسَأَلْتُ نَافِعًا: عَلَى أَيِّ شَيْءٍ بَايَعَهُمْ، عَلَى المَوْتِ؟قَالَ:لاَ، بَلْ بَايَعَهُمْ عَلَى الصَّبْرِ

جویریہ کہتی ہیں میں نے نافع رضی اللہ عنہ سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کس بات پر بیعت کی تھی، کیا موت پر لی تھی؟ فرمایا نہیں بلکہ صبر واستقامت پر بیعت لی تھی۔ (۳)

مگر یہ کوئی معمولی بیعت نہ تھی ایک طرف چودہ سو مسلمان اپنے مرکز سے ڈھائی سو میل دور جو بغیر اسلحہ اور جنگی لباس کے مکہ کی عین سرحد پر ٹھیرے ہوئے تھے جن پر ان کا دشمن ارد گرد کے حلیف قبائل کو جمع کر کے مسلمانوں کو گھیر کر جب چاہے خوفناک حملہ کر سکتا تھا، اس کے باوجود چودہ سو صحابہ نے اخلاص ایمانی اور اللہ کی راہ میں فدائیت کا ثبوت پیش کرتے ہوئے آپ کے ساتھ آپ کے دست مبارک پر مرتے دم تک پیچھے نہ ہٹنے کی بیعت کی، اسے بیعت رضوان کہتے ہیں،

فَأَرْعَبَ ذَلِكَ الْمُشْرِكِينَ ، وَأَرْسَلُوا مَنْ كَانَ عِنْدَهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَدَعَوْا إِلَى الْمُوَادَعَةِ وَالصُّلْحِ

جب قریش کو مسلمانوں کے جوش خروش اور جاں نثاری کی اس بیعت کا علم ہوا کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کی بیعت کی ہے تو وہ ہمت ہار گئے اور خوف زدہ ہو کر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا اور افہام وتفہیم کے لئے نامہ وپیام کا سلسلہ شروع کیا۔ (۴)

وَلَمَّا تَمَّتِ الْبَيْعَةُ رَجَعَ عثمان فَقَالَ لَهُ الْمُسْلِمُونَ: اشْتَفَيْتَ يَا أَبا عبد الله مِنَ الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ؟فَقَالَ:بِئْسَ مَا ظَنَنْتُمْ بِي،وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ مَكَثْتُ بِهَا سَنَةً، وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقِيمٌ بِالْحُدَيْبِيَةِ مَا طُفْتُ بِهَا حَتَّى يَطُوفَ بِهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَلَقَدْ دَعَتْنِي قُرَيْشٌ إِلَى الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ فَأَبَيْتُ،فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ: رَسُولُ اللهِ

---

(۱) صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابه بَابُ مِنْ فَضَائِلِ أَهْلِ بَدْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ وَقِصَّةِ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ۶۴۰۳،جامع ترمذی ابواب المناقب بَابٌ فِيمَنْ سَبَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۳۸۶۴

(۲) صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ الحُدَيْبِيَةِ ۴۱۶۹

(۳) صحیح بخاری کتاب الجهاد بَابُ البَيْعَةِ فِي الحَرْبِ أَنْ لاَ يَفِرُّوا، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: عَلَى المَوْتِ ۲۹۵۸

(۴) تفسیرابن کثیر ۳۳۲،۷

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَعْلَمَنَا بِاللهِ وَأَحْسَنَنَا ظَنًّا

جب بیعت ختم ہوگئی اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بھی واپس آ گئے تو مسلمانوں نے کہا اے ابو عبد اللہ! تم نے بیت اللہ کے طواف سے (روح) کو تازہ کرلیا؟ انہوں نے جواب دیا جو تم نے میرے متعلق بہت غلط ظن کیا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر میں ایک سال بھی وہاں رہتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ میں مقیم ہوتے تو بھی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طواف کرنے سے پہلے ہرگز طواف نہ کرتا، قریش نے مجھے طواف کرنے کی دعوت بھی دی تھی مگر میں نے انکار کر دیا تھا، مسلمانوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے زیادہ اللہ کی معرفت رکھتے ہیں اور ہم سے زیادہ حسن ظن رکھتے ہیں۔ [1]

عَنْ نَافِعٍ قَالَ: كَانَ النَّاسُ يَأْتُونَ الشَّجَرَةَ الَّتِي يُقَالُ لَهَا شَجَرَةُ الرِّضْوَانِ فَيُصَلُّونَ عِنْدَهَا. قَالَ: فَبَلَغَ ذَلِكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَأَوْعَدَهُمْ فِيهَا وَأَمَرَ بِهَا فَقُطِعَتْ

نافع مولیٰ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جب انہیں معلوم ہوا کہ لوگ اس درخت کے پاس تبرک حاصل کرنے کے لئے جانے لگے ہیں جس کے نیچے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ختم المرسلین کے ہاتھ پر بیعت کی تھی تو (سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو خوف محسوس ہوا کہ مبادہ کہیں آثار پرستی شروع نہ ہو جائے اس لئے) آپ نے فوراً حکم دیا کہ اس درخت کو کاٹ ڈالا جائے، چنانچہ اس درخت کو کاٹ ڈالا گیا۔ [2]

عَنْ نَافِعٍ قَالَ: خَرَجَ قَوْمٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلم بَعْدَ ذَلِكَ بِأَعْوَامٍ فَمَا عَرَفَ أَحَدٌ مِنْهُمُ الشَّجَرَةَ وَاخْتَلَفُوا فِيهَا

نافع رضی اللہ عنہ سے منقول ہے بیعت رضوان کے کئی سال بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس درخت کو تلاش کیا مگر اسے پہچان نہ سکے اور اس میں اختلاف ہو گیا کہ وہ درخت کونسا تھا۔ [3]

فَقَالَ سَعِيدٌ، حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ كَانَ فِيمَنْ بَايَعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ، قَالَ: فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ نَسِينَاهَا فَلَمْ نَقْدِرْ عَلَيْهَا فَقَالَ سَعِيدٌ:إِنَّ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَعْلَمُوهَا وَعَلِمْتُمُوهَا أَنْتُمْ فَأَنْتُمْ أَعْلَمُ

سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں میرے والد بیعت رضوان میں شریک تھے انہوں نے مجھ سے کہا کہ دوسرے سال جب ہم لوگ عمرۃ القضاء کے لئے گئے تو ہم اس درخت کو بھول چکے تھے تلاش کرنے پر بھی اسے نہ پا سکے، سعید رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تو اس درخت کو پہچان نہ سکے تم لوگوں نے کیسے پہچان لیا (اس کے تلے مسجد بنائی) تم ان سے زیادہ علم

---

[1] زاد المعاد ۳/۲۵۹

[2] ابن سعد ۲/۷۶، عیون الاثر ۲/۱۲۵

[3] ابن سعد ۲/۸۱

والے ٹھیرے۔ [1]

وَزَعَمُوا أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مَرَّ بِذَلِكَ الْمَكَانِ بَعْدَ أَنْ ذَهَبَتِ الشَّجَرَةُ، فَقَالَ: أَيْنَ كَانَتْ، فَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَقُولُ هُنَا، وَبَعْضُهُمْ يَقُولُ: هَهُنَا، فَلَمَّا كَثُرَ اخْتِلَافُهُمْ،قَالَ: سِيرُوا هَذَا التَّكَلُّفُ فَذَهَبَتِ الشَّجَرَةُ

ایک روایت ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنے عہد خلافت میں جب حدیبیہ کے مقام سے گزرے تو انہوں نے دریافت کیا کہ وہ درخت کہاں ہے جس کے نیچے بیعت ہوئی تھی؟ کسی نے کہافلاں درخت ہے اور کسی نے کہافلاں،اس پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا چھوڑو اس تکلف کی کیا ضرورت ہے۔ [2]

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَتْ رَحْمَةً مِنَ اللهِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وہ درخت چھپادیا گیااور دراصل اس کا چھپادیا جاناہی اللہ کی رحمت تھی(ورنہ قبہ پرست،درخت پرستی میں کیا تامل کرتے،ہندوؤں کے یہاں پیپل کادرخت پجتاہے مسلمانوں کے یہاں ببول کادرخت پجنے لگتا)۔ [3]

سہیل بن عمرو کی آمد:

جنگ کے تمام آثار نمودار ہو چکے تھے کہ قریش نے اپنی ناک اونچی رکھنے کے لئے بنوعامر بن لوی کے بھائی سہیل بن عمرو کو ایک وفد کے ساتھ اس ہدایت کے ساتھ آپ کے پاس گفتگو کرنے کے لئے بھیجا کہ صلح اس بات پر ہو کہ آپ اس سال یونہی عمرہ کے بغیر واپس چلے جائیں کیونکہ ہم نہیں چاہتے کہ کہ اہل عرب مسلمانوں کا مکہ مکرمہ میں زبردستی داخلہ کی چہ میگوئیاں کرتے پھریں،

عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّهُ لَمَّا جَاءَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَقَدْ سَهُلَ لَكُمْ مِنْ أَمْرِكُمْ

عکرمہ کہتے ہیں جب سہیل بن عمرو آئے تو ان کو آتا دیکھ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا البتہ تمہارا معاملہ کچھ آسان ہوگیا۔ [4]

اب قریش صلح کی طرف مائل ہوئے ہیں اور اس شخص کو صلح کے لئے بھیجا ہے، سہیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا،بہت دیر تک صلح اور شرائط صلح پر گفتگو ہوتی رہی،طویل گفت وشنید کے بعد آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے وفد کے درمیان ایک معاہدہ طے پا گیا جسے صلح حدیبیہ کہتے ہیں۔

هَذَا مَا صَالَحَ عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولَ اللهِ سُهَيْلَ بْنَ عَمْرٍو

یہ وہ صلح نامہ ہے جو محمد بن عبداللہ اور سہل بن عمرو کے مابین طے ہوا۔

نَحْنُ فِي عَقْدِ قُرَيْشٍ وَعَهْدِهِمْ، وَأَنَّكَ تَرْجِعُ عَنَّا عَامَكَ هَذَا، فَلَا تَدْخُلُ عَلَيْنَا مَكَّةَ، وَأَنَّهُ إِذَا كَانَ عَامُ قَابِلٍ، خَرَجْنَا

---

[1] صحیح بخاری کتاب بَابُ غَزْوَةِ الحُدَيْبِيَةِ ۴۱۶۳،البداية والنهاية۱۹۶؍۴،ابن سعد ۷۶؍۲،السيرة النبوية لابن كثير۳۲۷؍۳

[2] تفسیرطبری۲۲۶؍۲۲

[3] عیون الآثر۱۶۵؍۲،ابن سعد۷۶؍۲

[4] صحیح بخاری کتاب الشروط بَابُ الشُّرُوطِ فِي الجِهَادِ وَالمُصَالَحَةِ مَعَ أَهْلِ الحَرْبِ وَكِتَابَةِ الشُّرُوطِ ۲۷۳۱،۲۷۳۲

عَنْكَ فَدَخَلْتها بِأَصْحَابِكَ، فَأَقَمْتَ بِهَا ثَلَاثًا، مَعَكَ سِلَاحُ الرَّاكِبِ، السُّيُوفُ فِي الْقُرُبِ، لَا تَدْخُلُهَا بِغَيْرِهَا

○ اور اس بات پر عہد ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اس سال مکہ میں داخل ہوئے بغیر مسلمانوں کے ساتھ واپس چلے جائیں، آگلے سال مکہ مکرمہ آئیں اور صرف تین روز قیام کریں گے (کسی ممکنہ تصادم سے بچنے کے لئے اس دوران ہم مکہ کو ان کے لئے خالی کر کے باہر نکل جائیں گے) اس وقت آپ کے ساتھ صرف مسافرانہ ہتھیار ہوں گے اور تلواریں بھی میان کے اندر رہوں گی۔

عَلَى أَنَّهُ مَنْ أَتَى مُحَمَّدًا مِنْ قُرَيْشٍ بِغَيْرِ إِذْنِ وَلِيِّهِ رَدَّهُ عَلَيْهِمْ، وَمَنْ جَاءَ قُرَيْشًا مِمَّنْ مَعَ مُحَمَّدٍ لَمْ يَرُدُّوهُ عَلَيْهِ، وَإِنَّ بَيْنَنَا عَيْبَةً مَكْفُوفَةً ، وَأَنَّهُ لَا إِسْلَالَ وَلَا إِغْلَالَ

○ قریش کا جو شخص بغیر اپنے ولی اور آقا کی اجازت مسلمانوں کی پناہ میں جائے گا مسلمان اسے لازماً قریش کے حوالے کر دیں گے اگرچہ وہ مسلمان ہو کر جائے لیکن مسلمانوں کا جو آدمی قریش کی پناہ میں آئے گا قریش اسے واپس نہیں کریں گے، اور کسی کو روکنا اور قید کرنا نہ ہو گا۔

اصْطَلَحَا عَلَى وَضْعِ الْحَرْبِ عَنِ النَّاسِ عَشْرَ سِنِينَ يَأْمَنُ فِيهِنَّ النَّاسُ وَيَكُفُّ بَعْضُهُمْ عَنْ بَعْضٍ

○ فریقین میں دس سال کے لئے لڑائی موقوف رہے گی، اس عرصہ میں کوئی فریق خفیہ یا علانیہ ایک دوسرے پر تلوار نہیں اٹھائے گا اور نہ سرقہ کرے گا۔

وَأَنَّهُ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَدْخُلَ فِي عَقْدِ مُحَمَّدٍ وَعَهْدِهِ دَخَلَ فِيهِ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَدْخُلَ فِي عَقْدِ قُرَيْشٍ وَعَهْدِهِمْ دَخَلَ فِيهِ

○ متحدہ قبائل کو یہ اختیار ہے کہ وہ جو چاہیں تو محمد ﷺ کے عہد میں داخل ہو جائیں اور چاہیں تو قریش کے عہد میں داخل ہو جائیں، جو قبیلہ جس فریق میں داخل ہو گا اس فریق کا ایک حصہ تصور ہو گا اس لئے اگر کسی قبیلہ پر کوئی ظلم و زیادتی ہوئی تو خود اصل فریق پر ہی ظلم و زیادتی تصور ہو گی۔ [1]

جن صلح کی شرائط پر آپ نے آمادگی کا اظہار فرما دیا تھا ان پر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ مسلمانوں کا پورا لشکر مضطرب تھا کوئی شخص بھی ان مصلحتوں کو نہیں سمجھ رہا تھا جنہیں نگاہ میں رکھ کر نبی اکرم ﷺ یہ شرائط تسلیم فرما رہے تھے، کسی کی نظر اتنی دور رس نہ تھی کہ اس صلح کے نتیجے میں جو خیر عظیم رونما ہونے والی تھی اسے دیکھ سکے، کفار قریش اسے اپنی کامیابی سمجھ رہے تھے اور مسلمان اس پر بے تاب تھے کہ ہم آخر دب کر یہ ذلیل شرائط کیوں قبول کریں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جیسا بالغ النظر مدبر تک کا یہ حال تھا کہ وہ کہتے ہیں

وَاللهِ مَا شَكَكْتُ مُنْذُ أَسْلَمْتُ إِلَّا يَوْمَئِذٍ ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَلَسْتَ نَبِيَّ اللهِ حَقًّا؟قَالَ: بَلَى، قُلْتُ: أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَعَدُوُّنَا عَلَى الْبَاطِلِ؟قَالَ: بَلَى،(قَالَ: أَلَيْسَ قَتْلَانَا فِي الْجَنَّةِ وَقَتْلَاهُمْ فِي النَّارِ؟ قَالَ: فَفِيمَ نُعْطِي الدَّنِيَّةَ فِي دِينِنَا، وَنَرْجِعُ، وَلَمَّا يَحْكُمِ اللهُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ،فَقَالَ:يَا ابْنَ الْخَطَّابِ، إِنِّي رَسُولُ اللهِ وَلَنْ يُضَيِّعَنِي اللهُ أَبَدًا)

---

[1] ابن ہشام ۲؍۳۱۷،الروض الانف ۷؍۶۷،عیون الآثر ۲؍۱۶۱، تاریخ طبری ۲؍۶۳۴،البدایۃ والنہایۃ ۴؍۱۹۲،مغازی واقدی ۲؍۶۱۱،فتح الباری ۵؍۳۴۴

اللہ کی قسم! مسلمان ہونے کے بعد کبھی میرے دل میں شک نے راہ نہ پائی تھی مگر اس موقعہ پر میں بھی اس سے محفوظ نہ رہ سکا،اور بے چین ہو کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ کیا آپ اللہ کے سچے نبی نہیں؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں، سید نا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا ہم حق پر اور وہ باطل پر نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا بیشک، سید نا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا ہمارے مقتولین جنت میں اور ان کے مقتولین جہنم میں نہیں؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں (مطلب سید نا عمر رضی اللہ عنہ کا یہ تھا کہ پھر دب کر صلح کیوں کریں جنگ کیوں نہ کریں) سید نا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا پھر ہم یہ ذلت آمیز شرط کیوں گوارا کریں،اور ایسی حالت میں کیوں پلٹیں کہ ابھی اللہ نے ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ نہیں کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اے خطاب کے بیٹے! میں اللہ کا سچا رسول ہوں، میں اللہ کے حکم کے خلاف کچھ نہیں کر سکتا وہ ضرور میری مدد فرمائے گا اور مجھے ضائع نہیں کرے گا،

قُلْتُ: أَوَلَيْسَ كُنْتَ تُحَدِّثُنَا أَنَّا سَنَأْتِي البَيْتَ فَنَطُوفُ بِهِ؟قَالَ:بَلَى، فَأَخْبَرْتُكَ أَنَّا نَأْتِيهِ العَامَ،قَالَ: قُلْتُ: لاَ، قَالَ:فَإِنَّكَ آتِيهِ وَمُطَّوِّفٌ بِهِ،قَالَ: فَأَتَيْتُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ: يَا أَبَا بَكْرٍ أَلَيْسَ هَذَا نَبِيَّ اللهِ حَقًّا؟قَالَ: بَلَى،قُلْتُ: أَلَسْنَا عَلَى الحَقِّ وَعَدُوُّنَا عَلَى البَاطِلِ؟قَالَ: بَلَى،قُلْتُ: فَلِمَ نُعْطِي الدَّنِيَّةَ فِي دِينِنَا إِذًا؟قَالَ: أَيُّهَا الرَّجُلُ إِنَّهُ لَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَيْسَ يَعْصِي رَبَّهُ، وَهُوَ نَاصِرُهُ، فَاسْتَمْسِكْ بِغَرْزِهِ، فَوَاللهِ إِنَّهُ عَلَى الحَق،قُلْتُ: أَلَيْسَ كَانَ يُحَدِّثُنَا أَنَّا سَنَأْتِي البَيْتَ وَنَطُوفُ بِهِ؟قَالَ: بَلَى، أَفَأَخْبَرَكَ أَنَّكَ تَأْتِيهِ العَامَ؟ قُلْتُ: لاَ،قَالَ: فَإِنَّكَ آتِيهِ وَمُطَّوِّفٌ بِهِ

سید نا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا آپ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہم بیت اللہ کی زیارت اور طواف کریں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے یہ تو نہیں کہا تھا کہ اسی سال طواف کریں گے، میں نے کہا نہیں (آپ نے اس قید کے ساتھ نہیں فرمایا تھا)، آپ ﷺ نے فرمایا پھر اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تم بیت اللہ تک ضرور پہنچو گے اور ایک دن اس کی زیارت طواف کرو گے، مگر سید نا عمر رضی اللہ عنہ مطمئن نہ ہوئے اور غصہ سے بپھرے ہوئے سید نا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر یہی گفتگو دہرائی اے ابو بکر رضی اللہ عنہ! کیا یہ حقیقت نہیں کہ رسول اللہ ﷺ اللہ کے سچے نبی ہیں؟ انہوں نے بھی کہا کہ کیوں نہیں، میں نے پوچھا کیا ہم حق پر نہیں؟ اور کیا ہمارے دشمن باطل پر نہیں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں، میں نے کہا پھر ہم اپنے دین کو کیوں ذلیل کریں؟ سید نا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا بلا شک وشبہ وہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں وہ اپنے رب کی حکم عدولی نہیں کر سکتے اور رب ہی ان کا مددگار ہے پس اے سید نا عمر رضی اللہ عنہ! موت تک ان کی رکاب کو مضبوطی سے تھامے رہو اللہ گواہ ہے کہ وہ حق پر ہیں، میں نے کہا کیا رسول اللہ ﷺ ہم سے یہ نہیں کہتے تھے کہ عنقریب ہم بیت اللہ پہنچیں گے اور طواف کریں گے؟ انہوں نے فرمایا کہ یہ بھی صحیح ہے لیکن کیا رسول اللہ ﷺ نے آپ سے یہ فرمایا تھا کہ اسی سال آپ بیت اللہ پہنچ جائیں گے، میں نے کہا نہیں، پھر سید نا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا پھر اس میں بھی کوئی شک وشبہ نہیں کہ آپ ایک نہ ایک دن بیت اللہ پہنچیں گے اور اس کا طواف کریں گے۔ [1]

---

[1] صحیح بخاری کتاب اشروط بَابُ الشُّرُوطِ فِي الجِهَادِ وَالمُصَالَحَةِ مَعَ أَهْلِ الحَرْبِ وَكِتَابَةِ الشُّرُوطِ ٢٧٣١،صحیح مسلم کتاب الجہادوالسیر بَابُ صُلْحِ الْحُدَيْبِيَةِ فِي الْحُدَيْبِيَةِ ٤٦٣٣، زادالمعاد ٢٦٢/٣،البداية والنهاية ٢٠٠/٤،شرح الزرقانی علی المواهب ٢١٧/٣،السيرة النبوية لابن كثير ٣٣٤/٣

خط کشیدہ الفاظ صحیح مسلم میں ہیں۔

اس معاہدے میں سب سے زیادہ شرط ایک اور دوصحابہ کو بری طرح کھل رہی تھیں، مسلمان یہ سمجھ رہے تھے کہ ان کے ماننے کے معنی یہ ہیں کہ تمام عرب کے سامنے گویا ہم ناکام واپس جارہے ہیں،

عَنْ أَنَسٍ، فَاشْتَرَطُوا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ مَنْ جَاءَ مِنْكُمْ لَمْ نَرُدَّهُ عَلَيْكُمْ، وَمَنْ جَاءَكُمْ مِنَّا رَدَدْتُمُوهُ عَلَيْنَا، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، أَنَكْتُبُ هَذَا؟ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، أَنَكْتُبُ هَذَا؟ قَالَ:نَعَمْ، إِنَّهُ مَنْ ذَهَبَ مِنَّا إِلَيْهِمْ فَأَبْعَدَهُ اللهُ، وَمَنْ جَاءَنَا مِنْهُمْ سَيَجْعَلُ اللهُ لَهُ فَرَجًا وَمَخْرَجًا

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے پھر انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ شرط لگائی کہ اگر تم میں سے کوئی ہمارے پاس آئے گا تو ہم اسے واپس نہیں بھیجیں گے اور ہم میں سے کوئی تمہارے پاس آئے گا تو اسے ہمارے پاس واپس بھیجنا ہوگا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم یہ شرط لکھیں؟ (یعنی اس شرط پر کیسے صلح کی جاسکتی ہے کہ ہم میں سے جو ان کی طرف چلا جائے تو اس کو واپس نہیں کیا جائے گا) آپ نے فرمایا ہاں لکھو جو شخص ہم سے نکل کر ان سے جا ملے گا ہمیں اس کی ضرورت نہیں اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے رحم وکرم سے دور پھینک دیا، اور ان میں سے جو شخص مسلمان ہو کر ہماری طرف آئے گا معاہدہ کی رو سے ہم اسے واپس کر دیں گے لیکن گھبرانے کی ضرورت نہیں اللہ تعالیٰ بہت جلد اس کی نجات کی کوئی صورت ضرور پیدا فرمادے گا۔[1]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ابھی انہی شقوں پر بحث کر رہے تھے کہ ایک واقعہ نے جلتی پر تیل کا کام کیا قریش کے نمائندے سہیل کے بیٹے ابو جندل رضی اللہ عنہ جس کو اس نے اسلام قبول کرنے کے جرم میں گھر میں زنجیروں سے باندھ رکھا تھا اور اسلام سے منحرف کرنے کے لئے طرح طرح کی ایذائیں پہنچاتا تھا

فَبَيْنَا رَسُولُ اللهِ يَكْتُبُ الْكِتَابَ هُوَ وَسُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو، إِذْ جَاءَ أَبُو جَنْدَلِ بْنُ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو يَرْسُفُ فِي الْحَدِيدِ، قَدِ انْفَلَتَ إِلَى رَسُولِ الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا رَأَى سُهَيْلٌ أَبَا جَنْدَلٍ، قَامَ إِلَيْهِ فَضَرَبَ وَجْهَهُ، وَأَخَذَ بِلَبَبِهِ،فَقَالَ سهيل: هَذَا يَا مُحَمَّدُ أَوَّلُ مَا أُقَاضِيكَ عَلَيْهِ أَنْ تَرُدَّهُ إِلَيَّ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّا لَمْ نَقْضِ الْكِتَابَ بَعْدُ، فَقَالَ: فَوَاللهِ إِذًا لَا أُصَالِحُكَ عَلَى شَيْءٍ أَبَدًا،فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَأَجِزْهُ لِي، قَالَ: مَا أَنَا بِمُجِيزِهِ لَكَ،قَالَ:بَلَى فَافْعَلْ،قَالَ: مَا أَنَا بِفَاعِلٍ، قَالَ مِكْرَزٌ: بَلْ قَدْ أَجَزْنَاهُ لَكَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سہیل بن عمرو اس عہد نامے کے لکھوانے میں مصروف تھے کہ اتنے میں ابو جندل رضی اللہ عنہ بن سہیل بن عمرو پیروں میں بیڑیاں پہنے آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فریاد کی کہ مجھے اس حبس بے جا سے نجات دلائی جائے، ان کی حالت اور فریاد سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ضبط کرنا مشکل ہو گیا، سہیل نے جب ابو جندل رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو بڑھ کر اس کے چہرے پر غصہ سے

[1] صحیح مسلم کتاب الجهادوالسیربَابُ صُلْحِ الْحُدَيْبِيَةِ فِي الْحُدَيْبِيَةِ ۴۶۳۲

ایک چانٹا مارا اور اس کے کرتے کا گلا پکڑ کر اپنی طرف گھسیٹا، پھر سہیل بن عمرو رسول اللہ ﷺ سے مخاطب ہو کر بولا اے محمد (ﷺ)! یہ پہلا شخص ہے جس کے متعلق میں آپ سے معاملہ کرتا ہوں کہ معاہدہ کے مطابق آپ اسے واپس کر دیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا ابھی تو صلح نامہ پورا لکھا بھی نہیں گیا اور نہ ابھی اس پر دستخط وغیرہ نہیں ہوئے ہیں اس کے بعد ہی معاہدہ پر عمل درآمد ہونا چاہیے، لیکن سہیل نے کہا شرائط تو ہمارے اور آپ کے درمیان طے ہو چکی ہیں اس لئے اگر آپ اسے واپس نہیں کریں گے تو میں صلح کا معاملہ ہی ختم کر دوں گا، نبی کریم ﷺ نے سہیل سے کہا اچھا اس ایک کو دے کر مجھ پر احسان کر دو، مگر سہیل بولا میں اس سلسلہ میں احسان بھی نہیں کر سکتا، رسول اللہ ﷺ نے پھر فرمایا نہیں تمہیں احسان کر دینا چاہیے، لیکن اس نے یہی جواب دیا کہ میں ایسا کبھی نہیں کر سکتا، البتہ مکرز نے کہا کہ چلئے ہم اس کا آپ پر احسان کرتے ہیں (مگر اس کی بات نہیں چلی) بالآخر آپ ﷺ نے ابو جندل رضی اللہ عنہ کو ظالموں کے حوالے کر دیا

قَالَ: فَجَعَلَ يَنْتُرُهُ بِلَبَبِهِ، وَيَجُرُّهُ لِيَرُدَّهُ إِلَى قُرَيْشٍ،وَجَعَلَ أَبُو جَنْدَلٍ يَصْرُخُ بِأَعْلَى صَوْتِهِ: يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ، أُرَدُّ إِلَى الْمُشْرِكِينَ يَفْتِنُونَنِي فِي دِينِي! فَزَادَ النَّاسَ ذَلِكَ شَرًّا إِلَى مَا بِهِمِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَبَا جَنْدَلٍ، احْتَسِبْ، فَإِنَّ اللهَ جَاعِلٌ لك وَلِمَنْ مَعَكَ مِنَ الْمُسْتَضْعَفِينَ فَرَجًا وَمَخْرَجًا إِنَّا قَدْ عَقَدْنَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ عَقْدًا وَصُلْحًا، وَأَعْطَيْنَاهُمْ وَأَعْطَوْنَا عَلَى ذَلِكَ عَهْدًا، وَأَعْطَوْنَا عَهْدًا، وَإِنَّا لا نَغْدِرُ بِهِمْ

پھر سہیل بن عمرو نے ابو جندل کی گردن پکڑی اور دھکا دیتا ہوا اور کھینچتا ہوا قریش کی طرف پلٹانے لگا، ابو جندل رضی اللہ عنہ نے نہایت حسرت بھرے الفاظ میں صحابہ رضی اللہ عنہم کو مخاطب ہو کر کہا اے ایمان والو! کیا میں کافروں کے حوالہ کر دیا جاؤں گا تاکہ وہ مجھے دین کے متعلق فتنہ میں مبتلا کر دیں؟ اس جملے نے مسلمانوں کے زخمی دلوں پر اور نمک پاشی کی، ابو جندل رضی اللہ عنہ کی یہ درد بھری پکار سن کر رسول اللہ ﷺ نے انہیں تسلی و تشفی فرمائی اور فرمایا اے ابو جندل رضی اللہ عنہ! صبر کرو اور اللہ تعالیٰ سے اجر عظیم کی امید رکھو، یقین رکھو اللہ بہت جلد تمہاری اور دوسرے کمزور و مجبور مسلمانوں کی پناہ کی کوئی جگہ بنا دے گا، اب ہم قریش سے صلح کر چکے ہیں، ہم دونوں فریقوں نے ایک دوسرے کو اللہ کا عہد دے دیا ہے اس لئے ہم بدعہدی نہیں کریں گے، مگر صحابہ رضی اللہ عنہم کو ان کی واپسی شاق گزری،

قَالَ: ثُمَّ دَعَانِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: اكْتُبْ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ،فَقَالَ سُهَيْلٌ: لا أَعْرِفُ هَذَا، وَلَكِنِ اكْتُبْ: بِاسْمِكَ اللهم،فقال رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اكْتُبْ بِاسْمِكَ اللهُمَّ فَكَتَبْتُهَاثُمَّ قَالَ: اكْتُبْ: هَذَا مَا صَالَحَ عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ سُهَيْلَ بْنَ عَمْرٍو، فَقَالَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو: لو شَهِدْتُ أَنَّكَ رَسُولُ اللهِ لَمْ أُقَاتِلْكَ،وَلَكِنِ اكْتُبِ اسْمَكَ وَاسْمَ أَبِيكَ،فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَاللهِ إِنِّي لَرَسُولُ اللهِ، وَإِنْ كَذَّبْتُمُونِي قال لعلى : امْحُ رَسُولَ اللهِ

جب تمام معاملات طے ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا اور معاہدہ لکھنے کا حکم فرمایا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھو، اس پر سہل بن عمرو نے کہا میں الرحمٰن الرحیم کو نہیں جانتا قدیم دستور کے مطابق بِاسْمِكَ اللهُمَّ لکھو، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا بِاسْمِكَ

اللھُمَّ ہی لکھو تو میں نے لکھ ڈالا، اور فرمایا کہ یہ لکھو یہ وہ عہد نامہ ہے جس پر محمد اللہ کے رسول نے سہیل بن عمرو سے صلح کی ہے، سہیل بن عمرو نے اس پر اعتراض کرتے ہوئے کہا اگر ہم آپ کو اللہ کا رسول سمجھتے تو پھر نہ آپ کو بیت اللہ سے روکتے اور نہ آتے سے جنگ وجدل کرتے اس لئے محمد رسول اللہ کے بجائے محمد بن عبد اللہ لکھیں، نبی کریم نے فرمایا اگر چہ تم میری تکذیب کرو مگر اللہ کی قسم میں اللہ کا رسول ہوں، اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا محمد رسول اللہ کو مٹا کر محمد بن عبد اللہ لکھ دو،

قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَذَلِكَ لِقَوْلِهِ: لاَ يَسْأَلُونِي خُطَّةً يُعَظِّمُونَ فِيهَا حُرُمَاتِ اللهِ إِلَّا أَعْطَيْتُهُمْ إِيَّاهَافَقَالَ عَلِيٌّ: وَاللهِ لاَ أَمْحَاهُ أَبَدًا قَالَ: فَأَرِنِيهِ، قَالَ: فَأَرَاهُ إِيَّاهُ فَمَحَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ،فَلَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ الْكِتَابِ أَشْهَدَ عَلَى الصُّلْحِ رِجَالًا مِنْ الْمُسْلِمِينَ وَرِجَالًا مِنْ الْمُشْرِكِينَ: أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ، وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو، وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ، وَمَحْمُودُ بْنُ مَسْلَمَةَ، وَمِكْرَزُ بْنُ حَفْصٍ، وَهُوَ يَوْمَئِذٍ مُشْرِكٌ، وَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَكَتَبَ، وَكَانَ هُوَ كَاتِبَ الصَّحِيفَةَ

زہری نے بیان کیا کہ یہ سب کچھ (نرمی اور رعایت) صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا نتیجہ تھا (جو پہلے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم بدیل رضی اللہ عنہ سے کہہ چکے تھے) کہ قریش مجھ سے جو بھی ایسا مطالبہ کریں گے جس سے اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کی تعظیم مقصود ہو گی تو میں ان کے مطالبے کو ضرور مان لوں گا، دوسرے چند صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ سیدنا علی رضی اللہ عنہ، اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کلمہ رسول کے مٹانے پر تکرار کرنے لگے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں تو ہر گز آپ کا نام نہ مٹاؤں گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا مجھے وہ جگہ بتلاؤ جہاں تم نے محمد رسول اللہ لکھا ہے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے انگلی رکھ کر وہ جگہ بتلائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے ہاتھ سے اس لفظ کو مٹا دیا اور پھر انہیں محمد بن عبد اللہ لکھنے کا حکم فرمایا، جب صلح نامہ کے لکھنے سے فارغ ہوئے اس پر چند مسلمانوں اور مشرکوں کی گواہیاں ہوئیں، مسلمانوں میں سے یہ لوگ گواہ تھے، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب، عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن سہیل بن عمرو، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، محمود بن مسلمہ مکرز بن حفص جو اس وقت مشرک تھے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ جو کاتب بھی تھے۔ [1]

اس معاہدہ کی ایک نقل محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے لکھ کر سہیل کے حوالے کی،

قَالَ: فَوَثَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مَعَ أَبِي جَنْدَلٍ يَمْشِي إِلَى جَنْبِهِ، وَيَقُولُ:اصْبِرْ يَا أَبَا جَنْدَلٍ، فَإِنَّمَا هُمُ الْمُشْرِكُونَ، وَإِنَّمَا دَمُ أَحَدِهِمْ دَمُ كَلْبٍ! قَالَ: وَيُدْنِي قَائِمَ السَّيْفِ مِنْهُ،قَالَ: يَقُولُ عُمَرُ: رَجَوْتُ أَنْ يَأْخُذَ السَّيْفَ فَيَضْرِبَ بِهِ أَبَاهُ، قَالَ: فَضَنَّ الرَّجُلُ بِأَبِيهِ، فَتَوَاثَبَتْ خُزَاعَةُ، فَقَالُوا: نَحْنُ نَدْخُلُ فِي عَقْدِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَهْدِهِ، وَتَوَاثَبَتْ بَنُو بَكْرٍ، فَقَالُوا: نَحْنُ نَدْخُلُ فِي عَقْدِ قُرَيْشٍ وَعَهْدِهِمْ

جب سہیل ابو جندل رضی اللہ عنہ کو لے کر روانہ ہونے لگا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ابو جندل کے پہلو میں چلتے ہوئے انہیں صبر کی تلقین کی اور کہا یہ مشرک ہیں اور ان کا خون کتے کی خون کی طرح ہے اور غیر محسوس طور پر اپنی تلوار کا دستہ بھی ان کی طرف بڑھاتے رہے، بعد میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ

[1] ابن ہشام ۲/۳۱۹

فرمایا کرتے تھے اس سے میری غرض یہ تھی کہ وہ تلوار لے کر اپنے باپ کی گردن اڑا دے مگر اس نے اپنے والد کے قتل کرنے میں بخل سے کام لیا، معاہدہ کی تکمیل کے بعد بنوخزاعہ جو عبدالمطلب کے وقت سے ہی بنو ہاشم کے حلیف تھے اٹھے اور کہا ہم محمد ﷺ کے معاہدہ اور عہد میں داخل ہوتے ہیں اور بنو بکر نے کھڑے ہو کر کہا ہم قریش کے معاہدہ اور عہد میں داخل ہوتے ہیں۔ (۱)

احرام کھولنے اور قربانیاں ذبح کرنے کا حکم:

فَلَمَّا فَرَغَ رسول الله مِنْ قَضِيَّتِهِ قَالَ لأَصْحَابِهِ: قُومُوا فَانْحَرُوا، ثُمَّ احلقوا قال: فو الله مَا قَامَ مِنْهُمْ رَجُلٌ حَتَّى قَالَ ذَلِكَ ثَلاثَ مَرَّاتٍ، قَامَ فَدَخَلَ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ، فَذَكَرَ لَهَا مَا لَقِيَ مِنَ النَّاسِ،فَقَالَتْ لَهُ أُمُّ سَلَمَةَ: يَا نَبِيَ اللهِ، أَتُحِبُّ ذَلِكَ! اخْرُجْ ثُمَّ لا تُكَلِّمْ أَحَدًا مِنْهُمْ كَلِمَةً حَتَّى تَنْحَرَ بَدَنَتَكَ، وَتَدْعُوَ حَالِقَكَ فَيَحْلِقَكَ، فَقَامَ فَخَرَجَ فَلَمْ يُكَلِّمْ أَحَدًا مِنْهُمْ كَلِمَةً حَتَّى فَعَلَ ذَلِكَ، نَحَرَ بَدَنَتَهُ وَدَعَا حَالِقَهُ فَحَلَقَهُ،فَلَمَّا رَأَوْا ذَلِكَ قَامُوا فَنَحَرُوا، وَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَحْلِقُ بَعْضًا، حَتَّى كَادَ بَعْضُهُمْ يَقْتُلُ بَعْضًا غَمًّاوَكَانَ الَّذِي حَلَقَهُ- فِيمَا بَلَغَنِي ذَلِكَ الْيَوْمَ خِرَاشُ بْنُ أُمَيَّةَ بِنِ الْفَضْلِ الْخُزَاعِيُّ

جب قریش کا نمائندہ سہیل اور گواہ حویطب اور مکرز معاہدہ طے کر کے چلے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو فرمایا کہ اٹھو اور اپنے اپنے جانور قربان کر دو، لیکن سب ہی صلح کی شرائط سے مغموم اور شکستہ خاطر تھے، سب ہی کے دلوں پر رنج وغم اور دل شکستگی کا غلبہ تھا اس لئے کوئی بھی قربانی کرنے کیلئے آگے نہ بڑھا، آپ نے تین مرتبہ یہی بات دہرائی مگر اس کے باوجود کوئی قربانی کرنے کو تیار نہ ہوا، رسول اللہ ﷺ کے پورے دور رسالت میں اس ایک موقعہ کے سوا کبھی یہ صورت پیش نہیں آئی کہ آپ صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم دیں اور وہ اس کی تعمیل کے لئے دوڑ نہ پڑیں، یہ دیکھ کر آپ کو سخت صدمہ ہوا اور آپ ﷺ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے خیمہ میں تشریف لے گئے اور ان سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس طرز عمل کی شکایت کی، ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے اللہ کے نبی ﷺ! مسلمانوں پر یہ صلح بہت شاق گزری ہے جس کی وجہ سے وہ افسردہ اور دل شکستہ ہیں اس لئے تعمیل ارشاد نہیں کر سکے اگر آپ قربانی کرنا چاہتے ہیں تو انہیں کچھ کہنے کے بجائے خاموشی سے تشریف لے جائیں اور اپنا جانور ذبح کریں اور اپنے حجام کو بلا کر اپنا سر منڈا لیں، وہ خود بخود آپ کی اتباع کریں گے اور سمجھ لیں گے کہ جو فیصلہ ہو چکا ہے وہ اب بدلنے والا نہیں ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اسی مشورے پر عمل کیا آپ ﷺ خیمے سے باہر تشریف لائے اور کسی کو کچھ کہے بغیر خاموشی سے اونٹ ذبح کر دیا اور اپنا سر منڈا لیا، جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کو یہ کام کرتے دیکھا تو بغیر کسی پس و پیش کے سب اٹھے انہوں نے اپنی قربانیاں ذبح کیں اور خود ہی ایک دوسرے کا سر مونڈنے لگے اور ان کو اپنی اس نافرمانی کا اس قدر رنج ہوا کہ ان کے ہوش وحواس جاتے رہے، سر مونڈنے میں قریب تھا کہ ایک دوسرے کو قتل کر دیں، اس روز خراش بن امیہ بن فضل خزاعی نے

---

(۱) صحیح بخاری کتاب اشروط بَابُ الشُّرُوطِ فِي الجِهَادِ وَالمُصَالَحَةِ مَعَ أَهْلِ الحَرْبِ وَكِتَابَةِ الشُّرُوطِ ۲۷۳۱،۲۷۳۲، صحیح بخاری کتاب الجزیة والموادعة بَابُ المُصَالَحَةِ عَلَى ثَلاَثَةِ أَيَّامٍ، أَوْ وَقْتٍ مَعْلُومٍ۳۱۸۴، زادالمعاد ۲۶۲؍۳،دلائل النبوۃللبیہقی ۵؍۵،الروض الانف ۶۹؍۷،عیون الآثر۱۶۱؍۲،تاریخ طبری۶۳۵؍۲،البدایۃ والنہایۃ۱۹۲؍۴، مصنف عبدالرزاق ۳۳۰؍۵،شرح الزرقانی علی المواھب۲۰۹؍۳

رسول اللہ ﷺ کی حجامت کی تھی۔

قَالَ: حَلَقَ رِجَالٌ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ، وَقَصَّرَ آخَرُونَ ،فقال رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَرْحَمُ اللهُ الْمُحَلِّقِينَ،قَالُوا: وَالْمُقَصِّرِينَ يَا رَسُولَ اللهِ؟قَالَ: يَرْحَمُ اللهُ الْمُحَلِّقِينَ،قَالُوا: وَالْمُقَصِّرِينَ يَا رَسُولَ اللهِ؟قَالَ: يَرْحَمُ اللهُ الْمُحَلِّقِينَ، قَالَ: وَالْمُقَصِّرِينَ،قَالَ: وَالْمُقَصِّرِينَ،قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، فَلِمَ ظَاهَرْتَ التَّرَحُّمَ لِلْمُحَلِّقِينَ دُونَ الْمُقَصِّرِينَ؟قَالَ: لأَنَّهُمْ لَمْ يَشُكُّوا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اس روز بعضوں نے سر منڈ ایا اور بعض نے بال کٹوائے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سر منڈ وانے والوں پر رحم فرمائے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! اور بال کترانے والوں پر، آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سر منڈ وانے والوں پر رحم فرمائے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! اور بال کترانے والوں پر، آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سر منڈ وانے والوں پر رحم فرمائے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! اور بال کترانے والوں پر، آپ ﷺ نے فرمایا اور بال کترانے والوں پر، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے رحم کے لئے سر منڈ وانے والوں کا نام تو لیا مگر بال کترانے والوں کا ذکر نہیں فرمایا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس لیے کہ انہوں نے میری بات میں شک نہیں کیا۔ [1]

اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ۚ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ۚ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ ۫ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ۭ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿١٩٦﴾ [2]

ترجمہ: اللہ کی خوشنودی کے لیے جب حج اور عمرے کی نیت کرو تو اسے پورا کرو، اور اگر کہیں گھر جاؤ تو جو قربانی میسر آئے اللہ کی جناب میں پیش کرو اور اپنے سر نہ مونڈو جب تک کہ قربانی اپنی جگہ نہ پہنچ جائے مگر جو شخص مریض ہو یا جس کے سر میں کوئی تکلیف ہو اور اس بنا پر اپنا سر منڈوالے تو اسے چاہیے کہ فدیے کے طور پر روزے رکھے یا صدقہ دے یا قربانی کرے، پھر اگر تمہیں امن نصیب ہو جائے (اور تم حج سے پہلے مکے پہنچ جاؤ) تو جو شخص تم میں سے حج کا زمانہ آنے تک عمرے کا فائدہ اٹھائے وہ حسبِ مقدور قربانی دے اور اگر قربانی میسر نہ ہو تو تین روزے حج کے زمانے میں اور سات گھر پہنچ کر، اس طرح پورے دس روزے رکھ لے، یہ رعایت ان لوگوں کے لیے ہے جن کے گھر مسجد حرام کے قریب نہ ہوں، اللہ کے ان احکام کی خلاف ورزی سے بچو اور خوب جان لو کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

[1] تاریخ طبری ٦٣٦/٢

[2] البقرة ١٩٦

فرمایا لوگو! اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے جب حج اور عمرے کا (چاہے وہ نفلی ہی کیوں نہ ہوں) احرام باندھ لو تو اسے پورا کرو اور اگر راستے میں دشمن تمہیں گھیر لیں اور آگے جانا غیر ممکن ہو جائے یا تم شدید بیمار ہو جاؤ یا کسی اور وجہ سے حج وعمرہ کی تکمیل کے لئے بیت اللہ نہ پہنچ سکو تو ایک جانور (ہدی) ایک بکری، اور گائے یا اونٹ کا ساتواں حصہ جو بھی تمہیں میسر ہو وہیں ذبح کر کے اپنا سر منڈ الو اور حلال ہو جاؤ، مگر جو شخص مریض ہو یا جس کے سر میں زخم یا جوؤں کی وجہ سے تکلیف ہو اور اس بنا پر اپنا سر منڈ والے تو اسے چاہیے کہ فدیے کے طور پر تین دن کے روزے رکھے یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے یا ایک بکری ذبح کرے۔

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِهِ وَهُوَ بِالْحُدَيْبِيَةِ، قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ مَكَّةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ، يُوقِدُ تَحْتَ قِدْرٍ، وَالْقَمْلُ يَتَهَافَتُ عَلَى وَجْهِهِ، فَقَالَ: أَتُؤْذِيكَ هَوَامُّكَ هَذِهِ ؟فَقَالَ: نَعَمْ،فَقَالَ: احْلِقْ وَأَطْعِمْ فَرَقًا بَيْنَ سِتَّةِ مَسَاكِينَ

اس آیت کے سبب نزول کے بارے میں کعب بن عجرہ بلوی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میرے قریب سے گزرے جب کہ میں حدیبیہ میں تھا اور مکہ مکرمہ میں داخل نہ ہوا تھا اس وقت میں احرام کی حالت میں تھا اور ہانڈی کے نیچے آگ جلا رہا تھا، جوئیں جھڑ جھڑ کر میرے چہرے پر گر رہی تھیں، رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مجھ سے پوچھا کیا جوئیں تجھ کو تکلیف دیتی ہیں؟ میں نے کہا ہاں، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اپنا سر منڈ واڈال اور ایک فرق کھانا چھ مسکینوں کو کھلا دے

وَالْفَرَقُ: ثَلاثَةُ آصُعٍ

ایک فرق تین صاع کا ہوتا ہے۔

أَوْ صُمْ ثَلاثَةَ أَيَّامٍ، أَوِ انْسُكْ نَسِيكَةً

یا تین دن کے روزے رکھ لو یا ایک جانور ذبح کرنے کے قابل ذبح کر دو۔ [1]

کعب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ارشاد کی تعمیل میں اپنا سر منڈ وا دیا

قَالَ: وَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ

اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ”مگر جو شخص مریض ہو یا جس کے سر میں کوئی تکلیف ہو اس بناء پر اپنا سر منڈ والے، تو اسے چاہیے کہ فدیہ کے طور پر روزے رکھے یا صدقہ دے یا قربانی کرے۔“

اس کے فدیے میں انہوں نے کیا صورت اختیار کی صحیحین میں اس کی وضاحت نہیں کی گئی۔ [2]

دور جاہلیت میں حج وعمرہ ایک ساتھ کرنا گناہ عظیم تصور کیا جاتا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس قید کو ختم کر دیا اور مسجد حرام سے باہر رہنے والوں کے لئے یہ رعایت فرمائی کہ وہ حج وعمرہ ایک ساتھ کر سکتے ہیں، فرمایا پھر اگر تمہیں امن نصیب ہو جائے یعنی دشمن کی رکاوٹ کے بغیر بیت اللہ تک پہنچنے

[1] اسد الغابۃ ۴۵۴؍۴

[2] مسند احمد ۱۸۱۰۱، تاریخ دمشق لابن عساکر ۱۳۹؍۵۰

کی قدرت رکھتے ہو اور تم حج سے پہلے مکے پہنچ جاؤ تو جو شخص تم میں سے حج کا زمانہ آنے تک عمرہ کر کے احرام کھول دے اور ان پابندیوں سے آزاد ہو جائے جو احرام کی حالت میں لگائی گئی ہیں، اور جب حج کے دن آئیں تو پھر حج کا احرام باندھے اور حسبِ مقدور ایک جانور کی قربانی دے، اور اگر قربانی میسر نہ ہو تو حج کے زمانے میں یوم عرفات سے پہلے (ایام تشریق میں) تین روزے اور سات روزے اعمال حج سے فارغ ہو کر، واپسی سفر کے دوران یا اپنے گھر پہنچ کر رکھے، اس طرح پورے دس روزے رکھ لے، یہ رعایت ان لوگوں کے لیے ہے، جو مسجد حرام کے رہنے والے نہ ہوں، پس اپنے تمام امور میں اللہ کے احکام کی خلاف ورزی سے بچو اور خوب جان لو کہ نافرمانی کرنے والوں کو اللہ سخت سزا دیتا ہے۔

چنانچہ صلح کے بعد تین دن تک آپ حدیبیہ میں قیام پذیر رہے اور پھر تقریباً بیس دن قیام کرنے کے بعد آپ واپس لوٹے۔

عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ، قَالَ: أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ يَكْلَؤُنَافَقَالَ بِلَالٌ: أَنَا،فَنَامُوا حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَاسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فَقَالَ:افْعَلُوا كَمَا كُنْتُمْ تَفْعَلُونَ،قَالَ: فَفَعَلْنَا،قَالَ:فَكَذَلِكَ فَافْعَلُوا لِمَنْ نَامَ أَوْ نَسِيَ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے حدیبیہ کے دنوں میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارا پہرہ کون دے گا؟ بلال رضی اللہ عنہ نے کہا میں پہرہ دوں گا، چنانچہ باقی سب لوگ سو گئے حتی کہ سورج نکل آیا پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم جاگے، اور فرمایا ہمیشہ ہر روز بر وقت جو کرتے ہو وہی کرو (اسی طرح اذان کہو، اسی طرح سنتیں پڑھو) چنانچہ ہم نے اسی طرح کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہی حکم ہر اس شخص کے لئے ہے جو سوتا رہ جائے یا بھول جائے۔[1]

سورۂ فتح کے نزول کے بارے میں کئی روایات ہیں۔

عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ، قَالَ: وَضَلَّتْ نَاقَةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَلَبْتُهَا، فَوَجَدْتُ حَبْلَهَا قَدْ تَعَلَّقَ بِشَجَرَةٍ، فَجِئْتُ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَكِبَ فَسِرْنَا ،وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ اشْتَدَّ ذَلِكَ عَلَيْهِ، وَعَرَفْنَا ذَاكَ فِيهِ،فَأَخْبَرَنَا أَنَّهُ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ: إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اسی سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کہیں گم ہو گئی ہم ڈھونڈنے نکلے دیکھا تو ایک درخت میں اس کی نکیل اٹکی ہوئی ہے، ہم اسے کھول کر آپ کے پاس لائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سوار ہوئے اور ہم نے کوچ کیا، ناگہاں راستے میں ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہونے لگی وحی کے وقت آپ پر بہت دشواری ہوتی تھی، جب وحی ہٹ گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا کہ آپ پر سورۃ فتح نازل ہوئی ہے۔[2]

---

[1] سنن ابوداودکتاب الصلاة بَابٌ فِي مَنْ نَامَ عَنِ الصَّلَاةِ، أَوْ نَسِيَهَا ۴۴۷،مسنداحمد۳۶۵۷،السنن الکبری للنسائی ۸۸۰۲،دلائل النبوۃ للبیہقی ۲۷۴/۴

[2] مسند البزار ۲۰۲۹، مصنف ابن ابی شیبة۳۶۸۶۲، مسنداحمد۴۴۲۱

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ،قَالَ:كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، قَالَ: فَسَأَلْتُهُ عَنْ شَيْءٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فلم يَرُدَّ عَلَيَّ، قَالَ: فَقُلْتُ لِنَفْسِي :ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يا ابن الْخَطَّابِ، نَزَرْتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ مَرَّاتٍ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْكَ؟قَالَ: فَرَكِبْتُ رَاحِلَتِي فَتَقَدَّمْتُ مَخَافَةَ أَنْ يَكُونَ نَزَلَ فِيَّ شَيْءٌ،قَالَ:فَإِذَا أَنَا بِمُنَادٍ يُنَادِي :يَا عُمَرُ، أَيْنَ عُمَرُ؟قَالَ: فَرَجَعْتُ وَأَنَا أَظُنُّ أَنَّهُ نَزَلَ فِيَّ شَيْءٍ،قَالَ:فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:نَزَلَتْ عَلَيَّ اللَيْلَةَ سُورَةٌ هِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا:{إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ}[۱]

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب سے مروی ہے میں ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا میں نے تین مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ پوچھا لیکن آپ نے کوئی جواب نہیں دیا،اس پر میں نے اپنے دل میں کہا عمر کی ماں اسے روئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تم نے تین مرتبہ سوال میں اصرار کیا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں کسی مرتبہ جواب نہیں دیا؟ پھر مجھے ڈر لگنے لگا کہ میری بے ادبی پر میرے بارے میں کوئی وحی آسمان سے نازل نہ ہو جائے چنانچہ میں نے اپنی سواری کو تیز کیا اور آگے نکل گیا، تھوڑی دیر گزری تھی کہ میں نے سنا کوئی منادی میرے نام کی ندا کر رہا ہے، میں جلدی جلدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کہ ضرور کوئی وحی نازل ہوئی ہے اور میں ہلاک ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گزشتہ شب مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی ہے جو مجھے دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ الفتح تلاوت فرمائی۔[۲]

قَالَ: فَنَزَلَتْ سُورَةُ الْفَتْحِ، فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عُمَرَ، فَأَقْرَأَهُ إِيَّاهَا فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَوَفَتْحٌ هُوَ؟ قَالَ: نَعَمْ

جب سورۃ الفتح نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور یہ سورت پڑھ کر سنائی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا یہ فتح ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔[۳]

مُجَمِّعِ بْنِ جَارِيَةَ الْأَنْصَارِيِّ وَكَانَ أَحَدَ الْقُرَّاءِ الَّذِينَ قَرَءُوا الْقُرْآنَ قَالَ: شَهِدْنَا الْحُدَيْبِيَةَ فَلَمَّا انْصَرَفْنَا عَنْهَا إِذَا النَّاسُ يُنَفِّرُونَ الْأَبَاعِرَ، فَقَالَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: مَا لِلنَّاسِ؟ قَالُوا: أُوحِيَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَخَرَجْنَا مَعَ النَّاسِ نُوجِفُ، فَإِذَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَاحِلَتِهِ عِنْدَ كَرَاعِ الْغَمِيمِ،فَاجْتَمَعَ النَّاسُ عَلَيْهِ، فَقَرَأَ عَلَيْهِمْ:إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيْ رَسُولَ اللهِ، وَفَتْحٌ هُوَ؟قَالَ: أَيْ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، إِنَّهُ لَفَتْحٌ

مجمع بن جاریہ انصاری رضی اللہ عنہ جو قاری قرآن تھے سے مروی ہے ہم (صلح کی شرائط کو اپنی شکست اور ذلت سمجھتے ہوئے) حدیبیہ سے واپس آرہے تھے کہ میں نے دیکھا کہ لوگ اونٹوں کو تیز بھگا رہے ہیں لوگوں نے ایک دوسرے سے پوچھا کیا بات ہے؟انہوں نے کہا رسول

---

[۱] الفتح: 2

[۲] مسند احمد ۲۰۹، السنن الکبری للنسائی ۱۱۴۳۵،صحیح بخاری کتاب التفسیرسورۃ الفتح بَابُ إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا ۴۸۳۳

[۳] تفسیرطبری ۲۲،۱۹۷

اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوئی ہے تو ہم بھی لوگوں کے ساتھ اونٹ دوڑاتے ہوئے نکلے ہم نے مقام کَرَاعِ الْغَمِیمِ پر دیکھا کہ نبی کریم ﷺ اپنی سواری پر رکے ہوئے ہیں، جب سب لوگ جمع ہو گئے تو آپ ﷺ نے یہ سورۃ الفتح تلاوت کر کے سنائی، رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں کسی نے ازراہ تعجب عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا اس صلح کا نام فتح ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اللہ کی قسم! جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے یہ فتح عظیم ہے۔ (۱)

فتح ہونے کا کوئی پہلو کسی کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا مگر کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ اس بظاہر شکست نظر آنی والی صلح کا فتح ہونا ظاہر ہو گیا۔

فَكَانَ عُمَرُ يَقُولُ: مَا زِلْتُ أَصُومُ وَأَتَصَدَّقُ وَأُصَلِّي وَأَعْتِقُ مِنَ الَّذِي صَنَعْتُ يَوْمَئِذٍ، مَخَافَةَ كَلَامِي الَّذِي تَكَلَّمْتُ بِهِ، حَتَّى رَجَوْتُ أَنْ يَكُونَ خيرا

اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ اس کے بعد سے میں اس دن کی اپنی جسارت کی تلافی کے طور پر رسول اللہ ﷺ سے اپنی بیباکانہ گفتگو کے خوف سے ہمیشہ روزے رکھتا رہا، نمازیں پڑھتا رہا، صدقات ادا کرتا اور غلام آزاد کرتا رہا حتی کہ مجھے انجام بخیر کی توقع ہو گئی۔ (۲)

صلح حدیبیہ کا نتیجہ:

○ اس صلح سے پہلے قریش اور اہل عرب کی نگاہ میں آپ ﷺ اور اصحاب کی حیثیت قبائل عرب کے خلاف خروج کرنے والے ایک گروہ کی سی تھی، اس لئے ہجرت کے فوراً بعد مشرکین مکہ اس موقف پر قائم ہو گئے تھے کہ مسلمانوں کو کعبہ اور اس کی وساطت سے مکہ مکرمہ پر کوئی حق حاصل نہیں ہے، جیسا کہ ابوجہل نے جلیل القدر صحابی سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے سامنے اس کا اعلان کیا تھا، اس کے مقابلے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تحویل قبلہ کے اعلان کے مطابق مسلمانوں کی ملی مرکزیت کا سمبل قرار پایا اور اس کا حصول دینی فریضہ بن گیا، یہ دو انتہائی طور پر متضاد موقف تھے، مشرکین مکہ جو ہر قیمت پر مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کا مصمم ارادہ رکھتے تھے نے اپنے موقف کو کامیاب بنانے یعنی اسلام کا استیصال کرنے کے لئے مدینہ منورہ پر حملوں کا سلسلہ شروع کر دیا جو غزوہ احزاب کے موقع پر اتحادی قبائل کے سیل بے پناہ کے حملے کی شکل میں اپنے نقطہ عروج پر پہنچا، اس آخری اور سب سے بڑی کوشش کی ناکامی کے بعد مشرکین مکہ کے حوصلے کمزور ہونے لگے اور ان کے اس سخت اور بے لچک موقف میں دراڑ پڑنے لگی، چنانچہ آئندہ سال مسلمانوں کو کعبہ میں داخل ہونے کا حق دے کر کعبہ پر اپنی اجارہ داری کے خاتمے کا اعلان بھی کیا گیا تھا اور اس بات کا اعتراف بھی کر لیا تھا کہ اب وہ مسلمانوں کو بزور شمشیر اس حق سے محروم کرنے کے اہل نہیں رہے، یہ بالواسطہ طور پر اعتراف شکست ہے جسے فتح خیبر نے مستحکم کر دیا، گویا غزوہ خندق کے تین فریقوں قریش، غطفان اور یہود میں سے ایک فریق قریش نے مسلمانوں کے ساتھ باضابطہ طور پر سیاسی صلح کر کے مسلمانوں کی قوت وطاقت کا اعتراف کر لیا اور اسلامی ریاست کا وجود تسلیم کر کے آپ کا اقتدار تسلیم کر لیا۔

○ اس صلح سے پہلے قریش کا اسلام کے خلاف یہ بڑے شد و مد کے ساتھ پروپیگنڈا تھا کہ اسلام کوئی دین نہیں مگر اب انہوں نے یہ تسلیم

(۱) مسند احمد ۱۵۴۷۰، سنن ابوداود کتاب بَابٌ فِيمَنْ أَسْهَمَ لَهُ سَهْمًا ۲۷۳۶، مستدرک حاکم ۲۵۹۳

(۲) مسند احمد ۱۸۹۱۰، عیون الآثر ۲/۱۷۱، البدایة والنهایة ۴/۱۹۲، تاریخ طبری ۲/۶۳۴، السیرة النبویة لابن کثیر ۳/۳۲۰

کرلیا کہ دوسرے ادیان کی طرح اسلام بھی ایک مکمل دین ہے اور اس پر ایمان رکھنے والے بھی بیت اللہ کے مناسک ادا کر سکتے ہیں، جس کا فائدہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کے خلاف قریش کے پروپیگنڈا سے جو بغض و نفرت پیدا ہوئی تھی وہ کم ہوگئی اور لوگ اسلام کو جاننے کی کوشش کرنے لگے۔

○ دس سال کے لئے جنگ بندی کے معاہدہ سے مسلمانوں کو سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ انہیں امن نصیب ہوا اور صلح کے بعد تین ہی ماہ میں آپ نے یہودیوں کے سب سے بڑے گڑھ خیبر کو فتح کرلیا اور پھر فدک، وادی القریٰ، تیما اور تبوک کی یہودی بستیاں بھی اسلام ریاست کے زیر نگیں ہوگئیں اور مسلمانوں کی طاقت سے خائف ہو کر دوسرے قبائل بھی اسلامی قلمرو میں داخل ہوگئے جس سے قریش کا ایک مضبوط بازو ٹوٹ گیا اور اس خطرے کا زور اور اس کی شدت اور کم ہوگئی، اور وہ علاقہ جو یہود اور قریش کا مشترک منطقہ اثر تھا اس میں مسلمانوں کو اسلام کی آزادانہ دعوت و تبلیغ کا موقعہ میسر آیا، اس سے بیشتر وہ قریش کے زبردست پروپیگنڈے کے زیر اثر اسلام اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے کردار سے نا آشنا تھے لیکن صلح کے بعد جب خاندانی اور تجارتی تعلقات کی وجہ سے کفار کی مدینہ منورہ میں آمد و رفت شروع ہوئی، انہوں نے کلام الٰہی کو سنا تو اس کے مختصر آیات میں مضامین کی وسعت، گہرائی، لفظوں کی دلفریبی اور شرک کے خلاف پرزور دلائل پر جھوم اٹھے ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ قول و کردار کے پکے اصحاب کے کردار کو دیکھا تو دنگ رہ گئے جس سے بغض و عناد کے پردے ہٹ گئے اور ہزاروں لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے جس سے طاقت کا توازن بدل گیا اور دو سال کے اندر اندر فتح مکہ تک اسلامی لشکر تین ہزار سے بڑھ کر دس ہزار تک جا پہنچا، خالد بن ولید فاتح شام اور عمرو بن العاص فاتح مصر کا اسلام اسی زمانے کی یادگار ہے، اس صلح کے نتیجے میں مشرکین کی طاقت دب گئی اور اسلام کا غلبہ یقینی ہوگیا۔

○ اسی صلح کے نتیجے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی عالمی حیثیت کے قیام و استحکام کے عظیم الشان کا آغاز فرمایا جس نے آگے چل کر اس وقت کے عالمی سیاسی حالات پر دور رس اثرات مرتب کیے اور دنیا کو ایک ایسی تہذیب، ثقافت اور ایسے نظام فکر سے متعارف کرایا جسے نظریاتی تہذیب، نظریاتی ثقافت اور اخلاقی نظام فکر کہا جاتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اقدام دنیا میں نظریاتی تہذیب کی صبح اول کا طلوع تھا، اسی مبارک دن سے دنیا نے جاگیرداری اور زمینداری کے نظام فکر سے نکل کر انسانی اخوت اور حریت کے نظریات کی طرف اپنے طویل سفر کا آغاز کیا جو تاحال جاری ہے، اس دراز کار جہاں کا آغاز وقت کی طاقتور ترین اور مہذب ترین سلطنتوں کے فرمانرواؤں کے نام نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کے مراسلات سے ہوا، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت کے اہم ترین سلاطین اور اہم معاشروں کے سربراہوں کو دعوت اسلام دی تھی۔

مضامین سورۃ الفتح:

اس سورۃ میں واقعہ حدیبیہ کو فتح عظیم قرار دیا گیا، اس ضمن میں منافقین کے کردار پر زجر و توبیخ اور اہل ایمان کو اجر عظیم کی خوشخبری سنائی گئی۔

رسول اللہ ﷺ کے خواب کا تذکرہ اور اس کی تعبیر کے جلد وقوع پذیر ہونے کا یقین دلایا گیا۔

بیت رضوان کی عظمت اور اس کے شرکاء کے لیے بخشش ومغفرت کا اعلان کیا گیا۔

سورۃ کے آخر میں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے عظیم کردار اور ان کی اخلاقی عظمت کے آثار بیان فرمائے گئے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِنَّا فَتَحۡنَا لَکَ فَتۡحًا مُّبِیۡنًا ۙ﴿۱﴾ لِّیَغۡفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنۡ ذَنۡۢبِکَ وَ مَا تَاَخَّرَ

بیشک (اے نبی) ہم نے آپ کو ایک کھلم کھلا فتح دی ہے تا کہ جو کچھ تیرے گناہ آگے ہوئے اور پیچھے سب کو اللہ تعالیٰ

وَ یُتِمَّ نِعۡمَتَہٗ عَلَیۡکَ وَ یَہۡدِیَکَ صِرَاطًا مُّسۡتَقِیۡمًا ۙ﴿۲﴾ وَّ یَنۡصُرَکَ اللّٰہُ نَصۡرًا عَزِیۡزًا ﴿۳﴾

معاف فرمائے اور تجھ پر اپنا احسان پورا کر دے اور تجھے سیدھی راہ چلائے اور آپ کو ایک زبردست مدد دے،

ہُوَ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ السَّکِیۡنَۃَ فِیۡ قُلُوۡبِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ لِیَزۡدَادُوۡۤا اِیۡمَانًا مَّعَ اِیۡمَانِہِمۡ ؕ

وہی ہے جس نے مسلمانوں کے دلوں میں سکون (اور اطمینان) ڈال دیا تا کہ اپنے ایمان کے ساتھ ہی ساتھ اور بھی ایمان

وَ لِلّٰہِ جُنُوۡدُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ عَلِیۡمًا حَکِیۡمًا ۙ﴿۴﴾ (الفتح ۱تا۴)

میں بڑھ جائیں، اور آسمانوں اور زمین کے (کل) لشکر اللہ ہی کے ہیں، اور اللہ تعالیٰ دانا باحکمت ہے۔

اے نبی ﷺ! صلح حدیبیہ کے ذریعہ ہم نے تم کو کھلی فتح عطا کر دی تا کہ اللہ تمہاری اگلی پچھلی ہر کوتاہی سے درگزر فرمائے، واللهُ أعْلَمُ۔

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَزَلَتْ عَلَيَّ الْبَارِحَةَ سُورَةٌ، هِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا لِيَغْفِرَ لَكَ اللهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ﴾ [۱]

جسے سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھ پر ایک ایسی آیت نازل ہوئی ہے جو مجھے دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف فرما دیئے۔ [۲]

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى قَامَ حَتَّى تَتَفَطَّرَ رِجْلَاهُ ، قَالَتْ عَائِشَةُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَتَصْنَعُ هَذَا وَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ؟ فَقَالَ: يَا عَائِشَةُ، أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا

[۱] الفتح: 2

[۲] صحيح مسلم كتاب الجهاد صُلْحِ الْحُدَيْبِيَةِ فِي الْحُدَيْبِيَةِ ۴۶۳۷ ، مسند احمد ۲۰۹، صحيح ابن حبان ۳۷۰

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز میں اتناطویل قیام فرماتے کہ آپ کے قدموں پرورم آجاتاتھا،ایک مرتبہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیااے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اپنی زیادہ مشقت کیوں اٹھاتے ہیں؟اللہ نے توآپ کے سب اگلے پچھلے قصور معاف فرمادیئے ہیں؟ توآپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیااے عائشہ رضی اللہ عنہا! کیامیں اللہ کاشکر گزار بندہ نہ بنوں۔[۱]

اورآپ کودشمنوں کے خلاف فتح وغلبہ عطاکرکے اورآپ کے کلمہ کووسعت بخش کرآپ پراتمام نعمت کردےاوراللہ تعالیٰ نے صلح کایہ معاہدہ کراکرآپ کے لئے فتح وکامرانی کاراستہ کھول دیاہے،

عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: تَعُدُّونَ أَنْتُمُ الْفَتْحَ فَتْحَ مَكَّةَ، وَقَدْ كَانَ فَتْحُ مَكَّةَ فَتْحًا، وَنَحْنُ نَعُدُّ الْفَتْحَ بَيْعَةَ الرِّضْوَانِ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ

براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تم لوگ(سورہ فتح میں)فتح سے مرادمکہ مکرمہ کی فتح کہتے ہو،فتح مکہ توبہرحال فتح تھی ہی لیکن ہم غزوہ حدیبیہ کی بیعت رضوان کوحقیقی فتح سمجھتے ہیں۔[۲]

اللہ نے مسلمانوں پراپنےاحسان کاذکرفرمایاکہ مکہ مکرمہ جاتےوقت راستے میں جب تمہیں یہ خبرمعلوم ہوئی کہ قریش ایک جم غفیرکےساتھ لڑنے مرنے پرآمادہ ہیں،اورجب حدیبیہ میں دشمنوں نے کئی بارشبخون مارکرتمہیں اشتعال دلانے کی کوشش کی اورجب تمہیں سیدناعثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبرملی اورجب ابوجندل رضی اللہ عنہ مظلومیت کی تصویربن کرتمہارے سامنے آکرکھڑے ہوئے تھےاورپھرشرائط کی گفت وشند کی مضطرب کردینے والی اس گھڑی میں ان تمام مواقعہ پراسی نے ہی تمہارے دلوں میں سکون واطمینان ڈال کرثابت قدم رکھاتھاتاکہ تمہارے ایمان میں مزید اضافہ ہوجائے،اے مومنو!اللہ تعالیٰ تمہارامحتاج نہیں،زمین وآسمان کے تمام لشکراس کی ملکیت اوراس کے دست تدبیراورقہرکےتحت ہیں وہ ان سے جس طرح چاہتاہے کام لیتاہے مگراس نے اپنی حکمت اورمشیت سے یہ ذمہ داری تم پرڈال دی ہے کہ تم اللہ کے دین کوسربلندکرنے کے لئے کفارکے مقابلہ میں جدوجہداورکوشش کرواسی طریقہ سےتمہارے درجات میں ترقی ہوگی اورآخرت کی کامیابیوں کے دروازے کھلیں گے۔

لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا

تاکہ مومن مردوں اورعورتوں کو ان جنتوں میں لے جائے جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے

---

[۱] صحیح بخاری کتاب التفسیرسورۃ الفتح بَابُ قوله لِيَغْفِرَ لَكَ اللهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ، وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا۴۸۳۶،صحیح مسلم کتاب صفات المنافقین بَابُ إِكْثَارِ الْأَعْمَالِ وَالِاجْتِهَادِ فِي الْعِبَادَةِ۷۱۲۶ ، مسند احمد ۲۴۸۴۴، مصنف عبدالرزاق۴۷۴۶،المعجم الاوسط للطبرانی ۳۸۱۰

[۲] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ الحُدَيْبِيَةِ۴۱۵۰

وَ يُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا ۙ۵ وَّ يُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ

اور ان سے ان کے گناہ دور کر دے، اور اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑی کامیابی ہے، اور تا کہ ان منافق مردوں

وَ الْمُنٰفِقٰتِ وَ الْمُشْرِكِيْنَ وَ الْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ؕ

اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرکہ عورتوں کو عذاب دے جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں بدگمانیاں رکھنے والے ہیں،

عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ۚ وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ لَعَنَهُمْ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ؕ

(دراصل) انہیں پر برائی کا پھیرا ہے، اللہ ان پر ناراض ہوا اور انہیں لعنت کی اور ان کے لیے دوزخ تیار کی

وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا ۶ (الفتح ۶،۵)

اور وہ (بہت) بری لوٹنے کی جگہ ہے۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: فَقَالُوا: هَنِيئًا مَرِيئًا يَا نَبِيَّ اللهِ، لَقَدْ بَيَّنَ اللهُ، عَزَّ وَجَلَّ، مَاذَا يَفْعَلُ بِكَ، فَمَاذَا يَفْعَلُ بِنَا؟ فَنَزَلَتْ عَلَيْهِ: لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا

انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے مروی ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو مبارک ہو اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ سے تو بیان فرما دیا گیا کہ آپ کے ساتھ یہ ہونے والا ہے ہمارے لئے کیا انعام ہے؟ تو آیت ” (اس نے یہ کام اس لیے کیا ہے) تا کہ مومن مردوں اور عورتوں کو ہمیشہ رہنے کے لیے ایسی جنتوں میں داخل فرمائے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی اور ان کی برائیاں ان سے دور کر دے اللہ کے نزدیک یہ بڑی کامیابی ہے۔“ نازل ہوئی۔ [1]

اللہ نے یہ کام اس لئے کیا ہے تا کہ مومن مردوں اور عورتوں سے بشری کمزوریوں سے جو بھول چوک ہو جائے انہیں معاف فرما کر اور ان کے دامن کے ہر دھبے کو مٹا کر ایسی نعمتوں بھری جنتوں میں داخل فرمائے جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ ہی کوئی اس کا تصور کر سکتا ہے، اللہ کے رحم وکرم سے جنتوں میں داخلہ ہی سب سے بڑی کامیابی و کامرانی ہے، جیسے فرمایا

...فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ... ۱۸۵ [2]

ترجمہ: کامیاب دراصل وہ ہے جو وہاں آتشِ دوزخ سے بچ جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے۔

اور منافقین مردوں وعورتوں کو جو یہ آس لگائے بیٹھے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کفار کے ہاتھوں مغلوب ہو جائیں گے

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ الْحُدَيْبِيَةِ ۴۱۷۲، مسند احمد ۱۳۰۳۵

[2] آل عمران ۱۸۵

یا ان کے ہاتھوں مارے جائیں گے اور اللہ حق و باطل کی اس کشمکش میں اپنے نبی اور اپنے دین کی کوئی مدد نہیں کرے گا، اللہ اپنے کلمہ کو بلند نہیں کرے گا بلکہ اہل باطل کو اہل حق پر غلبہ عطا کرے گا، اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ عداوت رکھنے کے سبب اللہ تعالیٰ کا ان پر غضب ہوا اور اس نے ان پر اپنی رحمت کے دروازے بند کر دیئے، وہ انہیں جہنم کے سب سے نچلے حصہ میں داخل کر کے دردناک سزا دے گا جو بدترین ٹھکانہ ہے۔

وَ لِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا

اور اللہ ہی کے لیے آسمانوں اور زمین کے لشکر ہیں اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے، یقیناً ہم نے تجھے گواہی دینے والا

وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۝ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ

اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے، تاکہ (اے مسلمانو) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ

وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ ؕ وَ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ۝ (الفتح ۷ تا ۹)

و اس کی مدد کرو اور اس کا ادب کرو اور اللہ کی پاکی بیان کرو صبح و شام۔

اللہ تعالیٰ نے دوبارہ اپنی قوت و قدرت کا اظہار فرمایا زمین اور آسمانوں کے بے شمار لشکر اللہ ہی کے قبضہ قدرت میں ہیں، وہ جس کو سزا دینا چاہئے اس کی سرکوبی کے لیے وہ اپنے بے شمار لشکروں میں سے جس کو چاہئے استعمال کر سکتا ہے، اور کسی مخلوق میں یہ طاقت نہیں کہ وہ اپنی تدبیروں سے اللہ کے عذاب کو ٹال سکے مگر وہ اپنی حکمت و مشیت کے تحت انہیں ڈھیل پر ڈھیل دیتا ہے، اے نبی ﷺ! ہم نے تم کو مخلوق پر شہادت دینے والا، اہل ایمان کو دنیاوی، دینی اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور انواع و اقسام کی لازوال نعمتوں بھری جنتوں کی بشارت دینے والا اور کفار و مشرکین اور منافقین کو دنیاوی اور آخرت میں اللہ کے غضب اور دہکتی ہوئی جہنم سے خبردار کر دینے والا بنا کر مبعوث کیا ہے، جیسے فرمایا

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ [1]

ترجمہ: اے نبی ﷺ! ہم نے تمہیں بھیجا ہے گواہ بنا کر، بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر۔

تاکہ اے لوگو! اس وقت سے پہلے جب مال و اولاد، منصب اور جتھے کچھ کام نہیں آئیں گے تم اللہ وحدہ لاشریک پر اور اس کے رسول رحمۃ للعالمین محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لاؤ، ان کی اطاعت کرو، ان کی اطاعت اللہ ہی کی اطاعت ہے، جیسے فرمایا

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ ۝ [2]

[1] الاحزاب ۴۵

[2] النساء ۸۰

ترجمہ: جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے دراصل اللہ کی اطاعت کی۔

اور حق و باطل کی اس کشمکش میں حزب اللہ میں شامل ہو کر جان و مال کے ساتھ اللہ کا ساتھ دو، اللہ کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام یعنی ہمہ وقت اپنے خالق، مالک اور رازق کی تسبیح بیان کرتے رہو۔

إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ ۚ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ ۚ

جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ یقیناً اللہ سے بیعت کرتے ہیں، ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے،

فَمَن نَّكَثَ فَإِنَّمَا يَنكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِ ۖ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللَّهَ

تو جو شخص عہد شکنی کرے وہ اپنے نفس پر ہی عہد شکنی کرتا ہے اور جو شخص اس اقرار کو پورا کرے

فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿١٠﴾ (الفتح ۱۰)

جو اس نے اللہ کے ساتھ کیا ہے تو اسے عنقریب اللہ بہت بڑا اجر دے گا۔

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر سن کر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چودہ سو اصحاب رضی اللہ عنہم درخت کے نیچے آپ کے دست مبارک پر بیعت علی الموت کر رہے تھے، وہ آپ کے توسط سے اللہ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے، یعنی یہ بیعت دراصل اللہ ہی کی ہے کیونکہ اسی نے جہاد کا حکم فرمایا ہے، اور وہی اس کا اجر عطا فرمائے گا جیسے فرمایا

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۚ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ ۖ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ وَالْقُرْآنِ ۚ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ ۚ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُم بِهِ ۚ وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١١١﴾ [1]

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے مومنوں سے ان کے نفس اور ان کے مال جنت کے بدلے خرید لیے ہیں، وہ اللہ کی راہ میں لڑتے اور مارتے اور مرتے ہیں، ان سے (جنت کا وعدہ) اللہ کے ذمے ایک پختہ وعدہ ہے تورات اور انجیل اور قرآن میں، اور کون ہے جو اللہ سے بڑھ کر اپنے عہد کا پورا کرنے والا ہو؟ پس خوشیاں مناؤ اپنے اس سودے پر جو تم نے اللہ سے چکا لیا ہے، یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔

عَن أَبُو هُرَيْرَة قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ سَلَّ سَيْفَهُ فِي سَبِيلِ اللهِ، فَقَدْ بَايَعَ اللهَ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے اللہ کی راہ میں تلوار اٹھالی اس نے اللہ تعالیٰ سے بیعت کر لی۔ [2]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسلم فِي الْحَجَرِ: وَاللَّهِ لَيَبْعَثُهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَهُ عَيْنَانِ يَنْظُرُ

[1] التوبۃ ۱۱۱

[2] الدر المنثور ۲۹۴/۴، تفسیر المنار ۴۱/۱۱

بِهِمَا، وَلِسَانٌ يَنْطِقُ، بِهِ وَيَشْهَدُ عَلَى مَنِ اسْتَلَمَهُ بِالْحَقِّ، فَمَنِ اسْتَلَمَهُ فَقَدْ بَايَعَ اللّٰهَ، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ﴾

اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کے بارے میں ارشاد فرمایا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اسے کھڑا کرے گا اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے وہ دیکھے گا اور زبان ہوگی جس سے وہ بولے گا اور جس نے حق کے ساتھ بوسہ دیا ہو گا اس کی گواہی دے گا، اسے بوسہ دینے والا در اصل اللہ تعالیٰ سے بیعت کرنے والا ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی آیت ''اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم، جو لوگ تم سے بیعت کر رہے تھے وہ در اصل اللہ سے بیعت کر رہے تھے، ان کے ہاتھ پر اللہ کا ہاتھ تھا اب جو اس عہد کو توڑے گا اس کی عہد شکنی کا وبال اس کی اپنی ہی ذات پر ہو گا اور جو اس عہد کو وفا کرے گا جو اس نے اللہ سے کیا ہے، اللہ عنقریب اس کو بڑا اجر عطا فرمائے گا۔'' تلاوت فرمائی۔[1]

اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو زیادہ تاکید، تقویت اور ان کو بیعت کے پورا کرنے پر آمادہ کرنے کے لئے فرمایا اب کوئی بیعت رضوان سے روگردانی کر کے لڑائی میں حصہ نہ لے گا تو اس عہد شکنی وبال اسی پر پڑے گا اور اسے اس کی سزا ملے گی اور جو اللہ سے عہد کے مطابق اللہ کے رسول کی جان و مال کے ساتھ مدد کرے گا، ان کے ساتھ مل کر جہاد فی سبیل اللہ میں شریک ہوگا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فتح و غلبہ عطا فرمادے تو اللہ بہت جلد اسے اجر عظیم عطا فرمائے گا۔

سَيَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَآ اَمْوَالُنَا وَ اَهْلُوْنَا

دیہاتیوں میں سے جو لوگ پیچھے چھوڑ دیئے گئے تھے وہ اب تجھ سے کہیں گے کہ ہم اپنے مال اور بال بچوں میں لگے رہ گئے

فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ

پس آپ ہمارے لیے مغفرت طلب کیجئے، یہ لوگ اپنی زبانوں سے وہ کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہے،

قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ؕ

آپ جواب دیجئے کہ تمہارے لیے اللہ کی طرف سے کسی چیز کا بھی اختیار کون رکھتا ہے اگر وہ تمہیں نقصان پہنچانا چاہے

بَلْ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝۱۱ بَلْ ظَنَنْتُمْ

یا تمہیں کوئی نفع دینا چاہے تو، بلکہ تم جو کچھ کر رہے ہو اس سے اللہ خوب باخبر ہے، (نہیں) بلکہ تم نے یہ گمان کر رکھا تھا

اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰٓى اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا وَّ زُيِّنَ ذٰلِكَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ

کہ پیغمبر اور مسلمانوں کا اپنے گھروں کی طرف لوٹ آنا قطعاً ناممکن ہے اور یہی خیال تمہارے دلوں میں رچ گیا تھا

---

[1] تفسیر ابن کثیر ۷/۳۳۰

وَ ظَنَنۡتُمۡ ظَنَّ السَّوۡءِ ۚۖ وَ كُنۡتُمۡ قَوۡمًۢا بُوۡرًا ﴿۱۲﴾ وَ مَنۡ لَّمۡ یُؤۡمِنۡۢ بِاللّٰهِ وَ رَسُوۡلِهٖ

اور تم نے برا گمان کر رکھا تھا، دراصل تم لوگ ہو بھی ہلاک ہونے والے، اور جو شخص اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان نہ لائے

فَاِنَّاۤ اَعۡتَدۡنَا لِلۡكٰفِرِیۡنَ سَعِیۡرًا ﴿۱۳﴾ وَ لِلّٰهِ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ

تو ہم نے بھی ایسے کافروں کے لیے دہکتی آگ تیار کر رکھی ہے، اور زمین اور آسمانوں کی بادشاہت اللہ ہی کے لیے ہے،

یَغۡفِرُ لِمَنۡ یَّشَآءُ وَ یُعَذِّبُ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا ﴿۱۴﴾ (الفتح ۱۱ تا ۱۴)

جسے چاہے بخشے اور جسے چاہے عذاب کرے، اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے مدینے کے اطراف میں آباد قبیلے غفار، مزینہ، جہینہ، اسلم، اشجع اور دئل کے ضعیف الایمان بدوؤں کی مذمت فرمائی کہ اے نبی ﷺ! جو لوگ ایمان کا دعویٰ کرنے کے باوجود جہاد فی سبیل اللہ میں موت کے خوف سے اپنے گھروں سے نہیں نکلے تھے مگر جب آپ کو زندہ سلامت دیکھیں گے تو آپ سے ظاہری طور پر مختلف دنیاوی جھوٹے بہانوں سے مغفرت اور استغفار کی التجائیں کریں گے، حالانکہ نہ وہ اپنے گناہ پر نادم ہیں اور نہ ہی انہیں اپنے گناہ کی سنگینی کا احساس ہے، اور نہ ہی دل میں مغفرت کی کوئی طلب ہے، آپ انہیں صاف طور پر کہہ دیں کہ بندوں کی بخشش و مغفرت کا اختیار مجھے نہیں اللہ علام الغیوب کو حاصل ہے، جو تمہارے تمام چھوٹے بڑے، ظاہر اور پوشیدہ اعمال سے باخبر ہے، اس لئے اگر وہ تمہارے اعمال کے صلے میں تمہیں کوئی جانی یا مالی نقصان پہنچانے یا تمہیں غنیمت سے نوازنے کا فیصلہ کر لے تو کسی میں قدرت نہیں کہ اس کے فیصلے کو روک سکے، اور اگر میں تمہارے ظاہری قول کو سچ مان کر تمہارے حق میں دعائے مغفرت کر بھی دوں تو میری یہ دعا تمہیں اللہ کی پکڑ سے بچا نہ سکے گی، مگر اصل بات وہ نہیں ہے جو تم اپنی زبان سے کہہ رہے ہو بلکہ حقیقت یہ ہے کہ تم نے اپنے نفاق سے بظاہر بڑا دانشمندانہ فیصلہ کیا تھا کہ تم نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مکہ مکرمہ نہ جا کر خود کو موت کے منہ سے بچا لیا ہے اور اللہ قادر مطلق کے بارے میں تمہیں یہ بدگمانی تھی کہ اللہ اپنے دین اور اپنے رسول کی مدد نہیں کرے گا اور کفار ہمیں نیست و نابود کر دیں گے اور ہم لوگ زندہ سلامت اپنے اہل و عیال میں واپس نہیں آسکیں گے، اے نبی ﷺ! یہ ہلاک ہونے والے لوگ ہیں، جو لوگ اللہ وحدہ لاشریک اور اس کے رسول پر ایمان نہ رکھتے ہوں ایسے کفار، مشرکین اور منافقین کے لئے ہم نے جہنم کی آگ تیار کر رکھی ہے جس میں نہ یہ جی سکیں گے اور نہ مر ہی سکیں گے، جیسے فرمایا

اِنَّهٗ مَنۡ یَّاۡتِ رَبَّهٗ مُجۡرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ؕ لَا یَمُوۡتُ فِیۡهَا وَ لَا یَحۡیٰی ﴿۷۴﴾ [1]

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ جو مجرم بن کر اپنے رب کے حضور حاضر ہو گا اس کے لیے جہنم ہے جس میں وہ نہ جیے گا نہ مرے گا۔

ثُمَّ لَا یَمُوۡتُ فِیۡهَا وَ لَا یَحۡیٰی ﴿۱۳﴾ [2]

[1] طہ ۷۴

[2] الاعلی ۱۳

ترجمہ: پھر نہ اس میں مرے گا نہ جیئے گا۔

چنانچہ ابھی وقت ہے اپنی اس روش سے باز آجاؤ، اس کی طرف جھک جاؤ اور نفاق سے توبہ کر کے خالق و مالک اور متصرف کائنات سے بخشش و مغفرت چاہو تو تم اسے رحم کرنے اور بخش دینے والا پاؤ گے، اس کی بے پایاں رحمت و کرم رات دن نازل ہوتا رہتا ہے۔

سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰى مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا

جب تم غنیمتیں لینے جانے لگو گے تو جھٹ سے یہ پیچھے چھوڑے ہوئے لوگ کہنے لگیں گے کہ ہمیں بھی اپنے ساتھ چلنے کی

نَتَّبِعْكُمْ ۚ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ

اجازت دیجئے، وہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کلام کو بدل دیں، آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہی فرما چکا ہے کہ تم

مِنْ قَبْلُ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا ؕ

ہرگز ہمارے ساتھ نہیں چلو گے، وہ اس کا جواب دیں گے (نہیں نہیں) بلکہ تم ہم سے حسد کرتے ہو، (اصل بات یہ ہے)

بَلْ كَانُوْا لَا يَفْقَهُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿١٥﴾ قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ

کہ وہ لوگ بہت ہی کم سمجھتے ہیں، آپ پیچھے چھوڑے ہوئے بدویوں سے کہہ دو کہ عنقریب تم ایک

اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ ۚ فَاِنْ تُطِيْعُوْا

سخت جنگجو قوم کی طرف بلائے جاؤ گے کہ تم ان سے لڑو گے یا وہ مسلمان ہو جائیں گے، پس اگر تم اطاعت کرو گے

يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ

تو اللہ تمہیں بہت بہتر بدلہ دے گا اور اگر تم نے منہ پھیر لیا جیسا کہ اس سے پہلے تم منہ پھیر چکے ہو

يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿١٦﴾ (الفتح ١٦،١٥)

وہ تمہیں دردناک عذاب دے گا۔

اور جب آپ انہیں چودہ سو مجاہدین کے ساتھ (جنہوں نے آپ کے دست مبارک پر بیعت رضوان کی تھی) خیبر کی مہم پر روانہ ہوں گے تو اللہ کے بارے میں بدگمان یہ منافقین آسان فتوحات کو حاصل ہوتے اور بہت سے اموال غنیمت کے لالچ میں ساتھ چلنے پر اصرار کریں گے مگر آپ انہیں حصہ لینے کا ہرگز موقع نہ دینا اور ان سے کہنا کہ یہ تو اللہ تعالیٰ نے غزوہ حدیبیہ کے مجاہدین کے لئے مخصوص فرما دیئے ہیں جو خطرات کے مقابلے میں سرفروشی کے لئے آگے بڑھے تھے، اس وقت یہ مسلمانوں کو طعنہ دیں گے کہ تم لوگ ہم سے حسد کرتے ہو کہ

کہیں ہم بھی مال غنیمت میں تمہارے شریک نہ ہو جائیں، حالانکہ یہ بات نہیں جو وہ سمجھ رہے ہیں بلکہ ان کو جہاد سے منہ موڑنے کی پاداش میں دنیاوی سزا دی جا رہی ہے، مگر ان فاسد لوگوں کو فہم و فراست ہی نہیں کہ ان کی محرومی کا سبب ان کی نافرمانی ہے، اس وقت ان سے کہنا کہ بہت جلد تمہیں بڑے جری، جنگجو اور زور آور دشمنوں (مثلاً ہوزان، ثقیف جن سے حنین کے مقام پر جنگ ہوئی یا مسلمہ کذاب کی قوم بنو حنیفہ یا رومی و اہل فارس وغیرہ) سے جہاد فی سبیل اللہ کی دعوت دی جائے گی، اللہ تعالیٰ ان پر تمہاری مدد فرمائے گا یا پھر وہ لوگ بغیر لڑائی اسلام قبول کر لیں گے یا مغلوب ہو کر جزیہ دینا قبول کر لیں گے، اس وقت اگر تم نے جہاد کی پکار پر خوش دلی سے لبیک کہا تو اللہ تمہیں اس کا بہترین صلہ عطا فرمائے گا، اور اگر غزوہ حدیبیہ کی طرح منہ موڑو گے تو المناک عذاب تمہارے لئے تیار ہے۔

لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ ؕ

اندھے پر کوئی حرج نہیں ہے اور نہ لنگڑے پر کوئی حرج ہے اور نہ بیمار پر کوئی حرج ہے،

وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ

جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرے اسے اللہ ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جس کے

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۷﴾ (الفتح ۱۷)

(درختوں) تلے نہریں جاری ہیں اور جو منہ پھیر لے اسے دردناک عذاب (کی سزا) دے گا۔

اگر چلنے پھرنے سے معذوری کی بنا پر اندھا اور لنگڑا اور مریض جہاد فی سبیل اللہ کے لیے نہ آئے تو کوئی گناہ نہیں ہے، جو کوئی شخص اللہ وحدہ لاشریک اور اس کے رسول پر ایمان لائے گا اور ان کے اوامر کی تعمیل کرنے اور ان کے نواہی سے اجتناب کرنے میں ان کی اطاعت کرے گا اور جس کا یہ عقیدہ ہو گا

...اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶۲﴾ (۱)

ترجمہ: میری نماز میرے تمام مراسم عبوریت، میرا جینا اور میرا مرنا سب کچھ اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔

اللہ تعالیٰ اسے ان انواع و اقسام کی لازوال نعمتوں بھری جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے دودھ، نتھرے پانی، شہد اور مختلف ذائقوں کی شراب کی نہریں بہ رہی ہوں گی، جیسے فرمایا

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۭ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ڬ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ۭ وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ﴿۱۵﴾ (۲)

---

(۱) الانعام ۱۶۲

(۲) محمد ۱۵

ترجمہ: پرہیز گار لوگوں کے لیے جس جنت کا وعدہ کیا گیا ہے اس کی شان تو یہ ہے کہ اس میں نہریں بہہ رہی ہوں گی نتھرے ہوئے پانی کی، نہریں بہہ رہی ہوں گی ایسے دُودھ کی جس کے مزے میں ذرا فرق نہ آیا ہو گا، نہریں بہہ رہی ہوں گی ایسی شراب کی جو پینے والوں کے لیے لذیذ ہو گی، نہریں بہہ رہی ہوں گی صاف شفاف شہد کی، اس میں ان کے لیے ہر طرح کے پھل ہوں گے اور ان کے رب کی طرف سے بخشش۔

اور ان جنتوں میں ہر وہ چیز ہو گی جس کی نفس خواہش کریں گے اور جن سے آنکھوں کو لذت حاصل ہو گی، جیسے فرمایا

وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِيٓ أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ﴿٣١﴾ [1]

ترجمہ: وہاں جو کچھ تم چاہو گے تمہیں ملے گا اور ہر چیز جس کی تم تمنا کرو گے وہ تمہاری ہو گی۔

اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے منہ پھیرے گا وہ اسے دنیا میں ذلت و رسوائی میں مبتلا کرے گا اور آخرت میں جہنم کا دردناک عذاب دے گا۔

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ

یقیناً اللہ تعالیٰ مومنوں سے خوش ہو گیا جبکہ وہ درخت تلے تجھ سے بیعت کر رہے تھے، ان کے دلوں میں جو تھا اسے اس نے

فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿١٨﴾ وَّ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا

معلوم کر لیا اور ان پر اطمینان نازل فرمایا اور انہیں قریب کی فتح عنایت فرمائی، اور بہت سی غنیمتیں جنہیں وہ حاصل کریں گے

وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿١٩﴾ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا

اور اللہ غالب حکمت والا ہے، اللہ تعالیٰ نے تم سے بہت ساری غنیمتوں کا وعدہ کیا ہے جنہیں تم حاصل کرو گے

فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَ كَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ ۚ وَ لِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ

پس یہ تمہیں جلدی ہی عطا فرما دی اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے تاکہ مومنوں کے لیے یہ ایک نشانی ہو جائے

وَ يَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿٢٠﴾ وَّ اُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا

اور تاکہ وہ تمہیں سیدھی راہ چلائے، اور تمہیں اور (غنیمتیں) بھی دے جن پر اب تک تم نے قابو نہیں پایا،

وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿٢١﴾ (الفتح ۱۸ تا ۲۱)

اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے قابو میں کر رکھا ہے، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

---

[1] حم السجدۃ ۳۱

اللہ تعالیٰ نے بیت رضوان میں شامل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جن کے دلی صداقت، نیت وفا اور اللہ اور رسول کی اطاعت کے جذبات سے اللہ خوب واقف ہے سند خوشنودی عطا فرمائی، اور ان کی قدر دانی کے لئے انہیں صبر و تحمل کی توفیق بخشی، اور انہیں انعام اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور رضا کی تعمیل کی قدر و قیمت کے طور پر قریبی فتح یعنی حدیبیہ کی صلح اور تین ماہ بعد ہی صفر سات ہجری کو انعام کے طور پر یہودیوں کا زرخیز و شاداب علاقہ خیبر کی فتح نصیب ہونے کی خوشخبری سنائی، جس سے مجاہدین کو کثیر مال غنیمت ملا اور مہاجرین نے واپس آ کر اپنے انصار بھائیوں کے اموال ان کو واپس لوٹا دیئے، اور تم لوگ صرف خیبر کی غنیمت ہی کو آخری نہ سمجھو بلکہ اس کے بعد بھی اللہ تمہیں بکثرت اموال غنیمت سے نوازے گا چنانچہ خیبر کے بعد دوسری یہودی بستیاں فدک، وادی القریٰ، تیما اور تبوک وغیرہ مسخر ہوتی چلی گئیں جس سے صحابہ رضی اللہ عنہم کو کثیر مال غنیمت اور وہ عزت و رفعت حاصل ہوئی کہ دنیا انگشت بدنداں رہ گئی، اور فرمایا کہ اللہ کی حمد و ثنا بیان کرو کہ حدیبیہ کے مقام پر جہاں قریش جنگی نقطہ نظر سے بہتر پوزیشن میں تھے، وہ تمہیں بے سروسان اور اپنے مستقر سے دور دیکھ کر اپنے حلیفوں کے ساتھ چاروں طرف سے گھیر کر یکبارگی حملہ کر سکتے تھے، اس کے علاوہ مدینہ منورہ کو خالی دیکھ کر یہود و مشرکین حملہ کر سکتے تھے مگر اللہ نے احسان فرمایا اور اس نے کفار کو اتنی ہمت ہی عطا نہ فرمائی اور انہوں نے مرعوب ہو کر ان شرائط پر صلح کی جو بظاہر تو ان کے حق میں تھیں مگر درحقیقت سراسر مسلمانوں کی فتح و نصرت کی نوید تھیں، اللہ نے یہ سب اس لئے کیا تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اللہ کس طرح اپنے اطاعت گزاروں کی تائید و نصرت فرماتا ہے، اور اس سے تمہارے دل مزید تقویت حاصل کریں کہ آئندہ بھی اللہ تمہاری مدد اور ہدایت پر استقامت عطا فرمائے گا، اور ابھی مکہ مکرمہ تمہاری فتوحات کے دائرہ میں نہیں آیا ہے لیکن اللہ نے اسے گھیرے میں لے لیا ہے اور صلح حدیبیہ کے نتیجے میں بہت جلد تمہارے قبضہ میں آ جائے گا، بلاشبہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

وَ لَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّ لَا نَصِيْرًا ﴿۲۲﴾ سُنَّةَ اللّٰهِ

اور اگر تم سے کافر جنگ کرتے تو یقیناً پیٹھ دکھا کر بھاگتے پھر نہ تو کوئی کارساز پاتے نہ مددگار، اللہ کے اس قاعدے کے

الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۚۖ وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾ وَ هُوَ الَّذِيْ

مطابق جو پہلے چلا آیا ہے، تو کبھی بھی اللہ کے قاعدے کو بدلتا ہوا نہ پائے گا، وہی ہے جس نے

كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ

خاص مکہ میں کافروں کے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے روک لیا اس کے بعد کہ اس نے تمہیں ان

اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ﴿۲۴﴾ هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

پر غلبہ دے دیا تھا اور تم جو کچھ کر رہے ہو اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے، یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے کفر کیا اور تم کو

وَ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ الْهَدْيَ مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ ؕ وَ لَوْ لَا رِجَالٌ

مسجد حرام سے روکا اور قربانی کے لیے موقوف جانور کو اس کی قربان گاہ میں پہنچنے سے (روکا)، اور اگر ایسے بہت سے

مُّؤْمِنُوْنَ وَ نِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَـُٔوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ

مسلمان مرد اور (بہت سی) مسلمان عورتیں نہ ہوتیں جن کی تم کو خبر نہ تھی یعنی ان کے پس جانے کا احتمال نہ ہوتا جس پر ان

مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ لِيُدْخِلَ اللّٰهُ

کی وجہ سے تم کو بھی بے خبری میں ضرر پہنچتا (تو تمہیں لڑنے کی اجازت دی جاتی، لیکن ایسا نہیں کیا گیا) تا کہ اللہ تعالیٰ

فِيْ رَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۚ لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۲۵﴾

اپنی رحمت میں جس کو چاہے داخل کرے اور اگر یہ الگ الگ ہوتے تو ان میں جو کافر تھے ہم ان کو دردناک سزا دیتے، ج

اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ

ب کہ ان کافروں نے اپنے دلوں میں حمیت کو جگہ دی اور حمیت بھی جاہلیت کی، سو اللہ تعالیٰ نے

عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى

اپنے رسول پر اور مومنین پر اپنی طرف سے تسکین نازل فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تقوے کی بات پر جمائے رکھا

وَ كَانُوْۤا اَحَقَّ بِهَا وَ اَهْلَهَا ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۲۶﴾ (الفتح ۲۲تا۲۶)

اور وہ اس کے اہل اور زیادہ مستحق تھے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔

اگر کفار صلح کے بجائے اپنی ظاہر اُبرتری اور تمہیں بے سروساماں دیکھ کر جنگ کا راستہ اختیار کرتے تو اللہ اہل ایمان کو فتح ونصرت سے نوازتا اور کفار کا کوئی حلیف انہیں کسی طرح کی کوئی مدد نہ پہنچا سکتا، اللہ تعالیٰ کی یہ سنت اور عادت پہلے سے چلی آرہی ہے کہ جب کفرو ایمان کے درمیان فیصلہ کن معرکہ آرائی کا مرحلہ آتا ہے تو اللہ اہل ایمان کی مدد فرماتا اور اپنے کلمہ کو سربلندی عطا فرماتا ہے اور تم اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے، جیسے فرمایا

سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿۶۲﴾ [1]

ترجمہ: یہ اللہ کی سنت ہے جو ایسے لوگوں کے معاملے میں پہلے سے چلی آرہی ہے اور تم اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے۔

---

[1] الاحزاب ۶۲

...فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ﴿۴۳﴾ [1]

ترجمہ: اب کیا یہ لوگ اس کا انتظار کر رہے ہیں کہ پچھلی قوموں کے ساتھ اللہ کا جو طریقہ رہا ہے وہی ان کے ساتھ بھی برتا جائے؟ یہی بات ہے تو تم اللہ کے طریقے میں ہرگز کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے اور تم کبھی نہ دیکھو گے کہ اللہ کی سنت کو اس کے مقرر راستے سے کوئی طاقت پھیر سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کفار کے مسلمانوں کے خلاف جتن اور اہل ایمان کی اطاعت وسرفروشی کو بھی جانتا تھا، اگر اللہ چاہتا تو اس وقت حدیبیہ میں جنگ برپا ہو جاتی مگر اللہ نے اپنی حکمت ومشیت سے دونوں فریقوں کو لڑنے سے روکا حالانکہ وہ ان پر تمہیں غلبہ عطا کر چکا تھا اور جو کچھ تم کر رہے تھے اللہ اسے دیکھ رہا تھا،

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْحُدَيْبِيَةِ هَبَطَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ ثَمَانُونَ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ فِي السِّلَاحِ، مِنْ قِبَلِ جَبَلِ التَّنْعِيمِ، يُرِيدُونَ غِرَّةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَدَعَا عَلَيْهِمْ فَأُخِذُوا قَالَ عَفَّانُ: فَعَفَا عَنْهُمْ وَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: {وَهُوَ الَّذِىْ كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ}، [2]

انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے مروی ہے حدیبیہ کے دن مکہ کے اسی (۸۰) مسلح آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے سامنے جبل تنعیم کی طرف سے آدھمکے، ان کا مقصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اچانک حملہ کرنا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے بددعا فرمائی تو وہ پکڑ لیے گئے، اور عفان کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں معاف فرمادیا اور پھر اسی بارے میں یہ آیت کریمہ ''وہی ہے جس نے مکہ کی وادی میں ان کے ہاتھ تم سے اور تمہارے ہاتھ ان سے روک دیے حالانکہ وہ ان پر تمہیں غلبہ عطا کر چکا تھا اور جو کچھ تم کر رہے تھے اللہ اسے دیکھ رہا تھا۔'' نازل ہوئی۔ [3]

یہ وہی لوگ تو ہیں جنہوں نے اللہ وحدہ لاشریک اور اس کے رسول کی تکذیب کی اور بیت اللہ کے حقیقی وارثوں کو مسجد حرام کی زیارت اور طواف کرنے سے روکا اور ظلم وتعدی کی بنا پر ھدی کے اونٹوں کو ان کی قربانی کی جگہ نہ پہنچنے دیا، اگر مکہ مکرمہ میں ایسے کمزور مومن مرد وعورت موجود نہ ہوتے جو اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے ہیں اور اپنی بے بسی کی وجہ سے ہجرت پر قادر نہیں ہیں اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ نادانستگی میں تم انہیں پامال کر دو گے اور اس سے تم پر حرف آئے گا تو جنگ نہ روکی جاتی، جنگ اس لئے روکی گئی تا کہ اللہ جسے چاہئے اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمادے،

جُنَيْدَ بْنَ سَبْعٍ، يَقُولُ: قَاتَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلَ النَّهَارِ كَافِرًا، وَقَاتَلْتُ مَعَهُ آخِرَ النَّهَارِ مُسْلِمًا

---

[1] فاطر ۴۳

[2] الفتح: 24

[3] مسند احمد ۱۲۲۲۷، صحیح مسلم كِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ، سنن ابوداود كِتَاب الْجِهَادِ بَابٌ فِي الْمَنِّ عَلَى الْأَسِيرِ بِغَيْرِ فِدَاءٍ ۲۶۸۸، جامع ترمذی أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ الْفَتْحِ ۳۲۶۴، السنن الکبری للنسائی ۱۱۴۴۶

وَنَزَلَتْ فِينَا: {وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُونَ وَنِسَاءٌ مُّؤْمِنَاتٌ}، [۱] قَالَ: كُنَّا تِسْعَةَ نَفَرٍ سَبْعَةَ رِجَالٍ وَامْرَأَتَيْنِ

جنید بن سبیع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حدیبیہ کے موقع پر صبح کے وقت میں کفار کے ساتھ مل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف لڑ رہا تھا لیکن اسی شام کو اللہ تعالیٰ نے میرا دل پھیر دیا اور میں نے اسلام قبول کر لیا اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو کر کفار سے لڑ رہا تھا، ہمارے ہی بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ’’ اگر (مکہ میں) ایسے مومن مرد و عورت موجود نہ ہوتے جنہیں تم نہیں جانتے۔ ‘‘ کہتے ہیں ہم کل نو شخص تھے جن میں سات مرد اور دو عورتیں تھیں۔ [۲]

وَقَالَ: كُنَّا ثَلَاثَةَ رِجَالٍ وَتِسْعَ نِسْوَةٍ

جنید بن سبیع رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت میں ہے ہم تین مرد تھے اور نو عورتیں تھیں۔ [۳]

ہاں اگر اہل ایمان کفار سے ملے جلے نہ ہوتے اور الگ رہائش پذیر ہوتے تو اللہ تمہیں مکہ مکرمہ میں داخل ہو کر کفار سے لڑنے کی اجازت دے دیتا، پھر ایک خونریز جنگ کے بعد بہت سے کفار تمہارے ہاتھوں قتل ہو جاتے اور بہت سے اسیر بنا لئے جاتے یہی وجہ ہے کہ جب ان کافروں نے اپنے دلوں میں جاہلانہ حمیت بٹھالی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم کو کسی قیمت پر بیت اللہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے تو اللہ نے کفار قریش کی جاہلانہ حمیت، تعصب کا مقابلہ کرنے کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل ایمان کو صبر و وقار عطا فرمایا اور وہ کلمہ تقویٰ لا الٰہ الا اللہ پر قائم رہے،

كَلِمَةَ التَّقْوَى. قال مجاهد لَا إِلَهَ إِلاَّ الله

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں کلمہ تقویٰ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ [۴]

هِيَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ، لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كل شيء قدير

عطا بن ابی رباح کلمہ تقویٰ کے بارے میں کہتے ہیں وہ لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک، لہ لہ الملک ولہ الحمد، وھو علی کل شی قدیر ہے۔ [۵]

عَلِيًّا، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي قَوْلِهِ: {وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَى}، [۶] قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ’’ اور مومنوں کو تقویٰ کی بات کا پابند رکھا۔ ‘‘ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا لا الٰہ الا اللہ۔ [۷]

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: {وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَى}، [۸] قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ

---

[۱] الفتح: 25

[۲] المعجم الکبیر للطبرانی ۲۲۰۴

[۳] المعجم الکبیر للطبرانی ۳۵۴۳

[۴] تفسیر القرطبی ۱/۶۷

[۵] تفسیر ابن کثیر ۷/۳۴۴

[۶] الفتح: 26

[۷] تفسیر طبری ۲۲/۲۵۴

[۸] الفتح: 26

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت میں ہے جب ان سے اللہ عزوجل کے قول ''اور مومنوں کو تقویٰ کی بات کا پابند رکھا۔'' کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا الا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر۔ (۱)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَى قَالَ: شَهَادَةُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلا اللَّهُ وَهِيَ رَأْسُ كُلِّ تَقْوَى

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ''اور مومنوں کو تقویٰ کی بات کا پابند رکھا۔'' کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہی تقویٰ کی بنیاد ہے۔ (۲)

ومروان بن الحَكَمِ وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَى قَالَ: لَا إِلَهَ إِلا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ

اور مروان بن الحکم رحمہ اللہ سے '' اور مومنوں کو تقویٰ کی بات کا پابند رکھا۔'' کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ (۳)

وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَى وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا (۴) وَهِيَ (لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ)

امام قرطبی '' اور مومنوں کو تقویٰ کی بات کا پابند رکھا کہ وہی اس کے زیادہ حق دار اور اس کے اہل تھے۔'' کے بارے میں فرماتے ہیں وہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ (۵)

عَنْ الطُّفَيْلِ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: {وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَى} (۶) قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ

طفیل اپنے والد سے روایت کرتے ہیں اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کلمہ تقویٰ لا الٰہ الا اللہ ہے۔ (۷)

اور وہی اس کے زیادہ حق دار اور اس کے اہل تھے، اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔

لَقَدْ صَدَقَ اللهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللهُ اٰمِنِيْنَ ۙ

یقیناً اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کا خواب سچ کر دکھایا کہ انشاء اللہ تم یقیناً پورے امن وامان کے ساتھ مسجد حرام میں داخل ہو گے

---

(۱) مستدرک حاکم ۳۷۱/۷

(۲) تفسیرابن ابی حاتم ۱۸۶۰۰، ۱۰/۳۳۰۱

(۳) تفسیرابن ابی حاتم ۱۰/۳۳۰۱،۱۸۶۰۱

(۴) الفتح: 26

(۵) تفسیر القرطبی ۱۵/۷۲

(۶) الفتح: 26

(۷) مسنداحمد ۲۱۲۵۵، المعجم الکبیر للطبرانی ۵۳۶

مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَ مُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ؕ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ

سر منڈواتے ہوئے اور سر کے بال کترواتے ہوئے (چین کے ساتھ) نڈر ہو کر، وہ ان امور کو جانتا ہے جنہیں تم نہیں

مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۲۷﴾ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ

جانتے، پس اس نے اس سے پہلے ایک نزدیک کی فتح تمہیں میسر کی، وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق

لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۲۸﴾ (الفتح ۲۸،۲۷)

کے ساتھ بھیجا تا کہ اسے ہر دین پر غالب کرے، اور اللہ تعالیٰ کافی ہے گواہی دینے والا۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے دلوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب کھٹک رہا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے سوال کے جواب میں فرما دیا تھا

أَفَأَخْبَرْتُكَ أَنَّا نَأْتِيهِ الْعَامَ؟قُلْتُ: لَا،قَالَ:فَإِنَّكَ آتِيهِ ومُطوّف بِهِ

کیا میں نے تمہیں یہ بھی بتایا تھا کہ تم اسی سال بیت اللہ جاؤ گے؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی نہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ضرور بیت اللہ جاؤ گے اور اس کا طواف بھی کرو گے۔

یعنی اسی سال عمرہ ادا کرنے کی تصریح تو نہ تھی مگر اس کے باوجود دلوں میں کچھ نہ کچھ خلش موجود تھی، چنانچہ فرمایا گیا کہ اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا خواب دکھلایا تھا اور وہ یقیناً عنقریب پورا ہو کر رہے گا اور تم لوگ اللہ کی حکمت و مشیت کے مطابق اس کے محترم گھر کی بے خوف وخطر زیارت اور دوسری رسوم ادا کرو گے، چنانچہ عمرہ قضا ذی قعدہ سات ہجری میں ہوا، اللہ جو علام الغیوب ہے اس بات کو جانتا تھا مگر تم لاعلم تھے، اور اللہ نے حکمت اور منفعت بیان فرمائی کہ وہ صلح کے ان فوائد کو جانتا تھا اس لئے اس نے تمہیں اس خواب کے پورا ہونے سے پہلے یہ فتح مبین عطا فرما دی جس کے نتیجے میں بہ کثرت لوگ مسلمان ہوئے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ لوگ ہمارے رسول کی تکذیب کرتے ہیں حالانکہ ہمارے رسول کا رسول ہونا تو ایک حقیقت ہے کسی کے ماننے یا نہ ماننے سے کوئی فرق نہیں پڑتا، وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت دے کر بھیجا جو گمراہی میں راہ راست دکھاتا ہے اور خیر و شر کے تمام راستے واضح کر دیتا ہے اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تا کہ وہ اس کو حجت و برہان کے ذریعے پوری جنسِ دین پر غالب کر دے یعنی دین کی نوعیت رکھنے والے تمام نظامات زندگی پر غالب کر دے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے بعد صحابہ کرام کی کوششوں سے ہر طرف دین اسلام کا غلبہ ہو گیا اور قرون اولیٰ اور اس کے مابعد عرصہ دراز تک جب تک مسلمان اپنے دین پر عامل رہے انہیں دنیوی اور عسکری لحاظ سے غلبہ حاصل رہا اور آج بھی یہ مادی غلبہ ممکن ہے بشرطیکہ مسلمان اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں جیسے فرمایا

...وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ [۱]

[۱] آل عمران ۱۳۹

ترجمہ: تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو۔

اور اگر کچھ لوگ ہمارے رسول کو نہیں مانتے تو نہ مانیں اس سے حقیقت بدل نہیں جائے گی، ہمارے رسول کے رسول ہونے پر اللہ کی شہادت کافی ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ

محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت ہیں آپس میں رحمدل ہیں،

تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا ؗ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ

تو انہیں دیکھے گا رکوع اور سجدے کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں ہیں، ان کا نشان ان کے چہروں پر

مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۛۚ وَ مَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۛ۫

سجدوں کے اثر سے ہے، ان کی یہی مثال تورات میں ہے اور ان کی مثال انجیل میں ہے، مثل اس کھیتی کے جس نے انکھوا

كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ

نکالا پھر اسے مضبوط کیا اور وہ موٹا ہو گیا پھر اپنے تنے پر سیدھا کھڑا ہو گیا اور کسانوں کو خوش کرنے لگا تا کہ ان کی وجہ سے

لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً

کافروں کو چڑائے ، ان ایمان والوں اورنیک اعمال والوں سے اللہ نے بخشش کا

وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾ (الفتح ۲۹)

اور بہت بڑے ثواب کا وعدہ کیا ہے۔

تصدیق رسالت: اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کی صفت و ثنا بیان فرمائی کہ آپ اللہ کے برحق نبی ہیں، پھر صحابہ رضی اللہ عنہم جو کامل ترین صفات اور جلیل ترین احوال کے حامل تھے کی صفت و ثنا بیان کی کہ وہ اپنے ایمان کی پختگی، اصول کی مضبوطی، سیرت کی طاقت، ایمانی فراست اور فتح و نصرت میں جدوجہد کرنے میں بے خوفی کی وجہ سے مخالفین کے مقابلے میں چٹان کی طرح سخت ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً... ﴿۱۲۳﴾ [1]

ترجمہ: اے لوگو! جو ایمان لائے ہو! جنگ کر وان منکرین حق سے جو تمہارے پاس ہیں اور چاہیے کہ وہ تمہارے اندر سختی پائیں۔

مگر اہل ایمان پر رحیم و شفیق اور ہمدرد و غمگسار ہیں،

[1] التوبۃ ۱۲۳

النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:تَرَى المُؤْمِنِينَ فِي تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ، كَمَثَلِ الجَسَدِ، إِذَا اشْتَكَى عُضْوًا تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ جَسَدِهِ بِالسَّهَرِ وَالحُمَّى

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپس کی محبت اور نرم دلی میں مومنوں کی مثال ایک جسم کی طرح ہے کہ اگر کسی ایک عضو میں درد ہو تو سارا جسم بے قرار ہو جاتا ہے، کبھی بخار چڑھ آتا ہے، کبھی نیند اچاٹ ہو جاتی ہے۔ (١)

أَبُو بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَبِي مُوسَى،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: المُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ، يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا ثُمَّ شَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن مومن کے لئے مثل دیوار کے ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو تقویت پہنچاتا اور مضبوط کرتا ہے، پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسری میں ملا کر بتلایا۔ (٢)

یہ اپنے بھائی کے لئے وہی پسند کرتے ہیں جو اپنے لئے پسند کرتے ہیں، اور ان کا مطلوب ومقصود یہ ہے کہ عام طور پر فرض نماز جو تمام نیکیوں سے افضل واعلیٰ ہے اور دن وراتوں کے نفلی لمبے قیام میں نہایت خضوع وخشوع سے اللہ کی رضا وخوشنودی حاصل کر سکیں، کثرت اور حسن عبادت سے ان کے چہروں پر کریم النفسی، شرافت اور حسن اخلاق کے اثرات واضح ہوتے ہیں،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:إِنَّ الْهَدْيَ الصَّالِحَ، وَالسَّمْتَ الصَّالِحَ، وَالِاقْتِصَادَ جُزْءٌ مِنْ خَمْسَةٍ وَعِشْرِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلاشبہ صالح طرز زندگی، نیک سیرت اور میانہ روی نبوت کا پچیسواں (۲۵) حصہ ہے۔ (٣)

یہ صرف اسی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے صدقہ، خیرات، نفلی روزے اور اس طرح کے دوسرے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں، مومنین کی یہ صفات گزشتہ الٰہی کلام تورات وانجیل میں بھی مذکور ہیں،

وَلِهَذَا لَمَّا رَآهُمْ نَصَارَى الشَّامِ وَشَاهَدُوا هَدْيَهُمْ وَسِيرَتَهُمْ وَعَدْلَهُمْ وَعِلْمَهُمْ وَرَحْمَتَهُمْ وَزُهْدَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَرَغْبَتَهُمْ فِي الْآخِرَةِ، قَالُوا: مَاالَّذِينَ صَحِبُوا الْمَسِيحَ بِأَفْضَلَ مِنْ هَؤُلَاءِ،وَكَانَ هَؤُلَاءِ النَّصَارَى أَعْرَفَ بِالصَّحَابَةِ وَفَضْلِهِمْ مِنَ الرَّافِضَةِ أَعْدَائِهِمْ، وَالرَّافِضَةُ تَصِفُهُمْ بِضِدِّ مَا وَصَفَهُمُ اللهُ بِهِ فِي هَذِهِ الْآيَةِ وَغَيْرِهَاوَمَنْ يَهْدِ اللهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِي وَمَنْ

(١) صحیح بخاری کتاب الادب بَابُ رَحْمَةِ النَّاسِ وَالبَهَائِمِ ٦٠١١،صحیح مسلم کتاب البروالصلۃ بَابُ تَرَاحُمِ الْمُؤْمِنِينَ وَتَعَاطُفِهِمْ وَتَعَاضُدِهِمْ ٦٥٨٦، مسند احمد ١٨٣٧٣

(٢) صحیح بخاری کتاب الادب بَابُ تَعَاوُنِ المُؤْمِنِينَ بَعْضِهِمْ بَعْضًا٦٠٢٦،صحیح مسلم کتاب البروالصلۃ بَابُ تَرَاحُمِ الْمُؤْمِنِينَ وَتَعَاطُفِهِمْ وَتَعَاضُدِهِم٦٥٨٥،جامع ترمذی ابواب البروالصلۃ بَابُ مَا جَاءَ فِي شَفَقَةِ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ ١٩٢٨،السنن الکبری للنسائی ٢٣٥٢، مسند احمد ١٩٦٢٥،صحیح ابن حبان ٢٣١

(٣) مسنداحمد٢٦٩٨،سنن ابوداودکِتَاب الْأَدَبِ بَابٌ فِي الْوَقَارِ ٤٧٧٦

يُضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُرْشِدًا

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جب شام کے نصریٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا ان کا طریقہ زندگی کا مطالعہ ومشاہدہ کیا ان کے عدل وعلم وعمل اور دنیا سے پرہیز اور آخرت کی طرف رغبت کا حال دیکھا تو کہنے لگے یہ لوگ ان سے افضل ہیں جنھوں نے مسیح علیہ السلام کی حمایت کا شرف حاصل کیا تھا، نصاری روافض کی نسبت صحابہ کو بخوبی جانتے ہیں اور ان کے فضل ومرتبہ کا بھی اقرار واعتراف کرتے ہیں لیکن روافضہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق ایسی باتیں بناتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں روا نہیں رکھیں اور جسے اللہ ہدایت دیتا ہے وہی ہدایت یافتہ ہے اور جسے اللہ گمراہ کر دے اس کا کوئی کارساز اور رہنما نہیں۔ (۱)

ان کی مثال یوں دی گئی ہے کہ گویا ایک کھیتی ہے جس نے زمین سے پہلے کونپل نکالی، پھر اس کا تقویت دی، پھر وہ گدرائی، پھر اپنے تنے پر کھڑی ہوگئی، کاشت کرنے والوں کو وہ خوش کرتی ہے تا کہ کفار ان کے پھلنے پھولنے پر جلیں، اس گروہ کے لوگ جو ایمان لائے ہیں اور جنھوں نے نیک عمل کیے ہیں اللہ نے ان سے مغفرت اور بڑے اجر کا وعدہ فرمایا ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو برا نہ کہو، ان کی بے ادبی اور گستاخی نہ کرو اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو ان کے تین پاؤ اناج بلکہ ڈیڑھ پاؤ اناج کے اجر کو بھی نہیں پا سکتا۔ (۲)

دوسری طرف سہیل اپنے بیٹے ابوجندل کو لے کر مکہ مکرمہ گیا اور انہیں ایک جگہ قید کر کے کچھ لوگ پہرے پر مامور کر دیئے، قید خانے میں ابوجندل خاموشی سے بیٹھے نہ رہے بلکہ خلوص نیت سے قید میں ہی پہرے داروں کو اسلام کی دعوت دینے شروع کر دی، وہ ان کے سامنے اللہ کی عظمت وجلال، توحید کی خوبیاں اور شرک کی برائیاں اور اس کا دردناک انجام بیان کرتے، کلام الٰہی کی حقانیت، مضامین کی وسعت وگہرائی اور پرزور دلائل ان کے دلوں کو جھنجھوڑ دیتے جس سے کئی پہرے دار اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان لا کر ابوجندل کے ساتھ قید ہوتے گئے، چنانچہ ابوجندل اور دوسرے اسیروں کی کوششوں سے ایک سال میں تین سو مشرک کفر سے تائب ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے، آخر تنگ آ کر قریش نے ابوجندل اور ان کے ساتھیوں کو مکہ مکرمہ سے نکال باہر کیا اور وہ ابوبصیر رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے۔

عتبہ بن اسید رضی اللہ عنہ (ابوبصیر) کی مدینہ آمد

انہی دنوں اسی طرح کا ایک واقعہ اور پیش آیا

(۱) زاد المعاد ۲۸۰،۳

(۲) صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابة بَابُ تَحْرِيمِ سَبِّ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ ۶۴۸۷،صحیح ابن حبان ۷۲۵۵،مسند احمد ۱۱۵۱۶

فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ أَتَاهُ أَبُو بَصِيرٍ عُتْبَةُ بْنُ أُسَيْدِ بْنِ جَارِيَةَ، وَكَانَ مِمَّنْ حُبِسَ بِمَكَّةَ،فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ فِيهِ أَزْهَرُ بْنُ عَبْدِ عَوْفِ بْنِ عَبْدِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ زُهْرَةَ، وَالْأَخْنَسُ بْنُ شَرِيقِ بْنِ عَمْرِو بْنِ وَهْبٍ الثَّقَفِيُّ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَبَعَثَا رَجُلًا مِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ، وَمَعَهُ مَوْلًى لَهُمْ، فَقَدِمَا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكِتَابِ الْأَزْهَرِ وَالْأَخْنَسِ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَبَا بَصِيْرِ إِنَّا قَدْ أَعْطَيْنَا هٰؤُلَاءِ الْقَوْمَ مَا قَدْ عَلِمْتَ، وَلَا يَصْلُحُ لَنَا فِي دِينِنَا الْغَدْرُ، وَإِنَّ اللهَ جَاعِلٌ لَكَ وَلِمَنْ مَعَكَ مِنَ الْمُسْتَضْعَفِينَ فَرَجًا وَمَخْرَجًا فَانْطَلِقْ إِلَى قَوْمِكَ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَتَرُدُّنِي إِلَى الْمُشْرِكِينَ يَفْتِنُونَنِي فِي دِينِي؟قَالَ: يَا أَبَا بِصَيْرِ، انْطَلِقْ، فَإِنَّ اللهَ تَعَالَى سَيَجْعَلُ لَكَ وَلِمَنْ مَعَكَ مِنَ الْمُسْتَضْعَفِينَ فَرَجًا وَمَخْرَجًا

جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ پہنچ گئے تو عتبہ رضی اللہ عنہ بن اسید (ابوبصیر) جو قریش کے حلیف قبیلہ ثقیف سے تعلق رکھتے تھے، دین اسلام قبول کرنے کے جرم میں قریش کی قید وبند میں تھے اور وہ انہیں اسلام سے برگشتہ کرنے کے لئے سخت تکالیف پہنچاتے تھے کسی طرح آزاد ہو کر مدینہ منورہ پہنچ گئے، صلح کی شرط کے مطابق ازہر بن عبد مناف اور اخنس بن شریق نے رسول اللہ ﷺ کو ان کی بابت خط لکھا اور بنی عامر بن لوئی سے ایک شخص کو یہ خط دے کر ابوبصیر رضی اللہ عنہ کو واپس لانے کے لئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں روانہ کیا اور اپنا ایک غلام بھی ساتھ کر دیا، یہ دونوں شخص ازہر اور اخنس کا خط لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے ابوبصیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے ابوبصیر رضی اللہ عنہ! ہم نے ان لوگوں سے عہد کیا ہوا ہے جو تمہیں معلوم ہے ہم اپنے عہد کی خلاف ورزی نہیں کر سکتے، اللہ تعالیٰ تمہارے اور تمہارے اور غریب ساتھیوں کے لئے ضرور کشادگی پیدا کرنے والا ہے تم اپنی قوم میں واپس چلے جاؤ، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے از روئے معاہدہ آپ نے ابوبصیر رضی اللہ عنہ کو بلا حیل وحجت ان دونوں آدمیوں کے حوالے فرما دیا ابوبصیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ مجھے ان لوگوں کی طرف لوٹا رہے ہیں جو مجھے دین اسلام سے برگشتہ کرنے کے لئے طرح طرح سے ایذائیں دیتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوبصیر رضی اللہ عنہ! صبر سے کام لو اور اللہ پر بھروسہ رکھو، عنقریب اللہ تمہاری نجات کی کوئی صورت پیدا فرما دے گا۔ [1]

فَخَرَجَا بِهِ حَتَّى بَلَغَا ذَا الْحُلَيْفَةِ، فَنَزَلُوا يَأْكُلُونَ مِنْ تَمْرٍ لَهُمْ،فَقَالَ أبو بصير لِأَحَدِ الرَّجُلَيْنِ: وَاللهِ إِنِّي لَأَرَى سَيْفَكَ هَذَا جَيِّدًا. فَاسْتَلَّهُ الْآخَرُ، فَقَالَ: أَجَلْ وَاللهِ إِنَّهُ لَجَيِّدٌ، لَقَدْ جَرَّبْتُ بِهِ ثُمَّ جَرَّبْتُ، فَقَالَ أبو بصير: أَرِنِي أَنْظُرْ إِلَيْهِ،فَأَمْكَنَهُ مِنْهُ، فَضَرَبَهُ بِهِ حَتَّى بَرَدَوفَرَّ الْآخَرُ يَعْدُو حَتَّى بَلَغَ الْمَدِينَةَ، فَدَخَلَ الْمَسْجِدَفَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ رَآهُ: لَقَدْ رَأَى هَذَا ذُعْرًا فَلَمَّا انْتَهَى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قُتِلَ وَاللهِ صَاحِبِي، وَإِنِّي لَمَقْتُولٌ، فَجَاءَ أبو بصير فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللهِ، قَدْ وَاللهِ أَوْفَى اللهُ ذِمَّتَكَ، قَدْ رَدَدْتَنِي إِلَيْهِمْ فَأَنْجَانِي اللهُ مِنْهُمْ، فَقَالَ أَبُو

[1] ابن ہشام ۲٫۳۲۲

بَصِيرٍ يَا رَسُولَ اللهِ عَرَفْتُ أَنِّي إِنْ قَدِمْتُ عَلَيْهِمْ فَتَنُونِي عَنْ دِينِي فَفَعَلْتُ مَا فَعَلْتُ وَلَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ عَهْدٌ وَلَا عَقْدٌ

چنانچہ یہ دونوں آدمی ابوبصیر رضی اللہ عنہ کو لے کر روانہ ہوئے حتی کہ یہ لوگ دم لینے اور کھجوریں کھانے کے لئے مقام ذوالحلیفہ پر ٹھیر گئے، اس وقت ابوبصیر رضی اللہ عنہ نے ان میں سے ایک آدمی جو ان کے ہی قبیلہ کا تھا کی تلوار کی تعریف کرتے ہوئے کہا اے فلاں تمہاری تلوار تو بہت عمدہ معلوم ہوتی ہے، اس شخص نے خوش ہو کر اپنی تلوار نیام سے نکالی اور کہا اللہ کی قسم! یہ نہایت ہی عمدہ تلوار ہے، میں اس کو بارہا آزما چکا ہوں یہ واقعی بے مثال اور بہت شاندار ہے، ابوبصیر رضی اللہ عنہ نے کہا ذرا مجھے بھی دکھلاؤ میں دیکھوں کہ اس میں کیا خوبی ہے، اس شخص نے وہ تلوار انہیں تھمادی، تلوار ہاتھ میں آتے ہی ابوبصیر رضی اللہ عنہ نے اس شخص پر ایک بھرپور وار کیا جس سے وہ موقعہ پر ہی ٹھنڈا ہو گیا، اپنے ساتھی کا یہ انجام اور ابوبصیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تلوار دیکھ کر دوسرا ساتھی مدینہ منورہ کی طرف بھاگ کھڑا ہوا اور سیدھا مسجد نبوی میں داخل ہو کر دبک گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھ کر فرمایا اس کے ساتھ کوئی خوفناک واقعہ پیش آیا ہے، اس شخص نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! واللہ میرا ساتھی تو ابوبصیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں مارا گیا اور اب میں بھی قتل کیا جانے والا ہوں، اس شخص کے بعد ابوبصیر رضی اللہ عنہ بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور عرض کیا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے اپنا عہد پورا کرتے ہوئے مجھے ان کے حوالہ کر چکے تھے اب اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے نجات عطا فرمادی ہے، ابوبصیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں مکہ مکرمہ واپس چلا جاؤں تو وہ لوگ مجھے اسلام سے برگشتہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے، میں نے یہ سب کچھ اس لئے کیا ہے کہ میرا ان کے ساتھ کوئی عہد نہیں ہے۔ [۱]

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَيْلُ أُمِّهِ مِسْعَرَ حَرْبٍ، لَوْ كَانَ لَهُ أَحَدٌ فَلَمَّا سَمِعَ ذَلِكَ عَرَفَ أَنَّهُ سَيَرُدُّهُ إِلَيْهِمْ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی ماں کے لئے ہلاکت ہو یہ جنگ کی آگ بھڑکانے والا ہے اگر اس کی امداد کی جائے، جب ابوبصیر رضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو سمجھ گئے کہ اگر میں آپ کے سامنے رہا تو مجھے دوبارہ مشرکین کے حوالے کر دیں گے۔ [۲]

ثُمَّ خَرَجَ أَبُو بَصِيرٍ حَتَّى نَزَلَ الْعِيصَ، مِنْ نَاحِيَةِ ذِي الْمَرْوَةِ، عَلَى سَاحِلِ الْبَحْرِ، بِطَرِيقِ قُرَيْشٍ الَّتِي كَانُوا يَأْخُذُونَ عَلَيْهَا إِلَى الشَّامِ، فَلَمَّا بَلَغَ سُهَيْلَ بْنَ عَمْرٍو قَتْلُ أَبِي بَصِيرٍ صَاحِبَهُمْ الْعَامِرِيَّ، أَسْنَدَ ظَهْرَهُ إِلَى الْكَعْبَةِ، ثُمَّ قَالَ: وَاللَّهِ لَا أُؤَخِّرُ ظَهْرِي عَنْ الْكَعْبَةِ حَتَّى يُودِيَ هَذَا الرَّجُلُ، فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ: وَاللَّهِ إِنَّ هَذَا لَهُوَ السَّفِهُ، وَاللَّهِ لَا يُودَى (ثَلَاثًا)

اس لئے انہیں نے مدینہ منورہ کی حدود سے نکل کر مقام الْعِيصَ میں جو سمندر کے کنارے ذومرہ کے پاس ہے ایک کٹیا بنا کر بسیرا کر لیا اور یہ وہ راستہ تھا جہاں سے قریش کے قافلے شام کو جاتے تھے، جب سہیل بن عمرو کو اس شخص کے قتل کی خبر ہوئی جس کو ابوبصیر رضی اللہ عنہ نے اسی کی تلوار سے قتل کیا تھا، وہ شخص سہیل کے قبیلہ کا ہی تھا اس نے کعبہ سے اپنی پشت لگا کر کہا اللہ کی قسم! جب تک اس کا خون بہا نہیں دیا جائے گا میں اپنی پشت

[۱] فتح الباری ۳۵۰،۵

[۲] زادالمعاد ۲۶۴،۳

کعبہ سے نہیں ہٹاؤں گا،ابوسفیان نے کہااللہ کی قسم! یہ تیری حماقت ہے اس کا خون بہا نہیں دیا جائے گا،ابوسفیان نے تین مرتبہ یہی کہا۔ (۱)

أَنَّ سُهَيْلَ بْنَ عَمْرٍو لَمَّا بَلَغَهُ قَتْلُ الْعَامِرِيِّ طَالَبَ بِدِيَتِهِ لِأَنَّهُ مِنْ رَهْطِهِ فَقَالَ لَهُ أَبُو سُفْيَانَ لَيْسَ عَلَى مُحَمَّدٍ مُطَالَبَةٌ بِذَلِكَ لِأَنَّهُ وَفَّى بِمَا عَلَيْهِ وَأَسْلَمَهُ لِرَسُولِكُمْ وَلَمْ يَقْتُلْهُ بِأَمْرِهِ وَلَا عَلَى آلِ أَبِي بَصِيرٍ أَيْضًا شَيْءٌ لِأَنَّهُ لَيْسَ عَلَى دِينِهِمْ

ایک روایت میں ہے سہیل بن عمرو کو جب اس شخص کے قتل کی خبر ہوئی جس کو ابوبصیر رضی اللہ عنہ نے اسی کی تلوار سے قتل کیا تھا وہ شخص سہیل کے قبیلہ کا ہی تھا اس نے نبی کریم ﷺ سے اس شخص کی دیت کا مطالبہ کرنے کا سوچا مگر ابوسفیان نے کہا محمد (ﷺ) نے معاہدہ کی پابندی کرتے ہوئے ابوبصیر رضی اللہ عنہ کو تمہارے آدمیوں کے حوالے کر دیا تھا اور اس شخص کو ان کے حکم سے قتل نہیں کیا گیا اس لئے محمد (ﷺ) سے اس کی دیت کا مطالبہ نہیں کیا جاسکتا اور اس دیت کا مطالبہ ابوبصیر رضی اللہ عنہ کے قبیلہ یا خاندان سے بھی نہیں کیا جا سکتا کیوں ابوبصیر رضی اللہ عنہ ان کے دین پر نہیں ہے۔ (۲)

فَخَرَجُوا إِلَى أَبِي بَصِيْرٍ بِالْعِيصِ، فَاجْتَمَعَ إِلَيْهِ مِنْهُمْ قَرِيبٌ مِنْ سَبْعِينَ رَجُلًا،

جب ابوبصیر رضی اللہ عنہ کے ٹھکانے کا علم مکہ مکرمہ میں ان مسلمانوں کو ہوا جو قریش کے ہاتھوں میں مجبور اور گرفتار تھے تو وہ چھپ چھپ کر ابوبصیر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچنے لگے،ابوجندل رضی اللہ عنہ بھی وہاں پہنچ گئے اس طرح رفتہ رفتہ ستر آدمیوں کا ایک جتھا وہاں جمع ہو گیا۔ (۳)

ثَلَاثِمِائَةَ رَجُلٍ

یا زہری اور موسیٰ بن عقبہ کے مطابق تین سو آدمیوں کا ایک جتھا وہاں جمع ہو گیا۔ (۴)

وَكَانُوا قَدْ ضَيَّقُوا عَلَى قُرَيْشٍ، لَا يَظْفَرُونَ بِأَحَدٍ مِنْهُمْ إِلَّا قَتَلُوهُ، وَلَا تَمُرُّ بِهِمْ عِيرٌ إِلَّا اقْتَطَعُوهَا حَتَّى كَتَبَتْ قُرَيْشٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْأَلُ بِأَرْحَامِهَا إِلَّا آوَاهُمْ، فَلَا حَاجَةَ لَهُمْ بِهِمْ،وَكَتَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَبِي بَصِيْرٍ أَنْ يَقْدَمَ بِأَصْحَابِهِ مَعَهُ، فَجَاءَهُ الْكِتَابُ وَهُوَ يَمُوتُ، فَجَعَلَ يَقْرَأُ وَهُوَ يَمُوتُ، فَمَاتَ وَهُوَ فِي يَدَيْهِ

اورانہوں نے قریش کو زچ کر دیا قریش کا جو آدمی ان کے ہاتھ لگ جاتا اسے فوراً قتل کر ڈالتے اور جو جو قافلہ وہاں سے گزرتا اس سے تعرض کرتے اور جو مال غنیمت حاصل ہوتا اس پر گزر اوقات کرتے، قریش کا خیال یہ تھا کہ مسلمانوں میں سے جو ہمارے پاس آئے گا ہم اسے واپس نہیں کریں گے اور اس شخص کو واپس اپنی ملت پر لانے کی کوشش کریں گے اس طرح اگر ایک یا کچھ لوگ بھی محمد (ﷺ) کے دین سے پلٹ گئے تو پروپیگنڈا کر کے دوسرے لوگوں کے دلوں میں شک وشبہ پیدا کیا جاسکتا ہے جس سے محمد (ﷺ) کے دین کو نقصان پہنچے گا حالانکہ کسی مسلمان کو کیا پڑی تھی کہ اپنا سچا دین اور نبی اکرم ﷺ کی رفاقت کو چھوڑ کر مشرکین کے پاس آتا،اگر واپس ہی آنا ہوتا تو مشرکین

(۱) ابن ہشام۲،۳۲۴،الروض الانف۷،۷۸

(۲) فتح الباری ۵،۳۵۰

(۳) ابن ہشام۲،۳۲۴

(۴) شرح الزرقانی علی المواہب ۳،۲۱۶

کے ظلم وستم کیوں سہتے اور مجبور ہو کر بیت اللہ کی رفاقت، اپنا گھر بار، بیوی بچے، عزیز اقارب چھوڑ کر ہجرت ہی کیوں کرتے، اس کے برعکس ہمارا کوئی آدمی مدینہ منورہ گیا تو ہم اسے واپس لے آئیں گے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس شق میں بھی مسلمانوں کو نصرت بخشی، ابو بصیر رضی اللہ عنہ اور ابو جندل رضی اللہ عنہ کی کاروائیوں سے قریش پچھتائے کہ کیوں انہوں نے اس شرط پر اصرار کیا تھا، چنانچہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خط بھیجا جس میں قرابت داری کا واسطہ دے کر لکھا کہ ہم معاہدہ کی اس شق سے دست بردار ہوتے ہیں، آپ ابو بصیر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو مدینہ بلالیں، اور جو شخص مسلمان ہو کر آپ کی طرف جائے گا ہم اس سے کوئی تعرض نہ کریں گے، قریش کی یہ درخواست آپ نے منظور فرمالی اور ابو بصیر رضی اللہ عنہ کو ایک نامہ لکھا، جب قاصد نامہ لے کر ابو بصیر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اس وقت وہ اس عارضی دنیا سے رخصت ہو رہے تھے، جب آپ کا مبارک نامہ انہیں دیا گیا تو خوشی اسے پڑھتے ہوئے خوش ہوتے جاتے تھے یہاں تک کہ انتقال فرما گئے اور نامہ مبارک ان کے ہاتھ میں تھا۔

وَالْكِتَابُ عَلَى صَدْرِهِ

ایک روایت ہے وہ خط سینے پر پڑا ہوا تھا[۱]

فَدَفَنَهُ أَبُو جَنْدَلٍ مَكَانَهُ، وَجَعَلَ عِنْدَ قَبْرِهِ مَسْجِدًا وَقَدِمَ أَبُو جَنْدَلٍ عَلَى رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ

ابو جندل بن سہیل رضی اللہ عنہ نے انہیں اسی جگہ دفن کر دیا اور اس کے قریب ایک مسجد بنادی، اور حکم کے مطابق ابو جندل رضی اللہ عنہ تمام ساتھیوں کو لے کر آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے۔[۲]

مومن عورتوں کی ہجرت:

ہجرت کے بعد ایک معاشرتی مسئلہ بڑی پیچیدگی پیدا کر رہا تھا وہ یہ کہ مکہ مکرمہ میں بہت سی مسلمان عورتیں ایسی تھیں جن کے شوہر کافر تھے ،اسی طرح مدینہ منورہ میں بہت سے مسلمان مرد ایسے تھے جن کی بیویاں کافر تھیں اور وہ مکہ مکرمہ ہی میں رہ گئی تھیں، ان کے بارے میں یہ سوال پیدا ہوتا تھا کہ ان کے درمیان رشتہ ازواج باقی ہے یا نہیں، صلح حدیبیہ کی شرط کے مطابق جو مسلمان مرد مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ آجاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے واپس لوٹا دیتے،

هَاجَرَتْ أُمُّ كُلْثُومٍ بِنْتُ عُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ فَخَرَجَ أَخَوَاهَا الْوَلِيدُ وَعُمَارَةُ ابْنَا عُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ حَتَّى قَدِمَا الْمَدِينَةَ فَكَلَّمَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَرُدَّهَا إِلَيْهِمْ، كَانَ الشَّرْطُ فِي الرِّجَالِ دُونَ النِّسَاءِ

مگر معاہدہ حدیبیہ کے بعد سب سے پہلے ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت عقبہ بن ابی معیط ہجرت کر کے مدینہ منورہ آگئیں، قریش سمجھتے تھے کہ معاہدہ میں

[۱] الروض الانف ۷۸٫۷

[۲] عیون الآثر ۱۷۰٫۲،فتح الباری ۳۵۱٫۵،شرح الزرقانی علی المواهب ۲۱۷٫۳

واپسی کی شرط مرد وزن دونوں پر لاگو ہوگی اس لئے از روئے معاہدہ ان کے دو بھائی ولید بن عقبہ اور عمارہ بن عقبہ انہیں واپس لینے کے لئے مدینہ منورہ پہنچ گئے اور اپنی بہن کی واپسی کا مطالبہ کیا لیکن آپ ﷺ نے ان کا یہ مطالبہ اس بنا پر مسترد کر دیا کہ اس معاہدہ میں واپسی کی شرط مردوں کے ساتھ مخصوص ہے عورتوں کے ساتھ نہیں۔ (۱)

اور انہیں معاہدے کے ان الفاظ کی طرف توجہ دلائی تو وہ دم بخود رہ گئے اور انہیں ناچار اس فیصلے کو ماننا پڑا، مگر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس اہم معاشرتی مسئلے کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے فیصلہ فرمادیا کہ مسلمان عورت کے لئے کافر شوہر حلال نہیں اور مسلمان مرد کے لئے بھی یہ جائز نہیں کہ وہ مشرک بیوی کو اپنے نکاح میں رکھے، اور مسلمان عورتوں کی واپسی سے منع فرمایا اور یہ آیت نازل فرمائی۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِذَا جَآءَكُمُ ٱلۡمُؤۡمِنَٰتُ مُهَٰجِرَٰتٖ فَٱمۡتَحِنُوهُنَّۖ ٱللَّهُ أَعۡلَمُ بِإِيمَٰنِهِنَّۖ فَإِنۡ عَلِمۡتُمُوهُنَّ مُؤۡمِنَٰتٖ فَلَا تَرۡجِعُوهُنَّ إِلَى ٱلۡكُفَّارِۖ لَا هُنَّ حِلّٞ لَّهُمۡ وَلَا هُمۡ يَحِلُّونَ لَهُنَّۖ وَءَاتُوهُم مَّآ أَنفَقُواْۚ وَلَا جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ أَن تَنكِحُوهُنَّ إِذَآ ءَاتَيۡتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّۚ وَلَا تُمۡسِكُواْ بِعِصَمِ ٱلۡكَوَافِرِ وَسۡـَٔلُواْ مَآ أَنفَقۡتُمۡ وَلۡيَسۡـَٔلُواْ مَآ أَنفَقُواْۚ ذَٰلِكُمۡ حُكۡمُ ٱللَّهِ يَحۡكُمُ بَيۡنَكُمۡۖ وَٱللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٞ ۝١٠ وَإِن فَاتَكُمۡ شَيۡءٞ مِّنۡ أَزۡوَٰجِكُمۡ إِلَى ٱلۡكُفَّارِ فَعَاقَبۡتُمۡ فَـَٔاتُواْ ٱلَّذِينَ ذَهَبَتۡ أَزۡوَٰجُهُم مِّثۡلَ مَآ أَنفَقُواْۚ وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَ ٱلَّذِيٓ أَنتُم بِهِۦ مُؤۡمِنُونَ ۝١١ (۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب مومن عورتیں ہجرت کر کے تمہارے پاس آئیں تو (ان کے مومن ہونے کی) جانچ پڑتال کرلو، اور ان کی ایمان کی حقیقت اللہ ہی بہتر جانتا ہے پھر جب تمہیں معلوم ہو جائے کہ وہ مومن ہیں تو انہیں کفار کی طرف واپس نہ کرو، نہ وہ کفار کے لئے حلال ہیں اور نہ کفار ان کے لئے حلال، ان کے کافر شوہروں نے جو مہر ان کو دیئے تھے وہ انہیں پھیر دو اور ان سے نکاح کر لینے میں تم پر کوئی گناہ نہیں جبکہ تم ان کے مہران کو ادا کر دو اور تم خود بھی کافر عورتوں کو اپنے نکاح میں نہ روکے رہو جو مہر تم نے اپنی کافر بیویوں کو دیئے تھے وہ تم واپس مانگ لو اور جو مہر کافروں نے اپنی مسلمان بیویوں کو دیئے تھے انہیں وہ واپس مانگ لیں، یہ اللہ کا حکم ہے وہ تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہے اور علیم وحکیم ہے اور اگر تمہاری کافر بیویوں کے مہروں میں سے کچھ تمہیں کفار سے واپس نہ ملے اور پھر تمہاری نوبت آئے تو جن لوگوں کی بیویاں ادھر رہ گئی ہیں ان کو اتنی رقم ادا کر دو جو ان کے دیے ہوئے مہروں کے برابر ہو، اور اس اللہ سے ڈرتے رہو جس پر تم ایمان لائے ہو۔

کیونکہ اسلام کو صرف مومن عورتوں کی حفاظت سے دلچسپی تھی، ہر طرح کی بھاگنے والی عورتوں کے لئے مدینہ طیبہ کو پناہ گاہ بنانا مقصود نہ تھا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ جو عورتیں ہجرت کر کے آجائیں اور خود کو مومنہ ظاہر کریں تو ان کے ایمان کے بارے میں تسلی کرلو اور جب اطمینان ہو جائے کہ وہ اللہ کی توحید اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت پر ایمان رکھتی ہیں تو انہیں کفار کو واپس نہ کرو، چنانچہ اس کے بعد جو عورتیں ہجرت کر کے آتیں تو آپ ﷺ ان سے حلفیہ بیان لیتے کہ وہ شوہر کی نافرمانی کر کے نہیں آئی ہے بلکہ اللہ اور اس کے رسول کی

(۱) فتح الباری ۹؍۴۱۹

(۲) الممتحنۃ ۱۰،۱۱

طرف ہجرت کی ہے،جوعورت ان سوالات کا تسلی بخش جواب دے دیتیں تو انہیں کفار کی طرف واپس نہ فرماتے۔کیونکہ ابھی تک کافرہ بیوی کو الگ کر دینے کا حکم نازل نہیں ہوا تھا اس لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زوجیت میں ایسی عورتیں موجود تھیں جو شرک پر قائم تھیں مگر جب یہ حکم نازل ہوا کہ کافرہ عورت کو اپنے نکاح میں نہ رکھو تو مسلمانوں نے جو اللہ کے حکم کے سامنے کسی تعلق اور محبت کو ذرہ برابر اہمیت نہ دیتے تھے اپنی کافرہ بیویوں کو طلاق دے دی،

كَانَ مِمَّنْ طَلَّقَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، طَلَّقَ امْرَأَتَهُ قُرَيْبَةَ بِنْتَ أَبِي أُمَيَّةَ بِنِ الْمُغِيرَةِ، فَتَزَوَّجَهَا بَعْدَهُ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ، وَهُمَا عَلَى شِرْكِهِمَا بِمَكَّةَ، وَأُمُّ كُلْثُومِ بِنْتُ جَرْوَلَ أُمُّ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ الْخُزَاعِيَّةُ، فَتَزَوَّجَهَا أَبُو جَهْمِ بِنِ حُذَيْفَةَ بْنِ غَانِمٍ، رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ، وَهُمَا عَلَى شِرْكِهِمَا

اس وقت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں قریبہ بنت ابوامیہ بن مغیرہ اور ام کلثوم بنت جرول دو بیویاں تھیں جو مکہ میں اپنے شرک پر قائم تھیں ،سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں طلاق دے دی،ان میں سے قریبہ نے کاتب وحی امیر معاویہ (جو اس وقت تک ایمان نہیں لائے تھے) اور ام کلثوم نے صفوان بن امیہ (ابوجہم) سے نکاح کرلیا یہ دونوں بھی مشرک تھے۔[1]

قبیلہ جہینہ سے عمرو رضی اللہ عنہ بن مرہ الجہنی کا قبول اسلام

عمرو رضی اللہ عنہ بن مرہ بنی غیان کی ایک شاخ بنوجہینہ سے تعلق رکھتے تھے،بنی غیان کے مسکن وادی غولی میں تھے،عمرو رضی اللہ عنہ بن مرہ بڑی عزت وحشمت کی زندگی گزار رہے تھے،قریش مکہ سے صلح حدیبیہ کے نتیجے میں جب دس سال کے لئے امن نصیب ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف قبائل کو دعوت اسلام پیش فرمائی،عمرو بن مرہ نے جو اپنے قبیلہ کے معبد کے متولی تھے بلا تامل اس دعوت پر لبیک کہا،انہوں نے اپنے معبد کو آگ لگادی،اس میں نصب بت کو توڑ پھوڑ کر برابر کر دیا،اس کے بعد مدینہ منورہ پہنچے اور اسلام قبول کرلیا،اس کے بعد وہ کچھ عرصہ تک مدینہ منورہ میں ہی مقیم رہے اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرتے رہے،پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت پر اپنے قبیلہ کو دعوت اسلام دینے کے لئے واپس چلے آئے،انہوں نے اتنی تندہی سے تبلیغ کی کہ بہت ہی تھوڑے عرصہ میں ایک شخص کے سوا تمام قبیلہ مسلمان ہوگیا،علامہ شبلی نعمانی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ بنوجہینہ ایک ہزار کی جمعیت لے کر مدینہ آئے اور مسلمان ہو گئے (سیرۃ النبی) فتح مکہ سے پہلے اس قبیلہ کا ایک دو رکنی وفد سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے اسلام کا اظہار کیا

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لعَبْدِ الْعُزَّى: أَنْتَ عَبْدُ اللهِ. قَالَ: مَنْ أَنْتُمْ؟ قَالُوا: بَنُو غَيَّانَ ، قَالَ:أَنْتُمْ بَنُو رَشْدَانَ.وَكَانَ اسْمُ وَادِيهِمْ غَوَى فَسَمَّاهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُشْدًا،وَأَعْطَى اللِّوَاءَ يَوْمَ الْفَتْحِ عَبْدَ اللهِ بْنَ بَدْرٍ. وَخَطَّ لَهُمْ مَسْجِدَهُمْ. وَهُوَ أَوَّلُ مَسْجِدٍ خُطَّ بِالْمَدِينَةِ

وفد کے ایک رکن کا نام عبدالعزیٰ بن بدر تھا،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قسم کے جاہلانہ ناموں کو سخت ناپسند کرتے تھے اور انہیں بدل دیتے تھے

---

[1] ابن ہشام ۳۲۷؍۲،الروض الانف ۸۵؍۷، عیون الآثر ۱۶۳؍۲،فتح الباری ۲۸۸؍۱

،اس لئے آپ ﷺ نے عبد العزیٰ سے مخاطب ہو کر کہا تم آج سے عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن بدر رہو، فرمایا: تم کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم بنو غیان سے تعلق رکھتے ہیں، غیان کے معنی سرکشی کے ہوتے ہیں اس لئے اس کا نام بھی بدل کر بنو رشدان (ہدایت یافتہ لوگ) رکھ دیا، اسی طرح ان کی وادی غوی (گمراہی) کا نام بدل کر وادی رشد رکھ دیا، فتح مکہ کے وقت عبد اللہ بن بدر کو جھنڈا عطا فرمایا، فتح مکہ کے بعد یہ لوگ مدینہ منورہ ہی میں آباد ہو گئے، رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو مسجد بنانے کی غرض سے بطور خاص زمین مرحمت فرمائی مسجد نبوی کے بعد مدینہ میں یہ پہلی مسجد تھی۔ (۱)

قبیلہ بلہجیم کے ابو جری جابر رضی اللہ عنہ بن سلیم کا قبول اسلام

ان کے قبول اسلام کا صحیح وقت کا علم نہیں مگر جب قریش مکہ سے صلح حدیبیہ ہوگئی تو ارد گرد کے قبائل سے کثرت سے لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے غالباً انہی دنوں یہ مسلمان ہوئے۔

عَنْ أَبِي جُرَيٍّ جَابِرِ بْنِ سُلَيْمٍ، قَالَ: رَأَيْتُ رَجُلًا يَصْدُرُ النَّاسُ عَنْ رَأْيِهِ، لَا يَقُولُ شَيْئًا إِلَّا صَدَرُوا عَنْهُ،قُلْتُ: مَنْ هَذَا؟قَالُوا: هَذَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قُلْتُ: عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُولَ اللهِ،مَرَّتَيْنِ، قَالَ: لَا تَقُلْ: عَلَيْكَ السَّلَامُ، فَإِنَّ عَلَيْكَ السَّلَامُ تَحِيَّةُ الْمَيِّتِ، قُلْ: السَّلَامُ عَلَيْكَ،قَالَ: قُلْتُ: أَنْتَ رَسُولُ اللهِ؟قَالَ:أَنَا رَسُولُ اللهِ الَّذِي إِذَا أَصَابَكَ ضُرٌّ فَدَعَوْتَهُ كَشَفَهُ عَنْكَ، وَإِنْ أَصَابَكَ عَامُ سَنَةٍ فَدَعَوْتَهُ، أَنْبَتَهَا لَكَ، وَإِذَا كُنْتَ بِأَرْضٍ قَفْرَاءَ أَوْ فَلَاةٍ - فَضَلَّتْ رَاحِلَتُكَ فَدَعَوْتَهُ، رَدَّهَا عَلَيْكَ،

ابو جری جابر رضی اللہ عنہ بن سلیم اپنے ایمان لانے کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ پہنچا میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ لوگ اس کی بات خوب سنتے اور مانتے تھے وہ جو بھی کہتا اسے قبول کرتے تھے، قُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ شخص کون ہیں؟ انہوں نے بتلایا کہ یہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں، میں آپ کے پاس گیا اور کہا آپ پر سلامتی ہو اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے دو مرتبہ یہ الفاظ دہرائے، آپ ﷺ نے فرمایا علیک اسلام مت کہو یہ مردوں کا سلام ہے السلام علیکم کہو، میں نے عرض کیا آپ اللہ کے رسول ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں میں اللہ کا رسول ہوں کہ جب تمہیں کوئی کسی تکلیف اور دکھ پہنچے اور تم اس کو پکارو تو وہ تمہارے دکھ اور تکلیف کو دور کر دے اور اگر تم قحط سالی میں مبتلا ہو جاؤ اور تم اس سے دعا کرو تو وہ تمہارے لئے زمین سے سبزہ پیدا کر دے اور آبادی سے دور کسی جنگل بیابان میں تمہاری سواری کا جانور گم ہو جائے اور تم اس سے دعا کرو تو وہ تمہارا گمشدہ جانور تمہارے پاس پہنچا دے،

قَالَ: قُلْتُ: اعْهَدْ إِلَيَّ،قَالَ:لَا تَسُبَّنَّ أَحَدًا،قَالَ: فَمَا سَبَبْتُ بَعْدَهُ حُرًّا، وَلَا عَبْدًا، وَلَا بَعِيرًا، وَلَا شَاةً،قَالَ:وَلَا تَحْقِرَنَّ شَيْئًا مِنَ الْمَعْرُوفِ،وَأَنْ تُكَلِّمَ أَخَاكَ وَأَنْتَ مُنْبَسِطٌ إِلَيْهِ وَجْهُكَ إِنَّ ذَلِكَ مِنَ الْمَعْرُوفِ، وَارْفَعْ إِزَارَكَ إِلَى نِصْفِ

(۱) ابن سعد ۱/۲۵۱

السَّاقِ، فَإِنْ أَبَيْتَ فَإِلَى الْكَعْبَيْنِ، وَإِيَّاكَ وَإِسْبَالَ الْإِزَارِ، فَإِنَّهَا مِنَ المَخِيلَةِ، وَإِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْمَخِيلَةَ ، وَإِنِ امْرُؤٌ شَتَمَكَ وَعَيَّرَكَ بِمَا يَعْلَمُ فِيكَ، فَلَا تُعَيِّرْهُ بِمَا تَعْلَمُ فِيهِ، فَإِنَّمَا وَبَالُ ذَلِكَ عَلَيْهِ

یہ سن کر میں نے عرض کیا مجھے نصیحت فرمائیں، آپ ﷺ نے فرمایا تم کبھی کسی کو گالی نہ دینا، کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے کسی کو گالی نہیں دی کسی آزاد کو نہ غلام کو، اونٹ کو نہ بکری کو، آپ ﷺ نے فرمایا کسی نیکی کو حقیر نہ سمجھو اور اپنے بھائی سے بات کرو تو کھلے چہرے سے بات کیا کرو بلاشبہ یہ نیکی ہے، اور اپنا تہبند آدھی پنڈلیوں تک اونچا رکھا کرو اور اگر نہ کرسکو تو ٹخنوں تک کرسکتے ہو (ٹخنوں سے نیچے) چادر لٹکانے سے بچنا بے شک یہ تکبر ہے اور اللہ تعالیٰ تکبر کو پسند نہیں کرتا، اور اگر کوئی شخص تمہیں گالی دے اور تم کو تمہارے اس عیب پر شرم دلائے جو اس کو معلوم ہے تو تم اس کے اس عیب پر جو تم کو معلوم ہے اس کو شرم نہ دلاؤ، اس طرح اس کی زبان درازی کا پورا وبال اسی گردن پر ہوگا۔ [1]

عن سُلَيْمٍ، قَالَ:وَفَدْتُ إِلَى النَّبِيِّ مَعَ رَهْطٍ مِنْ قَوْمِي، وَعَلَيَّ إِزَارٌ قِطْرِيٌّ، حَوَاشِيهِ عَلَى قَدَمَيَّ، وَبُرْدَةٌ مُرْتَدٌّ بِهَا،قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: عَلِّمْنِي خَيْرًا يَنْفَعُنِي اللهُ بِهِ،فَقَالَ: لا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا، وَلَوْ أَنْ تَصُبَّ مِنْ دَلْوِكَ فِي إِنَاءِ الْمُسْتَقِي،وَأَنْ تَلْقَى أَخَاكَ بِبِشْرٍ حَسَنٍ، فَإِذَا أَدْبَرَ فَلا تَغْتَابَنَّهُ

ایک روایت میں ابوجری جابر رضی اللہ عنہ بن سلیم نے مدینہ طیبہ میں اپنی آمد کا حال اس طرح بیان کیا ہے میں اپنے قبیلے کی ایک جماعت کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور میں ایک قطری تہبند باندھے ہوئے تھا جس کے کنارے میرے قدموں تک تھے اور میں چادر اوڑھے ہوئے تھا، میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا آپ مجھے کچھ سکھایئے جس سے اللہ مجھے نفع دے، آپ ﷺ نے فرمایا تم ذرا سی بھلائی کو حقیر نہ جانو اگرچہ تم اپنے برتن سے پیاسے کے برتن میں پانی ڈال دو اور یہ کہ اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملو اور جب وہ چلا جائے تو اس کی غیبت نہ کرو۔ [2]

ملوک وسلاطین کو دعوت اسلام

ذی الحجہ ۶ ہجری

جب نبی اکرم ﷺ قریش مکہ سے دس سالہ معاہدہ امن کر کے واپس مدینہ منورہ تشریف لائے اور کچھ اطمینان نصیب ہوا تو آپ نے اس دور اطمینان کو جزیرۃ العرب سے باہر ان دونوں سلطنتوں کے فرماں رواؤں اور ان کے ماتحت یا ذی اثر عرب علاقوں میں رہنے والے روساء قبائل کو خطوط لکھنے میں استعمال فرمایا، ان خطوط میں ان سب کو اسلام کی دعوت دی گئی تھی، دوسرے لفظوں میں یہ دعوت دی گئی تھی کہ وہ اپنے قدیمی نظریہ حیات اور طریق عمل کو ترک کر دیں جس کی اساس اور بنیاد پر ان کی دینوی عظمت کے عظیم الشان محل قائم ہیں، مطلق العنان

[1] سنن ابوداودکتاب اللباس بَابُ مَا جَاءَ فِي إِسْبَالِ الْإِزَارِ ۴۰۸۴

[2] اسدالغابة ۲،۵۴۲

فرماں رواؤں سے کہا گیا تھا کہ اپنے اس حق کو ترک کر دیں کہ ان کے منہ سے نکلا ہوا ہر لفظ قانون ہے اور وہ خود ہر قانون سے ماورئ ہیں اس کے بجائے ایک ایسے قانون وآئین کے تحت آجائیں جس میں کوئی لچک نہیں اور جو پیغمبر ہو یا شہنشاہ، کسی کے ساتھ کوئی رعایت روا نہیں رکھتا، انہیں کہا گیا تھا کہ تم آج تک دنیا میں یہ غلط نظریہ پھیلاتے رہے ہو کہ تمہاری رعایا تمہاری محکوم اور غلام ہے اصل یہ ہے کہ تم اس کے خادم اور محافظ ہو، تم نے آج تک غلط سمجھا کہ جس زمین کو تم بزور شمشیر فتح کرلو گے وہ تمہاری ملکیت بن جائے گی اور تم اسے سیاسی رشوت کے طور پر اپنے مصاحبین اور مقربین میں اس طرح تقسیم کرسکو گے کہ یہ مصاحبین اور مقربین ایک طرف مقامی آبادی کو طاقت اور زور کے بل پر دبائے رکھیں کہ تمہارے جبر واستبداد اور لاقانونیت کے خلاف کوئی آواز نہ آٹھ سکے اور دوسری طرف ہمسایوں کی ملکیت پر پھیل جانے اور اپنی سلطنت کو وسعت دینے کے امکانات روشن رکھیں، سچائی یہ ہے کہ زمین اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہے اور تلوار اس وقت اٹھ سکتی ہے جب حقوق اللہ کا اور حقوق العباد کا تحفظ اور اس کی بقا کے لئے تلوار کے علاوہ کوئی دوسرا طریقہ باقی نہ رہے، چنانچہ محسوس فرمایا کہ اب اس کا وقت آگیا ہے، چنانچہ آپ نے ارد گرد کے بادشاہوں کو دعوت اسلام دینے کا فیصلہ فرمایا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو جمع کر کے خطبہ ارشاد فرمایا۔

فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ اللهَ قَدْ بَعَثَنِي رَحْمَةً وَكَافَّةً، فَلَا تَخْتَلِفُوا عَلَيَّ كَمَا اخْتَلَفَ الْحَوَارِيُّونَ عَلَى عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ، فَقَالَ أَصْحَابُهُ: وَكَيْفَ اخْتَلَفَ الْحَوَارِيُّونَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: دَعَاهُمْ إِلَى الَّذِي دَعَوْتُكُمْ إِلَيْهِ، فَأَمَّا مِنْ بَعَثَهُ مَبْعَثًا قَرِيبًا فَرَضِيَ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں، تمام دنیا میں اسلام کا پیغام پہنچانے کا حق ادا کر دو، اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے گا عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کی طرح اختلاف نہ کرنا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! حواریوں نے عیسیٰ علیہ السلام پر کیا اختلاف کیا تھا؟ فرمایا عیسیٰ علیہ السلام نے ان کو اسی بات کی طرف بلایا تھا جس کی طرف میں تم کو بلاتا ہو یعنی بادشاہوں کی طرف ایلچی بنا کر بھیجنے کے لئے پس جن لوگوں کو عیسیٰ علیہ السلام نے قریب کے ملکوں میں بھیجا تھا تو خوشی خوشی چلے گئے اور جن کو دور دراز کے ملکوں میں جانے کا حکم دیا تھا تو زمین پر بوجھل ہو کر بیٹھ گئے اور وہاں جانا ان کو ناگوار گزرا۔[1]

وَكَانَ مَنْ بَعَثَ عِيسَى بن مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ الْحَوَارِيِّينَ وَالْأَتْبَاعِ، الَّذِينَ كَانُوا بَعْدَهُمْ فِي الْأَرْضِ: بُطْرُسُ الْحَوَارِيُّ، وَمَعَهُ بُولُسُ، وَكَانَ بُولُسُ مِنْ الْأَتْبَاعِ، وَلَمْ يَكُنْ مِنْ الْحَوَارِيِّينَ إلَى رُومِيَّةَ وَأَنْدَرَائِسُ، وَمَنْتَا إلَى الْأَرْضِ الَّتِي يَأْكُلُ أَهْلُهَا النَّاسَ،وَتُومَاسُ إلَى أَرْضِ بَابِلَ ، مِنْ أَرْضِ الْمَشْرِقِ، وَفِيلبسُ إلَى أَرْضِ قَرْطَاجَنَّةَ وَهِيَ إفْرِيقِيَّةُ، وَيُحَنِّسُ، إلَى أَفْسُوسَ، قَرْيَةُ الْفِتْيَةِ، أَصْحَابِ الْكَهْفِ،وَيَعْقُوبُسُ إلَى أَوْرَاشَلِمَ، وَهِيَ إيلِيَاءُ، قَرْيَةُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ، وَابْنُ ثَلْمَاءَ إلَى الْأَعْرَابِيَّةِ، وَهِيَ أَرْضُ الْحِجَازِ وَسِيمُنْ إلَى أَرْضِ الْبَرْبَرِ وَيَهُوذَا، وَلَمْ يَكُنْ مِنْ الْحَوَارِيِّينَ، جُعِلَ مَكَانَ يُودِسَ

روایت ہے عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو مختلف ممالک میں تبلیغ کے لئے بھیجا تھا اور ان حواریوں کے ساتھ ان کے متبعین بھی

---

[1] ابن ہشام ۶۰۶/۲، الروض الانف ۵۱۰/۷، تاریخ طبری ۶۴۵/۲

تھے چنانچہ بطرس حواری کو جس کے ساتھ بولس بھی تھا بولس متبعین میں سے تھا حواری نہیں تھا ملک رومیہ اور اندرائس کی طرف روانہ کیا، اور متا حواری کو اس ملک میں بھیجا جہاں کے لوگ آدمیوں کو کھا جاتے تھے۔ اور توماس کو ملک بابل کی طرف بھیجا اور فیلبس کو افریقہ کے شہر قرطاجنہ بھیجا اور یحنس کو افسوس کی طرف روانہ کیا جو اصحاب کہف کا شہر ہے، اور یعقوبس کو اورشلم کی طرف روانہ کیا جو ملک ایلیاء کا ایک شہر بیت المقدس کے پاس ہے، اور ابن ثلماء کو ملک حجاز میں بھیجا اور سمین کو سرزمین بربر کی طرف بھیجا اور یہودا کو جو حواریوں میں سے نہ تھا یودس کی جگہ مقرر کر دیا گیا تھا۔ [1]

مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موسیٰ علیہ السلام کے پیروکاروں کی طرح بھی نہ تھے جنہوں نے کہا تھا

قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِنَّ فِيهَا قَوْمًا جَبَّارِينَ وَإِنَّا لَن نَّدْخُلَهَا حَتَّىٰ يَخْرُجُوا مِنْهَا فَإِن يَخْرُجُوا مِنْهَا فَإِنَّا دَاخِلُونَ [2]

ترجمہ: اے موسیٰ! وہاں تو بڑے زبردست لوگ رہتے ہیں ہم وہاں ہرگز نہ جائیں گے جب تک وہ وہاں سے نکل نہ جائیں ہاں اگر وہ نکل گئے تو ہم داخل ہونے کے لیے تیار ہیں۔

بلکہ ان کی آوازیں آپ کی آواز مبارک سے پست تھیں، ان کی نگاہیں احترام میں جھکی رہتیں تھیں، ان کی وفاشعاری اور اطاعت شک وشبہ سے پاک تھی، انہوں نے آپ کے اس ارشاد پر لبیک کہا اور دل وجان سے تعمیل ارشاد کے لئے تیار ہو گئے، چنانچہ آپ نے بادشاہوں تک خطوط پہنچانے کے لئے ان لوگوں کو منتخب فرمایا جو تجارت کی غرض سے ان ملکوں میں جا چکے تھے اور ان کے رسم ورواج اور عادات سے بخوبی واقف تھے۔

انگشتری مبارک:

عَنْ أَنَسٍ:فَقِيلَ: يَا رَسُولَ الله إن الملوك لَا يَقْرَءُونَ كِتَابًا إِلا مَخْتُومًافَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ وَنَقَشَ عَلَيْهِ ثَلَاثَةَ أَسْطُرٍ: مُحَمَّدٌ سَطْرٌ، وَرَسُولُ سَطْرٌ، وَاللهِ سَطْرٌ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب آپ نے خطوط بھیجنے کا فیصلہ کر لیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک مناسب مشورہ خدمت میں عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ملوک وسلاطین کسی خط کو قابل وثوق اور قابل اعتماد نہیں سمجھتے، اور نہ اس خط کو پڑھتے ہیں جب تک اس پر بھیجنے والے کی مہر نہ لگی ہو، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چاندی کی مہر بنوائی جس پر تین سطریں تھیں ایک سطر میں محمد دوسری سطر میں رسول اور تیسری سطر میں اللہ کندہ کیا ہوا تھا۔ [3]

قَالَ فِيهَا مُحَمَّدٌ سَطْرٌ وَالسَّطْرُ الثَّانِي رَسُولٌ والسطر الثَّالِث الله

---

[1] ابن ہشام۶۰۸/۲،الروض الانف۵۱۹/۷،تاریخ طبری ۶۰۳/۱

[2] المائدۃ۲۲

[3] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس بَابُ مَا ذُكِرَ مِنْ دِرْعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَصَاهُ، وَسَيْفِهِ وَقَدَحِهِ، وَخَاتَمِهِ۳۱۰۶،دلائل النبوۃ للبیہقی۲۷۶/۷،ابن سعد۱۹۶/۱،البدایۃ والنہایۃ۵/۶،شرح الزرقانی علی المواھب۵/۳

سب سے نچلی سطر میں محمد درمیان والی سطر میں رسول اور سب سے اوپر والی سطر میں اللہ نقش تھا۔ (۱)

تمام حروف الٹے کندہ تھے تا کہ جب مہر لگائی جائے تو حروف سیدھے آئیں،

ایک روایت ہے کہ یہ انگشتری سعید بن العاص رضی اللہ عنہ حبشہ سے کندہ کرا کر لائے تھے۔

ثُمَّ لَبِسَ الْخَاتَمَ بَعْدَهُ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ لَبِسَهُ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ عُمَرُ، ثُمَّ لَبِسَهُ بَعْدَهُ عُثْمَانُ، حَتَّى وَقَعَ فِي بِئْرِ أَرِيسٍ

یہ انگوٹھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد یہ انگوٹھی خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، خلیفہ دوم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب اور پر خلیفہ سوم سیدنا عثمان بن عفان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی، جس سال انہیں بلوائیوں نے شہید کیا اسی سال یہ انگوٹھی اریس نامی کنوئیں میں گر گئی۔ (۲)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ خَاتَمًا فَكَانَ فِي يَدِهِ، ثُمَّ كَانَ فِي يَدِ أَبِي بَكْرٍ مِنْ بَعْدِهِ، ثُمَّ كَانَ فِي يَدِ عُمَرَ، ثُمَّ كَانَ فِي يَدِ عُثْمَانَ، حَتَّى وَقَعَ فِي بِئْرِ أَرِيسَ بَعْدَ مَا مَضَى مِنْ خِلَافَتِهِ سِتُّ سِنِينَ

یہ انگوٹھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں رہی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی حتی کہ انہی کے دور خلافت میں اریس نامی کنواں میں گر گئی۔ (۳)

فَكَانَ فِي يَدِهِ حَتَّى قُبِض، وَفِي يَدِ أَبِي بَكْرٍ حَتَّى قُبِض، وَفِي يَدِ عُمَرَ حَتَّى قُبِض، وَفِي يَدِ عُثْمَانَ، فَبَيْنَمَا هُوَ عِنْدَ بِئْرٍ إِذْ سَقَطَ فِي الْبِئْرِ فَأَمَرَ بِهَا فَنُزِحَتْ، فَلَمْ يَقْدِرْعَلَيْهِ

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو یہ انگوٹھی آپ کے ہاتھ میں تھی، اور جب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو یہ انگوٹھی ان کے ہاتھ میں تھی اور پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو وہ ان کے ہاتھ میں تھی پھر وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھی، اسی دوران میں آپ ایک کنوئیں پر بیٹھے ہوئے تھے کہ وہ کنوئیں میں گر گئی، آپ کے حکم سے کنوئیں کا پانی نکالا گیا مگر نتیجہ لا حاصل رہا۔ (۴)

آخر انہوں نے اس کنوئیں ہی کو پٹوا دیا، سچ ہے

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿٢٦﴾ (۵)

ترجمہ: ہر چیز جو اس زمین پر ہے فنا ہو جانے والی ہے۔

(۱) فتح الباری ۱۰/۳۲۹

(۲) سنن ابوداود کِتَاب الْخَاتَمِ بَابُ مَا جَاءَ فِي اتِّخَاذِ الْخَاتَمِ ۴۲۱۸

(۳) دلائل النبوة للبیہقی ۶/۵۶

(۴) البداية والنهاية ۶/۳

(۵) الرحمٰن ۲۶

انداز تحریر:

نبی ﷺ اپنی اکثر تحریروں کو ان کلمات سے شروع فرمایا کرتے تھے

مِنْ مُحَمَّد رَسُولَ اللهِ الی فلاں

رسول اللہ کی طرف سے فلاں شخص کے نام۔

بعض مرتبہ أَمّا بَعْدُ سے مضمون کی ابتدا فرماتے۔

اکثر خطوط کی ابتدا میں مکتوب الیہ کا نام تحریر کراتے تھے اور کبھی کبھی اس کی شہرت پر اکتفا فرماتے تھے، اگر مکتوب الیہ بادشاہ ہوتا تو اس کے نام لکھوانے کے بعد عَظِيم القَوْمَ الفلانيين فلاں قوم کی عظیم شخصیت تحریر کراتے۔ کبھی صَاحِبُ مملکت كَذَا فلاں حکومت کے والی کے جملے تحریر کراتے تھے، اور تحریر کے آغاز میں سلام لکھواتے، چنانچہ جب کسی مسلمان کو مخاطب کرتے تو لکھواتے سَّلاَمُ عَلَيْكَ تم پر سلامتی ہو اور کبھی تحریر فرماتے السَّلاَمُ عَلَى مَنْ آمَنَ بِاللهِ وَرَسُولِهِ اس پر سلام ہو جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آیا، کسی کافر کو مخاطب فرماتے تو لکھواتے سَلاَمٌ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الهُدَى اس پر سلام ہو جو ہدایت کی پیروی کرے، اور کبھی آغاز تحریر سے سلام حذف فرمادیتے۔ ابتدا تحریر میں سلام کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا لکھواتے سَلاَمٌ عَلَيْكُمْ، فَإِنِّي أَحْمَدُ اللهَ إِلَيْكُمْ، الله لَا إِلَهَ إِلّا هُوَ سلام علیکم! میں تم سے اس اللہ کی تعریف بیان کرتا ہوں جس کے سوا کائنات میں کوئی دوسرا معبود نہیں ہے، کبھی اسے حذف فرمادیتے، کبھی حمد و ثنا کے بعد کلمۂ شہادت تحریر فرماتے اور کبھی نہیں۔ حمد و ثنا کے بعد اصل مضمون بیان کرتے وقت أَمّا بَعْدُ تحریر فرماتے اور کبھی اس کے بغیر ہی مضمون شروع فرمادیتے۔ تحریر کو کبھی سلام پر ختم فرماتے، چنانچہ مسلم کے نام خط میں یوں تحریر فرماتے والسَّلاَمُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةَ اللهِ وَبَرَكَاتِهِ تم پر اللہ کا سلام اور اس کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں اور کبھی صرف سلام پر (بغیر زائد دعا کے) اکتفا فرماتے، اور کافر سے خطاب میں سَلاَمٌ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الهُدَى اس پر سلام ہو جو ہدایت کی پیروی کرے لکھواتے اور کبھی آخر میں سلام نہ لکھواتے تھے۔

شاہ حبش نجاشی کو دعوت اسلام

وَبَعَثَ بِالْكِتَابِ مَعَ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ

رسول اللہ ﷺ نے چھ ہجری کے آخیر میں عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کو خط لکھ کر شاہ حبش اصحمہ بن ابجر کی طرف روانہ کیا جس میں یہ تحریر فرمایا۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيم

مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ إِلَى النَّجَاشِيِّ مَلِكِ الْحَبَشَةِ

أَسْلِمْ أَنْتَ فَإِنِّي أَحْمَدُ إِلَيْكَ اللهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَالْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلاَمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رُوحُ اللهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مريم الْبَتُولِ الطَّيِّبَةِ الْحَصِينَةِ، فَحَمَلَتْ بِعِيسَى فَخَلَقَهُ اللهُ مِنْ رُوحِهِ وَنَفَخَهُ، كَمَا

خَلَقَ آدَمَ بِيَدِهِ، وَإِنِّي أَدْعُوكَ إِلَى اللهِ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَالْمُوَالَاةِ عَلَى طَاعَتِهِ، وَأَنْ تَتْبَعَنِي وَتُؤْمِنَ بِالَّذِي جَاءَنِي، فَإِنِّي رَسُولُ اللهِ وَإِنِّي أَدْعُوكَ وَجُنُودَكَ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَقَدْ بَلَّغْتُ وَنَصَحْتُ فَاقْبَلُوا نَصِيحَتِي، وَالسَّلَامُ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے رسول محمد کی جانب سے شاہ حبشہ نجاشی کی طرف

تم پر سلام ہو

امابعد! میں اللہ کی حمد وثنا کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں جو حقیقی بادشاہ ہے اور تمام عیوب سے پاک ہے، جو امن دینے والا اور سب کا محافظ اور نگہبان ہے، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم اللہ کی خاص روح اور اس کا کلمہ ہیں، جس کو اللہ نے پاکیزہ اور پاک دامن مریم بتول پر القا کیا تو وہ اللہ کی روح اور اس کے نفخ سے عیسیٰ علیہ السلام سے حاملہ ہوئیں، جیسے اللہ نے آدم کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا، اور میں تمہیں اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں جو اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور اس کی اطاعت وفرمانبرداری کی طرف اور اس بات کی طرف (دعوت دیتا ہوں) کہ تم میری پیروی کرو اور جو کچھ اللہ کی طرف سے میرے پاس آیا ہے (یعنی قرآن کریم) اس پر ایمان لاؤ، بیشک میں اللہ کا رسول ہوں، میں تمہیں اور تمہارے لشکروں کو اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں، میں نے تمہیں پیغام پہنچا دیا اور تمہاری خیر خواہی کر دی، پس میری خیر خواہی کو قبول کرو اور اس شخص پر سلام ہو جو ہدایت کی پیروی کرے۔ [1]

آخری فقرہ میں معمولی سا فرق ہے۔

عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ تقریباً ایک ہزار کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے حبشہ کا مقدس شہر اور دار الحکومت اکسوم پہنچے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط شاہ حبش نجاشی اصحمہ بن ابجر کو پیش کیا

إِنَّ عمرا قَالَ لَهُ يَا أصحمة إِنَّ عَلَيَّ الْقَوْلَ وَعَلَيْكَ الِاسْتِمَاعَ، إِنَّكَ كَأَنَّكَ فِي الرِّقَّةِ عَلَيْنَا وَكَأَنَّا فِي الثِّقَةِ بِكَ مِنْكَ؛ لِأَنَّا لَمْ نَظُنَّ بِكَ خَيْرًا قَطُّ إِلَّا نِلْنَاهُ، وَلَمْ نَخَفْكَ عَلَى شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا أَمِنَّاه، وَقَدْ أَخَذْنَا الْحُجَّةَ عَلَيْكَ مِنْ فِيكَ، الْإِنْجِيلُ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ شَاهِدٌ لَا يُرَدُّ، وَقَاضٍ لَا يَجُورُ، وَفِي ذَلِكَ مَوْقِعُ الْحَزِّ وَإِصَابَةُ الْمَفْصِلِ، وَإِلَّا فَأَنْتَ فِي هَذَا النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ كَالْيَهُودِ فِي عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ، وَقَدْ فَرَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُسُلَهُ إِلَى النَّاسِ، فَرَجَاكَ لِمَا لَمْ يَرْجُهُمْ لَهُ، وَأَمَّنَكَ عَلَى مَا خَافَهُمْ عَلَيْهِ بِخَيْرٍ سَالِفٍ وَأَجْرٍ يُنْتَظَرُ

اور کہا اے اصحمہ! مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے میں امید کرتا ہوں کہ آپ اس پر توجہ فرمائیں گے، ہم مسلمانوں کو آپ پر مکمل اعتماد اور حسن ظن ہے کیونکہ جب کبھی ہم نے آپ سے کسی خیر و بھلائی کی امید کی وہ ہمیں آپ سے حاصل ہوگئی، آپ کے زیر سایہ مسلمانوں کو کبھی خوف وہراس

---

[1] زادالمعاد۶۰۲،۶۰۱/۳،عیون الآثر۳۳۰/۲،تاریخ طبری ۶۵۲/۲،البدایة والنہایة۱۰۴/۳،دلائل النبوة للبیہقی ۳۰۹/۲، اسدالغابة ۱۸۹/۱،رسول اکرم کی سیاسی زندگی ۱۲۲،۱۰۹،۱۰۸تا۱۲۵،سیرة النبویة لابن کثیر۴۲/۲

محسوس نہیں ہوا، انجیل جس کی حجت ہونا آپ کی زبانی معلوم ہوا ہے وہ ہمارے اور آپ کے درمیان شاہد ہے، اس مقدس کتاب کی شہادت کو رد نہیں کیا جا سکتا، اور ایسا حاکم ہے جو اپنے فیصلوں میں انصاف سے تجاوز نہیں کرتا، اور اگر آپ نے اس دعوت حقہ کو قبول نہ کیا تو آپ اس نبی امی کے حق میں ایسے ثابت ہوں گے جیسا کہ یہود عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں ثابت ہوئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قاصد دوسرے بادشاہوں کی طرف بھی روانہ فرمائے ہیں لیکن دوسروں کی نسبت ہمیں آپ سے زیادہ امید ہے، اور تمہیں اس سے امن دیا جس سے دوسروں کو خوف تھا یعنی ماضی کی بھلائی اور آئندہ کا اجر عظیم۔

نجاشی نے آپ کا خط مبارک لے کر پڑھا اور اپنی آنکھوں سے لگالیا، پھر اپنے تخت سے نیچے اتر کر زمین پر بیٹھ گیا اور جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا

ثُمَّ كَتَبَ النَّجَاشِيُّ جَوَابَ كِتَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اسلام قبول کرنے کی خبر دینے کے لئے واپسی جوابی خط لکھا۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

إِلَى مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ مِنَ النَّجَاشِيِّ أصحمة

سَلَامٌ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللهِ مِنَ اللهِ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، اللهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ،

أَمَّا بَعْدُ: فَقَدْ بَلَغَنِي كِتَابُكَ يَا رَسُولَ اللهِ فِيمَا ذَكَرْتَ مِنْ أَمْرِ عِيسَى، فَوَرَبِّ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّ عِيسَى لَا يَزِيدُ عَلَى مَا ذَكَرْتَ ثُفْرُوقًا إِنَّهُ كَمَا ذَكَرْتَ، وَقَدْ عَرَفْنَا مَا بُعِثْتَ بِهِ إِلَيْنَا، وَقَدْ قَرَّبْنَا ابْنَ عَمِّكَ وَأَصْحَابَهُ فَأَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللهِ صَادِقًا مُصَدَّقًا، وَقَدْ بَايَعْتُكَ وَبَايَعْتُ ابْنَ عَمِّكَ، وَأَسْلَمْتُ عَلَى يَدَيْهِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ،وَقَدْ بعثت إليك بابني وَإِنْ شِئْتَ أَنْ آتِيَكَ فَعَلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ، فَإِنِّي أَشْهَدُ أَنَّ مَا تَقُولُ حَقٌّ، وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ ورَحْمَةَ اللهِ وَبَرَكَاتِهِ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد رسول اللہ کی خدمت میں نجاشی اصحمہ کی جانب سے

اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ پر سلام اور اللہ کی رحمتیں اور برکات ہوں اس اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور جس نے مجھے اسلام کی طرف ہدایت دی ہے

امابعد! اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے آپ کا نامہ موصول ہوا آپ نے عیسیٰ علیہ السلام کی بابت جو کچھ فرمایا ہے آسمان وزمین کے پروردگار کی قسم! عیسیٰ علیہ السلام اس سے ذرہ برابر بڑھ کر نہ تھے بلاشبہ انکی شان وہی ہے جیسے آپ نے ذکر فرمائی ہے، آپ نے جو دعوت بھیجی ہے اسے ہم نے اسے پہچان لیا اور آپ کے چچازاد بھائی اور ان کے رفقاء آئے ہم نے ان کی مہمان نوازی کی اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، میں نے آپ کی بیعت کی اور آپ کے چچازاد بھائی کے ہاتھ پر اللہ رب العالمین کے لئے اسلام قبول کیا میں آپ کی خدمت میں اپنے بیٹے

کو بھیج رہا ہوں اور آپ حکم دیں تو میں خود بھی حاضر ہوسکتا ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ جو کچھ فرماتے ہیں وہ سچ ہے، والسلام [1]

رملہ رضی اللہ عنہا بنت ابوسفیان بن امیہ ان خواتین میں ہیں جنہوں نے شروع شروع میں ہی اسلام قبول کر لیا تھا، جب قریش کو ان کے اسلام قبول کرنے کا علم ہوا تو دوسرے مسلمانوں کی طرح انہیں بھی ظلم وستم کا نشانہ بننا پڑا جس کے باعث یہ اپنے خاوند عبید اللہ بن جحش کے ساتھ اپنا وطن، عزیز واقارب چھوڑ کر حبشہ ہجرت کر گئیں تھیں مگر وہاں ان کا شوہر دین اسلام سے مرتد ہو کر عیسائی بن گیا مگر رملہ رضی اللہ عنہا بنت ابوسفیان اپنی بیٹی حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ اسلام کے دامن سے چمٹی رہیں،

قال: ارسل رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى النَّجَاشِيِّ لِيُزَوِّجَهُ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ أَبِي سُفْيَانَ ، وَيَبْعَثَ بِهَا إِلَيْهِ مَعَ مَنْ عِنْدَهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ، فَأَرْسَلَ النَّجَاشِيُّ إِلَى أُمِّ حَبِيبَةَ يخبرها بخطبه رسول الله إِيَّاهَا جَارِيَةً لَهُ يُقَالُ لَهَا أَبْرَهَةُ،فَأَعْطَتْهَا أَوْضَاحًا لَهَا وَفَتَخًا، سُرُورًا بِذَلِكَ، وَأَمَرَهَا أَنْ تُوَكِّلَ مَنْ يُزَوِّجَهَافَوَكَّلَتْ خَالِدَ بْنَ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ، فَزَوَّجَهَا

رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے نجاشی کو تحریر فرمایا تھا کہ وہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت ابوسفیان کو رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے لئے نکاح کا پیغام پہنچائے اور ان کو ان مسلمانوں کے ساتھ جو تمہارے مقیم ہیں میرے پاس بھیج دو، نجاشی نے اپنی ایک کنیز ابرہ کو ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا، اس پیغام سے پہلے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے ایک خواب دیکھا کہ کوئی شخص اسے ام المومنین کہہ کر پکار رہا ہے، جب اس کنیز نے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے لئے شادی کا پیغام پہنچایا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اتنی بڑی خوشی کے اظہار پر اپنی ایک پازیب اور پیر کی انگلیوں کے چاندی کے چھلے اتار کر اس کنیز کو بخشش کے طور پر عطا کر دیا، اور اس سے کہا نجاشی کو کہو ان سے عقد کے لئے کسی کو رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی طرف سے وکیل مقرر کر دے، چنانچہ نجاشی نے خالد رضی اللہ عنہ بن سعید بن عاص کو وکیل مقرر کر دیا ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی رضامندی کے بعد نجاشی نے نکاح کا بندوبست کیا اور جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب اور دوسرے مسلمانوں کو اس میں شریک ہونے کی دعوت دی،

فَخَطَبَ النَّجَاشِيُّ عَلَى رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ:الْحَمْدُ لله، الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ، السَّلامُ الْمُؤْمِنُ، الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ، الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُأَشْهَدُ أَنَّ لا إِلَهَ إِلا اللهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، وَأَنَّهُ الَّذِي بشر به عيسى بن مَرْيَمَ. أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَتَبَ إِلَيَّ أَنْ أُزَوِّجَهُ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ أَبِي سُفْيَانَ، فَأَجَبْتُ إِلَى مَا دَعَا إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَقَدْ أَصْدَقْتُهَا أَرْبَعَمِائَةَ دِينَارٍ ثُمَّ سَكَبَ الدَّنَانِيرَ بَيْنَ يَدَيِ الْقَوْمِ

نجاشی نے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی طرف سے خطبہ نکاح پڑھا، ہر طرح کی حمد وثنا اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے جو بادشاہ ہے نہایت مقدس، سراسر سلامتی، امن دینے والا نگہبان، سب پر غالب، اپنا حکم بزور نافذ کرنے والا اور بڑا ہی ہو کر رہنے والا، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللہ کے رسول ہیں جن کی بشارت عیسیٰ بن مریم نے دے دی تھی، امابعد! رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے میری طرف نامہ مبارک بھیجا ہے کہ میں ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت

[1] ۔ زاد المعاد ۳/۶۰۲، تاریخ طبری ۲/۶۵۳، تاریخ الخمیس ۲/۳۰، شرح الزرقانی علی المواہب ۵/۲۳، اسد الغابۃ ۱/۱۸۹

ابوسفیان کا نکاح آپ ﷺ سے کر دوں، میں یہ پسند کرتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا جو حکم فرمایا ہے اسے پورا کر دوں، میں نے ان کا حق مہر چالیس دینار طے کیا ہے، پھر وہ خاموش ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے چارسو دینار (بعض روایات میں دینار کے بجائے درہم لکھا ہے) حق مہر کی رقم خالد رضی اللہ عنہ بن سعید کے حوالے کر دی تاکہ وہ انہیں ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو دے دیں،

فَتَكَلَّمَ خَالِدُ بْنُ سَعِيدٍ فَقَالَ: الْحَمْدُ للّٰهِ أَحْمَدُهُ وَأَسْتَعِينُهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ لا إِلَهَ إِلا اللهُ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدَهُ وَرَسُولُهُ، أَرْسَلَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ، لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ، وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ. أَمَّا بَعْدُ فَقَدْ أَجَبْتُ إِلَى مَا دَعَا إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَزَوَّجْتُهُ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ أَبِي سُفْيَانَ.فبارك الله لرسول الله عَلَيْهِ السَّلامُ

پھر خالد رضی اللہ عنہ بن سعید نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے خطبہ پڑھا، ہر طرح کی تعریف اور حمد وثنا اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے ہم اسی کی حمد وثنا بیان کرتے ہیں اور اسی سے ہر طرح کی مدد چاہتے ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے دین حق اور ہدایت کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے تا کہ وہ اللہ کے پسندیدہ دین اسلام کو نافذ کر دیں چاہے مشرکین کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو اما بعد! میں ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے یہ نکاح قبول کرتا ہوں جس کو رسول اللہ ﷺ نے پسند فرمایا ہے اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت ابوسفیان کو آپ ﷺ کے نکاح میں دیتا ہوں، اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ پر برکتیں نازل فرمائے۔ [1]

فَلَمَّا جَاءَتْ أُمَّ حَبِيبَةَ تِلْكَ الدَّنَانِيرُ، قَالَ: جَاءَتْ بِهَا أَبْرَهَةُ فَأَعْطَتْهَا خَمْسِينَ مِثْقَالا ،وَقَالَتْ: كُنْتُ أَعْطَيْتُكِ ذَلِكَ، وَلَيْسَ بِيَدِي شَيْءٌ، وَقَدْ جَاءَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهَذَا،فقالت أبرهة: قد أمرني الملك الا آخُذَ مِنْكِ شَيْئًا وَأَنْ أَرُدَّ إِلَيْكِ الَّذِي أخذت منك،فرددته وَأَنَا صَاحِبَةُ دُهْنِ الْمَلِكِ وَثِيَابِهِ،وَقَدْ صَدَّقْتُ مُحَمَّدًا رَسُولَ اللهِ وَآمَنْتُ بِهِ، وَحَاجَتِي إِلَيْكِ أَنْ تُقْرِئِيهِ مِنِّي السَّلامَ، قَالَتْ: نَعَمْ،وَقَدْ أَمَرَ الْمَلِكُ نِسَاءَهُ أَنْ يَبْعَثْنَ إِلَيْكِ بِمَا عِنْدَهُنَّ مِنْ عُودٍ وَعَنْبَرٍ

ابرہہ باندی یہ رقم ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں لے گئی تو انہوں نے اسے پچاس مثقال بطور انعام دیئے، اور فرمایا میرے پاس کچھ بھی نہ تھا لیکن اللہ نے یہ رقم بھیج دی ہے اس لئے میں نے تجھے یہ انعام دیا، ابرہ نے کہا بادشاہ نے مجھے ممانعت کر دی ہے کہ میں اس میں سے کچھ نہ لوں، اور جو کچھ میں نے پہلے آپ سے لیا ہے وہ بھی واپس کر دوں، چنانچہ اس نے زیور واپس کر دیا اور کہا کہ میں توشاہی توشہ خانہ کی مہتمہ اور اس کے ملبوسات کی محافظ ہوں، میں رسول اللہ کی تصدیق کر کے ان پر ایمان لائی، میں صرف آپ سے یہ چاہتی ہوں کہ آپ میرا اسلام رسول اللہ ﷺ سے کہہ دیں، ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اس کا وعدہ کر لیا، پھر ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے وکیل خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ یا سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا، اس کے بعد نجاشی کی طرف سے شریک مجلس کو کھانا کھلایا گیا، نجاشی نے اپنی بیویوں کو حکم دیا کہ

[1] الاستيعاب في معرفة الأصحاب ١٩٢٩/٤،ابن سعد ٧٦/٨،تاريخ دمشق لابن عساكر ١٤٣/٦٩

ان کے پاس جس قدر عود اور عنبر (خوشبوعات) ہوں وہ ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو بھیج دیں،

فَخَرَجْنَا فِي سَفِينَتَيْنِ، وَبَعَثَ مَعَنَا النَّوَاتِيَّ حَتَّى قَدِمْنَا الْجَارَ، ثُمَّ رَكِبْنَا الظُّهُرَ إِلَى المدينة، فوجدنا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَيْبَرَ، فَخَرَجَ مَنْ خَرَجَ إِلَيْهِ،وَأَقَمْتُ بِالْمَدِينَةِ حَتَّى قَدِمَ رَسُولُ اللهِ، فَدَخَلْتُ إِلَيْهِ، فَكَانَ يُسَائِلُنِي عَنِ النَّجَاشِيِّ،وَقَرَأْتُ عَلَيْهِ مِنْ أَبْرَهَةَ السلام، فرد رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهَا

چنانچہ اس نے ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا دختر ابوسفیان، جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب اور دوسرے مسلمانوں کو ظہر کے وقت دو کشتیوں میں مدینہ طیبہ روانہ کیا، ہم لوگ (موسم بہار میں جمادی الاولیٰ سات ہجری اگست ٦٢٨ء کو) مدینہ منورہ کی بندرگاہ پر اترے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت خیبر جا چکے تھے اور اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے ساتھ تھے، میں مدینہ منورہ میں ٹھیر گئی، جب آپ تشریف لائے تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے نجاشی کے حالات معلوم کرتے رہتے تھے اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابرہ کا سلام کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جواب دیا۔ (١)

قَالَتْ:فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ أَخْبَرْتُهُ كَيْفَ كَانَتِ الْخِطْبَةُ وَمَا فَعَلَتْ بِي أَبْرَهَةُ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللهِ وَأَقْرَأْتُهُ مِنْهَا السَّلَامَ، فَقَالَ:وَعَلَيْهَا السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ

ایک روایت میں ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نجاشی کے خطبہ اور ابرہہ نے جو کچھ کیا تھا اس کی خبر دی اور ان کا سلام پہنچایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور جواب میں فرمایا اس پر بھی سلامتی، اللہ کی رحمت اور برکات ہوں۔ (٢)

لَمَّا بَلَغَ أَبَا سُفْيَانَ بْنِ حَرْبٍ نِكَاحُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنَتَهُ قَالَ: ذَلِكَ الْفَحْلُ لا يُقْرَعُ أَنْفُهُ

کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دختر ابوسفیان سے اس لئے نکاح فرمایا تھا تا کہ ابوسفیان کو اسلام کی طرف مائل کیا جاسکے، جب ابوسفیان بن حرب نے یہ سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بیٹی سے نکاح کرلیا ہے تو وہ کہنے لگا اس نر اونٹ کی ناک میں نکیل نہیں ڈالی جاسکتی۔ (٣)

وَأَحَبُّ إِلَيَّ من شركني فِي خَيْرٍ أُخْتِي

ایک روایت میں ہے ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی زبان سے بے ساختہ یہ الفاظ نکلے میں اپنی بیٹی کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہتر سمجھتا ہوں۔ (٤)

---

(١) تاریخ طبری ٦٥٣/٢

(٢) ابن سعد ٧٨/٨

(٣) الإصابة في تمييز الصحابة ١٤٢/٨،الاستيعاب في معرفة الأصحاب ١٨٤٥/٤، اسد الغابة ١١٦/٧،ابن سعد ٧٩/٨،تاریخ ابن خلدون ٤٥١/٢،تاريخ دمشق لابن عساكر ١٤٦/٦٩،تاریخ طبری ٦٥٣/٢،امتاع الاسماع ٦٢/٦،تاریخ ابن الوردي ١٢٠/١

(٤) سير أعلام النبلاء ١٦٢/١،تاريخ الإسلام وَوفيات المشاهير وَالأعلام ٤٩٦/١،تاريخ دمشق لابن عساكر ١٣٢/٦٩

شاہ مصر جریج بن متی کے نام خط

رسول اللہ ﷺ نے ایک تبلیغی خط مصر و اسکندریہ کے بادشاہ جریج بن متی کو لکھا جس کا لقب مقوقس تھا، خط کا مضمون یہ تھا۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللهِ وَرَسُولِهِ إِلَى المقوقس عَظِيمِ الْقِبْطِ

سَلَامٌ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى

أَمَّا بَعْدُ: فَإِنِّي أَدْعُوكَ بِدِعَايَةِ الْإِسْلَامِ أَسْلِمْ تَسْلَمْ، وَأَسْلِمْ يُؤْتِكَ اللهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ، فَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِثْمَ الْقِبْطِ يَاأَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے بندے اور اس کے رسول کی طرف سے قبط کے عظیم بادشاہ مقوقس کے نام

جس نے ہدایت کا اتباع کیا اس پر سلامتی ہو

امابعد! میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں، اسلام قبول کرلو محفوظ رہو گے، مسلمان ہو جاؤ اللہ تعالیٰ تمہیں دوگنا ثواب عطا فرمائے گا اور اگر روگردانی کروگے تو پوری قبطی قوم کا گناہ تم پر ہوگا، اے اہل کتاب اس کلمہ کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے وہ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی اور کی بندگی نہ کریں اور نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائیں اور اللہ کے سوا آپس میں ایک دوسرے کو اپنا رب اور معبود نہ بنائیں، اگر دوسرے لوگ اس بات سے انحراف کریں تو تم صاف صاف کہہ دو کہ ہم تو اللہ پر ایمان لانے والے ہیں۔ [1]

یہ خط مصر کے ایک گرجا گھر سے دستیاب ہوا تھا اور اب ترکی کے محکمہ آثار قدیمہ میں محفوظ ہے۔

اور آپ ﷺ نے خط پر اپنی مہر ثبت کی اور فرمایا

أيها الناس، أيكم ينطلق بكتابي هذا إلى صاحب مصر وأجره على الله ،فوثب إليه حاطب رضي الله عنه، وقال، أنا يا رسول الله،قال: بارك الله فيك يا حاطب،فتوجه إليه إلى مصر ، فوجده بالإسكندرية، فذهب إليها، فوجده في مجلس مشرف على البحر،فركب سَفِينَةً إليه وحاذى مجلسه وأشار بالكتاب إليه،فلمّا رآه أمر بإحضاره بين يديه، فلمّا جيء به إليه، ووقف بين يديه، ونظر إلى الكتاب فضّه وقرأه

اے لوگو! تم میں سے کون ہے جو میرا یہ خط شاہ مصر کے پاس پہنچائے جس کا اجر و ثواب اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا، یہ سن کر حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اس خدمت کے لئے حاضر ہوں، فرمایا اے حاطب! اللہ تمہیں برکت

---

[1] زادالمعاد ۳/۶۰۳، مجموعة الوثائق ۱/۱۳۵، المواهب اللدنیه ۱/۵۴۵، اعلام السائلین ۱/۸۱، صبح الاعشی فی صناعة الانشاء ۶/۳۶۴

عطا فرمائے، حاطب رضی اللہ عنہ اس نامہ مبارک کو لے کر شاہ مصر مقوقس کے پاس اسکندریہ پہنچے اس وقت مُقوقس ایک جزیرے فاروس میں اعلی سطحی مجلس میں شریک تھا جہاں روشنی کا مینار لائٹ ہاؤس بنا ہوا تھا، چنانچہ حاطب رضی اللہ عنہ کشتی میں سوار ہو کر اس کی مجلس میں پہنچے اور اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ مبارک پیش کیا، اس نے اسے عزت و احترام کے ساتھ آپ کے نامہ مبارک کو لیا اور پڑھ کر سینے سے لگایا، حاطب بن بلتعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر شاہ اسکندریہ نے مجھے بطور مہمان ایک مکان میں ٹھیرادیا

ثُمَّ بَعَثَ إِلَيَّ وَقَدْ جَمَعَ بَطَارِقَتَهُ، وقال :إِنِّي سَأُكَلِّمُكَ بِكَلَامٍ وَأُحِبُّ أَنْ تَفْهَمَهُ مِنِّي، قَالَ: قُلْتُ: هَلُمَّ،قَالَ: أَخْبِرْنِي عَنْ صَاحِبِكَ، أَلَيْسَ هُوَ نَبِيٌّ؟ قُلْتُ: بَلَى، هُوَ رَسُولُ اللهِ،قَالَ: فَمَا لَهُ حَيْثُ كَانَ هَكَذَا لَمْ يَدْعُ عَلَى قَوْمِهِ حَيْثُ أَخْرَجُوهُ مِنْ بَلَدِهِ إِلَى غَيْرِهَا؟قَالَ: فَقُلْتُ: عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ أَلَيْسَ تَشْهَدُ أَنَّهُ رَسُولُ اللهِ؟ فَمَا لَهُ حَيْثُ أَخَذَهُ قَوْمُهُ فَأَرَادُوا أَنْ يَغْلِبُوهُ أَلَّا يَكُونَ دَعَا عَلَيْهِمْ بِأَنْ يُهْلِكَهُمُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ، حَتَّى رَفَعَهُ اللهُ إِلَيْهِ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا،فقال له: أحسنت, أَنْتَ حَكِيمٌ جئت مِنْ عِنْدِ حَكِيمٍ

اور ایک روز تمام زعماء اور سرداروں کو جمع کر کے مجھے بلایا اور کہامیں تم سے کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں سوچ سمجھ کر جواب دینا، میں نے کہا بہتر ہے، مقوقس نے کہا کیا یہ جن کے بارے میں آپ بیان کرتے ہیں نبی نہیں؟ حاطب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کیوں نہیں؟ آپ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، مقوقس کہنے لگا، تو پھر کیا وجہ ہے کہ جب انہیں ان کی قوم نے ان کے شہر سے نکالا تو انہوں نے بد دعا کیوں نہ کی؟ حاطب رضی اللہ عنہ نے کہا، عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ کیا وہ نبی نہیں تھے؟ تو پھر جب ان کی قوم نے ان کو سولی پر لٹکانے کا ارادہ کیا تو انہوں نے بد دعا کیوں نہ کی حتی کہ اللہ تعالیٰ کو انہیں آسمان کی طرف اٹھانا پڑا؟ مقوقس کہنے لگا، بہت خوب! تم ایک دانا شخص ہو جو کسی دانا شخص کے پاس سے آئے ہو۔[1]

قَالَ لَهُ: إِنَّهُ كَانَ قَبْلَكَ رَجُلٌ يَزْعُمُ أَنَّهُ الرَّبُّ الْأَعْلَى فَأَخَذَهُ اللهُ نَكَالَ الْآخِرَةِ وَالْأُولَى ، فَانْتَقَمَ بِهِ ثُمَّ انْتَقَمَ مِنْهُ، فَاعْتَبِرْ بِغَيْرِكَ وَلَا يَعْتَبِرْ غَيْرُكَ بِكَ،فَقَالَ: إِنَّ لَنَا دِينًا لَنْ نَدَعَهُ إِلَّا لِمَا هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ، فَقَالَ حاطب: نَدْعُوكَ إِلَى دِينِ اللهِ، وَهُوَ الْإِسْلَامُ الْكَافِي بِهِ اللهُ فَقْدَ مَا سِوَاه،إِنَّ هَذَا النَّبِيَّ دَعَا النَّاسَ، فَكَانَ أَشَدَّهُمْ عَلَيْهِ قُرَيْشٌ، وَأَعْدَاهُمْ لَهُ الْيَهُودُ، وَأَقْرَبَهُمْ مِنْهُ النَّصَارَى،وَلَعَمْرِي مَا بِشَارَةُ مُوسَى بِعِيسَى إِلَّا كَبِشَارَةِ عِيسَى بِمُحَمَّدٍ، وَمَا دُعَاؤُنَا إِيَّاكَ إِلَى الْقُرْآنِ إِلَّا كَدُعَائِكَ أَهْلَ التَّوْرَاةِ إِلَى الْإِنْجِيلِ وَكُلُّ نَبِيٍّ أَدْرَكَ قَوْمًا فَهُمْ مِنْ أُمَّتِهِ، فَالْحَقُّ عَلَيْهِمْ أَنْ يُطِيعُوهُ وَأَنْتَ مِمَّنْ أَدْرَكَهُ هَذَا النَّبِيُّ،وَلَسْنَا نَنْهَاكَ عَنْ دِينِ الْمَسِيحِ، وَلَكِنَّا نَأْمُرُكَ بِهِ

حاطب رضی اللہ عنہ کے مدلل جواب سن کر بادشاہ خاموش ہو گیا پھر وہ بولے اے بادشاہ! آپ کو علم ہے اسی ملک میں ایک بادشاہ تھا جو رب اعلیٰ ہونے

---

[1] شرح الزرقانی علی المواهب ۲۷،۵،دلائل النبوة للبیهقی ۳۹۵،۴،البدایة والنهایة۳۱۰،۴، اسدالغابة ۶۵۹،۱، السیرة الحلبیة۳۵۰،۳

کا دعویٰ دار تھا، اللہ نے اس پر گرفت کی اور وہ ہلاک و برباد ہو گیا آپ کو اس سے عبرت حاصل کرنی چاہئے ایسا نہ ہو کہ دوسرے لوگ تم سے عبرت حاصل کریں، مقوقس نے کہا ہمارا ایک دین ہے جسے ہم چھوڑ نہیں سکتے جب تک کہ اس سے بہتر دین نہ مل جائے، حاطب رضی اللہ عنہ نے کہا میں تجھے اللہ کے دین کی دعوت دیتا ہوں جو اسلام ہے، جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ اسے تمام ادیان پر غالب فرمائے گا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مبعوث ہو کر لوگوں کو دعوت اسلام دی مگر سب سے زیادہ مخالفت ان کے اپنے قبیلے قریش نے کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے دشمن یہودی ہیں البتہ عیسائی مسلمانوں کے بہت زیادہ قریب ہیں، اللہ کی قسم! موسیٰ علیہ السلام کا عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کی خوشخبری دینا اور عیسیٰ علیہ السلام کا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خوشخبری دینا ایک جیسی بات ہے، ہمارا آپ کو قرآن مجید کی دعوت دینا ایسا ہے جیسے آپ یہود کو انجیل کی طرف بلاتے ہیں، جس امت میں بھی کوئی نبی آ جائے وہ اس نبی کی امت بن جاتی ہے، ان پر فرض ہو جاتا ہے کہ اس نبی کی اطاعت کریں، اے بادشاہ! اس لحاظ سے آپ بھی ان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ہیں کیونکہ آپ نے ان کا دور پا لیا ہے نیز ہم آپ کو مسیح علیہ السلام کے دین سے نہیں روکتے بلکہ ہم تو آپ کو اس کی پابندی کا حکم دیتے ہیں۔ [1]

حاطب رضی اللہ عنہ کے پہنچنے سے کچھ پہلے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ (جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) بنی مالک کے چند لوگوں کے ساتھ مقوقس کے پاس گیا تھا، اس وقت مقوقس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دریافت کیا تھا اور مغیرہ نے جو کچھ دیکھا تھا سچ سچ بتا دیا تھا، جس کی وجہ سے مقوقس کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں آگاہی حاصل تھی اور اسی گفتگو سے متاثر ہو کر مغیرہ واپس آ کر دائرہ اسلام میں داخل ہو گے تھے،

فَقَالَ الْمُقَوْقَسِ: إِنِّي قَدْ نَظَرْتُ فِي أَمْرِ هَذَا النَّبِيِّ فَوَجَدْتُهُ لَا يَأْمُرُ بِمَزْهُودٍ فِيهِ، وَلَا يَنْهَى عَنْ مَرْغُوبٍ فِيهِ، وَلَمْ أَجِدْهُ بِالسَّاحِرِ الضَّالِّ، وَلَا الْكَاهِنِ الْكَاذِبِ، وَوُجِدَتْ مَعَهُ آيَةُ النُّبُوَّةِ بِإِخْرَاجِ الْخَبْءِ، وَالْإِخْبَارِ بِالنَّجْوَى، وَسَأَنْظُرُ وَأَخَذَ كِتَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَهُ فِي حُقٍّ مِنْ عَاجٍ وَخَتَمَ عَلَيْهِ وَدَفَعَهُ إِلَى جَارِيَةٍ لَهُ

بہر حال شاہ مصر مقوقس نے کہا میں نے اس نبی کے بارے میں غور و فکر کیا تو میں نے محسوس کیا کہ وہ ناپسندیدہ چیزوں سے روکتے اور پسندیدہ چیزوں کا حکم کرتے ہیں، وہ جادوگر اور گمراہ نہیں کاہن اور جھوٹے بھی نہیں اور میں ان میں نبوت کی نشانیاں پاتا ہوں، مثلاً ان کا غیب کی خبریں دینا مگر میں ابھی دیکھوں گا، چنانچہ اس نے اسلام کی دعوت کو قبول نہیں کیا اور نصرانیت پر قائم رہا، پھر اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نامہ مبارک کو اٹھایا اور اسے ساگوان کی ڈبیہ میں رکھ کر اپنی ایک باندی کو دے دیا کہ وہ اسے حفاظت سے رکھے۔ [2]

شاہ مصر کا جواب:

ثم دَعَا كَاتِبًا لَهُ يَكتب بِالْعَرَبِيَّةِ

[1] زادالمعاد ۶۰۰؍۳، الروض الانف ۵۱۳؍۷، عیون الاثر ۳۳۲؍۲، شرح الزرقانی علی المواھب ۲۷؍۵

[2] شرح الزرقانی علی المواھب ۲۷؍۵، زادالمعاد ۶۰۴؍۳

اور پھر اپنے عربی لکھنے والے کاتب کو بلا کر جواب لکھا۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لِمُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ مِنَ المقوقس عَظِيمِ الْقِبْطِ

سَلَامٌ عَلَيْكَ،

أَمَّا بَعْدُ: فَقَدْ قَرَأْتُ كِتَابَكَ وَفَهِمْتُ مَا ذَكَرْتَ فِيهِ وَمَا تَدْعُو إِلَيْهِ، وَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّ نَبِيًّا بَقِيَ، وَكُنْتُ أَظُنُّ أَنَّهُ يَخْرُجُ بِالشَّامِ، وَقَدْ أَكْرَمْتُ رَسُولَكَ وَبَعَثْتُ إِلَيْكَ بِجَارِيَتَيْنِ لَهُمَا مَكَانٌ فِي الْقِبْطِ عَظِيمٌ، وَبِكِسْوَةٍ، وَأَهْدَيْتُ إِلَيْكَ بَغْلَةً لِتَرْكَبَهَا، وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قبط کے عظیم فرمانروا مقوقس کی جانب سے محمد بن عبد اللہ کی خدمت میں سلام

امابعد! میں نے آپ کا نامہ پڑھا اور جو کچھ آپ نے اس میں فرمایا ہے اور جس دین کی دعوت دی ہے اسے خوب سمجھا، مجھے یہ پہلے سے معلوم ہے کہ ایک نبی کا آنا باقی ہے مگر میں خیال کرتا تھا کہ اس کا ظہور ملک شام سے ہوگا، میں نے آپ کے قاصد کی پوری تعظیم کی ہے اور بطور خدمت دو لڑکیاں آپ کو بھیج رہا ہوں جنہیں قبطیوں میں عظیم مرتبہ حاصل ہے، اس کے ساتھ میں اور آپ کی خدمت میں کچھ کپڑے (کتان ریشم کے بنے ہوئے بیس جوڑے، عطر، عود اور مشک وغیرہ) اور آپ کی سواری کے لئے ایک (سفید رنگ کا) بہترین خچر (دلدل) بھیج رہا ہوں، والسلام۔ [1]

وَالْجَارِيَتَانِ مارية وسيرين وَالْبَغْلَةُ دُلْدُلُ بَقِيَتْ إِلَى زَمَنِ معاوية

باندیوں کا نام ماریہ بنت شمعون، اور سیرین تھا جو انصانامی گاؤں کے قبیلہ حفن سے تھیں اور خچر کا نام دلدل تھا جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت تک زندہ رہا۔ [2]

شاہ مصر مقوقس حاطب رضی اللہ عنہ بن بلتعہ سے عزت واحترام سے پیش آیا اور انہیں سو دینار اور پانچ جوڑے کپڑے دیئے، جب وہ شاہ مصر کے پاس پانچ دن رہنے کے بعد واپس ہونے لگے تو اس نے ان کے ساتھ ایک حفاظتی دستہ بھیجا اور کہا عنقریب آپ کے نبی کی حکومت اس علاقہ پر ہوگی

قَالَ حَاطِبٌ: فَذَكَرْتُ قَوْلَهُ لرسول الله صلى الله عليه وسلم فقال :ضَنَّ الْخَبِيثُ بِمُلْكِهِ، وَلا بَقَاءَ لِمُلْكِهِ

جب حاطب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شاہ مصر کی آخری بات گوش گزار کی تو آپ نے فرمایا اس نے صرف اپنی

---

[1] زاد المعاد ۳؍۶۰۴، ابن سعد ۱؍۲۰۰، عیون الآثر ۲؍۳۳۳

[2] زاد المعاد ۳؍۶۰۴

حکومت بچانے کے لئے اسلام قبول نہیں کیا حالانکہ اس کی حکومت باقی نہیں رہے گی۔ (۱)

چنانچہ مصر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں فتح ہوگیا، مدینہ منورہ کے راستہ ہی میں حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کی تبلیغ کی بناپر دونوں لڑکیوں ماریہ جو سفید رنگ اور سفید بالوں والی نہایت خوبصورت خاتون تھیں اور سیرین نے اسلام قبول کرلیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہ مصر کے تحائف قبول فرمائے اور ماریہ قبطیہ اور ان کی بہن سیرین کو ام سلیم بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے مکان میں ٹھیرایا، ماریہ قبطیہ بہت دین دار خاتون تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے شادی فرمائی اور انہیں بنونضیر سے حاصل ہونے والی زمینوں پر منتقل فرمادیا، وہ موسم گرما اور کھجوروں کے موسم بہار میں وہیں مقیم رہتی تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس وہیں تشریف لے جاتے تھے، ذی الحجہ آٹھ ہجری میں ان کے بطن سے آپ کے بیٹے ابراہیم پیدا ہوئے، جب ابراہیم تولد ہوئے تو آپ نے ولادت کے ساتویں دن ایک بکری ذبح فرماکر ان کا عقیقہ کیا ان کا سر منڈوایا اور بالوں کے ہم وزن چاندی فقراء میں تقسیم فرمائی اور ان کے بالوں کو زمین میں دفن کر دیا، ام المومنین ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کی دایہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیز سلمٰی تھیں، انہوں نے جاکر اپنے شوہر اور آپ کے غلام ابورافع کو ام المومنین ماریہ رضی اللہ عنہا کے لڑکا تولد ہونے کی اطلاع دی، وہ آپ کی خدمت اقدس میں پہنچا اور آپ کو یہ خوشخبری سنائی، آپ نے اس خوشی میں انہیں ایک غلام بخش میں عطا فرمادیا، اس خبر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو بہت غیرت آئی اور ایک باندی سے آپ کی اولاد پیدا ہونا انہیں بہت شاق گزرا، انصاری خواتین باہم رشک کرنے لگیں کہ کسے ان کو دودھ پلانے کی سعادت نصیب ہوتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابراہیم کو براء بن اوس بن خالد رضی اللہ عنہ کی اہلیہ ام بردہ بنت منذر بن زید کے سپرد فرمادیا اور انہوں نے دودھ پلایا اور سیرین کو حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو ہبہ فرمادیا، انہوں نے ان سے نکاح کیا جن کے بطن سے عبدالرحمان بن حسان پیدا ہوئے۔

ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابن دحداح انصاری رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر پہنچی یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سخت ملول ومحزون ہوگئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ جنازہ کے لیے تشریف لے گئے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ:صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ابْنِ الدَّحْدَاحِ قَالَ حَجَّاجٌ: عَلَى أَبِي الدَّحْدَاحِ، ثُمَّ أُتِيَ بِفَرَسٍ مَعْرُورٍ ،فَعَقَلَهُ رَجُلٌ فَرَكِبَهُ، فَجَعَلَ يَتَوَقَّصُ بِهِ، وَنَحْنُ نَتَّبِعُهُ نَسْعَى خَلْفَهُ، قَالَ: فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ، إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:كَمْ عِذْقٍ مُعَلَّقٍ، أَوْ مُدَلًّى، فِي الْجَنَّةِ لِابْنِ الدَّحْدَاحِ

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن دحداح رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی، جب تدفین ہوچکی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ننگی پیٹھ کا گھوڑا لایا گیا اس کو ایک شخص نے پکڑا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سوار ہوئے اور وہ کودتا تھا، ہم سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے دوڑتے ہوئے جارہے تھے، ان کی قوم کے ایک شخص نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں چھوہارے کی کتنی شاخیں ہیں جو ابن دحداح کے لیے لٹکائی گئی ہیں۔ (۲)

---

(۱) عیون الآثر ۲،۳۳۲/۲

(۲) صحیح مسلم كِتَابُ الْجَنَائِزِ بَابُ رُكُوبِ الْمُصَلِّي عَلَى الْجَنَازَةِ إِذَا انْصَرَفَ ۲۲۳۹، مسنداحمد ۲۰۸۳۴